تفسیر فوائد صفدریہ

افادات

شیخ التفسیر امام اہل سنت حضرت مولانا

سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ

ضبط و ترتیب

مولانا مفتی عمر نیاز بنوی صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الحسنیٰ

تفسیر صفدریہ

المعروف رموز القرآن

افادات

شیخ التفسیر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ

جلد اوّل

سُورَۃُ الفَاتِحَۃ تا سُورَۃُ الاَنعَام

ضبط و ترتیب

مولانا مفتی عمر نیاز بنوری صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

تبویب و تحقیق

قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ

بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ





نام کتاب ________ تفسیر صفدریہ

از ________ مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ

تبویب و تحقیق ________ قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

اشاعت ________ جنوری ۲۰۲۵ء

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ________ حافظ محسن یوسف
حافظ مطہر یٰسین



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.com
0423-7361591, 0322-3005015


بسم الله الرحمن الرحيم

درودِ ابراہیمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھمّ صلّ علٰی محمّدٍ وّعلٰی اٰل محمّدٍ کما صلّیتَ
علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انّک حمیدٌ مّجید
اللّٰھمّ بارک علٰی محمّدٍ وّعلٰی اٰل محمّدٍ کما بارکتَ
علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انّک حمیدٌ مّجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

از شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ ابوعمار زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتھم

نَحْمَدُهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَنُصَلِّیْ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

حضرت قبلہ والد صاحب شیخ التفسیر والحدیث مولانا سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے دین کے ہر ہر شعبے میں بڑا عظیم الشان تصنیفی، تالیفی اور تدریسی کام سرانجام دیا ہے۔ تفسیر قرآن میں تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی بیش بہا خدمات ہیں۔ جن میں تفسیر ذخیرۃ الجنان ایک بڑا علمی سرمایہ ہے۔ تفسیر قرآن کے سلسلے میں ہی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعبان ورمضان کا دورہ تفسیر قرآن بھی حضرت کی ایک بڑی گرانقدر خدمات میں سے ایک خدمت ہے۔ مقام مسرت ہے کہ حضرت کے ایک شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی عمر نیاز بنوی حفظہ اللہ نے اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران ان تفسیری نکات کو ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے محفوظ کرتے ہوئے اسے کتابی شکل میں ضبط کرلیا ہے جسے اب لاہور کے مکتبہ ''دار الحسنیٰ'' والے بڑے عمدہ اور دیدہ زیب انداز میں طبع کررہے ہیں جو انتہائی قابل مسرت اور لائق صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تفسیری افادات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ اور مفتی عمر نیاز بنوی صاحب کے لیے بھی سامان آخرت بنائے۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ابوعمار زاہد الراشدی

۱۳ / جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ

۱۶ / دسمبر ۲۰۲۴ء

فہرست مضامین

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة مَكِّيَّة

سُوْرَةُ الْبَقَرَة مَدَنِيَّة

سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَکِّیَّۃٌ

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ رِضْوَانَ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اُس کی بے پناہ عنایات ہیں کہ تفسیر صفدریہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اس فضل وکرم اور عنایات الٰہی پر جس قدر بھی شکر بارگاہ ربّ العزت میں راقم الحروف ادا کرے وہ کم ہے۔

کمترین نے جب ''دار الحسنیٰ'' کے نام سے اشاعتی ادارے کا آغاز کیا تو میری ذاتی خواہش اور دلی تمنا یہی تھی کہ قرآن وحدیث اور تفسیر سے متعلق اللہ تعالیٰ ہمارے ادارے سے کام لے لیں۔ الحمدللہ اس خواہش کو عملی جامعہ پہنانے میں راقم الحروف نے بہت سے کام کیے جو سراسر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ممکن ہوئے۔

علم تفسیر میں شیخ التفسیر والحدیث امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ اہل علم کو بہت اچھی طرح معلوم ہے۔ حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ کی ''ذخیرۃ الجنان'' کی تفسیر علمی حلقوں میں انتہائی قدر ومنزلت کے مقام پر فائز ہے۔ حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ کے دروس قرآن اور دورہ تفسیر تقریباً نصف صدی سے علم کے پیاسوں کے لیے سامان تشنگی بنی رہے۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ سیراب ہوئے۔

حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے مستفید ہونے والی ایک شخصیت میرے قابل احترام دوست حضرت مولانا مفتی عمر نیاز بنوی مدظلہ العالی بھی ہیں۔ مفتی عمر نیاز صاحب ماشاء اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں اور علوم دینیہ میں بڑی عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔

مفتی عمر نیاز بنوی صاحب مدظلہ نے شعبان ورمضان ۱۴۱۰ھ مطابق تقریباً ۱۹۹۰ء میں شیخ التفسیر الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھا اور حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ دورہ کو ریکارڈ کر کے کیسٹوں میں محفوظ بھی کرلیا اور بعد ازاں انہی کیسٹوں سے شبانہ روز محنت سے حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے ان دروس کے تفسیری نکات وفوائد کو تحریری طور پر بھی محفوظ کرلیا۔ یہ تحریری نکات علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئے۔ بعد ازاں راقم الحروف کی جب مفتی عمر نیاز بنوی صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو راقم الحروف نے اسے کتابی صورت میں چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جو ۲۰۰۸ء سے ''دار الحسنیٰ''، ''فوائد صفدریہ'' کے نام سے چھاپ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''فوائد صفدریہ'' کو بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اور علمی حلقوں میں یہ تفسیری نکات امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے بہت پسند کیے گئے۔

''فوائد صفدریہ'' کی علمی حلقوں میں مقبولیت کو دیکھتے ہوئے راقم الحروف کا خیال ہوا کہ ان نکات کو ذرا تفصّل سے اگر تفسیر کی صورت میں عوام الناس کے لیے پیش کیا جائے تو یہ ایک بڑی عمدہ اور علمی چیز ہوگی۔ اس سلسلے میں جب مفتی عمر

نیاز بنوی صاحب مدظلہ سے بات کی تو اوّل تو انہوں نے اپنی علمی مشغولیت اور مصروفیت کا تذکرہ کیا لیکن میرے پیہم اور مسلسل اصرار کی وجہ سے آخر کار انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا اور اس کام کا آغاز کیا اور پھر مختلف رجسٹروں میں یہ تفسیر ''تفسیر صفدریہ'' مکمل کر کے راقم الحروف کے حوالے کر دی۔

اس موقع پر راقم الحروف نے مناسب خیال کیا کہ اس کو ادبی انداز میں بھی مرتب کرنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ بہر حال امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جہاں علم کے شاہسوار تھے وہیں اردو، عربی اور فارسی میں بھی ادبی لحاظ سے بڑے نستعلیق اور عمدہ پیرایہ بیان کی تحریری لکھنے میں یگانہ روزگار تھے۔ اس کے لیے میرے قابل احترام دوست جناب قاری عزیر احمد تھانوی صاحب نے اس پر کام کیا اور اس میں ادبی پہلو کو دیکھا اور پرکھا مگر انہوں نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ زبان وادب کا اہتمام کرتے کرتے تفسیر صفدریہ کی زبان و بیان حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے انداز سے باہر نہ نکلنے پائے۔

تقریباً پانچ سال کی مسلسل محنت اور شبانہ روز محنت سے یہ تفسیر صفدریہ اب بڑے اعلیٰ، خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ان پانچ سالوں میں راقم الحروف اور میرے رفقاء جس ذہنی اور فکری مشکلات کا شکار ہوئے ان کا تذکرہ آپ حضرات کے لیے ضیاع وقت ہی ہوگا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنایت سے یہ تفسیر چھپ کر آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کے عمل کے لیے میں اپنے دوست حافظ محسن یوسف صاحب کا شکر گزار ہوں۔

یہاں میں آپ حضرات سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ چونکہ یہ اس تفسیر کا پہلا ایڈیشن ہے اپنی بساط کے مطابق ہر طرح کی تحقیق اور تفتیش اس کی تصحیح اور مضامین کے ربط سے متعلق پیش نظر رہی ہے لیکن پھر بھی انسان خطاونسیان کا پتلا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی علمی یا کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو فوری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی درستگی کا اہتمام کیا جاسکے۔

میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بھی دعا فرمائیں کہ اس ''تفسیر صفدریہ'' کو امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے متعلقین کے لیے ذخیرہ آخرت اور بلندی درجات کا سبب بنائے اور راقم الحروف، میرے فاضل مرتب کرنے والے دوست حضرت مولانا مفتی عمر نیاز بنوی مدظلہ، قاری عزیر احمد تھانوی صاحب، حافظ محسن یوسف صاحب اور میرے معاونین اُسامہ ندیم اور جنید ندیم کے لیے بھی دنیا وآخرت میں ترقی وخوشنودی کا سامان بنائے۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

العارض

۲۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۳ھ — ندیم سعید بٹ

مطابق یکم نومبر ۲۰۲۱ء — مدیر: ''دارالحسنیٰ''

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

جس سورت سے قرآن کریم کا آغاز ہو رہا ہے اس کا نام سورۃ فاتحہ ہے۔ اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ مکی سورت ہے اس کی سات آیات ہیں۔ اور یہ ایک رکوع پر مشتمل ہے۔

سورۃ فاتحہ کے نام:

اس کا مشہور نام تو سورۃ فاتحہ ہے مگر اس کے اور بھی متعدد نام ذکر کیے گئے ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بیس (۲۰) سے زیادہ نام ذکر کیے گئے ہیں اور یہ بات اس سورۃ کے شرف اور مرتبے پر دلالت کرتی ہے جن میں درج ذیل نام بہت مشہور ہیں:

① الفاتحہ، ② اُم الکتاب، ③ اُم القرآن، ④ کافیہ، ⑤ شافیہ، ⑥ الدعاء، ⑦ سبع مثانی، ⑧ الوافیہ، ⑨ الکنز، ⑩ الاساس۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

"میں پناہ حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

"شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝1 الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝2 مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝3

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ جو مالک ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝4 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝5

جزا اور بدلے کے دن کا۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝7 ع

راستہ ان لوگوں کا جن پر تُو نے انعام کیا، اُن لوگوں کا راستہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ گمراہوں کا۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْحَمْدُ: سب تعریفیں، اَلْعٰلَمِيْنَ: سارے جہان، اَلدِّيْنِ: جزا، اِيَّاكَ: تجھ ہی سے، نَعْبُدُ: ہم عبادت کرتے

ہیں، نَسۡتَعِیۡنُ : ہم مدد چاہتے ہیں، اِھۡدِنَا: تو ہم کو ہدایت دے، الصِّرَاطَ : راستہ، اَلۡمُسۡتَقِیۡمَ : صحیح، اَلَّذِیۡنَ، جنہوں، اَنۡعَمۡتَ: انعام کیا، غَیۡرِ: سوائے، الۡمَغۡضُوۡبِ: غضب کیا گیا، الضَّآلِّیۡنَ: گمراہ۔

اہم نکات:

یہ سورۃ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے شروع ہوئی ہے۔اس سورۃ کا مشہور نام ''الفاتحہ'' ہے فتح کا ایک معنی کھولنا بھی ہے اس سورۃ سے چونکہ قرآن کریم کی ابتداء ہوتی ہے اس لیے اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ میں مانگنے کا طریقہ سکھایا گیا:

سورۃ فاتحہ میں طریقہ سوال سکھایا گیا ہے کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا ہے تو پہلے اس کی تعریف کرتا ہے پھر اس کے ساتھ اپنا تعلق بتاتا ہے کہ آپ کا اور میرا رشتہ یہ ہے۔ اور پھر مقصود بیان کرتا ہے کہ اس مقصد کے لیے آیا ہوں۔ یہی کلام کا طرز اور عرض گزارش کا طریقہ مسلمانوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

اس طرح اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۳﴾ تک تعریف ہے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۴﴾ میں تعلق ہے۔ اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾ سے آخر تک میں مطلوب یعنی طلب کرنے کا انداز اور دعا مانگنے کا طریقہ بیان ہے۔

رحمٰن اور رحیم میں فرق:

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شاہ عبد العزیز محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ رحمٰن وہ ہے جو بن مانگے عطا کرے، اور رحیم وہ ہے جو مانگ کر دے۔ اب اللہ تعالیٰ جو سب کچھ عطاء کرتا ہے، اعضاء دیتا ہے بغیر مانگے دیتا ہے تو رحمٰن ہوا۔ اور ہم صحت وغیرہ مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو رحیم ہوا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ رحمٰن کا معنیٰ ''عام الرحمت'' ہے جو کافر و مؤمن سب کو عطا کرتا ہے۔ اور رحیم کا معنیٰ ''تام الرحمت'' ہے جو صرف مومنین کو دیتا ہے۔

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اس میں ہدایت کے بارے میں رہنمائی اور درخواست ہے اور اس کے بعد ''ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖ فِیۡهِ ۚ هُدًی'' میں اجابتِ درخواست ہے۔ کہ لو جو ہدایت تم طلب کرتے ہو، وہ یہ ہے۔

ہدایت سے متعلق تین گروہ:

کتاب اللہ کی ہدایت کے بارے میں تین گروہ ہیں۔

۱ ...... پہلا گروہ وہ ہے جو زبان اور دل کے ساتھ دین اسلام کو مان لے یہ اہل ایمان ہیں اور ان کا ذکر اُولٰٓئِکَ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ﴿۵﴾ تک ہے۔

۲......دوسرا گروہ وہ ہے، جو زبان اور دل کے ساتھ اسلام کو نہ مانے یعنی کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور دیگر گمراہ فرقے ان کا ذکر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے آگے ہے۔

۳......تیسرا گروہ وہ ہے، جو زبان سے تو مان لے لیکن دل سے نہ مانے یعنی منافقین کا گروہ، ان کا ذکر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک ہے۔

تفسیری نکات: بِسْمِ اللّٰه اور ابتدائی آیات کی تشریح:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا معنی ہے کہ میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہاں چونکہ کتاب کو شروع کرنا ہے اس لیے شروع کا فعل نکالتے ہیں ورنہ جس کام کے لیے پڑھو گے وہی فعل نکالیں گے مثلاً کھانا کھانا ہے تو وہاں اٰكُلُ کا فعل نکالیں گے اور ترجمہ ہوگا میں کھانا کھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر کچھ پینا ہے تو اَشْرِبُ کا فعل نکالیں گے کہ میں پیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے اور پڑھنے کے وقت اَقْرَءُ نکالیں گے کہ میں پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ایک ہے حمد اور ایک ہے مدح۔ حمد ایسی تعریف کو کہتے ہیں جو کسی کے ذاتی افعال پر کی جائے ذاتی اوصاف پر کی جائے۔ مدح عام ہے کسی کی خوبی ذاتی ہو یا غیر ذاتی ہو۔ اس پر جو تعریف کی جائے تو اس کو مدح کہتے ہیں۔

لہٰذا حمد صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ اس کی تمام خوبیاں اور اوصاف ذاتی ہیں مستعار اور مانگی ہوئی نہیں ہیں اور ''تمام'' کا معنی الف لام کا ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ ربّ کا معنی ہے پالنے والا، تربّیت کرنے والا، اگر انسان صرف ربّ کا مفہوم ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جا سکتا کیونکہ تربیت کے لیے رہائش کی ضرورت خوراک کی ضرورت، پانی کی ضرورت، ہوا کی ضرورت، حفاظت کی ضرورت اور جتنی بھی چیزیں تربیت کے لیے ضروری ہیں وہ سب ربّ تعالیٰ کے پاس اور اسی کے اختیار میں ہیں۔ تو کوئی اور اس کا شریک اور حصے دار کس طرح بن گیا؟ اور اس کے سوا کسی اور کے پاس حاجت روائی کے لیے جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور تربیت کرنے والا صرف ربّ تعالیٰ ہے۔

اَلْعٰلَمِيْنَ جمع ہے عالم کی اور عالم کے معنی ہیں جہانوں اور جمع کا صیغہ اس لیے لائے ہیں کہ عالم کئی طرح کے ہیں جیسے انسانوں کا عالم، حیوانات کا عالم، پرندوں کا عالم، کیڑے مکوڑوں کا عالم، جمادات کا عالم وغیرہ تو ان تمام عالموں کا

پالنے والا، بنانے والا، چلانے والا صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ بے حد مہربان اَلرَّحِیْمِ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ جو مالک ہے جزا اور بدلے کے دن کا۔

دِیْن کا معنی بدلا اور جزا ہے۔ آج بھی حقیقی مالک تو وہی ہے مگر عارضی طور پر بندوں کو بھی مالک بنایا ہے۔ جو کہ تیری میری کہتے ہیں۔ کہ اِدھر تیری حکومت ہے اور اُدھر میری حکومت ہے۔ فلاں چیز تیری ہے اور فلاں چیز میری ہے۔ تیرا اقتدار ہے اور میرا اقتدار ہے۔ مگر قیامت کے دن جب تمام کائنات جمع ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ؟ بتاؤ آج کس کا ملک اور شاہی ہے؟ دنیا میں تم بادشاہ، صدر اور وزیر اعظم بنے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ میرا ملک اور میری شاہی ہے۔ اس وقت سب کی زبان سے نکلے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ آج اللہ واحد، قہار کی شاہی ہے۔ وہاں میری، تیری کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ اے پروردگار! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ قاعدے کے مطابق تو نَعْبُدُكَ ہونا چاہیے تھا۔ کہ نَعْبُدُ پہلے اور ''کاف'' ضمیر بعد میں ہونی چاہیے تھی کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں مگر ضمیر کو فعل فاعل پر مقدم کر دیا تاکہ حصر پیدا ہو جائے۔ اب معنی ہوگا کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ زبانی عبادت بھی اور بدنی عبادت بھی اور مالی عبادت بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور خاص اے اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

مدد طلب کرنے کی مختلف اشکال:

استعانت یعنی مدد کی دو اقسام ہیں:

① ......ایک ظاہری اور اسباب کے تحت مدد ہے کہ مثلاً بیمار آدمی حکیم اور ڈاکٹر سے مدد لیتا ہے۔ غریب امیر سے مدد لیتا ہے۔ کمزور آدمی کوئی وزنی کام خود نہیں کر سکتا طاقت ور سے بدنی مدد لیتا ہے کہ میرا ہاتھ بٹاؤ یہ ظاہری اور اسباب کے تحت استعانت ہے۔ اس کے جائز ہونے میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی استعانت کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ تو اسباب کے تحت جو مدد اور معاونت ہے یہ جائز ہے۔

② ......دوسری طرح کی مدد ہے مَافَوْقَ الْاَسْبَابْ یعنی اسباب سے بالاتر کسی سے مدد مانگنا اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسے یہ کہا جائے کہ یا اللہ میں بیمار ہوں مجھے شفا عطا فرما یہ تندرستی دینا اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ مجھے کوئی

ذہنی پریشانی ہے اس کو دور کرنے کے لیے میں کہوں کہ یا اللہ میری پریشانی دور فرما یا اے اللہ پاک میری روزی میں برکت اور فراوانی عطا فرما تو یہ امور سب کے سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہم کو سیدھے راستے پر صِرَاطَ الَّذِيْنَ راستہ ان لوگوں کا اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جن پر تو نے انعام کیا۔

اتباع کرنے والے کن لوگوں کے ہمراہ ہوں گے:

قرآن کی سب سے عمدہ تفسیر وہ ہے جو خود قرآن حکیم سے ہو تو اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر جو قرآن نے کی ہے وہ اس طرح ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وہ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں اور صالحین ہیں۔ ان چاروں پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے۔

(۱)...... پہلے درجے میں اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو انعام اپنے پیغمبروں پر کیا ہے وہ اور کسی پر نہیں کیا۔

(۲)...... دوسرے نمبر پر صدیق ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تصدیق کی ہے۔

(۳)...... تیسرے نمبر پر شہداء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے کافروں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

(۴)...... چوتھے نمبر پر صالحین ہیں۔ کہ وہ نہ تو پیغمبر ہیں نہ صدیق ہیں، نہ شہید ہیں۔ بلکہ ایمان لا کر نیکیاں کر کے اخلاق حسنہ کے ساتھ نیکوں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔

صراط مستقیم کیا ہے؟:

یہ چار گروہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے۔ یہ صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ اور صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اس کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمائی ہے اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۳ میں صراطِ مستقیم کے متعلق فرماتا ہے۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں آؤ میں پڑھ کر سناؤں تمہیں وہ چیزیں جو حرام فرمائی ہیں تمہارے پروردگار نے تم پر وہ یہ ہیں کہ تم شریک نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو غربت کی وجہ سے ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی اور نہ قریب جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہری ہوں یا جو پوشیدہ ہوں ان میں سے اور نہ قتل کرو اس جان کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تم کو تا کہ سمجھ جاؤ۔

اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی قوت کو اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب تم بات کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اگرچہ قریبی رشتہ ہی کیوں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ یہ وہ چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ پس اس پر تم چلو۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی وضاحت فرمائی ہے اور اصول بیان فرمائے ہیں اور اس پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ آگے فرمایا:

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کا راستہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب ہوا وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ گمراہوں کا۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۴، مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۳۷۸ میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یہودی ہیں اور الضَّآلِّيْنَ نصاریٰ ہیں۔

گمراہی کے دو اسباب:

یہودی حقیقت کو جانتے اور سمجھتے تھے پھر ایمان نہیں لائے۔ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں مگر ضد کی وجہ سے مانتے نہیں تھے۔ گمراہی کے دو ہی طریقے ہیں:

① ......ایک یہ کہ لاعلمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے حق کو نہ حاصل کر سکے۔

② ......دوسرا یہ کہ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی انکار کر دے۔

یہودی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو پہچاننے اور قرآن کریم کو حق جاننے کے باوجود محض ضد کی وجہ سے انکار کرتے تھے اور نصاریٰ کے پاس اس وقت اتنا علم نہیں تھا جتنا یہود کے پاس تھا۔ تو نصاریٰ لاعلمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے گمراہ ہوئے۔

اٰمِیْن: آمین کا مطلب ہے کہ ''اے اللہ آپ ہماری دعا کو قبول فرمالیں۔'' آمین کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے۔ آمین قرآن حکیم میں اس لیے تحریر نہیں کی گئی ہے کہ پڑھنے والا یہ نہ سمجھ لے کہ یہ (آمین) قرآن حکیم کا حصہ ہے تو اس احتیاط کی وجہ سے اسے قرآن میں تحریر نہیں کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ البقرہ مدنی سورت ہے اس کی دوسو چھیاسی (۲۸۶) آیات ہیں اور چالیس (۴۰) رکوع ہیں۔اس سورۃ کا نام سورۃ البقرہ اس لیے ہے کہ اس میں گائے یا بیل کا تذکرہ ہے قاموس، صراح اور مختار الصحاح والوں نے اس پر تصریح کی ہے کہ بَقَرَةٌ کا لفظ گائے اور بیل دونوں پر بولا جاتا ہے۔حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے " اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً " کا ترجمہ کیا ہے " بیل کو ذبح کرو"۔

سورۃ البقرہ کے دیگر نام:

مسند الفردوس کی مرفوع حدیث ہے کہ سورۃ البقرہ کا نام "فسطاط القرآن" ہے اور اس کی وجہ اس سورۃ کا تمام سورتوں سے بڑا ہونا اور احکام شرعیہ کا اس سورۃ میں سب سے زیادہ ہونا ہے۔اسی طرح مستدرک حاکم کی حدیث میں اس کا نام "سنام القرآن" وارد ہے اور سنام کسی چیز کے اوپر والے اور اونچے حصہ کو کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

"شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

"الٓمّٓ یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں

بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

بن دیکھے اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَيْبَ: شک، هُدًى: ہدایت، لِلْمُتَّقِيْنَ: متقین کے لیے، يُؤْمِنُوْنَ: وہ ایمان رکھتے ہیں، اَلْغَيْبِ: بن دیکھے، يُقِيْمُوْنَ: وہ قائم کرتے ہیں، اَلصَّلٰوةَ: نماز، مِمَّا: اس چیز سے، يُنْفِقُوْنَ: وہ خرچ کرتے ہیں، بِمَآ: جو، اُنْزِلَ: اُتارا گیا، اِلَيْكَ: آپ کی طرف، مَآ: جو کچھ، قَبْلِكَ: آپ سے پہلے، اَلْاٰخِرَةِ: آخرت، يُوْقِنُوْنَ: وہ یقین رکھتے ہیں۔

ربط:

سورۃ الفاتحہ میں آیا تھا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی ہدایت اور رہنمائی کی درخواست کی گئی تھی یہاں اب فرمایا گیا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ کہ تم نے جو دُعا کی تھی اب اس کتاب میں دُعا کی قبولیت ہے کہ جو ہدایت تم طلب کرتے تھے وہ یہ کتاب قرآن حکیم ہے۔

(اہم نکات) مقطعات قرآن کے بارے میں متعدد اقوال:

قرآن پاک کی وہ سورتیں جن کے شروع میں حروف مقطعات ہیں وہ انتیس (۲۹) ہیں۔ان حروف مقطعات کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

۱......بعض حضرات نے ان کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ "ھُوَ رَمْزٌ فِیْمَا بَیْنَ اللّٰهِ وَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ". یعنی ان کے معانی و مراد اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جانتے ہیں۔

۲......اکثر مفسرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ. یعنی ان کے معانی و مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

۳......تیسری تفسیر یہ ہے۔کہ الف سے مراد اللہ، لَام سے جبرئیل علیہ السلام اور میم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔یعنی اللہ کی طرف سے جبرئیل کے ذریعے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس قرآن کا نزول ہوا۔

۴......چوتھی تفسیر یہ ہے کہ الف سے مراد اٰلَآءُ اللّٰهِ اَیْ نِعَمُ اللّٰهِ اللہ کی تمام نعمتیں مراد ہیں ،لام سے مراد لُطْفُ اللّٰهِ تمام لطف وکرم اور مہربانیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔میم سے مراد مُلْكُ اللّٰهِ ہر شے کا مالک وخالق اللہ ہے۔

۵......پانچویں تفسیر وہ ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی" یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کچھ اسماء ہیں۔

اشکال اور اس کا جواب:

اس تفسیر پر بظاہر اشکال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے تو کل ننانوے نام ہیں۔ان میں سے تو الٓمّٓ نہیں ہے۔

جواب اول: تفسیر ابن کثیر، روح المعانی، تفسیر ابو سعود میں تصریح ہے۔ خَمْسَةُ اٰلَافِ اَسْمَآءِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے میں منحصر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام اور بھی ہیں تو شاید یہ بھی ان میں سے ہو۔

جواب دوم: هِیَ مِنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے کسی اسم کی طرف مشیر ہے۔الف سے مراد اللہ، لام سے مراد لطیف اور میم سے مراد ملک ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ پر اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں لیکن

اس کے بعد وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا...... الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ شک ہے۔ تو بظاہر اس میں تناقص ہے۔

جواب: یہ ہے کہ تناقص میں آٹھ شرائط کا ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں:

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدت موضوع و محمول و مکاں
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

لہٰذا یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ وحدت موضوع نہیں ہے یہاں موضوع کتاب ہے اور آیت ثانی میں موضوع لوگوں کے اذہان ہیں۔ قرآن میں تو شک نہیں لیکن لوگوں کے اذہان میں شک ہوسکتا ہے۔

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ پر اعتراض اور اس کا جواب:

سوال: یہ تو کوئی کمال نہیں کہ صرف متقین کے لیے ہدایت ہے غیر متقین کے لیے نہیں؟

جواب: اس کا جواب صاحب جلالین نے یوں دیا ہے کہ اس کا مطلب "اَلصَّائِرِیْنَ اِلَی التَّقْوٰی" ہے یعنی جو لوگ تقویٰ کیطرف جانے والے ہیں ان کیلئے ہدایت ہے۔

اس سورت میں دوسری جگہ اس طرف اشارہ ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاس.
یعنی تمام لوگوں کیلئے ہدایت ہے چاہے وہ متقی ہوں یا غیر متقی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بالقوۃ سب کیلئے ہدایت ہے جبکہ بالفعل صرف متقین کیلئے ہے۔

یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ تقویٰ کا لغوی معنی مراد ہے اصطلاحی نہیں مطلب ہوگا کہ ہر ڈرنے والے کیلئے ہدایت ہے اور ڈرتا کافر بھی ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ

تفسیر کبیر، تیسیر روح المعانی اور تفسیر البحر المحیط میں لکھا ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہو۔ خواہ علم ہو یا مال ہو یا قوت بدنی ہو یا عقل یعنی اصابت الرائے ہو یہ سب اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

تفسیری نکات: قرآن شک وشبہ سے بالاتر ہے:

الٓمّٓ: الف۔ لام۔ میم مستقل آیت کریمہ ہے اور اس میں تین حرف ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کو دس نیکیاں ملیں گی (اور قرآن کریم سننے والے کو بھی ہر ہر حرف کے بدلے دس

دس نیکیاں ملتی ہیں)۔تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم الگ حرف ہے۔ گویا الٓمّٓ پڑھنے والا تیس نیکیوں کا حقدار ہے۔ اسی طرح سننے والا بھی تیس نیکیوں کا مستحق ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ کتاب جو ہمارے سامنے موجود ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور منبع رشد و ہدایت ہے۔ اور اس کی ہر بات حقیقت پر مبنی ہے۔ اس پر بظاہر یہ سوال ہوتا ہے کہ شک کرنے والوں نے تو قرآن کریم پر شک کیا۔ چنانچہ خود قرآن کریم میں موجود ہے اسی پارے کا تیسرا رکوع اس کی دوسری آیت دیکھو۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور اگر ہو تم شک میں اس جز کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے تو لاؤ تم اس جیسی کوئی سورۃ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شک کرنے والوں نے قرآن کریم پر شک کیا ہے۔

قرآن کریم میں شک کا مطلب:

لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں تو شک نہیں ہے یہ ان کے ذہنوں میں شک تھا تو یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں آپس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اس کی مثال تم اس طرح سمجھو کہ جیسے شہد ہے کہ اس کے میٹھا ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے لیکن صفراوی مزاج والے آدمی کو بخار ہو تو اسے شہد کڑوا لگتا ہے۔ شہد تو کڑوا نہیں ہے اس کا مزاج کڑوا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں تو شک نہیں ہے ان کے ذہنوں میں شک ہے۔

یا اس طرح سمجھو کہ بعض آدمی بھینگے ہوتے ہیں۔ ان کو ایک کی بجائے دو چیزیں نظر آتی ہیں تو چیز تو ایک ہوتی ہے مگر اس کی آنکھوں میں خلل ہوتا ہے۔

هُدًى یہ تو صرف ہدایت ہے لِّلْمُتَّقِيْنَ پرہیز گاروں کے لیے۔ اس پر بھی بظاہر اعتراض ہوتا ہے کہ جو پہلے ہی پرہیز گار ہیں ان کے لیے ہدایت ہونا کیا کمال ہے۔ کمال تو یہ تھا کہ نافرمانوں اور مجرموں کے لیے یہ کتاب ہدایت ہوتی۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قرآن کریم ہدایت تو تمام انسانوں کے لیے ہے جیسا کہ دوسرے پارہ میں ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ یعنی رمضان کا مہینہ کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور سورۃ فرقان میں ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان نازل فرمایا اپنے بندے پر تاکہ تمام جہانوں کے لیے نذیر بنے۔ لیکن چونکہ فائدہ اس سے پرہیز گار اٹھاتے ہیں دوسرے لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے اس لیے ان کے لیے ہدایت پہنچنے کے اعتبار سے ہے کہ متقی اس کو قبول کرنے والے ہیں متقی کون لوگ ہیں۔

مومنوں کی صفات: پہلی صفت:

پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو بن دیکھے ایمان بالغیب لاتے ہیں۔یعنی اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ذات ہے جو تمام صفات و کمالات کو جامع ہے اور سارا جہان اس کے تصرف اور قبضے میں ہے۔اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہاء ہے، نہ اس کا باپ ہے، نہ ماں ہے، نہ وہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ وہ بیمار ہوتا ہے، نہ اس کو موت آئے گی، وہ تمام کمزوریوں اور عیبوں سے پاک اور مبرا ہے۔

جس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا ہے مگر اس پر ہمارا ایمان ہے اسی طرح ہم نے پیغمبروں کو بھی نہیں دیکھا ہے مگر ان پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ سب سے پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان کے درمیان جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں برحق پیغمبر تھے۔

اسی طرح ہم نے فرشتوں کو بھی نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے کہ فرشتے موجود ہیں۔

اسی طرح جنت اور دوزخ پر بن دیکھے ہمارا ایمان ہے۔ پل صراط، میدان محشر کو بن دیکھے مانتے ہیں، قبر کی راحت اور تکلیف کو نہیں دیکھا مگر اس پر ایمان ہے۔تو متقیوں کی پہلی صفت ایمان بالغیب۔ ہے یعنی عقیدے کا درست ہونا۔

دوسری صفت:

مومنوں کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں یعنی وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو تمام شرائط اور واجبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ جو لوگ رکوع، سجود، قومہ، جلسہ اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کرتے ان کی نماز کامل نہیں ہوتی۔

اسی طرح جو آدمی بغیر مجبوری کے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا اکیلے پڑھ لیتا ہے۔اس کی بھی کامل نماز نہیں ہوتی۔اور جو لوگ مسجد کے قریب رہتے ہیں وہ اگر مسجد میں نماز نہ پڑھیں تو ان کی نماز بھی نہیں ہوگی۔۔ حدیث شریف میں آتا ہے "لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الۡمَسۡجِدِ اِلَّا فِیۡ الۡمَسۡجِدِ" مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہی ہوتی ہے۔ ہاں کوئی بڑھاپے کی وجہ سے گھٹنوں سے رہ گیا یا بیمار ہے یا بارش کی وجہ سے مسجد میں نہیں آسکتا یا سفر پر ہے یا اندھیرا ہے یا اور کوئی ایسی وجہ ہے تو اس کو گھر میں نماز پڑھنے پر بھی پوری نماز کا ثواب ملے گا۔

تیسری صفت:

وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ اور اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔اکثر حضرات تو فرماتے ہیں کہ چیز سے مراد مال ہے یعنی ہم نے ان کو جو مال دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں عشر نکالتے ہیں،

فطرانہ ادا کرتے ہیں اور نفلی صدقات بھی کرتے ہیں بخاری شریف میں روایت ہے ''اِنَّ فِی الْمَالِ حَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃِ'' بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ سے مراد صرف مال ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمت اور قوت عطا فرمائی ہے، علم ہے، عقل ہے، بدنی طاقت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ کسی کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے وہ اس کو خرچ کرتے ہیں کہ دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں۔

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس شریعت کا ایک مسئلہ بھی ہے تو اس کو دوسروں تک پہنچانا تمہارے فریضہ میں داخل ہے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی ہے تو وہ دوسروں کو اچھا مشورہ دے ان کی رہنمائی کرے کسی کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ بدنی عطا فرمائی ہے تو وہ کمزوروں کی بدنی مدد کرے کہ ان کے کام آئے ان کا ہاتھ بٹائے۔

چوتھی صفت:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ قرآن کریم اور حدیث شریف پر ایمان لاتے ہیں۔ حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ'' بے شک آگاہ رہو مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن بھی دیا ہے اور حدیثیں بھی عطا کی ہیں۔

قرآن اور حدیث میں فرق یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے الفاظ وہ ہیں جو لوحِ محفوظ سے نازل ہوئے ہیں اور حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلفظ فرمائے ہیں اور مفہوم قرآن وحدیث دونوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور مفہوم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کی تعبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں فرماتے تھے۔

جبرائیل علیہ السلام جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ترجمہ اپنی زبان میں کردیتے تو قرآن بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لہٰذا جس طرح قرآن کریم کا منکر کافر ہے اسی طرح مجموعی حیثیت سے احادیث کا منکر بھی پکا کافر ہے۔

پانچویں صفت:

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ اور اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں اور صحیفے ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے اور ایمان مفصل میں ہم پڑھتے ہیں ''اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ'' میں

ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس چیز پر جو آپ ﷺ پر نازل کی گئی اور اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کی گئی اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نے آنا ہوتا تو فرماتے اور ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ ﷺ کے بعد نازل کی جائے گی مگر یہ نہیں فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کے بعد نازل ہونے والی کوئی چیز تھی ہی نہیں اس لئے مِنۡ بَعۡدِكَ نہیں فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد نبوت ہوتی اور وحی آنی ہوتی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے متعلق بھی فرماتے۔

چھٹی صفت:

وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ قیامت حق ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور یاد رکھنا قیامت دور نہیں ہے آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے ''مَنۡ مَّاتَ فَقَدۡ قَامَتۡ قِيَامَتُهٗ'' جو شخص مرتا ہے پس تحقیق اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ جنت دوزخ سامنے آجائے گی بلکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے دنیا کی زندگی کے آخری لمحات میں ہی فرشتے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ جو مرنے والے کے علاوہ دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ انہی چیزوں پر بغیر دیکھے ایمان لانا ایمان بالغیب ہے۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

''یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر

سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ

کیا برابر ہے ان پر کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے

عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿٧﴾ ع

دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُولٰٓئِكَ: وہ سب، اَلۡمُفۡلِحُوۡنَ: فلاح پانے والے، سَوَآءٌ: برابر ہے، اَنۡذَرۡتَهُمۡ: ڈرایا ہو آپ نے ان کو، اَمۡ: یا، لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ: نہ ڈرایا ہو ان کو، خَتَمَ: اس نے مہر لگائی، قُلُوۡبِهِمۡ: ان کے دل، سَمۡعِهِمۡ: ان کی سماعت، اَبۡصَارِهِمۡ: آنکھیں، غِشَاوَةٌ: پردہ، عَذَابٌ: سخت سزا، عَظِيۡمٌ: بڑا۔

ربط:

مؤمنین کی صفات بیان کرنے کے بعد اب اُن صفات کے حامل حضرات کا نتیجہ بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات:

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

کیا قرآن کے مضامین کا آپس میں ربط ہے؟

یہاں ایک بات اور سمجھ لیں وہ یہ کہ آیا قرآن کریم آپس میں مربوط ہے یا نہیں اس طرح کہ سورتوں کا سورتوں کے ساتھ ربط رکوع کا رکوع کے ساتھ ربط آیتوں کا آیتوں کے ساتھ آپس میں ربط اور جوڑ ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلے میں مفسرین کرام رحمہم اللہ کے دو گروہ ہیں۔

[۱]......مفسرین کرام رحمہم اللہ کے ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ کوئی ربط نہیں ہے، یہ شاہی فرمان ہے، بادشاہ اپنے ایک وزیر کو حکم دیتا ہے کہ تو نے یہ کام کرنا ہے دوسرے وزیر کو حکم دیتا ہے کہ تو نے وہ کام کرنا ہے۔ باورچی کو اس کے کام سے متعلق حکم دیتا ہے۔ دھوبی کو اس کے متعلقہ حکم دیتا ہے کہ تو نے کپڑے دھونے ہیں، ان کو استری کرنی ہے۔ یعنی ہر ایک کے حال کے مطابق حکم دے گا۔ ان کے درمیان ربط کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بادشاہ کے احکام ہیں بس ٹھیک ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہر ایک کے حال کے مطابق احکام جاری فرمائے ہیں ان میں ربط تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس شاہی فرمان ہے، اس کو مانو اور اس پر عمل کرو۔

[۲]......اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بے شک قرآن کریم شاہی فرمان ہے مگر شاہی فرمان ہونے کے باوجود اس میں ربط موجود ہے۔ اور قرآن کریم کی تفسیر میں جو خاص مشکل چیزیں ہیں ان میں ایک باہم ''ربط'' بیان کرنا بھی ہے۔

جو حضرات ربط کے قائل ہیں ان میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے پیر و مرشد مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی دیگر بزرگ شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ میں یہ ربط ہے کہ سورۃ فاتحہ میں صراط مستقیم کا مطالبہ تھا۔ اور سورۃ بقرہ میں اس کی منظوری ہے کہ تم نے جو ہدایت مانگی تھی وہ میں نے اس کتاب کی شکل میں تمہیں دے دی ہے۔

انسانوں کے تین گروہ:

جب بھی کوئی نبی اور پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے تو اس کو تین طرح کے انسانوں سے واسطہ پڑا ہے۔

(۱)......ایک وہ جنہوں نے اس کو دل اور زبان سے مانا اور یقین کیا یعنی انہوں نے اس کو ظاہراً اور باطناً تسلیم کیا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اس گروہ کا ذکر تھا۔ یہ مومن متقی کہلاتے ہیں۔

﴿٢﴾......اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو نہ دل سے مانتا اور تسلیم کرتا ہے اور نہ زبان سے یہ کافر جابر کہلاتا ہے اگلی دو آیتوں میں اس گروہ کا ذکر ہے۔

﴿٣﴾......اور تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو زبان سے مانتے ہیں مگر دل سے تسلیم نہیں کرتے، یہ منافق کہلاتے ہیں۔

اگلے سارے رکوع میں یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سے لےکر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ تک ان کا ذکر ہے۔ اور ایسے لوگوں سے چونکہ زیادہ خطرہ ہوتا ہے کہ یہ اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ ہوتے ہیں اس لئے ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ ان دو آیتوں میں جابر کافروں کا ذکر ہے۔ جو نہ دل سے مانتے ہیں اور نہ زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ یعنی انہوں نے قرآن کریم کو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دل سے مانا اور نہ زبان سے اقرار کیا۔

کافروں کا انجام:

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ برابر ہے ان پر ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ڈرائیں اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ یا نہ ڈرائیں لَا يُؤۡمِنُوۡنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اس آیت پر دو اشکال وارد ہوئے ہیں:

﴿١﴾......ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کفار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے تو جب ان کے حق میں ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے تو ان کو ایمان کی دعوت دینا اور تبلیغ کرنے کا کیا فائدہ؟۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ایسا مہمل کام کیوں لگایا ہے؟۔

اس کے جواب میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ فرمایا ہے سَوَآءٌ عَلَيۡكَ نہیں فرمایا۔ یعنی ان کافروں کے لیے برابر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تبلیغ کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت اور تبلیغ کا ثواب ملے گا۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔

﴿٢﴾......دوسرا اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يُؤۡمِنُوۡنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ حالانکہ بہت سارے کافر ایمان لائے دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے کافر مشرک ہی تو تھے اس کے جواب میں مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے مصداق وہ کافر ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ان کی استعداد خراب ہے اور ان کا خاتمہ کفر پر ہونے والا ہے۔ جیسے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ جن کا خاتمہ کفر پر ہی ہوا اور جن کی قسمت میں ایمان تھا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ پر ایک اشکال اور اس کا جواب:

ایک اشکال یہاں پر یہ وارد ہوتا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی تو ان بے چاروں کا کیا قصور ہے

کہ ان کو سزادی جاتی ہے وہ تو غیر مختار ہیں۔

جواب: اس اشکال کا جواب پارہ ۲۳ سورۃ حم سجدہ میں دیا گیا ہے وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَكِنَّةٍ یعنی کافروں نے کہا کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔

انہوں نے ایمان لانے سے انکار کردیا کہ توحید، رسالت ومعاد سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى. جو ہدایت کا طالب نہیں ہوتا اُس کو ہدایت نہیں دی جاتی ہے۔

دوسرا جواب: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک ہدایت نہیں دیتا جب تک اُس میں خود ہدایت حاصل کرنے کی طلب نہ ہو تو انہوں نے خود اپنی حالت تبدیل نہیں کی تھی۔

تیسرا جواب: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان کو قبول کرنے والے نہیں تھے ورنہ ان پر پیش تو کردیا گیا۔

معتزلہ اور جبریہ عقائد باطلہ اور اہل سنت والجماعۃ کا صحیح نظریہ:

(۱)......ایک فرقہ ہے معتزلہ، معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ اگر ہم تقدیر مانتے ہیں تو ہمیں کس نیکی کا صلہ ملے گا؟ کیونکہ جو لکھا ہے وہی کرتے ہیں اس میں ہمارا کیا اختیار ہے؟۔ لہٰذا انہوں نے سرے سے تقدیر کا انکار کردیا۔

(۲)......اور دوسرا فرقہ ہے جبریہ، وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں، ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سے سب کچھ کرواتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مجبورِ محض ہیں۔

لیکن اہل السنۃ والجماعت کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو مجبور محض بھی نہیں بنایا اور ہر چیز کا اختیار بھی نہیں دیا اور جتنا اختیار دیا ہے اس سے اتنا ہی پوچھا جائے گا۔

البتہ ایک سوال خاصا مشکل ہے وہ یہ کہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اور اس لکھے ہوئے کو ہم بدل نہیں سکتے تو پھر ہم مجبور محض ہوئے۔ یہ بات اسی طرح ہے کہ سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ علماء متکلمین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے۔ اسے علم تھا کہ کس نے اپنی مرضی سے ایمان لانا ہے اور کس نے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرنا ہے کس نے نیکی کرنی ہے اور کس نے بدی کرنی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے سب کچھ لکھ دیا ہے کہ یہ کچھ ہوگا اور کریں گے اپنی مرضی سے، اس طرح نہیں لکھا فلاں کو اس طرح کرنا پڑے گا جو انہوں نے کرنا تھا وہ لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا آدمی مختار ہے ایمان لانے میں اور کفر اختیار کرنے میں مجبور نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کا نتیجہ بھی بیان فرمادیا کہ جو متقی ہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی فلاح پانے والے ہیں اور جو کافر ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کفر سے اور اس کے نتائج سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر طرح کے عذاب سے بچائے اور محفوظ فرمائے آمین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿8﴾

اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور نہیں ہیں وہ ایمان لانے

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿9﴾ فِيْ

والے۔ دھوکہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی جانوں کو اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿10﴾

ان کے دلوں میں بیماری ہے پس زیادہ کردیا اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور ان کے لیے عذاب ہوگا دردناک اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿11﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو نہ فساد مچاؤ زمین میں کہتے ہیں پختہ بات ہے ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں خبردار بے شک وہی ہیں

الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿12﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا

فساد کرنے والے اور لیکن ان کو شعور نہیں ہے۔ اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے ہیں لوگ تو کہتے ہیں

اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿13﴾ وَاِذَا

کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لائے ہیں بے وقوف۔ خبردار! بے شک یہی لوگ ہیں بے وقوف اور لیکن وہ جانتے نہیں ہیں اور جس وقت

لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا

(یہ منافقین) ملاقات کرتے ہیں ایمان والوں سے کہتے ہیں ہم بھی مؤمن ہیں۔ اور جس وقت جاتے ہیں اپنے شیطانوں

اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿14﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ

کی طرف کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں پختہ بات ہے ہم تو مؤمنوں سے مذاق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو استہزاء کا

وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿15﴾

بدلہ دے گا اور ان کو مہلت دیتا ہے ان کی سرکشی میں وہ سرگرداں اور حیران پھرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلنَّاسِ: انسان، یَقُوْلُ: وہ کہتا ہے، یُخٰدِعُوْنَ: وہ فریب کرتے ہیں، اَنْفُسَهُمْ: ان کی جانیں، یَشْعُرُوْنَ: وہ سمجھتے ہیں، مَّرَضٌ: بیماری، زَادَهُمْ: اس نے ان کو زیادہ کیا، اَلِیْمٌ: دردناک، یَكْذِبُوْنَ: وہ جھوٹ بولا کرتے، لَا تُفْسِدُوْنَ: تم فساد نہ کرو، مُصْلِحُوْنَ: اصلاح کرنے والے، اَلْمُفْسِدُوْنَ: فساد کرنے والے، السُّفَهَآءُ: کم عقل، یَعْلَمُوْنَ: وہ نہیں جانتے، لَقُوْا: وہ ملے، خَلَوْا: وہ الگ ہوئے، شَیٰطِیْنِهِمْ: ان کے شیطان لوگ، مَعَكُمْ: تم سب کے ساتھ، مُسْتَهْزِءُوْنَ: مذاق کرنے والے، یَمُدُّهُمْ: وہ مہلت دیتا ہے، طُغْیَانِهِمْ: ان کی سرکشی، یَعْمَهُوْنَ: وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔

ربط:

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا سوال کیا تھا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور ہدایت عطا کردی اور فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور یہ پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ ہدایت کو قبول کرنے اور نہ کرنے سے متعلق ہم پہلے بیان کرآئے کہ تین گروہ ہیں۔

[۱]...... اہلِ ایمان جن کا تذکرہ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ہے۔

[۲]...... اہلِ کفار جن کا تذکرہ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک ہے۔

[۳]...... اہلِ منافقین جو زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل سے تسلیم نہیں کرتا ان کا تذکرہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک ہے۔

(تفسیری نکات) منافقین کی دو اقسام:

حضرات مفسرین اور محدثین عظام اور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے نفاق کی دو اقسام بتائی ہیں۔

(۱)...... نفاق اعتقادی (۲)...... نفاق عملی

نفاق اعتقادی:

اعتقادی منافق وہ ہوتا ہے جو دل سے بالکل تسلیم نہیں کرتا ہے یعنی اس کے دل میں بالکل ایمان نہیں ہوتا۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے کہتا ہے کہ میں مومن ہوں۔ یہ منافق کافر اور مشرک سے بھی بدتر اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی سب سے زیادہ سخت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے جو سب سے زیادہ سزا والا طبقہ ہے۔

نفاق عملی:

عملی منافق اسے کہتے ہیں کہ اس کے دل میں ایمان موجود ہوتا ہے مگر عمل منافقوں والے کرتا ہے۔
آنحضرت ﷺ نے عملی نفاق کی چار علامتیں بیان فرمائی ہیں جس شخص میں ایک علامت ہوگی وہ ایک درجے کا منافق ہوگا۔ جس میں دو علامتیں ہوں گی وہ دوسرے درجے کا منافق ہوگا۔ جس میں تین علامتیں پائی گئیں وہ تین درجوں کا منافق ہوگا۔ اور جس میں چاروں علامتیں پائی گئیں كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وہ پکا منافق ہے۔ وہ علامتیں کیا ہیں؟۔

منافقین کی نشانیاں: پہلی نشانی:

اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ منافق کی پہلی علامت ہے۔ جھوٹ کسے کہتے ہیں ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو شریعت اسے جھوٹ کہتی ہے۔

دوسری نشانی:

منافق کی دوسری نشانی فرمایا وَاِذَا وَعَدَ خَلَفَ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ وعدہ اور معاہدہ میں فرق ہے جب کسی سے انفرادی طور پر وعدہ ہو تو وعدہ کہلاتا ہے۔ اور جماعتی شکل میں یا قومی شکل میں یا حکومتی سطح پر کسی سے کوئی بات طے کی جائے تو اس کو معاہدہ کہتے ہیں۔ وعدے اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنا یہ بھی منافق کی علامت ہے۔
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا وعدے کے بارے میں سوال ہوگا لہٰذا وعدہ کسی سے کرو تو سوچ سمجھ کر کرو کہ میں اس کو پورا بھی کرسکوں گا کہ نہیں اگر پورا نہیں کر سکتے تو وعدہ کرو ہی نہ اور اگر کسی سے وعدہ کر لیا ہے تو اسے پورا کرو۔

تیسری نشانی:

منافق کی تیسری نشانی ہے اِذَا أُؤْتُمِنَ خَانَ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ پھر امانت کی کئی قسمیں ہیں علم بھی امانت ہے اور علمی خیانت یہ ہے کہ لوگوں کو صحیح بات نہیں بتاتا غلط باتیں بتاتا ہے۔ مشورہ بھی امانت ہے اور مشورے میں خیانت یہ ہے کہ جب کوئی شخص تمہارے سے مشورہ طلب کرتا ہے اسے صحیح رائے دو بات بھی امانت ہوتی ہے۔
حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی مجلس میں ادھر ادھر دیکھ کر بات کرے تو سمجھ جاؤ کہ یہ بات اس کی امانت ہے۔ مجلس کی بات باہر کسی سے نہیں کرنی۔ مال بھی امانت ہے۔ اور مالی خیانت یہ ہے کہ اس میں کچھ خرچ کرے یا اس کو تبدیل کرے۔

چوتھی نشانی:

منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب کسی سے جھگڑا کرتا ہے تو گالیاں دیتا ہے۔ یاد رکھنا! آج

کے معاشرے میں ہم نے تو منافق کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ تو جب لڑتا ہے تو گالیاں دیتا ہے اور ہم تو ہنسی مذاق میں گالیاں دیتے ہیں۔ جس طرح پہلے نیک لوگوں کی زبان سے سبحان اللہ نکلتا تھا اس طرح ہماری زبان سے گالیاں نکلتی ہیں۔ چھوٹوں کو بڑوں کو یہاں تک کہ گدھوں اور مرغیوں تک کو گالیاں دیتے ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منافق کی یہ چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں اگر کسی میں یہ چاروں علامتیں پائی جاتی ہیں تو وہ پکا منافق ہے۔

قرآن حکیم میں منافق کی علامات:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی منافق کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا

قرآن کی بیان کردہ پہلی علامت:

اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہونے میں سستی کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس میں نفاق کی علامت ہے۔

قرآن کی بیان کردہ دوسری علامت:

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا منافق اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ ناولوں کے پیچھے پڑے رہیں گے، کھیلوں میں مشغول رہیں گے یعنی اور سارے کام ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ یہ منافق کی موٹی موٹی علامتیں ہیں چار حدیث شریف میں اور یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف کی ہے۔ اور دو علامتیں قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ تبعیضیہ ہے معنیٰ ہوگا اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ صرف زبانی، کلامی کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں۔ دل سے انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ پر اشکال اور اس کا جواب:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کیسے دھوکہ دے سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔

اس کا جواب بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یہ دیا ہے کہ مضاف محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے کہ

یُخٰدِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اور صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ صَنِیْعِھِمْ وَ فِعْلِھِمْ فِعْلِ الْمُخَادِعَۃ۔ یعنی وہ دھوکہ تو نہیں دے سکتے لیکن فعل مخادعۃ کرتے ہیں۔

اور بعض نے یہ جواب دیا کہ مومن کو دھوکہ دینا دراصل اللہ کو دھوکہ دینا ہے اس لئے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ فرمایا۔

علم اور شعور میں فرق:

علم کے معنی کسی چیز کی حقیقت کو پہچاننا اور علم عقل والوں کی صفت ہے جبکہ شعور کا معنی ہے، کسی چیز کو حواس خمسہ ظاہرہ کیساتھ معلوم کرنا تو یہاں کافروں سے شعور کی نفی کر کے اللہ تبارک تعالیٰ بتلانا چاہتے ہیں کہ منافق کے پاس علم تو کیا شعور بھی نہیں جس میں حیوان بھی شریک ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ حیوانات سے بھی بدتر ہیں کیونکہ حیوانات کے پاس کم از کم شعور تو ہے انکے پاس تو یہ بھی نہیں ہے۔

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے۔ جوں جوں دن گزرتے ہیں نیک لوگ نیکیاں کما رہے ہیں اور اعمال صالحہ میں آگے بڑھ رہے ہیں اور منافق فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا پس زیادہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو ان کا نفاق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہوگا دردناک۔ سب سے زیادہ سخت عذاب منافقوں کے لیے ہے۔ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ اس طرح کہ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان لائے اور آخرت کے دن پر بھی۔ اور دل سے نہیں مانتے تو اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ زبان کسی اور طرف اور دل کسی اور طرف۔

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اَلِیْمٌ بمعنی مُؤْلَمٌ یعنی فعیل بمعنی اسم مفعول کے ہے جس سے مقصود مبالغہ ہے کہ اسقدر سخت ترین عذاب ہوگا کہ عذاب خود تکلیف میں ہوگا۔ جبکہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلِیْمٌ بمعنی مُؤْلِمٌ یعنی فعیل بمعنی اسم فاعل کے ہے کہ عذاب تکلیف دینے والا ہوتا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ نہ فساد مچاؤ زمین میں۔ کیونکہ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، خیانت کرنا فساد فی الارض کرنا ہے۔ قَالُوْٓا کہتے ہیں اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ پختہ بات ہے ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ جس طرح آج کل کے بعض لوگ کرتے ہیں فساد اور اس کو نام امن کا دیتے ہیں۔ بھائی امن کا نام لینے سے تو کچھ نہیں بنے گا دنیا تو حقیقت کو دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ:

اَلَآ خبردار اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ بے شک وہی ہیں فساد کرنے والے وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ اور لیکن ان کو شعور نہیں ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو ایمان لے آؤ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جیسے ایمان لائے ہیں

لوگ قَالُوْٓا کہتے ہیں اَنُؤْمِنُ کیاہم ایمان لائیں کَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ جیسا کہ ایمان لائے ہیں بے وقوف۔

منافقین مسلمانوں کو بے وقوف کہتے تھے:

منافق لوگ سچے، مخلص اور دیانتدار مومنوں کو بے وقوف کہتے تھے، کہتے تھے کہ کوئی عقل مندی ہے کہ جس طرح وہ ان کو کہتا ہے بے سوچے سمجھے اسی طرح کرتے چلے جاتے ہیں۔ گھر، بار سب کچھ اس کے کہنے پر قربان کر دیا ہے۔ اگر عقل مند ہوتے تو کوٹھیاں بناتے دولت اکٹھی کرتے، تجارت بڑھاتے انہوں نے تو پہلے بھی سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے۔ پہلے کتنے آسودہ حال تھے اور ایمان لانے کے بعد اب ان کا کیا حال ہے؟۔ یہ بے وقوف ہیں ہم ان بے وقوفوں جیسا کام کیوں کریں؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ خبردار! بے شک یہی ہیں بے وقوف وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جس وقت ایمان والوں سے ملتے ہیں تو ایمان والوں کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں ہم بھی مومن ہیں۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ اور جب یہ اپنے لیڈروں کے پاس جاتے ہیں، اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ باقی تم نے سنا ہوگا کہ ہم نے مومنوں کو کہا کہ ہم بھی مومن ہیں تو یقین جانو اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یقینی بات ہے کہ ہم مومنوں سے مذاق اور دل لگی کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

(۱)...... اَللّٰهُ يُجَازِيْهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سفاہت کا بدلہ دے گا۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ حقیقی طور پر اِسْتِهْزَاء فرمائے گا۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اللہ تعالیٰ ان کو استہزاء کا بدلہ دے گا وَيَمُدُّهُمْ اور ان کو مہلت دیتا ہے فِيْ طُغْيَانِهِمْ ان کی سرکشی میں يَعْمَهُوْنَ وہ سرگرداں اور حیران پھرتے ہیں۔ جتنا دھوکہ دے سکتے ہیں دے لیں، جو حرام کما، کھا سکتے ہیں کر لیں۔ رسی ڈھیلی چھوڑ دی ہے۔ احادیث میں آتا ہے

"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُمْلِىْ ظَالِمًا حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ" بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو سختی سے پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں پس نفع مند نہ ہوئی تجارت ان کی اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے

مُهۡتَدِيۡنَ ﴿16﴾ مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ‌ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ

مثال ان کی اس شخص کی طرح ہے اس نے آگ جلائی پس جب روشن کر دیا اس آگ نے اس جلانے والے کے اردگرد کو لے گیا اللہ تعالیٰ

بِنُوۡرِهِمۡ وَتَرَكَهُمۡ فِىۡ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿17﴾ صُمٌّ ۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿18﴾

ان کی روشنی کو اور چھوڑ دیا ان کو اندھیروں میں وہ نہیں دیکھ سکتے بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں وہ نہیں لوٹتے۔

اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ وَّبَرۡقٌ ‌ۚ يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡٓ اٰذَانِهِمۡ

یا ان کی مثال ہے بارش کی طرح جو آسمان کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس میں اندھیرے ہیں اور کڑک ہے اور بجلی ہے کرتے ہیں

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ‌ؕ وَاللّٰهُ مُحِيۡطٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿19﴾ يَكَادُ الۡبَرۡقُ يَخۡطَفُ

اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں بجلی کی وجہ سے موت سے ڈرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ گھیرنے والا ہے کافروں کو۔ قریب ہے کہ بجلی

اَبۡصَارَهُمۡ‌ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِيۡهِ ۙ وَاِذَآ اَظۡلَمَ عَلَيۡهِمۡ قَامُوۡا‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

اچک لے ان کی آنکھوں کو جب کبھی روشنی ہوتی ہے ان کے لیے اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے ان پر تو ٹھہر

لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَاَبۡصَارِهِمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿20﴾ ع ۲

جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ لے جائے ان کے کانوں کو اور ان کی آنکھوں کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِشۡتَرَوُا: خریدا، اَلضَّلٰلَةَ: گمراہی، مَارَبِحَتۡ: نفع نہیں، تِّجَارَتُهُمۡ: ان کی تجارت، مُهۡتَدِيۡنَ: ہدایت پانے والے، مَثَلُهُمۡ: ان کی مثال، اِسۡتَوۡقَدَ: اس نے آگ جلائی، اَضَآءَتۡ: اس نے روشن کر دیا، حَوۡلَهٗ: اس کے اردگرد کو، ذَهَبَ: لے گیا، نُوۡرِهِمۡ: ان کے نور، تَرَكَهُمۡ: چھوڑ دیا ان کو، ظُلُمٰتٍ: اندھیرے، يُبۡصِرُوۡنَ: وہ دیکھتے ہیں، صُمٌّ: بہرے، بُكۡمٌ: گونگے، عُمۡىٌ: اندھے، لَا يَرۡجِعُوۡنَ: وہ نہیں لوٹیں گے، كَصَيِّبٍ: زور سے برسنے والی بارش، رَعۡدٌ: کڑک، بَرۡقٌ: بجلی، يَجۡعَلُوۡنَ: ڈال لیتے ہیں، اَصَابِعَهُمۡ: اپنی انگلیاں، اٰذَانِهِمۡ: اپنے کانوں میں، اَلصَّوَاعِقِ: کڑک، حَذَرَ: ڈرتے ہوئے، مُحِيۡطٌ: احاطہ کرنے والا، يَكَادُ: وہ قریب ہے، يَخۡطَفُ: وہ اُچک لے گا، كُلَّمَآ: جب کبھی، مَشَوۡا: وہ چلے، اَظۡلَمَ: اس نے تاریک کیا، قَامُوۡا: وہ کھڑے ہوئے، شَآءَ: اس نے چاہا، قَدِيۡرٌ: قدرت۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں بھی منافقین کا بیان تھا ان آیات میں بھی منافقین کا ہی بیان چل رہا ہے۔

تفسیری نکات:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہی لوگ ہیں اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ جنہوں نے خریدا گمراہی کو بِالْهُدٰى ہدایت کے بدلے میں۔یعنی ہدایت دی اور اس کے بدلے میں گمراہی لے لی۔

منافقین نے گمراہی کیسے خریدی:

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو پہلے کافر تھے ان کے پاس تو ہدایت نہیں تھی تو انہوں نے ہدایت دے کر گمراہی کیسے خرید لی؟۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اس کے دو جواب نقل کرتے ہیں۔

اوّل:

ایک جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بچے میں پیدائشی طور پر فطرت سلیمہ رکھی ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے ''كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ '' ہر پیدا ہونے والا بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔''فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ '' پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں یا اس کو مجوسی بنا دیتے ہیں۔اگر بچے کو اسی فطرت پر چھوڑا جائے جس پر وہ پیدا ہوا ہے تو بالغ ہونے کے بعد اگر اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے تو وہ فوراً قبول کرے گا۔فطرت صحیحہ اس کو قبول کرنے پر آمادہ کرے گی۔

دوم:

دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا [سورۃ: روم] اللہ تعالیٰ کی فطرت جس پر پیدا کیا لوگوں کو۔یعنی ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھی لیکن ماحول کی وجہ سے لوگوں نے اس فطرت سلیمہ یعنی حق کو قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد کو خراب کر لیا تو اب مطلب یہ بنے گا کہ ان منافقین نے وہ صلاحیت اور استعداد دے دی اور اس کے بدلے میں انہوں نے گمراہی خرید لی۔

بہر حال زیرِ بحث موضوع یہ تھا کہ کافروں کے پاس تو ہدایت تھی ہی نہیں تو انہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کیسے خرید لی؟

تو مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے درج ذیل جوابات دیئے ہیں:

① ...... اس کا ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فطرۃ سلیمہ اسلام کے قبول کرنے کی صلاحیت اور

استعداد عطا ہوئی تھی اس کے بدلے میں انہوں نے گمراہی خرید لی۔

۲...... دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اس جہان کی حیثیت منڈی اور دوکان کی ہے کہ دوکان میں ایک نمبر کی چیزیں بھی ہوتی ہیں اور دونمبر چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ مہنگی چیزیں بھی ہوتی ہیں اور سستی چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ تو ان بے وقوفوں نے ایک نمبر چیز ہدایت کو خریدنے کی بجائے دونمبر کی چیز گمراہی خرید لی کیونکہ دنیا میں ہدایت بھی ملتی ہے گمراہی بھی ملتی ہے۔ اس طرح انہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی ایسا نہیں ہے کہ پہلے ان کے پاس ہدایت تھی وہ دے کر اس کے بدلے میں گمراہی خرید لی۔

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ پس نفع مند نہ ہوئی تجارت ان کی۔ کیونکہ تجارت تو ہوتی ہے فائدے کے لیے اور انہوں نے اچھی چیز کے بدلے بری چیز لے لی یہ تو بڑے خسارے کا سودا ہوا ہے وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے دو مثالوں کے ذریعہ ان کی حالت کو بیان فرمایا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

مَثَلُهُمْ مثال ان کی كَمَثَلِ الَّذِي اس شخص کی طرح ہے جس نے اندھیرے اور تاریکی میں اسْتَوْقَدَ نَارًا آگ جلائی تاکہ اس کی روشنی سے فائدہ حاصل کرے فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ پس جب روشن کر دیا اس آگ نے اس جلانے والے کے اردگرد کو اور وہ خوش ہو گیا کہ روشنی ہو گئی ہے تو اچانک آندھی اور طوفان آیا اس نے آگ بجھا دی۔ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے گیا اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو نہ وہ آگے کے رہے نہ پیچھے کے۔ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ اور چھوڑ دیا ان کو اندھیروں میں لَّا يُبْصِرُوْنَ وہ نہیں دیکھ سکتے

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿18﴾

یہ اخبار ہیں اور مبتدا ان کا محذوف ہے ۔ اَیْ هُمْ صُمٌّ وَّ هُمْ بُكْمٌ یعنی وہ سماع قبول نہیں کرتے۔

بُكْمٌ اَیْ سَاكِتِيْنَ عَنِ الْحَقِّ حق کہنے سے خاموش ہیں۔

شَیْءٍ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جاتا ہے تو اس کا مطلب کیا ہے؟

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿20﴾

یہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ شئی کا لفظ تو اللہ پر بھی بولا جاتا ہے تو پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر بھی قادر ہے؟

جواب: تفسیر روح المعانی اور تفسیر کبیر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ شَیْءٌ مصدر ہے کبھی شَآءَ کے معنی میں بولا جاتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کو بھی شامل ہوتا ہے اور کبھی بمعنی مَشِیْءٌ بولا جاتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کو شامل نہیں ہوتا۔ یہاں یہ مَشِیْءٌ کے معنی میں ہے۔ ای مَشِیٌّ وُجُوْدُهٗ، پس یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر بھی قادر ہے۔

منافقین کی مثال:

صُمٌّۢ بہرے ہیں بُكْمٌ گونگے ہیں عُمْیٌ اندھے ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے کافر اور منافق ہیں وہ نہ تو سنتے ہیں نہ بولتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات سننے سے بہرے ہیں حق بات کہنے سے گونگے ہیں، حق کے نشانات دیکھنے سے اندھے ہیں فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وہ نہیں لوٹتے یعنی وہ صحیح راستے یعنی ہدایت اور ایمان والے راستے کی طرف لوٹ ہی نہیں سکتے ہیں۔

اَوْ كَصَيِّبٍ یا ان کی مثال ہے بارش کی طرح مِّنَ السَّمَآءِ جو آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے فِيْهِ ظُلُمٰتٌ اس میں اندھیرے ہیں۔ظاہر بات ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو اس وقت اندھیرا سا چھا جاتا ہے وَّرَعْدٌ اور کڑک ہے وَّبَرْقٌ اور بجلی ہے۔یہاں اب بات کو سمجھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی بارش نازل ہوئی۔قرآن پاک کی شکل میں اس میں کفر پر جو وعیدیں ہیں اور عذاب کا ذکر ہے اس کو تشبیہ دی ہے رَعْدٌ کڑک کے ساتھ اور قرآن کریم میں جو حقانیت کے دلائل ہیں ان کو بَرْقٌ چمک کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

یعنی جب قرآن کریم نازل ہوا ہے ہر طرف کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی تو قرآن کریم نے کفر شرک پر وعید سنائی اور قرآن کریم میں بڑے واضح دلائل ہیں جن سے حق اور باطل میں تمیز ہو سکتی ہے لیکن جب دلائل کی بجلی چمکتی ہے تو یہ منافق يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ کرتے ہیں یعنی ڈالتے ہیں اپنی انگلیاں فِيْٓ اٰذَانِهِمْ اپنے کانوں میں مِّنَ الصَّوَاعِقِ بجلی کی وجہ سے۔کیونکہ جب بجلی گرتی ہے تو اس سے آدمی جانور بھی مر جاتے ہیں اور بھی بڑا نقصان ہوتا ہے تو یہ قرآن کریم کے دلائل کو بجلی سمجھتے ہیں حَذَرَ الْمَوْتِ موت کے ڈر سے ایسا کرتے ہیں۔ان میں طاقت نہیں ہے کہ قرآن کریم کی آیتیں سنیں۔اس لیے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔اور ساتویں پارے میں آتا ہے۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ اور وہ کافر قرآن پاک کو سننے سے منع کرتے ہیں۔اور وہ خود قرآن کریم سے دور بھاگتے ہیں۔اور کہتے ہیں لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ نہ سنو اس قرآن کو اور جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو وَالْغَوْا فِيْهِ شور مچاؤ۔تاکہ کوئی اور بھی نہ سن سکے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ گھیرنے والا ہے کافروں کو۔ قدرت کے لحاظ سے بھی اور علم کے اعتبار سے بھی۔

يَكَادُ الْبَرْقُ قریب ہے کہ وہ بجلی يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ اچک لے ان کی آنکھوں کو وہ بجلی اس قدر تیز ہے کہ ان کی آنکھوں کی روشنی ختم کر دے كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ جب کبھی روشنی ہوتی ہے ان کے لیے بجلی کے چمکنے سے مَّشَوْا فِيْهِ اس میں چل پڑتے ہیں وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے ان پر قَامُوْا تو ٹھہر جاتے ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ البتہ لے جائے ان کے کانوں کو وَاَبْصَارِهِمْ اور ان کی آنکھوں کو

اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ہر چیز پر قادر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ﴿21﴾

اے لوگو! عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہوئے تاکہ تم بچ جاؤ۔ وہ ذات ہے

الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ

جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اس نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی پھر اس نے نکالے اس پانی

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّـكُمۡ‌ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿22﴾ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ

کے ذریعے پھل، تمہارے لئے روزی۔ پس نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کے لئے شریک اور تم جانتے ہو۔ اور اگر ہو تم شک میں اس چیز

فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ

کے بارے میں جو اتاری ہم نے اپنے بندے پر پس لاؤ تم کوئی سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے امدادیوں کو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے

دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿23﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا النَّارَ الَّتِىۡ

اگر ہو تم سچے۔ پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے پھر ڈرو تم اس آگ سے جس کا ایندھن ہوں گے لوگ اور پتھر تیار کی گئی ہے

وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿24﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

کافروں کے لیے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنا دیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے بے شک ان کے لیے ایسے

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ؕ كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ

باغات ہوں گے کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں جب بھی ان کو دیا جائے ان جنتوں میں پھلوں سے رزق، کہیں گے یہ

ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا‌ ۙ قَالُوۡا هٰذَا الَّذِىۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ

تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں روزی دی گئی اور وہ اس میں دیئے جائیں گے ایک دوسرے سے ملتا جلتا

وَلَهُمۡ فِيۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ‌ۙ وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿25﴾

اور ان کے لیے ہوں گے ان جنتوں میں جوڑے پاکیزہ اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُعۡبُدُوۡا: تم عبادت کرو، خَلَقَكُمۡ: تمہیں پیدا کیا، تَتَّقُوۡنَ: ڈرتے رہو، فِرَاشًا: بچھونا، بِنَآءً: چھت، اَخۡرَجَ: اس نے نکالا، الثَّمَرَاتِ: پھل، لَا تَجۡعَلُوۡنَ: نہ ٹھہراؤ، اَنۡدَادًا: شریک، فَاۡتُوۡا: پس تم لے آؤ، مِّثۡلِهٖ: اس کی مانند،

اُدْعُوْا: تم بلاؤ، دُوْنِ: سوائے، صٰدِقِیْنَ: سچ بولنے والے، تَفْعَلُوْا: تم کرسکے، اِتَّقُوْا: پرہیزگاری اختیار کرو، وَقُوْدُھَا: اس کا ایندھن، اَلْحِجَارَۃُ: پتھر، اُعِدَّتْ: تیار کی گئی، بَشِّرِ: تو بشارت دے، تَجْرِیْ: بہتی ہیں، مُتَشَابِھًا: مشابہ، اَزْوَاجٌ: جوڑے، مُّطَھَّرَۃٌ: پاک، خٰلِدُوْنَ: ہمیشہ رہنے والے۔

ربط:

سورۃ الفاتحہ میں ہدایت کی طلب کی گئی تھی اور سورۃ بقرہ کے شروع میں اس ہدایت نامہ کے ملنے کی بشارت تھی ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی جو ہدایت تم مانگتے ہو وہ قرآن کریم کی شکل میں تمہیں دے دی گئی ہے پھر اس ہدایت سے متعلق تین گروہ یعنی مسلمان، کفار اور منافقین کا تذکرہ کیا گیا۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ ہدایت نامہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے وہ کیا کہتا ہے۔

اہم نکات:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾

تفسیر کبیر، تفسیر ابو سعود، تفسیر بیان القرآن، تفسیر سبق الغایات میں ربط یہ لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ہدایت کا مطالبہ کیا وہ تین گروہ ہیں یا اصل الاصول تین چیزیں ہیں: ① توحید ② رسالت ③ معاد۔

ماقبل میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ فرمایا تھا۔ اب عمومی طور پر تمام انسانیت کو خطاب فرمایا جا رہا ہے اور توحید کا حکم دیا جا رہا ہے اور نعمتوں کا تذکرہ ہے۔

قرآن میں لفظ عبادت سے مراد توحید ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں قرآن میں عبادت کا لفظ آیا ہے اس سے توحید مراد ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پر اشکال اور اس کا جواب:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ ترجی اور امید وہاں ہوتی ہے جہاں نتیجے سے بے خبری ہو اور اللہ تعالیٰ کو تو تمام چیزوں کے انجام کا علم ہے تو یہ کیوں فرمایا کہ شاید تم متقی بن جاؤ۔

(اوّل): اس کا جواب یہ ہے کہ لَعَلَّ بندوں کے کلام میں ہو تو ترجی کے معنی میں ہوتا ہے اور اللہ کے کلام میں تحقیق کے معنی میں ہوتا ہے۔

(دوم): دوسرا جواب یہ ہے کہ ترجی دو قسم پر ہے، ایک مخاطب کے اعتبار سے دوسرا متکلم کے اعتبار سے یہاں مخا

طبین کے اعتبار سے ترجی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ آتا ہی "لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى" پہلا جواب صاحب کشاف اور صاحب روح المعانی نے دیا ہے۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ لَعَلَّ معنی کی تعلیلیہ کے ہیں۔

معتزلہ کا جنت ودوزخ کے متعلق عقیدہ:

معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جنت اور دوزخ ابھی موجود نہیں جسوقت ان کی ضرورت پڑے گی اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو تیار فرمائیں گے۔ لیکن اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ابھی سے موجود ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں ان کیلئے ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے "اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ، اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ" یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ پہلے سے دوزخ وجنت موجود ہیں۔ نیز احادیث میں اس بات کی تصریح ہے۔

(تفسیری نکات) توحید کا بیان:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! آنحضرت ﷺ کی بعثت تو جنوں اور انسانوں سب کے لیے ہے۔ اور خطاب صرف انسانوں کو اس لئے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت انسانوں کے سپرد فرمائی ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر نزول کے بعد زمین پر خلیفہ انسان ہی ہے۔ اور جنات انسانوں کے تابع ہیں۔ اور خطاب اصل کو ہی ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اور یہ خطاب تمام انسانوں کو ہے کالے گورے اور عربی، عجمی کی تخصیص کے بغیر اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ عبادت کرو اپنے پروردگار کی الَّذِيْ خَلَقَكُمْ جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق اتنی واضح ہے کہ جو پکے سکہ بند مشرک تھے وہ بھی مانتے تھے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ ﷺ ان سے سوال کریں مَنْ خَلَقَهُمْ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟۔ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عبادت اس کی کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور صرف تمہیں ہی نہیں پیدا کیا بلکہ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک کا خالق ہے۔ پہلوں کا بھی اور پچھلوں کا بھی قیامت تک سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت کا حکم اس لئے دیا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم بچ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے۔ اللہ تعالیٰ اگر چہ نظر نہیں آتا مگر اس کی قدرت کی دلیلیں اتنی واضح ہیں کہ کوئی اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا البتہ ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔

نعمتوں کا بیان:

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت۔ اور تم اسی زمین میں رہ رہے ہو اور اسی چھت کے نیچے چلتے پھرتے ہو۔ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اس نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی بارش کی صورت میں فَاَخْرَجَ بِهٖ پھر اس نے نکالے اس پانی کے

ذریعے مِنَ الثَّمَرٰتِ پھل رِزْقًا لَّكُمْ تمہارے لئے روزی۔ براہِ راست بھی پھل کھاتے ہو اور پھلوں کو فروخت کر کے اناج خرید کر بھی کھاتے ہو اور دیگر اپنی ضروریات بھی پوری کرتے ہو۔ یہ تمام انتظام کرنے والا کون ہے زمین، آسمان کس نے بنائے؟ بارش کس نے برسائی؟ اور اس کے ذریعے سے پھل کس نے زمین سے نکالے؟ روزی کا انتظام کس نے کیا؟ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس نہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کے لیے شریک وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ خالق وہی ہے پھر شریک کیوں بناتے ہو؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

آگے رسالت کے مسئلہ کا بیان ہے۔ کافر، مشرک لوگ کبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر اور کبھی مجنون کہتے تھے اور کبھی کہتے کہ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہمیں (نعوذ باللہ) سناتے رہتے ہیں۔ بے شک قرآن کریم میں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات ہیں مگر ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصد محض دماغی عیاشی نہیں ہے بلکہ ان کے اندر ایک حقیقت ہے جس سے عبرت اور سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعات بیان کریں تاکہ یہ لوگ غور وفکر کریں اور کبھی کہتے (نعوذ باللہ) کہ یہ مفتری ہیں یعنی قرآن خود بنا کے ہمیں سنا دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قرآن کا چیلنج:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ اور اگر ہو تم شک میں مِّمَّا اس چیز کے بارے میں نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا جو اتاری ہم نے اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ، سُوْرَةٍ میں تنوین قلت کے لیے ہے معنیٰ ہوگا پس لاؤ تم کوئی چھوٹی سی سورت مِّنْ مِّثْلِهٖ اس قرآن جیسی

قرآن پاک میں تین سورتیں تمام سورتوں سے چھوٹی ہیں۔

۱ ...... سورۃ العصر ۲ ...... سورۃ الکوثر ۳ ...... سورۃ النصر

اور قرآن کریم کی کوئی سورت تین آیتوں سے کم نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کی ایک رکعت میں کم از کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ یا ایک آیت اتنی لمبی ہو کہ جو تین آیتوں کے برابر ہو تو پھر بھی صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد اگر ایک آیت اتنی بڑی پڑھ لیں کہ جو کم از کم تین آیتوں کے برابر ہو تو نماز صحیح ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج دیا اگر تمہیں اس چیز کے بارے میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے تو تم اس قرآن کے مثل کوئی چھوٹی سی سورت ہی لے آؤ۔ یہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری چیلنج تھا۔ پہلے یہ چیلنج دیا کہ

لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یعنی انسان اور تمام جن مل کر بھی اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ یہ ایک دوسرے کے مدد گار بھی بن جائیں گویا ساری مخلوق عاجز ہے۔ اس بات سے کہ قرآن جیسا کوئی کلام پیش کر سکیں۔ پھر چیلنج دیا کہ اگر سارے قرآن کی مثل نہیں لا سکتے تو تمہیں مزید چھوٹ دے دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ قرآن کریم کی کل ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتیں ہیں ایک سو چودہ سورتیں تمہیں معاف ہیں

فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ پس اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر لے آؤ۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ انسان بھی اس جیسا کلام پیش کر سکتا ہے۔ مگر کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔ پھر آخر میں یہ چیلنج دیا کہ اس قرآن جیسی کوئی چھوٹی سی سورت ہی لے آؤ اور پہلے تو انسانوں اور جنوں کو چیلنج تھا اور اب فرمایا

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ، شُهَدَآءَ، شہید کی جمع ہے اور یہاں شہید کے معنیٰ مددگار کے ہیں معنیٰ ہوگا اور بلا لو امدادیوں کو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ چاہے انسان ہوں چاہے جنات ہوں، چاہے فرشتے ہوں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔

عذاب نار کا تذکرہ:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر تم نہ کر سکو۔ یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور ہرگز نہ کر سکو گے۔ پندرہویں صدی شروع ہے آج تک کوئی ماں کا لال قرآن پاک جیسی ایک سورت بھی نہ لا سکا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ پھر ڈرو تم اس آگ سے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ جس کا ایندھن ہوں گے لوگ اور پتھر۔ یعنی جس طرح اس میں پتھر جلیں گے اسی طرح انسان بھی جلیں گے اور وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہوگی اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے، منکروں کے لیے، یہ تو کافروں کا انجام ہوگا اب ماننے والوں کا انجام بھی سن لو تا کہ دونوں باتیں سامنے آجائیں۔

جنت کی بشارت:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنا دیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے کس چیز کی خوشخبری؟

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ بے شک ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا جب بھی ان کو دیا جائے ان جنتوں میں پھلوں سے رزق قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ جو اس سے پہلے ہمیں روزی دی گئی تھی وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا

اور وہ اس میں دیئے جائیں گے ایک دوسرے سے ملتا جلتا۔

مثلاً تیسرے دن جو پھل ملے گا اس کی شکل وصورت وہی ہوگی جو داخل ہونے کے بعد دوسرے دن ملا تھا مگر ذائقہ الگ الگ ہوگا اور لذت روز بڑھتی جائے گی پہلے دن کے پھل کا جو ذائقہ ہوگا دوسرے دن کا اس سے ذائقے اور لذت میں زیادہ ہوگا تیسرے دن کا اس سے زیادہ ہوگا اسی طرح روز بروز بڑھتا جائے گا۔ جس طرح کافروں کے متعلق فرمایا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا پس چکھو تم ہرگز نہیں بڑھائیں گے تمہارے لئے مگر عذاب ہی۔ یعنی ان کے عذاب میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا۔ اور مومنوں کے لیے مزید کیا ہوگا؟

وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور ان کے لیے ہوں گے ان جنتوں میں جوڑے پاکیزہ۔ ایمان والوں کو وہاں حوریں بھی ملیں گی اور دنیا والی عورتیں بھی ملیں گی اور ان کا درجہ حوروں سے زیادہ ہوگا وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے انعامات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے کوئی مثال مچھر کی ہو یا اس بڑی پس بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے

فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ

پس وہ جانتے ہیں کہ یہ مثال حق ہے ان کے ربّ کی طرف سے۔ اور بہر حال وہ لوگ جو کافر ہیں پس وہ کہتے ہیں کیا ارادہ کیا

اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا

اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کے ذریعے بہتوں کو اور ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے بہتوں کو

الْفٰسِقِيْنَ ۝26 الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ

نافرمان وہ ہیں جو توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو اس کو مضبوط کرنے کے بعد اور توڑتے ہیں اس چیز کو جس کے بارے میں

اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝27

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہ کہ اس کو جوڑا جائے اور فساد مچاتے ہیں زمین میں اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ

کیسے تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا حالانکہ تم بے جان تھے پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝28 هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى

پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سارا۔ پھر اس نے

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿29﴾ ع

ارادہ کیا آسمان کی طرف پس برابر کر دیا ان کو سات آسمان اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے"

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسْتَحْيِي: وہ شرماتا ہے، يَّضْرِبَ: وہ بیان کرتا ہے، بَعُوْضَةً: مچھر کی، فَوْقَهَا: اس سے بڑی، اَمَّا: سوائے، اَرَادَ: اس نے ارادہ کیا، يُضِلُّ: گمراہ کرتا ہے، اَلْفٰسِقِيْنَ: نافرمان لوگ، يَنْقُضُوْنَ: وہ توڑتے ہیں، عَهْدَ: معاہدہ، مِيْثَاقِهٖ: اس کا پختہ کرنا، يَقْطَعُوْنَ: وہ کاٹتے ہیں، يُّوْصَلَ: اس کو ملایا جائے گا، يُفْسِدُوْنَ: وہ فساد پھیلاتے ہیں، اَلْخٰسِرُوْنَ: خسارہ اٹھانے والے، اَمْوَاتًا: مردے، تُرْجَعُوْنَ: تم لوٹائے جاؤ گے، اِسْتَوٰى: اس نے ارادہ کیا، فَسَوّٰىهُنَّ: ان کو درست کر کے بنایا، برابر کر دیا، عَلِيْمٌ: خوب علم والا۔

ربط:

پہلے بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ توحید، رسالت اور معاد، اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا کہ اگر تمہیں شک ہے اس قرآن کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تو قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے کسی ایک چھوٹی سی سورت کے مثل کوئی سورت لے آو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر تم لوگ عرب اور فصیح وبلیغ ہونے کے باوجود سب مل کر بھی نہ لا سکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور تم ہرگز نہ لا سکو گے تو بچو تم اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

(اہم نکات) قرآنِ کریم پر مشرکین کا اعتراض:

مشرکین مقابلہ کرنے سے تو عاجز آ گئے مگر دنیا کی عادت ہے کہ خاموش کوئی نہیں رہتا۔ جب ان سے کچھ نہ بن سکا تو قرآن پاک پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ کہنے لگے کہ تم قرآن کی بڑی تعریف کرتے ہو یہ بڑی عظیم کتاب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو پھر اس میں مکھی، مچھر، مکڑی، کتے اور خنزیر کا ذکر کیوں آتا ہے؟۔ کیونکہ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر موقع محل کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ مشرکوں نے اعتراض کیا ہے کہ جب قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اس میں ان چیزوں کا ذکر کیوں ہے؟۔ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں فرمایا:

تفسیری نکات: قرآن میں حقیر مخلوقات کا ذکر کیوں ہے؟

اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَحْيِي نہیں شرماتا اَنْ يَّضْرِبَ یہ کہ بیان کرے مَثَلًا مَّا کوئی مثال، جو

تمہیں سمجھانے کے لیے ہو بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا (فرض کرو) مچھر کی ہو یا اس سے بڑی ہو۔ باریک ہونے میں اس سے بڑی ہو۔ یا موٹا ہونے میں اس سے بڑی ہو۔ مثالیں تو سمجھانے کے لیے ہوتی ہیں فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے فَيَعْلَمُوْنَ پس وہ جانتے ہیں اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ کہ یہ مثال حق ہے ان کے رب کی طرف سے وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور بہر حال وہ لوگ جو کافر ہیں فَيَقُوْلُوْنَ پس وہ کہتے ہیں مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کیا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ساتھ کہ کہیں مکڑی کا ذکر کیا، کہیں مکھی کا۔ ان کے دماغ ٹیڑھے تھے اس لئے اس طرح کے اعتراض کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کے ذریعے بہتوں کو۔ جن کے دماغ صاف نہیں، ضدی ہیں۔ اور ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اور ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے بہتوں کو۔ جو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کے لیے مثالیں دی ہیں وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ اور نہیں گمراہ کرتا ان مثالوں کے ذریعے مگر نافرمانوں کو۔ جو حق کو نہیں مانتے اور فاسق، فاجر ہیں۔ آگے فاسقین کی صفات کے ساتھ انکی وضاحت فرمائی ہے۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗئِكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

عَهْدَ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟

اس میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔

①: ایک رائے تو یہ ہے کہ اس سے مراد عہد "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى" یعنی عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے جو روحوں سے عہد لیا تھا، وہ مراد ہے۔

②: بعض کہتے ہیں کہ قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ مراد ہے۔ حضرت شیخ صاحب (حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ تمام مطالب صحیح ہیں اس لئے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں۔ (مرتب)

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

ربط: یہاں سے قیامت کا ذکر شروع فرمایا، بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہو اور اس میں جان نہ ہو تو وہ اموات کے معنی میں ہے۔ تفسیر روح المعانی تفسیر اور تفسیر ابن کثیر نے ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ سے قبر سے اٹھنے کے بعد والی زندگی مراد لی ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

ربط: پہلے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر تھا اب نعمتوں کی تعمیم کا بیان ہے۔

سوال: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شاگرد نے پوچھا کہ کافر پیدا کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

آپ نے اس کا جواب دیا کہ کافر کو پیدا کرنا بے کار نہیں اگر کافر کو مارا تو غازی بن جاؤ گے اسی طرح اگر وہ تم کو مارے تو شہید ہو جاؤ گے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اجسام خبیثہ ضارہ کی تخلیق میں بھی حکمت باری ہے۔

فاسقوں کی علامتیں: پہلی علامت:

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ فاسق، فاجر، نافرمان وہ ہیں جو توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ اس کو مضبوط کرنے کے بعد۔ اس عہد سے کون سا عہد مراد ہے؟۔

[۱]......تو مفسرین کرام رحمہم اللہ کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں تمام انسانوں سے لیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک جو بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں پیدا ہونے والے تھے چیونٹیوں کی مانند سب کو ظاہر فرمایا اور ان کو عقل اور شعور دیا پھر ان سے پوچھا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰی سب نے کہا کیوں نہیں تو ہمارا ربّ ہے۔ بعض ملحدوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر ہم نے یہ عہد کیا ہوتا تو ہمیں یاد ہوتا۔ ہمیں تو یہ عہد یاد نہیں ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن کے حافظے کمزور ہیں ان کو تو یاد نہیں ہے اور جن کے حافظے مضبوط ہیں ان کو یاد ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے الست والا عہد یاد ہے۔ اسی طرح حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء میں سے گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ عہد مجھے بھی یاد ہے۔ اور کئی بزرگ ہیں جو فرماتے ہیں کہ الست والا عہد ہمیں یاد ہے۔

[۲]......مفسرین کرام رحمہم اللہ کا دوسرا گروہ فرماتا ہے کہ اس عہد سے کلمے والا عہد مراد ہے۔ کہ ہم جب کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو معبود نہیں مانیں گے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہم ان کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ باقی کتنے لوگ ہیں جو اس عہد کو قائم رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ اور کتنے عہد کو توڑنے والے ہیں یہ سب کے سامنے ہے۔

دوسری علامت:

وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اور توڑتے ہیں اس چیز کو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اَنْ یُّوْصَلَ یہ کہ اس کو جوڑا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور اپنا تعلق میرے ساتھ جوڑو میرے پیغمبروں کے ساتھ تعلق جوڑو، میری کتابوں کے ساتھ تعلق جوڑو، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلق جوڑو اور صلہ رحمی کرو یہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق

جوڑتے ہیں، نہ اس کے پیغمبروں کے ساتھ، نہ اس کی کتابوں کے ساتھ، نہ رشتہ داروں کے ساتھ اور صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی کرتے ہیں۔

تیسری علامت:

وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور فساد مچاتے ہیں زمین میں۔ خلافِ شریعت کام کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، چوریاں کرتے ہیں، قتل، زنا، جوا کھیلتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں۔ اور ناپ تول میں کمی کرنا، ملاوٹ کرنا بھی فساد فی الارض ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ یہاں تک توحید، رسالت اور قرآن کریم پر اعتراض کا جواب دیا گیا آگے معاد کا بیان ہے۔

اللہ کی خالقیت کا بیان:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ کیسے تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا۔ یعنی اس کی قدرت اور اس کے احکامات کا وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا حالانکہ تم بے جان تھے۔ رحم مادر میں تخلیق انسان کی کیفیت یہ ہے کہ چالیس دن تک نطفہ ہی رہتا ہے۔ پھر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر لوتھڑا گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ پھر گوشت کا ٹکڑا ہڈیاں بن جاتا ہے۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھ جاتا ہے۔ جب انسانی شکل بن گئی تو چار ماہ بعد اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ اب اس میں جان آ گئی۔ اور اس نے ماں کے پیٹ میں نقل و حرکت شروع کر دی فَاَحْيَاكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا۔ کہ ماں کے پیٹ میں جان ڈالی ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر تمہیں مارے گا ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر وہ تمہیں قبر میں زندہ کرے گا ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ قیامت قائم کی جائے گی۔ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے ہر چیز کا حساب ہوگا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لیے مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا جو کچھ زمین میں ہے سارا۔ زمین میں جو کچھ ہے انسان کے فائدے کے لیے ہے۔

فائدے کا معنیٰ صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی پیٹ میں ڈالے۔ بلکہ عبرت حاصل کرنا بھی فائدے میں شامل ہے ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ پھر اس نے ارادہ کیا آسمان کی طرف۔ زمین کی طرح آسمان بھی آٹے کے پیڑے کی طرح گول تھا فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ پس برابر کر دیا ان کو سات آسمان اپنی قدرت سے۔ یہ تمام چیزیں زمین، آسمان اللہ تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لیے بنائے ہیں وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور وہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ

اور جب فرمایا تیرے ربّ نے فرشتوں کو بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں نائب، کہا فرشتوں نے کیا تو بناتا ہے اس زمین میں

يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ

اس کو فساد مچائے گا زمین میں اور بہائے گا خون۔ اور ہم فرشتے تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور ہم تیری پاکیزگی کا اقرار

مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿30﴾ وَعَلَّمَ ءَادَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ

کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور تعلیم دی آدم علیہ السلام کو سب ناموں کی پھر ان کو پیش کیا فرشتوں

أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿31﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا

پر پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دو ان چیزوں کے ناموں کی اگر تم سچے ہو۔ کہا فرشتوں نے تیری ذات پاک ہے ہمیں کوئی علم نہیں ہے مگر وہ جو

عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿32﴾ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ فَلَمَّآ

تو نے ہمیں سکھایا ہے بے شک تو ہی ہے علم والا اور حکمت والا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام خبر دے ان کو ان چیزوں کے ناموں کی پس

أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ

جب خبر دی آدم علیہ السلام نے ان کو ان چیزوں کے ناموں کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا بے شک میں جانتا ہوں

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿33﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا۟

آسمانوں اور زمین کے غیبوں کو اور میں جانتا ہوں اس چیز کو جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو۔ اور جب کہا ہم نے

لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ﴿34﴾

فرشتوں کو سجدہ کرو تم آدم علیہ السلام کو پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس کا انکار کر دیا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِلْمَلَٰٓئِكَةِ: فرشتوں کے لیے، جَاعِلٌ: بنانے والا، خَلِيفَةً: جانشین، يَسْفِكُ: وہ خونریزی کرے گا، الدِّمَآءَ: خون، نُسَبِّحُ: ہم تسبیح کرتے ہیں، نُقَدِّسُ: ہم پاکی بیان کرتے ہیں، عَلَّمَ: اس نے تعلیم دی، كُلَّهَا: تمام سب، عَرَضَهُمْ: اس نے پیش کیا، أَنۢبِـُٔونِى: تم مجھے بتاؤ، أَنۢبِئْهُم: تو بتا دے ان کو، تُبْدُونَ: تم ظاہر کرتے ہو، تَكْتُمُونَ: تم چھپاتے ہو، أَبَىٰ: اس نے انکار کیا، اسْتَكْبَرَ: اس نے تکبر کیا۔

ربط:

پہلے حسی نعمتوں کا ذکر تھا۔ اب معنوی نعمتوں کا ذکر ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے باطنی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں

سے ممتاز فرمایا۔

اہم نکات:

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خُلِقَتْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ" فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی ہے لیکن یہاں نور سے مراد وہ نور نہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس نور سے مراد وہ نور ہے جو کہ مخلوق ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ لینا مخلوق کی تعلیم کے لئے تھا:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مشورہ لیا حالانکہ مشورہ تو علامت نقص ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

جواب: مشورہ لیا تھا لیکن اس سے غرض مخلوق کو تعلیم دینا تھا۔

فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ

خلیفہ کا معنی:

اَلْخَلِيْفَةُ مَنْ يُّخْلَفُ غَيْرِهٖ وَيَقُوْمُ مَقَامَهٗ. اللہ تعالیٰ نے جنات کو اپنی خلافت سے دور کیا اور پھر آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ خلیفہ اس لئے ہے کہ جو مستخلف علیہ ہے یعنی انسان اس کی تخلیق میں قصور تھا یعنی یہ فطرتاً کمزور پیدا کیا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست بات نہیں کر سکتا تھا، استفادہ نہیں کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

فرشتوں کو کیسے معلوم ہوا کہ انسان زمین میں سرکشی کرے گا؟

(۱)...... فرشتوں کو یا تو جنات کی سرکشی کرنے سے معلوم ہوا کہ انسان بھی سرکشی کرے گا۔

تفسیر کشاف، تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہزار سال پہلے جنات کو پیدا فرمایا۔

(۲)...... فرشتوں نے لفظ خلیفہ سے معلوم کیا کہ خلیفہ کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے۔ جہاں پر کوئی لڑائی جھگڑا ہو۔

(۳)...... لوح محفوظ کے مقرب فرشتوں نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا اور انہوں نے آگے بتایا۔

آدم اَدِيْمُ الْاَرْضِ سے ہے بمعنی گندم گوں رنگ والا کہ زمین کے مختلف مواضع سے مٹی لے کر پیدا کیا گیا۔ آدم کا لفظ غیر منصرف ہے اس میں وزن فعل اور علمیت ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

اللہ تعالیٰ نے تعلیم آدم علیہ السلام کو دی اور امتحان فرشتوں سے لے رہے ہیں:

سوال: یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تعلیم دی اور امتحان فرشتوں سے لے رہے ہیں۔ یہ تو خلاف انصاف ہے؟

جواب: تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی لیکن فرشتوں کی استعداد نہ تھی اس لئے وہ اخذ کرنے اور سیکھنے کا عمل نہ کر سکے لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو یاد کر لیا کیونکہ ان میں اخذ واستفادے کی استعداد تھی۔

سوال: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں یہ استعداد کیوں نہیں رکھی؟

جواب: یہ ہے کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ مذکر ہیں نہ مؤنث اگر ان میں یہ استعداد رکھ دیتے تو پھر وہ فرشتے نہ رہتے۔

کیا انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں؟

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ

اہل بدعت کا "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ" سے انبیاء علیہم السلام کے عالم الغیب ہونے پر استدلال اور اس کا جواب:

اہل بدعت اس سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم دیا تھا تو علم غیب اور کیا ہوتا ہے یہی تو علم الغیب ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے ناموں کا علم تھا لیکن ان کی مقدار و تعداد کا علم نہ تھا مثلاً گھوڑا۔ اس کے نام کا علم تھا لیکن یہ کہ دنیا میں قیامت تک کتنے گھوڑے پیدا ہوں گے یہ علم نہ تھا۔

واقعہ:

ایک شخص نے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے دور میں انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب کہنا ٹھیک نہیں یہ شخص عالم تھا، مقامی علماء نے اس کو سمجھایا لیکن وہ نہ مانا۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ عالم الغیب ہونے کے دلائل قرآن و حدیث واجماع سے ثابت ہیں یعنی دلائل قطعیہ سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہے۔

نیز فرمایا کہ عالم الغیب کا معنی یہ نہیں کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ سے غائب ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ مَا غَابَ عَنْ مُشَاهَدَةِ الْمَخْلُوْقِ. وہ مخلوق کی نظروں اور اذہان سے غائب ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے

حوالے سے نہیں غائب ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو کیے جانے والے سجدے کی نوعیت:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٚ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

تمام فرشتوں نے سجدہ کیا یہ سجدہ تعظیمی تھا، جو اس وقت جائز تھا یہاں پر کسی تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام شرائع اور ادیان میں سجدہ تعظیمی جائز تھا لہذا یہاں پر سجدہ حقیقی مراد ہے نہ کہ جھکنا کیونکہ قرآن میں آتا ہے۔ فَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اس سے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سجدہ تعظیمی مراد لیتے ہیں۔

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٚ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

اباء اور اعتذار میں فرق:

اباء وہ انکار جو بلا عذر ہو اور اعتذار وہ انکار جو عذر سے ہو۔

اعتراض:

یہاں اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ " تو شیطان جب فرشتوں میں شامل نہیں تھا تو یہ حکم گویا صرف فرشتوں کو دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ خود فرماتے ہیں " كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ " لہذا جب حکم اس کو شامل نہیں تھا تو عتاب کیوں ہوا؟

جواب: سورۃ اعراف پارہ ۸ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا ہے قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ. یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کیا چیز مانع ہوئی تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے جب کہ میں نے حکم دیا تھا۔

تو معلوم ہوا کہ شیطان بھی مامور تھا جب حکم نہ مانا تو مستحق عتاب ٹھہرا۔

(تفسیری نکات) اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی گفتگو:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ اور جب فرمایا تیرے ربّ نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو۔ مَلٰٓئِكَةٌ، اُلُوْكَةٌ سے مشتق ہے۔ اور اُلُوْكَةٌ کا معنٰی ہے پیغام پہنچانا۔ اور فرشتوں کے ذمہ بھی مختلف ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی وحی لاتا ہے کوئی رحمت کا پیغام پہنچاتا ہے۔ کوئی نیکوں کے لیے رحمت کی دعائیں کر رہا ہے۔ کوئی مجرموں پر لعنتیں پہنچا رہا ہے۔ کوئی احکامات پہنچانے کی ذمہ داری پوری کر رہا ہے۔ اس لئے ان کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔ اور فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی ہے اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں نائب۔ اللہ تعالیٰ کی نیابت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اللہ تعالیٰ سے وصول کر کے اس کی مخلوق پر نافذ کرے۔ مخلوق کو پہنچائے تا کہ وہ اس پر عمل کریں قَالُوْٓا کہا فرشتوں

نے اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا کیا تو بناتا ہے اس زمین میں مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا اس کو جو فساد مچائے گا زمین میں وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ اور بہائے گا خون وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ اور ہم فرشتے تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ پڑھتے رہتے ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ اور ہم تیری پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ تو تمام عیبوں اور کمزوریوں سے پاک اور صاف ہے۔ اس سے فرشتوں کا مدعا یہ تھا کہ اے پروردگار! کسی اور مخلوق کو جو خلیفہ بنانا چاہتا ہے ہمیں بنا دے ہم ہر وقت تیری تسبیح اور تقدیس میں لگے ہوئے ہیں قَالَ اِنِّيۡۤ اَعۡلَمُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بے شک میں جانتا ہوں مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ جو تم نہیں جانتے۔

آدم علیہ السلام کو علم سے سرفراز کیا گیا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا اور تعلیم دی آدم علیہ السلام کو سب ناموں کی ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ پھر ان کو پیش کیا فرشتوں پر فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دو بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ ان چیزوں کے ناموں کی اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر تم سچے ہو کہ ہم خلافت کے حقدار ہیں۔

قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ کہا فرشتوں نے تیری ذات پاک ہے لَا عِلۡمَ لَنَآ ہمیں کوئی علم نہیں ہے اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا مگر وہ جو تو نے ہمیں سکھایا ہے اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ بے شک تو ہی ہے علم والا حکمت والا۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام خبر دے ان کو بِاَسۡمَآئِهِمۡ ان چیزں کے ناموں کی فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ پس جب دی آدم علیہ السلام نے ان کو خبر بِاَسۡمَآئِهِمۡ ان چیزوں کے ناموں کی قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا اِنِّيۡۤ اَعۡلَمُ بے شک میں جانتا ہوں غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ آسمانوں اور زمین کے غیبوں کو وَاَعۡلَمُ اور میں جانتا ہوں مَا تُبۡدُوۡنَ اس چیز کو جس کو تم ظاہر کرتے ہو وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ اور اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو۔ ظاہر تو یہ کرتے تھے کہ اے پروردگار! ہم تیری تسبیح پڑھتے ہیں، تیری پاکیزگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور چھپاتے تھے کہ ہمیں خلافت ملنی چاہیے۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ سجدہ کرو تم آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوۡٓا پس انہوں نے سجدہ کیا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ مگر ابلیس نے اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ اس نے انکار کر دیا اور تکبر کیا وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اور تھا وہ کافروں میں سے۔

وَقُلۡنَا يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا ۖ وَلَا تَقۡرَبَا

اور کہا ہم نے اے آدم علیہ السلام تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ تم دونوں اس جنت سے وسعت اور کشادگی سے جس جگہ سے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿35﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا

چاہو اور قریب نہ جانا اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ناانصافوں میں سے۔ پس پھسلایا ان دونوں کو شیطان نے اس درخت

كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

سے پس نکالا ان دونوں کو ان خوشیوں سے جن کے اندر وہ تھے اور کہا ہم نے اترو تم، بعض تمہارے دوسرے بعض کے لیے

اِلٰى حِيْنٍ ﴿36﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿37﴾

دشمن ہوں گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے ایک مدت تک۔ پس حاصل کئے آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ سے

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ

چند کلمات پس اللہ تعالیٰ نے رجوع کیا ان پر بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ کہا ہم نے اترو تم یہاں سے سارے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿38﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جس نے پیروی کی میری ہدایت کی پس ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غم

ع اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿39﴾

کریں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ دوزخ والے ہیں اس دوزخ میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُسْكُنْ: تو ٹھہر، رَغَدًا: خوب اچھی طرح، حَيْثُ: جس جگہ، شِئْتُمَا: تم دونوں نے چاہا، لَا تَقْرَبَا: تم دونوں قریب نہ جاؤ، تَكُوْنَا: تم دونوں ہو جاؤ، فَاَزَلَّهُمَا: پاس اس (شیطان) نے ان دونوں کو ورغلایا، اِهْبِطُوْا: تم سب اُترو، عَدُوٌّ: دشمن ہیں، مُسْتَقَرٌّ: ٹھہرنے کی جگہ، مَتَاعٌ: سامان، حِيْنَ: مدت، فَتَلَقّٰٓى: پس اس نے سیکھ لیے، كَلِمٰتٍ: کلمات، فَتَابَ: پس وہ متوجہ ہوا، اَلتَّوَّابُ: توبہ قبول کرنے والا، اِمَّا: اگر، يَاْتِيَنَّكُمْ: تمہارے پاس ضرور آئے گا، مِّنِّىْ: میری طرف سے، تَبِعَ: اس نے پیروی کی، يَحْزَنُوْنَ: غمگین ہوں گے، كَذَّبُوْا: انہوں نے جھٹلایا، بِاٰيٰتِنَآ: ہمارے احکام کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور فرشتوں کا امتحان لیا اس علمی امتحان میں آدم علیہ السلام کامیاب ہو گئے اور فرشتے کامیاب نہ ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتوں نے بغیر کسی قیل وقال کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس لعین نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے سے گھٹیا اور کم تر کو سجدہ کیوں کروں؟۔ میں اس سے بہتر ہوں۔

اہم نکات:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

وہ خاص درخت جس کے کھانے سے روکا گیا کون سا تھا؟:

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَبْهِمُوْا مَا اَبْهَمَهُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو پوشیدہ رکھا ہے اُس میں سے یہ بھی پوشیدہ ہے کہ وہ کس چیز کا درخت تھا اور بعض نے کہا ہے کہ گندم کا درخت تھا بعض فرماتے ہیں کہ کیلے کا درخت تھا اور بعض فرماتے ہیں کہ انجیر کا تھا اور بعض نے کھجور کا کہا ہے۔

شیطان نے کس طرح آدم وحواء علیہما السلام کو مغالطے میں ڈالا؟ اعتراض:

شیطان کو تو وہاں سے نکالا گیا تھا تو اس نے کس طرح ان دونوں کو مغالطے میں ڈالا؟

جواب:

① ......تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ شیطان دروازے پر فقیر کی شکل میں آیا تھا۔

② ......دور سے اپنا اثر ان تک پہنچایا اور ان کو ورغلایا اور ممنوع کام کروایا۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا اس میں خطاب حضرت آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام کو ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی خطاب ہے۔

اور بعض نے کہا کہ اس میں انسانوں، جنّات اور حضرت آدم علیہ السلام وحواء علیہا السلام کو خطاب ہے۔

یہ جسمانی تکلیف تھی کہ جنت سے ان کو نکالا گیا اور روحانی تکلیف "بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ" تمہارے میں سے بعض، بعض کے دشمن ہوں گے یعنی انسان انسان کے اور جن وشیاطین بھی انسانوں کے دشمن ہوں گے۔

خوفٌ اور حزن میں فرق:

تفسیر کبیر اور جلالین میں یہ لکھا ہے کہ خوف ہوتا ہے اپنی ذات کے لئے اور حزن ہوتا ہے دوسروں کے لئے۔ مثال کے طور پر لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اس لئے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات کی فکر نہ تھی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر تھی۔

قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام پر بھی ایک قسم کا رعب ہوگا: اعتراض:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر غم ہوگا نہ خوف حالانکہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام بھی نَفْسِيْ نَفْسِيْ اور سَلِّمْ سَلِّمْ کی آواز لگائیں گے؟

جواب: اس سے مراد رعب ہے کہ انبیاء علیہ السلام پر ایک قسم کا رعب ہوگا مثال کے طور پر ایک آدمی نے چوری کر لی جرم

اس کا ثابت ہوا گواہ بھی عدالت میں موجود ہیں اب اس کو ڈر ہے کہ سزا ہوگی اور ایک شخص وہ ہے جس نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ اس پر ویسے ہی عدالت کا رعب ہے بالکل اسی طرح انبیاء علیہم السلام پر بھی رعب ہوگا، خوف نہیں ہوگا۔

(تفسیری نکات) آدم وحوا علیہما السلام کا منع کردہ پھل کھانا:

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ اور کہا ہم نے اے آدم علیہ السلام رہو تم وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور تمہاری بیوی (حوا علیہا السلام) جنت میں وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا اور کھاؤ تم دونوں اس جنت سے وسعت اور کشادگی سے حَيْثُ شِئْتُمَا جس جگہ سے چاہو۔ اور جو چاہو کھاؤ، پیو کوئی پابندی نہیں ہے مگر وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور قریب نہ جانا اس درخت کے۔ کیونکہ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھایا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ تو نا انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس پھسلایا ان دونوں کو شیطان نے اس درخت سے۔ نتیجہ یہ نکلا فَاَخْرَجَهُمَا پس نکالا ان دونوں کو مِمَّا كَانَا فِيْهِ ان خوشیوں سے جن میں وہ تھے وَقُلْنَا اهْبِطُوْا اور کہا ہم نے اتر جاؤ تم بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارے دوسرے بعض کے لیے دشمن ہوں گے۔ یعنی تمہاری نسل میں ایک دوسرے کی دشمنی چلے گی۔ یہ بات سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج دنیا میں انسان ایک دوسرے کی کتنی گردنیں کاٹ رہے ہیں شمار سے باہر ہیں وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے۔ یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانا ہے ایک مدت تک۔ ایک عرصہ تک زمین میں رہو۔ پھر دنیا سے جانا ہے۔

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ پس حاصل کئے آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ سے چند کلمات۔ وہ کلمات یہ ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [پارہ ۸: الاعراف] فَتَابَ عَلَيْهِ پس اللہ تعالیٰ نے رجوع کیا ان پر۔ یعنی ان کی توبہ قبول فرمائی اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

آدم علیہ السلام کا دنیا میں آنا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا کہا ہم نے اترو تم یہاں سے سارے۔ یعنی آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، اور ان کے ضمن میں جو ان کی اولاد ہے وہ تمام کے تمام سب کو خطاب ہے فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت اِمَّا اصل میں اِنْ مَا ہے۔ ''اِنْ'' شرطیہ ہے اگر ہدایت آئے۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجنے اور کتابیں نازل کرنے پر مجبور نہیں تھا۔ اگر نہ بھیجتا تو اس سے کون پوچھ سکتا ہے اگر ضرورت ہوئی تو تمہاری طرف پیغمبروں اور کتابوں کی شکل میں ہدایت بھیجوں گا فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ پس جس نے پیروی کی میری ہدایت کی فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پس ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ آئندہ کسی شے کا خدشہ ہو تو اس کو خوف

کہتے ہیں۔اور گزشتہ کسی چیز پر افسوس ہوتو اس کو غم کہتے ہیں۔جنت میں داخل ہونے کے بعد نہ تو آئندہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ گزشتہ زندگی پر کسی قسم کی پریشانی ہوگی کیونکہ نیکیاں کر کے گئے ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جنہوں نے کفر کیا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ وہ دوزخ والے ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اس دوزخ میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے۔اور جلیں گے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری نعمتوں کو جو میں نے تم پر انعام کیں اور پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں گا تمہارے عہد کو

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿40﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠

اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿41﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

اور نہ ہو جاؤ تم پہلے منکر اس کے اور نہ خریدو میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔اور خلط ملط نہ کرو حق

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿42﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ

کو باطل کے ساتھ اور نہ چھپاؤ تم حق کو اور حالانکہ تم جانتے ہو اور قائم کرو تم نماز کو اور ادا کرو تم زکوٰۃ اور رکوع کرو تم رکوع کرنے والوں

الرّٰكِعِيْنَ ﴿43﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا

کے ساتھ۔کیا تم حکم دیتے ہو لوگوں کو نیکی کا اور بھول جاتے ہو اپنی جانوں کو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا پس تم سمجھتے نہیں ہو۔

تَعْقِلُوْنَ ﴿44﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿45﴾

اور مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ اور بے شک یہ نماز البتہ بھاری ہے مگر سوائے ان لوگوں کے جو عاجزی کرنے والے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿46﴾ ع ٥

وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں بے شک وہ ملاقات کرنے والے ہیں اپنے ربّ سے اور بے شک وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُذْكُرُوْا: تم یاد کرو، اَوْفُوْا: تم پورا کرو، عَهْدِيْٓ: میرے قول کو، اِيَّايَ: مجھ ہی سے، فَارْهَبُوْنِ: پس تم ڈرو،

مُصَدِّقًا: تصدیق کرنے والا، تَشْتَرُوْا: تم خریدو، ثَمَنًا: قیمت، تَلْبِسُوْا: تم خلط ملط نہ کرو، اَلْبَاطِلَ: غلط، تَكْتُمُوْا: تم چھپاؤ، اِرْكَعُوْا: تم رکوع کرو، اَلْبِرِّ: بھلائی، تَنْسَوْنَ: تم بھول جاتے ہو، تَتْلُوْنَ: تم پڑھتے ہو، تَعْقِلُوْنَ: تم عقل رکھتے ہو، اِسْتَعِيْنُوْا: تم مدد طلب کرو، كَبِيْرَةٌ: البتہ دشوار، اَلْخٰشِعِيْنَ: خشوع کرنے والے، يَظُنُّوْنَ: یقین کرتے ہیں، مُّلٰقُوْا: ملاقات کرنے والے، رٰجِعُوْنَ: لوٹنے والے۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن، تفسیر ابوالسعود، تفسیر کبیر، سبق الغایات فی نسق الآیات میں یہ لکھا ہے کہ پہلے نعمت عام کا ذکر مخلوق عامہ پر تھا، اب نعمت خاصہ کا ذکر مخلوق خاصہ پر ہے۔

(اہم نکات) اسرائیل کا مطلب:

اسرائیل یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اور یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے اسرا کے معنی عبد کے ہیں اور ایل کے معنی اللہ تو اسرائیل کا معنی ہوا اللہ کا بندہ تو یعقوب نام اور اسرائیل لقب ہے۔ زمخشری کا خیال اس کے برعکس ہے وہ کہتا ہے کہ اسرائیل نام اور یعقوب لقب ہے آپ کو تراجم میں ملے گا میری نعمتیں یا میری نعمت، کوئی تعارض نہیں کیونکہ نعمت مصدر ہے اس کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ

اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ سے مراد وہ وعدہ ہے جس کا ذکر سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۲ میں ہے "وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ..... وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا" اور اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ سے مراد وہ عہد ہے جس کا ذکر اسی آیت میں یوں ہے "لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ.... مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ"

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

قرآن مصدِق ہے یعنی سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، تورات اور انجیل مصدَق ہیں یعنی وہ کتب ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے کہ اپنے اپنے دور میں پیغمبروں پر نازل ہوئیں اور سامان ہدایت تھیں۔ اب اگر تم قرآن کا انکار کرتے ہو تو گویا تم نے تورات وانجیل سے بھی انکار کر دیا کیونکہ مصدِق کا انکار مصدَق کا انکار ہوتا ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱

اس کا یہ مطلب نہیں کہ کثیر مال لے سکتے ہو بلکہ یہ بتانا ہے کہ دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے هذا حديث حسن صحيح.

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

حق دو طریقوں سے مٹتا ہے ① جب حق اور باطل کا اختلاط ہو جائے ② جب حق پر پردہ ڈالا جائے۔

بدعت کی قباحت کی وجہ:

اس میں بدعت کی قباحت کو بیان کر دیا ہے بدعت اس وجہ سے قبیح ہے کہ اس سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے اور گناہ کرنے سے دین کا نقشہ تبدیل نہیں ہوتا۔

مجمع الزوائد کی روایت ہے، جس کے تمام راوی صحیح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند فرمایا ہے اس وجہ سے کہ وہ اس بدعت کو دین سمجھتا ہے تو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اس آیت سے علماء نے فرضیت جماعت کا اثبات کیا ہے اس آیت کی دو تفسیریں ہیں۔

۱ ...... جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔

۲ ...... اعتدال سے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جو اپنے رشتہ داروں سے کہتے تھے کہ ایمان لے آؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر ہیں لیکن خود ایمان نہ لاتے تھے جب ان سے ایمان نہ لانے کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ تمہارا کام تو ویسے چل جاتا ہے ہمارا کام نہیں چلتا۔ ہمارا کام تو ان شکرانوں اور وظائف پر ہے اس لئے ہم ایمان نہیں لاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل پر انعامات کا تذکرہ:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے اسرائیل علیہ السلام کی اولاد! اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ یاد کرو میری نعمتوں کو الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ جو میں نے تم پر انعام کیں۔ یاد کرنے کا مطلب ہے کہ ان کا شکر ادا کرو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اور پورا کرو میرے عہد کو جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں پورا کروں گا تمہارے وعدے کو جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ یہاں پر اجمال ہے اور چھٹے پارے کے ساتویں رکوع میں اس کی تفصیل ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا؟

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور البتہ تحقیق پختہ عہد کیا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنِّىْ مَعَكُمْ میں تمہارے ساتھ ہوں لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ اگر تم نے قائم کی نماز وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ اور تم زکوٰۃ دیتے رہے وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہے وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ اور تم ان کی عزت

اور قدر کرتے رہے وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور تم اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے رہے۔ یہ کام بنی اسرائیلیوں کے ذمہ تھے وہ پورا کرتے رہیں۔

وَاُوْفِ بِعَهْدِكُمْ اور میں نے جو تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے اے بنی اسرائیلیو! وہ میں پورا کروں گا وہ وعدہ کیا ہے؟۔ فرمایا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ البتہ میں ضرور مٹادوں گا تمہاری خطائیں وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ اور میں تمہیں ضرور داخل کروں گا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ اس معاہدے کی تفصیل ہے۔ فرمایا وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ، فَارْهَبُوْنِ اصل میں فَارْهَبُوْنِيْ تھا۔ یا کو تخفیف کے طور پر حذف کر دیا گیا۔ معنیٰ بنے گا اور خاص مجھ ہی سے تم ڈرو۔

قرآن کے انکار کا نتیجہ:

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے نازل کی ہے۔ یعنی قرآن کریم مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور یہ قرآن کریم تصدیق کرتا ہے ان چیزوں کی جو تمہارے پاس ہیں۔ توراۃ، انجیل، زبور جو اصل آسمانی کتابیں تھیں وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ اور نہ ہو جاؤ تم پہلے منکر اس کے۔ اے بنی اسرائیل! اگر تم انکار کرو گے تو تمہاری طرف دیکھ کر دوسرے بھی انکار کریں گے۔ تو ان کا وبال بھی تمہارے اوپر پڑے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور نہ خریدو میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زیادہ قیمت کے بدلے بیچنا جائز ہے۔ کیونکہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب قلیل ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں روایت آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا۔ ہمارے نزدیک تو سونے، چاندی، روپے پیسے کی قیمت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کی حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا ساری دنیا بھی قرآن کریم کی ایک آیت کے مقابلہ میں کم تر ہے۔ یوں سمجھو کہ "ق" ایک آیت ہے ساری دنیا کے خزانے جمع ہو کر "ق یاحم" کی قیمت نہیں بن سکتے۔ فرمایا وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔

حق کے مٹنے کی دو صورتیں:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور خلط ملط نہ کرو حق کو باطل کے ساتھ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ یہاں لَا مقدر ہے، اصل میں ہے وَلَا وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور نہ چھپاؤ تم حق کو۔ حق کے مٹنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔

۱..... ایک یہ کہ حق کو بیان نہ کیا جائے اور ظاہر بات ہے کہ جب حق کو بیان نہیں کیا جائے گا تو آنے والی نسلوں کو کیا پتہ چلے گا کہ حق کیا ہے؟۔ اور باطل کیا ہے؟۔

[۲]...... اور دوسرا یہ ہے کہ حق کو ملغوبہ بنا دیا جائے کہ حق اور باطل کو اس طرح خلط ملط کر دیا جائے کہ پتہ ہی نہ چلے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟۔ اسی لئے بدعت کا بہت سخت گناہ ہے کہ بدعت سے دین خلط ملط ہو جاتا ہے۔

وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اور حالانکہ تم جانتے ہو۔

نماز اور زکوۃ کا حکم:

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور قائم کرو تم نماز کو اور ادا کرو تم زکوۃ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ اور رکوع کرو تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔

اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ کیا تم حکم دیتے ہو لوگوں کو نیکی کا وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ اور بھول جاتے ہو اپنی جانوں کو۔ یعنی دوسروں کو تو وعظ و تبلیغ کرتے ہو اور خود دین کی ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتے وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا پس تم (اتنی واضح باتیں بھی) نہیں سمجھتے۔

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ اور مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ۔ صبر اور نماز مدد طلب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ صبر اور نماز سے مدد نہیں مانگنی بلکہ مدد اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہے۔ جس کا سبق سورۃ فاتحہ میں دیا گیا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بات اچھی طرح سمجھ لو غلط قسم کے لوگ بڑا دھوکہ دیتے ہیں وَاِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اور بے شک نماز البتہ بھاری ہے اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ مگر ان لوگوں پر جو عاجزی کرنے والے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان پر بھاری نہیں ہے۔

الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ عاجزی کرنے والے وہ ہیں جو یقین رکھتے ہیں اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ بے شک وہ ملاقات کرنے والے ہیں اپنے ربّ سے وَاَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اور بے شک وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ایسے مومنوں پر نماز کوئی بھاری نہیں ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿47﴾

اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمتوں کو وہ (نعمتیں) جو میں نے تم پر انعام کیں اور بے شک میں نے تمہیں فضیلت دی جہان والوں پر

وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡـًٔا وَّلَا یُقۡبَلُ مِنۡہَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا یُؤۡخَذُ

اور ڈرو اس دن سے نہیں کفایت کرے گا کوئی نفس کسی نفس سے کچھ بھی سفارش اور نہ لیا جائے گا اس کی طرف سے جرمانہ اور نہ

مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّلَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿48﴾ وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ

ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جب ہم نے تم کو نجات دی فرعونیوں سے جو چکھاتے تھے تمہیں برا عذاب ذبح کرتے تھے

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں امتحان تھا تمہارے ربّ کی طرف سے بڑا۔ اور جس وقت

عَظِيْمٌ ﴿49﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿50﴾

پھاڑا ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پس ہم نے تمہیں نجات دی اور غرق کیا ہم نے فرعونیوں کو اور تم دیکھ رہے تھے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿51﴾

اور جس وقت ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے چالیس راتوں کا پھر بنا لیا تم نے بچھڑے کو معبود اس کے بعد اور تم ظالم تھے۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿52﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر ہم نے معاف کیا تم کو اس کے بعد تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور جب دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور حق اور باطل کے

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿53﴾

درمیان فرق کرنے والی چیز تاکہ تم ہدایت حاصل کرو"۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَضَّلْتُكُمْ: میں نے تم کو فضیلت دی، تَجْزِیْ: وہ بدلہ، يُقْبَلُ: قبول کیا جائے گا، شَفَاعَةٌ: شفاعت کرنا، لَا يُؤْخَذُ: نہیں لیا جائے گا، عَدْلٌ: انصاف، نَجَّيْنٰكُمْ: ہم نے تمہیں نجات دی، يَسُوْمُوْنَكُمْ: وہ تم کو ستاتے تھے، سُوْٓءَ: تکلیف، يُذَبِّحُوْنَ: ذبح کرتے تھے، اَبْنَآءَكُمْ: تمہارے بیٹے، يَسْتَحْيُوْنَ: وہ زندہ رکھتے ہیں، نِسَآءَكُمْ: تمہاری عورتیں، بَلَآءٌ: آزمائش، فَرَقْنَا: الگ الگ کر دیا، اَنْجَيْنٰكُمْ: ہم نے تم کو نجات دی، اَغْرَقْنَآ: ہم نے غرق کر دیا، تَنْظُرُوْنَ: تم دیکھتے ہو، اِتَّخَذْتُمْ: تم نے اختیار کر لیا، اَلْعِجْلَ: بچھڑا، عَفَوْنَا: ہم نے معاف کیا، اَلْفُرْقَانَ: فرق کرنا، تَهْتَدُوْنَ: تم ہدایت پاؤ۔

ربط:

پہلے بنی اسرائیل پر نعمتوں کا اجمالی ذکر تھا اب تفصیلی ذکر ہے۔

(اہم نکات) فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ میں عالمین سے کیا مراد ہے؟

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن اور تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے کہ اگر جزوی فضیلت ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

امت اور اُن سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی تمام امتیں اس (عالمین) میں شامل ہیں اور اگر فضیلت سے کلی فضیلت مراد ہو تو عالمین سے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے تمام لوگ مراد ہوں گے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

گرفتار آدمی کے چھڑانے کے چار طریقے ہوتے ہیں:

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی گرفتار ہو تو اس کے چھڑانے کے چار طریقے ہوتے ہیں۔

[۱]......کوئی اس کا ضامن بن جائے یعنی ضمانت کے طور پر رہا ہو۔

[۲]......سفارش کے طور پر رہا ہو۔

[۳]......جرمانہ دے کر رہا کیا جائے۔

[۴]......دوست کو حملہ کر کے چھڑا لیا جائے۔

یہاں کفار کے لئے چاروں طریقوں کی نفی فرمائی پہلے طریقے کی نفی "لَا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا" سے فرمائی کہ کوئی ضامن وکفیل نہ ہوگا، دوسرے طریقے کی "لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ" سے نفی کی کہ سفارش نہ ہوگی۔ تیسرے طریقے کی نفی "وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ" سے فرمائی کہ جرمانہ نہیں لیا جائے گا اور چوتھے طریقے کی نفی "وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ" سے فرمائی کہ ان کی مدد نہیں کی جائے گی ان کے چھڑانے میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا:

فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا جیسا کہ ایران کا کسریٰ، شام کا قیل، یمن کا تبع، روم کا قیصر لقب ہوتا ہے تو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا اصل نام ریان بن ولید تھا وہ ایمان لے آیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا جو ایمان نہیں لایا۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

فرعون کو کیسے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کا ایک لڑکا اس کی حکومت کے زوال کا سبب بنے گا؟

یہاں تین تفسیریں ہیں۔

◇۱......کسی نجومی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔

◇۲......فرعون نے خواب دیکھا۔

④......ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی البدایہ والنھایہ میں ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے یہ پیشن گوئی کی تھی۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے ۱۲ ہزار بچے قتل کئے نوے ہزار عورتوں کے حمل ساقط کروائے۔ شمس المعارف نے کہا کہ ستر ہزار بچے قتل کئے۔

چالیس راتوں کی تفصیل:

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

اصل میں تیس (۳۰) راتوں کا وعدہ تھا فَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ کہ تیس راتوں کے ساتھ دس اور ملائیں تو چالیس ہو گئیں۔تورات کی روزانہ ایک ایک تختی ملتی تھی۔تیس راتوں کا وعدہ تھا جب تیس راتیں پوری ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے مسواک کی تھی جس سے منہ کی بدبو ختم ہوگئی تھی کیونکہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ محبوب ہے تو اس بدبو کے جانے پر دس راتیں اور ملا دیں تو چالیس ہوگئیں۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل پر کی گئی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا بیان:

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اے بنی اسرائیل اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ یاد کرو میری نعمتوں کو الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وہ (نعمتیں) جو میں نے تم پر انعام کیں وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ اور بے شک میں نے تمہیں فضیلت دی عَلَى الْعٰلَمِیْنَ جہان والوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ظاہری نعمتیں بھی عطاء فرمائیں اور باطنی نعمتوں سے بھی مالا مال فرمایا۔

باطنی نعمتیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے کسی قوم میں ایک پیغمبر آجائے تو ان کا سر فخر سے آسمان کے ساتھ جالگتا ہے۔اور جس قوم میں چار ہزار پیغمبر آئیں ان کے لیے یہ کتنے فخر کی بات ہے پھر تین مشہور آسمانی کتابیں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو عطاء فرمائیں۔توراۃ حضرت موسیٰ، زبور حضرت داؤد اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو۔اور اس کے علاوہ جو صحائف مختلف انبیاء پر اترے وہ الگ ہیں اور ظاہری نعمتیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت بھی عطاء فرمائی۔حضرت یوسف علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے حقیقی بیٹے تھے۔پھر داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الارض ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو حکومت عطاء فرمائی۔ان کے علاوہ اور کئی نیک بادشاہ ان میں گزرے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری نعمتوں کو یاد کرو اور میری ان نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا اور ڈرو اس دن سے (مراد قیامت کا دن ہے) لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا نہیں کفایت کرے گا کوئی نفس کسی نفس کی طرف سے کچھ بھی وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور نہ قبول کی جائے گی اس کی طرف سے سفارش وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ لیا جائے گا اس کی طرف سے جرمانہ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلانا:

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور جب ہم نے تم کو نجات دی فرعونیوں سے يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ جو چکھاتے تھے تمہیں برا عذاب يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ اور اس میں امتحان تھا مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ﴿۴۹﴾ تمہارے رب کی طرف سے بڑا۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ اور جس وقت پھاڑا ہم نے تمہارے لئے سمندر کو فَاَنْجَيْنٰكُمْ پس ہم نے تمہیں نجات دی وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور غرق کیا ہم نے فرعونیوں کو وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴿۵۰﴾ اور تم یہ سارا نقشہ دیکھ رہے تھے۔

تورات کا عطا کیا جانا:

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اور جس وقت ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً چالیس راتوں کا۔ پہلے تیس راتوں کا وعدہ تھا پھر دس کا اضافہ ہوا فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً پس چالیس راتیں پوری کیں۔ روزانہ ایک تختی ملتی تھی۔ اور یہ تختیاں تیس راتوں کے بعد ملنا شروع ہوئیں۔ کُل دس تختیاں تھیں۔ پھر تم نے یہ کیا کہ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ پھر بنالیا تم نے بچھڑے کو معبود مِنْ بَعْدِهٖ ان کے جانے کے بعد وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ﴿۵۱﴾ اور تم ظالم تھے۔ کہ جس ربّ کی تم نے اتنی نعمتیں دیکھیں اس کو چھوڑ کر صرف بچھڑے کی پرستش اور عبادت میں لگ گئے۔ لوگ شعبدہ بازی اور کرشمے دیکھ کر پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور کچھ سوچتے سمجھتے نہیں ہیں۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ پھر ہم نے معاف کیا تم کو مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴿۵۲﴾ تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور جب دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توراۃ، جس کا تمام آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد بہت بلند مقام ہے اور بڑی جامع کتاب ہے وَالْفُرْقَانَ اور معجزے دیئے جن کے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق ہوتا تھا۔ بہت سارے معجزے تھے ان میں سے ایک وہ عصا مبارک بھی تھا کہ جب اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پھینکتے تھے تو وہ اژدھا بن جاتا تھا اور مقابلے میں آنے والے جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل جاتا تھا۔ پھر جب اس کو ہاتھ لگاتے تھے وہ عصا ہو جاتا تھا۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کے ذریعے حق کو ظاہر کیا اور ان کی کارروائی کو باطل کیا۔

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴿۵۳﴾ تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر بچھڑے کو معبود بنا لینے کی وجہ سے

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ

پس توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف پس قتل کرو تم اپنی جانوں کو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تمہارے پیدا کرنے

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿54﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ

والے کے ہاں پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رجوع کیا بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور جب کہا تم نے

جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿55﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

اے موسیٰ علیہ السلام ہم ہرگز تیری تصدیق نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو کھلے طور پر پس پکڑ لیا تمہیں بجلی نے

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿56﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ

اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا تمہارے مرنے کے بعد تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور سایہ کیا ہم نے تم پر بادلوں کا

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور نازل کی ہم نے تم پر کھیر اور بٹیرے، کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا اور انہوں نے ہم پر کوئی زیادتی

يَظْلِمُوْنَ ﴿57﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا

نہیں کی اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور جب کہا ہم نے داخل ہو جاؤ اس بستی میں پس کھاؤ اس میں سے جہاں سے

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ

چاہو اور داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم یعنی ہمارے گناہ گرا دے معاف کر دیں گے ہم تمہاری

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿58﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا

خطائیں اور ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس تبدیل کر لیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا بات کو، سوائے اس کے جو ان لوگوں کو

ع ۶ عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿59﴾

کہی گئی تھی۔ پس نازل کیا ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا عذاب آسمان کی طرف سے اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِاتِّخَاذِكُمُ: تمہارے اختیار کر لینے سے، فَتُوْبُوْٓا: پس تم توبہ کرو، بَارِئِكُمْ: تمہارا پیدا کرنے والا، اُقْتُلُوْٓا: تم قتل کرو، نَرَى: دیکھ لیں، جَهْرَةً: ظاہر، فَاَخَذَتْكُمُ: پس تم کو پکڑا، الصّٰعِقَةُ: سخت آواز، بَعَثْنٰكُمْ: ہم نے تم کو زندہ کر کے اُٹھایا، ظَلَّلْنَا: ہم نے سایہ کیا، الْغَمَامَ: بادل، الْمَنَّ: شبنم، السَّلْوٰى: بٹیر کے مشابہ ایک پرندہ، كُلُوْا: تم سب کھاؤ، طَيِّبٰتِ: پاک چیزیں، اُدْخُلُوْا: تم داخل ہو، الْقَرْيَةَ: آبادی، شِئْتُمْ: تم نے چاہا، الْبَابَ: دروازہ، حِطَّةٌ: توبہ، نَّغْفِرْ: ہم بخش دیں گے، خَطٰيٰكُمْ: تمہاری خطائیں، سَنَزِيْدُ: عنقریب ہم زیادہ دیں گے، الْمُحْسِنِيْنَ: بھلائی کرنے والے، فَبَدَّلَ: پھر اس نے بدل دیا، رِجْزًا: عذاب، يَفْسُقُوْنَ: نافرمانی۔

ربط:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ذکر چلا آرہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور سے تورات لے کر جب واپس تشریف لائے اور دیکھا کہ قوم نے بچھڑے کو معبود بنالیا ہے۔ اور اس کی پرستش کر رہے ہیں۔ پہلے تو حضرت ہارون علیہ السلام پر ناراض ہوئے کہ تم نے ان کو منع کیوں نہیں کیا اور تمہارے ہوتے ہوئے یہ کیوں گمراہ ہوئے ہیں۔ جب پوری طرح مطمئن ہو گئے کہ ہارون علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی تو پھر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اس کا ذکر ہے۔

اہم نکات: فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اس سے مراد خودکشی نہیں:

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اس سے مراد خودکشی نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی وہ اس کو قتل کرے جس نے بچھڑے کی عبادت کی ہو۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ اس کی دو تفسیریں ہیں۔

[۱]...... جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تو ندامت اور اللہ سے معافی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجے کہ جا کر اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے معذرت کرو تا کہ وہ ہماری غلطی معاف کر دے۔

[۲]...... دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے احکام پڑھ کر سنائے تو انہوں نے کہا کہ یہ بہت مشکل ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے آزاد زندگی گزاری ہے چند دن عمل کرو تو یہ آسان ہو جائیں گے کیونکہ فرعون کے غرق ہونے کے بعد کتاب ملی تھی۔ فرعون کی موجودگی میں عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ تو اُن کی قوم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے بھیجا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو

کہنے لگے کہ "لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً" ہم اُس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں۔

توبجلی نے آ کر سب کو ہلاک کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی "اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا" اے اللہ پاک آپ نے میری قوم کے ان بندوں کو اُن کے بے وقوفیوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ فرما دیا۔ جب یہ لوگ زندہ ہو کر قوم کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو احکام آسان لگے ان پر عمل کرو اور جو مشکل لگے ان کو چھوڑ دو۔

بنی اسرائیل کا وادی سینا میں بھٹکنا:

وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک میدان تھا جو وادی تیہ کے نام سے موسوم تھا۔ آج کل وہ وادی سینا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ میدان چھتیس (۳۶) میل لمبا، چوبیس (۲۴) میل چوڑا تھا، بنی اسرائیل چالیس سال تک اس میں رہے۔ یہاں سے نکلنا حرام تھا جب سورج طلوع ہوتا تو بادل چھا جاتے تھے اور کھانے کے لیے من وسلویٰ نازل ہوتا تھا۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ بٹیر بھُنے ہوئے آتے تھے۔

دوسری تفسیر یہ کہ زندہ بٹیر قریب ہی کثیر تعداد میں آتے اور ہاتھوں سے ان کو پکڑتے اور ترنجبین برف کی طرح درختوں وغیرہ پر رات کے وقت گرتی، جس طرح کہ رات کو شبنم برستی ہے۔

هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ سے کونسی بستی مراد ہے؟

وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے زمانے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانے میں۔

عمدۃ القاری اور فتح الباری وغیرہ میں ہے کہ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ سے مراد بیت المقدس ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مراد صھیون بروزن برزون ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے اریحا مراد ہے جو بیت المقدس سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ نوویؒ شارح مسلم اور قاموس میں ہے صھیون سطح سمندر سے ۵۰۰۰ فٹ بلند تھا۔

وَادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا، کہ جب اس بستی میں داخل ہو تو عاجزی کرتے ہوئے اور اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے اور حِطَّةٌ کہتے ہوئے یعنی اللہ سے معافی کی درخواست کرتے ہوئے داخل ہونا لیکن اُنہوں نے حِطَّةٌ کی بجائے حِنۡطَةٌ یعنی ہمیں گندم چاہیے یہ کہا یا یہ کہا حَبَّةٌ فِيۡ شَعِيۡرَةٍ کہ ہمیں ایسے دانے عطا کر جو خوشوں میں ہوں اور چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے۔

اس حکم عدولی کی یہ سزا ملی کہ تفسیر مدارک نے لکھا ہے کہ اریحا مقام پر طاعون کی وجہ سے بنی اسرائیل کے ۴۰ ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور تفسیر جلالین میں ۷۰ ہزار آدمی ہلاک ہوئے لکھے ہیں۔

(تفسیری نکات) بچھڑے کی پوجا کا وبال:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یٰقَوْمِ اے میری قوم اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بے شک تم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ کیونکہ اس کارروائی کا وبال تمہاری جانوں پر پڑے گا بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ جو تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر تم اپنی آخرت سنوارنا چاہتے ہو تو فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِكُمْ تو توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پس قتل کرو تم اپنی جانوں کو۔

اس کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے پوجا کی اور طریقہ یہ ہوگا کہ اگر ایک بھائی نے پوجا کی ہے اور دوسرے نے نہیں کی تو جس نے پوجا نہیں کی وہ اس کو قتل کرے جس نے پوجا کی ہے۔ اگر باپ نے پوجا کی ہے اور بیٹے نے نہیں کی تو بیٹے کو حکم تھا کہ باپ کو قتل کرے۔ اور اگر بیٹے نے پوجا کی ہے اور باپ نے نہیں کی تو باپ کو حکم تھا کہ بیٹے کو قتل کرے۔ تو اس طرح انہوں نے اپنی جانوں کو قتل کیا۔

اس زمانے میں مرتد کی توبہ قتل کے بغیر قبول نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو سہولت دی، نرمی فرمائی کہ مرتد کو تین دن کی مہلت ہے اگر توبہ کرے تو فبہا چھوڑ دیا جائے گا اگر توبہ نہیں کرتا اور کفر پر مُصر رہتا ہے تو تین دن کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں عِنْدَ بَارِئِكُمْ تمہارے پیدا کرنے والے کے ہاں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا کہ انہوں نے گردنیں کٹوا کر اپنی آخرت بنا لی فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رجوع کیا اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کی ہلاکت:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰی اور جب بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ہم ہرگز تیری تصدیق نہیں کریں گے حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو کھلے طور پر فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ پس پکڑ لیا تمہیں بجلی نے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اور تم دیکھ رہے تھے۔ ان کی گستاخی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بجلی گرا دی۔ ستر کے ستر مارے گئے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ تمہارے مرنے کے بعد لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ تاکہ تم شکر ادا کرو۔ یہ لوگ جب واپس قوم کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ عمل ہو سکے تو کر لینا اور نہ

ہو سکے تو نہ کرنا میں معاف کردوں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو کہا تھا کہ اگر بتقاضائے بشریت کوئی غلطی ہوئی تو میں معاف کردوں گا۔

بادلوں کا سایہ اور من وسلوی کا نزول:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ اور سایہ کیا ہم نے تم پر بادلوں کا وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور نازل کی ہم نے تم پر کھیر اور بٹیرے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے وَمَا ظَلَمُوْنَا اور انہوں نے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝ اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ کہ انہوں نے "من وسلویٰ" کے بدلے پیاز، لہسن اور دالیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم بدلتے ہو عمدہ چیزوں کے بدلے میں گھٹیا چیزیں کہنے لگے ہمیں گھٹیا ہی چاہیے۔

بنی اسرائیل کا بیت المقدس میں داخلے کے وقت عمل:

وَإِذْ قُلْنَا اور جب کہا ہم نے ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ داخل ہو جاؤ اس بستی میں یعنی بیت المقدس یا ایلیاء میں فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا پس کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو کشادہ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے وَّقُوْلُوْا اور کہو تم حِطَّةٌ اس کا مکمل جملہ بنے گا مَسْئَلَتُنَا حِطَّةٌ ہمارا سوال یہ ہے کہ اے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمادے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ معاف کردیں گے ہم تمہاری خطائیں وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا پس تبدیل کرلیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا قول کو غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ سوائے اس کے جو ان کو کہی گئی تھی۔ ان کو تو کہا گیا تھا حِطَّةٌ کہنا مگر انہوں نے حِطَّةٌ کی بجائے حِنْطَةٌ کہنا شروع کردیا۔ کہ ہمیں گندم چاہیے۔

اور یہ الفاظ بھی مفسرین نے لکھے ہیں کہ انہوں نے کہا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ ہمیں وہ دانے چاہیے جو خوشوں میں ہوں اور پہلے حکم کی مخالفت اس طرح کی کہ بجائے سجدہ کرنے کے چوتڑوں کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے قول بھی بدل دیا اور فعل بھی بدل دیا۔

فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس نازل کیا ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ عذاب آسمان کی طرف سے۔ وہ عذاب طاعون کی شکل میں نازل ہوا تین چار گھنٹوں میں ستر ہزار کے قریب آدمی مر گئے۔ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے بڑے انعامات نازل کئے مگر انہوں نے نافرمانیاں بہت کیں بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝ اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ

اور جس وقت پانی طلب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پس کہا ہم نے مارو اپنی لاٹھی پتھر پر پس پھوٹ پڑے اس سے

اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ

بارہ چشمے۔ تحقیق جان لیا ہر گروہ نے اپنے پینے کی جگہ کو کھاؤ اور پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے

وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۝ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ

ہوئے۔ اور جب کہا تم نے موسیٰ علیہ السلام سے ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک کھانے پر پس دعا کر ہمارے لئے اپنے پروردگار سے

وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا

نکالے ہمارے لئے اس چیز سے جو اُگاتی ہے زمین اپنی ترکاریوں سے اپنی ککڑیوں سے (یعنی تریں) اور اپنے لہسن یعنی تھوم

وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ ؕ

سے اور اپنے مسور سے اور اپنے پیاز سے۔ فرمایا کیا تم بدلے میں لیتے ہو اس چیز کو جو گھٹیا ہے اس چیز کے ساتھ جو بہتر ہے اتر

اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ

جاؤ کسی شہر میں پس بے شک تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جو تم نے مانگا اور مسلط کر دی گئی ان پر ذلت اور مسکینی اور لوٹے وہ اللہ تعالیٰ

وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ

کا غضب لے کر۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ بے شک انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور قتل کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق،

بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۝ ع

یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے نکل جاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَسْقٰی: اس نے پانی مانگا، عَصَاكَ: اپنی لاٹھی سے، اپنے عصا سے، فَانْفَجَرَتْ: پس وہ بہہ نکلی، عَيْنًا: چشمہ، اُنَاسٍ: انسان، مَّشْرَبَهُمْ: ان کے اپنے پینے کی جگہ، اِشْرَبُوْا: تم پیو، لَا تَعْثَوْا: تم نہ پھرو، اُدْعُ: دعا کر، يُخْرِجْ: وہ نکالے، تُنْبِتُ: وہ اُگاتی ہے، بَقْلِهَا: سبزی، وَقِثَّآئِهَا: اس کی ککڑی، فُوْمِهَا: اس کا گندم، عَدَسِهَا: اس کا دال، بَصَلِهَا: اس کی پیاز، اَتَسْتَبْدِلُوْنَ: کیا تم بدلتے ہو؟، اَدْنٰی: بہت کمتر، مِصْرًا: کوئی شہر، سَاَلْتُمْ: تم نے مانگا،

اَلذِّلَّةُ: رسوائی، اَلْمَسْکَنَةُ: محتاجی، وَبَآءُوْ: وہ لوٹے، عَصَوْا: انہوں نے نافرمانی کی، کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ: وہ زیادتی کرتے تھے۔

ربط:

ان آیات میں وادی تیہ (جسے آج کل وادی سینا کہتے ہیں) کا تذکرہ ہے بادل کا ذکر پچھلی آیات میں آپ نے پڑھا اب یہاں پانی کی نعمت کا ذکر ہے۔

(اہم نکات) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر کو لاٹھی سے مارا وہ کونسا پتھر تھا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر کو لاٹھی سے مارا بعض لوگ کہتے ہیں کہ عام پتھر تھا۔

لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ خاص پتھر تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے بھگا کر لے گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اس پتھر کو ساتھ لے جاؤ کام آئے گا۔

اس پتھر کے بارہ کونے تھے اس سے بارہ چشمہ نکلے۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا میں مصر سے مراد کونسا شہر ہے؟

مصر سے مراد یا تو عام شہر ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے وادی سینا مراد ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مصر ہی مراد ہے یعنی مصر معہود جس میں فرعون تھا۔

ذلت اور مسکنت میں فرق:

ذلت وہ ہے کہ دوسروں کی نظروں میں آدمی حقیر سمجھا جائے۔ اور مسکنت وہ ہے کہ آدمی خود اپنے آپ کو گھٹیا اور حقیر سمجھے۔

بنی اسرائیل انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کرتے تھے:

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

بنی اسرائیل نے ایک سوستر (۱۷۰) انبیاء قتل کئے۔

شرعاً قتل تین طرح کا ہوسکتا ہے۔ کسی بھی شخص کا قتل شریعت کے مطابق تین جرائم پر ہوسکتا ہے۔

① ...... مرتد کا قتل کہ جب آدمی دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے تو اس کی سزا شریعت میں قتل ہے۔

② ...... شادی شدہ جب زنا کرے اور خود اقرار کرے یا اس پر چار گواہ قائم ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے۔

③ ...... قصاص میں کسی کو قتل کرنا اور انبیاء علیہم السلام کا قتل ان تین صورتوں میں سے کسی کی وجہ سے نہیں تھا۔ بنی اسرائیل ان کو

ناحق قتل کرتے تھے۔

اعتراض:

ارتداد کی وجہ سے قتل اکراہ فی الدین نہیں ہے:

ارتداد کی وجہ سے قتل تو اکراہ فی الدین ہے اور دین میں اکراہ نہیں ہے؟

جواب: مرتد کا قتل نقض عہد کی بناء پر ہے کہ اس نے ایک مرتبہ دین حق کو قبول کرلیا اور بعد میں اس عہد کو توڑ دیا۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل کے لیے پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا:

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جس وقت پانی طلب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے سُقْیٰ کے معنیٰ ہیں پانی اِسْتَسْقٰى باب استفعال ہے اس کی خاصیت ہے "طلب ماخذ" یعنی اس میں مصدر کے طلب کے معنیٰ پائے جاتے ہیں تو وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى کے معنیٰ ہیں "جب موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب کیا" لِقَوْمِهٖ اپنی قوم کے لیے۔ کیونکہ ان کو پینے کے لیے، نہانے کے لیے اور دیگر ضروریات کے لیے پانی چاہیے تھا۔ کیونکہ قوم جس کی تعداد لاکھوں میں تھی وہ صحراسینا میں پھر رہی تھی۔ اور انہیں پانی کی ضرورت تھی۔

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ پس کہا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو مارو اپنی لاٹھی پتھر پر۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پس پھوٹ پڑے اس سے بارہ چشمے۔ چونکہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندان تھے۔ لہٰذا ہر ایک کے لیے الگ چشمہ جاری کیا گیا۔ کہ مثلاً یہ یوسفوں کا ہے، یہ روبیلیوں کا ہے، یہ بن لاویوں کا ہے یہ بن یامینیوں کا ہے۔ تاکہ آپس میں لڑیں نہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ تحقیق جان لیا ہر گروہ نے اپنے پینے کی جگہ کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ من سلویٰ کھاؤ اور پانی پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے۔ ایک دوسرے کی دل آزاری نہ کرو انسانوں میں یہ مادہ بہت پایا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کا من وسلویٰ کی جگہ کھانے کی دیگر اشیاء کا مطالبہ:

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ عرصہ دراز تک وہ من سلویٰ کھاتے رہے پھر اکٹھے ہو کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہماری خوراک بدل دو وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى اور جب کہا تم نے موسیٰ علیہ السلام سے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے یہودیوں کو یہ بات یاد دلائی جارہی ہے کہ تمہارے بڑوں نے یہ کہا تھا) لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک ہی قسم کے کھانے پر۔ یہ کیا ہوا کہ صبح کو بھی من سلویٰ اور شام کو بھی من سلویٰ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ پس دعا کر

ہمارے لیے اپنے پروردگار سے يُخْرِجْ لَنَا نکالے ہمارے لئے مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ اس چیز سے جو اگاتی ہے زمین مِنْۢ بَقْلِهَا اپنی ترکاریوں سے ''بقل'' ہر قسم کی سبزی کو کہتے ہیں۔ساگ، مولی، گاجر، آلو وغیرہ سب پر بقل کا لفظ بولا جاتا ہے۔اور سبزی فروش کو بَقَّالَہ کہتے ہیں وَقِثَّآئِهَا اپنی ککڑیوں سے قِثَّاۗءٌ عربی زبان میں کھیرے کو بھی کہتے ہیں اور ککڑی (تر) کو بھی جو لمبی ہوتی ہے۔ وَفُوْمِهَا اور اپنے لہسن اور گندم یعنی تھوم سے ''فُوم'' گندم کو بھی کہتے ہیں اور لہسن کو بھی۔''فوم'' کے دونوں معنیٰ ہیں۔تو کہا کہ ہمارے لئے لہسن اور گندم پیدا فرما وَعَدَسِهَا اور اپنے مسور سے۔ عَدَس کا لفظ تو مسور کی دال پر بولا جاتا ہے مگر آج کل تمام عربی ہر قسم کی دال کو عَدَس کہتے ہیں۔چاہے چنے کی دال ہو یا مونگ، ماش کی دال وَبَصَلِهَا اور اپنے پیاز سے۔یعنی ہمیں پیاز چاہیے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ فرمایا کیا تم بدلے میں لیتے ہو الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی اس چیز کو جو گھٹیا ہے بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ اس چیز کے ساتھ جو بہتر ہے۔کہاں کھیر اور بٹیر اور کہاں لہسن، پیاز اور دال اور پھر وہ بغیر مشقت کے اور یہ چیزیں تمہیں خود کاشت کرنا پڑیں گی۔اور نکالنی پڑیں گی۔ہاں اگر تم لینا ہی چاہتے ہو تو اِهْبِطُوْا مِصْرًا اُتر جاؤ کسی شہر میں۔وادیٔ تیہ چونکہ بلندی پر تھی اور باقی شہر نیچے تھے۔اس لئے فرمایا کہ اتر جاؤ کسی شہر میں وہاں سے ان چیزوں کے بیج لاؤ اور کاشت کرو اور جس دن تم نے بیج ہاتھ میں پکڑا تمہارا آسمانی راشن بند ہو جائے گا۔علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''قنسرین'' نامی شہر ان کے قریب تھا۔وہاں سے جا کر یہ تمام چیزوں کے بیج لائے فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ پس بے شک تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جو تم نے مانگا وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور مسلط کر دی گئی ان پر ذلت اور مسکینی۔پہلے من سلویٰ کھاتے تھے اب جاؤ گرد و غبار کھاؤ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور لوٹے وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر۔اپنا نقصان بھی کیا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ بے شک انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔اللہ تعالیٰ کے احکامات آتے انکار کر دیتے اللہ تعالیٰ کے دو جلیل القدر پیغمبر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ان کے پاس آئے مگر انہوں نے ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی۔اگرچہ ماننے والے بھی تھے مگر اکثر نافرمان تھے۔اور حکم اکثریت پر لگتا ہے۔عربی زبان کا مقولہ ہے ''لِلْاَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ'' اکثریت پر کل کا حکم ہوتا ہے۔

بنی اسرائیل کا پیغمبروں کو قتل کرنا:

وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ اور قتل کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔اسی مضمون کی آیت تیسرے پارے میں آتی ہے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور وہ قتل کرتے تھے انبیاء علیہم السلام کو ناحق اور ان کو بھی قتل کرتے تھے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتے ہیں۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین کرام رحمہم اللہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ '' آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک علاقے میں مختلف قومیں آباد تھیں۔ جن کی تعداد تینتالیس تھی۔ اور ہر قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے الگ الگ پیغمبر بھیجا تھا۔ ان قوموں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ پیغمبر ہمیں ہر وقت تنگ کرتے رہتے ہیں لہٰذا ان پیغمبروں کا صفایا کر دینا چاہیے۔

چنانچہ سورج طلوع ہونے کے بعد تقریباً گیارہ بجے تک انہوں نے تینتالیس پیغمبر اور اُن کے ایک سو ستر صحابیوں اور حواریوں کو شہید کیا''۔ یہ صرف ایک دن کی کارروائی تھی ان کے علاوہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا۔ حضرت شعیا علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کیا۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے نکل جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو توڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سزائیں دیں۔ جن کا ذکر اگلی آیات میں آ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہیں اور جو نصرانی ہیں اور جو صابی ہیں جو شخص بھی ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر

الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور آخرت کے دن پر اور اس نے عمل کیا اچھا پس ان کے لیے اجر ہے ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿62﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ

غمگین ہوں گے۔ اور جب لیا ہم نے تم سے پختہ عہد اور بلند کیا ہم نے تمہارے اوپر طور پہاڑ کو پکڑو اس چیز کو جو ہم نے

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿63﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ

تمہیں دی ہے قوت کے ساتھ اور یاد کرو جو اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔ پھر، پھر گئے تم اس کے بعد پس اگر نہ ہوتا

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿64﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت البتہ تم ہو جاتے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ اور البتہ تحقیق تم جانتے ہو ان لوگوں

الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿65﴾ فَجَعَلْنٰهَا

کو جنہوں نے تجاوز کیا تم میں سے ہفتے کے دن پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ بندر ذلیل۔ پس بنایا ہم نے اس واقعہ کو عبرت

نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿66﴾

ان لوگوں کے لیے جو اس سے پہلے تھے اور جو پیچھے آنے والے ہیں اور نصیحت پرہیز گاروں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَادُوْا: جو یہودی ہوئے، اَلنَّصٰرٰی: عیسائی، وَالصّٰبِئِیْنَ: ستارہ پرست، اَخَذْنَا: ہم نے پکڑ لیا، مِیْثَاقَکُمْ: تمہارا عہد، رَفَعْنَا: ہم نے بلند کیا، فَوْقَکُمُ: تمہارے اوپر، اَلطُّوْرَ: کوہ طور، خُذُوْا: اختیار کرو، تَوَلَّیْتُمْ: تم پھر گئے، فَلَوْلَا: پس اگر نہ ہوتا، فَضْلُ: مہربانی، اِعْتَدَوْا: وہ حد سے نکلے، اَلسَّبْتِ: ہفتہ کا دن، کُوْنُوْا: تم ہو جاؤ، قِرَدَةً: بندر، خٰسِئِیْنَ: ذلیل وخوار کیے ہوئے، نَکَالًا: عذاب۔

ربط:

تفسیر کبیر، تفسیر ابوسعود اور تفسیر سبق الغایات میں ہے کہ جب انہوں نے پیغمبروں کو شہید کیا اور ایسے کارنامے کئے تو اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید ان پر مغفرت کا دروازہ بند ہو گیا ہے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے تو یہاں سے اس بات کا دفعیہ ہے کہ نہیں بلکہ اب بھی ان کے لئے ایمان اور مغفرت کا دروازہ کھلا ہے۔

(اہم نکات) اعتراض:

پہلے فرمایا کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں پھر آگے فرمایا مَنْ اٰمَنَ کہ ان میں سے جو ایمان لے آئے گا۔ تو ایک دفعہ ایمان لانے کے بعد دوبارہ ایمان لانا یہ تو تحصیل الحاصل ہے جو کہ باطل ہے؟

جواب: ① اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِكَ کہ جو انبیاء سابقین پر ایمان لایا ہو اور پھر مَنْ اٰمَنَ سے مراد وہ ہیں جو آپ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ پر ایمان لائے یا لائیں گے۔

② پہلے اٰمَنُوْا سے مراد ہے اَلَّذِیْنَ اَظْهَرُوا الْاِیْمَانَ بِاَلْسِنَتِهِمْ. یعنی جنہوں نے ایمان کو صرف زبانوں سے ظاہر کیا تھا اور دوسرے مَنْ اٰمَنَ سے مراد دل سے ایمان لانا ہے اَیْ ثُمَّ اٰمَنُوْا بِقُلُوْبِهِمْ

یہود کی وجہ تسمیہ:

①......صاحب تفسیر خازن نے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک بیٹا یہودا تھا۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہودی مشہور ہوئے۔

②......ان کے بڑوں نے جب غلطی کی تو کہا اِنَّا هُدْنَا اِلَیْكَ.

③......یہود کے معنی جھومنا ھود بمعنی تحرک یعنی جب تورات پڑھتے تو جھومتے تھے۔

نصارٰی کی وجہ تسمیہ:

[1]......عیسٰی علیہ السلام کو انہوں نے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللهِ. ہم اللہ کے دین کے حمایتی اور مددگار ہیں۔

[۲]......وہ محلہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس کا نام ناصرہ تھا۔

صابئین کون تھے؟

تفسیر روح المعانی نے لکھا ہے کہ صابئین داؤد علیہ السلام اور زبور کو مانتے تھے، نماز، روزہ رکھتے تھے، آسمانی نبوت کے قائل تھے لیکن ساتھ ساتھ ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔

ایک غلط تفسیر:

وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّورَ

مودودی صاحب اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ طور کو حق تعالیٰ نے اُٹھایا نہیں بلکہ فرمایا کہ طور کتنا بلند ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم پر گرے انہوں نے سمجھا کہ ہمارے اوپر گر جائے گا لیکن گرا نہیں۔ لیکن مودودی صاحب کا یہ مطلب غلط ہے کیونکہ قرآن خود کہتا ہے۔ " وَاِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ " .

بنی اسرائیل کا بندر اور خنزیر بننا:

وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ الَّذِيۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡكُمۡ فِى السَّبۡتِ

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں جو لوگ خنزیر اور بندر بنائے گئے تھے ان کی نسل آگے نہیں چلی تھی۔

یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پیش آیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بحر قلزم کے کنارے پر تھے۔ ان لوگوں کے لئے ہفتہ کے دن بشمول رات شکار کرنا منع تھا۔ قمری مہینے کی تاریخ غروب آفتاب سے شروع ہو جاتی ہے تو انہوں نے نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بوڑھوں کو خنزیر اور نوجوانوں کو بندر بنا دیا اور نص قطعی سے اس کی تائید ہے کہ ان کی نسل آگے نہیں چلی بلکہ تین دِن کے بعد ہلاک ہوئے۔

سوال: جو لوگ پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے عبرت ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جو لوگ آگے گزر گئے ہیں۔ ان کے لئے عبرت کیسے ہے؟

جواب: اس کو یوں سمجھو کہ دجال ابھی تو آیا نہیں لیکن ہم مانتے ہیں کہ آئے گا۔ اس طرح سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوا لیکن ہم مانتے ہیں۔ اسی طرح ان اگلے گزرے ہوئے لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ بعد میں آنے والوں کو بندر بنایا جائے گا ان کی نافرمانی کیوجہ سے (واللہ اعلم)۔

نیز ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ بَيۡنَ يَدَيۡهَا سے اس وقت کے موجودہ لوگ یعنی آس پاس کی بستیاں مراد ہیں اور مَا خَلۡفَهَا سے ان کے بعد آنے والے لوگ مراد ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

(تفسیری نکات) ہدایت یافتہ کون ہے؟

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مشرکین عرب اپنی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کر کے اپنے آپ کو مؤمن کہتے تھے کہ ابراہیمی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مومن تھے۔ لہٰذا ہم بھی مؤمن ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مومن ہونے میں تو شک شبہ کی گنجائش نہیں ہے مگر ان کا صرف دعویٰ تھا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور وہ لوگ جو یہودی ہیں وَالنَّصٰرٰى اور جو نصرانی ہیں وَالصّٰبِــِٕيْنَ اور جو صابی ہیں ''صباء'' کا لفظی معنیٰ ہیں ایک دین سے دوسرے دین کی طرف پھر جانا۔ اسی وجہ سے مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''صابی'' کہتے تھے مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو شخص بھی ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر۔ اللہ تعالیٰ پر سچے دل سے ایمان لائے اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اس کی کتابوں کو بھی مانے، فرشتوں کا قائل ہو۔ قیامت کو مانے، جنت، دوزخ کا قائل ہو۔ ایک آدمی کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں مگر پیغمبروں اور کتابوں اور فرشتوں کا قائل نہیں۔ جنت دوزخ کو نہیں مانتا، یوم آخرت کا قائل نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماننا تو یہ ہے کہ جو اس نے کہا ہے اس کو بھی مانے اور آخرت کا ماننے کے مطلب یہ ہے کہ قیامت کو مانتے ہیں کہ وہ آنے والی ہے اور صرف زبانی اقرار ہی کافی نہیں ہے کہ ایمان لایا ہے۔

وَعَمِلَ صَالِحًا اور اس نے عمل کیا اچھا۔ یعنی ایمان کے ساتھ، ساتھ اعمال بھی اچھے کرے۔ کیونکہ اچھے برے عمل کا اثر ہوتا ہے۔ اور اس کا دیکھنے والوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور لوگ ان چیزوں کو محسوس کرتے ہیں فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس ان کے لیے اجر ہے ان کے ربّ کے پاس وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسرائیل کا تورات کے احکام ماننے سے انکار:

پہلے بھی بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر تھا آگے بھی انہی کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے وادیٔ سینا میں پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ پہلے ہم فرعون کے غلام تھے اور اب ہم آزاد قوم ہیں۔ ہمارے لئے کوئی قانون اور دستور ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توراۃ عطا فرمائی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کے احکام تو بہت مشکل ہیں ہم ان پر عمل نہیں کر سکتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا ہم نے تمہارے اوپر طور پہاڑ کو، حکم ہوا خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ پکڑو اس چیز کو جو ہم نے تمہیں دی ہے یعنی تورات، قوت کے ساتھ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور یاد کرو جو اس میں ہے اور اس پر عمل بھی کرو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ اللہ تعالیٰ کی گرفت

سے اور آخرت کے عذاب سے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر، پھر گئے تم مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد کہ تورات پر تم نے پورا عمل نہ کیا فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ پس اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ تم ہو جاتے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی رحمت کا دامن پھیلائے رکھا، تمہیں صحت دی، رزق دیا، اولاد دی، مال دیا اور دولت سے نوازا۔

اصحاب سبت کا تذکرہ:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ اور البتہ تحقیق تم جانتے ہو الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ ان لوگوں کو جنہوں نے تجاوز کیا تم میں سے فِي السَّبْتِ ہفتے کے دن فَقُلْنَا لَهُمْ پس کہا ہم نے ان کو كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ یہاں پر ''بندروں'' کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر خنزیروں کا بھی ذکر ہے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا پس بنایا ہم نے اس واقعہ کو عبرت لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا ان لوگوں کے لیے جو اس سے پہلے تھے وَمَا خَلْفَهَا اور جو پیچھے آنے والے تھے۔ جس طرح آج کل کوئی واقعہ ہو تو وہ مشرق، مغرب والوں کے لیے شمال، جنوب والوں کے لیے عبرت ہوتا ہے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور یہ واقعہ نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ لیکن ایسے واقعات سے نصیحت اور عبرت وہی حاصل کرتا ہے کہ جس میں انسانیت کا مادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انسان بنائے اور گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا

اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو کہنے لگے کیا کرتا ہے تو

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿67﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

ہمارے ساتھ مذاق؟ فرمایا میں پناہ میں آتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے کہ ہو جاؤں میں جاہلوں میں سے۔ کہنے لگے دعا کر اپنے

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ

پروردگار سے ہمارے لئے بیان کرے وہ ہمارے لئے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک وہ گائے

عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿68﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

نہ بوڑھی ہو اور نہ بالکل نوعمر ہو اس کے درمیان میں ہو پس کرو تم جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ کہنے لگے دعا کر ہمارے لئے اپنے

مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾

پروردگار سے بیان کرے ہمارے لئے اس گائے کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا بے شک وہ کہتا ہے بے شک وہ گائے ہے زرد رنگ کی خالص ہے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ

رنگ اس کا خوش کرتی ہے دیکھنے والوں کو۔ کہنے لگے دعا کر ہمارے لئے اپنے پروردگار سے بیان کرے ہمارے لئے کہ وہ گائے کیسی ہے؟

وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ

بے شک گائے مشتبہ ہوگئی ہے ہم پر اور بے شک ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہدایت پانے والے ہوں گے۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بے شک

الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک وہ گائے ایسی ہو جو نہ تابع کی ہوئی ہو کہ اس نے ہل چلایا ہو زمین میں اور نہ اس نے پانی پلایا ہو کھیتی کو ان

جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع ۸

چیزوں سے محفوظ ہو اس میں داغ نہ ہو کہنے لگے اب لایا ہے تو حق پس انہوں نے گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے کے قریب نہیں تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَدَيْهَا: اس کے سامنے، خَلْفَهَا: اس کے پیچھے، مَوْعِظَةً: نصیحت، يَاْمُرُكُمْ: وہ تم کو حکم دیتا ہے، اَنْ تَذْبَحُوْا: کہ تم ذبح کرو، اَتَتَّخِذُنَا: کیا تو ہم کو بناتا ہے؟، هُزُوًا: مسخرہ پن، مذاق کرنا، اَكُوْنَ: میں ہوں، الْجٰهِلِيْنَ: نادان، يُبَيِّنْ: وہ کھول کر بیان کرتا ہے، فَارِضٌ: بوڑھی گائے، بِكْرٌ: کنواری، عَوَانٌ: ادھیڑ عمر، اِفْعَلُوْا: تم کرو، تُؤْمَرُوْنَ: تم کو حکم دیا جاتا ہے، لَوْنُهَا: اس کا رنگ، صَفْرَآءُ: زرد، فَاقِعٌ: گہرا زرد رنگ، تَسُرُّ: خوش کرتی ہے، النّٰظِرِيْنَ: دیکھنے والے، تَشٰبَهَ: وہ مشابہ ہوا، ذَلُوْلٌ: کام میں لگائی ہوئی نہ ہو، تُثِيْرُ: وہ جوتتی ہے، تَسْقِي: سیراب کرتی ہے، الْحَرْثَ: کھیتی، مُسَلَّمَةٌ: صحیح وسالم، شِيَةَ: داغ، دھبہ، الْـٰٔنَ: اس وقت، جِئْتَ: تو لایا، ذَبَحُوْهَا: انہوں نے اس کو ذبح کیا، كَادُوْا: وہ قریب تھے۔

ربط:

بنی اسرائیل کی عملی کوتاہیوں اور حکم عدولیوں کا سابقہ آیات میں بھی بیان ہوا اور ان آیات میں بھی انہی بے اعتدالیوں اور جرائم کا ذکر ہو رہا ہے۔

اہم نکات:

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ایک ہندو اور مسلمان میں جھگڑا ہوا۔ ہندو نے کہا

کہ اللہ تعالیٰ ہندو ہے (نعوذ باللہ) مسلمان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان ہے۔

ہندو نے مسلمان سے کہا کہ اپنی کتاب سے ثابت کرو مسلمان نے کہا کہ ہمارے رب نے فرمایا ہے " اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً " معلوم ہوا کہ مسلمان ہے اس لئے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بَقَرَةً سے بیل مراد لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عموماً کھیتی باڑی بیل سے کی جاتی ہے نہ کہ گائے سے اور کنویں سے پانی بیل کے ذریعے نکالا جاتا ہے نہ کہ گائے کے ذریعے سے۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل میں قتل اور گائے ذبح کرنے کا حکم:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے۔ قوم سے مراد وہ آدمی ہیں جو قتل کر کے خود مدعی بن گئے تھے ان کو کہا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ عربی زبان میں "بقرۃ" گائے کو بھی کہتے ہیں اور بیل کو بھی۔ اس لئے بعض مفسرین نے بیل کا ترجمہ کیا ہے جیسے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے، کیونکہ آگے ہل چلانے کا ذکر آ رہا ہے کنویں پر جوتنے کا ذکر آ رہا ہے۔ اور عموماً یہ کام بیل سے لئے جاتے ہیں اور بعض علاقوں میں یہ کام گائے سے بھی لیتے ہیں اس لئے دونوں ترجمے صحیح ہیں۔ بہرحال جب موسیٰ علیہ السلام نے گائے یا بیل کے ذبح کرنے کا فرمایا تو قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہنے لگے کیا بناتا ہے تو ہمیں مذاق کیا ہوا۔ ہمارے ساتھ مسخرہ پن کرتے ہو کہ ایک تو ہمارے گھر آدمی مرا پڑا ہے اور دوسرا ہمیں کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں پناہ میں آتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۝ اس بات سے کہ ہو جاؤں میں جاہلوں میں سے۔ کیوں کہ مسخرہ پن اور مذاق جاہلوں کا کام ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ کہنے لگے دعا کر اپنے پروردگار سے ہمارے لئے يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ بیان کرے وہ ہمارے لئے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهَا بَقَرَةٌ بے شک وہ گائے لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ نہ بوڑھی ہو اور نہ بالکل نو عمر ہو عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ اس کے درمیان میں ہو۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے تو کفایت کر جاتی مگر "فَلَمَّا شَدَّدُوْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ شَدَّدَ اللّٰهَ " پس انہوں نے جب اپنی جانوں پر سختی سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سخت پابندی لگا دی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ حکم ہوا فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ۝ پس کرو تم جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ کہنے لگے دعا کر ہمارے لئے اپنے پروردگار سے يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا بیان کر ہمارے لئے اس گائے کا رنگ کیا ہے؟ تاکہ ہم تعین کر سکیں قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ فرمایا بے شک وہ کہتا ہے اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ بے شک وہ گائے ہے زرد رنگ کی فَاقِعٌ لَّوْنُهَا خالص ہے رنگ اس کا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ۝ خوش کرتی ہے وہ گائے

دیکھنے والوں کو۔ بڑی صحت مند اور خوبصورت ہے۔

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ کہنے لگے دعا کر ہمارے لئے اپنے پروردگار سے یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا هِیَ بیان کرے ہمارے لئے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیۡنَا بے شک گائے مشتبہ ہوگئی ہے ہم پر۔ کہ زرد رنگ کی بھی گائیں بہت ہیں اور ادھیڑ عمر کی بھی بہت ہیں اور وضاحت فرما دیں وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۷۰﴾ اور بے شک ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہدایت پانے والے ہوں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ یَقُوۡلُ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوۡلٌ بے شک وہ گائے ایسی ہو جو نہ تابع کی ہوئی ہو عمل میں تُثِیۡرُ الۡاَرۡضَ کہ اس نے ہل چلایا ہو زمین میں وَلَا تَسۡقِی الۡحَرۡثَ اور نہ اس نے پانی پلایا ہو کھیتی کو۔ یعنی وہ کنویں پر نہ جوتی گئی ہو مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیۡهَا ان چیزوں سے محفوظ ہو اس میں داغ نہ ہو قَالُوا الۡـٰٔنَ جِئۡتَ بِالۡحَقِّ کہنے لگے اب لایا تو اے موسیٰ علیہ السلام حق۔ ان کا اپنے پیغمبر کو طرزِ خطاب دیکھو، کیا انہوں نے جو کچھ پہلے فرمایا تھا وہ حق نہیں تھا وہ بھی حق تھا اور اس وقت وہ جو بھی گائے ذبح کر دیتے کفایت ہو جاتی۔ فَذَبَحُوۡهَا پس انہوں نے گائے کو ذبح کیا وَمَا كَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۱﴾ اور وہ ایسا کرنے کے قریب نہیں تھے۔ کیونکہ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ بات آئی گئی ہو جائے اور قتل ہم پر نہ پڑے۔ چنانچہ گائے کا ایک حصہ جب مقتول کو مارا گیا اس نے اٹھ کر بتا دیا کہ میرے قاتل یہی لوگ ہیں۔ تو ان کو قصاص میں قتل کر دیا گیا۔ اور وراثت سے محروم ہو گئے۔

وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلۡنَا

اور جب تم نے قتل کیا ایک نفس کو پس اس قتل کو تم ایک دوسرے پر ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔

اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا ؕ كَذٰلِكَ یُحۡیِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰی ۙ وَیُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۳﴾

پس کہا ہم نے مارو اس مردہ کو گائے کے بعض حصے کے ساتھ اسی طرح زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ

تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ پھر سخت ہو گئے دل تمہارے اس کے بعد، پس وہ دل پتھروں کی طرح ہیں یا

لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَاِنَّ

ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور بے شک بعض پتھروں میں سے البتہ جو پھٹ جاتے ہیں پس نکلتا ہے اس پتھر سے پانی اور بے شک

مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطۡمَعُوۡنَ

ان پتھروں میں سے بعض ایسے ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔

اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِ

کیا تم طمع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری تصدیق کریں گے اور تحقیق تھا ایک گروہ ان میں سے سنتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو پھر وہ اس کو

مَا عَقَلُوۡہُ وَھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا

بدل دیتا تھا بعد اس کے کہ اس کو انہوں نے سمجھ لیا تھا اور وہ جانتے بھی تھے۔ اور جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے

بَعۡضُھُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَھُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ

کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے اور جب الگ ہوتے ہیں ان میں سے بعض بعض کے پاس، کہتے ہیں کیا تم بیان کرتے ہو ان کے سامنے وہ چیز

لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِہٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ

جو ظاہر کی اللہ تعالیٰ نے تم پر تا کہ وہ جھگڑا کریں اس کے ذریعے تمہارے رب کے ہاں کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ کیا وہ نہیں جانتے بے شک

یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۷﴾

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جس چیز کو وہ چھپاتے ہیں اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَادّٰرَءۡتُمۡ: پس تم نے اختلاف کیا، مُخۡرِجٌ: خارج کرنے والا، یُرِیۡکُمۡ: وہ تم کو دکھائے گا، قَسَتۡ: وہ سخت ہو گئے، اَشَدُّ: نہایت سخت، قَسۡوَۃً: سخت ہونا، یَتَفَجَّرُ: وہ پھوٹتا ہے، یَشَّقَّقُ: وہ پھٹ جاتا ہے، یَھۡبِطُ: گر پڑتا ہے، خَشۡیَۃِ: خوف، اَفَتَطۡمَعُوۡنَ: کیا پس تم طمع رکھتے، یُحَرِّفُوۡنَہٗ: وہ اس میں تحریف کرتے ہیں، عَقَلُوۡہُ: انہوں نے اس کو سمجھا، خَلَا: وہ گزرا، اَتُحَدِّثُوۡنَھُمۡ: کیا تم ان سے بیان کرتے ہو، لِیُحَآجُّوۡکُمۡ: تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں، یُسِرُّوۡنَ: وہ چھپاتے ہیں، یُعۡلِنُوۡنَ: وہ علانیہ کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر ہے کہ ایک آدمی کو قتل کر دیا حکم ہوا کہ گائے کو ذبح کرو تو یہ ماقبل کے لئے تتمہ ہے۔ الگ اس لئے ذکر کر دیا کہ ان کی برائی الگ الگ ذکر ہو جائے کہ گائے کی ذبح میں ٹال مٹول کرنا ایک گناہ ہے اور آدمی کو قتل کرنا دوسرا گناہ ہے۔

(اہم نکات) تحریف سے کیا مراد ہے؟

ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡہُ ایک تفسیر یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کو تورات ملی تو اس میں اپنی خواہشات

کے مطابق تحریف کرنا شروع کی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ کوہ طور پر جو ستر آدمی گئے تھے تورات لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمادیا تھا کہ تم اس پر عمل کرو اگر بمقتضیٰ بشریت کے کچھ کوتاہی ہو جائے تو میں بخش دوں گا۔ انہوں نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے عمل نہ بھی کیا تو پھر بھی میں تم کو بخش دوں گا تو یہاں تحریف سے یہ تحریف مراد ہے۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل میں احیاءِ موتیٰ کا دوسرا واقعہ:

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا اور جب تم نے قتل کیا ایک نفس کو۔ قتل ناحق بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کتنا بڑا جرم ہے حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''لَزَوَالِ الدُّنْیَا اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالیٰ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُؤْمِنٍ '' ساری دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں آسان ہے بنسبت ایک مومن آدمی کے ناحق قتل ہونے سے جو اللہ اللہ کرتا تھا۔

فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا پس اس قتل کو تم ایک دوسرے پر ڈالنے لگے۔ ایک نے کہا اس نے قتل کیا ہے دوسرے نے کہا اس نے قتل کیا ہے۔ اس کو عربی میں '' تدارء '' کہتے ہیں وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ جس کو تم چھپاتے تھے۔ قاتلوں کا ارادہ تھا کہ قتل ظاہر نہ ہو اور ہم پکڑے نہ جائیں۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا پس کہا ہم نے مارو اس مردہ کو گائے کے بعض حصے کے ساتھ۔ یہ کون سا حصہ تھا؟ تفسیروں میں زبان، دل، جگر، اور دُم کا ذکر بھی آتا ہے۔ بہر حال وہ حصہ ساتھ لگانے سے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا جس طرح بٹن دبانے سے بلب جل جاتا ہے۔ مخلوق خدا جمع تھی اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے قاتل فلاں، فلاں، ہیں۔ چنانچہ ان قاتلوں کو قصاص میں قتل کیا گیا اور وراثت سے محروم ہو گئے کَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی اسی طرح زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ مردوں کو جس طرح اس کو زندہ کیا ہے مرنے کے بعد۔ اور یہ ''احیاءِ موتیٰ'' کا دوسرا واقعہ ہے۔ ستر آدمیوں کو موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر لے گئے ان کو مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے وَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ اور دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تا کہ تم سمجھ جاؤ۔

بنی اسرائیل کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ پھر سخت ہو گئے دل تمہارے مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد کہ کتنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ چکے تھے۔ مثلاً من وسلویٰ کا نازل ہونا، بادلوں کا سایہ، پتھر سے چشموں کا جاری ہونا، دریا میں فرعونیوں کا غرق ہونا اور مردوں کا زندہ ہونا اتنی نشانیاں دیکھنے کے باوجود ان کے دل نرم ہونے کی بجائے سخت ہو گئے۔ کیسے سخت ہوئے؟ فرمایا فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ پس وہ دل پتھروں کی طرح ہیں اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یا ان سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ جیسے لوہا زیادہ سخت ہے۔ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو گھستی نہیں ہیں۔ جیسے ہیرا کہ ٹوٹ جائے گا مگر گھسے گا نہیں وَاِنَّ مِنَ

الْحِجَارَةِ اور بے شک بعض پتھروں میں سے لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ البتہ وہ ہیں جن سے پھوٹتی ہیں نہریں۔ دنیا میں بہت سارے ایسے مقامات ہیں جہاں پتھروں سے چشمے بہہ رہے ہیں۔ اور اتنی مقدار میں کہ آگے ان سے نہریں دریا بن جاتے ہیں۔ یہ بھی پڑھ چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ اور بے شک ان پتھروں میں بعض ایسے ہیں البتہ جو پھٹ جاتے ہیں فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ پس نکلتا ہے اس پتھر سے پانی تھوڑی مقدار میں وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ اور بے شک ان پتھروں میں سے بعض ایسے ہیں جو گر پڑتے ہیں مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔

پہاڑوں میں کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پتھر خود بخود گر پڑتے ہیں بظاہر ان کو گرانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا خوف ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے درخت، ان کے پتے، ریت کے ذرات، پانی کا ایک ایک قطرہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ کوئی زبان حال سے اور کوئی زبان قال سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ تمہاری نیکی بدی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ یہاں تک یہودیوں کی خرابی کا ذکر تھا آگے اللہ تعالیٰ مومنوں کو خطاب فرماتے ہیں۔

تورات میں تحریف:

اَفَتَطْمَعُوْنَ کیا تم طمع رکھتے ہو اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ اس بات کا کہ وہ تمہاری تصدیق کریں گے۔ جبکہ ان کے بڑے اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی راہِ راست پر نہ آئے وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ اور تحقیق تھا ایک گروہ ان میں سے يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ سنتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ پھر وہ اس کو بدل دیتا تھا مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ بعد اس کے کہ اس کو انہوں نے سمجھ لیا تھا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے بھی تھے۔

منافقین اور یہود کی چالبازیاں:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے قَالُوْٓا اٰمَنَّا کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور جب الگ ہوتے ہیں ان میں سے بعض، بعض کے پاس۔ یعنی چھوٹے جاتے ہیں اپنے رئیسوں اور مذہبی سرداروں کے پاس اور وہ ان کی بے عزتی کرتے ہیں اور قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ کہتے ہیں کیا تم بیان کرتے ہو ان کے سامنے بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وہ چیز جو ظاہر کی اللہ تعالیٰ نے تم پر کہ اسلام سچا مذہب

ہے اور ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ کیونکہ اس کی سچائی کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے تو یہ لوگ تمہارے اس اقرار کو قیامت والے دن تمہارے خلاف حجت کے طور پر پیش کریں گے لِیُحَاجُّوْکُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّکُمْ تاکہ وہ جھگڑا کریں اس کے ذریعے تمہارے ربّ کے ہاں۔ اے نادانو! ان کے سامنے ایسی باتیں نہ کہا کرو اور اٰمَنَّا بھی نہ کہا کرو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ کہ دشمن کے سامنے اقرار کرتے ہو کہ اسلام سچا مذہب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ کیا وہ نہیں جانتے کہ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا یُسِرُّوْنَ جس چیز کو وہ چھپاتے ہیں وَمَا یُعْلِنُوْنَ اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ انسانوں سے تو چھپا سکتے ہیں مگر اس ذات سے کس طرح چھپا سکتے ہیں جو ظاہر باطن کو جانتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہے کہ میں نے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی صداقت ان کو بتائی ہے اور ان کی کتابوں میں ان کی صداقت کی نشانیاں ذکر کی ہیں۔ تو یہ آج ان کو ظاہر نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے چھپ جائیں گے۔

وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿78﴾ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ

اور ان میں سے بعض اَن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو مگر چند جھوٹی آرزوئیں اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے۔ پس خرابی ہے

یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۗ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا

ان لوگوں کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ خریدیں اس کے

قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ﴿79﴾ وَقَالُوْا لَنْ

ذریعے قیمت تھوڑی۔ پس خرابی ہے ان کے لیے اس چیز سے جو لکھی ہے ان کے ہاتھوں نے اور ہلاکت ہے ان کے لیے اس

تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ

کمائی سے جو وہ کماتے ہیں اور کہتے ہیں ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر گنتی کے چند دن۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کیا تم نے پکڑ

عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿80﴾ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ

لیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی عہد پس ہرگز نہیں خلاف کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے عہد کا یا کہتے ہو تم اللہ تعالیٰ پر جو کچھ تم نہیں جانتے۔

بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿81﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کیوں نہیں چھوئے گی آگ جس نے کمائی برائی اور گھیر لیا اس کو اس کی برائی نے وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿82﴾ ع

اس میں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے وہی لوگ جنتی ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُمِّيُّوْنَ: اَن پڑھ، اَمَانِيَّ: آرزوئیں اپنی، وَيْلٌ: بڑی خرابی ہے، يَكْتُبُوْنَ: وہ لکھتے ہیں، لِيَشْتَرُوْا: تاکہ وہ خریدیں، يَكْسِبُوْنَ: وہ کمائی کرتے ہیں، تَمَسَّنَا: وہ ہمیں ہرگز نہیں چھوئے گی، مَّعْدُوْدَةً: گنتی کے، عَهْدَهٗ: اس کا اپنا عہد، كَسَبَ: اس نے کمایا، سَيِّئَةً: برائی، خَطِيْٓئَتُهٗ: اس کی خطائے۔

ربط:

سابقہ آیات میں ان یہودیوں کا ذکر تھا جو تعلیم یافتہ تھے اور اب اَن پڑھ یہود کا ذکر ہے کہ دین دشمنی میں یہ سب یہود برابر ہیں۔

(اہم نکات) یہود کی کتابوں میں تحریف لفظی بھی تھی معنوی بھی:

لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۙ یہود کی کتابوں میں تحریف لفظی بھی تھی یا صرف معنوی۔ اس میں علماء کے دو گروہ ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ صرف تحریف معنوی تھی لفظی نہ تھی اس کے قائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں تحریف لفظی بھی ہوئی ہے۔ اور معنوی بھی ہوئی ہے اور یہی مذہب حق اور درست ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسرے پارے میں اس پر خوب بحث کی ہے۔

وَيْلٌ سے کیا مراد ہے؟

وَوَيْلٌ لَّهُمْ ویل کے معنی بربادی اور ہلاکت کے آتے ہیں اور ویل جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ہے جس میں کافروں کو ڈالا جائے گا۔

بنی اسرائیل کے ایک غلط عقیدے کی تردید:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ

اس کی دو تفسیریں ہیں ① تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم چالیس دن تک دوزخ میں رہیں گے وجہ یہ ہے کہ ہمارے بڑوں نے چالیس دن تک بچھڑے کی عبادت کی تھی لیکن قرآن نے اس کی نفی کی ہے اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى.

② یہود کہتے تھے کہ ہم سات دن دوزخ میں رہیں گے بقول ان کے دنیا کی زندگی سات ہزار سال ہے اور ہر ہزار

سال کے بدلے میں ہم ایک دن جہنم میں رہیں گے۔

(تفسیری نکات) تورات میں تحریف کا انداز:

وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ اور ان میں سے بعض اَن پڑھ ہیں لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ جو نہیں جانتے کتاب کو اِلَّآ اَمَانِىَّ مگر چند جھوٹی آرزوئیں وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ۝ اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے۔ جیسا کہ اکثر جاہل سینہ بہ سینہ نقل ہونے والی عجیب، عجیب کہانیاں سناتے رہتے ہیں۔ کتاب کا علم کچھ بھی نہیں ہوتا۔

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ جو لکھتے ہیں کتاب بِاَيۡدِيۡهِمۡ اپنے ہاتھوں سے ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ پھر کہتے ہیں هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کچھ آیات تو، توراۃ کی ہوتی تھی اور کچھ اپنی طرف سے لکھ کر کہتے یہ توراۃ ہے۔ اور ہم تمہیں سستی دے رہے ہیں۔ لوگ خریدتے تھے۔ تیسرے پارے میں آئے گا وَمَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا تاکہ خریدیں اس کے ذریعے قیمت تھوڑی۔ چونکہ اس میں انہوں نے آسان مسئلے لکھے ہوتے تھے اس لئے لوگ شوق سے خریدتے تھے فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ پس خرابی ہے ان کے لیے اس چیز سے جو لکھی ہے ان کے ہاتھوں نے وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ اور ہلاکت ہے ان کے لیے مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ اُس کمائی سے جو وہ کماتے ہیں۔ توراۃ میں تحریف کرکے اور اپنی طرف سے قصے کہانیاں شامل کرکے لوگوں کے آگے فروخت کرتے اور رقم بٹورتے اور یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی کہتے۔

بنی اسرائیل کا بے جا گمان:

وَقَالُوۡا اور کہتے ہیں لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً مگر گنتی کے چند دن۔ وہ گنتی کے چند دن کتنے ہیں؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جو ہم اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں قُلۡ آپ ﷺ فرمادیں اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا کیا تم نے پکڑ لیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی عہد، کہ سات دن یا چالیس دن دوزخ میں رہنے کے بعد تم جنت میں چلے جاؤ گے فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ پس ہرگز نہیں خلاف کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے عہد کا اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ یا کہتے ہو تم اللہ تعالیٰ پر مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ جو کچھ تم نہیں جانتے بَلٰى کیوں نہیں چھوئے گی تمہیں آگ مَنۡ كَسَبَ سَيِّئَةً جس نے کمائی برائی۔ اور اس سے بڑی برائی کیا ہوسکتی ہے کہ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ عُزَيۡرُ ابۡنُ اللّٰهِ یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وَقَالَتِ النَّصٰرَى الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ اللّٰهِ اور عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اس سے بڑا گناہ اور کیا ہوگا کہ تم نے بندوں کو اللہ کی اولاد بنادیا اور اس کا شریک بنادیا۔

مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر یہود کا بہتان:

اور اے یہودیو! تم تو عیسیٰ علیہ السلام کو حلال زادہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہو عَلٰی مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم باندھا۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے تم دوزخ میں نہیں جاؤ گے کیوں نہیں چھوئے گی آگ تمہیں؟ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً جنہوں نے کمائی برائی وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓــَٔتُهٗ اور گھیر لیا اس کو اس کی برائی نے، دل کو بھی اور ظاہر کو بھی فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ وہی لوگ دوزخ والے ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں۔ بخلاف اس کے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور خالی ایمان ہی نہیں لائے؟ بلکہ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے اچھے اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ وہی لوگ جنتی ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کو جنت سے کبھی نکالا نہیں جائے گا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي

''اور جب لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل سے کہ نہیں عبادت کرنی تم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور والدین کے ساتھ اور قریبی

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ

رشتہ داروں سے اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اور لوگوں کو اچھی بات کہو اور نماز کو قائم کرو اور

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿83﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر، پھر گئے تم، مگر تھوڑے تم میں سے (ثابت قدم رہے) اور تم اعراض کرنے والے ہو۔ اور جب ہم نے تم سے

دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿84﴾ ثُمَّ

پختہ عہد لیا نہیں بہاؤ گے تم اپنے خون اور نہیں نکالو گے تم اپنی جانوں کو اپنے گھروں سے پھر تم نے اقرار کیا اور تم اس پر گواہی دیتے ہو۔

اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ

پھر تم ہی تو ہو قتل کرتے ہو اپنی جانوں کو اور نکالتے ہو ایک گروہ کو اپنے میں سے ان کے گھروں سے چڑھائی کرتے ہو تم ان پر گناہ

عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ

اور زیادتی کے ساتھ۔ اور اگر آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ حرام تھا تم پر ان کو گھروں سے نکالنا

اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ

کیا تم ایمان لاتے ہو کتاب کے بعض حصے پر اور انکار کرتے ہو بعض حصے کا۔ پس نہیں ہے بدلا جو کرتا ہے یہ

ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ

کارروائی تم میں سے، مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن لوٹائے جائیں گے سخت عذاب کی طرف،

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿85﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا

اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خریدا دنیا کی زندگی کو

بِالۡاٰخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿86﴾ ع

آخرت کے بدلے میں پس نہیں ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب، اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مِيۡثَاقَ: عہد، ذِىۡ: والا، اَلۡقُرۡبٰى: رشتہ داری، مُعۡرِضُوۡنَ: اعراض کرنے والے، تَسۡفِكُوۡنَ: تم بہاتے ہو، دِيَارِكُمۡ: تمہارے گھر، اَقۡرَرۡتُمۡ: تم نے اقرار کیا، دِيَارِهِمۡ: ان کے گھر، تَظٰهَرُوۡنَ: تم آپس میں مدد کرتے ہو، اَلۡاِثۡمِ: گناہ، اَلۡعُدۡوَانِ: حد سے بڑھنا، اُسٰرٰى: قیدی بن کر، تُفٰدُوۡهُمۡ: تم فدیہ دے کر ان کو قید سے چھڑاتے ہو، خِزۡىٌ: ذلت، يُرَدُّوۡنَ: وہ لوٹائے جائیں گے، يُخَفَّفُ: کمی کی جائے گی۔

ربط:

سابقہ آیات میں بنی اسرائیل کی خرابیوں اور گمراہیوں کا ذکر چل رہا تھا ان آیات میں بھی انہی کا ذکر ہے۔ یہاں ان کی نافرمانی، نقض عہد کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑا۔

(اہم نکات) اگر والدین ترک فرائض کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرو:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں ایک فقہی ضابطہ بیان کیا ہے کہ اگر والدین ترک فرائض کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ لَا طَاعَةَ لِمَخۡلُوۡقٍ فِىۡ مَعۡصِيَةِ الۡخَالِقِ مخلوق کی طرف سے ایسا کام یا حکم جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اُس کی اطاعت اور ماننا درست نہیں ہے۔ اور اگر ترک سنت کا حکم دے دیں تو بھی مان لو۔ مثلاً ترک جماعت کا حکم دیں اور اگر ترک مستحب کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کو مقدم سمجھو اور مستحب کام کو چھوڑ دو۔

فقیر اور مسکین میں فرق:

وَالۡمَسَاكِيۡنُ

فَقِيۡرٌ مَّنۡ لَّا يَمۡلِكُ قُوۡتًا فقیر وہ ہے جو ایک دن کی روزی کا مالک نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو۔ علامہ آلوسیؒ نے ساتویں پارہ میں قسم کا کفارہ ذکر کرتے ہوئے مسکین کا ذکر کیا ہے کہ مسکین وہ ہے جس کے

پاس نصاب سے کم مال ہو اور آج کل کے روپیوں کے اعتبار سے نصاب کی مقدار ساڑھے پنتیس سو روپے بنتے ہیں۔(حضرت شیخ نے یہ اپنے وقت کے اعتبار سے فرمایا۔ ہر دور کے لیے یہ بات یاد رکھیں کہ ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی نصاب ہے۔)

بنی اسرائیل سے تین چیزوں کا خصوصیت سے عہد لیا گیا تھا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿84﴾

بنی اسرائیل سے تین چیزوں کا خصوصیت سے عہد لیا گیا تھا۔

[۱]......ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

[۲]......طاقتور کمزور کو گھر سے نہ نکالے۔

[۳]......اگر تمہارا کوئی آدمی قیدی بن جائے تو اس کو فدیہ دے کر چھڑاؤ۔ انہوں نے تیسری بات پر خصوصیت سے عمل کیا لیکن پہلی اور دوسری بات کو بالکل ترک کر دیا۔

مدینہ منورہ میں مشرکین اور یہود کے قبائل:

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

مدینہ منورہ میں مشرکین کے دو قبیلے تھے، اوس اور خزرج۔ اور یہود کے تین قبیلے تھے۔

① بنو قینقاع ② بنو نضیر ③ بنو قریظہ۔

ان میں سے بنو قریظہ کا اوس کے ساتھ تعلق تھا اور بنو نضیر کا خزرج کے ساتھ تعلق تھا۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں مدد کرتے اور فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑا لیتے۔ بنو قینقاع کا کسی کے ساتھ تعلق نہ تھا۔

اِثْم اور عُدْوَان میں فرق:

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اللہ تعالیٰ کے حق کو توڑنا اثم (گناہ) ہے اور بندے کے حق کو توڑنا عدوان ہے۔

(تفسیری نکات) حقوق العباد کا بیان:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور جب لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل سے۔ نزول قرآن کے زمانے میں جو بنی اسرائیل موجود تھے ان کو ان کے بڑوں کے کارنامے سنا کر شرمندہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے بڑوں نے بھی حق کو نہیں مانا تھا

اور تم بھی نہیں مانتے۔ عہد یہ تھا لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ کہ نہیں عبادت کرنی تم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اور جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں انہوں نے پہلا سبق یہی دیا وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے یہ ایسے حکم ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے تک یہی حکم رہے ہیں۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اور ان کی ہر وہ بات ماننی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف نہ ہو۔ وَّذِی الۡقُرۡبٰی اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ بول چال میں لین دین میں ان کا پورا پورا خیال رکھنا۔ وَالۡيَتٰمٰی اور یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ یہ تمہارے فرائض میں داخل ہے کہ اپنے محلّہ یا قصبے میں یتیموں کو تلاش کرو اور ان کی ضرورتوں کا انتظام کرو۔ اور ان کو پورا کرو۔ یتیموں کا تمہارے پاس آنا ضروری نہیں ہے۔ وَالۡمَسٰكِيۡنِ اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ان کا خیال رکھنا، مسکین اسے کہتے ہیں جو صاحب نصاب نہیں ہوتا۔ تھوڑی بہت آمدن ہوتی ہے مگر اخراجات آمدن سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اخراجات سے مراد جائز ضروریات ہیں نہ کہ آج کل کی عیاشیاں اور آسانیاں۔ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا اور کہو لوگوں کو اچھی بات۔ کسی کو چھڑانے والی بات نہ کرو، ٹیڑھی اور ضد کی بات نہ کرو، شرافت اور ادب کو ملحوظ رکھ کر بات کرو۔ کیونکہ بہت سارے جھگڑوں کی بنیاد غلط گفتگو ہوتی ہے۔ مثلاً کسی سے فحش مذاق کرنا کہ وہ اُسے برداشت نہیں کرتا اور جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا زبان کو محتاط رکھنے کا بڑا حکم ہے۔ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کرو۔ اُن پر صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ ان پر زکوٰۃ کا حکم بہ نسبت ہمارے سخت تھا۔ ہم پر زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے اور ان پر چوتھا حصہ فرض تھا۔ یعنی چار سو میں سے ان کو ایک سو دینا پڑتا تھا اور چار ہزار میں سے ایک ہزار دینا پڑتا تھا۔ اور ہمیں سو میں سے اڑھائی روپے اور ہزار میں سے پچیس روپے دینے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بڑی سہولت رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ان کاموں کا پختہ عہد لیا تھا ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ پھر، پھر گئے تم اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ مگر تھوڑے تم میں سے۔ جنہوں نے احکامات کی پابندی کی اکثریت بالکل ان سے غافل ہوگئی۔ جس طرح آج کل دیکھ لو کہ کتنے لوگ ہیں۔ نمازیں پڑھنے والے اچھی بات کرنے والے یتیموں، مسکینوں کا خیال رکھنے والے۔ اور اس زمانے کے بنی اسرائیلیو! وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ اور تم بھی ان چیزوں سے اعراض کرنے والے ہو۔ آگے بھی بنی اسرائیلیوں کی عہد شکنی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ تین وعدے بھی لئے تھے۔

بنی اسرائیل سے لیے گئے تین عہد:

پہلا وعدہ یہ لیا کہ کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ اے بنی

اسرائیلیو! لَا تَسۡفِكُوۡنَ دِمَآءَكُمۡ نہیں بہاؤ گے تم اپنے خون۔ برادری اور رشتہ داروں کو قتل کرنا اپنا ہی خون بہانا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے بڑا گناہ قتل ناحق ہے۔ اسی لئے قیامت والے دن بندوں کے حقوق میں سے سب سے پہلے قتل کا مقدمہ دائر ہوگا۔ دوسرا وعدہ یہ تھا کہ وَلَا تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اور نہیں نکالو گے تم اپنی جانوں کو اپنے گھروں سے۔ وہ اس طرح کرتے تھے ان میں سے جو طاقتور تھے وہ کمزوروں کو ان کے بنے بنائے مکانوں سے نکال دیتے اور ان پر قبضہ کر کے خود داخل ہو جاتے۔ ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ پھر تم نے اقرار کیا وَاَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ اور (اس وقت کے اسرائیلیو!) تم اس پر گواہی دیتے ہو کہ ہاں ہمارے بڑوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ لیا تھا۔

بنی اسرائیل کا اس عہد کے خلاف عمل:

اس کے باوجود ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ پھر تم ہی تو ہو قتل کرتے ہو اپنی جانوں کو وَتُخۡرِجُوۡنَ فَرِيۡقًا مِّنۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِهِمۡ اور نکالتے ہو ایک گروہ کو اپنے میں سے ان کے گھروں سے۔ قتل نہ کرنے کا وعدہ بھی تم نے پورا نہ کیا اور گھروں سے نکالنے کا وعدہ بھی تم نے پورا نہ کیا۔ تَظٰهَرُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ چڑھائی کرتے ہو تم ان پر بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ گناہ اور زیادتی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑنے کو "اثم" کہتے ہیں اور بندے کے حق کو ضائع کرنے کو "عدوان" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم قتل نہ کرو، انہوں نے قتل کر کے اللہ تعالیٰ کا حکم توڑا۔ "اثم" کا ارتکاب کیا۔ اور بندوں کو قتل کیا اور ان کو گھروں سے نکال کر "عدوان" کا ارتکاب کیا۔ تیسرا وعدہ یہ تھا کہ وَاِنۡ يَّاۡتُوۡكُمۡ اُسٰرٰى اور اگر تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں تُفٰدُوۡهُمۡ فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو۔ مدینہ طیبہ میں دو بڑے قبیلے" اوس اور خزرج" جو اکثر آپس میں دست و گریبان رہتے تھے۔ یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ اوس کا حامی تھا اور بنو نضیر قبیلہ خزرج کے طرفدار تھے۔ ان کی آپس میں اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب ایک قبیلہ دوسرے پر غالب آ جاتا تو ان کو قتل بھی کرتے۔ گھروں سے بھی نکالتے اور قیدی بھی بنا لیتے۔ اب ان کی برادری کے لوگ جب قیدی بن جاتے وہ ان سے اپنی زمینوں اور باغوں میں کام کرواتے اور وقت پر صحیح معنیٰ میں روٹی بھی نہیں دیتے تھے۔ تو پھر یہ چندہ اکٹھا کر کے ان کو رہا کراتے۔ کیونکہ ان کو حکم تھا کہ اگر تمہارے آدمی گرفتار ہو جائیں تو انہیں رہا کراؤ، ان کی مالی امداد کرو۔ تو اس حکم پر تو عمل کرتے ہو۔ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ حالانکہ حرام تھا تم پر ان کو گھروں سے نکالنا۔ اس حکم پر عمل نہیں کرتے پہلے دشمنوں کے ساتھ مل کر ان کو گھروں سے نکال دیتے ہو۔ قیدی بنوا دیتے ہو۔ اور پھر ان کو رہا کرانے کے لیے چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہو۔ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ کیا تم ایمان لاتے ہو کتاب کے بعض حصے پر وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ اور انکار کرتے ہو بعض حصے کا فَمَا جَزَآءُ پس نہیں ہے بدلا مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ جو کرتا ہے یہ کارروائی تم میں سے اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں۔ دنیا کی زندگی میں یہودیوں کے لئے رسوائی کی

ایک صورت اس طرح ہوگی کہ تمہیں مسلمانوں کی حکمرانی ماننی پڑے گی اور جزیہ دینا پڑے گا۔

جہنم کے طبقات:

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ لوٹائے جائیں گے سخت عذاب کی طرف۔ جہنم میں بھی طبقات ہیں۔

[۱]......سب سے کم درجے کا عذاب سب سے اوپر والے طبقے میں ہوگا۔ جس میں کلمہ پڑھنے والے گنہگاروں کو ڈالا جائے گا۔ لیکن اس کی آگ بھی دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس ہلکے عذاب سے بھی بچائے۔

[۲]......اور اس سے نیچے والے طبقے میں نصاریٰ ہوں گے۔

[۳]......اور اس سے نیچے والے طبقے میں یہودی ہوں گے۔

[۴]......اور منافقین سب سے نیچے والے طبقے میں ہوں گے۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [پارہ:۵] بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے والے درجے میں ہوں گے۔ کیونکہ منافقت کا فتنہ سب سے زیادہ ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہ لوگ ہیں اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ جنہوں نے خریدا دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں۔ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ پس نہیں ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب۔ بلکہ دن بدن عذاب میں اضافہ ہوگا۔ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا پس چکھو تم پس ہرگز نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لئے عذاب کو۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور بھیجے ہم نے لگا تار ان کے بعد کئی رسول اور دیں ہم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو واضح دلیلیں

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

اور ہم نے تائید کی اس کی پاکیزہ روح کے ساتھ۔ کیا جب بھی کوئی رسول لایا تمہارے پاس وہ چیز جسے تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے

اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿87﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ

تکبر کیا پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو تم نے قتل کیا۔ اور کہا انہوں نے ہمارے دل غلافوں میں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿88﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

نے ان پر لعنت فرمائی ان کے کفر کی وجہ سے پس بہت تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔اور جب آئی ان کے پاس کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق

مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا

کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو ان کے پاس ہیں اور تھے وہ اس سے پہلے فتح کے لیے توسل حاصل کرتے تھے ان لوگوں کے خلاف جو کافر ہیں۔

كَفَرُوۡا بِهٖ ۚ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿89﴾ بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ

پس جب آگئی ان کے پاس وہ ذات جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر گئے پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کافروں پر۔ بری ہے وہ چیز جو انہوں

يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ

نے خریدی اپنی جانوں کے لیے یہ کفر کرتے ہیں ان چیزوں کا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں سرکشی کرتے ہوئے یہ کہ نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا

مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿90﴾

فضل جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔پس لوٹے وہ غضب پر غضب لے کر اور کافروں کے لیے عذاب ہے رسوا کرنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَفَّيۡنَا: ہم نے پیچھے بھیجا، اَلۡبَيِّنٰتِ: معجزات، اَيَّدۡنٰهُ: ہم نے اس کو قوت دی، رُوۡحِ الۡقُدُسِ: جبرائیل علیہ السلام کا لقب، تَهۡوٰٓى: وہ خواہش کرتی ہے، اِسۡتَكۡبَرۡتُمۡ: تم نے تکبر کیا، غُلۡفٌ: غلاف میں، لَّعَنَهُمُ: اس نے ان پر لعنت کی، يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ: وہ فتح کی دعا مانگتے تھے، عَرَفُوۡا: انہوں نے پہچانا، بِئۡسَمَا: برا ہے جو کچھ کہ، اِشۡتَرَوۡا: انہوں نے خریدا، بَغۡيًا: بغاوت سرکشی، مُّهِيۡنٌ: ذلیل کرنے والا۔

ربط:

پہلے رکوع میں بنی اسرائیل کی خامیوں کا ذکر تھا یہ نافرمانیاں مختلف طور پر تھیں۔

سوال: اب سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا، کتاب نہیں آئی تھی یا انہوں نے جہالت کی وجہ سے یہ کام کئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا۔نہیں ہم نے بہت سے انبیاء علیہم السلام ان کے پاس بھیجے لیکن انہوں نے کسی کی بات نہ مانی۔

اہم نکات: بنی اسرائیل کے پاس پیغمبروں کا لگاتار آنا:

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

قفا سے مراد ہے گردن کی گدی مطلب یہ کہ ایک دوسرے کے پیچھے انبیاء علیہم السلام آئے یعنی ایسے آئے کہ ایک دوسرے کی گدی دیکھ رہے تھے مراد تتابع ہے پے در پے آنا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مریم علیہا السلام کی طرف کرنے میں نکتہ:

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مریم علیہا السلام کی طرف کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اگر والد ہوتے تو اُن کی طرف نسبت ہوتی۔

عیسیٰ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اصل میں عیشو تھا۔ جس کا معنی سیّد اور سردار کے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مریم کا معنیٰ کتاب التفسیر میں کیا ہے عابدہ۔ عبادت گزار عورت۔

قرآن میں سوائے مریم علیہا السلام کے کسی عورت کا نام نہیں آیا ہے:

یاد رہے کہ قرآن میں کسی بی بی کا نام نہیں آیا ہے سوائے مریم علیہا السلام کے۔ حضرت مریم علیہا السلام کا نام تیس مرتبہ آیا ہے۔ باقی خواتین کا ذکر اِمْرَأَةٌ کہہ کر فرمایا گیا ہے۔

روح القدس کی مدد:

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

یہاں روح القدس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سخت مخالف تھے۔ اس وجہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ساتھ رہتے تاکہ یہودی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

توسل کے اقسام اور ہر ایک کا حکم:

توسل کے الفاظ یہ ہیں یا اللہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طفیل سے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حرمت سے یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے یا شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی جاہ سے۔ ان تمام کا مفہوم ایک ہے۔ میری کتاب "تسکین الصدور" میں تفصیل سے مذکور ہے۔

اقسام توسل:

توسل کی کئی قسمیں ہیں۔ ① ایک خالص شرک ② ایک قسم مکروہ ③ ایک قسم جائز۔

[۱]......شرک یہ ہے کہ کوئی کہے کہ یا اللہ میرا یہ کام کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے اور یہ سمجھتا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہے یہ خالص شرک ہے۔ فتاوٰی بزازیہ اور گلدستہ توحید میں سب تفصیل مذکور ہے۔

[۲]......لفظ اگر وسیلے اور طفیل کا لے لیتا ہے لیکن مراد کی تعیین نہیں کرتا یعنی عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے کی نہیں کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔

[۳]......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر، مختار کل، عالم الغیب تو نہیں سمجھتا اور یہ کہتا ہے کہ میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان ہے۔ مجھے آپ سے محبت ہے تو وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔

توسل اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **القاعدة الجليلة فی مسئلة الوسيلة** میں وسیلہ کے ناجائز ہونے پر زور دیا ہے لیکن آخر میں فرمایا ہے کہ اگر وسیلہ **بایمانہ وبحبہ النبی** ﷺ ہو تو یہ جائز ہے۔ یعنی جو صورت ہم نے ذکر کی ہے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے وسیلہ پر بحث کی ہے۔

حضرت گنگوھی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی رشیدیہ میں لکھا ہے کہ اگر یہ کہہ دیں کہ یا اللہ آپ مجھے دے دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تو یہ درست ہے۔

یاد رہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سختی سے اس بات کا انکار فرماتے کہ تقویۃ الایمان حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

(تفسیری نکات) موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا تذکرہ:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب۔ توراۃ کا آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد بہت بلند مقام ہے اور بڑی جامع مانع کتاب ہے۔ **وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ** اور بھیجے ہم نے لگاتار ان کے بعد کئی رسول۔ **قَفَا** کا لغوی معنیٰ ''گدِّی'' ہے۔ اور پچھلی جانب جہاں سر ختم ہوتا ہے وہ جگہ گدی کہلاتی ہے جب آدمی پیچھے کھڑے ہوں تو پچھلے آدمی کی نگاہ اگلے آدمی کی گدی پر پڑتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے لگاتار پیغمبر بھیجے ان کو کتاب بھی دی اور بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ** اور دیں ہم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو واضح دلیلیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان کی والدہ کی طرف کی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر ان کا باپ ہوتا تو اس کی طرف نسبت ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ضابطہ بیان فرمایا ہے **اُدْعُوْا لِاٰبَآئِهِمْ** باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔

بنی اسرائیل کا نبیوں کے ساتھ جھگڑا کرنا اور نبیوں کو قتل کرنا:

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور ہم نے تائید کی عیسیٰ علیہ السلام کی پاکیزہ روح یعنی جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ۔ تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ جبرائیل علیہ السلام کی تائید کی ضرورت اس لئے پڑی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کی اصلاح کا کام شروع کیا اور ان کو بتایا کہ یہ، یہ چیزیں تم نے بگاڑ دی ہیں اور اس سے دین کا نقشہ بگڑ گیا ہے تو چھوٹے بڑے سب کے سب ان کے مخالف ہو گئے۔ کیا مولوی یا پیر یا عوام اور کیا خواص سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لڑنا شروع کردیا۔ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا کیا جب بھی کوئی رسول لایا تمہارے پاس وہ چیز لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ جسے تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے اسْتَكْبَرْتُمْ تو تم نے تکبر کیا فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تم نے اے ظالموں جھٹلایا وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ اور ایک فریق کو تم نے قتل کیا۔ جیسے شعیا علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ اور بہت سارے پیغمبروں کو تم نے شہید کیا۔ اور جب بھی کسی پیغمبر نے ان کی مرضی کے خلاف بات کی تو اُن نبیوں کو انہوں نے شہید کرڈالا۔

دلوں پر غلاف کا کیا مطلب ہے؟

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور کہا انہوں نے ہمارے دل غلافوں میں ہیں۔ غُلْف، اَغْلُف، کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں ''غلاف''۔ جیسے قرآن شریف اور دیگر کتابوں پر چڑھایا جاتا ہے۔ تاکہ ان پر گردوغبار نہ پڑے مکھی نہ بیٹھے دھواں نہ لگے بے حرمتی نہ ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے، علم ہے اور بڑی پاکیزہ چیزیں ہیں ان پر ہم نے غلاف چڑھائے ہوئے ہیں تاکہ تمہاری گردوغبار اور دھویں کی مانند باتیں ہمارے دلوں تک نہ پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ یہ بات نہیں ہے کہ ان کے دل بڑے صاف ہیں اور ان کے عقیدے اور نظریات درست ہیں اور تمہاری باتیں گردوغبار والی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی ان کے کفر کی وجہ سے فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ پس بہت تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ باوجود اس کے تقریباً سارے یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے کہ واقعی یہ سچے پیغمبر ہیں۔ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

یہود ونصاریٰ کا قرآن کا انکار:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جب آئی ان کے پاس کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یعنی قرآنِ کریم مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو ان کے پاس ہیں۔ تو قرآن کریم کو نہ ماننے سے ان

کتابوں کا بھی انکار ہے۔ہاں اگر قرآن کریم ان کتابوں کے خلاف ہوتا تو پھر وہ کہہ سکتے تھے کہ ہماری کتابوں میں کچھ اور ہے اور قرآنِ کریم کچھ اور کہتا ہے؟ لہٰذا ہم نہیں مانتے؟ مگر یہ تو ان کا مصدق ہے۔یہودی آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے دشمنوں سے فتح کی دعا کرتے تھے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ اور تھے وہ اس سے پہلے يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فتح کے لئے توسل حاصل کرتے تھے ان لوگوں کے خلاف جو کافر ہیں۔اس آیت کریمہ کی دو تفسیریں تمام تفسیروں میں نقل کی گئی ہیں۔

①......ایک یہ کہ فتح کے معنٰی کھولنے کے ہیں تو اس لحاظ سے معنٰی یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل کفار پر اس بات کو کھولتے تھے یعنی بیان کرتے تھے کہ آخری نبی آنے والے ہیں۔

②......اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ فتح کا معنٰی ''کامیابی'' بھی ہے۔تو یہودی آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے کافروں کے مقابلے میں فتح اور کامرانی کے لئے دعا کرتے تھے اور کہتے تھے۔''اے پروردگار! نبی آخر الزمان ﷺ کے وسیلے سے ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح عطاء فرما''۔اب وسیلہ تو اسی کا دیں گے جس کے ساتھ کچھ تعظیم کا تعلق ہوگا؟ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے۔اور آپ ﷺ کے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد یہودیوں کا انکار:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ پس جب آ گئی انکے پاس مَّا عَرَفُوْا وہ ذات گرامی جس کو انہوں نے پہچان لیا كَفَرُوْا بِهٖ تو اس کا انکار کر گئے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کافروں پر۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ بری ہے وہ چیز جو انہوں نے خریدی اپنی جانوں کے لئے۔اپنی جانوں کے لئے انہوں نے کفر خرید کر برا سودا کیا۔کس چیز کا کفر کیا......اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ یہ کفر کرتے ہیں ان چیزوں کا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں بَغْيًا سرکشی کرتے ہوئے اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یہ کہ نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔اس پر کسی کا زور اور اختیار نہیں چلتا۔اور دوسرے مقام پر فرمایا......

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ان کے کفر اور انکار کا نتیجہ یہ ہوا کہ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ پس لوٹے وہ غضب پر غضب لے کر۔ایک غضب پہلے پیغمبروں کی نافرمانی کا اور ان میں سے بعض کو قتل کرنے اور دوسرا غضب آخری پیغمبر ﷺ کے انکار کرنے کا۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور کافروں کے لئے عذاب ہے رسوا کرنے والا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے کہتے ہیں ہم ایمان رکھتے ہیں اس چیز پر جو

وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ

ہماری طرف نازل کی گئی اور انکار کرتے ہیں اس کے علاوہ کا حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے۔ آپ ﷺ

قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿91﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

کہہ دیں پس تم کیوں قتل کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اس سے پہلے اگر تم مومن ہو۔ اور البتہ تحقیق لائے تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿92﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

واضح دلیلیں پھر تم نے بنا لیا بچھڑے کو معبود ان کے جانے کے بعد اور تم ظالم تھے۔ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور بلند کیا ہم نے

الطُّوْرَ ۗ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۗ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا

تمہارے اوپر طور پہاڑ کو پکڑو اس کو جو ہم نے تمہیں دیا ہے مضبوطی کے ساتھ اور سنو۔ انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور ہم نے مانا نہیں

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۗ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور پلا دی گئی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ان کے کفر کی وجہ سے۔ آپ ﷺ فرما دیں بری ہے وہ چیز جس کے لیے

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿93﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

حکم کرتا ہے تمہیں تمہارا ایمان اگر ہو تم مومن۔ آپ ﷺ فرما دیں اگر ہے تمہارے لئے آخرت کا گھر اللہ تعالیٰ کے ہاں خالص دوسرے

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿94﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ

لوگوں کے سوا پس تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور وہ اس موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں گے اس وجہ سے کہ جو ان کے ہاتھوں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿95﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ

نے آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظلم کرنے والوں کو۔ اور البتہ آپ ﷺ ضرور پائیں گے ان لوگوں کو سب لوگوں سے زیادہ حریص

اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۗ

زندگی پر اور ان سے بھی زیادہ حریص جنہوں نے شرک کیا ان میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے کاش کہ اس کو ہزار سال عمر دے دی جائے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿96﴾ ع

حالانکہ نہیں ہے وہ عمر دور کرنے والی اس کو عذاب سے یہ کہ اگر اس کو عمر دے دی جائے اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَرَآءَہٗ: اس کے علاوہ، اِسۡمَعُوۡا: تم سنو، عَصَيۡنَا: ہم نے نافرمانی کی، اَلدَّارُ: گھر، فَتَمَنَّوُا: پس تم تمنا کرو، اَبَدًا: ہمیشہ، قَدَّمَتۡ: وہ پہلے کر چکی، لَتَجِدَنَّهُمۡ: البتہ تو ان کو ضرور پائے گا، اَحۡرَصَ: بڑا لالچی، يَوَدُّ: پسند کرتا ہے، يُعَمَّرُ: اس کی عمر بڑھائی جاتی، اَلۡفَ: ایک ہزار، سَنَةٍ: سال، بِمُزَحۡزِحِهٖ: اس کے بچانے والے، بَصِيۡرٌ: دیکھنے والے، يَعۡمَلُوۡنَ: وہ عمل کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے بنی اسرائیل اور یہودیوں کی گمراہیوں، عہد شکنی اور تخریب کاریوں کا ذکر چلا آرہا ہے وہی سلسلہ ان آیات میں بھی جاری ہے۔

(اہم نکات) یہود کے الزامات:

قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا یہود کہتے تھے کہ ہم پر جو وحی نازل کی گئی ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو تورات نازل کی گئی ہے اس کو تو مانتے ہیں لیکن اس کے علاوہ جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اس کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے الزامی اور تحقیقی جواب دیئے ہیں۔

الزامی جوابات کئی ہیں اور تحقیقی جواب ایک ہے وہ یہ ہے کہ تم قرآن پاک کا انکار کرتے ہو جو کہ ان کتب سابقہ کے لئے مصدق ہے تو جب تم نے مصدِق کا انکار کیا تو اس سے مصدَق کا انکار لازم آیا۔

الزامی جوابات:

[۱]......اچھا اگر تم کہتے ہو کہ ہمیں بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا کہ جو کچھ ہم بنی اسرائیل پر نازل کیا گیا اُس پر ایمان ہے تو تم اپنے انبیاء علیہم السلام کو کیوں قتل کرتے تھے۔

[۲]......تمہارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل لے کر آئے پھر بھی تم نے بچھڑے کی عبادت شروع کی کیا یہ بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا پر ایمان ہے۔

[۳]......جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور ہم نے کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھایا اور ہم نے کہا کہ پکڑو اس چیز کو جو ہم نے تمہیں دی ہے۔ اس کے بعد تم نے نقض عہد کر لیا، کیا یہ ایمان ہے؟

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم نے مطلب کی بات مانی اور باقی چھوڑ دی۔

یہود موت سے ڈرتے ہیں جب کہ مسلمان موت کو محبوب رکھتے ہیں اس پر چند واقعات:

وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾

اس کے تحت تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر البحر المحیط، تفسیر خازن میں چند واقعات اختصاراً نقل کیے ہیں۔

① ......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ غزوہ میں زخمی ہوئے خوشی کی وجہ سے نعرے لگائے کسی نے پوچھا آپ تو زخمی ہوئے ہیں تو خوشی کے نعرے کیوں لگاتے ہیں فرمایا کہ اس لیے اگر شہید ہو گیا تو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

② ......حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں بغیر زرہ پہنے ہوئے میدان میں آئے۔ صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابا جان! تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور آپ میدان میں بغیر زرہ کے ہی تشریف لے آئے ہیں۔ فرمایا "اِنَّ اٰبَاكَ وَاللّٰهُ مَا یُبَالِیْ وَقَعَ عَلَی الْمَوْتِ اَوْ وَقَعَ عَلَیْهِ "یعنی تیرے والد کو اس بات سے کوئی خطرہ نہیں کہ موت اُس پر آجائے یا وہ موت پر چھا جائے یعنی غازی رہیں یا شہید ہو جائیں۔

③ ......مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایران کے پہلوان جرنیل رستم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا۔ رستم نے کہا کہ بھیڑ بکریوں کے چرانے والو اپنے آپ پر ترس کھاؤ۔ میرے پاس اتنی فوج ہے کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا اَنَا قَوْمٌ یُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا یُحِبُّ الْفُرْسُ الْخَمْرَ۔ یعنی ہم ایسی قوم ہیں جو موت سے ایسا پیار کرتے ہیں جیسے تم شراب کو محبوب رکھتے ہو۔

(تفسیری نکات) یہودیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہ لانا:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جب ان (یہودیوں) سے کہا جاتا ہے اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ایمان لاؤ اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ یعنی قرآن پاک پر اور آخری پیغمبر کا تشریف لانا بھی تمہارے علم میں ہے اور تم بخوبی جانتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی پیغمبر ہیں جنہوں نے آنا تھا۔ اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوگا۔ لہٰذا جب تم ان تمام علامتوں اور نشانیوں سے واقف اور آگاہ ہو تو اب اس کتاب قرآنِ کریم پر ایمان لاؤ۔ اس کے جواب میں، قَالُوْا یہودیوں نے کہا نُؤْمِنُ ہم ایمان رکھتے ہیں بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی۔ ہم تو توراۃ پر ایمان لانے کے پابند ہیں۔ وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور انکار کرتے ہیں اس کے علاوہ کا۔ کہ توراۃ کے علاوہ کسی اور چیز پر ایمان لانے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں پابند نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا یہودیوں کو جواب:

اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

۱......ایک تحقیقی جواب ۲......دوسرا الزامی جواب

تحقیقی جواب تو یہ ہے کہ

۱...... وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے۔ایک تو یہ کہ قرآنِ کریم حق ہے اور اس میں تمام مسائل حق پر مبنی ہیں۔تو کیا حق پر ایمان لانا ان کے فرائض میں داخل نہیں ہے؟۔

۲......اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآنِ کریم ان کی کتابوں توراۃ، انجیل، زبور کا مصدِّق ہے۔ان کی تصدیق کرتا ہے کہ ان کتابوں میں جو عقائد اور نظریات بیان کئے گئے ہیں، صحیح ہیں۔اور مصدِّق کو ماننا اور تسلیم کرنا دراصل مصدّق جس کی وہ تصدیق کر رہا ہے کو ماننا اور تسلیم کرنا ہے۔تو مصدِّق کا انکار کرنا مصدّق کا انکار کرنا ہے۔

کیونکہ قرآنِ کریم میں اگر عقائد اور نظریات ان کی کتابوں سے مختلف پائے جا رہے ہیں تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں عقائد و نظریات اور ہیں اس کتاب میں عقائد اور نظریات اور ہیں۔اس لئے ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔اور یہ بات تو ہے نہیں؟۔لہٰذا ان کا یہ دعویٰ کہ ہم اپنی کتاب کو مانتے ہیں، صحیح نہیں ہے۔بلکہ فقط زبانی دعویٰ ہے۔بلکہ ان کا توراۃ پر ایمان لانے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے۔یہودیوں کو تین شقوں میں الزامی جواب دیا گیا ہے۔

(اوّل): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ پس تم کیوں قتل کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اس سے پہلے؟ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو۔

توراۃ کو مانتے ہو تو کیا توراۃ میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو قتل کرو۔یہ موجودہ یہودیوں کو ان کے بڑوں کے کارنامے سنا کر شرمندہ کیا جا رہا ہے۔کیونکہ قاتل تو ان کے بڑے تھے۔اگر توراۃ کو ماننے والے ہوتے تو پیغمبروں کو قتل نہ کرتے۔لہٰذا تمہارا توراۃ کو ماننے کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔

(دوم): وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق لائے تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح دلیلیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دریا کو پھاڑ کر راستے بنائے دشمن کو ان کے سامنے غرق کیا۔وادی تیہ میں بادلوں کے ذریعے سائے کا انتظام فرمایا۔کھانے کے لئے کھیر اور بٹیر نازل فرمائے۔پینے کے لئے پتھر سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔اور بے شمار نشانیاں لے کر موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے۔

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر تم نے بنا لیا بچھڑے کو معبود ان کے کوہ طور پر جانے کے بعد۔یہ ہے تمہارا

ایمان کہ جس کو آڑ بنا کر قرآنِ مجید کو ماننے سے انکار کرتے ہو کہ ہمیں تو حکم ہے کہ ہم صرف اس پر ایمان لائیں۔ جو ہماری طرف اتارا گیا ہے۔ تو کیا موسیٰ علیہ السلام نے تمہیں غیر اللہ کی عبادت سے منع نہیں کیا تھا۔ اگر تم ان کی بات مانتے تو بچھڑے کی پوجا نہ کرتے۔ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم ظالم تھے کہ بچھڑے کو معبود بنالیا۔

(سوم): کہ بنی اسرائیل جب وادی تیہ (وادیٔ سینا) میں پہنچے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لئے کوئی قانون اور ضابطہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ کوئی قوم آئین کے بغیر نہیں چل سکتی۔ پہلے ہم فرعون کے غلام تھے ان کا آئین ہم پر نافذ تھا۔ اب چونکہ ہم آزاد قوم ہیں لہٰذا اب ہمارے لئے اپنا قانون ہونا چاہیے۔ اس مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تورات عطا فرمائی اور یہ لوگ تورات کو سن کر کہنے لگے کہ اس کے احکامات تو بہت سخت ہیں ہم اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ تو تمہارا یہ کہنا کہ ہم تو اس کو مانتے ہیں جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے۔ کس طرح درست ہے۔

احکام تورات منوانے کے لیے بنی اسرائیل پر کوہ طور کا بلند کیا جانا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا ہم نے تمہارے اوپر طور پہاڑ کو۔ اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو اکھیڑ کر ان کے سروں پر اس طرح کھڑا کر دیا جس طرح یہ مسجد کی چھت ہمارے سروں پر ہے۔ اور ہم نے خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ پکڑو اس کو جو ہم نے تمہیں دیا ہے مضبوطی کے ساتھ وَّاسْمَعُوْا اور سنو قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور ہم نے مانا نہیں۔ مطلب یہ کہ کتاب ہم نے سن لی ہے مگر اس پر عمل نہیں کریں گے تو کیا تمہارا ایمان تمہیں یہ سبق دیتا ہے کہ وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرو؟ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ اور پلا دی گئی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت بِكُفْرِهِمْ ان کے کفر کی وجہ سے قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں بری ہے وہ چیز جس کے لئے حکم کرتا ہے تمہیں تمہارا ایمان اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو۔ کیا تمہارا ایمان تمہیں بچھڑے کی پوجا کا حکم دیتا ہے۔ اور تمہارا ایمان یہ ہے کہ وعدہ کر کے توڑ دو تم کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم اس کتاب کو مانتے ہیں۔ جو ہمارے اوپر نازل کی گئی ہے۔

یہود و نصاریٰ کے جنتی ہونے کے دعوے:

پھر یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کہتے ہو کہ آخرت میں جنت تو صرف ہماری ہے۔ چنانچہ اسی پارہ میں آگے آئے گا۔ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یہودیوں نے کہا کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں داخل ہو سکتا اور عیسائیوں نے کہا جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں داخل ہو سکتا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اگر ہے تمہارے لئے آخرت کا گھر عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً اللہ تعالیٰ کے ہاں خالص تمہارے ہی لئے مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ دوسرے لوگوں کے سوا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ پس تم موت کی

تمنا کرو اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر تم سچے ہو۔ کیونکہ تمہارے اور اللہ کے درمیان صرف موت ہی حائل ہے۔ لہٰذا جلدی موت کی تمنا کرو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ یا اللہ! ہمیں جلدی موت دے تاکہ ہم جنت میں چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا اور وہ اس موت کی کبھی بھی تمنا ہرگز نہیں کریں گے۔ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ اس وجہ سے کہ جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے ان کو اپنے کرتوتوں کا علم ہے اسی لیے یہ موت کی تمنا کبھی بھی نہیں کریں گے۔ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظلم کرنے والوں کو۔

مشرک، یہودی اور عیسائی لمبی زندگی کے حریص ہیں:

وَلَتَجِدَنَّهُمۡ اور البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور پائیں گے ان لوگوں کو اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر۔ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا اور ان سے بھی زیادہ حریص جنہوں نے شرک کیا۔ اور مشرکوں میں سے ایسے بھی تھے جو قیامت کے منکر تھے۔ عیسائی اور یہودی قیامت کے قائل تھے مگر ان کو اپنے ایمان کا پتا تھا کہ اس کے نتیجے میں ہمیں وہاں جو کچھ ملنا ہے لہٰذا وہ کہتے تھے کہ اسی دنیا میں کھا، پی لو اور جو کچھ کرنا ہے یہیں کرلو۔ اس لئے کہ۔ يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ ان میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ کاش کہ اس کو ہزار سال عمر دے دی جائے وَمَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ حالانکہ نہیں ہے وہ عمر دور کرنے والی اس کو عذاب سے اَنۡ يُّعَمَّرَ یہ کہ اگر اس کو عمر دے دی جائے۔ یعنی اگر ان کو ہزار سال عمر دے دی جائے تو کیا یہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ابلیس لعین کتنے ہزار سال سے زندہ ہے؟ تو کیا جب وہ اپنے انجام کو پہنچے گا تو کیا عذاب الٰہی سے بچ جائے گا۔ اور یہ بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے ان کی زبانیں حق کے خلاف بڑی تیز ہیں۔ اور ان کے اعمال بہت برے ہیں۔ لہٰذا ان کو ہزار سال عمر کا مل جانا بھی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اس کے مطابق ان کو بدلا دے گا۔

قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں جو شخص دشمن ہے جبرائیل علیہ السلام کا پس بے شک اسی نے نازل کیا ہے اس قرآن کریم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر اللہ تعالیٰ کے

لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۷﴾ مَنۡ كَانَ

حکم سے قرآن کریم تصدیق کرنے والا ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور ہدایت اور خوشخبری ہے ایمان والوں کے لیے۔

عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبۡرِيۡلَ وَمِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ

جو شخص دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کا پس بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾

کافروں کا۔ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں آپ ﷺ کی طرف صاف صاف آیتیں اور نہیں انکار کرتے ان آیتوں کا مگر نافرمان لوگ

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾

اور جب کبھی وعدہ کیا انہوں نے، وعدہ کرنا پھینک دیا اس کو ان میں سے ایک فریق نے بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ

اور جب آئے ان کے پاس رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق کرنے والے ہیں اس چیز کی جو ان کے پاس ہے پھینک دیا

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

ایک گروہ نے ان میں سے جن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب دی گئی اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنی پشتوں کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَزَّلَهٗ: اس نے اس کو اُتارا، قَلْبِكَ: تیرا دل، اِذْنِ: اجازت، اَلْفٰسِقُوْنَ: بدکار و نافرمان لوگ، بُشْرٰی: خوشخبری، عٰهَدُوْا: اقرار کیا، نَبَذَهٗ: اس نے اس کو پھینک دیا، ظُهُوْرِهِمْ: ان کی پیٹھیں، كَاَنَّهُمْ: گویا وہ سب، يُعَلِّمُوْنَ: وہ تعلیم دیتے۔

ربط:

بنی اسرائیل کی کجرویوں اور نافرمانیوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اس کی شان نزول میں اختلاف ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ ایک موقع پر بیت المدارس (یہودیوں کے مدرسے) میں تھے۔ اس وقت تک عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی آتی ہے انہوں نے پوچھا کون وحی لاتا ہے؟ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے دشمن ہیں اگر میکائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو ہم اس کو مان لیتے۔

(اہم نکات) وہ فرشتے جن کے نام قرآن پاک میں آئے ہیں:

قرآن پاک میں چھ فرشتوں کے نام مذکور ہیں۔ چار تو یہاں مذکور ہیں۔ ① جبرائیل علیہ السلام، ② میکائیل علیہ السلام، ③ ہاروت ④ ماروت۔ ⑤ پانچواں رعد ہے۔ سورۃ رعد میں اس کا ذکر ہے اور ⑥ چھٹا مالک ہے۔ یہ جہنم کا انچارج ہے اور جنت کا انچارج رضوان ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے حدیث میں آرہا ہے۔

بخاری شریف کتاب التفسیر میں ہے کہ جبرائیل مرکب ہے جبر اور ایل سے جبر کے معنی عبد اور ایل کے معنی اللہ تو معنی

عبداللہ ہوا۔ اسی طرح میکا، اسراف اور عزرا کے معنی عبد کے اور ایل کے معنی اللہ کے تو ان تینوں فرشتوں کے معنی بھی ہوں گے عبداللہ۔ یہ تمام عبرانی زبان کے لفظ ہیں۔ عزرائیل کا نام نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العظمۃ للشیخ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ نام نقل کیا ہے۔

(تفسیری نکات) اللہ کے فرشتوں اور رسولوں کا جو دشمن ہے اللہ ان کا دشمن ہے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ جو شخص دشمن ہے جبرائیل علیہ السلام کا۔ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ پس بے شک اسی نے نازل کیا ہے اس قرآن کریم کو عَلٰى قَلْبِكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ بس جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کسی کی دشمنی کا کیا جواز ہے؟۔ وہ تو کلامِ الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کرتے ہیں۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ قرآنِ کریم تصدیق کرنے والا ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور صرف ہدایت اور خوشخبری سناتا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو شخص دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور اس کے فرشتوں کا وَرُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں کا وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ اور جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کا۔ ان دونوں فرشتوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا کہ یہود نے ان کے نام لئے تھے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ پس بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافروں کا۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرتے ہیں اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے فرشتوں کا انکار کرتے ہیں۔ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صاف صاف آیتیں وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور نہیں انکار کرتے ان آیتوں کا مگر نافرمان لوگ۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا اور جب کبھی وعدہ کیا انہوں نے عَهْدًا نَّبَذَهٗ وعدہ کرنا، پھینک دیا اس کو فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ان میں سے ایک فریق نے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جب آئے ان کے پاس رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ تصدیق کرنے والے ہیں اس چیز کی جو ان کے پاس ہے۔ تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحیفے نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ پھینک دیا ایک گروہ نے ان میں سے اُوْتُوا الْكِتٰبَ جن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب دی گئی كِتٰبَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ اپنی پشتوں کے پیچھے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں تورات، زبور اور انجیل سے روگردانی کی اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو کسی درجے میں بھی تسلیم کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے

آتے۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ [پارہ:۹]۔ جو رسول نبی امی ﷺ ہیں ان کا ذکر مبارک کو وہ لکھا ہوا پاتے ہیں تورات اور انجیل میں۔ آج بھی آپ ﷺ کی آمد کی بشارتیں ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ باوجودیکہ پادریوں نے بڑی تحریفات کی ہیں بلکہ جن کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک صراحت کے ساتھ موجود ہے ان کو ماننے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں کہ یہ ہماری کتابیں ہیں۔ چنانچہ انجیل ''برناس'' جس کا اردو نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ ''برناس'' تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ یہ ان کی مرتب کی ہوئی ہے اس لئے اس کا نام ''انجیل برناس'' ہے۔ اور ''متی، لوقا، مرقس اور یوحنا'' تو تابعی ہیں۔ تابعین کی جمع کی ہوئی انجیل منظور اور صحابی کی جمع کی ہوئی انجیل نامنظور۔ یہ کیا بات ہوئی؟۔ نامنظور کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس میں صاف اور صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''لوگ مجھے اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور شریک بنائیں گے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آکر میری صفائی دیں گے۔ ان الفاظ کی وجہ سے عیسائی کہتے ہیں کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے عیسائیت پر ضرب کاری لگتی ہے اور انجیل برناس میں دو جگہوں پر صاف تحریر ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب میں یہ تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

اور ان لوگوں نے پیروی کی اس چیز کی جو پڑھتے تھے جنات سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے،

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

اور لیکن جنات اور شیطانوں نے کفر اختیار کیا وہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔ اور وہ چیز جو اتاری گئی دو فرشتوں پر بابل (شہر میں)

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ

ہاروت اور ماروت علیہما السلام پر اور وہ دونوں کسی کو نہیں سکھاتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں کہتے تھے بے شک ہم آزمائش ہیں پس تو کفر

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ

اختیار نہ کرو۔ پس سیکھتے تھے لوگ ان دونوں سے تفریق کرتے تھے اس کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا

جادو کے ذریعے۔ کسی کو مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اور سیکھتے ہیں وہ چیز جو ان کو نقصان پہنچاتی ہے اور ان کو نفع نہیں دیتی اور البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں۔

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ

البتہ وہ شخص جس نے جادو کو حاصل کیا نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ اور البتہ بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ

کو بیچا ہے کاش کہ وہ جانتے۔ اور اگر بے شک وہ لوگ ایمان لے آتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے، البتہ بدلا ہے اللہ تعالیٰ

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۲

کی طرف سے بہتر، کاش کہ وہ لوگ جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَاتَّبَعُوْا: انہوں نے اتباع کی، تَتْلُوْا: تلاوت کرتی، يُعَلِّمُوْنَ: وہ تعلیم دیتے، اَلسِّحْرَ: جادو، الْمَلَكَيْنِ: دو فرشتے، بَابِلَ: بابل عراق کا قدیم ترین شہر، هَارُوْتَ: فرشتے کا نام، مَارُوْتَ: فرشتے کا نام، مَا يُعَلِّمٰنِ: وہ دونوں نہیں سکھاتے، فِتْنَةٌ: آزمائش، يَتَعَلَّمُوْنَ: وہ سیکھتے تھے، يُفَرِّقُوْنَ: وہ پھوٹ ڈالتے، بِضَآرِّيْنَ: ضرور نقصان پہنچانے والے، يَنْفَعُهُمْ: وہ ان کو نفع دیتا، شَرَوْا: انہوں نے بیچا، مَثُوْبَةٌ: بدلہ۔

ربط:

بنی اسرائیل کی بے اعتدالیوں کا ذکر ہے اسی سلسلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ان کے بہتان کا ذکر ہے کہ وہ جادو کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل تم خود جادو سیکھتے تھے اور کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس بہتان سے بری ہیں۔

(اہم نکات) وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ

بنی اسرائیل کی ایک اور خرابی یہ تھی کہ وہ جادو کیا کرتے تھے اور عوام اس کو کرامت سمجھتی تھی۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں کرامت کی چوبیس قسمیں بتائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وَلِيٌّ يَّاْكُلُ طَعَامًا وَّكَثِيْرًا'' یعنی اللہ کا نیک بندہ یا ولی کھانا پینا کرتا ہے اور اس کے لیے جائز ذرائع آمدن اختیار کرتا ہے اور یہ قسم یا علامت تقریباً ہم سب میں پائی جاتی ہے۔

اشکال:

تَتْلُوْا یہ واحد مونث کا صیغہ ہے آگے الف آیا ہے خلاف قاعدہ حالانکہ واحد کے صیغہ میں الف نہیں آتا۔

جواب: مصحف امام میں اسی طرح الف سے لکھا ہے۔ مصحف امام سے مراد قرآن کا وہ نسخہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھوایا تھا۔ اسے مسقط کی حکومت نے طبع کرایا ہے۔ ایک نسخہ میرے پاس بھی موجود ہے۔ تتلوا کے دو معنی آتے ہیں۔ باب کی تبدیلی کی وجہ سے اگر مصدر تلاوۃً آجائے تو معنی پڑھنے اور تلاوہ کرنے کے ہیں اور اگر مصدر تلواً آجائے تو اس کے معنی پیچھے چلنا۔

اسی طرح ھجر یھجر ھِجرًا مصدر آئے تو معنی ہجرت کرنے اور اگر مصدر ھُجرًا آئے تو معنی لغو باتیں کرنا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

اس سے مراد ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے جادو نہیں کیا۔ تعبیر ما کفر اس لیے اختیار فرمائی کہ جادو کرنا کفر ہے۔ جس کی تفصیل اور اقسام تفسیر عزیزی میں موجود ہیں اور یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جادو کی نسبت کرتے تھے جو کہ درحقیقت کفر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا یعنی جادو نہیں کیا۔

ہاروت ماروت کا واقعہ اور محققین کی تردید:

وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ

بعض مفسرین نے یہاں پر ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ھاروت و ماروت دو فرشتوں کو حق تعالیٰ نے انسانی طبیعت دے کر زمین پر بھیجا۔ یہ دونوں دنیا میں آکر ایک زہرہ نامی عورت پر مفتون ہوئے اس سے خواہش پوری کرنی چاہی۔ اس عورت نے کہا کہ شرک کرو تو مجھے منظور ہے انہوں نے اس سے انکار کیا۔ وہ عورت چلی گئی اور پھر واپس آئی کہنے لگی، چلو اس بچے کو قتل کر ڈالو تو تمہاری خواہش پوری کر دوں گی۔ انہوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر آئی اور کہنے لگی کہ چلو یہ شراب پی لو تو میں یہ کام تمہارے ساتھ کروں گی۔ انہوں نے اس شراب پینے کو چھوٹا گناہ سمجھ کر شراب پی لی۔ اس سے وہ دونوں بے ہوش ہوئے۔ اسی بے ہوشی میں ان سے زنا بھی کروایا اور اس بچے کو بھی قتل کروایا۔ اس کے بعد وہ عورت آسمان پر چلی گئی اور زہرہ ستارے کی شکل میں مسخ ہوگئی۔ اس واقعہ کو اور بھی طریقے سے نقل کیا گیا ہے۔

لیکن محقق مفسرین نے اس کے بارے میں لکھا کہ یہ اسرائیلیات میں سے ہے اور من گھڑت قصہ ہے۔ تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کی تردید کی ہے کہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں، ان سے ایسے افعال سرزد نہیں ہوتے۔ بہر حال اس واقعہ کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ اس کے بارے میں اگرچہ کوئی صحیح متصل مرفوع حدیث نہیں ملی لیکن اس واقعہ کی تائید اقوال تابعین سے اور قرآن کے ظاہری الفاظ سے ہوتی ہے (واللہ اعلم) حضرت شیخ رحمہ اللہ اور اکثر ہمارے اساتذہ اس واقعہ کی تردید فرماتے ہیں۔ (مرتب)

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل کا حضرت سلیمان علیہ السلام پر افتراء:

وَاتَّبَعُوْا اور ان لوگوں نے پیروی کی مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ اس چیز کی جو پڑھتے تھے جنات عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں، جنوں، جانوروں اور پرندوں پر بادشاہی کا حق عطا فرمایا تھا اور وہ جانوروں اور پرندوں کی بولیاں بھی جانتے تھے۔ اور اس زمانے میں جنات، انسانوں کو نظر آتے تھے اور جادو کرتے تھے تو یہودیوں کے مولویوں اور پیروں نے اس جادو کی پیروی کی ہے۔ جو جنات پڑھتے تھے اور یہ تو کفر ہے۔ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا اور لیکن جنات اور شیاطین نے کفر اختیار کیا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔ اور جادو کفر ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جادو نہ سیکھا نہ سکھایا۔ یہ چیزیں جنات اور شیاطین سے نقل ہوتی آرہی ہیں۔

ھاروت ماروت کا واقعہ:

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ اور وہ چیز جو اتاری گئی دو فرشتوں پر بابل (شہر میں) هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ہاروت اور ماروت علیہما السلام پر۔ بابل ملک عراق کا ایک بہت بڑا شہر تھا اور اس کی خاصی آبادی تھی۔ بابل شہر میں جادو کا بڑا زور تھا۔ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونوں فرشتے کسی کو نہیں سکھاتے تھے حَتّٰى يَقُوْلَآ یہاں تک کہ وہ دونوں کہتے تھے اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ بے شک ہم آزمائش ہیں فَلَا تَكْفُرْ پس تو کفر اختیار نہ کر۔ مگر اس کے باوجود لوگ ان سے سیکھتے تھے اور انہوں نے لوگوں کو کچھ چیزیں بتائیں جو منتقل ہوتی آرہی ہیں۔ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا پس سیکھتے تھے لوگ ان دونوں سے مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ تفریق کرتے تھے اس کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان۔ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے جادو کے ذریعے کسی کو اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو تو جادو بھی کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ ہر چیز میں مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَيَتَعَلَّمُوْنَ اور سیکھتے ہیں مَا يَضُرُّهُمْ وہ چیز جو ان کو نقصان پہنچاتی ہے۔ دوسرے نقصان کے علاوہ جادو سیکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کفر سے بڑا کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور ان کو نفع نہیں دیتی۔ چلو مالی طور پر کچھ نفع ہو بھی گیا تو اس کا کیا فائدہ؟ کافر بن کر کیا حاصل ہوا وَلَقَدْ عَلِمُوْا اور البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں لَمَنِ اشْتَرٰىهُ البتہ وہ شخص جس نے جادو کو حاصل کیا مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اور البتہ بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ وہ جانتے۔ کہ دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے بدلے کافر بن گئے، ایمان ضائع ہو گیا، آخرت برباد ہو گئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا اور اگر بے شک وہ لوگ ایمان لے آتے وَاتَّقَوْا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کفر و شرک سے

بچتے لَمَثُوۡبَةٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ خَيۡرٌ البتہ بدلا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ کاش وہ لوگ جانتے اور آخرت کے نقصان سے بچتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم رَاعِنَا نہ کہو اور اُنۡظُرۡنَا کہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غور سے سنو اور کافروں کے لیے دردناک

اَلِيۡمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يُّنَزَّلَ

عذاب ہے۔ نہیں پسند کرتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہلِ کتاب میں سے اور نہ مشرکوں میں سے یہ کہ اتاری جائے تم پر

عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے

ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ

فضل والا ہے۔ جو منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا ہم اس کو مٹا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں یا اس جیسی،

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

کیا آپ نہیں جانتے؟ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے

مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾

ملک آسمانوں کا، اور زمین کا اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔

اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَمَا سُٮِٕلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ؕ

کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ سوال کرو تم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح سوال کیا گیا موسیٰ علیہ السلام سے اس سے پہلے،

وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾

اور جو شخص تبدیل کرے گا کفر کو ایمان کے ساتھ پس تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَاتَقُوۡلُوۡا: تم نہ کہو، رَاعِنَا: ہماری رعایت، اُنۡظُرۡنَا: تو ہمیں دیکھ، يَخۡتَصُّ: وہ خاص کرتا ہے، مَانَنۡسَخۡ: ہم منسوخ نہیں کرتے، نَاۡتِ: ہم لاتے ہیں، مِثۡلِهَا: اس کی طرح، تُرِيۡدُوۡنَ: تم ارادہ کرتے ہو، تَسۡـَٔلُوۡا: تم سوال کرو، سُٮِٕلَ: سوال کیا گیا، يَتَبَدَّلِ: وہ تبدیل کرتا ہے، ضَلَّ: راہ سے دور ہوا، اَلسَّبِيۡلِ: راستہ۔

ربط:

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔آگے بھی ان کی ایک خامی کا ذکر ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لفظ رَاعِنَا بولتے تھے کہ ہماری رعایت کرو (مِرَاعَاةٌ سے ہے) یہود اس کو مروڑ کر رَاعِيْنَا پڑھتے یعنی ہمارے چرواہے۔جیسا کہ یہود سام علیکم کہتے تھے سلام کی جگہ۔ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سلام کیا اور سَامُ عَلَيْكُمْ کہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا عَلَيْكَ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (تم پر موت اور لعنت ہو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا بہت غصے میں آگئی ہو۔آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا نہیں تھا کہ اس نے کیا کہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بھی تو جواب میں کہا وَعَلَيْكَ کہ تم پر بھی ہو یعنی موت۔

(اہم نکات) لفظ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے میں تفصیل:

یارسول اللہ کا لفظ مطلقاً جائز بھی نہیں اور مطلقاً حرام بھی نہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے۔اگر کوئی شخص شوقیہ طور پر کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کا عقیدہ حاضر ناظر کا نہ ہو تو درست ہے جیسا کہ مسلم جلد ثانی صفحہ ۴۱۹ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو بچیوں اور لونڈیوں نے کہا یا محمد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اگر کہنے والے کا عقیدہ حاضر ناظر کا ہو تو پھر کہنا شرک ہے اور حرام ہے۔

حسد اور غبطہ میں فرق:

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ من خیر ای القرآن، الحدیث، والنصرۃ من اللہ.

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر عمدۃ القاری، تفسیر فتح الباری میں حسد کی مشہور دو شقیں ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو خوبی، مال، حسن وجمال دیا دوسرا اپنے قلب میں یہ کہتا ہے کہ یہ مجھے کیوں نہ ملا۔اللہ کرے کہ اس کے پاس بھی یہ نہ رہے خواہ مجھے ملے یا نہ ملے یہ حسد ہے

(۲) اور غبطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال وغیرہ دیا اور دوسرا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس جیسا دے دیں اور اس کے پاس بھی باقی رہے۔یہ جائز ہے اور حسد جائز نہیں۔

تحویل قبلہ کا حکم اور یہود کی شرارت:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ مَا بمعنی اَلَّذِیْ۔قبلہ کا حکم جب منسوخ ہوا اور تحویل قبلہ کا حکم آیا تو یہود شرارت کے طور پر کہتے کہ تم کہتے ہو کہ قرآن کتاب اللہ ہے حالانکہ اس کتاب کے احکام روزانہ تبدیل کرتے ہو کبھی کہتے ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے دن کہتے ہو کہ جائز ہے کبھی ایک چیز کو جائز کہتے ہو دوسرے دن اس کو حرام قرار دیتے ہو۔پہلے کافرہ عورت کے

ساتھ نکاح جائز تھا، اب کہتے ہو کہ ناجائز ہے۔ اگر یہ کتاب اللہ ہوتی تو احکام تبدیل نہ ہوتے۔

یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ جو حکم منسوخ ہوتا ہے وہ غلط فہمی کی بناء پر ہوتا ہے کہ پہلے ایک حکم دیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ غلط ہے تو اس کو تبدیل کیا نعوذ باللہ حق تعالیٰ سے کیسے غلطی ہو جاتی ہے کہ آج ایک حکم دیا دوسرے دن وہ غلط تو دوسرا حکم دیا۔ کلام اللہ میں ایسی غلطی نہیں ہو سکتی لہذا معلوم ہوا کہ یہ قرآن کتاب اللہ نہیں ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نسخ کو مان لیا جائے تو اس سے حق تعالیٰ کی (نعوذ باللہ) جہالت لازم آتی ہے:

سوال: نیز بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نسخ کو مان لیا جائے تو اس سے حق تعالیٰ کی جہالت لازم آتی ہے؟

جواب: ① اس کا جواب مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب انتصار الاسلام میں دیا ہے کہ اگر ہم نسخ مان لیں تو اس سے جہالت لازم نہیں آتی۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو تندرست رکھا، کسی کو بیمار بنایا، ایک کو فقیر دوسرے کو امیر بنایا۔ تو تم تکوینی امور میں تغییر کے قائل ہو تو تشریعی امور میں بھی تغییر ہو سکتی ہے اس سے جہالت لازم نہیں آتی۔

② اللہ تعالیٰ حکیم علی الاطلاق ہے اور حکیم مطلق بیمار کے مزاج کے مطابق نسخ (تبدیلی) دوا میں کر سکتا ہے۔ لہذا جس طرح یہاں دوائی کی تبدیلی سے حکیم کی جہالت لازم نہیں آتی، اس طرح اللہ تعالیٰ کی جہالت بھی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ حق تعالیٰ روحانی بیماروں کے لئے نسخہ تبدیل کرتا رہتا ہے۔

ولی اور نصیر میں فرق:

مِن وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ولی وہ ہے جو زبانی مدد کرے اور نصیر وہ ہے جو عملی طور پر مدد کرے۔ نیز ولی رشتہ دار ہوتا ہے اور نصیر رشتہ دار اور غیر رشتہ دار دونوں ہو سکتا ہے۔

(تفسیری نکات) یہودیوں کا الفاظ کو بگاڑ کر بولنا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا تم رَاعِنَا نہ کہو۔ اگرچہ لفظ بھی صحیح ہے معنیٰ بھی صحیح ہے اور تمہاری مراد بھی صحیح ہے لیکن یہودی اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے یہ لفظ استعمال نہ کرو۔ وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور اُنْظُرْنَا کہو۔ کہ حضرت ہماری طرف نظر شفقت فرمائیں۔ وَاسْمَعُوْا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو غور سے سنو وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو تمہارے ساتھ عداوت ہے وہ کسی خیر اور بھلائی کو تمہارے لئے پسند نہیں کرتے۔

یہودیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد:

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا نہیں پسند کرتے وہ لوگ جو کافر ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب میں سے۔ یہودی

ہوں یا عیسائی وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ مشرکوں میں سے اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ یہ کہ اتاری جائے تم پر کوئی بھلائی مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو نبوت ملی ہے ہمیں کیوں نہیں ملی؟۔ ان کو کتاب ملی ہے ہمیں کیوں نہیں ملی؟۔ فرشتہ ان کے پاس کیوں آتا ہے ہمارے پاس کیوں نہیں آتا؟۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مختصر جواب دیا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے۔ اپنی مرضی سے نبوت کسی کو نہیں مل سکتی۔ وہ حکیم و خبیر اور علیم ہے۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے۔ اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ اور اپنی حکمت کے مطابق کام کرتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیغمبر بنایا۔ اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے ''خاتم النبیین'' ہیں۔ زمانے کے اعتبار سے، مرتبہ کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے بڑا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر آ سکتا ہے۔ نبوت صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کو عطا فرمائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

نسخ آیات کی حکمت:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ ہم کسی آیت کو جو منسوخ کرتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے پہلے کافر کے ساتھ نکاح جائز تھا پھر منع کر دیا۔ پہلے ایک کا مقابلہ دس کے ساتھ تھا پھر دو کے ساتھ کر دیا پہلے شراب حلال تھی پھر حرام کر دی گئی۔ اسی طرح اور کئی مسائل ہیں۔ اَوْ نُنْسِهَا یا ہم اس کو بھلا دیں یہ بھی نسخ کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی حکم ختم کرنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ختم کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائیں گے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھولیں گے نہیں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ جس حکم کو اللہ تعالیٰ منسوخ کرنا چاہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن سے نکال دیتا ہے۔ تو فرمایا کہ ہم کسی حکم کو منسوخ کر دیں یا بھلا دیں۔

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ تو ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ جیسے دس کے ساتھ مقابلے کی بجائے دو کے ساتھ مقابلے کا حکم بہتر ہے۔ اَوْ مِثْلِهَا ''یا اس جیسی''۔ یعنی جو حکم منسوخ ہوا ہے اسی جیسا دوسرا حکم دے دیتے ہیں سولہ سترہ مہینے مسلمان مسجد اقصیٰ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور مسجد اقصیٰ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم اس لئے تھا کہ پہلی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نبی القبلتین کے لقب کے ساتھ آئی ہے یعنی دو قبلوں والے نبی۔ کہ وہ بیت اللہ کی طرف چہرہ کر کے بھی نماز پڑھیں گے اور مسجد اقصیٰ کی طرف بھی۔ تو پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا پھر کعبۃ اللہ کی طرف تو یہ دونوں حکم برابر ہیں۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟۔ جو چاہے، جس طرح چاہے کر سکتا ہے کسی کو امیر بنائے، غریب بنائے، بادشاہ

بنائے، گدا بنائے، عزت دے، ذلت دے، سب کچھ کر سکتا ہے۔

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی کہ زبان سے حمایت کرے اور نہ کوئی مددگار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے کے لئے عملی طور پر میدان میں آئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فضول اور لایعنی سوالات کرنا منع ہے:

اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ کیا تم ارادہ کرتے ہو اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ کہ سوال کرو تم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ جس طرح سوال کیا گیا موسیٰ علیہ السلام سے اس سے پہلے اور کہا کہ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ پر یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو سامنے آنکھوں سے۔ اسی طرح کے لایعنی سوالات مشرکین نے بھی کئے تھے کہ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مطالبے پورے کریں، پھر انہوں نے اپنے مطالبے پیش کئے ان میں سے ایک مطالبہ یہ بھی تھا اَنۡ تَاۡتِيَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ قَبِيۡلًا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کریں اور اس کے پیچھے فرشتوں کی لائن لگی ہوئی ہو اور اللہ تعالیٰ کہے کہ یہ میرا پیغمبر ہے اور فرشتے اس کی تائید کریں کہ اللہ تعالیٰ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ تو پھر ہم مانیں گے تو فرمایا تم اس طرح لایعنی سوالات کرتے ہو جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے تھے۔

وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ اور جو شخص تبدیل کرے گا کفر کو ایمان کے ساتھ کہ ایمان کے بدلے میں کفر حاصل کرے گا فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ پس تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ گمراہی سے بھی اور گمراہ کرنے والوں سے بھی بچائے اور محفوظ رکھے۔ آمین

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۖۚ

پسند کیا بہت سے لوگوں نے اہلِ کتاب میں سے اس بات کو کہ وہ لوٹا دیں تمہیں تمہارے مومن ہونے کے بعد کفر کی طرف

حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا

اپنے نفسوں میں حسد کرتے ہوئے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہے ان کے لیے حق پس معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ

حَتّٰى يَاۡتِيَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور قائم کرو نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھیجو گے

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

تم آگے کوئی بھی نیکی پاؤ گے تم اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس بے شک اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ

اور کہا انہوں نے ہرگز نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر وہ جو یہودی ہو یا نصرانی یہ ان کی خواہشات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں لاؤ تم

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۤ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

اپنی دلیل اگر ہو تم سچے۔ کیوں نہیں؟ (داخل ہوگا جنت میں) جو مسلمان ہوا (اور جھکا دیا) اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور وہ

فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳

نیک کام کرنے والا ہو پس اس کے لیے اس کا اجر ہے اس کے رب کے ہاں اور نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَدَّ: اس نے خواہش کی، يَرُدُّوْنَكُمْ: وہ تم کو لوٹا دیں، تَبَيَّنَ: ظاہر ہوا، اُعْفُوْا: تم معاف کرو، اِصْفَحُوْا: تم درگزر کرو، اَمْرِهٖ: اس کا حکم: تُقَدِّمُوْا: جو تم آگے بھیجتے ہو، تَجِدُوْهُ: تم اس کو پاؤ گے، اَمَانِيُّهُمْ: ان کی آرزوئیں، هَاتُوْا: تم لاؤ، بُرْهَانَكُمْ: اپنی دلیل، اَسْلَمَ: مسلمان ہوا، وَجْهَهٗ: اس کا چہرہ، مُحْسِنٌ: احسان کرنے والا، اَجْرُهٗ: اس کا ثواب۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود کی بداعمالیوں کا ذکر ہے اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کی اپنے متعلق خوش فہمیوں کا تذکرہ فرما کر ان کی تردید فرمار ہے ہیں۔

(اہم نکات) عفو اور صفح میں فرق:

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلْعَفْوَ تَرْكَ عَقُوْبَةِ الْمُذْنِبِ اور اَلصَّفْحُ تَرْكَ تَثْرِيْبَةِ. (گناہ گار کی سزا کو چھوڑ دینا عفو اور اس پر ملامت کو چھوڑ دینا صفح ہے۔)

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا کا شان نزول

جس وقت یہودیوں کا اور نجران کے عیسائیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مناظرہ ہوا اس وقت یہودیوں نے یہ کہا کہ یہود کے علاوہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نصاریٰ نے کہا کہ نصاریٰ کے علاوہ کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہو

گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ ان کی آرزوئیں ہیں۔

(تفسیری نکات) اہل کتاب کی باطل خواہش:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ پسند کیا بہت سے لوگوں نے اہلِ کتاب میں سے۔ یہ کثیر کا لفظ اس لئے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ میں سے کچھ بڑے نیک دِل تھے اور وہ مسلمان ہو چکے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ یہ پہلے یہودی تھے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اور مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ یہ پہلے عیسائی تھے اور ان جیسے کچھ اور حضرات۔ لیکن اکثریت دوسری طرف ہی رہی۔ اس لئے فرمایا کہ اہلِ کتاب کی اکثریت چاہتی ہے لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا اس بات کو کہ وہ لوٹا دیں تمہیں تمہارے مومن ہونے کے بعد کفر کی طرف۔ یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ایسے شبہات پیدا کرتے ہیں اور منصوبے بناتے ہیں کہ وہ ایمان چھوڑ کر کافر ہو جائیں جیسے پہلے کافر تھے۔ اہل کتاب اس طرح کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اپنے نفسوں میں حسد کرتے ہوئے۔ کہ یہ فضیلت ان کو کیوں ملی ہے؟۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہے ان کے لئے حق۔ کہ وہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے آنا تھا یہ وہی ہیں۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں آخری پیغمبر کی نشانیاں تحریر تھیں۔ اور تمام علامات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھیں۔ اور یہ ان ساری باتوں کو سمجھتے اور جانتے تھے مگر ضد کی وجہ سے مانتے نہیں تھے ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا پس معاف کر دو اور درگزر کریں فَاعْفُوْا کا معنیٰ ہے کہ تم ان کو سزا نہ دو اور اِصْفَحُوْا کا معنیٰ ہے ان کو ملامت نہ کرو۔ اس لئے کہ انہوں نے وہی کرنا ہے جو ان کے دِل میں ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

''كُلُّ اِنَاءٍ يَّتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ'' ہر برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ پانی ہے تو پانی ہی نکلے گا۔ دودھ ہے تو دودھ ہی نکلے گا۔ اسی طرح ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض اور حسد بھرا ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں الجھ کر اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے خلاف لڑنے کا حکم دے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تم ان کی طرف توجہ دینے کی بجائے اہم کاموں کی طرف متوجہ ہو۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتے رہو وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ اور جو کچھ بھیجو گے آگے مِّنْ خَيْرٍ کوئی بھی نیکی تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ پاؤ گے تم اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر نیکی کا اجر عطا فرمائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

اہل کتاب کا ایک اور بے بنیاد دعویٰ:

وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ہرگز نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر وہ جو یہودی ہو یا نصرانی۔ یہودیوں نے کہا کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں گے اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں صرف نصاریٰ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ ان کی خواہشات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہودیت اور عیسائیت جو یہودی اور عیسائی صحیح معنیٰ میں اپنے مذہب پر تھے وہ جنت کے حقدار تھے اور جو صابی اپنے دور میں داؤد علیہ السلام کو مانتے تھے اور زبور پر عمل کرتے تھے وہ جنت کے حقدار تھے۔لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے جتنے بھی دین تھے سب منسوخ ہو گئے اور قرآنِ کریم کے نزول کے بعد پہلی تمام کتابیں منسوخ ہو گئیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور نزولِ قرآن کے بعد نجات صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے اور قرآنِ کریم پر عمل کرنے میں ہے۔اب اگر کوئی یہودی یا عیسائی اپنے اصل عقیدہ پر ہی کیوں نہ ہو اُسے اپنے عقیدے کی وجہ سے نجات نہیں ملے گی۔

اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں:

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جس شخص نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کیا پس وہ ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے ہاں مفید صرف اسلام ہے۔اب فائدہ صرف اسلام میں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں ہے۔ آگے فرمایا کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ جنت میں صرف یہودی یا عیسائی ہی جائیں گے تو۔

جنت میں جانے کا حق دار کون ہے:

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں لاؤ تم اپنی دلیل اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔اے یہودیو! تم اس پر دلیل لاؤ کہ صرف یہودی جنت میں جائیں گے اور اے عیسائیو! تم اس پر دلیل لاؤ کہ جنت میں صرف عیسائی ہی جائیں گے فرمایا: تمہارے دعوے سے کیا بنتا ہے؟

بَلٰى کیوں نہیں جنت میں جائیں گے؟ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ جو مسلمان ہوا اور اپنا چہرہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیک کام کرنے والا ہو۔اب جو مسلمان نیکی کرنے والے ہیں وہ جنت میں جائیں گے اور اس میں نہ کسی یہودی کا دخل ہوگا اور نہ عیسائی کا۔فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ پس اس کے لئے اس کا اجر ہے اس کے رب کے ہاں وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ خوف ہوگا ان پر وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ

اور کہا یہود نے نہیں ہیں نصاریٰ کسی چیز پر اور کہا نصاریٰ نے نہیں ہیں یہودی کسی چیز پر حالانکہ وہ

عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

کتاب پڑھتے ہیں۔اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے ان کی بات کی طرح پس اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾

ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے؟ جو روکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے کہ ذکر کیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کے نام کا

خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي

اور کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے گھروں کو برباد کرنے کی۔وہ لوگ ہیں،نہیں تھا ان کو حق یہ کہ داخل ہوتے (ان مسجدوں میں)

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ

مگر خوف کرتے ہوئے،ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں عذاب ہے بڑا۔اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے

وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

مشرق اور مغرب پس جس طرف تم چہرہ پھیرو پس اسی طرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے بے شک اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور کہا انہوں نے بنالی اللہ تعالیٰ نے اولاد،پاک ہے اس کی ذات،بلکہ اسی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے،آسمانوں کو اور زمین کو اور جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی معاملے کا

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾

پس پختہ بات ہے کہتا ہے،اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيْسَتْ: وہ نہیں ہے، يَتْلُوْنَ: وہ تلاوت کرتے ہیں، يَحْكُمُ: وہ حکم کرتا ہے، بَيْنَكُمْ: ان کے درمیان،

یَخۡتَلِفُوۡنَ: وہ اختلاف کرتے ہیں، مَنَعَ: منع کیا، سَعٰی: اس نے کوشش کی، خَرَابِهَا: اس کے خراب کرنے میں، خَآئِفِیۡنَ: خوف کھانے والے، اَلۡمَشۡرِقُ: سورج نکلنے کی جگہ، اَلۡمَغۡرِبُ: غروب ہونے کی جگہ، اَیۡنَمَا: جس طرف، تُوَلُّوۡا: تم رُخ کرو، وَجۡهُ: اللہ کی ذات، وَاسِعٌ: وسعت والا، وَلَدًا: اولاد، قٰنِتُوۡنَ: فرمانبردار، بَدِیۡعُ: ایجاد کرنے والا، قَضٰی: اس نے پورا کیا۔

ربط:

ماقبل میں یہود اور نصاریٰ اور ان کی غلط کاریوں کا ذکر تھا۔ یہاں بھی ان کی خامیاں بیان فرما رہے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ دونوں کا دین اصل میں حق تھا لیکن دونوں نے ضد کی وجہ سے ایک دوسرے کی مخالفت کرنی شروع کردی اور ضد میں آکر دونوں اہل کتاب نے اپنی نازل شدہ کتاب کی مخالفت کی اور انکار کیا۔

حق تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا ایک فیصلہ دلیل سے ہوتا ہے، وہ تو دنیا میں ہوا اور ایک فیصلہ عملی ہوتا ہے۔ وہ آخرت میں ہوگا یہود اور نصاریٰ ضد میں آکر اصل راستہ سے ہٹ گئے اور کافر ہوئے جبکہ مشرکین نے ان دونوں کے دینوں کا انکار کیا اور کہا کہ ہم ملت ابراہیمی پر ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تینوں غلطی پر ہیں۔

شانِ نزول:

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

اس آیت کے دو شان نزول بیان کئے ہیں۔

① مسجد اقصیٰ میں طیطروس رومی کی فوجیں داخل ہوئیں۔ وہاں کے نمازیوں کو شہید کردیا۔ اگر یہ آیت مسجد اقصیٰ کے متعلق ہو پھر تو ربط ظاہر ہے کیونکہ اوپر یہود کا ذکر ہے۔

② دوسری شان نزول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری کو پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے رکاوٹ ڈالی اور مکہ میں داخل ہونے نہ دیا۔ اگر شان نزول یہ ہو تو آگے "وَقَالَ الَّذِیۡنَ" کا ذکر ہے جس سے مراد مشرکین ہیں۔

لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

لَهُمۡ سے مراد اگر مشرکین ہوں تو بھی صحیح ہے کہ ابوجہل وغیرہ بدر میں ہلاک ہوئے اور بھی کافی ذلتیں اٹھائیں اور اگر اس کا مرجع یہود و نصاریٰ ہوں تو مراد اس سے قتل اور جزیہ ہے۔

قرآن میں "حَتّٰی یُعۡطُوا الۡجِزۡیَةَ عَنۡ یَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ" آتا ہے کہ رسوا ہو کر جزیہ دیں گے اور آخرت میں تو ان کے لئے عذاب ہوگا ہی ہوگا۔

ربط: وشانِ نزول:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

اوپر نسخ آیات کے متعلق ان کا اعتراض تھا۔ اب جو اعتراض قبلے کے بارے میں انہوں نے کیا۔ اس کا جواب دیا جارہا ہے۔ شانِ نزول کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں۔

① مسجد قبا یا بنو سلمہ کی مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے......

② تفسیر مظہری اور تفسیر ابو سعود میں ہے کہ جس وقت قبلہ تبدیل ہوا تو یہودیوں نے شوشہ چھوڑا " مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا " تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

علامہ ابو البرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مدارک میں لکھتے ہیں۔ جس طرف تم اپنے چہروں کو پھیرتے ہو، وہاں پر ہی اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ یہ مسئلہ نفلی نماز کے متعلق ہے کہ جنگل میں سواری کا جس طرف منہ ہو اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

اہل کتاب اور مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرنا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

یہ کون لوگ ہیں؟ بعض مفسرین نے کہا کہ یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ مشرکین مراد ہیں۔ اگر یہود و نصاریٰ ہوں تو وہ کہتے تھے قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ

یعنی یہودی کہتے تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ اگر مشرکین ہوں تو وہ کہتے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ "يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ. یہود کے متعلق یہ ہے کہ وہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ" ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں (نعوذ باللہ)۔

(تفسیری نکات) یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے ایک دوسرے پر طعن:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور کہا یہود نے نہیں ہیں نصاریٰ کسی چیز پر۔ یعنی ان کا مذہب بالکل جھوٹا ہے۔ اب نصاریٰ کی باری آئی۔ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ اور کہا نصاریٰ نے نہیں ہیں یہودی کسی چیز پر یعنی ان کا مذہب بالکل جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ یعنی توراۃ اور انجیل کی تلاوت کرتے ہیں دونوں آسمانی کتابیں ہیں۔ توراۃ بھی سچی کتاب تھی اور انجیل بھی سچی کتاب

تھی۔ اور اپنے اپنے دور میں انہی پر عمل کرنے میں کامیابی تھی۔ یہ مذہب اس وقت منسوخ ہوئے جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے مِثْلَ قَوْلِهِمْ ان کی بات کی طرح۔ یہ اَن پڑھ علم سے محروم عرب کے مشرک تھے انہوں نے کہا کہ ہم سچے ہیں ہمارے علاوہ سب جھوٹے ہیں۔ حالانکہ وہ سر سے لے کر پاؤں تک شرک میں ڈوبے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کا وہ گھر جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بنایا تھا اس کی بیرونی دیواروں پر انہوں نے تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے۔ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ پس اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ یہ فیصلہ عملی طور پر ہوگا کہ سچے جنت میں اور جھوٹے دوزخ میں جائیں گے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ورنہ دلائل کے اعتبار سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟۔ اور یہ لوگ باطل پر ہونے کے باوجود اس قدر عناد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔

مشرکین مکہ کی مذمت:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو روکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے؟ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ کہ ذکر کیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کے نام کا وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اور کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے گھروں کو برباد کرنے کی اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ یہ وہ لوگ ہیں نہیں تھا ان کو حق اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ یہ کہ داخل ہوتے ان مسجدوں میں اِلَّا خَآئِفِيْنَ مگر خوف کرتے ہوئے۔ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے لئے آخرت میں عذاب بڑا ہے۔

تبدیلی قبلہ پر یہود کے اعتراض کا جواب:

پہلے آپ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ کی تفسیر میں پڑھ چکے ہیں کہ کچھ احکام منسوخ بھی ہیں، انہی احکام میں سے تحویل قبلہ کا مسئلہ بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے تقریباً سولہ سترہ مہینے مسجد اقصیٰ کی طرف چہرہ کر کے نمازیں پڑھیں۔ مسجد نبوی سے تقریباً ایک میل دور قبیلہ بنو سلمہ جو مشہور قبیلہ تھا اس کی مسجد میں آپ ﷺ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے جس کو آج کل مسجد قبلتین کہا جاتا ہے۔ عین نماز کی حالت میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا دو رکعتیں آپ ﷺ پڑھا چکے تھے دوسری دو رکعتیں آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف چہرہ مبارک کر کے پڑھائیں۔ یہودیوں کو اعتراض کا موقع مل گیا کہنے لگے اس کا بھی کوئی اعتبار ہے جس کا قبلہ بدلتا رہتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا پس جس طرف تم چہرہ پھیرو فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس اسی طرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہود، نصاریٰ اور مشرکین کے ایک اور باطل عقیدے کا ذکر:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اور کہا یہود، نصاریٰ اور مشرکین نے بنالی اللہ تعالیٰ نے اولاد۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہود نے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ اور عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور مشرکوں نے کہا وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور بنائی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں۔ سُبْحٰنَهٗ پاک ہے اس کی ذات۔ بیٹوں سے اور بیٹیوں سے بیوی سے ماں سے اور ہر اس چیز سے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بلکہ اسی کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ فرشتے بھی، حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ علیہما السلام بھی۔

اللہ تعالیٰ کی شان:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔ بدعت کا لفظ بھی اسی باب سے ہے۔ بدعت کا معنیٰ ہے "نئی ایجاد کی ہوئی" اگر یہ دین میں ہو یعنی من گھڑت چیز کو دین سمجھا جائے تو اس کا بڑا گناہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ " کہ جس نے دین میں کوئی نئی چیز بنائی تو وہ مردود ہوگی۔ اس کا بڑا گناہ ہے۔ باقی رہا دنیاوی طور پر کسی چیز کا ایجاد کرنا تو وہ شرعی بدعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا اور جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی معاملے کا فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ کہتا ہے اس کو ہو جا فَيَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے۔ وہ کسی چیز کے بنانے میں بیٹی، بیٹے کا محتاج نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کو ساز و سامان کی ضرورت ہے۔ کلمہ کن سے اس کے ارادے کے مطابق چیز ہو جاتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ

اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے کیوں نہیں کلام کرتا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ یا کیوں نہیں آئی ہمارے پاس کوئی نشانی۔

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ

اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے ان کی بات کی طرح۔ ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں،

قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا

تحقیق ہم نے بیان کردیں نشانیاں اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔ بے شک بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے

وَّنَذِيۡرًا ۙ وَّلَا تُسۡـئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ

والا اور ڈرانے والا۔ اور آپ ﷺ سے سوال نہیں کیا جائے گا بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونے والوں کے بارے میں۔ اور ہرگز

الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ‌ؕ قُلۡ

راضی نہیں ہوں گے آپ ﷺ سے یہودی اور نہ عیسائی یہاں تک کہ آپ ﷺ پیروی کریں ان کی ملت کی۔ آپ ﷺ کہہ

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى‌ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ

دیں بے شک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے، اور البتہ اگر آپ ﷺ نے پیروی کی ان کی خواہشات کی بعد اس کے کہ آچکا

مِنَ الۡعِلۡمِ‌ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۲۰﴾

آپ ﷺ کے پاس علم، نہیں ہوگا آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓـئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ

وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں

وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾

اور جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُكَلِّمُنَا: ہم سے کلام کرتا ہے، تَاْتِيۡنَا: ہمارے پاس آئے، قَبۡلِهِمۡ: ان سے پہلے، بَيَّنَّا: ہم نے بیان کیا، اَرۡسَلۡنٰكَ: ہم نے آپ کو بھیجا، بَشِيۡرًا: خوشخبری دینے والا، نَذِيۡرًا: ڈرانے والا، لَا تُسۡـئَلُ: آپ سے سوال نہیں کیا جائے گا، لَنۡ تَرۡضٰى: ہرگز راضی نہیں ہوگی، عَنۡكَ: آپ سے، تَتَّبِعَ: اتباع کرے، مِلَّتَهُمۡ: ان کا دین، اَهۡوَآءَهُمۡ: ان کے خیالات۔

ربط:

ان آیات کا سابقہ آیات کے ساتھ ربط یہ ہے کہ سابقہ آیات میں بھی آپ ﷺ پر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بے جا اعتراضات کا ذکر تھا اور ان آیات میں بھی بے جا اعتراض کا ذکر ہے۔

(اہم نکات) یہود و نصاریٰ کے بے جا مطالبات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق رافع نامی یہودی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کلام کرے اور ہمیں کہے کہ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یا کوئی کھلی نشانی ظاہر کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرے تا کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ اور بعض روایات میں آتا ہے کہ عیسائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کلام کرے یا کوئی نشانی ظاہر کر کے بتائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات عرب کے بعض لوگوں نے کی تھی۔ بہر حال ان میں سے کسی نے بھی کی ہو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بے علم اور جاہل قرار دیا ہے۔

(تفسیری نکات) یہود و نصاریٰ کا ایک اور ناجائز مطالبہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں اور رسالت کی حقیقت کا علم نہیں رکھتے اور بصیرت سے محروم کر دیئے گئے ہیں، لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ کیوں نہیں کلام کرتا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ؟۔ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ یا کیوں نہیں آئی ہمارے پاس کوئی نشانی؟۔ جس کے بعد ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کوئی شک وشبہ نہ رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہم پر واضح ہو جائے یہ ان کا مطالبہ انتہائی لاعلمی اور جہالت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق کے ساتھ ہم کلام ہو کر کہنا کہ یہ میرا پیغمبر ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس طرح پیغمبر کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے جو صفات اور کمالات رکھے ہیں ان کا لحاظ ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ میں نے جو خوبیاں اور کمال پیغمبر کی ذات میں رکھے ہیں ان کو دیکھو اور پیغمبر کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اس پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی اتباع کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ خود آواز دے کر کہہ دیں تو یہ ساری بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔

آیت کا مفہوم:

اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ اور انہوں نے یہ بھی کہا ''یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی؟''

آیت کا ایک معنیٰ حسی ہے اور ایک معنیٰ معنوی ہے۔ آیت کا حسی معنیٰ معجزہ ہے کہ خرق عادت کے طور پر اطلاق پر قرآن کریم یا دیگر آسمانی کتابوں پر ہوتا ہے۔ اگر حسی معنیٰ کے لحاظ سے آیت کا مطلب لیا جائے تو یہ مفہوم ہوگا کہ ہمارے سامنے ہماری مرضی کے مطابق کوئی معجزہ ظاہر کیوں نہیں کرتے؟۔ جیسا کہ پندرھویں پارے میں آئے گا کہ مشرکین نے کہا تھا۔

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری کریں۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے کا محل ہونا چاہیے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے آسمانوں پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لے کر آئیں نَقْرَؤُهٗ جس کو ہم پڑھیں۔

اس قسم کے لایعنی سوالات اور مطالبات کرتے تھے ورنہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے بیشمار معجزات ان کے دست مبارک پر ظاہر فرمائے اور اگر آیت کا مطلب معنوی لحاظ سے لیا جائے تو پھر مفہوم یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل ہوسکتی ہے۔ تو ہم پر آیت یعنی کتاب نازل کیوں نہیں ہوتی؟۔ اور ایسا کہنا بھی انتہائی جہالت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی آیات کے نزول کے لئے اپنے بندوں میں سے نبیوں اور رسولوں کا انتخاب خود کرتا ہے کہ کون اس کے لائق ہے۔

سابقہ قوموں نے بھی اپنے نبیوں سے یہی مطالبہ کیا:

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے ان کی بات کی طرح۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے بعض لوگوں نے کہا تھا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ لیں۔

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہو گئے ہیں۔ جس طرح ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور حق کے خلاف جذبات اور شیطانی وسوسے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے اہل کتاب اور کفار کی بھی وہی حالت ہے۔

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ تحقیق ہم نے بیان کردیں نشانیاں اس قوم کے لئے جو یقین رکھتی ہے۔ نشانیاں تو سب کے لئے ہیں مگر ان سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو یقین کرنے والے ہیں یہ اسی طرح ہے جس طرح قرآنِ کریم کے متعلق فرمایا کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے قرآنِ پاک ہدایت تو سب کے لئے ہے مگر اس سے فائدہ متقین کو ہی پہنچے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور ذمہ داری:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ جو ایمان لائیں اور عمل اچھے کریں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری سنا دیں اور نافرمانوں اور فاسقوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جہنم سے ڈرا دیں۔ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال نہیں کیا جائے گا بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونے والوں کے بارے میں کہ یہ جہنم میں کیوں گئے ہیں؟۔ یہ سوال تو تب ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ نہ کی ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے احکام ان تک نہ پہنچائے ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی ذمہ داری پوری کردی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ اتنا ہی تھا۔ ہدایت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں نہیں تھا۔

یہود اور نصاریٰ کے دل کی اصل خواہش:

وَلَنۡ تَرۡضٰی عَنۡكَ الۡیَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰی اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودی اور نہ عیسائی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی کریں ان کی ملت کی۔ یعنی یہود و نصاریٰ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس سے ان کی نیت یہ نہیں ہے کہ وہ معجزات دیکھ کر ایمان لے آئیں گے بلکہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صورت میں بھی راضی نہیں ہوں گے مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دین کی پیروی کریں۔ قُلۡ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بے شک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِیۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کی ان کی خواہشات کی بعد اس کے کہ آچکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ نہیں ہوگا آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

یہاں یہ نکتہ ذہن نشین کرلو کہ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ "اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتباع کی" اس میں خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر سمجھانا امت کو مقصود ہے۔ کیونکہ پیغمبر کے متعلق تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ گمراہ لوگوں کی پیروی کرے گا البتہ امت کے افراد سے اس کا امکان اور خوف ہے۔ اس لئے امت کو سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم علم ہو جانے کے بعد یہود و نصاریٰ کی خواہشات پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت ہوگی اور تمہارا کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

قرآن کی تلاوت کا حق کیسے ادا ہوگا:

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ تلاوت کا حق یہ ہے کہ اس کے احکامات کو تسلیم کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے اور اس کی منع کردہ باتوں سے بچا جائے۔ اگر اس کے احکامات کو ماننا ہی نہیں ہے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز ہی نہیں آنا تو اس کی تلاوت کا کیا فائدہ؟۔ اسی طرح اہل کتاب تورات، انجیل اور زبور کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں اور اپنی کتابوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں بھی پڑھتے ہیں اور اس کا علم ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ تو ایسے لوگوں نے تلاوت کا حق ادا نہیں کیا۔

تلاوت کا حق ادا کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت عدی بن حاتم، حضرت تمیم داری اور حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا حق اس وقت ادا ہوگا جب اس کا مفہوم سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے گا۔ اُولٰٓئِكَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو اس کی تلاوت کا

حق ادا کرتے ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ اور جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یعنی اہلِ کتاب میں سے جس نے قرآنِ کریم کا انکار کیا اس نے اپنی کتاب کا بھی انکار کیا اور اس انکار کا وبال بھی انہیں پر، پڑے گا کہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ پر یا اللہ تعالیٰ کے نبی پر اس کا کیا اثر ہے؟۔

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿122﴾

اے اسرائیل علیہ السلام کی اولاد یاد کرو میری نعمتوں کو جو میں نے تم پر کیں اور میں نے تمہیں فضیلت بخشی جہان والوں پر۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا

اور ڈرو اس دن سے، نہیں کفایت کرے گا کوئی نفس کسی نفس کی طرف سے کچھ بھی، اور نہ قبول کیا جائے گا اس سے بدلہ اور نہ نفع

شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿123﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

دے گا اس کو سفارش کرنا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ

پس انہوں نے ان باتوں کو پورا کر دیا فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں لوگوں کے لیے پیشوا، اور کہا ابراہیم علیہ السلام نے

ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿124﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) نہیں پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔ اور جب بنایا ہم نے بیت اللہ کو لوٹنے کی جگہ اور امن

لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

کی جگہ، اور بناؤ تم ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ، اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو کہ پاک رکھو تم

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿125﴾

دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لیے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَنْفَعُهَا: وہ اس کو نفع نہ دے گی، اِبْتَلٰٓى: اس نے آزمایا، فَاَتَمَّهُنَّ: پس اس نے ان کو پورا کیا، جَاعِلُكَ: تجھ کو بنانے والا، ذُرِّيَّتِىْ: میری اولاد، لَا يَنَالُ: نہیں پہنچتا، مَثَابَةً: جمع ہونے کی جگہ، مُصَلًّى: نماز پڑھنے کی جگہ، عَهِدْنَآ: ہم نے حکم بھیجا، طَهِّرَا: تم دونوں پاک رکھو، لِلطَّآئِفِيْنَ :طواف کرنے والوں کے لیے، وَالْعٰكِفِيْنَ: اعتکاف کرنے

والے، وَالرُّكَّعِ: رکوع کرنے والے، السُّجُوْدِ: سجدہ کرنے والے۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ پہلے بھی بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر تھا اور اب بھی ان کی نافرمانیوں کا ذکر ہے۔

(اہم نکات) اس آیت کا شانِ نزول:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٢٤﴾

تفسیر کبیر اور تفسیر ابوسعود میں ہے کہ یہود نے تبدیلی قبلہ پر اعتراض کیا۔ اس سلسلہ میں مسجد حرام سے روکنے کا ذکر بھی آیا تھا تو آگے اس کے تعمیر کرنے والے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے کارنامے ذکر فرمائے ہیں کہ تمہارا ابراہیم علیہ السلام سے کیا تعلق وواسطہ ہے؟

بِكَلِمٰتٍ سے کیا مراد ہے؟

بِكَلِمٰتٍ

اس کی مختلف تفاسیر بیان کی گئی ہیں۔

① خصالِ فطرت مراد ہیں مثلاً ناخن کاٹنا، زیر ناف بالوں کو کاٹنا، ختنہ کرنا وغیرہ۔

② ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا تو ملک شام کو جاتے ہوئے راستہ میں تکالیف برداشت کیں۔

③ بیوی بچوں کو وَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ (یعنی مکہ مکرمہ کی وادی میں کہ جہاں زراعت وغیرہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے نیز پتھریلی زمین ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں) میں چھوڑا۔ اسی طرح اسماعیل علیہ السلام کی عمر بارہ تیرہ سال کی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام زندگی باطل کے مقابلے میں حق کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی دوبارہ یاددہانی:

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے اسرائیل علیہ السلام کی اولاد اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ یاد کرو میری نعمتوں کو الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ جو میں نے تم پر کیں۔ نعمتوں کو یاد کرنے کا مطلب ہے کہ ان کی قدر کرو اور ان کا شکریہ ادا کرو وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور میں نے تمہیں فضیلت بخشی جہان والوں پر۔ اس وقت دنیا میں جتنے لوگ موجود تھے بنی اسرائیل کو ان

سب پر فوقیت اور فضیلت حاصل تھی ظاہری اعتبار سے بھی اور باطنی اعتبار سے بھی۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی عطا فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ بنے، حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلافت عطا فرمائی اور سلیمان علیہ السلام کو بے مثال بادشاہی دی اور ان کی نسل میں کئی بادشاہ ہوئے۔ ایسے ہی نبوت کا سلسلہ بھی بے مثال چلا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار انبیاء بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ چار بڑی آسمانی کتابوں میں سے تورات، انجیل اور زبور ان پر نازل ہوئیں۔

قیامت کا ہولناک منظر:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا اور ڈرو قیامت کے دن سے لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ نہیں کفایت کرے گا کوئی نفس عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا کسی نفس کی طرف سے کچھ بھی۔ لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ تیسویں پارے میں آتا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنے ماں، باپ سے اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے دور بھاگے گا اس سے اندازہ لگالو کہ کوئی کسی کے کیا کام آئے گا؟

وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا عَدْلٌ اور نہ قبول کیا جائے گا اس سے بدلہ، جرمانہ اور فدیہ وَّلَا تَنْفَعُھَا شَفَاعَۃٌ اور نہ نفع دے گا اس کو سفارش کرنا۔ قیامت والے دن کافر اور مشرک کو شفاعت بھی فائدہ نہیں دے گی۔ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ اور جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اسکے رب نے بِکَلِمٰتٍ چند باتوں میں، چند کاموں میں فَاَتَمَّھُنَّ پس ابراہیم علیہ السلام نے ان باتوں کو پورا کردیا۔ قَالَ فرمایا (پروردگار نے) اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں لوگوں کے لئے پیشوا قَالَ کہا ابراہیم علیہ السلام نے وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد میں سے بھی قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) نہیں پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔ یہ دینی امامت کا عہدہ بہت بلند ہے اور آپ کی اولاد میں کافر، مشرک بھی ہوں گے۔ لہٰذا یہ وعدہ ساری اولاد کے لئے نہیں ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ اور جب بنایا ہم نے بیت اللہ کو مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ لوٹنے کی جگہ وَاَمْنًا اور امن کی جگہ۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی اور بناؤ تم ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ۔ مقامِ ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی چنائی کرتے تھے۔ اور یہ گویا ''لفٹ'' کا کام دیتا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ اور بیت اللہ کے قریب شیشے کے خول میں محفوظ

ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام جہاں کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کرتے رہے وہاں تم نماز پڑھا کرو وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ کہ پاک رکھو تم دونوں میرے گھر کو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے۔ باطنی نجاست شرک ہے۔

کافر اور مشرک اپنے کفر کی وجہ سے ناپاک ہیں:

قرآن پاک میں آتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ پختہ بات ہے کہ مشرک پلید ہیں۔ ظاہری طور پر یہ کتنے صاف نظر آئیں کہ بدن اور کپڑے صاف ہوں لیکن دل میں نجاست ہوتی ہے۔ اور دل پاک نہیں ہو سکتا چاہے سات سمندروں میں غسل کر لے جب تک کہ دل سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں پڑھے گا تو فرمایا کہ میرے گھر کو پاک رکھو، کن لوگوں کے لیے؟

لِلطَّآئِفِيْنَ طواف کرنے والوں کے لیے وَالْعٰكِفِيْنَ اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لیے وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔ رُكَّعَ، رَاكِعٌ کی جمع ہے اور سُجُود، سَاجِدٌ کی جمع ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں پیغمبروں کو حکم دیا کعبۃ اللہ کو پاک رکھنے کا اور پھر یہی حکم قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے ربّ! بنا دے اس کو شہر امن والا اور رزق دے اس کے باشندوں کو پھلوں سے۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ

جو کوئی ان میں سے ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اور جس نے کفر کیا پس اس کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا

قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿126﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

تھوڑا سا پھر میں اس کو مجبور کر دوں گا دوزخ کے عذاب کی طرف اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿127﴾

بیت اللہ کی دیواریں اور اسماعیل علیہ السلام بھی، اے ہمارے ربّ! قبول فرما ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا

اے ہمارے رب اور بنا دے ہم دونوں کو فرمانبردار اپنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت جو فرمانبردار ہو تیری، اور دکھا ہم کو

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿128﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ

ہمارے احکام اور ہمارے اوپر رجوع فرما۔ بے شک تو ہی ہے رجوع فرمانے والا، مہربان۔ اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں،

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ

ایک رسول ان ہی میں سے جو تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور تعلیم دے ان کو کتاب کی اور دانائی کی اور ان کو پاک کرے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿129﴾ ع ۱۵ ۸ ۱۵

بے شک تو ہی ہے زبردست، حکمت والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِجْعَلْ: تو کر، بَلَدًا: شہر، اُرْزُقْ: تو رزق دے، اَهْلَهٗ: اس جگہ کے رہنے والے، فَاُمَتِّعُهٗ: پس میں اسے کچھ فائدہ پہنچاؤں گا، اَضْطَرُّهٗٓ: میں مجبور کروں گا اس کو، اَلْمَصِيْرُ: لوٹنے کی جگہ، يَرْفَعُ: وہ بلند کرتا ہے، اَلْقَوَاعِدَ: بنیادیں، تَقَبَّلْ: تو قبول کر، اَلسَّمِيْعُ: خوب سننے والا، اَرِنَا: تو ہم کو دکھا، مَنَاسِكَنَا: احکام حج، تُبْ: تو معاف فرما، اِبْعَثْ: تو مقرر کر، اٰيٰتِكَ: تیری آیتیں، يُعَلِّمُهُمْ: وہ ان کو سکھائے، يُزَكِّيْهِمْ: وہ انہیں پاک کرے، اَلْعَزِيْزُ: عزت والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعمیر کعبہ کا تذکرہ تھا ان آیات میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور تعمیر کعبہ کا ذکر ہے اور شہر مکہ کے لئے برکت کی دعا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ذکر ہے۔

(تفسیری نکات) مکہ کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا اے میرے رب! بنادے اس کو بَلَدًا اٰمِنًا شہر امن والا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ اور رزق دے اس کے باشندوں کو مِنَ الثَّمَرٰتِ پھلوں سے (ان لوگوں کو) مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ جو کوئی ان میں سے ایمان لائے بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر۔ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جس نے کفر کیا اس کو بھی رزق دوں گا بلکہ رزق مسلمانوں کی نسبت زیادہ مل سکتا ہے۔ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا پس اس کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا تھوڑا سا یعنی چند دن کیونکہ وہ دنیا میں کتنی دیر زندہ رہے گا۔ آخر مرنا ہے تو دنیا میں جتنا بھی فائدہ مل جائے قلیل ہے۔ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ پھر میں اس کو مجبور کردوں گا دوزخ کے عذاب کی طرف وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور یہ بات آپ حضرات کئی مرتبہ پڑھ چکے ہیں کہ نہ جنت دور ہے اور نہ دوزخ۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ دفن ہونے سے پہلے فرشتے بھی نظر آنے لگ جائیں گے اور جنت اور دوزخ

بھی نظر آئے گی۔

تعمیر کعبہ کا ذکر:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں وَاِسْمٰعِيْلُ اور اسماعیل علیہ السلام بھی۔ اینٹ یا پتھر رکھ کر اس کے اوپر گارا یا سیمنٹ لگا کر اوپر دوسری اینٹ یا پتھر جوڑا جاتا ہے اور دیوار بلند ہو جاتی ہے۔ اس کو " قاعدہ " کہتے ہیں۔ جس کو ہم لوگ ردّے سے تعبیر کرتے ہیں۔ تو جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام ردّے لگا کر بیت اللہ کی دیواروں کو اٹھا رہے تھے۔ اور اسماعیل علیہ السلام انہیں گارا یا پتھر دے رہے تھے اس وقت دونوں نے دعا کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے ہمارے پروردگار! قبول فرما ہم سے اس خدمت کو۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ بنا دے ہم دونوں کو فرمانبردار اپنا وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اور ہماری اولاد میں سے بھی اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ایک امت جو فرمانبردار ہو تیری۔ ان دونوں جلیل القدر پیغمبروں کی اس دعا کے نتیجے میں ہمارا نام مسلمان ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ابراہیم علیہ السلام نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھوایا ہے۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور دکھا ہم کو ہمارے احکام۔ یعنی ہمیں حج کے احکام بتادے کہ ہم نے کہاں ٹھہرنا ہے اور کیا کرنا ہے؟۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہمارے اوپر رجوع فرما اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بے شک تو ہی ہے رجوع فرمانے والا، مہربان۔ رَبَّنَا اے ہمارے رب! وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں سے۔ چونکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں نے مل کر دعا کی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کی نسل سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے اور کوئی پیغمبر نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار اہم فرائض منصبی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار اہم فرائض منصبی درج ذیل ہیں جن کو قرآن بیان کر رہا ہے۔

① ...... يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں۔ یعنی ان کو پڑھ کر سنائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل مخاطب چونکہ عرب تھے اور عربی ان کی مادری زبان تھی۔ اس لئے قرآن کریم کے اکثر مضامین تو وہ محض سننے سے ہی سمجھ جاتے تھے۔

② ...... وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور تعلیم دے ان کو کتاب کی۔ قرآنِ کریم کی وہ آیات جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف سننے سے نہیں سمجھ سکتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر کر دیتے کہ اس کا یہ مطلب اور مفہوم ہے۔

(٣)...... آپ ﷺ کا تیسرا کام وَالْحِكْمَةَ اور دانائی کی تعلیم دینا تھا یعنی حدیث کی۔ حدیث کے الفاظ بھی آپ ﷺ نے بیان فرمائے اور معانی بھی سکھائے۔

(٤)...... وَيُزَكِّيْهِمْ اوران کو پاک کرے۔ حقیقتاً تزکیہ یعنی دلوں کی صفائی تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے آپ ﷺ اس کا ذریعہ تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ اور تعلیم و تربیت سے لوگوں کے دل صاف ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے وظائف کرنے کی ضرورت نہیں تھی مگر اب زنگ اتارنے کے لئے وظائف کرنے پڑتے ہیں۔ پیر کامل اپنے مریدوں کو اگر کوئی وظیفہ بتائے گا اور وہ توجہ کے ساتھ پڑھے گا تو یقیناً اثر ہوگا۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بے شک تو ہی زبردست، حکمت والا ہے۔ یہ تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

اور کون اعراض کرتا ہے ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور طریقے سے؟ مگر وہ شخص جس نے اپنے آپ کو بے وقوف بنالیا، اور البتہ تحقیق ہم نے

فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿130﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ

چن لیا ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں، اور بے شک وہ آخرت میں البتہ نیکوں کاروں سے ہوں گے۔ جب فرمایا ان کو ان کے رب نے

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿131﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

جھک جاؤ (میرے سامنے) فرمایا (ابراہیم علیہ السلام نے) جھک گیا میں رب العالمین کے سامنے۔ اور وصیت کی (اس ملت پر قائم رہنے کی)

وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب (علیہ السلام نے بھی) اے میرے بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تمہارے لئے دین پس تم

اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿132﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ

ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ کیا تم حاضر تھے جب حاضر ہوئی یعقوب علیہ السلام کے پاس موت، جب کہا انہوں

لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ

نے اپنے بیٹوں سے کس کی تم عبادت کرو گے میرے بعد؟ کہا انہوں نے ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ،

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿133﴾

دادا کے معبود کی جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام تھے جو ایک ہی الٰہ ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ

یہ ایک گروہ تھا تحقیق وہ گزر گیا، اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا اور تم سے سوال نہیں

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ

کیا جائے گا ان چیزوں کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔ اور کہا انہوں نے ہو جاؤ تم یہودی یا نصرانی ہدایت پا جاؤ گے، آپ ﷺ

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾

کہہ دیں بلکہ ہم ملت ابراہیمؑ کی پیروی کریں گے جو ایک طرف ہونے والے تھے۔ وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَرْغَبُ: وہ پھرتا ہے، مِلَّةِ: دین، سَفِهَ: اس نے احمق بنایا، اِصْطَفَيْنٰهُ: ہم نے منتخب کرلیا، اَلصّٰلِحِيْنَ: نیک بندے، اَسْلِمْ: تو اسلام لا، وَصّٰى: اس نے وصیت کی، بَنِيْهِ: اس کے بیٹے، اِصْطَفٰى: منتخب کرلیا، لَا تَمُوْتُنَّ: تم ہرگز نہ مرو، حَضَرَ: موت آئی، اِلٰهَكَ: تیرا معبود، خَلَتْ: وہ گزر گئی، كَسَبَتْ: اس نے ارادہ کیا، عَمَّا: اس چیز کے بارے میں جو، حَنِيْفًا: ایک طرف ہونے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات، ان کے اوپر ہونے والے انعامات اور ان کا کعبۃ اللہ کی تعمیر کا ذکر ہے ان کے اوصاف حمیدہ اور تذکرہ فرما کر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو ان کے طریقے سے (یعنی خالص اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری) سے منہ پھیرے گا وہ بے وقوف ہوگا۔

اہم نکات:

سوال: آپ ﷺ مستقل پیغمبر ہیں پھر آپ ﷺ کو اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِمَ حَنِيْفًا میں ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ معلوم ہوا کہ آپ مستقل پیغمبر نہیں ہے؟

جواب: روح المعانی، بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابراہیم علیہ السلام یا دوسرے پیغمبروں کی پیروی کا حکم نہیں دیا بلکہ ملت کی پیروی کا حکم دیا۔

سوال: ملت ابراھیم کیوں کہا ملت عیسیٰ یا ملت موسیٰ کیوں نہیں کہا؟

جواب: ① موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی شخصیات اس لحاظ سے متنازع فیہ ہیں کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کو اور نصاریٰ موسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے لیکن ابراہیم علیہ السلام متفق علیہ شخصیت ہیں۔

② حضور ﷺ کی شریعت کے بہت سے فروعی مسائل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت سے مشترک ہیں۔

(تفسیری نکات) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ومقام:

وَمَنۡ يَّرۡغَبُ اور کون اعراض کرتا ہے عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور طریقے سے اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ مگر وہ شخص جس نے اپنے آپ کو بے وقوف بنالیا۔ ظاہر بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت اس مذہب کا نام تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اور اس کو اپنایا تو اس مذہب سے وہی شخص اعراض کرے گا، چہرہ پھیرے گا جو بے وقوف ہوگا۔

وَلَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا اور البتہ تحقیق ہم نے چن لیا ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام اور فضیلت عطاء فرمائی ہے۔ البتہ متعدد دلائل سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت کلی یعنی تمام کائنات پر فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمائے ہیں وہ اور کسی کو نہیں عطاء فرمائے۔ خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیّن ہونا بہت بلند مقام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کلی کی وہ دلیلیں نہ ہوتیں تو یہ آیت کریمہ اور اس قسم کی دوسری آیات بتاتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ سب سے بلند ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اتنے کمالات عطاء فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں عطاء فرمائے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تمام مخلوقات سے بلند ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بلند مقام ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ اور بے شک وہ آخرت میں البتہ نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ پیغمبر سے بڑھ کر صالح کون ہوسکتا ہے؟۔ پھر وہ پیغمبر جو پیدائش سے لے کر وفات تک امتحانوں میں ہی رہا ہو۔ اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ جب فرمایا اُن کو اُن کے رب نے جھک جاؤ (میرے سامنے) قَالَ تو ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی قیل وقال کے کہا اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ جھک گیا میں رب العالمین کے سامنے، فرمانبردار ہوگیا رب العالمین کا جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی اولاد کو وصیت:

وَوَصّٰى بِهَآ اِبۡرٰهٖمُ، ''هَا'' ضمیر ''مِلَّتٌ'' کی طرف لوٹ رہی ہے معنٰی ہوگا اور وصیت کی ابراہیم علیہ السلام نے اس ملت پر قائم رہنے کی بَنِيۡهِ اپنے بیٹوں کو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹوں کا ذکر ملتا ہے دو کا قرآنِ کریم میں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام اور تین کا ذکر تاریخ اور توراۃ میں آتا ہے۔ حضرت مدین، حضرت مدائن اور حضرت قیدار رحمہ اللہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی کوئی نہیں تھی۔ اس لئے بیٹوں کو نصیحت فرمائی کہ اسلام نہ چھوڑنا۔ وَيَعۡقُوۡبُ اور یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے تھے، بیٹی ان کی بھی نہیں تھی اس لئے انہوں نے بھی اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی۔

يٰبَنِيَّ اے میرے بیٹو! اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تمہارے لئے دین فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ یعنی اسلام پر موت آئے۔ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ کیا حاضر تھے اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ جب حاضر ہوئی یعقوب علیہ السلام کے پاس موت؟۔ یعنی تم جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ انہوں نے یہودیت کی وصیت فرمائی تھی تو کیا جب ان کو موت آئی تھی اس وقت تم موجود تھے۔ جو تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے یہ وصیت فرمائی تھی۔ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ جب کہا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ کس کی تم عبادت کرو گے میرے بعد؟۔ قَالُوْا کہا انہوں (بیٹوں) نے نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ، دادا کے معبود اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ جو ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام تھے، ان کے الہ کی عبادت کریں گے اِلٰهًا وَّاحِدًا جو ایک ہی الہ ہے۔ اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے یہ بھی کہا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ یعنی ہم مسلمان ہی مریں گے اور اسلام پر ہی قائم رہیں گے اور تم کہتے ہو کہ یہودیت کی وصیت کی تھی۔

تِلْكَ اُمَّةٌ یہ ایک گروہ تھا۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام کا کہ قَدْ خَلَتْ تحقیق وہ گزر گیا، دنیا سے چلا گیا لَهَا مَا كَسَبَتْ اُن کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے سوال نہیں کیا جائے گا جو وہ کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ غلط ہے:

اور چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت تمام اقوام میں مسلّم تھی اس لئے یہودی کہتے تھے کہ وہ یہودی تھے لہٰذا تم یہودی بن جاؤ اور عیسائی کہتے تھے وہ عیسائی تھے لہٰذا تم عیسائی بن جاؤ۔ اور مشرک کہتے تھے وہ ہمارے تھے ہر ایک فرقہ ان کو اپنے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے سب کی تردید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ہو جاؤ تم یہودی یا نصرانی تَهْتَدُوْا ہدایت پا جاؤ گے۔ اور قرآن کریم بڑی کتاب ہے اس کے تیسرے پارے کے پندرہویں رکوع میں ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہلِ کتاب! یہودیو اور نصرانیو! لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ تم کیوں جھگڑا کرتے ہو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں؟ کہ تم کہتے ہو کہ یہودی تھے یا نصرانی تھے وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد اور توراۃ کا مذہب یہودی تھا اور انجیل کا مذہب نصرانیت تھا اور توراۃ ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد نازل ہوئی ہے اور انجیل تقریباً ساڑھے تین ہزار سال بعد نازل ہوئی ہے تو وہ یہودی عیسائی کس طرح بن گئے؟۔ بڑی عجیب منطق ہے کہ کتاب اور شریعت بعد میں نازل ہوئی اور ان کو ماننے والا پہلے آ کے چلا گیا۔

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهٖمَ حَنِيۡفًا بلکہ ہم ملت ابراہیمی کی پیروی کریں گے جو ایک طرف ہونے والے تھے، موحد تھے، نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرک تھے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔ وہ موحد تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا بلند مقام عطا فرمایا تھا ہم توان کی ملت کی اتباع کریں گے۔

قُوۡلُوۡٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ اِلٰٓى

اور (اے مومنو!) کہہ دو ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ہماری طرف اور اس پر جو نازل کی گئی

اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَآ اُوۡتِىَ

ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد در اولاد کی طرف اور اس چیز پر (بھی ایمان لائے) جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام

النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۶﴾

کو اور (اس چیز پر بھی) جو دی گئی پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک کے درمیان

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَآ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوْا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا

اور ہم اسی کے فرمان بردار ہیں۔ پس اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو اس کے ساتھ پس تحقیق یہ ہدایت پا جائیں گے

فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر انہوں نے روگردانی کی پس پختہ بات ہے وہ ضد اور مخالفت میں ہیں پس عنقریب اللہ تعالیٰ کفایت کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾

ان سے اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رنگ (اختیار کرو) اور کون بہتر ہے اللہ تعالیٰ سے رنگ (کے لحاظ سے) اور ہم

قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ۚ

اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کیا تم ہمارے ساتھ جھگڑا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں؟

وَلَنَآ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ وَنَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ﴿۱۳۹﴾

حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی ہے اور ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں اور ہم تو خالص اسی کے ہیں۔

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا

کیا تم کہتے ہو؟ کہ بے شک ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد در اولاد یہودی تھے یا نصرانی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

فرمادیں کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ (زیادہ جانتا ہے) اور اس سے بڑا کون ظالم ہے جس نے چھپائی گواہی جو اس کے پاس ہے

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ یہ ایک گروہ تھا تحقیق وہ گزر گیا ان کے لئے ہے

ع لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا ان کاموں کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَسْبَاطِ: اولاد، لَا نُفَرِّقُ: ہم تفریق نہیں کرتے، بِمِثْلِ: مثال کے ساتھ، اِهْتَدَوْا: انہوں نے ہدایت پائی، تَوَلَّوْا: انہوں نے منہ موڑا، شِقَاقٍ: مخالفت، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ: پس اللہ کافی ہے تمہارے لیے ان کے بارے میں، صِبْغَةَ: رنگ، اَحْسَنُ: بہترین، اَتُحَآجُّوْنَنَا: کیا تم ہم سے جھگڑا کرتے ہو، اَعْمَالُنَا: ہمارے اعمال، مُخْلِصُوْنَ: خالص کرنے والے، كَتَمَ: اس نے چھپایا، شَهَادَةً: گواہی، عِنْدَهٗ: اس کے پاس۔

ربط:

یہودی مسلمانوں سے کہتے تھے کہ یہودی ہو جاؤ ہم ہی ٹھیک ہیں اور عیسائی کہتے تھے کہ عیسائی ہو جاؤ عیسائیت میں نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرما رہا ہے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر جو نازل ہوا سب کو مانتے ہیں وہ اپنے اپنے زمانے میں برحق تھے مگر اب آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد سابقہ تمام انبیاء کی شریعت منسوخ ہو گئی ہیں۔ اب ہدایت اور نجات صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔

(تفسیری نکات) مسلمانوں کے ایمان کی اساس تمام پیغمبروں کو ماننا ہے:

قُوْلُوْٓا اور (اے مومنو!) کہہ دو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ایمان لائے ہم اللہ پر وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ہماری طرف وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور اس پر جو نازل کی گئی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد در اولاد کی طرف۔ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور اس چیز پر (بھی ایمان لائے) جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو۔ یعنی ان پر جو کچھ نازل ہوا تورات، انجیل، معجزات اور دیگر صحیفے ہم سب کو مانتے ہیں۔ یہاں تک تو مشہور مخصوص پیغمبروں کا ذکر تھا آگے تعمیم فرما دی، ارشاد ہے۔

وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور (اس چیز پر بھی ہمارا ایمان ہے) جو دی گئی پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف

سے۔ صحیفے اور کتابیں اور ہم تو اتنے کشادہ دل ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ نہیں فرق کرتے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک کے درمیان، ایمان لانے میں کہ ہمارا سب پر ایمان ہے کہ وہ اپنے، اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے برحق پیغمبروں میں سے تھے البتہ درجے اور مرتبے کے اعتبار سے ان میں کمی بیشی ہے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اسی کے فرمان بردار ہیں۔ ہم نے اپنی گردنیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھکادی ہیں۔

ایمان صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار والا قبول ہوگا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ پس اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو اس کے ساتھ فَقَدِ اهْتَدَوْا پس تحقیق یہ ہدایت پا جائیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو معیار قرار دیا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان لائیں گے تو ہدایت حاصل ہوگی۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ اور اگر انہوں نے روگردانی کی تو یہ یقینی بات ہے وہ ضد مخالفت اور بدبختی ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو دوسروں کے لئے معیار ہیں وہ تمام کے تمام ثقہ، عادل، متقی اور پرہیز گار ہیں ان پر جرح و اعتراض جائز نہیں ہے۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ پس عنقریب اللہ تعالیٰ کفایت کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان سے۔ دوسری جگہ فرمایا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ کا رنگ اختیار کرو:

یہودی اور عیسائیوں کے یہاں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو مختلف رنگ دار پانیوں سے اسے غسل دیتے اور کہتے کہ اس پر یہودیت کا رنگ آ گیا یا اس پر عیسائیت کا رنگ آ گیا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا رنگ (اختیار کرو) کیونکہ اصل رنگ تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اور کون بہتر ہے اللہ تعالیٰ سے رنگ کے لحاظ سے۔ یعنی توحید والے رنگ سے بہتر رنگ کون سا ہے؟۔ جس کو توحید سمجھ آگئی اور وہ موحد بن گیا تو ایمان کی دولت حاصل ہوگئی۔ اور دین کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا تو یہ حقیقی رنگ میں رنگا گیا کیونکہ اصل رنگ تو یہ ہے۔ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ اور ہم اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اور تم جس کی چاہو عبادت کرو۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ کیا تم ہمارے ساتھ جھگڑا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں؟ اس کی توحید کے متعلق وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمیں بھی وہی پالتا ہے اور تمہیں بھی وہی پالنے والا ہے۔ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا اور ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور تمہارے

لئے تمہارے اعمال ہیں وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اور ہم تو خالص اسی کے ہیں۔ ہم منافق اور دور نگے نہیں ہیں۔ ہم تو خالص اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہیں۔

یہود ونصاریٰ کے غلط دعوی کی تردید:

پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے اور مشرکوں کا دعویٰ تھا کہ وہ ہمارے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کا رد فرمایا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ کیا تم کہتے ہو؟ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کہ بے شک ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولا د در اولاد كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یہودی تھے یا نصرانی قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں، تم یہ کہتے ہو، بتاؤ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ (زیادہ جانتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے جس کے مطابق وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً اور اس سے بڑا کون ظالم ہے جس نے چھپائی گواہی عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ جو اس کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ اس کا پھل تمہیں ملے گا۔

ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جواب دہ ہے:

تِلْكَ اُمَّةٌ یہ ایک گروہ تھا ان بزرگوں کا جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام قَدْ خَلَتْ تحقیق وہ گزر گیا۔ یہ حضرات دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تو وفات پا گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ اور ان کی حیات قطعی دلائل کے ساتھ ثابت ہے۔ ان کی حیات کا منکر پکا کافر ہے اور اس کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کا یہ نازل ہونا قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور وہ نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک زمین پر رہیں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ یہودیت اور عیسائیت کا صفایا کر دیں گے صرف اسلام ہی اسلام رہے گا۔ حج وعمرہ بھی کریں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ان کو دفن کیا جائے گا یہ سب قطعی چیزیں ہیں۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا وَلَا تُسْئَلُوْنَ اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان کاموں کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔ وہ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو ہر ایک کا نتیجہ اس کے اعمال کے مطابق مرتب ہوگا۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ

عن قریب کہیں گے بے وقوف، لوگوں میں سے، کس چیز نے مسلمانوں کو پھیر دیا ان کے قبلہ سے وہ قبلہ جس کی طرف وہ رخ کرتے تھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

اور اسی طرح ہم نے بنایا تمہیں امت اعتدال والی، تاکہ ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر اور ہو جائیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ اور نہیں بنایا

شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

ہم نے قبلہ وہ قبلہ جس پر آپ تھے مگر تاکہ ہم ظاہر کر دیں اس کو جو پیروی کرتا ہے رسول کی ان لوگوں میں سے جو پلٹ جاتے ہیں

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ

اپنی ایڑیوں کے بل اور تحقیق کے ساتھ تھی، البتہ بھاری چیز مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ، تاکہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

ضائع کر دے تمہاری عبادتوں اور تمہارے ایمان کو، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ البتہ شفقت کرنے والا ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَيَقُوْلُ: بہت جلد وہ کہے گا، وَلّٰىهُمْ: اس نے ان کو پھیر دیا، قِبْلَتِهِمْ: اس کا قبلہ، وَّسَطًا: درمیانی، شَهِيْدًا: اقرار کرنے والا، لِنَعْلَمَ: تاکہ ہم جان لیں، يَّتَّبِعُ: وہ اتباع کرے گا، يَّنْقَلِبُ: لوٹے گا، عَقِبَيْهِ: اس کی دونوں ایڑیاں، لِيُضِيْعَ: تاکہ وہ ضائع کرے، لَرَءُوْفٌ: البتہ شفقت کرنے والا۔

ربط:

جب قبلہ کے نسخ کا حکم آیا کہ مسجد اقصیٰ کی بجائے کعبۃ اللہ قبلہ مقرر ہوا تو یہود نے بہت اعتراضات کئے۔ ابھی تحویل نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دے دی کہ یہ لوگ بہت کچھ کہیں گے۔

اہم نکات: وسط امت سے کیا مراد ہے؟

تفسیر ابن کثیر اور تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں مشغول تھے، مسجد القبلتین میں، اور

یہ جگہ قبیلہ بنو سلمہ کی تھی۔ دو رکعتیں پڑھ چکے تھے کہ وحی نازل ہوئی کہ آپ ﷺ اپنا چہرہ کعبۃ اللہ کی طرف پھیر دیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ

اَیْ کَمَا جَعَلْنَا قِبْلَتُكُمُ الْكَعْبَةَ كَذَالِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا. کہ جیسا ہم نے تمہارا قبلہ کعبہ بنایا (جو بہترین قبلہ ہے) اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والی امت بنایا۔

بخاری شریف میں اس آیت کے ذیل میں منقول ہے کہ قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا هَلْ بَلَّغْتَ رِسَالَتَكَ؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں۔ اس کے بعد ان کی قوم ہوگی۔ وہ انکار کرے گی کہ مَا بَلَّغَنَا یعنی ہمیں نہیں پہنچایا۔ قوم کی حیثیت مدعی علیہ کی ہوگی اور نوح علیہ السلام کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ کے تحت حضرت نوح علیہ السلام آپ ﷺ کی امت کو بطور گواہ پیش کریں گے۔ پھر امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے رسالت پہنچائی ہے وہ کہیں گے۔ اے اللہ پاک حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو دعوت وتبلیغ فرمائی ہے۔

قوم نوح علیہ السلام اعتراض کرے گی کہ یہ لوگ اس وقت موجود نہ تھے جواب دیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک میں پڑھا ہے۔ اور ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے بھی بتلایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت وتبلیغ کا کام ساڑھے نو سو سال تک کیا ہے۔

علم مشاہدہ اور علم ظہور:

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ حق تعالیٰ ظہور واقعہ کے بعد سب کچھ جانتے ہیں جبکہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ وقوع سے پہلے بھی سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ وہ لوگ اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہاں علم سے مراد علم مشاہدہ اور علم ظہور ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہور ہمارے لیے ہے چونکہ ظہور سے پہلے ہمارے علم میں نہیں تھا کہ یہ اللہ کے علم میں ہے۔ ہمارے جاننے کے بعد اب ہم اپنے علم کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کے علم میں پہلے سے تھا۔

معتزلہ کا تعارف:

معتزلہ کون ہیں؟ اور کب یہ فرقہ پیدا ہوا؟ تو فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ واصل نامی ایک آدمی بھی اس میں موجود تھا۔ کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کسی نے گناہ کیا تو وہ کافر ہے یا مومن؟ واصل حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بولا کہ وہ نہ مومن ہے نہ کافر۔ اس کو کافی سمجھایا لیکن وہ نہ مانا۔ انکار کرلیا۔ اسی

طرح شفاعت، ترازو اور قبر میں جسم سے روح کے تعلق کا انکار کیا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اِعْتَزِلُ عَنَّا. کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا۔ اس کے ساتھ اور بھی کچھ لوگ مل گئے اس طرح اس فرقے کا نام معتزلہ پڑ گیا۔

مسلمانوں کے ایک اشکال کا جواب:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ

ای صلوتکم تحویل قبلہ کے بعد مسلمانوں کو اشکال ہوا کہ ہم نے پہلے جو مسجد اقصیٰ کی طرف مونہہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں اور جو لوگ اب وفات پا چکے ہیں اور انہوں نے مسجد اقصیٰ کی طرف مونہہ کر کے نمازیں پڑھیں تھیں کیا ان کا ثواب انہیں ملے گا۔ اس پر آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ان نمازوں کو ضائع نہیں کریگا۔

تفسیری نکات: تبدیلی قبلہ کے حکم پر اعتراض کا جواب:

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ عنقریب کہہ دیں گے بے وقوف مِنَ النَّاسِ لوگوں میں سے۔ اس لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارشاد پر تنقید کریں وہ بے وقوف ہی ہو سکتے ہیں اور کون ہو سکتا ہے؟ وہ کہیں گے مَا وَلّٰهُمْ کس چیز نے ان مسلمانوں کو پھیرا عَنْ قِبْلَتِهِمُ ان کے قبلہ سے الَّتِيْ وہ قبلہ كَانُوْا عَلَيْهَا جس کی طرف وہ رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ان کو کس نے حکم دیا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے رُخ ہٹا کر دوسری طرف پھر جائیں۔ فرمایا تم ان کو یہی جواب دو قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا تھا کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھنے کا تو ہم اس کی طرف چہرہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے۔ جب مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے چہرہ مسجد اقصیٰ کی طرف کر لیا۔ اب اس نے حکم دیا ہے کہ پھر چہرہ کعبۃ اللہ کی طرف کر لو تو ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور سب سے بڑی چیز تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ صراط مستقیم کی۔

امت محمدیہ اعتدال والی امت:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اور اسی طرح ہم نے بنایا تمہیں اُمَّةً وَّسَطًا امت اعتدال والی۔ جس طرح ہم نے تمہارا قبلہ سب سے بہتر قبلہ بنایا ہے اسی طرح ہم نے تمام اُمتوں میں سے بہتر امت بنایا ہے۔ وَسَطٌ کے معنٰی اعتدال والی اُمت، عدالت والی اُمت لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ بن جائیں۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ اور نہیں بنایا ہم نے وہ قبلہ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ

وہ جس پر آپ تھے۔ جس کی طرف رُخ کر کے آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مگر تا کہ ہم ظاہر کر دیں اس کو جو پیروی کرتا ہے رسول ﷺ کی مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ان لوگوں سے جو پلٹ جاتے ہیں اپنی ایڑیوں کے بل۔ اس موقع پر بعض کچے ایمان والے لوگ مرتد بھی ہو گئے تھے۔ کہنے لگے کہ یہ بھی کوئی بات ہے آج اِدھر چہرہ کرو اور کل اُدھر چہرہ کرو۔ ہمارا پہلا مذہب ہی سچا ہے۔ تو فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر کر دے جو مضبوط ایمان والے ہیں اور جو کچے ایمان والے ہیں ان کو بھی ظاہر کر دے۔ وَاِنْ كَانَتْ اور بے شک یہ قبلہ کی طرف رُخ پھیرنا لَكَبِيْرَةً البتہ بھاری چیز ہے۔ کیوں کہ ایک آدمی ایک کام کرتا رہے پھر اسے چھوڑنے کا کہا جائے تو اسے ناگوار معلوم ہوتا ہے اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ وہ لوگ سب سے پہلے یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے، آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا ہے اور کیا عمل کیا ہے۔ ان کے سامنے اللہ اور اس کے رسول کا حکم سب سے مقدم ہوتا ہے۔

جنہوں نے مسجد اقصیٰ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھیں ان کا حکم:

جس وقت قبلہ کی تبدیلی کا حکم دے دیا گیا تو وہ لوگ جنہوں نے تقریباً سولہ یا سترہ مہینے مسجد اقصیٰ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھی تھیں اور تبدیلی کے حکم سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ تو بعض لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا ہوا کہ ان فوت شدگان کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ کیوں کہ جو زندہ ہیں وہ تو تدارک کر لیں گے اور جو مر گئے اُن کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ کہیں اُن کی نمازیں ضائع تو نہیں ہو گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ شبہ دور فرما دیا۔ اور فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ضائع کر دے تمہاری عبادتیں اور تمہارے ایمان کو۔ اس لیے کہ اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ بِالنَّاسِ لوگوں کے ساتھ لَرَءُوْفٌ البتہ شفقت کرنے والا ہے رَّحِيْمٌ مہربان ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠

تحقیق سے ہم دیکھتے ہیں آپ ﷺ کے چہرے کے پھرنے کو آسمان کی طرف، پس البتہ ضرور ہم آپ ﷺ کو پھیر دیں گے

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا

اس قبلے کی طرف جس کو آپ ﷺ پسند کرتے ہیں، پس آپ ﷺ پھیر دیں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ اور جہاں کہیں تم ہو

وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

تو تم بھی پھیر لو اپنے چہروں کو اسی مسجد حرام کی طرف اور بے شک وہ لوگ جن کو دی گئی کتاب البتہ جانتے ہیں کہ بے شک یہ قبلے کی طرف

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ

منہ پھیرنا حق ہے ان کے رب کی طرف سے، اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل اس چیز سے جو وہ کرتے ہیں، اور البتہ اگر دیں

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن کو دی گئی کتاب ہر طرح کی نشانی وہ نہیں پیروی کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی اور نہیں ہیں

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

آپ ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے اور نہیں ہیں ان کے بعض پیروی کرنے والے بعض کے قبلہ کی اور اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ وقف لازم

نے پیروی کی ان کی خواہشات کی، بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا ہے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اگر ایسا کیا،

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ

البتہ ناانصافوں میں سے ہوں گے۔ وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو

وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور بے شک ایک گروہ ان میں سے البتہ چھپاتا ہے حق کو حالانکہ وہ جانتے ہیں حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے ہے،

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقَلُّبَ: لوٹ جانا، وَجْهِكَ: آپ کا چہرہ، فَلَنُوَلِّیَنَّكَ: پس البتہ ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے، تَرْضٰىهَا: تو اس سے راضی ہوگا، وَلِّ: تو موڑ، شَطْرَ: سمت، فَوَلُّوْا: پس تم پھیر لو، اٰتَیْتَ: تو لایا، مَا تَبِعُوْا: انہوں نے پیروی کی، یَعْرِفُوْنَهٗ: وہ اس کو پہچانتے ہیں، لَیَكْتُمُوْنَ: البتہ وہ چھپاتے ہیں، لَا تَكُوْنَنَّ: تو ہر گز نہ ہوجا، اَلْمُمْتَرِیْنَ: تردد کرنے والے۔

ربط:

پچھلی آیات میں تحویل قبلہ پر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے اعتراض کا رد تھا اب بتایا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی خواہش تھی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کو پورا کر دیا۔

تفسیری نکات: تبدیلی قبلہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رُوئے انور کو آسمان کی طرف اٹھانا:

قَدْ نَرٰى تحقیق ہم دیکھتے ہیں تَقَلُّبَ وَجْهِكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے پھرنے کو فِی السَّمَآءِ آسمان کی طرف فَلَنُوَلِّیَنَّكَ پس البتہ ہم ضرور پھیر دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قِبْلَةً تَرْضٰىهَا اس قبلے کی طرف جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پسند کرتے ہیں۔اور آپ ﷺ کے پسند کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ عرب کے لوگوں میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو قبلے کا احترام کرتے تھے۔تو اس قبلے کو چھوڑ کر دوسرا قبلہ ان کو منوانا ذرا مشکل تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آرزو کے مطابق حکم نازل فرمایا فَوَلِّ وَجْهَكَ پس آپ ﷺ پھیر دیں اپنا چہرہ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد حرام کی طرف۔اس کو کعبۃ اللہ بھی کہتے ہیں اور مسجد حرام بھی۔

آپ ﷺ نبی القبلتین ہیں:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ اور اے امتیو! جہاں کہیں تم ہو فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اپنا رُخ کعبۃ اللہ کی طرف پھیر لو۔تو فرمایا پھیر دو تم بھی اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور بے شک وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ لَيَعْلَمُوْنَ البتہ جانتے ہیں اَنَّهُ الْحَقُّ کہ بے شک یہ مسجد حرام کی طرف رُخ پھیرنا حق ہے۔کیوں کہ پہلی کتابوں میں میں اس کی تصریح تھی کہ نبی آخر الزمان ﷺ نبی القبلتین ہوں گے۔پہلے ان کا قبلہ کعبہ ہوگا پھر مسجدِ اقصیٰ اور آخر میں ان کا قبلہ پھر کعبہ ہی ہوگا۔اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کرنا حق ہے اور مِنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے ہے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل اُن کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔اور جو کچھ کرتے ہیں ضد کی بنا پر کرتے ہیں لہٰذا ان سے توقع نہ رکھیں۔

اللہ کی پیروی کرو لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو:

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور اگر آپ دیں ان لوگوں کو جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ کو بِكُلِّ اٰيَةٍ ہر قسم کی نشانی آپ ﷺ ان کو دکھائیں مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ یہ لوگ آپ ﷺ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے۔اس لیے کہ ضد اور ہٹ دھرمی کا تو دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور آپ ﷺ ان کے قبلے کی پیروی نہیں کر سکتے۔کیوں کہ آپ ﷺ تو ہمارے حکم کے پابند ہیں وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کی پیروی نہیں کرتے۔ ہر ایک کا الگ الگ قبلہ بنا ہوا ہے۔یہود کا قبلہ مسجد اقصیٰ میں ایک چٹان صخرہ بیت المقدس تھا۔اور اس چٹان سے مشرق کی طرف والا حصہ عیسائیوں کا قبلہ تھا۔وہ اپنے قبلے پر مُصر تھے اور یہ اپنے قبلے پر مُصر تھے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے آپ ﷺ کی امت کو سمجھایا جا رہا ہے۔اور اگر بالفرض آپ ﷺ نے پیروی کی ان کی خواہشات کی مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آپ ﷺ کے پاس علم آچکا ہے اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ بے شک اس وقت آپ ﷺ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

یہود ونصاریٰ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، یہود اور عیسائی یَعْرِفُوْنَهٗ وہ اس نبی کو جانتے ہیں كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جیسے وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بہت سی تفسیروں حتیٰ کہ تفسیر جلالین تک میں موجود ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہودی تھے پھر بعد میں مسلمان ہوئے۔ انہوں نے یہ لفظ کہے کہ یہ شک تو ہوسکتا ہے کہ ہماری بیویوں نے کچھ خیانت کی ہو لیکن حضور پاک ﷺ کے بارے میں ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ وہی پیغمبر ہیں جن کی صفات پہلی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں۔

ایسے لوگ بھی تھے اور ان کے خلاف بھی تھے جن کا ذکر اس طرح ہوا وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ اور بے شک ایک گروہ ان میں سے لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ البتہ حق کو چھپاتا ہے وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ساری نشانیاں ان کے سامنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ وہی پیغمبر ہیں جنہوں نے آنا تھا مگر وہ ضد کا شکار ہو گئے اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق تیرے رب کی طرف سے ہے فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ پس ہرگز نہ ہوں آپ ﷺ شک کرنے والوں میں سے۔ یعنی یہود ونصاریٰ کے نہ ماننے سے آپ ﷺ کسی قسم کی پریشانی یا شک وشبہ میں نہ پڑیں دراصل یہاں بھی خطاب آپ ﷺ سے ہو رہا ہے مگر سمجھانا آپ ﷺ کی امت کو ہے

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا

اور ہر اُمت کے واسطے ایک قبلہ تھا وہ اس کی طرف اپنا چہرہ پھیرتا تھا پس تم سبقت لے جاؤ نیکیوں میں جہاں بھی تم ہوں گے

یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿148﴾ وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

لے آئے گا تمہیں اللہ تعالیٰ سب کو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جس جگہ سے آپ نکلیں سفر میں پس آپ ﷺ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ

پھیریں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہ چہرہ پھیرنا البتہ حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿149﴾ وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

بے خبر اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو اور جہاں سے بھی تم نکل کر جاؤ پس آپ ﷺ پھیر لیں اپنے چہرے کو اس مسجد حرام

وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ

کی طرف اور اے امتیو! جہاں کہیں بھی تم ہو پس پھیرو اپنے چہرے کہیں بھی تم ہو پس پھیر لیں اپنے چہرے اس مسجد حرام کی طرف

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ

تا کہ نہ ہو لوگوں کے واسطے تمہارے اوپر کوئی الزام مگر وہ لوگ جو ظالم ہیں ان میں سے پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ

اور تا کہ میں مکمل کروں اپنی نعمت تم پر اور تا کہ تم ہدایت پا جاؤ جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں رسول تم میں سے جو تلاوت کرتا ہے

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ

تم پر ہماری آیتیں اور تمہیں پاک کرتا ہے اور وہ تمہیں تعلیم دیتا ہے کتاب اور دانائی کی اور تمہیں تعلیم دیتا ہے ان چیزوں کی

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع ۱۸

جن کو تم نہیں جانتے تھے پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِكُلٍّ: سب کے لیے، مُوَلِّيْهَا: اس کی طرف منہ کرنے والا، فَاسْتَبِقُوْا: پس تم سبقت لے جاؤ، الْخَيْرٰتِ: بھلائیاں، نیکیاں، خَرَجْتَ: تو نکلا، لِئَلَّا: تا کہ نہ ہو، حُجَّةٌ: دلیل، تَخْشَوْهُمْ: تم ان سے نہ ڈرو، لِاُتِمَّ: تا کہ میں تمام کروں، يُزَكِّيْكُمْ: وہ تم کو پاک کرتا ہے، فَاذْكُرُوْنِيْٓ: پس تم مجھے یاد کرو، اُشْكُرُوْا: تم شکر کرو، لَا تَكْفُرُوْنِ: تم میری ناشکری نہ کرو۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی تحویل قبلہ کا ذکر تھا اب بھی تحویل قبلہ کا ہی ذکر ہے۔

اہم نکات: کعبہ سفر و حضر میں قبلہ مقرر ہوا ہے:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا

لِكُلٍّ میں تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے ای ولکل من الامم. اوپر ذکر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کو کعبہ کی طرف پھیر دیں تو وہم ہو سکتا تھا کہ اقامت کی صورت میں یہ حکم ہے سفر میں نہیں ہے تو وضاحت کر دی کہ سفر میں بھی یہی حکم ہے۔

یہاں الناس سے کون مراد ہے؟

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ

یہاں دو قول ہیں:

①: یہود و نصاریٰ مراد ہیں کہ یہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ ہمارا قبلہ تو مانا ہے مذہب کیوں نہیں مانا۔ نیز یہ کہ پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کی صفت نبی القبلتین بیان کی گئی ہے اگر تحویل قبلہ نہ ہوتا تو یہ یہود وغیرہ کہتے کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں کیونکہ اس آخری نبی کی صفت تو نبی القبلتین ہے اور آپ ﷺ کا قبلہ تو ایک ہے۔

②: دوسرا یہ کہ الناس سے مراد مشرکین مکہ ہوں تو اس وقت اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے ہیں حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تو کعبہ تھا اور ان کا بیت المقدس ہے تو یہ کیسے کہتے ہیں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

اہل بدعت کا علم غیب پر استدلال اور اس کا جواب:

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾

اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سب کچھ جانتے تھے اس لئے یہاں ما تعمیم کیلئے ہے۔ اور تعلیم تعلم کے بعد ہو سکتی ہے۔

اس کے دو جواب ہیں۔ ① اگر یہاں ما سے عموم مراد لیتے ہو تو سورۃ انعام آیت نمبر ۹۱ میں وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ اہل کتاب کے بارے میں ہے تو اس تعمیم کے مطابق ماننا پڑے گا کہ تمام یہودی علم غیب جانتے ہیں۔

② اصول سرخسی میں ہے اَلْمَوْصُوْلَاتُ لَمْ تُوْضَعْ لِلْعُمُوْمِ بَلْ لِلْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ۔ موصولات وضع کے لحاظ سے عموم کیلئے نہیں ہے قرینے کے وقت عموم کیلئے آتے ہیں۔

تفسیری نکات: سفر و حضر میں کعبۃ اللہ ہی تمہارا قبلہ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلِكُلٍّ اور ہر امت کے واسطے وِّجْهَةٌ قبلہ تھا۔ یہ بات بھی پہلے بیان ہو چکی ہے کہ یہود کا قبلہ مسجد اقصیٰ میں ایک چٹان تھی۔ اور نصاریٰ کا قبلہ اس چٹان سے مشرق کی طرف والا حصہ تھا۔ تو جس طرح ان کے یہ الگ الگ قبلے ہیں اسی طرح اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ کعبۃ اللہ قبلہ مقرر فرما دیا ہے۔ اور ہر اُمت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے قبلہ مقرر فرما دیا ہے تو تمہارے لیے یہ کعبۃ اللہ قبلہ مقرر کیا هُوَ مُوَلِّيهَا وہ امت اس قبلہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھتی تھی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پس تم نیکی کے کاموں میں جلدی کرو۔ أَيْنَ مَا تَكُونُوا جہاں کہیں بھی تم ہو۔ مشرق میں ہو مغرب میں ہو، شمال میں ہو یا جنوب میں، کسی بھی ملک میں ہو یاد رکھو! يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا اللہ تعالیٰ تم سب کو قیامت والے دن میدان محشر میں اکٹھا کرے گا۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر

ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اے نبی کریم ﷺ آپ اپنے گھر سے نکل کر سفر پر جہاں کہیں بھی جائیں فَوَلِّ وَجْهَكَ پس پھیرو اپنا چہرہ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد حرام کی طرف وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ اور بے شک مسجد حرام کی طرف چہرہ پھیرنا حق ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ ﷺ کے ربّ کی طرف سے حکم ہے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس چیز سے جو آپ ﷺ کرتے ہیں۔ نسخ کے مسائل میں سے پہلا مسئلہ یہی قبلے کا تھا۔ اس سے پہلے کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا تھا۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی نئی بات پہلی دفعہ ہوتی ہے تو اس پر بڑا تعجب ہوتا ہے۔ پھر جب نسخ کے اور بھی کئی مسئلے آئے تو ذہنوں کی تشویش کا معاملہ ہلکا ہو گیا۔

امت محمدیہ کا بھی کعبۃ اللہ ہی قبلہ ہے:

چوں کہ یہ پہلا مسئلہ تھا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پھر تاکید فرمائی وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اے نبی کریم ﷺ! جہاں کہیں بھی آپ ﷺ سفر میں جاؤ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سفر میں بھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیرو۔ تو یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبلے کی طرف چہرہ پھیرنا آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے۔ فرمایا نہیں! آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ جمع کا صیغہ ہے۔ اے اُمتیو! جہاں کہیں بھی تم ہو فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ تم بھی اپنے چہرے پھیرو شَطْرَهٗ اسی کعبہ کی طرف۔ اب تم نے کعبہ کی طرف رُخ کیوں پھیرنا ہے؟ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ تاکہ لوگوں کے لیے تم پر کوئی الزام نہ ہو اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ مگر وہ لوگ جو ان میں سے ظالم ہیں۔ وہ اپنی بات پر اَڑے رہیں گے۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ پس تم نہ ڈرو ان لوگوں کے اعتراضات سے وَاخْشَوْنِيْ اور مجھ سے ڈرو۔ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ اور تاکہ میں مکمل کر دوں اپنی نعمت تم پر۔ جس طرح میں نے تمہیں سب سے بہترین امت بنایا ہے اور سب سے بہترین کتاب تمہیں دی ہے اسی طرح قبلہ بھی تمہیں بہترین دے دوں اور تم بڑے خوش قسمت لوگ ہو کہ تمہیں آخری نبی ﷺ کا امتی ہونا نصیب ہوا وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اور تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

امت محمدیہ بہترین امت ہے:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ جیسے بھیجا ہم نے تم میں پیغمبر تم میں سے۔ یعنی سب سے افضل ترین پیغمبر تمہیں دیا، سب سے بہترین کتاب دی، سب سے اعلیٰ قبلہ تمہیں دیا، خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سب امتوں سے بہترین امت تمہیں بنایا۔ یہ تفصیل پہلے رکوع میں گزر چکی ہے کہ اس امت کی گواہی سے قیامت والے دن پہلی اُمتوں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اتنا بلند مقام تمہیں عطا فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے چار اہم کام:

اور پیغمبر تم میں سے بھیجا یعنی وہ بھی بشر ہیں انسان ہیں، قریشی اور ہاشمی ہیں۔ تمام لوازمات بشریہ ان کے ساتھ ہیں اور چار کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے کر بھیجا ① يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا پہلا کام یہ ہے کہ تمہیں ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عربی تھے، قوم بھی عربی تھی، بیشتر مضامین وہ خود بہ خود سنتے ہی سمجھ جاتے تھے۔

② آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا کام وَيُزَكِّيْكُمْ اور وہ تمہیں پاک کرتے ہیں وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ حقیقتاً تزکیہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلیٰ کردار، یہ لوگوں کے دلوں کی صفائی کا ذریعہ بنا۔

③ تیسرا کام ہے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ اور وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ بعض ایسی آیات تھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نہیں سمجھ سکتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات کا مطلب سمجھاتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

④ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چوتھا کام وَالْحِكْمَةَ اور حکمت والی باتیں تمہیں بتاتے ہیں اور حکمت سے مراد سنت اور حدیث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث کے الفاظ بھی لوگوں کو بتاتے تھے اور حدیث کے معنیٰ بھی بتاتے تھے۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث اور سنت کی بھی تعلیم دی۔ لفظوں کی بھی تعلیم دی اور معنیٰ کی بھی تعلیم دی وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ یہ جتنے بھی دین کے مسائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ہیں ان کو پہلے کون جانتا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے یہ سب کچھ حاصل ہوا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ پس تم مجھے یاد کرو اَذْكُرْكُمْ میں تمہیں یاد کروں گا۔ اس کی یہ بھی تفسیر کرتے ہیں فَاذْكُرُوْنِيْٓ تم عبادت کے ذریعے مجھے یاد کرو میں تمہیں اس کا بدلہ اور جزا دوں گا۔ وَاشْكُرُوْا لِيْ میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو وَلَا تَكْفُرُوْنِ اور میری ناشکری نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ناشکری سے بچائے۔ آمین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿153﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مدد حاصل کرو صبر کے ذریعے اور نماز کے ذریعے، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿154﴾

اور نہ کہو تم ان کے بارے میں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کے راستے میں، نہ کہو تم مردے بلکہ وہ زندہ ہیں، اور لیکن تم شعور نہیں رکھتے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ

اور البتہ ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے کسی نہ کسی چیز میں، خوف سے اور بھوک سے اور مالوں کی کمی سے اور جانوں کی کمی سے

وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ

اور پھلوں کی کمی سے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خبری سنا دیں صبر کرنے والوں کو، وہ لوگ ہیں جب انہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت کہتے ہیں

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے مِلک ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں وہی لوگ ہیں

صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ان پر خصوصی رحمتیں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور عمومی رحمت اور وہی لوگ ہیں ہدایت پانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصّٰبِرِيْنَ: صبر کرنے والے، يُّقْتَلُ: قتل کیا جائے، لَنَبْلُوَنَّكُمْ: ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، اَلْجُوْعِ: بھوک، نَقْصٍ: نقصان، اَلْاَمْوَالِ: مال و دولت، اَلْاَنْفُسِ: جانیں، اَصَابَتْهُمْ: انہیں پہنچی، مُصِيْبَةٌ: مصیبت، صَلَوٰتٌ: رحمتیں۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن، تفسیر سبق الغایات، تفسیر حقانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ قبلہ کا مسئلہ یہود اور مشرکین نے بہت اچھالا۔ ابتداء میں مسلمانوں کو اس سے تکلیف ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صبر کرو۔ صبر اور نماز کے ذریعے استعانت طلب کرو۔

اہم نکات:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اہل حق کا عقیدہ ہے کہ قبر میں اعادہ روح الی الجسم ہوتا ہے:

اموات اور احیاء یہ خبریں ہیں مبتدا محذوف کیلئے اَیْ هُمْ اَمْوَاتٌ بَلْ هُمْ اَحْيَآءٌ۔ اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں اعادۃ روح الی الجسم (روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے) ہوتا ہے۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمہ اللہ وَاِعَادَةُ الرُّوْحِ اِلَى الْعَبْدِ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر میں بندے کی روح کا لوٹایا جانا حق ہے۔

لیکن وہ حیات ہمیں محسوس نہیں ہوتی اس لئے فرمایا ولکن لا تشعرون یعنی حیات تو اس میں ہے لیکن تم کو شعور نہیں۔

شرح مواقف میں لکھا ہے کہ اس میں حیات اس طرح ہوتی ہے كَمَرِيْضِ السَّكْتَةِ. کہ جیسے سکتہ کا مریض ہے کہ وہ حرکت نہیں کر رہا ہے مگر اسے شعور ہوتا ہے۔

بعض لوگ اس کی غلط تاویلیں کرتے ہیں کہ اس حیات سے مراد روح کی حیات مراد ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جسد مثالی کی حیات مراد ہے۔ لیکن دونوں تاویلیں غلط ہیں کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ الخ قتل روح کو نہیں کیا جاتا بلکہ جسد عنصری کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور نہ ہی جسد مثالی کو قتل کیا جاتا ہے۔

بَلْ اَحْيَآءٌ میں بل حرف للا ضراب ہے۔ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو گھر والوں کے ذہن میں دو باتیں آتی ہیں ایک یہ کہ کیوں مرا دوسرا یہ کہ ہم سے جدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہو اِنَّا لِلّٰهِ کہ اللہ کا وہ بھی تھا اور ہم بھی اللہ ہی کے ہیں تو جو اس کا تھا اس نے لے لیا دوسرا فرمایا وَاِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ . کہ تم نے بھی اسی طرف لوٹ کر جانا ہے وہاں ملاقات ہوگی

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صلوٰت سے خصوصی رحمتیں اور رَحْمَةٌ سے عمومی رحمتیں مراد ہیں کیونکہ التَّأْسِيْسُ اَوْلٰى مِنَ التَّاكِيْد.

تفسیری نکات: مؤمنین سے خطاب کہ ہم تمہیں آزمائیں گے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو! اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ مدد حاصل کرو تم صبر اور نماز کے ذریعے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور صبر کے مواقع میں سے اہم موقع موت کا ہے۔ اور خصوصاً جب کہ موت طبعی نہ ہو بلکہ قتل ہو تو صدمہ زیادہ ہوتا ہے۔

اس واسطے فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو تم مردہ نہ کہو بَلْ اَحْيَآءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ یعنی ان کی زندگی کو تم سمجھ نہیں سکتے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ اور البتہ ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے بِشَيْءٍ کسی نہ کسی شے سے مِّنَ الْخَوْفِ کبھی دشمن کے حملے کا خوف ہوگا۔ کبھی کوئی اور خوف ہوگا وَالْجُوْعِ اور کبھی ہم تم پر مہنگائی مسلط کر دیں گے اور بھوک سے مرو گے وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ اور کبھی تمہارے مالوں میں کمی ہوگی وَالْاَنْفُسِ اور کبھی تمہاری جانوں میں کمی آئے گی کہ تمہارے افراد میں سے کچھ مریں گے وَالثَّمَرٰتِ اور کبھی پھل کم ہوں گے۔ یہ امتحان ہوں گے کہ طرح طرح کی

پریشانیاں تمہیں پیش آئیں گی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ اور آپ ﷺ صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں۔ اور صبر کرنے والے کون ہیں؟

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ صبر کرنے والے وہ ہیں کہ جس وقت ان کو مصیبت پہنچتی ہے قَالُوْٓا کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہ بے شک وہ مرنے والا بھی اللہ کے لیے تھا اور ہم بھی اسی کے ہیں تو جو اس کا تھا وہ اس نے لے لیا پھر آگے فرمایا وَاِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہ تم نے بھی وہیں لوٹ کر جانا ہے۔

اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں عَلَيْهِمْ ان پر صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ رب تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں ہیں وَرَحْمَةٌ اور عمومی رحمت بھی ان پر ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہیں ہدایت یافتہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمادے۔ آمین

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ علامتوں میں سے ہیں پس جس نے حج کیا بیت اللہ کا یا عمرہ کیا پس کوئی حرج نہیں ہے

عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿158﴾

اس پر یہ کہ چکر لگائے ان دونوں کا اور جس نے دل کھول کر نیکی کی پس بے شک اللہ تعالیٰ قدردان ہے جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ

بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس چیز کو جو ہم نے نازل کی ہے واضح دلیلیں اور ہدایت بعد اس کے کہ ہم نے اس کو بیان کیا لوگوں

فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿159﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

کے لیے کتاب میں یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے۔ مگر وہ لوگ

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ

جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور انہوں نے حق کو بیان کیا پس وہ لوگ ہیں کہ میں ان پر رجوع کروں گا اور میں توبہ قبول کرنے

الرَّحِيْمُ ﴿160﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ

والا ہوں مہربان ہوں۔ بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور مرے اس حالت میں کہ وہ کافر ہیں تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿161﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا

ہے اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی، رہا کریں گے ہمیشہ اس لعنت میں نہیں تخفیف کی جائے گی ان سے عذاب کی اور نہ ان کو

هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع

مہلت دی جائے گی اور معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی بے حد رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصَّفَا: مشہور پہاڑی جو مسجد حرام کے پاس ہے، اَلْمَرْوَةَ: صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جن کے درمیان عمرہ کرنے والے اور حاجی حضرات ''سعی'' کرتے ہیں، شَعَآئِرِ: علامتیں، اِعْتَمَرَ: اس نے عمرہ کیا، جُنَاحٌ: گناہ، اَنْ يَّطَّوَّفَ: یہ کہ طواف کرے، تَطَوَّعَ: اس نے خوشی سے، شَاكِرٌ: قدردان، بَيَّنّٰهُ: واضح کیا، يَلْعَنُهُمُ: انہیں لعنت کرتا ہے، اَللّٰعِنُوْنَ: لعنت کرنے والے، تَابُوْا: انہوں نے توبہ کی، اَصْلَحُوْا: انہوں نے اپنی اصلاح کی، مَاتُوْا: وہ فوت ہو گئے، اَجْمَعِيْنَ: وہ سب کے سب، خٰلِدِيْنَ: ہمیشہ رہنے والے۔

ربط:

تفسیر کبیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے کعبہ کا ذکر تھا اب ان کے مناسک کا ذکر ہے یعنی وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا کے ساتھ اس کا تعلق جوڑتے ہیں کہ یہ مناسک حج میں سے ہیں۔

جبکہ سبق الغایات فی نسق الآیات میں یہ ربط ہے کہ قبلہ کیساتھ صفا مروہ کا بھی تعلق ہے۔

(اہم نکات) شعائر اللہ:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ بڑے شعائر اللہ چار ہیں۔

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ② قرآن، ③ کعبہ، ④ نماز

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ

ربط: اس کا تعلق ماقبل میں ''اِنَّ فَرِيْقًا لِّيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ'' کیساتھ ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ربط: اوپر کتمان علم کی مذمت تھی اب یہاں سے توحید کا مسئلہ بیان کیا۔

(تفسیری نکات) صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں:

زمانہ جاہلیت میں ایسے لوگ بھی تھے جو عمرہ تو کرتے تھے مگر صفا مروہ کی سعی کرنے کو گناہ سمجھتے تھے اور سعی نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی اِنَّ الصَّفَا بے شک صفا کی پہاڑی وَالْمَرْوَةَ اور مروہ کی پہاڑی مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ یہ دونوں اللہ تعالیٰ نے علامتیں مقرر فرمائی ہیں۔ یعنی یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامتوں میں سے

ہیں فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا اَوِ اعْتَمَرَ یا عمرہ کیا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ پس اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگائے۔ جُنَاحَ کا لفظی معنٰی ہے گناہ۔ یعنی اس میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب ہے۔ عَلَيْهِ تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا یہ کہ چکر لگائے صفا اور مروہ کے درمیان۔ یہ ان لوگوں کی اصلاح ہوئی جو عمرے میں صفا مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا اور جس نے دل کھول کر نیکی کی فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ قدردان ہے عَلِيْمٌ جانتا ہے۔

اللہ کے احکامات کو چھپانے والا لعنتی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يَكْتُمُوْنَ جو چھپاتے ہیں مَآ اَنْزَلْنَا اس کو جو ہم نے نازل کیا ہے مِنَ الْبَيِّنٰتِ واضح دلیلیں وَالْهُدٰى اور ہدایت ہم نے نازل کی۔ تو جو لوگ ان کو چھپاتے ہیں مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ بعد اس کے کہ ہم نے ان کو بیان کیا لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِي الْكِتٰبِ کتاب میں اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت بھیجتا ہے وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور لعنت بھیجنے والے سارے لعنت بھیجتے ہیں۔

اور وہ کون ہیں؟ ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ہاں! اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ جنھوں نے پہلے حق چھپایا تھا پھر حق چھپانے سے توبہ کر گئے وَاَصْلَحُوْا اور اپنی اصلاح کر لی وَبَيَّنُوْا اور آگے حق بیان کرنا انہوں نے شروع کیا تو وہ گناہ جو توبہ سے معاف ہوتے ہیں ان میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کسی نے مسئلہ بتایا ہی نہیں مگر اس نے بعد میں سچے دل سے توبہ کر لی۔ اپنی بھی اصلاح کی وَبَيَّنُوْا اور اس مسئلے کو بیان بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا تو یہ لوگ بچ جائیں گے فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ پس یہ لوگ ہیں جن کی توبہ میں قبول کرتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہوں اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اور مرے اس حال میں کہ کافر ہیں اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتوں کی بھی لعنت ہے وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور تمام انسانوں کی بھی لعنت ہے۔ جس کا کفر پر خاتمہ ہوا وہ انتہائی ملعون ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اس لعنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور لعنت کا محل دوزخ ہے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہیں کم کیا جائے گا ان سے عذاب وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور جب فیصلہ ہوگا کہ ان کو دوزخ میں ڈالو تو ایک لمحے کی بھی ان کو مہلت نہیں ملے گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ مثلاً: فیصلہ ہو بارہ بجے ان کو دوزخ میں ڈالو تو دو منٹ اُوپر گزر جائیں۔ ایک منٹ کی بھی مہلت نہیں ملے گی فوراً دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تمہارا معبود، مسجود، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دست گیر، صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے۔ تمہارا صرف ایک ہی الٰہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں ہے الرَّحْمٰنُ نہایت رحم کرنے والا ہے الرَّحِيْمُ مہربان ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ

بے شک آسمانوں کے پیدا کرنے میں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات کے مختلف ہونے میں اور دن کے مختلف ہونے میں،

وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

اور کشتیاں وہ جو چلتی ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جو لوگوں کو فائدہ دیتی ہیں، اور وہ چیز جو نازل کی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے

مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

بارش، پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد اور بکھیرے اللہ تعالیٰ نے زمین میں ہر قسم کے جانور

وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾

اور وہ بادل جو لٹکا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان، ان ساری چیزوں میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے شریک ان کے ساتھ محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا

ساتھ محبت ہونی چاہیے۔ اور وہ لوگ جو مومن ہیں وہ زیادہ سخت ہیں محبت میں اللہ تعالیٰ کے لیے اور اگر دیکھ لیں وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا

اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

جب دیکھیں گے، عذاب کو، بے شک قوت ساری اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ

جس وقت بے زاری کا اعلان کریں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی، ان لوگوں سے جنھوں نے پیروی کی اور دیکھ لیں گے وہ عذاب

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا

کو اور منقطع ہو جائیں گے ان کے آپس کے تعلقات اور کہیں گے وہ لوگ جنھوں نے پیروی کی، کاش بے شک ہو ہمارے

كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ

واسطے لوٹنا دنیا کی طرف، پس ہم ان سے بے زار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے بے زار ہوئے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو دکھائے گا

اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ ع

ان کے اعمال ان پر حسرتیں اور افسوس کی چیزیں ہوں گی اور نہیں ہوں گے وہ نکل سکنے والے دوزخ سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَلْقِ: پیدا کرنا، اَلَّيْلِ: رات، اَلنَّهَارِ: دن، اَلْفُلْكِ: کشتی، يَنْفَعُ: وہ نفع دیتا ہے، بَثَّ: اس نے پھیلایا، دَآبَّةٍ: رینگنے والا، تَصْرِيْفِ: پھیرنا، الْمُسَخَّرِ: فرمانبردار، يَّعْقِلُوْنَ: وہ عقل رکھتے ہیں، يَّتَّخِذُ: وہ بناتا ہے، حُبِّ: محبت، يَرَوْنَ: وہ دیکھتے ہیں، اتُّبِعُوْا: ان کی پیروی کی گئی، رَاَوُا: انہوں نے دیکھا، تَقَطَّعَتْ: وہ کٹ گئی، الْاَسْبَابُ: ذرائع ووسائل، كَرَّةً: لوٹنا، پھر زندہ ہونا، يُرِيْهِمُ: وہ ان کو دکھاتا ہے، حَسَرٰتٍ: افسوس، بِخٰرِجِيْنَ: نکلنے والے۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں توحید کا بیان کیا گیا تھا۔ یہاں سے توحید کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں۔

اہم نکات: قرآن میں سمٰوٰت جمع اور ارض مفرد کیوں لائے ہیں؟

تفسیر خازن، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ قرآن میں سمٰوٰت جمع لائے ہیں اور زمین کہیں بھی جمع ذکر نہیں البتہ سورۃ الطلاق کے اخیر میں ہے وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اس سے زمینوں کا بھی سات ہونا معلوم ہوتا ہے۔

توسمٰوٰت جمع اور ارض مفرد کیوں لائے ہیں اس کے تفاسیر میں کئی جوابات دیئے گئے ہیں

① ایک جواب یہ ہے کہ سمٰوٰت کی اجناس مختلف ہیں اور زمین کی اجناس مختلف نہیں بلکہ جنس واحد ہے توسمٰوٰت کو تعدد اجناس کی وجہ سے جمع لائے۔

② دوسرا جواب صاحب نبراس نے دیا ہے کہ اگر ارض کی جمع ہوتی تو ارضون ہوتی بفتحتین اور یہ ثقیل ہے

③ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ زمین کے وجود کے بارے میں سب قائل ہیں لیکن آسمان کے بارے میں فیثا غورث یونان کا ایک حکیم تھا اس کا یہ نظریہ تھا کہ آسمان کا وجود نہیں بلکہ حد نظر کو یہ لوگ آسمان کہتے ہیں جیسا کہ موجودہ دور کے سائنس دان بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری زمین آسمانی رنگ منعکس کر دیتی ہے اس کی وجہ سے آسمان ہمیں نیلا نظر آتا ہے حقیقتاً اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ تو ان باطل لوگوں کے اس نظریہ کو رد کرنے کیلئے سمٰوٰت جمع ذکر فرمایا کہ تم ایک آسمان نہیں مانتے حالانکہ آسمان تو سات ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی نشانیاں:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک آسمانوں کے پیدا کرنے میں اور زمین کے پیدا کرنے میں۔ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات کے مختلف ہونے میں اور دن کے مختلف ہونے میں۔ رات تاریک ہے اور دن روشن ہے۔ کبھی رات بڑی ہو جاتی ہے اور کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے، کبھی رات گھٹ جاتی ہے اور کبھی دن گھٹ جاتا ہے۔ یہ

دن رات کے مشاہدے ہیں ان میں تم اللہ کی قدرت کو سمجھ سکتے ہو وَالْفُلْكِ الَّتِيْ اور کشتیاں تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ جو سمندر میں چلتی ہیں بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وہ چیزیں لے کر جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں۔اس زمانے میں کشتیاں ہی ہوتی تھیں اور اب تو بہت بڑے بڑے بحری جہاز بھی ہیں۔ایک علاقے کی چیزیں دوسرے تک، دوسرے کی تیسرے تک۔یہ نفع والی چیزیں وہاں تک پہنچاتی ہیں حالانکہ ان میں بڑا وزن بھی ہوتا ہے لیکن پھر بھی پانی میں ڈوبتی نہیں۔کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تم نہیں دیکھتے کہ یہ کشتیاں کس کے حکم سے چلتی ہیں؟ پانی میں ان کو کس ذات نے سہارا دیا ہوا ہے؟ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ جو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے نازل کی مِنْ مَّآءٍ بارش فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ اس بارش کے ذریعے اللہ نے زمین کو زندہ کیا، سرسبز کیا بَعْدَ مَوْتِهَا مرچکنے کے بعد۔زمین بالکل مُردہ تھی بارش نازل ہوتی ہے اس کے بعد زمین میں درخت پیدا ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، گھاس پیدا ہوتی ہیں، انسانوں کے لیے فصلیں پیدا ہوتی ہیں، پھل فروٹ پیدا ہوتے ہیں۔یہ بارش کون نازل کرتا ہے، زمین سے کون اُگاتا ہے وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اور اللہ تعالیٰ نے زمین میں بکھیر دیئے ہیں ہر طرح کے جانور۔پھر جانوروں کی شکلیں دیکھو! کسی کی چار ٹانگیں ہیں، کسی کی دو، کسی کی زیادہ ہیں۔کوئی زمین پر رینگتا ہے، کوئی چلتا ہے، کوئی اُڑتا ہے۔یہ اللہ کی قدرت تم نہیں دیکھتے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ یہ جو ہوائیں چلائی ہیں ان کو کون چلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور وہ بادل جو لٹکے ہوئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان۔ان تمام چیزوں میں یعنی اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر لَاٰيٰتٍ تک جو چیزیں بیان کی گئی ہیں ان میں البتہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی مگر لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لے۔

اس قدر واضح نشانیوں کے باوجود لوگ شرک کرتے ہیں:

لیکن باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بڑی صاف اور واضح ہیں پھر بھی وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے بعض وہ بھی ہیں مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے ورے ورے شریک بنائے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر انہوں نے سہارے بنائے ہوئے ہیں يُّحِبُّوْنَهُمْ ان کے ساتھ محبت کرتے ہیں كَحُبِّ اللّٰهِ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی چاہیے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ان کی زیادہ سخت محبت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔فرمایا آج تو اپنے کفر و شرک پر بڑے مغرور اور بڑے نازاں ہیں وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ اور اگر دیکھ لیں وہ لوگ ظَلَمُوْٓا جنہوں نے ظلم کیا یعنی کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ جب دیکھیں گے عذاب کو اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا کہ بے شک ساری قوت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔اس وقت پتا چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو ان کے معبود ہیں وہ کیا کرتے ہیں اور انہوں نے کیا کیا ہے۔اس دن پتا چلے گا کہ ان

ظالموں نے کیا کیا ہے۔ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

لوگوں نے جن کو پوجا وہ لوگوں کے اس فعل سے بیزار ہوں گے:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ جس وقت بے زار ہوں گے وہ لوگ اتُّبِعُوْا جن کی پیروی کی گئی مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا ان سے جنہوں نے پیروی کی وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور وہ سارے عذاب کو دیکھ لیں گے وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ان کے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ نہ پیری مریدی رہے گا اور نہ وہاں پیشوا رہیں گے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً کاش کہ ہمارے واسطے لوٹنا ہو دنیا کی طرف تو فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ پس ہم ان سے بے زار ہو جائیں كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا جیسا کہ یہ آج ہم سے بے زار ہوئے ہیں۔ یعنی ہمیں دنیا میں جانا نصیب ہو جائے تو ہم وہاں جا کر ان کو کہیں کہ ہم تمہیں نہیں مانتے۔ لیکن وہاں الزام ایک دوسرے پر ڈالنے سے عذاب تو نہیں ٹلے گا۔ فرمایا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو بتائے گا اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ان کے واسطے حسرت ہوں گے۔ انہوں نے دنیا میں اپنے باطل معبودوں کو راضی کرنے کے لیے جو عمل کیے وہ سارے کے سارے ان کی ہلاکت اور خسارے کا ذریعہ بنیں گے وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور نہ یہ عبادت کرنے والے اور نہ وہ جن کی عبادت کی گئی ہے یا انہوں نے اپنی عبادت کروائی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ سے نہیں نکل سکے گا۔

ایک شبے کا ازالہ:

یہاں اس مقام پر ایک بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کہ وہ بندے جنہوں نے شرک کیا اور نہ شرک کی ترغیب دلائی وہ اس جہنم والے واقعات سے ممتاز ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کی بھی پوجا تو ہوئی ہے، فرشتوں کی بھی ہوئی ہے، عزیر علیہ السلام کی بھی ہوئی ہے۔ اور وہ بزرگ جن کے ذریعے کلمہ اور دین پھیلا آج ان کی قبروں کا بھی طواف کرتے ہیں اور ان کی پوجا ہوتی ہے۔ تو ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ قبروں سے نکل کر ان کے منہ توڑ دیتے کہ بے ایمانو! تم کیا کرتے ہو۔ ہم نے تو کفر و شرک کو مٹایا تھا اور رسومات مٹائی تھیں اور تم ہماری قبروں کے ساتھ یہ حرکتیں کرتے ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اگلے جہاں پہنچایا ہے ان کو کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو جو مجرم ہیں وہ کبھی آگ سے نہیں نکلیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اے انسانو کھاؤ ان چیزوں سے جو زمین میں ہیں حلال ہیں پاکیزہ ہیں، اور نہ تم پیروی کرو شیطان کے قدموں کی،

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿168﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا

بے شک وہ شیطان تمہارے واسطے دشمن ہے کھلا، پختہ بات ہے شیطان تمہیں حکم دیتا ہے بُرائی کا اور بے حیائی کا اور اس بات

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کا تم کہو اللہ تعالیٰ پر جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اور جس وقت ان کو کہا جاتا ہے پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

کہتے ہیں بلکہ ہم پیروی کریں گے اس چیز کی جس چیز پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو، اور کیا اگرچہ تھے ان کے باپ دادے

لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا

نہیں جانتے تھے کسی چیز کو، اور نہیں تھے وہ ہدایت یافتہ اور مثال ان لوگوں کی جو کافر ہیں جیسے مثال ان لوگوں کی جو چلا کر بلاتا ہے

لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٧١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ان جانوروں کو جو نہیں سنتے مگر بلاوا اور پکار وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١٧٢﴾

کھاؤ پاکیزہ ان چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر ہو تم خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَلٰلًا: حلال، طَيِّبًا: پاکیزہ، لَا تَتَّبِعُوْا: تم پیروی نہ کرو، خُطُوٰتِ: نقش قدم، الْفَحْشَآءِ: کھلی برائی، نَتَّبِعُ: ہم پیروی کرتے ہیں، اٰبَآؤُهُمْ: ان کے باپ دادا، دُعَآءً: پکارنا (نزدیک کی آواز)، نِدَآءً: پکارنا (دور کی آواز)۔

ربط:

سابقہ آیات میں شرک کا رد تھا اب بعض رسوم شرکیہ کا رد کیا جا رہا ہے۔

(اہم نکات) حلال اور طیب میں فرق:

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلال وہ ہے جس کے استعمال کی شریعت نے اجازت دی ہو اور طیب وہ ہے جسمیں غیر کا حق ملا ہوا نہ ہو۔

سوء اور فحشاء میں فرق:

سُوْٓءِ اور فَحْشَآءِ میں یہ تین فرق تفسیر کبیر، تفسیر البحر المحیط، تفسیر کمالین، تفسیر قرطبی اور تفسیر خازن میں بیان کیے گئے ہیں۔

① ایک فرق یہ ہے کہ سوء وہ گناہ جس کا تعلق قول کے ساتھ ہو اور فحشاء وہ گناہ جس کا تعلق فعل کے ساتھ ہو۔

② سوء وہ گناہ ہے جو تنہائی میں کر سکے اور فحشاء وہ گناہ جو دوسرے کیساتھ مل کر سر عام کرے۔

③ سوء ایسا گناہ ہے جو آدمی چھپ کر کرے اور فحشاء وہ گناہ جو کھل کر کرے۔

غیر مقلدین کا عدم تقلید پر استدلال اور اس کا جواب:

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا

اس آیت کو غیر مقلدین حضرات اہل حق کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ تم لوگ تقلید کرتے ہو اپنے بڑوں کی اور قرآن تقلید کی تردید کرتا ہے۔ تو گویا یہ لوگ عدم تقلید پر اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔

جواب: یہ ہے کہ دیکھو قرآن نے جس تقلید کی تردید کی ہے اس کی ہم آپ لوگوں سے زیادہ تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن نے اس تقلید کی تردید کی ہے جو منصوص علیہ مسائل میں ہو اور جس میں اللہ و رسول کے صریح حکم کو چھوڑ کر آباء و اجداد کی پیروی کی جائے۔

ہم جو تقلید کرتے ہیں وہ غیر منصوص علیہ احکام میں ہے کہ جس کے بارے میں قرآن میں یا حدیث میں یا قول صحابی میں وہ مسئلہ مذکور نہ ہو تو ایسے مسائل میں مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ اور ایسی تقلید قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

(تفسیری نکات) حلال اور طیب اشیاء کھانے کا حکم:

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اور انسانوں کی تخصیص اس واسطے ہے کہ زمین کی خلافت انسانوں کے لیے ہے اور جنات ان کے تابع ہیں۔ اے انسانو! كُلُوۡا کھاؤ مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ وہ چیز جو زمین میں ہے۔ لیکن دو شرطیں ہیں حَلٰلًا کہ وہ حلال ہو، اور اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے کھانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی طَیِّبًا اور طیب ہو۔ طیب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔ مثال کے طور پر گندم حلال ہے اور اگر کسی سے رشوت میں لی ہو یا غصب کی ہو یا چوری کی ہو تو وہ طیب نہیں، اُسے کھا نہیں سکتا۔ بکری حلال ہے مگر کسی کی چوری کی بکری ذبح کر کے کھائے تو وہ طیب نہیں ہے۔ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ اور نہ پیروی کرو تم شیطان کے قدموں کی اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ بے شک وہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور وہ اپنی دشمنی کسی منزل اور کسی مرحلہ پر بھی نہیں چھوڑتا۔

اِنَّمَا یَاۡمُرُكُمۡ پختہ بات ہے کہ وہ تمہیں حکم دیتا ہے بِالسُّوۡٓءِ وَالۡفَحۡشَآءِ برائی کا اور بے حیائی کا۔ وَاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اور تمہیں اس چیز کا حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں کہو مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ جو تم نہیں جانتے۔

اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کا حکم:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے تو قَالُوْا کہتے ہیں بَلْ بلکہ نَتَّبِعُ ہم پیروی کریں گے مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ بعض سطحی قسم کے لوگوں نے اس آیت سے اور اس قسم کی دوسری آیتوں سے اس تقلید کا رد سمجھا ہے جس کو اہل اسلام کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط استدلال ہے۔ (تفصیل اہم نکات میں بیان ہو چکی ہے) آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہیں جانتے کسی چیز کو اور ہدایت پر بھی نہیں تھے پھر بھی مانیں گے۔ یہ الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ باپ اور باپ دادا عقل سے کام لیں تو پھر ان کی مانو۔ اور اگر باپ دادا عقل سے کام نہیں لیتے اور عدایت یافتہ بھی نہیں تو ان کی تم بات۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور مثال ان لوگوں کی جو کافر ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ ایک آدمی ہے اس کے پاس جانور کافی ہیں مثلاً: بھینسیں بھی ہیں اور سانڈھ بھی۔ ان کے علاوہ اور بھی جانور ہیں وہ ان کے سامنے بولتا جاتا ہے۔ کافروں کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی جو چلاتا ہے بِمَا ان جانوروں کے سامنے لَا يَسْمَعُ جو نہیں سنتے اِلَّا دُعَآءً مگر پکار وَّنِدَآءً اور آواز۔ اب اگر جانورں کے سامنے تقریر کرو تو بغیر آواز کے ان کو کیا پتا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے۔ پاکیزہ چیزوں کا چھوڑنا یہ شیطان کی پیروی کرنا ہے۔ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ

پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت، اور وہ چیز جس کو نامزد کیا گیا غیر اللہ کے نام پر،

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس وہ شخص جو مجبور کیا گیا اس حال میں کہ وہ لذت تلاش کرنے والا نہیں ہے اور نہ تجاوز کرنے والا ہے پس اس پر کوئی گناہ نہیں ہے،

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿173﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی کتاب میں

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اور حاصل کرتے ہیں اس کے ذریعے قیمت تھوڑی، یہ وہ لوگ ہیں نہیں کھاتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ، اور نہیں کلام کرے گا

اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

اللہ تعالیٰ ان سے قیامت والے دن اور نہ ان کو گناہوں سے پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے عذاب ہوگا دردناک۔ یہ وہ لوگ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کے بدلے اور عذاب خرید لیا بخشش کے بدلے میں، پس کس چیز نے ان کو صبر والا کر دیا

عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

دوزخ کی آگ پر اس واسطے کہ اللہ نے اُتاری ہے کتاب حق کے ساتھ اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا ہے

فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع ٢١

کتاب میں، البتہ اختلاف میں مبتلا ہیں جو دور کا اختلاف ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَرَّمَ: اس نے حرام کیا، اَلْمَيْتَةَ: مردار، اَلدَّمَ: خون، لَحْمَ: گوشت، اَلْخِنْزِيْرِ: خنزیر، اُضْطُرَّ: وہ مجبور کیا گیا، بَاغٍ: حد سے نکل جانے والا، غَفُوْرٌ: بڑا معاف کرنے والا، يَاْكُلُوْنَ: وہ کھاتے ہیں، بُطُوْنِهِمْ: ان کے اپنے پیٹوں میں، لَا يُكَلِّمُهُمْ: ان سے وہ (اللہ) کلام نہیں کرے گا، اِخْتَلَفُوْا: انہوں نے اختلاف کیا۔

ربط:

اس سے پہلے حلال اور طیب کھانے کا حکم فرمایا تھا اب ان اشیاء کا بیان کیا جا رہا ہے جو ایک مسلمان کے لیے کھانا حرام ہیں۔

(اہم نکات) نسبت کی اقسام:

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ

نسبت دو قسم کی ہوتی ہے ① عرفی اور ② شرعی۔ عرفی کی مثال یہ ہے مثلاً گائے زید کی ہے یہ بکرا خالد کا ہے یہ عقیقہ اور ذبیحہ کا بکرا ہے یہ نسبت عرفی ہے

ایک نسبت وہ ہے جو تقرب کیلئے ہو کہ آپ کوئی چیز غیر اللہ کو اس لئے دے دیں کہ اگر نہ دو تو نقصان ہوگا دو گے تو فائدہ ہوگا۔

اگر غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا تو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر اگر بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو بھی حرام ہے حلال نہیں ہوتا بشرطیکہ تقرب غیر کیلئے ہو اور اگر اکرام ضیف کیلئے ہو تو جائز ہے۔ فتاویٰ عزیزیہ میں

ہے ماکولات، ملبوسات، مشروبات ھمی حکم دارد۔

گیارھویں شریف کا حکم:

گیارھویں شریف اگر اس ارادے سے کرتا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ تھے ولی تھے ان کے ایصال ثواب کیلئے کرتا ہوں یہ کفر وشرک نہیں بدعت ہے۔ دو وجہ سے ایک یہ کہ تعیین یوم ہے دوسرا نقصان یہ ہے کہ شیخ کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے لوگ ہیں مثلاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کیلئے ایصال ثواب کیوں نہیں کرتے۔ اور اگر اس کو تقرب لغیر اللہ کیلئے کرتا ہے تو لَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔ تفصیل اتمام البرھان میں دیکھیں۔

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ سے کیا مراد ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لذت کیلئے نہیں کھا سکتا اور ضرورت کی مقدار سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بَاغٍ سے مراد اسلامی حکومت کا باغی ہے کہ وہ نہیں کھا سکتا اور عَادٍ سے مراد ڈاکو ہے کہ ڈاکے وغیرہ کیلئے سفر کرے تو بھوک لگنے کی صورت میں نہیں کھا سکتا۔

(تفسیری نکات) مردار، خون اور خنزیر پر حرام ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر مُردار کو حرام کیا۔ مَيْتَة اس جانور کو کہتے ہیں کہ اگرچہ فی نفسہٖ تو حلال ہے لیکن اس کو ذبح نہیں کیا جا سکا۔ اس کو شریعت مَيْتَه کہتی ہے۔ چاہے وہ بھینس ہو۔ گائے ہو، سانڈھ ہو، اُونٹ ہو، بکری ہو، مرغی ہو، کوئی شے ہو۔ مَيْتَه کا جو چمڑا ہے اس کو اُتارا جا سکتا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک بکری تھی موٹی تازی۔ اچانک مرگئی، مردار ہوگئی۔ اس کو لوگ کھینچ کر دور پھینکنے کے لیے لے جا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا" هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا "اس کا چمڑا تم نے کیوں نہیں اتارا۔ کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مُردار ہے۔ فرمایا وہ تو نظر آ رہی ہے کہ مُردار ہے۔ تمہیں شریعت نے چمڑا اتار کر رنگنے کے بعد استعمال کی اجازت دی ہے۔

وَالدَّمَ اور خون حرام ہے۔ اس مقام پر خون کی تصریح نہیں ہے کہ کون سا خون حرام ہے۔ آٹھویں پارے میں آئے گا دَمًا مَّسْفُوْحًا وہ خون جو جانور کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے، حرام ہے۔ اس کو اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا گوشت۔ گوشت کی تخصیص اس واسطے کہ اُوپر ذکر ہے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ کھانے پینے کا ذکر ہے۔ اور کھایا گوشت جاتا ہے چمڑا اور ہڈی نہیں کھائی جاتی، بال نہیں کھائے جاتے۔ ورنہ خنزیر کے بارے میں

دوسرے مقام پر ہے اِنَّهٗ رِجْسٌ خنزیر نجس العین ہے، پلید ہے۔اس کا چمڑا، اس کے بال، اس کی ہڈیاں، کسی شے کے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔

غیر اللہ کے نام پر دی گئی اشیاء بھی حرام ہیں:

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ اور وہ چیز بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہے کہ جس کو نامزد کیا گیا ہو لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ غیر اللہ کے تقرب کے لیے، غیر اللہ کی تعظیم کی خاطر جس کو متعین کر دیا گیا ہو۔تو غیر اللہ کے نام پر کوئی چیز دینی حرام ہے۔

حالت اضطرار کا حکم:

فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مجبور کیا گیا غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ وہ لذت بھی نہیں تلاش کرتا اور تجاوز بھی نہیں کرتا فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔مثال کے طور پر کوئی ایسی جگہ ہے کہ بھوک کی وجہ سے جان نکلنے کا خطرہ ہے اور مردار اور خنزیر کے سوا کوئی چیز نہیں ہے تو اتنا کھا لے کہ جس سے اس کی جان بچ جائے۔اسی طرح اگر کوئی ایسا مقام ہے کہ پیاس کی وجہ سے جان خطرے میں ہے اور شراب کے سوا کوئی شے نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے پینا جائز ہے۔ اگر نہ پیئے گا تو گناہ گار مرے گا۔کیوں کہ مُضطر ہے یعنی مجبور و لاچار ہو گیا ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھپانے والا دوزخی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وہ حکم جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیے ہیں کتاب میں وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اور حاصل کرتے ہیں ان کے بدلے قیمت تھوڑی اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ نہیں کھاتے اپنے پیٹوں میں مگر دوزخ کی آگ۔ یہ غیر اللہ کے نام کے چڑھاوے کھانا اور مسائل کو چھپانا یہ بڑے گناہ کی بات ہے وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ پیار اور محبت کی گفتگو نہیں کرے گا قیامت والے دن وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ اور ان کو گناہوں سے پاک نہیں کرے گا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور یہ اس واسطے کہ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی ہدایت کے بدلے وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ اور عذاب خریدا بخشش کی جگہ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش لیتے وہ کام کرتے جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہو کر بخش دے مگر انہوں نے وہ کام کیے جو دوزخ میں لے جائیں فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ پس کس چیز نے ان کو صبر والا کر دیا دوزخ پر یعنی دوزخ والے سودے پر یہ کس طرح راضی ہو گئے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی حق کے ساتھ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ دور کے اختلاف میں مبتلا ہیں۔ اپنے پیٹ کے لیے انہوں نے دور کا اختلاف قرآن سے، حدیث سے اور فقہ اسلام سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ

نہیں ہے نیکی یہی چیز، یہ کہ تم پھیرو اپنے چہروں کو مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف، اور لیکن نیکی اس شخص کی ہے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر، اور دیا اس نے مال اس کی محبت کی

ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ

وجہ سے قریبی رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنوں کو چھڑانے کے لیے،

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى

اور قائم کی اس نے نماز اور دی اس نے زکوٰۃ، اور پورا کرنے والے اپنے وعدوں کو جس وقت وعدہ کر لیتے ہیں، اور صبر کرنے

الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾

والے مالی تنگی میں اور بدنی تنگی میں اور میدان جنگ میں، یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيْسَ: نہیں ہے، قِبَلَ: طرف، اَلْمَالَ: دولت، حُبِّهٖ: اس کی محبت، ذَوِى: والے، السَّآئِلِيْنَ: سوال کرنے والے، اَلرِّقَابِ: گردنیں، اَلْمُوْفُوْنَ: پورا کرنے والے، عَهْدِهِمْ: ان کا اپنا عہد، اَلْبَاْسَآءِ: سختی، اَلْبَاْسِ: آفت، صَدَقُوْا: انہوں نے سچ کہا، اَلْمُتَّقُوْنَ: پرہیزگار۔

ربط:

قبلہ کے بارے میں یہود نے بہت پروپیگنڈہ کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکی صرف قبلہ میں تو بند نہیں ہے اور بھی کئی نیکیوں کے راستے ہیں۔

ربط:

ہمارے اُستاذ محترم حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ آگے تقویٰ کی حالتیں اور اقسام بیان کیں پھر آگے وصیت کا ذکر ہے اس کے بعد روزے کا، رمضان شریف میں عورتوں کے پاس نہ جانے کا یہ تمام نیکی اور تقویٰ کی اقسام ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تبدیلی قبلہ کے اوپر بحث در بحث کرنا نیکی نہیں نیکی کی اقسام آگے بیان ہوں گی۔ اس لئے اب ان کیساتھ جوڑ دیا۔

(تفسیری نکات) قبلے سے متعلق ایک نہایت اہم نکتہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَيْسَ الْبِرَّ نیکی اسی میں بند نہیں ہے اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ یہ کہ تم اپنے چہرے پھیرو قِبَلَ الْمَشْرِقِ مشرق کی طرف وَالْمَغْرِبِ اور مغرب کی طرف۔ بے شک قبلہ کی طرف رخ کرنا ایک نیکی کا فعل ہے مگر نیکی اس میں بند نہیں ہے۔ تم نے ہر وقت، ہر جگہ پر یہی مسئلہ چھیڑا ہوا ہے۔ نیکی کے اور بھی کام ہیں ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ وہ کام بھی تم کرتے ہو یا نہیں۔

نیکی اور ایمان والے کام کیا ہیں؟

ایمان ان چیزوں کا نام ہے جو ذیل میں بیان ہو رہی ہیں۔ ① وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اور لیکن نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر صحیح معنیٰ میں ایمان لایا ② وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر بھی ایمان لایا۔ یہودی اور عیسائی ویسے تو کہتے تھے کہ قیامت حق ہے مگر جب اس کی تفسیر کرتے تھے تو وہ بالکل انکار ہی ہوتا تھا۔ ③ وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لایا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نوری مخلوق ہیں اور بے شمار ہیں۔ ان کی تعداد کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ قرآن پاک میں صرف چھ فرشتوں کے نام آئے ہیں۔

① حضرت جبرائیل علیہ السلام، ② حضرت میکائیل علیہ السلام، ③ ہاروت، ④ ماروت، ⑤ رعد، ⑥ مالک۔

④ وَالْكِتٰبِ کتاب میں الف لام جنس کا ہے اور جنس کتاب یعنی ساری کتابوں کو مانتے ہیں جب بھی اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں۔ اور جتنی بھی نازل کی ہیں۔ مشہور کتابیں چار ہیں۔ قرآن کریم جو ہمارے سامنے ہے۔ اس کے بعد تورات ہے، اس کے بعد زبور ہے پھر انجیل ہے۔ ان کے علاوہ کئی صحیفے اور کئی کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جس طرح ہمیں اس نے اس چیز کا مکلف نہیں بنایا کہ ہم فرشتوں کی تعداد معلوم کریں یا ان کے نام ہمیں معلوم ہوں۔ ہمارے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے فرشتے ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا بھی پابند نہیں فرمایا کہ ساری آسمانی کتابوں کی تفصیل ہمیں معلوم ہو کہ اتنی ہیں اور یہ یہ ان کے نام ہیں۔ اجمالی طور پر ہمارے ایمان کے لیے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں

بھیجیں ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے۔

⑤ وَالنَّبِيّٖنَ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور رسولوں پر ایمان ہے پیغمبر بھی بے شمار گزرے ہیں صحیح تعداد بھی معلوم نہیں۔ ایک روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار کا ذکر آتا ہے۔ مگر یہ دونوں روایات کمزور اور ضعیف ہیں۔ پچیس پیغمبروں کے نام مبارک قرآن میں آئے ہیں تو ہمارے ایمان کے واسطے بس اس قدر بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں پر ہمارا ایمان ہے۔ ⑥ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور وہ شخص جس نے مال دیا اس کی محبت میں۔ ہٖ کی ضمیر کس طرف جاتی ہے؟ یہ بھی کہتے ہیں کہ مال کی طرف جاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ مال کی محبت ہے پھر بھی خرچ کرتا ہے۔ اور ہٖ کی ضمیر کا مرجع لفظ اللہ کو بھی بناتے ہیں اور معنیٰ کرتے ہیں وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّ اللّٰهِ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے واسطے مال خرچ کرتا ہے۔ نام کے لیے، شہرت کے لیے، ووٹوں کے لیے تو ساری دنیا خرچ کرتی ہے اور بے حساب رقم خرچ کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر وہ ہے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ جو مال دیتا ہے رب کی محبت پر۔

مال کن پر خرچ کرنا ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ دے کن لوگوں کو؟ تو فرمایا ① ذَوِي الْقُرْبٰى اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قریبی رشتہ دار زکوٰۃ کا مستحق ہیں، عشر کا مستحق ہے، فطرانے کا مستحق ہے تو ان پر خرچ کرے اور یہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ لو بھائی جی! یہ زکوٰۃ لو، بہن جی! یہ عشر لو۔

② وَالْيَتٰمٰى اور وہ جو یتیم ہیں۔ اور یہ یتیم چاہے خاندان کے ہوں یا محلے کے ہوں یا اپنے قصبے کے ہوں یا کسی اور جگہ کے ہوں۔ تو یہ یتیم بھی تمہاری مالی ہمدردی کے مستحق ہیں۔

③ وَالْمَسٰكِيْنَ اور مسکین۔ مسکین اس کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھانے پینے کے لیے ہے تو سہی مگر نصاب پورا نہیں ہوتا۔

④ وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافروں کو کہ اپنے گھر سے اور شہر سے دوسری جگہ آئے ہوئے ہیں اور اسقدر طاقت نہیں کہ کچھ خرید کر کھاسکیں یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے کہ پردیس میں آکر مال اسباب گم ہو گیا یا چوری ہو گیا۔

⑤ وَالسَّآئِلِيْنَ اور جو مانگتے ہیں اور تمہارا دل مطمئن ہے اور حالات وقرائن موجود ہیں کہ واقعی یہ پیشہ ور نہیں ہے تو اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

⑥ وَفِي الرِّقَابِ رِقَاب، رَقَبَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے گردن۔ لیکن اس سے مراد غلام اور لونڈیاں ہیں۔ تو پہلے زمانے میں ایسے غلام اور لونڈیاں ہوتی تھیں لوگ ان کو رقم دیتے تھے کہ اپنے آقا کو دے کر آزادی حاصل کر لے۔

اب آج کل کے دور میں شرعی طور پر غلام ہمارے علم میں نہیں۔

اہل ایمان کی باقی نشانیاں:

⑦ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نماز انہوں نے قائم کی۔

⑧ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کی۔ اب دیکھو! یہاں زکوٰۃ دینے کا ذکر الگ کیا ہے اور پہلے مال دینے کا ذکر الگ کیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال غریبوں کا حق ہے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی لوگوں کے حقوق ہیں۔ غریبوں، مسکینوں اور پڑوسیوں کا حق ہے، رشتہ داروں کا حق ہے۔ سب کے حقوق ادا کرو۔

⑨ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اور وہ لوگ جو پورے کرتے ہیں اپنے وعدے اِذَا عٰهَدُوْا جب وہ وعدے کرتے ہیں۔ اور جو جان بوجھ کر وعدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ منافق کہلاتا ہے۔

⑩ وَالصّٰبِرِيْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ اور صبر کرنے والے ہیں مصیبتوں اور پریشانیوں میں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ ساری اُمت میں پہلے نمبر کے مُفسرِ قرآن ہیں اور تمام اُمت میں اوّل نمبر کے فقیہ ہیں۔ وہ اَلْبَاْسَآءِ کا ترجمہ کرتے ہیں اَلْفَقْرُ اور الضَّرَّآءِ کا معنیٰ کرتے ہیں اَلسُّقْمُ. تو مفہوم بنے گا فِی الْبَاْسَآءِ جب مالی طور پر محتاج ہوں پھر بھی صبر کرتے ہیں وَالضَّرَّآءِ اور بدنی طور پر کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس وقت بھی صبر کرتے ہیں وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور میدانِ جنگ میں جب کافروں کے ساتھ لڑتے ہیں اس وقت بھی صبر کرتے ہیں۔ صبر کا بڑا مقام ہے۔ اور یہ جو مومنوں کو تکلیفیں آتی ہیں بشرطیکہ ہوں مومن۔ تو یہ ان کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ بلکہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ'' جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ان صبر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا یہ لوگ ہیں سچے۔ تو تم صرف قبلے کے مسئلہ کو لے کر پروپیگنڈہ کرتے ہو یہ بھی دیکھو کہ یہ کام بھی کرتے ہو یا نہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی لوگ متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو فرض کیا گیا، تحریر کیا گیا تم پر، قصاص مقتولوں کے بارے میں، آزاد آزاد کے بدلے

وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی ؕ فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ

اور غلام کے بدلے غلام اور عورت، عورت کے بدلے، پس جس کو معاف کر دیا گیا اسکے بھائی کی طرف سے کچھ حصہ پس پیچھا کرے

فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ

اچھے طریق سے اور اس کو ادا کرے عمدگی کے ساتھ، یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی ہے

فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ

پس جس نے تجاوز کیا اس کے بعد پس اس کے واسطے عذاب ہے دردناک۔ اور تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے

یّٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَیۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ

اے عقل مندو! تاکہ تم بچ جاؤ۔ لکھی گئی تم پر جس وقت حاضر ہو تم میں سے کسی پر موت اگر چھوڑا اس نے مال وصیت لکھی گئی ماں

اِنۡ تَرَكَ خَیۡرَا ۖۚ الۡوَصِیَّةُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ

باپ کے واسطے وصیت کرے اور قریبی رشتہ داروں کے لیے اچھے طریقے کے ساتھ یہ حق ہے متقیوں کے لیے۔

فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس جس نے بدل دیا اس وصیت کو بعد اس کے کہ اس نے اس کو سن لیا تھا، لوگوں پر ہے جو اس کو بدلتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ

سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۸۱﴾ؕ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ

سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ پس جس نے خوف کیا وصیت کرنے والے سے کج روی کا یا گناہ کا، پس اس نے اصلاح کی ان

بَیۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ؑ ع۲۲

کے درمیان، پس اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡقِصَاصُ: قتل کا بدلہ، اَلۡقَتۡلٰی: مقتول، اَلۡحُرُّ: آزاد، اَلۡعَبۡدُ: غلام، اَلۡاُنۡثٰی: عورت، اِتِّبَاعٌ: حکم ماننا، اَلۡمَعۡرُوۡفِ: نرم بات، اَدَآءٌ: حق کا ایک دم پورا دینا، تَخۡفِیۡفٌ: آسانی کرنا، اُوۡلِی: والے، تَرَكَ: اس نے چھوڑا، اَلۡاَقۡرَبِیۡنَ: نہایت قریب کے رشتہ دار، حَقًّا: درست، بَدَّلَهٗ: اس کو تبدیل کر دیا، اِثۡمُهٗ: اس کا گناہ، یُبَدِّلُوۡنَهٗ: وہ اسے تبدیل کرتے ہیں، خَافَ: خوف زدہ ہوا، مُّوۡصٍ: وصیت کرنے والا، جَنَفًا: طرف داری، اَصۡلَحَ: اس نے اصلاح کی۔

ربط:

سابقہ آیات میں رشتہ داریوں اور معاشرتی حقوق وفرائض کا ذکر تھا ان آیات میں بھی معاشرتی حقوق میں سے دو

اہم امور قصاص ودیت کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ نیز وصیت کے متعلق ابتدائی احکامات کا بیان ہے۔

(اہم نکات) قصاص کے کچھ مسائل:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ

قَتْلٰی قَتِیْلٌ کی جمع ہے بمعنی مقتول کے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حر (آزاد) کو عبد (غلام) کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبد کے بدلے قصاص میں حر کو قتل کیا جائیگا۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ جو شافعی المسلک ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ حر کو عبد کے بدلے قصاص میں قتل کرنا چاہیے۔ زمانہ جاہلیت میں اگر کسی بڑے خاندان کے غلام کو کوئی چھوٹے خاندان والے قتل کردیتے تو بڑے خاندان والے قصاص میں اس کے دو غلاموں کو یا ایک حر کو قتل کرتے یعنی زیادتی کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غلام کے بدلے غلام قتل کیا جائیگا تو اس سے خود بخود دو غلاموں اور حر کی نفی ہوگئی۔

مطلب یہ ہے کہ جو قتل کرے اسی کو قتل کیا جائے۔ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ والی آیت تقابل اَلْاَحَدُ بِالْاَحَدِ، وَالْاِثْنَیْنِ بِالْاِثْنَیْنِ پر محمول کیا ہے کہ ایک کے بدلے ایک اور دو کے بدلے دو کو قتل کیا جائیگا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

فَمَنِ اعْتَدٰی، سو جس نے تجاوز کیا اور تجاوز من الجانبین ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ مقتول کے ورثاء نے دیت لی معاف کردیا۔ اس کے بعد قاتل کو بھی قتل کردیا۔

دوسرا یہ کہ قاتل کی طرف سے زیادتی ہو وہ یوں کہ پہلے مقتول کے ورثاء کے پیچھے لگے رہے کہ ہمیں معاف کرو دیت دے رہے ہیں پھر جب ان کو معاف کیا پھر دیت ادا کرنے میں وہ ٹال مٹول کرتے ہیں۔

(تفسیری نکات) قصاص میں زندگی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فرض کیا گیا تمہارے اوپر قصاص۔ اور قصاص کا معنٰی ہے بدلہ فِی الْقَتْلٰی، قَتْلٰی، قتیل کی جمع ہے۔ مقتولوں کے بارے میں کہ جس نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ آزاد آزاد کے بدلے وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ غلام غلام کے بدلے وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی اور عورت عورت کے بدلے میں قتل کیا جائے۔ فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ پس جس کو معاف کر

دیا گیا اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ پس پیچھے پڑنا ہے عمدگی کے ساتھ۔ مثال کے طور پر وارثوں نے کہا کہ ہم قصاص نہیں لینا چاہتے ہمیں تم دیت دے دو۔ تو فرمایا کہ اگر معافی مل گئی قصاص سے تو پیچھے پڑھنا ہے عمدگی کے ساتھ کہ یہ جو رقم تم نے لینی ہے تو لیتے وقت تم سختی نہ کرو اور ادا کرنے والا وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ وہ بھی عمدگی کے ساتھ ادا کرے ٹال مٹول نہ کرے۔ وعدے کے مطابق ادا کر دے تا کہ بات آگے نہ بڑھے ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف ہے وَرَحْمَةٌ اور تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ پس جس نے تجاوز کیا اس کے بعد فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پس اس کے واسطے عذاب ہوگا دردناک۔ اس واسطے کہ قاتل سے دیت بھی لے لی اور پھر اس کو قتل بھی کر دیا یہ اس کی زیادتی ہے۔ یا جس نے دیت اپنے ذمہ لی ہے وہ اس میں ان کو پریشان کرتا ہے دیت نہیں دیتا ٹال مٹول کرتا ہے یہ بھی زیادتی ہے۔ تو جو بھی زیادتی کرے گا فرمایا اس کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ اور تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو! لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم قتل سے بچو۔

وصیت کے احکام:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تم پر لکھا گیا ہے، فرض کیا گیا ہے کہ جس وقت تم میں سے کسی پر موت کا وقت آئے اِنْ تَرَكَ خَيْرَ خیر سے مراد مال ہے۔ یعنی اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو الْوَصِيَّةُ تو لکھی گئی ہے وصیت۔ اور وصیت کس کے حق میں کرنی ہے؟ فرمایا لِلْوَالِدَيْنِ کہ میری ماں کو اس مال میں سے اتنا دے دینا اور باپ کو اتنا دے دینا وَالْاَقْرَبِيْنَ اور جتنے شرعی وارث ہیں فلاں کو اتنا دینا اور فلاں کو اتنا دے دینا۔ اور اب وارثت کا حکم نازل ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود متعین کر دیا ہے بِالْمَعْرُوْفِ اچھے طریقے سے۔

ان آیات کے متعلق اہم بات:

یہاں جو وصیت کا حکم بیان ہوا ہے یہ حکم پہلے تھا اب منسوخ ہو چکا ہے اس وقت وارثت کے احکامات نافذ نہیں ہوئے تھے۔ چوتھے پارے میں سورۃ النساء کے اندر وراثت کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں کہ مرنے والے کے باپ کا یہ حق ہے، ماں کا یہ حق ہے، بیوی کا یہ حق ہے، بیٹے کا یہ حق ہے، بیٹیوں کا یہ حق ہے۔ اب حکم یہ ہے کہ لَا وَصِيَّةَ لِلْوَارِثِ پہلے وراثت کے حق میں آدمی وصیت کر سکتا تھا اب نہیں کر سکتا یا پہلے غیر وارث کو وصیت کر سکتا ہے مگر اب اپنی جائیداد وغیرہ کے تیسرے حصے کی وصیت کر سکتا ہے۔ چاہے وہ منقولہ ہو چاہے غیر منقولہ باقی دو حصے وارثوں کے ہیں۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ یہ پرہیزگاروں کے ذمہ اس وقت لازم تھا۔

وصیت پر عمل نہ کرنا یا تبدیل کرنا گناہ ہے:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ پس جس نے وصیت کو بدل دیا بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ بعد اس کے کہ اس نے اس بات کو سن لیا فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ پس پختہ بات ہے کہ اس کا گناہ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اس کو بدل دیا۔ مثلاً: وصیت کرنے والے نے وصیت کی کہ یہ رقم تم نے مسجد یا دینی مدرسہ پر لگانی ہے لیکن پچھلوں نے مشورہ کیا کہ ہماری گلی خراب ہے اس پر لگا دو یا ہمارا راستہ بڑا خراب ہے اس پر لگا دو یا بیت الخلاء کی ضرورت ہے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اس پر لگا دو اس کے مجاز نہیں ہیں۔ یعنی اس نے جو وصیت کی ہے اس کو بدلنے کے مجاز نہیں ہیں۔ مسجد کا کہا ہے تو مسجد میں لگاؤ، دینی مدرسہ کا کہا ہے تو دینی مدرسہ پر لگاؤ، قبرستان کے لیے وصیت کی ہے تو قبرستان میں لگاؤ، یتیم خانے کے لیے کہا ہے تو یتیم خانے میں لگاؤ۔ جو جائز کام اس نے کہے ہیں تم ان کو بدلنے کے مجاز نہیں ہو۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ پس جس نے اس وصیت کو بدلا بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ بعد اس کے کہ اس نے سن لی تھی فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ تو بے شک اس کا گناہ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ان لوگوں کے ذمے ہے جنہوں نے اس کو بدلا ہے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے عَلِيْمٌ اور تمہارے ارادوں کو بھی جانتا ہے

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا پس جس نے خوف کیا وصیت کرنے والے سے کج روی کا۔ مثلاً: جہالت کی وجہ سے تیسرے حصہ سے زائد میں وصیت کر گیا اَوْ اِثْمًا یا گناہ کی وصیت کی فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پس وہ جس غلط کام کی وصیت کی یہ تیسرے حصہ سے زائد کی وصیت کی گئی ہے وہ ان کے درمیان اصلاح کر دے یعنی رقم کو اچھی جگہ پر خرچ کر دے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لکھے اور فرض کیے گئے تم پر روزے جیسے لکھے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ

تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ دن ہیں گنتی کے پس جو شخص تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو پس گنتی پوری کرے دوسرے دنوں سے

اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے فدیہ ہے۔ ایک مسکین کی خوراک کا، پس جو شخص خوشی کے ساتھ کرے نیکی،

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ

پس وہ اس کے لیے بہتر ہے اور یہ کہ تم خود روزہ رکھو تمہارے واسطے بہتر ہے اگر ہو تم جانتے۔ مہینہ رمضان کا وہ ہے جس میں

اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

نازل کیا گیا قرآن، جو ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں اور حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ

پس جو شخص تم میں سے اس مہینے میں گھر میں حاضر ہو پس اس کو روزے رکھنے چاہئیں اور جو شخص بیمار ہے یا سفر پر ہے پس گنتی ہے

اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ

دوسرے دنوں کی۔ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں آسانی کا اور تاکہ تم پوری کرو گنتی، اور تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

کی ان نعمتوں پر جو رب نے تمہیں نصیب فرمائیں، ہدایت دی اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصِّيَامُ: روزے، مَّعْدُوْدٰتٍ: گنتی کے، مَرِيْضًا: مریض، اُخَرَ: بعد کے، يُطِيْقُوْنَهٗ: طاقت رکھتے ہوں، فِدْيَةٌ: بدلہ، شَهْرُ: مہینہ، شَهِدَ: اس نے گواہی دی، يُرِيْدُ: وہ ارادہ کرتا ہے، اَلْعُسْرَ: مشکل، لِتُكْمِلُوْا: تاکہ تم کو پورا کرو، هَدٰىكُمْ: اس نے تمہیں ہدایت دی۔

ربط:

اوپر تقوی کی اقسام بیان کیں اب ان آیات میں رمضان کے روزوں کا ذکر ہے اور رمضان کے روزے بھی تقویٰ کی اقسام میں داخل ہیں۔

(اہم نکات) منکرین حدیث کا لغو اعتراض اور اس کا جواب:

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ ایام جمع قلت ہے جس کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزے دس سے کم ہیں۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ① قرآنی جواب یہ ہے کہ "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" یعنی پس جو پائے یہ مہینہ تو وہ اس ماہ کے روزے رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے پورا ایک مہینہ ہے۔

② رضی شارح الکافیہ نے تصریح کی ہے کہ بہت سے مقامات پر جمع قلت جمع کثرت کے معنی میں آتا ہے۔ رضی نحویت کے اعتبار سے امام ہے لیکن ہے غالی شیعہ۔

مریض روزہ کب چھوڑ سکتا ہے؟

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا

اس سے مراد وہ مریض ہے جو خود نفی (ترک صوم) کا فیصلہ کرے فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی وہ مریض خود سمجھتا ہے کہ میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔ البتہ ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ ترک کرنے کیلئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ ① ایک یہ کہ جو ڈاکٹر روزہ نہ رکھنے کا حکم کرتا ہے وہ خود مسلمان ہو ② صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔ ③ ڈاکٹر ماہر فن ہو۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ

اس میں تین تفسیریں ہیں۔

① ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا کہ چاہے روزہ رکھے یا فدیہ دے دیں بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا اور "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" یہ ناسخ ہے۔

② دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہاں لا محذوف ہے اَیْ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ.

③ تیسری تفسیر یہ ہے کہ لا مقدر نہیں بلکہ یہاں باب افعال کا ہمزہ سلب کیلئے ہے جیسا کہ کہتے ہیں "مَنْ اَكْرَمَ مُحَمَّدًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ أَبْغَضَ مُحَمَّدًا فَهُوَ كَافِرٌ" کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھی وہ ایمان والا ہے اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (نعوذ باللہ) بغض رکھا وہ کافر ہے۔

(تفسیری نکات) رمضان کے روزوں کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جو عبادات لازم کی ہیں ان میں سے ایک روزہ بھی ہے۔ رمضان المبارک کے روزے ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر ہیں جو تندرست ہو اور گھر میں مقیم ہو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو خطاب فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو كُتِبَ عَلَيْكُمْ تحریر کیے گئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیے گئے تم پر الصِّيَامُ روزے۔ روزہ فرض ہے اور جو شخص رمضان کے روزے کا انکار کرے وہ پکا کافر ہے۔ اور روزے کو تسلیم کرتے ہوئے نہیں رکھتا تو گناہ گار ہے۔ اور اسی طرح تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جیسے ان لوگوں پر فرض کیے گئے جو تم سے پہلے تھے۔ تفصیل تو ہمیں معلوم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد واضح کرتا ہے کہ پہلے لوگوں پر بھی روزے تھے، کسی پر کم اور کسی پر زیادہ۔ یہ روزے تم پر کیوں فرض کیے گئے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی، پرہیز گار بن جاؤ۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یہ روزے تمہارے واسطے گنتی کے دن ہیں۔ انتیس یا تیس دن ہوں گے، نہ اٹھائیس کا مہینہ ہوتا ہے اور نہ اکتیس کا۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو۔

بیماری کی تشخیص کون سا ڈاکٹر یا حکیم کرے گا؟

ایسا بیمار ہو کہ جس کے بارے میں حکیم اور ڈاکٹر یہ کہیں کہ اس بیماری میں اس کے لیے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ اور حکماء اور ڈاکٹروں کے لیے تین شرطیں ہیں:

① ......حکیم اور ڈاکٹر مسلمان ہوں غیر مسلم ڈاکٹر اور حکیم کی بات شرعی طور پر حجت نہیں ہے۔

② ......حکیم اور ڈاکٹر خود نماز اور روزے کے پابند ہوں، فاسق کی بات شرعاً حجت نہیں ہے۔

③ ......حکیم اور ڈاکٹر مستند ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ باپ دادا کی شیشیاں اکٹھی کر کے حکیم، ڈاکٹر بن گیا ہو۔

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا کوئی شخص سفر پر ہو۔ سفر سے مراد شرعی طور پر سفر ہے جس کی مسافت اڑتالیس میل ہے چاہے وہ سفر بس کا ہو، کار کا ہو، ریل گاڑی کا ہو یا ہوائی جہاز کا ہو۔ لیکن سفر میں مسافر روزہ رکھ سکتا ہے تو بہتر ہے کیوں کہ اس کی اجازت ہے ایسا نہیں ہے کہ مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا فرض ہے۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اگر سفر پر ہے یا بیمار ہے تو اس کو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی پڑے گی۔ رمضان کریم کے بعد جب تندرست ہو جائے یا مسافر سفر سے واپس آجائے تو جتنے روزے چھوڑے ہیں اتنے دن روزے رکھے اور جتنے روزے رہ گئے ہیں مسلسل بھی رکھ سکتا ہے اور الگ الگ کر کے بھی، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ایک مسکین کی خوراک ہے۔ اگر کوئی آدمی یا عورت زیادہ بوڑھے ہیں، وہ روزہ نہیں رکھ سکتے، وہ ایک مسکین کو شام کے وقت اور سحری کے وقت کھانا کھلا دیں جیسا خود کھاتے ہیں اور اگر کچا راشن دینا چاہیں تو اتنا دیں کہ وہ ہر مسکین کی خوراک بن سکے۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا پس جس نے دل کھول کر نیکی کی کہ ایک کی جگہ دو کو کھانا کھلایا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس وہ اس کے لیے بہتر ہے۔ یا تھوڑی رقم کی جگہ زیادہ دے دی تا کہ فراخی سے وہ کھائے تو بہت اچھا ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور یہ کہ تم خود روزہ رکھو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر طاقت ہو اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو۔

رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ رمضان کا مہینہ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں قرآن کریم اتارا گیا ہے۔ قرآن کریم رمضان کریم کی آخری راتوں میں سے جو طاق رات ہے اس میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک مقام ہے جس کا نام بیت العزت اور بیت العظمت ہے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں مکمل قرآن پاک نازل فرمایا۔

یہاں پر نزول سے مراد یہ ہے۔ پھر اس بیت العزت اور بیت العظمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر تیئس سالوں میں نازل ہوتا رہا هُدًى لِّلنَّاسِ یہ قرآن پاک لوگوں کے لیے ہدایت ہے مگر وہ شخص کہ جو خالی الذہن ہو یعنی حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت اُس میں موجود ہو اور اگر دوسری چیزوں سے (دیگر گندے اور فاسد خیالات سے) دماغ بھرا ہوا ہو تو پھر مشکل ہے۔ یہ اس طرح سمجھو کہ پیالہ خالی ہے اس میں تم ہیرے اور موتی ڈالو گے تو اُس میں آئیں گے۔ اور اگر پیالہ خشک گوبر سے بھرا ہوا ہو تو موتی نیچے گر جائیں گے۔ معاف کرنا ہمارے دل اس وقت گناہوں کے گوبر سے بھرے ہوئے ہیں اس واسطے صحیح بات ہمارے برتن میں نہیں آتی، نیچے گر جاتی ہے۔ اگر ہمارے برتن خالی ہوں تو پھر یہ موتی ضرور اس میں آسکتے ہیں۔ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى اور ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں وَالْفُرْقَانِ اور یہ قرآن پاک حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔

رمضان کے روزوں کی فرضیت:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ پس جو شخص تم میں سے اس مہینے میں گھر میں موجود ہو فَلْيَصُمْهُ اس کو روزہ رکھنا چاہیے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اور جو بیمار ہے اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ پس وہ گنتی پوری کرے دوسرے دنوں کی، جتنے روزے سفر میں یا بیماری میں چھوڑے ہیں اتنے اس کو رکھنے پڑیں گے۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ دیکھو! یہ کتنی آسانی ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ چاہے بیمار ہو روزے رکھو۔ اسی طرح سفر میں بھی اجازت دی ہے کہ روزہ نہ رکھنا چاہو تو دوسرے دنوں میں پورا کرلو۔ اگر تنگی کا حکم دیتا تو فرماتا چاہے جو مرضی ہو روزہ رکھو وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی عبادت لازم نہیں فرمائی کہ جس میں تم تنگی محسوس کرو وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ یہ دوسرے دنوں میں روزہ قضا کرنے کا حکم اس واسطے ہے تاکہ تم روزوں کی گنتی پوری کرو۔ جتنے روزے تم نے بیماری یا سفر میں چھوڑے ہیں وہ رکھ لو تاکہ تمہارے روزے انتیس یا تیس پورے ہو جائیں وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ظاہری باطنی تکلیفیں دور فرمائی ہیں اور تمہیں ہدایت نصیب فرائی ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

اور جب پوچھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بندے میرے بارے میں، پس بے شک میں قریب ہوں، میں قبول کرتا ہوں

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تاکہ وہ سیدھی راہ پر آجائیں۔

إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں بے پردہ ہونا اپنی بیویوں کے ساتھ، وہ لباس ہیں تمہارا اور تم لباس ہو ان کا،

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا

اللہ تعالیٰ جانتا ہے بے شک تم خیانت کرتے ہو اپنی جانوں پر، رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر اور درگزر کر دیا تم سے، پس اب تم

مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ

مباشرت کرو ان سے اور تلاش کرو اس چیز کو جو لکھ دی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے، اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ نمایاں ہو جائے

الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ

تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے فجر سے، پھر پورا کرو تم روزے کو رات تک اور تم مباشرت نہ کرو ان عورتوں سے

وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ

جب ہو تم اعتکاف بیٹھنے والے مساجد میں، یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں پس تم ان کے قریب نہ جاؤ۔ اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے

اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا

اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے واسطے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ اور نہ کھاؤ تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے،

بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ ع ۲۳

اور نہ لے جاؤ تم وہ مال حاکموں کے پاس تاکہ کھاؤ تم کچھ حصہ لوگوں کے مالوں میں سے ناحق طور پر حالانکہ تم جانتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَاَلَكَ: تجھ سے پوچھے، عِبَادِیْ: میرے بندے، دَعَانِ: اس نے مجھ کو پکارا، يَسْتَجِيْبُوْا: وہ میرا حکم قبول کریں، يَرْشُدُوْنَ: وہ سیدھے راستے پر آجائیں، اُحِلَّ: حلال کر دیا گیا، اَلرَّفَثُ: ملاقاتِ خاص، عَفَا: اس نے معاف کیا، كَتَبَ: اس نے مقدر کیا، يَتَبَيَّنَ: وہ ظاہر ہو جائے، اَلْخَيْطُ: دھاگا، اَلْاَبْيَضُ: سفید، اَلْاَسْوَدُ: کالا، اَتِمُّوْا: تم پورا کرو، عٰكِفُوْنَ: اعتکاف کرنے والے، حُدُوْدُ: قانون، فَلَا تَقْرَبُوْهَا: پس تم ان کے قریب نہ جاؤ، يَتَّقُوْنَ: وہ بچتے ہیں، اَلْحُكَّامِ: فیصلہ کرنے والے۔

ربط:

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ (مراد ہیں امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ) نے از خود یہ ربط بیان فرمایا ہے کہ میں نے کہیں یہ دیکھا نہیں میرے نزدیک اس کا ربط یوں ہے کہ ماقبل میں روزوں کا حکم تھا ان آیات میں یہ حکم ہے کہ ذکر میں آہستہ کرو نہ کہ زور سے۔

تفسیر درمنثور اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ہمارا رب قریب ہے یا دور اگر قریب ہے تو آہستہ سے پکاریں اور اگر دور ہے تو زور سے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارا رب قریب ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ربط کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی رمضان المبارک کے متعلق بعض احکام میں نرمی اور سہولت کا ذکر ہے اور اس کے بعد بھی اسی کا ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر توجہ اور مہربانی فرماتا ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے اور دعا کو قبول کرنے کا ذکر فرمایا۔ رمضان المبارک میں بندوں کے نیک اعمال اور دعاؤں کی طرف توجہ عام حالات کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے اس لیے یہاں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اتنا قریب ہے کہ اس کو جب بھی پکارو وہ تمہاری دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

(تفسیری نکات) اللہ تعالیٰ کو کس طرح پکارا جائے:

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دیہاتی نے پوچھا ''اَقَرِيْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيْهِ'' کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس کو آہستہ پکاریں ''اَمْ بَعِيْدٌ فَنُنَادِيْهِ'' یا دور ہے کہ ہم اس کو زور زور سے پکاریں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بندے پوچھیں میرے بارے میں فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ پس بے شک میں قریب ہوں۔ قریب کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور علم وقدرت کے لحاظ سے قریب ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ الطلاق کے آخر میں ہے وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا بے شک اللہ تعالیٰ نے علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور بلندی پر چڑھتے اور ڈھلوان میں اُترتے اور کسی وادی میں اُترتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب آئے اور فرمایا لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو ''فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ عُمْيًا

وَّلَا غَائِبًا '' اس لیے کہ تم کسی بہرے اور غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو ''اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا '' بلکہ تم تو سمیع اور بصیر ذات کو پکار رہے ہو '' اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ '' بے شک وہ ذات جس کو تم پکار رہے ہو وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔اور سورۃ ق میں ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ذات اور صفات ہر لحاظ سے قریب ہے۔

قبولیت دعا کس طرح ممکن ہے؟

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے۔دعا کی قبولیت کے لیے جن باتوں کا ہونا ضروری ہے اگر آدمی نے ان کو پورا کیا تو ایسے آدمی کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔

[۱]...... ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ آدمی حلال رزق کھائے اور حرام کے قریب بھی نہ جائے۔

[۲]...... اور دوسری بات یہ ہے کہ آدمی گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

[۳]...... تیسری بات یہ ہے کہ آدمی پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ دعا کرے۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ پس چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں۔اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ بندے اپنی دعاؤں کی قبولیت کی درخواست مجھ سے کریں اس لیے کہ ان کی دعاؤں کو قبول کرنے والا میرے سوا کون ہوسکتا ہے۔اور ایک مطلب یہ ہے کہ جیسے میں ہر وقت ان بندوں کی دعا قبول کرتا ہوں تو بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری عبادت کریں اور میرا حکم ماننے سے اعراض نہ کریں بلکہ وہ میرا حکم مانیں۔ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ اور چاہیے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ تاکہ وہ سیدھی راہ پر آجائیں۔سیدھی راہ پر آدمی اس صورت میں آسکتا ہے جب اللہ پر ایمان رکھے اور ہر مشکل میں اسی کو پکارے اور اُس کے احکام مان کر زندگی گزارے۔

رمضان المبارک میں بیویوں سے مباشرت کی اجازت:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ حلال کردیا گیا ہے تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا یعنی ہم بستری کرنا۔ابتداء اسلام میں قانون یہ تھا کہ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری کرنا منع تھا۔مسند احمد میں روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب تک سوتے نہیں تھے اس وقت تک کھاتے پیتے اور بیویوں سے ہم بستری کرتے تھے اور جب کوئی سو جاتا تو پھر یہ چیزیں اس کے لیے منع تھیں۔اسی دور میں انصار میں سے ایک آدمی حضرت حرمتہ بن قیس رضی اللہ عنہ کاشت کار تھے۔وہ کام کاج سے تھکے ماندے افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے کہا کیا کچھ کھانے کو ہے؟ بیوی نے کہا تیار تو نہیں البتہ میں کچھ انتظام کرتی

ہوں۔ جب بیوی کھانا تیار کر کے لائی تو دیکھا کہ شوہر کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ ان کو سویا ہوا دیکھ کر بیوی پریشان ہو گئی اور ان کو بغیر کچھ کھائے پیے اگلے دن کا روزہ رکھنا پڑا۔ جب آدھا دن گزرا تو کمزوری کی وجہ سے ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس واقعہ کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ حکم نازل ہوا کہ تم فجر طلوع ہونے سے قبل تک کھا پی سکتے ہو۔ اور بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کے روزوں کا حکم ہوا تو سارا رمضان بیویوں سے ہم بستری منع تھی مگر کچھ لوگ برداشت نہ کر سکے اور رات کو بیویوں کے پاس چلے گئے اور اپنے آپ سے خیانت کر بیٹھے تو پھر آیت کا یہ حصہ نازل ہوا: عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس کارروائی کو معاف کر دیا اور تم پر رجوع فرمایا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے جماع کرنا اپنی عورتوں سے روزوں کی راتوں میں۔ الرَّفَثُ یہ کنایہ ہے جماع سے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنے آپ کے ساتھ خیانت کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تم پر رجوع کیا اور تم سے درگزر کر دیا۔

سحری کے اوقات کا تعین:

رمضان المبارک میں رات کو اپنی بیویوں کے پاس جانے کی پابندی کے باوجود بعض لوگ برداشت نہ کر سکے اور بیویوں سے ہم بستری کر بیٹھے۔ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ پس اب تم ان عورتوں سے مباشرت کر سکتے ہو اور تلاش کرو اس کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ میاں بیوی کا مقصد ہم بستری سے صرف شہوت کا پورا کرنا ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ مقصد نسلِ انسانی کی بقاء اور اولاد ہونی چاہیے وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے فجر سے۔ یعنی فجر طلوع ہو جائے۔ ابتداء میں مِنَ الْفَجْرِ کا جملہ نازل نہیں ہوا تھا تو بخاری شریف وغیرہ کی روایات میں ہے کہ بعض حضرات نے اپنی ٹانگوں سے سفید اور کالا دھاگا باندھ رکھا تھا اور پھر رات کو دیکھتے رہتے کہ دونوں دھاگوں میں فرق ظاہر ہوتا ہے یا نہیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ تو میں نے اپنے تکیے کے نیچے کالا اور سفید دھاگا رکھ لیا اور رات کو دیکھتا رہتا اور جب تک ان

دونوں میں فرق نمایاں نہ ہوتا تو میں کھاتا پیتا رہتا۔ پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا تکیہ تو بڑا لمبا چوڑا ہے۔ ان دھاگوں سے مراد ظاہری دھاگے نہیں بلکہ کالے دھاگے سے مراد رات کی سیاہی اور سفید دھاگے سے مراد صبح کی سفیدی ہے۔ اور پھر مِنَ الْفَجْرِ کا جملہ نازل ہوا کہ رات کی تاریکی سے دن کی سفیدی واضح ہو جائے۔ اور یہ صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے۔ تو اب اس وقت تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت ہے خواہ رمضان کا روزہ افطار کر کے آدمی سو جائے یا نہ سوئے۔ ہر حال میں صبح صادق کے طلوع ہونے تک رمضان کی راتوں میں ان چیزوں کی اجازت ہے۔

قرآن کا مفہوم و مطالب حدیث کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے ہیں:

آپ غور کریں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عربی زبان کے ماہر تھے انہی کی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا اور وہ براہِ راست حضور اقدس ﷺ کے شاگرد تھے۔ اس کے باوجود کئی مقامات میں وہ قرآنی آیات کا مفہوم از خود نہ سمجھ سکے جب تک کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت نہ فرمائی۔ تو آج کے دور میں غلام احمد پرویز اور اس جیسے دیگر ملحد لوگ کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم احادیث کے بغیر ہی قرآن کریم کو سمجھ سکتے ہیں۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ پھر تم پورا کرو روزے کو رات تک۔ روزہ شروع ہونے کا وقت بتایا گیا کہ فجر طلوع ہونے تک کھا پی سکتے ہو اور جب فجر طلوع ہو جائے تو کھانا پینا منع ہے اس لیے کہ روزے کا وقت شروع ہو گیا۔ اب روزے کا آخر وقت بیان کیا جا رہا ہے کہ رات شروع ہوتے ہی روزے کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے جب سورج غروب ہو جائے۔

معتکفین مباشرت نہیں کر سکتے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ اور تم ان عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے نیت کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ مرد حضرات مسجد میں اعتکاف بیٹھیں گے اور عورتوں کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ اپنے گھر میں جگہ بنا کر اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں پس تم انؐ کے قریب نہ جاؤ۔ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ منع کردہ احکام سے روکنے میں یہ کمال مبالغہ ہے کہ ان کے قریب بھی نہ جاؤ تاکہ غفلت سے کہیں ان حدوں کو توڑ ہی نہ دو۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو لوگوں کے لیے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ احکام بیان کیے ہیں اسی طرح اپنے دیگر احکام بھی صاف اور واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ لوگ ان پر عمل کر کے پرہیزگار بن جائیں۔

باطل طریقوں سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور نہ کھاؤ تم اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے۔ پہلے اس کا ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ تو پرہیزگار بننے کے لیے حرام سے بچنا بھی ضروری ہے اس لے فرمایا کہ کسی بھی باطل اور ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ چوری، ڈاکا، رشوت، خیانت، اور سود وغیرہ سب باطل طریقے ہیں ان سے بچو۔ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ اور نہ لے جاؤ تم وہ مال حاکموں کے پاس تا کہ کھاؤ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناحق طور پر۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک فریق نے ناجائز طور پر کسی کی جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے مقدمہ دائر کر دیا اور وکیل کو فیس دے کر یا جج کو رشوت دے کر مقدمہ جیت لیا۔ تو اس قسم کی حرکت سے منع فرمایا کہ ایسا مت کرو۔ بِالْاِثْمِ سے مراد ناجائز طریقہ خواہ جھوٹی شہادت ہو یا جھوٹی قسم کے طور پر ہو یا کسی اور طریقہ سے وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ تمہاری یہ کارروائی ظالمانہ ہے۔

اگر حاکم تمہاری اس غلط کارروائی میں شریک ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم رشوت خور حاکموں کو جانتے ہوئے بھی انہی کے پاس ایسے مقدمات لے کر جاتے ہو تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ کھالو۔

اور اگر حاکم تمہاری اس کارروائی میں شریک نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم تو جانتے ہو کہ تم نے دعویٰ غلط اور ناجائز دائر کیا ہے اور حاکم تو بے خبر ہے اور اس نے تو ظاہر کے لحاظ سے فیصلہ دینا ہے اور تم جھوٹی شہادت یا جھوٹی قسم کے ساتھ اپنے دعویٰ کو حاکم کے سامنے ثابت کر دو تو اس ساری کارروائی کا وبال تم پر ہی پڑے گا اس لیے کہ تم جانتے ہو۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاندوں کے بارے میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں یہ جو چاند ہیں لوگوں کے وقت پہچاننے کے لیے اور حج

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ

کے لیے ہیں، اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم آؤ گھروں میں ان کے عقب سے نقب لگا کر، اور لیکن نیکی اس شخص کی ہے جو ڈرتا رہا

وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور آؤ تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ اور لڑو اللہ تعالیٰ کے راستے میں

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

ان لوگوں سے جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں اور تم تجاوز نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا تجاوز کرنے والوں سے،

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ

اور قتل کرو تم ان کو جس جگہ تم ان کو پاؤ اور نکالو تم ان کو جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے، اور فتنہ زیادہ سخت ہے قتل سے،

الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

اور نہ لڑو تم ان سے مسجد حرام کے پاس یہاں تک کہ وہ تم سے لڑیں اس میں، پس اگر وہ لڑیں تمہارے ساتھ پس تم ان کو قتل کرو،

فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

اسی طرح بدلہ ہے کافروں کا، پس اگر وہ کفر اور شرک سے باز آجائیں پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا

اور لڑو تم ان کے ساتھ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور ہو جائے دین اللہ تعالیٰ کا پس اگر وہ باز آجائیں،

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

پس نہیں ہے زیادتی مگر ظالموں پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسْـَٔلُوْنَكَ: وہ آپ سے سوال کرتے ہیں، اَلْاَهِلَّةِ: چاند پہلی رات کا، مَوَاقِيْتُ: وقت کی شناخت کے ذرائع، اَلْبُيُوْتَ: گھر، ظُهُوْرِهَا: ان کی پیٹھیں، اِتَّقٰى: وہ پرہیز گار رہوا، اَبْوَابِهَا: ان کے دروازے، تُفْلِحُوْنَ: تم کامیابی حاصل کرو گے، لَا تَعْتَدُوْا: تم حد سے نہ بڑھو، يُحِبُّ: وہ پسند کرتا ہے، اَخْرِجُوْهُمْ: تم انہیں نکالو، اِنْتَهَوْا: وہ رُک گئے۔

ربط:

استادگرامی حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ربط یہ ہے کہ ماقبل میں تقویٰ کا بیان تھا ان آیات میں بھی تقویٰ کا ذکر ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ یوں ربط بیان کرتے ہیں کہ پہلے رکوع میں روزے کا بیان تھا جو ارکان اسلام میں سے ہے اور اب حج کا بیان ہے دونوں کا تعلق چاند کیساتھ ہے۔

(اہم نکات) حج سے متعلق کچھ اہم امور:

قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ

مَوَاقِيْت مِيْقَات کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے وقت کے شناخت کرنے کے آلے۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

دور جاہلیت میں دستور تھا کہ جو شخص حج کیلئے جاتا تو اگر ایام حج ختم ہونے سے پہلے آجاتا تو گھر کے دروازے سے

نہ آتا بلکہ پیچھے سے کہیں دیوار سے چھلانگ لگا کر آجاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کوئی نیکی نہیں۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

عمرہ کے کسی سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین مشکلات درپیش تھیں۔

①: ایک یہ کہ ہم حالت احرام میں ہیں اگر کافروں نے حملہ کر دیا تو کیا ہم ان کو جواب دیں گے۔

②: دوسرا یہ کہ مقام حرم ہے اور حرم میں لڑائی جائز نہیں

③: تیسرا یہ کہ مہینہ حرمت کا ہے اور حرمت کے مہینوں میں لڑائی جائز نہیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ اگر وہ لوگ حملہ کریں تو تم بھی ان سے لڑائی کرو۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہ وابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتنہ سے مراد شرک ہے۔

(تفسیری نکات) چاند کے گھٹنے بڑھنے میں حکمت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتائیں کہ چاند کبھی چھوٹا ہوتا ہے کبھی بڑا ہوتا ہے، کبھی طلوع ہوتا ہے کبھی غروب ہوتا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ، اَهِلَّةِ ہلال کی جمع ہے اور ہلال کے معنیٰ ہیں چاند۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں ان چاندوں کے بارے میں کہ ہر مہینے چاند چڑھتا ہے کبھی بڑا کبھی چھوٹا ہوتا ہے یہ کیا قصہ ہے؟ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرمادیں کہ یہ وقت کی شناخت کے آلات ہیں یعنی ان کے ذریعے سے وقت کی شناخت ہوتی ہے لِلنَّاسِ لوگوں کے واسطے۔ ان کے ذریعے لوگ عبادات کے اوقات پہچانتے ہیں۔ مثلاً: روزہ ہے وہ بھی اس سے وابستہ ہے اور حج کا ذکر تو صراحتاً موجود ہے وَالْحَجِّ اور حج بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ عورتوں کی عدت بھی چاند کے حساب سے ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی قمری حساب کے سال کے مطابق ہوتی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی ایک رسم کی ممانعت:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب احرام باندھ کر گھر سے چل پڑے اور گھر میں رقم بھول گئے یا کوئی ضروری چیز، کپڑا وغیرہ بھول گئے اور کچھ سفر کرنے کے بعد یاد آیا کہ فلاں ضروری چیز بھول آیا ہوں اور لینے کے لیے واپس آتے اور احرام بھی باندھا ہوتا تو اب وہ گھر میں دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے۔ کہتے کہ ہم نے احرام باندھنے کے بعد ابھی تک طواف نہیں کیا تو ان دروازوں سے ہم کس طرح داخل ہوں؟ تو پھر وہ اس طرح کرتے کہ چوروں کی طرح عقبی جانب سے دیوار توڑ کر داخل ہوتے تھے اور اپنا

سامان لے لیتے اور چلے جاتے تھے۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک واقعہ ایک صحابی کو پیش آیا کہ کوئی چیز بھول گئے۔ کچھ سفر کرنے کے بعد یاد آیا کہ میں تو بڑی اہم چیز گھر چھوڑ آیا ہوں اور تھے بھی قافلے کے ساتھ۔ اس لیے جلدی جلدی آئے کہ قافلے سے رہ نہ جاؤں اور دروازے سے داخل ہوئے، اپنا سامان لیا اور جلدی سے واپس چلے گئے قافلے کے ساتھ مل گئے۔ محلے والوں نے اعتراض کیا کہ دیکھو دستور اور رسم کے مطابق عقبی جانب سے نہیں آیا، دروازے سے آیا ہے اور دروازے سے نکل گیا ہے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَيْسَ الْبِرُّ اور نہیں ہے نیکی بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا یہ کہ تم گھر میں عقبی جانب سے سوراخ کر کے آؤ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى لیکن نیکی ان کی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں کیوں کہ نیکی اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے میں ہے، رسم و رواج میں کوئی نیکی نہیں ہے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیابی اور فلاح پاؤ۔

حرمت والے مہینوں میں کفار سے لڑنے کی اجازت:

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ اور تم اللہ کے راستے میں ان سے لڑو جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں وَلَا تَعْتَدُوْا اور تم زیادتی نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے ساتھ نہیں لڑتے بلکہ معاہدہ کی پابندی کرتے ہیں تو تم زیادتی مت کرو۔ اسی طرح جو لوگ تمہارے ساتھ نہیں لڑتے بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ لوگ جو تمہارے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کریں ان کو مت قتل کرو اس لیے کہ یہ تمہاری جانب سے زیادتی ہوگی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں اور زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حالت احرام میں کفار سے لڑائی کی اجازت:

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور تم جہاں بھی ان کو پاؤ ان (کفار ومشرکین) کو قتل کرو اور ان کو وہاں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے اشکال کو رفع کر دیا گیا کہ اگر کفار تمہارے ساتھ کیے گئے معاہدہ کی پابندی نہ کریں اور لڑائی پر آمادہ ہو جائیں تو تمہیں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے کہ حرم کا رقبہ ہے یا حرمت والا مہینہ ہے اور احرام کی حالت ہے۔ بلکہ تمہیں اجازت ہے کہ ایسی حالت میں تم ان کو جہاں پاؤ قتل کرو خواہ حرم میں ہوں یا حرم سے باہر ہوں ہر حالت میں اجازت ہے۔ اور انہوں نے تمہیں مکہ سے نکالا ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ تم ہجرت پر مجبور ہو گئے اس لیے تمہیں بھی اجازت ہے کہ ان کو وہاں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ تفسیر روح المعانی اور تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے کہ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ یعنی جب وہ حرم کی حدود میں بیت اللہ کے اردگرد شرک سے باز نہیں آتے تو ان کا جرم بہت زیادہ ہے اور ان کو قتل کرنا تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اس لیے تمہیں ان سے لڑنے میں کوئی تامل نہیں

ہونا چاہیے۔

کفار اگر حدودِ حرم میں تم سے لڑیں تو تم بھی لڑو:

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ اور نہ لڑو تم ان کے ساتھ مسجدِ حرام کے پاس یہاں تک کہ وہ لڑیں تمہارے ساتھ اس میں۔ مومنوں کو مسجدِ حرام کے پاس کفار سے لڑنے سے منع کیا گیا کہ تم ابتداء نہ کرو البتہ اگر وہ حرم کی حدود رقبہ کی پروا کیے بغیر تم سے لڑیں تو تم بھی ان کے ساتھ لڑ سکتے ہو فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ پس اگر وہ تمہارے ساتھ لڑیں تو تم بھی ان کے ساتھ لڑو كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اسی طرح ہے سزا کافروں کی۔ اس لیے کہ کافر سزا کے بغیر باز آنے والے نہیں ہیں۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ باز آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کفر و شرک سے توبہ کرلیں اور اپنے سابق گناہوں کی معافی مانگ لیں۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور ان کافروں سے لڑائی کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین خالص اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پس اگر وہ باز آجائیں تو کوئی زیادتی نہیں ہے مگر ظالموں پر۔ عُدْوَانٌ کا معنٰی علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے کیا ہے "قتل کی سزا"۔ تو اس لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ اگر یہ لوگ کفر و شرک اور مسلمانوں سے لڑائی وغیرہ سے باز آجائیں تو ان کو قتل کی سزا نہ دو۔ اس لیے کہ قتل کی سزا تو ان لوگوں پر ہے جو ظالم ہیں اور اپنے کفر و شرک اور دیگر بُرے عقائد پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور جب یہ لوگ ان باتوں سے باز آجائیں تو ظالم نہ رہے۔ اس لیے ان کو جہاد کے ذریعہ سے قتل کی سزا بھی نہ دو۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

عزت والا مہینہ عزت والے مہینہ کے بدلے ہے اور ساری عزت والی چیزیں بدلے کی چیزیں ہیں پس جو شخص زیادتی کرے

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

تم پر پس تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے زیادتی کی ہے تم پر اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ

پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ اور تم خرچ کرو اللہ کے راستے میں اور نہ ڈالو تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں اور تم نیکی کرو بے شک

وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔ اور تم پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے پس، اگر تم روک دیئے گئے تو جو آسان ہو

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ

قربانی میں سے وہ کرو، اور نہ منڈاؤ تم اپنے سروں کو یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنے حلال ہونے کی جگہ کو،

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ

پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو اپنے سر میں تو فدیہ لازم ہے روزوں سے یا صدقہ ہے یا قربانی ہے،

اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۣ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

پس جب تم امن پالو تو جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کر کے حج کے ساتھ تو جو آسان ہو قربانی میں سے وہ کرے،

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ

پس جو شخص قربانی کا جانور نہ پائے تو تین دنوں کے روزے لازم ہیں حج کے دنوں میں اور سات روزے جب تم واپس لوٹ آؤ

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ

یہ دس پورے ہو گئے، یہ حکم اس کے لیے ہے کہ نہ رہتے ہوں اس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب، اور تم ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ ع ٢٤ ٨

سے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْحُرُمٰتُ: بزرگیاں، فَاعْتَدُوْا: پس تم زیادتی کرو، اِعْلَمُوْا: تمہیں علم ہو، اَنْفِقُوْا: تم خرچ کرو، لَاتُلْقُوْا: تم مت ڈالو، اَيْدِيْكُمْ: تمہارے ہاتھ، اَحْسِنُوْا: تم نیکی کرو، اُحْصِرْتُمْ: تم روکے گئے، اِسْتَيْسَرَ: آسان ہوا، لَاتَحْلِقُوْا: تم نہ منڈاؤ، رُءُوْسَكُمْ: تمہارے (اپنے)، يَبْلُغَ: وہ پہنچ جائے، اَلْهَدْيُ: قربانی کا جانور، مَحِلَّهٗ: اس (قربانی) کے حلال ہونے کی جگہ، اَذًى: اذیت، رَّاْسِهٖ: اس کا سر، نُسُكٍ: قربانی، اَمِنْتُمْ: تم مطمئن ہوئے، تَمَتَّعَ: اس نے فائدہ اٹھایا، لَمْ يَجِدْ: اس نے نہیں پایا، حَاضِرِي: باشندے۔

ربط:

پہلے قتال وجہاد کا ذکر تھا اور قتال بغیر اسلحہ کے نہیں ہو سکتا اس لئے فرمایا کہ مال خرچ کریں اور ہتھیار خریدیں۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ یہاں سے حج کا ذکر ہے۔

وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِذَا رَجَعْتُمْ اِلٰی اَوْطَانِکُمْ یعنی رَجَعْتُمْ سے مراد جب اپنے وطنوں میں پہنچ جائیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِذَا رَجَعْتُمْ مِنْ اَفْعَالِ الْحَجِّ یعنی رَجَعْتُمْ سے مراد جب ارکان حج سے فراغت ہو جائے۔

(تفسیری نکات) حرمت والے مہینوں میں کفار سے لڑائی کی اجازت:

تفسیر کبیر اور تفسیر مدارک وغیرہ میں مذکور ہے کہ حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی پہلے اجازت نہیں تھی مگر بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔ اس لیے اب ان مہینوں میں بھی کافروں کے ساتھ لڑائی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ عزت والا مہینہ عزت والے مہینہ کے بدلے ہے۔ یعنی اگر گزشتہ سال مشرکین نے عزت والے مہینہ کا کچھ لحاظ نہیں رکھا اور نہ ہی انہوں نے تمہارے احرام اور حرمِ مکہ کا لحاظ رکھا اور تمہارے ساتھ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے تو اس وقت ان سے درگزر کیا گیا مگر اب ایسا نہیں ہے بلکہ اگر وہ تمہارا راستہ روکیں تو تم انکا مقابلہ کرو۔ وہ حرمت والے مہینے کا احترام نہیں کرتے تو تمہیں بھی جوابی کارروائی پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ کہ حرمت والی تمام چیزیں بدلے کی چیزیں ہیں کہ اگر کافر ان کی عزت کا لحاظ نہیں رکھتے تو بدلے میں تم بھی اس کی پروانہ کرو بلکہ ان کو سزا دینے کے لیے ان کا مقابلہ کرو۔ آگے فرمایا فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ پس حرم کے احاطہ میں حرمت والے مہینہ میں جب کہ تم احرام کی حالت میں ہو اس حال میں جو شخص تم پر زیادتی کرے اور تم سے لڑائی پر آمادہ ہو فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ تم سے اس کے احکامات کی مخالفت نہ ہو جائے۔ نہ تو تم احرام کی حالت میں اور حرمِ مکہ میں اور عزت والے مہینوں میں ان مشرکین سے لڑائی میں پہل کرو اور نہ ہی ان کو حد سے زیادہ سزا دو بلکہ اللہ سے ڈرتے رہو اور وہی کچھ کرو جو کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ شرعی احکام کی پابندی کرنے والے ہی متقین ہوتے ہیں اور اللہ کی رضا انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اور اس کی مدد انہی کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کا حکم:

جہاد میں اخراجات بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ مال و دولت کے بغیر عالم اسباب میں جہاد ہو ہی نہیں سکتا اس لیے حکم دیا گیا وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ اور خرچ کرو تم اللہ کے راستے میں اور نہ ڈالو اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں۔ کتب تفاسیر میں اس آیت کی دو طرح سے تفسیر کی گئی ہے۔

(اوّل): بِاَیْدِیْکُمْ بِاَنْفُسِکُمْ کے معنیٰ میں ہے۔ اس لحاظ سے معنیٰ یہ ہوگا کہ جہاد کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ہلاکت

میں نہ ڈالو۔ اس لیے کہ جب تم جہاد کو چھوڑ و گے تو کافر تم پر غالب آ جائیں گے اور وہ غالب آ کر تمہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اسی طرح تفسیروں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اصل میں ہے لَا تُلۡقُوۡا بِاَنۡفُسِکُمۡ بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّهۡلُكَةِ کہ تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ کر خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان پیدا نہ کرو۔

(دوم): دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو۔ اگر نہیں کرو گے تو پھر ہلاکت میں پڑو گے۔ اس لیے کہ جب اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرو گے تو عالم اسباب میں اسلحہ کہاں سے آئے گا اور مجاہدین کی خوراک وغیرہ کا انتظام کیسے ہوگا؟ جب یہ نہیں ہوگا تو جہاد نہیں کر سکو گے اور ہلاکت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

وَاَحۡسِنُوۡا اور تم احسان کرو۔ احسان عبادات میں بھی کرو اور معاملات میں بھی۔ عبادات میں احسان یہ ہے کہ انتہائی خشوع اور عاجزی سے عبادات کرو جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے۔ اور معاملات میں احسان یہ ہے کہ قرابت داروں، مسکینوں، محتاجوں اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حج اور عمرہ کے احکام:

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ اور تم پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اس رکوع کی ابتداء میں ذکر تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ یہ اوقات ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے۔ اب یہاں سے حج اور عمرہ کے کچھ مسائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ حج کے پانچ دن ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذوالحجہ ہیں۔ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور ان پانچ دنوں کے علاوہ سارا سال عمرہ کرنا جائز ہے اور رمضان میں عمرے کا ثواب زیادہ ہے۔ اب اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر کسی نے حج یا عمرے کا احرام باندھ لیا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کو پورا کرے ادھورا نہ چھوڑے۔ اس لیے کہ احرام باندھنے کے ساتھ اس کا مکمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر تمہیں روک دیا جائے تو پھر معاملہ جدا ہے کہ وقتی طور پر اسکو توڑ دو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں عمرہ توڑ دیا تھا۔ مگر اس کی قضا ضروری ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی تھی۔ اس لیے آگے حکم دیا فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡیِ پس اگر تم روک دیئے گئے تو قربانی کے جانوروں میں جو آسانی سے میسر ہوں اس کی قربانی کرو۔ احصار کا مطلب یہ ہے کہ تم آگے سفر جاری نہ رکھ سکو بلکہ روک دیئے جاؤ۔

حالت احرام میں کرنے والے اور نہ کرنے والے کام:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ احصار دشمن کے خوف سے بھی ہوتا ہے اور بیماری، لنگڑا پن

اور نفقہ کے ختم ہو جانے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احصار صرف دشمن کے خوف کی وجہ ہو سکتا ہے۔ یعنی دشمن روک دے آگے نہ جانے دے تو یہ احصار ہے اس کے علاوہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے احصار نہیں ہوگا۔ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ اور نہ منڈاؤ تم اپنے سروں کو حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ یہاں تک کہ پہنچ جائے وہ قربانی کا جانور اپنے حلال ہونے کی جگہ پر اور حلال ہونے کی جگہ حرم ہے۔ اور حالت احرام میں کچھ چیزیں ممنوع ہیں مثلاً: سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، سر نہیں ڈھانپ سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا، بال اور ناخن نہیں کاٹ سکتا، بیوی کے پاس نہیں جا سکتا، خشکی کے جانوروں کا شکار نہیں کھیل سکتا۔ لیکن اگر کوئی مجبوری ہو اور احرام سے نکلنے سے پہلے سر منڈانا پڑ جائے تو اس کے متعلق فرمایا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ یا اس کو تکلیف ہو اپنے سر میں کہ سر میں زخم آ گیا ہے یا جوئیں اتنی زیادہ پڑ گئی ہیں کہ سر منڈوانے کی ضرورت پڑ گئی فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ تو فدیہ لازم ہے اور اس کی تین اقسام ہیں ① روزے ② صدقہ یا ③ قربانی ہے۔ فدیہ میں ان تین چیزوں کے کرنے کا اختیار ہے جو آسان ہو اختیار کر لے۔ چاہے تین دن روزے رکھے، چاہے تین صاع گندم چھ مسکینوں کو دے۔ ہر مسکین کو نصف صاع دے یا ایک بکری کی قربانی دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے، دیکھا جوئیں اُن کے سر سے منہ پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! مگر میں احرام میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلق کرا لو اور چھ مسکینوں کو تین صاع صدقہ دے دو۔ فرمایا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ پس جب تم امن پا لو فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ پس جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کر کے حج کے ساتھ یعنی پہلے عمرہ کیا پھر حج کیا ایک سفر میں۔ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ تو جو آسان ہو قربانی میں سے وہ کرے۔ یہ دم شکر ہے کہ ایک سفر میں عمرے کی سعادت بھی حاصل کی اور حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ شکریے کے طور پر قربانی دے۔ اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ اگر قربانی دینے کی طاقت نہیں ہے یا ملی نہیں ہے تو فرمایا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو شخص نہ پائے قربانی کا جانور فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ تو تین دنوں کے روزے لازم ہیں حج کے دنوں میں سات، آٹھ، نو، کو رکھے وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اور سات روزے جب تم واپس لوٹو گھر کو۔ حج کے دنوں کے ختم ہونے کے بعد اگر حرم میں ٹھہر گیا ہے تو وہاں بھی رکھ سکتا ہے واپسی پر راستے میں بھی رکھ سکتا ہے اور گھر آ کر بھی رکھ سکتا ہے۔ فرمایا تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یہ پورے دس ہو گئے ذٰلِكَ یہ حج تمتع اور قربانی لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس کے لیے ہے کہ نہ رہتے ہوں اس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب یعنی مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔ حج تمتع اس آدمی کے لیے جائز ہے جو حدود حرم کا رہنے والا نہ

ہو وہاں کے رہنے والوں کے لیے عمرہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے جب چاہیں حدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آکر عمرہ کرلیں۔ فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور تم ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی نافرمانی نہ کرو وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے اگر تم نافرمانی کرو گے۔ لہٰذا اس کے احکامات پر عمل کرو۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ

حج کے مہینے معلوم ہیں پس جس نے لازم کرلیا ان مہینوں میں حج کو پس وہ فحش گوئی نہ کرے اور نہ کوئی نافرمانی کرے اور نہ جھگڑا

فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؔؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ

کرے دورانِ حج، اور جو بھی تم کرو گے بھلائی سے اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور لے لو تم سفر خرچ، پس بہترین سفر خرچ ہے بچنا،

التَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا

اور مجھ سے ڈرو اے عقل مندو! نہیں ہے تم پر کوئی گناہ یہ کہ تلاش کرو تم اپنے رب کی طرف سے فضل، پس جس وقت تم

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ

لوٹو عرفات سے، پس ذکر کرو تم اللہ کا اس گھاٹی کے پاس جو عزت والی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں تعلیم فرمائی ہے۔

كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ

اور بے شک تھے تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے، پھر واپس ہو اس جگہ سے جہاں سے لوٹتے ہیں لوگ، اور اللہ تعالیٰ

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

سے معافی مانگو، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، جس وقت تم ادا کرلو اپنے حج کے افعال پس ذکر کرو تم اللہ تعالیٰ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ

کا جیسے تم ذکر کرتے ہو اپنے باپ دادوں کا یا اس سے بھی زیادہ ذکر پس لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب

اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

دے دے ہمیں دنیا میں ہی اور نہیں ہے ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اے ہمارے رب دے ہمیں تو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔

أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾

یہی لوگ ہیں ان کے لیے حصہ ہوگا اس چیز سے جو انہوں نے کمائی ہے اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَشْهُرٌ: مہینے، مَعْلُوْمٰتٌ: جانے ہوئے، فَرَضَ: اس نے مقرر کر دیا، جِدَالَ: جھگڑا کرنا، تَبْتَغُوْا: تم چاہو، فَضْلًا: تجارت کے ذریعے سے فضل یا رزق، الْمَشْعَرِ: مزدلفہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کا رقبہ، اَفِيْضُوْا: تم بہاؤ، اَفَاضَ: وہ متفرق ہوا، قَضَيْتُمْ: تم پورے کر چکو، كَذِكْرِكُمْ: تمہارے یاد کرنے کی مانند، قِنَا: تو ہمیں بچا، نَصِيْبٌ: آخرت کے ثواب کا حصہ، كَسَبُوْا: انہوں نے کمایا، سَرِيْعُ: جلد کرنے والا۔

ربط:

پہلے بھی حج کے مسائل کا ذکر تھا اب بھی حج کے مسائل کا ذکر ہے۔

(اہم نکات) کچھ صرفی نحوی نکات:

① سوال: یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ الحج مبتدا ہے اور اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ خبر ہے تو معنی ہوگا کہ حج معلوم مہینے ہیں حالانکہ حج تو افعال کا نام ہے نہ کہ وقت کا؟

جواب: اس کا جواب تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف میں یہ دیا ہے کہ الحج سے پہلے مضاف محذوف ہے عبارت یوں ہے وَقْتُ الْحَجِّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ. یعنی حج کے اوقات کار معلوم شدہ مہینے ہیں۔

② سوال: دوسرا سوال یہ ہے کہ یہاں اَشْهُرٌ جمع کا لفظ لایا اور جمع کا قلیل ترین عدد تین ہے تو اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حج کا وقت تین ماہ یا اس سے زائد ہے حالانکہ یہ دو ماہ دس دن کا عرصہ ہے؟

جواب: اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ "اَشْهُرٌ" تَغْلِيْبًا کہا گیا ہے۔ (اس دو ماہ دس دن کی وضاحت آگے آتی ہے)۔

(تفسیری نکات) ایام حج اور مزید احکام حج کا بیان:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ کہ حج کے مہینے معلوم اور مقرر ہیں۔ شوال اور ذوالقعدہ کا مہینہ اور ذوالحجہ کی تیرھویں تاریخ تک۔ یہ تقریباً اڑھائی مہینے ہیں جو حج کے مہینے ہیں۔ حج کے مہینے ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ عید الفطر کا چاند نظر آجانے کے بعد یکم شوال کو اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھے تو اس کا یہ احرام باندھنا صحیح ہے۔ اور اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندھے تو وہ مکروہ ہے۔ اور احرام باندھنے کے بعد جو احکام حج ہیں وہ اس پر لازم ہو گئے ان پر اس کو عمل کرنا پڑے

گا۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ پس جس نے ان مہینوں میں حج کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ یعنی احرام باندھ لیا تو اس کو ان چیزوں کی پابندی کرنا پڑے گی جن کا آگے ذکر ہے۔

(۱)...... فَلَا رَفَثَ پس وہ فحش گوئی نہ کرے۔ رَفَثَ کے معنیٰ بے حجاب گفتگو کرنا۔ جیسے بسا اوقات میاں بیوی آپس میں بے حجاب باتیں کرتے ہیں۔ تو احرام کی حالت میں ان باتوں کے کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اور رَفَثَ کے معنیٰ بیوی کے ساتھ ہم بستر ہونے کے بھی ہیں۔ تو احرام کی حالت میں بیوی سے ہم بستری بھی نہیں کر سکتا۔

(۲)...... وَلَا فُسُوقَ اور کوئی نافرمانی بھی نہ کرے۔ جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد کھا پی نہیں سکتا، بول نہیں سکتا، کسی کو سلام نہیں کر سکتا، اور سلام کا جواب نہیں دے سکتا، چل پھر نہیں سکتا، اِدھر اُدھر دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح حج میں بھی کچھ پابندیوں کا اطلاق ہوتا ہے کہ احرام باندھنے کے بعد اس پر (کچھ پابندیاں) لازم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً: سر نہیں ڈھانپ سکتا، مونچھیں نہیں کٹوا سکتا، ناخن نہیں کٹوا سکتا، بدن کے بال دور نہیں کر سکتا، سِلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا، جوں نہیں مار سکتا، مچھر نہیں مار سکتا، شکار نہیں کھیل سکتا۔

(۳)...... فرمایا: وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ اور نہ جھگڑا کرے حج کے دوران میں۔ جھگڑا کرنا عام حالات میں بھی بُری چیز ہے مگر احرام باندھنے کے بعد زیادہ گناہ ہے۔

حج کے لیے کچھ ضروری امور:

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو بھی تم اچھا کام کرو گے يَعْلَمْهُ اللهُ اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے وَتَزَوَّدُوا (اور جب تم حج کے لیے گھر سے جاؤ) سفر خرچ لے کر جاؤ (اور گھر والوں کے لیے بھی گھر کا خرچ دے کر جاؤ) فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى پس بے شک بہترین سفر خرچ یہ ہے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچو۔ تم جو راستے میں مانگتے پھرو گے خود بھی پریشان ہو گے اور دوسروں کو بھی پریشان کرو گے۔ اس سے بہتر ہے کہ تم خرچ لے کر جاؤ۔ یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھر سے تو خالی ہاتھ چل پڑو اور راستے میں لوگوں کو تنگ کرو۔ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ اور مجھ سے اے عقل مندو ڈرو۔

ایام حج میں کاروبار کی اجازت:

زمانہ جاہلیت میں لوگ حج پر جاتے تو خرید و فروخت کرتے تھے جب اسلام آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوچا کہ کیا اب بھی کاروبار اور خرید و فروخت کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ یہ کہ تلاش کرو تم اپنے رب کا فضل۔ مقصد تو حج کرنا ہے ضمنی طور پر اگر کوئی چیز بیچنا چاہو تو بیچ بھی سکتے ہو اور اگر کوئی چیز خریدنا چاہو تو خرید بھی سکتے ہو۔

فَإِذَآ أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ پس جب عرفات سے لوٹو تو فَاذْكُرُوا اللّٰهَ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ اس گھاٹی کے پاس جو عزت والی ہے۔ اور اس گھاٹی کا نام ہے "جبل قزح" وَاذْكُرُوْهُ اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو كَمَا هَدٰىكُمْ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہے وَإِنْ كُنْتُمْ اور اگر چہ تم مِّنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ گمراہوں میں سے تھے۔

دور جاہلیت کی ایک رسم کا خاتمہ:

ثُمَّ أَفِيْضُوْا پھر لوٹو مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ جس جگہ سے لوگ لوٹتے ہیں۔ دور جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اہل مکہ میدان عرفات میں نہیں جاتے تھے۔ قریش یہ کہتے تھے نَحْنُ قَطِيْنُ اللّٰهِ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی ہیں ہم حرم سے کیوں نکلیں۔ یہ بطن عرنہ سے پرے ٹھہرتے تھے جو کہ حرم ہی کا حصہ ہے۔ اور عرفات حل میں ہے وہ حرم میں داخل نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ جہاں دوسرے لوگ جاتے ہیں عرفات میں تم بھی جاؤ اور جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی وہیں سے لوٹو۔ اور جہاں تم ٹھہرتے (یعنی حدود حرم میں ہی رُکے رہتے ہو) اس سے حج نہیں ہوگا کیوں کہ عرفات میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمْ پس جب تم پورے کر چکو مَّنَاسِكَكُمْ اپنے افعالِ حج فَاذْكُرُوا اللّٰهَ پس تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ جیسے تم ذکر کرتے ہو اپنے باپ دادوں کا۔

دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کا فضل اور کامیابی مانگو:

زمانہ جاہلیت میں یہ بھی رسم اور دستور تھا کہ یہ لوگ اپنے باپ دادوں کے گیت گاتے اُن کی جھوٹی سچی شان اور بڑائی بیان کرتے تھے کہ فلاں کا بیٹا ہوں میں فلاں کا بیٹا ہوں۔ میرا دادا ایسا تھا، ایسا تھا۔ تو فرمایا ان کا ذکر چھوڑو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اُس کی بڑائی بیان کرو أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا۔ فَمِنَ النَّاسِ پس لوگوں میں سے وہ بھی ہیں مَنْ يَّقُوْلُ جو کہتے ہیں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا اے رب ہمارے ہمیں جو کچھ دینا ہے دنیا ہی میں دے دے وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ اور ان میں سے وہ بھی ہیں يَّقُوْلُ جو کہتے ہیں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اے ہمارے پروردگار! دنیا میں بھی ہمیں راحت و آرام اور بھلائی دے اور آخرت میں بھی دے وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔ یہ بڑی جامع مانع دعا ہے کہ دنیا کی چیزیں بھی اس دعا میں آگئیں اور آخرت بھی آ گئی۔

أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ان لوگوں کے لیے حصہ ہے وہ جو انہوں نے کمایا ہے وَاللّٰهُ سَرِيْعُ

الْحِسَابِ اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ موت آنے کی دیر ہے حساب شروع ہو جائے گا۔ اور موت کا کیا پتا ہے کہ کسی کی آج ہو جائے اور کسی کی کل ہو جائے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو گنتی کے دنوں میں پس جس شخص نے جلدی کی دو دنوں میں، پس اس پر ہرگز گناہ نہیں ہے

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ

اور جس شخص نے تاخیر کی تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس شخص کے لیے جو ڈر گیا، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جان لو بے شک تم

تُحْشَرُوْنَ ﴿203﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ

اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے تعجب میں ڈالتی ہے تجھے بات اس کی دنیا کی زندگی میں، اور وہ اللہ تعالیٰ

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿204﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ

کو گواہ بناتا ہے اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے کوشش کرتا ہے زمین میں تاکہ زمین

فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿205﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ

میں فساد مچائے اور تاکہ ہلاک کر دے کھیتی کو اور جانوروں کی نسل کو اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فساد کو۔ اور جب اس کو کہا جاتا ہے

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿206﴾ وَمِنَ النَّاسِ

ڈر اللہ تعالیٰ سے ابھارتی ہے غیرت اس کو گناہ پر پس اس کے لیے کافی ہے دوزخ اور البتہ برا ہے وہ ٹھکانا۔ اور لوگوں میں سے

مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿207﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ بھی ہیں جو خریدتے ہیں اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔ اے لوگو جو

اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

ایمان لائے ہو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے اور نہ پیروی کرو تم شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿208﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

ہے کھلا، پس اگر تم پھسل گئے بعد اس کے کہ تمہارے پاس آ گئے واضح دلائل، پس تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے

حَكِيْمٌ ﴿209﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

حکمت والا ہے۔ نہیں وہ انتظار کرتے مگر اس بات کا کہ آئے ان کے پاس اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں اور فرشتے آئیں

ع ۲۵ / ۹

وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۲۱۰﴾

اور معاملہ طے کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام معاملات لوٹائے جاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَوْمَيْنِ: دو دن، تَأَخَّرَ: وہ پیچھے رہ گیا، تُحْشَرُونَ: تم جمع کیے جاؤ گے، يُعْجِبُكَ: تجھے بھلا لگتا ہے، قَلْبِهِ: اس کے دل، أَلَدُّ: سخت، الْخِصَامِ: جھگڑا کرنا، يُهْلِكَ: وہ ہلاک کرے، النَّسْلَ: اولاد، الْفَسَادَ: خرابی، اتَّقِ: تو پرہیز گاری اختیار کر، أَخَذَتْهُ: اس کو پکڑ لیا، حَسْبُهُ: وہ اس کو کافی ہے، ابْتِغَاءَ: تلاش کرنا، كَافَّةً: پورے پورے، زَلَلْتُمْ: وہ تمہارے پاس آئی، يَنْظُرُونَ: وہ دیکھتے ہیں، الْأُمُورُ: معاملات۔

ربط:

اس سے پہلے وَمِنَ النَّاسِ میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر تھا یہاں سے ہر ایک گروہ کے بارے میں دو واقعے بیان کر کے اُن گروہوں کو واضح کیا جا رہا ہے۔

(اہم نکات) اخنس بن شریق منافق کا ذکر:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ سے اخنس ابن شریق مراد ہے اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک منافق تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور خوشامد کرتا کہ حضرت ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے لوگ ملے ہیں ہم بہت خوش قسمت ہیں آپکو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے جب ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو جاتے ہیں تو ہماری زندگی اس مچھلی کی مانند ہوتی ہے جو پانی سے باہر ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ حالانکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے چلا جاتا ہے تو لوگوں کے کھیتوں اور مویشیوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور زمین میں فساد مچاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا کہ اس کی باتوں میں نہ آنا۔

تقویٰ سے مراد سوال سے بچنا ہے:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یمن کے کچھ لوگ تھے وہ حج پر جاتے تو سفر کا خرچہ ساتھ نہ لے جاتے وہ کہتے کہ "نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ" ہم تو اللہ پر توکل کرنے والے ہیں پھر وہاں جا کر سوال شروع کر دیتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى" یہاں تقویٰ سے مراد سوال سے بچنا ہے۔ اسی آیت کے ضمن میں یہ بھی آ گیا کہ اپنے گھر والوں کو بھی خرچہ وغیرہ اس قدر دے کر جاؤ کہ وہ دست سوال دراز نہ کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق کچھ آیات:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ اس سے مراد حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں کہ اپنا مال وجائیداد کفار کو دے دیا اور اپنے آپکو چھڑا کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جس وقت کفار نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو راستے میں گھیر لیا تھا تو کفار نے ان سے کہا کہ ساری زندگی تم نے مکہ میں رہ کر مکہ والوں سے کمایا اب یہ مال ودولت لے کر تم مکہ چھوڑ رہے ہو یہ نہیں ہوسکتا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں یہ اپنا تمام مال تمہیں دے دوں تو کیا مجھے ہجرت کرنے دو گے کفار مکہ اس بات پر راضی ہوگئے اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال واسباب کفار کے حوالے کیا اور خود ہجرت کر کے مدینہ آ گئے ،اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس اقدام کی تعریف وتوصیف فرمائی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور دیگر چند صحابہ رضی اللہ عنہم جو کہ پہلے یہودی تھے بعد میں مسلمان ہوئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ ہم اونٹ کا گوشت حلال سمجھیں گے لیکن کھائیں گے نہیں تاکہ احتیاط پر عمل ہو کیونکہ یہودیوں کے ہاں اونٹ کا گوشت حرام سمجھا جاتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ

صفات متشابہات کا حکم:

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر طبری وغیرہ میں اس مقام پر بہت تفصیل ہے متقدمین کے نزدیک ایسی صفات اپنی حقیقت پر محمول ہیں یعنی لغوی معنی حق اور کیفیت معلوم نہیں

متاخرین اور متقدمین سے مراد کون ہیں؟

محدثین کے ہاں تیسری صدی کے بعد والے علماء کرام متاخرین اور اس سے پہلے والے علماء کرام متقدمین ہیں اور فقہاء کے ہاں شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ تک فقہاء متقدمین اور اس کے بعد والے متاخرین کہلاتے ہیں۔ متاخرین فرماتے ہیں کہ ایسی صفات اپنی حقیقت پر محمول نہیں بلکہ وہ ان جیسی صفات کی تاویل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى. يَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ وغیرہ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ میں فرماتے ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے عبارت یوں ہے اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ اَمۡرُ اللّٰهِ اور قرینہ پیش کرتے ہیں کہ سورۃ نحل میں ہے کہ اَوۡ يَاۡتِىَ اَمۡرُ رَبِّكَ.

(تفسیری نکات) ایام حج کے مزید کچھ احکامات کی تفصیل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ کنکریاں مارتے وقت جو کہو گے بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ، یہ بھی ذکر ہے فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ گنتی کے دنوں میں یعنی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ کو فَمَنۡ تَعَجَّلَ

فِيْ يَوْمَيْنِ پس جس نے جلدی کی دو دنوں میں۔ یعنی عید کے بعد گیارہویں کو بھی رمی کی اور بارہویں کو بھی رمی کی اور غروبِ آفتاب سے پہلے وہاں سے چل پڑا فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے وَمَنْ تَاَخَّرَ اور جس نے تاخیر کی یعنی تیرہویں تاریخ تک وہاں ٹھہرا فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ سارے احکام لِمَنِ اس کے واسطے ہیں اتَّقٰى جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہو وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو تم اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ کہ بے شک تم اسی اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔ تم سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جانا ہے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی پیشی کے لیے تیاری کر لو کہ وہاں جا کر ہم نے کیا کہنا ہے۔

اخنس بن شریق منافق کا واقعہ:

اب اخنس بن شریق منافق کا ذکر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے فرماتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے مَنْ وہ بھی ہے يُّعْجِبُكَ کہ تعجب میں ڈالتی ہے آپ ﷺ قَوْلُهٗ بات اس کی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں۔ بات جب کرتا ہے تو آپ ﷺ بڑے خوش ہوتے ہیں وَيُشْهِدُ اللّٰهَ اور وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے۔ یعنی کہتا کہ اللہ کی قسم جو کہتا ہوں دل سے کہتا ہوں کہ مجھے آپ ﷺ سے بڑی محبت ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى اور جب یہاں سے پیٹھ پھیرتا ہے سَعٰى فِي الْاَرْضِ کوشش کرتا ہے زمین میں لِيُفْسِدَ فِيْهَا تاکہ زمین میں فساد مچائے۔ وہ اس طرح کہ جو غریب صحابہ رضی اللہ عنہم تھے ان کو گھورتا اور گالیاں دیتا تھا۔ وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ اور تاکہ لوگوں کے کھیت جلائے۔ وہ اس طرح کہ لوگوں نے کھیت سے فصل کاٹ کر اس کی گانٹھیں بنا کر اکٹھی کر کے رکھی ہوتی تھیں یہ ان کو آگ لگا دیتا تھا وَالنَّسْلَ اور جانوروں کی نسل کو ختم کر دیتا تھا۔ وہ اس طرح کہ ان کی کونچیں کاٹ دیتا یعنی غائبانہ اس کی حرکتیں اور ہوتی تھیں۔ تو دیکھو! ایسے لوگ بھی تھے کہ آنحضرت ﷺ جیسی بڑی زیرک اور ذہین شخصیت بھی ان کو نہیں پہچان سکی جب تک اللہ تعالیٰ نے آگاہ نہیں فرمایا۔ یہ ایسا آدمی تھا کہ جب وہ گفتگو کرتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بڑا فدائی اور شیدائی ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی حرکتیں بتائیں تو پھر معلوم ہوا کہ یہ کیسا آدمی ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اور جب اس کو کہا جاتا ہے اتَّقِ اللّٰهَ ڈر اللہ سے اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ ابھارتی ہے غیرت اس کو گناہ پر فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پس اس کے لیے کافی ہے دوزخ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ اور البتہ برا ہے وہ ٹھکانا۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی ہجرت:

اخنس منافق کے بعد حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہے جب یہ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آنے لگے تو کفارِ مکہ

ان کے پیچھے لگ گئے انہوں نے ایک ٹیلے کے اوپر چڑھ کر کفارِ مکہ سے کہا کہ میں پہلے تو تم سے تیروں سے لڑوں گا اس کے بعد میرے پاس تلوار اور نیزہ بھی ہے اس سے بھی تمہاری خبر لوں گا۔ کفارِ مکہ نے کہا کہ جو مال تم نے یہاں مکہ میں کمایا ہے وہ ہمیں دے دو اور مدینہ چلے جاؤ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے یہ منظور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ جو خریدتے ہیں اپنی جان کو ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کافروں کو اپنا مال دے کر اپنی جان خریدی وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ:

حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت ابن یامین، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد اور حضرت اُسید رضی اللہ عنہم پہلے یہودی تھے بعد میں مسلمان ہوئے تو انہوں نے بطور احتیاط یہ کیا ہوا تھا کہ اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ استعمال نہیں کرتے تھے۔ یہودی مذہب میں یہ دونوں چیزیں حرام تھیں تو ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سوچا کہ ہم اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال تو سمجھیں گے مگر کھائیں پیئے گے نہیں۔ اسی طرح ہم یہودی اور مسلم شریعت دونوں پر عمل کرنے والے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو تنبیہ فرمائی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ ذہن بھی اسلامی، عمل بھی اسلامی، عقیدہ بھی اسلامی، نظریہ بھی اسلامی، شکل و صورت بھی اسلامی، اسلام کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ پس اگر تم پھسل گئے یعنی تم نے راستہ چھوڑ دیا مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ تمہارے پاس واضح دلیلیں آ گئیں فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ غالب ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر زور آور کوئی بھی نہیں ہے۔ حکیم ہے یعنی حکمت والا ہے۔ اگر وہ فوری طور پر سزا نہیں دیتا تو یہ نہ سمجھو کہ چھوٹ گئے یہ اس کی حکمت ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں یہ انتظار کرتے اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ مگر یہ کہ آئے اللہ تعالیٰ ان کے پاس فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ بادلوں کے سائے میں وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے۔ قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور شان کے جو لائق ہے اس طرح آنا جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اللہ رب العزت کی عدالت قائم ہوگی اور سب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوں گے۔ پھر سب سے حساب ہوگا وَقُضِيَ الْاَمْرُ اور معاملہ طے کیا جائے گا۔ کیا یہ

اس کے منتظر ہیں کہ قیامت کی عدالت قائم ہو اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں۔ یاد رکھو! وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور سب کام اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہی خالق اور مالک، وہی رازق، وہی سب کچھ کرنے والا ہے۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

سوال کر بنی اسرائیل سے کتنی ہم نے دی ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں واضح، اور جس نے بدل دی اللہ تعالیٰ کی نعمت بعد اس

مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

کے کہ اس کے پاس نعمت آگئی پس بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ مزین کی گئی ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں دنیا کی زندگی

وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور وہ مسخرہ پن کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ جو کفر اور شرک سے بچتے ہیں ان کے اوپر ہوں گے قیامت والے

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ

دن اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے۔ لوگ ایک ہی گروہ تھے پس بھیجے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام خوش خبری

اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

سنانے والے اور ڈرانے والے اور نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ کتابیں فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان

النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

ان چیزوں میں جن کے حق ہونے میں لوگوں نے اختلاف کیا، اور نہیں اختلاف کیا اس میں بعد اس کے کہ واضح دلیلیں ان کے پاس آگئیں

الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا

سرکشی کرتے ہوئے آپس میں، پس اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس چیز میں جس میں انہوں نے اختلاف

فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾

کیا تھا حق سے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستے کی طرف۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَلْ: سوال کر، بَيِّنَةٍ: واضح، جَآءَتْهُ: اس کے پاس آئی، زُيِّنَ: مزین کیا گیا، يَرْزُقُ: وہ رزق دیتا ہے، فَبَعَثَ: پس اس نے بھیجا، مُبَشِّرِيْنَ: خوش خبری سنانے والے، مُنْذِرِيْنَ: ڈرانے والے، اخْتَلَفُوْا: اس نے اختلاف کیا۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن، سبق الغایات فی نسق الآیات میں یہ ربط بیان کیا ہے کہ پہلے عذاب کی دھمکی تھی اب یہاں وقوع عذاب کا بیان ہے آیۃ بیینہ سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیں مثلاً من وسلویٰ دیا۔ دریا میں بارہ راستے ان کیلئے بنائے، ان میں چار ہزار پیغمبر آئے وغیرہ تو چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ شکر یہ ادا کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل پر نعمتوں اور سزاؤں کا تذکرہ:

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل سے سوال کریں کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ کتنی دیں ہم نے ان کو قدرت کی نشانیاں لیکن وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ اور جو شخص اللہ کی نعمتوں کو بدل دے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ بعد اس کے کہ وہ نعمتیں اس کے پاس آچکیں فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پس بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسی سزائیں دیں۔ بندر بنایا، خنزیر بنایا، چہرے مسخ کیے۔ اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ نے چوہے بنایا اور وہ تین دن کے بعد مر گئے تھے ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دے اللہ تعالیٰ اس کو سخت سے سخت سزا دیتے ہیں۔

کافر دنیا کی ظاہری شان وشوکت پر گھمنڈ نہ کریں:

زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا مزین کی گئی ان لوگوں کے واسطے جو کافر ہیں الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی۔ کافروں کی نگاہ میں صرف دنیا ہی دنیا ہے۔ دنیا کی ترقی اور عروج ان کے سامنے ہے اور بس۔ اور یہ کافر وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مسخرہ پن کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔ ان کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر، ان کی غربت دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا اور وہ لوگ جو کفر و شرک سے بچے فَوْقَهُمْ ان کافروں کے اوپر ہوں گے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن۔ اونچے اس لحاظ سے بھی کہ جنت کا جو محل وقوع ہے وہ اوپر ہوگا اور دوزخ نیچے اس لحاظ سے بھی کہاں مومن اور کہاں کافر۔ یہ آسمان اور زمین سے بھی بڑھ کر فرق ہے۔ سمجھ لینا چاہیے کہ قبولیت مال میں نہیں وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے۔ اور حساب کے معنیٰ عربی لغت میں مشقت کے بھی ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کو اللہ بغیر مشقت کے وافر مقدار میں مال دے دیتا ہے اور حساب کا معنیٰ مطالبے کے بھی ہوتے ہیں۔ تو بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ بغیر مطالبے اور مانگنے کے دیتا ہے اور اتنا کہ وہ اس کو سنبھال نہیں سکتے۔ اور بغیر حساب کے معنیٰ لاتعداد، بے شمار۔ تو رزق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی دیتا

ہے جن پر راضی ہوتا ہے اور ان کو بھی دے دیتا ہے جن پر ناراض ہوتا ہے۔

انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ نے پیغمبر اور کتابیں نازل فرمائیں:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً سارے لوگ ایک ہی جماعت تھے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں عقیدہ سب کا ایک ہی تھا البتہ جرائم ہوتے تھے سب سے پہلی قوم جو مشرک پیدا ہوئی وہ حضرت نوح علیہ السلام کی تھی۔ تو فرمایا لوگ ایک ہی عقیدہ پر تھے پھر لوگوں نے اختلاف کیا اور کفر و شرک شروع کیا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ پس اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے مُبَشِّرِيْنَ نیکوں کو خوش خبری سنانے کے لیے کہ تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور مرنے کے بعد تمہاری زندگی بڑی سہل اور آسان ہوگی اور جنت میں داخل ہوگے وَمُنْذِرِيْنَ اور نافرمانوں کو ڈرانے والے کہ کفر و شرک چھوڑ دو ورنہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب آسکتا ہے اور عذابِ قبر الگ ہے اور آخرت کا عذاب الگ ہے اور دوزخ کا عذاب دائمی ہے۔

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر کتابیں نازل فرمائیں، صحیفے نازل فرمائے، وحی نازل فرمائی بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ تاکہ وہ کتابیں فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ان چیزوں میں جن میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یعنی جب اختلاف شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے انہوں نے حق کو واضح کیا اور باطل کو بھی واضح کیا وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اور نہیں اختلاف کیا اس میں اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مگر ان لوگوں نے جن کو کتابیں دی گئی تھیں مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلیلیں پہنچ گئی تھیں۔ یعنی جن لوگوں نے اختلاف کیا تھا وہ غلط فہمی کا شکار نہ تھے بلکہ ضد تھی حق کے ساتھ عناد تھا۔

یہ اختلاف کیوں کیا گیا؟ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ آپس میں سرکشی کرتے ہوئے انہوں نے حق کے ساتھ اختلاف کیا فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان قبول کیا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ اس چیز میں ہدایت دی جس حق میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی بِاِذْنِهٖ اپنے حکم اور اپنی مہربانی سے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

کیا تم خیال کرتے ہو اس بات کا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک نہیں آئیں تمہارے پاس مثالیں ان لوگوں کی جو گزر چکے ہیں

قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

تم سے پہلے، پہنچی ان کو مالی پریشانی اور بدنی پریشانی اور ان پر زلزلے کی سی کیفیت طاری کر دی گئی یہاں تک کہ کہا اس وقت کے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾

رسول نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ، کب آئے گی مدد اللہ تعالیٰ کی خبر دار بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے

یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ

سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کچھ وہ خرچ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں جو چیز تم خرچ کرو مال سے، پس ماں باپ کے لیے

وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ

اور قریبی رشتہ داروں کے لیے اور مسافروں کے لیے اور جو بھی تم کرو گے خیر اور بھلائی، پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جاننے

عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ

والا ہے، فرض کیا گیا تم پر دشمنوں کے ساتھ لڑنا اور یہ لڑنا تمہیں ناپسند ہے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور تمہارے

لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع

لیے وہی بہتر ہو، اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور تمہارے لیے وہی بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَسِبْتُمْ: تم نے گمان کرلیا، مَسَّتْھُمْ: ان کو پہنچی، زُلْزِلُوْا: وہ ہلا ڈالے گئے یعنی زلزلہ، مَعَہٗ: اس کے ساتھ، اَنْفَقْتُمْ: تم نے خرچ کیا، اَلْقِتَالُ: جنگ، کُرْہٌ: ناپسند، اَنْ تَکْرَھُوْا: (یہ کہ) تم ناپسند کرو، اَنْ تُحِبُّوْا: یہ کہ تم پسند کرو۔

ربط:

ماقبل میں بنی اسرائیل کی نافرمانی کا ذکر تھا یہاں ان کی نافرمانی کا ایک سبب کہ دنیا کی چیزوں کو ترجیح دیتے ہیں بیان کیا گیا۔

(اہم نکات) بغیر حساب کا لفظ قرآن میں تین معانی میں مستعمل ہے:

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

تفسیر ابو سعود میں ہے کہ بغیر حساب کا لفظ قرآن میں تین معانی میں مستعمل ہے۔

① بغیر حساب ای بغیر عدد یعنی بغیر گنتی و شمار کے ② بغیر تعب و مشقۃ یعنی بغیر کسی محنت و مشقت کے

جنت کے رزق دیئے جائیں گے ③ بغیر مطالبة

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً امت محمدیہ کے لوگوں کو بغیر اُن کے مطالبے اور مراد کے اس امت میں شامل فرمایا گیا ہے۔

(تفسیری نکات) ایمان والوں کی آزمائش ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے وَلَمَّا يَاْتِكُمْ اور ابھی تک تمہارے پاس نہیں آئیں مَّثَلُ الَّذِيْنَ مثالیں ان لوگوں کی خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ جو تم سے پہلے گزرے ہیں مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ پہنچیں ان کو مالی پریشانیاں وَالضَّرَّآءُ اور بدنی پریشانیاں وَزُلْزِلُوْا اور ان پر ایسی زلزلے کی سی کیفیت طاری کردی گئی حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ یہاں تک کہ اس وقت کے جو رسول تھے انہوں نے بھی فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان لوگوں نے بھی کہا جو ایمان لا چکے تھے مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوا اَلَآ خبردار! ثابت قدم رہنا ایمان نہ چھوڑنا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

مال خرچ کرنے کے مواقع:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں۔ حضرت عمرو ابن جموع رضی اللہ عنہ انصاری صحابی لنگڑے تھے۔ اور تھے بڑے مال دار۔ انہوں نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس پیسے ہیں مجھے مصرف بتائیں کہ میں کہاں خرچ کروں؟ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مَآ اَنْفَقْتُمْ جو بھی تم خرچ کرو گے مِّنْ خَيْرٍ مال فَلِلْوَالِدَيْنِ پس ماں باپ کے لیے۔ سب سے پہلے تمہارے مال پر والدین کا حق ہے۔ لیکن یاد رکھنا! یہ زکوٰۃ کی بات نہیں ہو رہی۔ اور نفلی صدقہ بندہ اپنے والدین کو بھی دے سکتا ہے وَالْاَقْرَبِيْنَ اور قریبی رشتہ داروں کی مالی مدد کرو وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کی امداد کرو وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کی امداد کرو وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافروں کی امداد کرو۔ یہ مصرف ہیں جتنا دینا چاہو وہ تمہاری صوابدید پر موقوف ہے۔ کوئی حد بندی نہیں ہے کہ تم اتنے پیسے دو یا فلاں چیز دو۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو بھی تم کرو گے مال سے فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔

جہاد کی فرضیت:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ تم پر فرض کیا گیا اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑنا۔ مشرکوں کے ساتھ، کافروں کے ساتھ لڑنا تم

پر فرض ہے وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وہ تمہیں ناپسند ہے وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور وہی تمہارے لیے بُری ہو۔ اور دیکھو! طبعی طور پر تو انسان جہاد سے گریز کرتا ہے کہ جان دینی، مارنا، زخمی ہونا، تکلیفیں اٹھانا آسان بات تو نہیں ہے لیکن جہاد کی برکات بڑی ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اس واسطے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہی حق ہے اسی پر چلو، اس میں خیر اور اسی میں بھلائی ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ

سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت والے مہینے کے بارے میں کہ اس میں لڑنا کیسا ہے؟ کہہ دیں لڑائی اس مہینے میں بڑی ہے،

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ

اور روکنا اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے باشندوں کو نکالنا،

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

یہ اس سے بھی بہت بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اور فتنہ بہت بڑا ہے قتل سے، اور ہمیشہ رہیں گے وہ تمہارے ساتھ لڑتے،

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ

یہاں تک کہ وہ تمہیں لوٹا دیں تمہارے دین سے اگر وہ طاقت رکھیں اور جو شخص پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے، پھر مر گیا

وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

اور وہ کفر پر مرا، پس وہ لوگ ہیں ضائع ہو گئے اعمال ان کے دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی اور وہ ہیں دوزخ والے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿217﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

وہ ہمیشہ دوزخ میں رہا کریں گے، بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ

اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿218﴾

کے راستے میں وہ اُمید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الشَّهْرِ الْحَرَامِ: عزت والا مہینہ، كَبِيْرٌ: بڑا گناہ، صَدٌّ: روکنا، اِخْرَاجُ: نکالنا، اَكْبَرُ: بہت بڑا، يَرُدُّوْكُمْ: وہ

تمہیں لوٹائیں، اِسْتَطَاعُوْا: وہ کر سکے، ان سے ہو سکا، حَبِطَتْ: اکارت ہو گئے، هَاجَرُوْا: انہوں نے ہجرت کی، جَاهَدُوْا: انہوں نے جہاد کیا، يَرْجُوْنَ: وہ اُمید کرتے ہیں۔

ربط:

ربط: اوپر کافروں کا ذکر تھا کہ سرکشی کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ اہل حق کو بھی کچھ کرنا پڑے گا جنت کے حصول کیلئے لہٰذا یہاں اس کا ذکر ہے۔

زلزلوا میں زلزلہ سے حسی زلزلہ مراد نہیں:

زلزلوا میں زلزلہ سے حسی زلزلہ مراد نہیں بلکہ دشمن کا دفعةً واحدةً حملہ کرنا (جیسا کہ زلزلہ آئے) مراد ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کفار کے بہت سے سوالات اور اُن کے جواب:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ

ربط: اوپر ان لوگوں کا ذکر تھا جن کو اللہ کی راہ میں تکلیفیں پیش آئیں تھیں۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اللہ کے راستہ میں کیا چیز خرچ کریں؟

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

ربط: اوپر ان لوگوں کے زلزلوں کا ذکر تھا کہ ان پر تکلیفیں آئیں لہٰذا ان پر بھی جہاد کو فرض کیا گیا۔

ہمارے استاد محترم حضرت حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ربط بتایا ہے کہ ماقبل میں تھا يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ یہاں بھی ایک سوال کا ذکر ہے اور آگے بھی کچھ سوالات کا ذکر ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور کفار وغیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے۔

(اہم نکات) شہر حرام میں ابن حضرمی کے قتل کا واقعہ:

شان نزول: اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جمادی الاخریٰ کا مہینہ تھا انہوں نے یہ سمجھا کہ جمادی الاخریٰ ابھی تک ختم نہیں ہوا تو انہوں نے ابن حضرمی کو اس میں قتل کیا اس خیال سے کہ یہ جمادی الاخریٰ کا آخری دن ہے حالانکہ وہ رجب کا پہلا دن تھا۔ اس پر کفار نے اعتراضات شروع کئے کہ دیکھو حرمت والے مہینے میں بھی یہ لوگ قتال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مرتد اگر دوبارہ اسلام قبول کرے تو اس کے اعمال سابقہ کا ثواب کیا اس کو ملے گا؟

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

مرتد کا حکم یہ ہے کہ جب وہ اسلام کو ترک کر دے گا تو اس کا اپنی بیوی سے نکاح ختم، وراثت سے محروم ہو جائے گا اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہیں کیا جائیگا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مرتد اگر دوبارہ اسلام قبول کرے تو پہلے ارتداد کی وجہ سے جو اس کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں وہ اعمال اور نیکیاں اس کو دوبارہ نہیں ملیں گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ دوبارہ وہ اعمال اور نیکیاں ملیں گی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

جن لوگوں نے اس حرمت والے مہینے میں جہاد کیا تھا ان کو وہم ہوا کہ آیا ہمیں اس جہاد کا ثواب ملے گا یا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ان کو ثواب ملے گا۔

(تفسیری نکات) حرمت والے مہینوں میں جہاد کا حکم:

يَسْـَٔلُوْنَكَ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ عزت والے مہینے میں لڑائی کا کیا حکم ہے؟ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیں قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ کہ عزت والے مہینے میں لڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھو کہ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکنا، ایمان سے روکنا۔ یہ کافر مسلمانوں کو ایمان سے روکتے ہیں وَكُفْرٌۢ بِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا صریح انکار کرنا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام سے روکنا۔ کیوں کہ ان لوگوں نے مسجد حرام سے ذوالقعدہ کے مہینے میں روکا تھا حدیبیہ کے سلسلے میں وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اور حرم کے لوگوں کو، مکہ کے رہنے والوں کو مکہ مکرمہ سے نکال دینا اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ یہ چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی ہیں۔ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ تفسیر خازن رحمۃ اللہ علیہ والے فرماتے ہیں کہ فتنے سے مراد شرک ہے۔ شرک قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اور یہ کفار ان مہینوں میں شرک بھی کرتے ہیں ان کو یہ نظر نہیں آتا؟ دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں کہ رجب کے مہینے میں آدمی قتل کر دیا وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ اور یہ جو کافر ہیں یہ ہمیشہ تمہارے ساتھ لڑتے رہیں گے حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اِنِ اسْتَطَاعُوْا اگر ان میں طاقت ہو۔

مرتد کا حکم:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ اور جو تم میں سے مرتد ہو جائے۔ مسلمان ہونے کے بعد دین چھوڑ دے عَنْ دِيْنِهٖ اپنے دین سے پھر جائے فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ اور مرے اس حال میں کہ وہ کافر ہو فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَۃِ ان لوگوں کے اعمال دنیا میں بھی اکارت ہوگئے اور آخرت میں بھی۔ العیاذ باللہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو ساتھ ہی نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے نکاح کو توڑنے کے لیے کسی جج یا قاضی کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے، نکاح خود بہ خود ٹوٹ گیا۔ پھر یہ جو مرتد ہوا ہے وراثت سے بھی محروم ہوگیا یعنی جس کا اس کو وارث بننا تھا اب نہیں بن سکے گا۔ اور اگر یہ اسی حالت میں مرگیا تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ہی اس کا جنازہ ہوگا۔ تو اس سے اندازہ لگائیں کہ کتنا نقصان ہوا۔ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی بھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔

اللہ کے لیے ہجرت اور جہاد کا بہت بڑا ثواب ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہجرت کی وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ ان کو اجر ملے گا کیوں کہ انہوں نے دیدہ دانستہ حرمت والے مہینے میں قتل نہیں کیا۔ غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ جمادی الآخر کا تیسواں دن ہے مگر تھی یکم رجب۔ تو انہوں نے قصداً ایسا نہیں کیا ان کو اللہ تعالیٰ جہاد کا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جو غلطی نادانستہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور دیدہ دانستہ بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرے وہ بھی اللہ معاف کر دیتا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫

یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کرتے ہیں شراب کے بارے میں اور جوئے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیں ان دونوں میں گناہ ہے

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ

بہت بڑا، اور کچھ منافع بھی لوگوں کے لیے، اور گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہے ان کے منافع سے، اور سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ۙ

سے کیا کچھ وہ خرچ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیں اپنی ضرورت سے بچا ہوا، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ

لیے اپنے احکام، تاکہ تم غور کر سکو دنیا کے معاملات میں اور آخرت کے واسطے، اور وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کرتے ہیں یتیموں

لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیں ان کی اصلاح بہت ہی بہتر ہے اگر تم ان سے مل کر رہنا چاہو، پس تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا

اَلْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

فسادی کو، اصلاح کرنے والے سے، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، البتہ تمہیں مشقت میں مبتلا کر دیتا بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے

حَكِيْمٌ ۝220 وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ

حکمت والا ہے، اور نہ نکاح کرو تم شرک کرنے والی عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور البتہ مومن لونڈی بہتر

مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى

ہے شرک کرنے والی عورت سے اور اگر چہ وہ تمہیں پسند آئے، اور نہ نکاح کر کے دو اپنی بہنیں اور بیٹیاں مشرکوں کو، یہاں تک

يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ

کہ وہ ایمان لے آئیں اور البتہ مومن غلام بہتر ہے مشرک سے اور اگر چہ وہ مشرک تمہیں بھلا لگے یہ لوگ دعوت دیتے ہیں

اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ

آگ کی طرف اور اللہ تعالیٰ دعوت دیتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے، اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی

اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝221 ع ٥

آیات لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَفْعِهِمَا: ان دونوں کا نفع، تَتَفَكَّرُوْنَ: تاکہ تم غور کرو، اِصْلَاحٌ: صلح کرانا، اِخْوَانُكُمْ: تمہارے بھائی، اَلْمُفْسِدَ: فساد کرنے والا، اَلْمُصْلِحَ: اصلاح کرنے والا، لَاَعْنَتَكُمْ: البتہ وہ تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، لَا تَنْكِحُوْا: تم نکاح نہ کرو، لَاَمَةٌ: البتہ باندی، اَعْجَبَتْكُمْ: وہ تم کو بھلی لگی، يَتَذَكَّرُوْنَ: وہ نصیحت پکڑتے ہیں، يَدْعُوْنَ: وہ بلاتے ہیں۔

ربط:

حضرت حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ربط بیان فرماتے ہیں کہ سابقہ آیات میں بھی سوال تھا اور اب بھی سوال والی آیات ہیں۔

(اہم نکات) شراب سے متعلق چار ادوار:

شراب سے متعلق چار دور گزرے ہیں۔

① پہلا دور مکی تھا اس وقت شراب کو نعمتوں میں سے شمار کیا ہے سورۃ نحل میں ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا [النحل:٦٧]

② دوسرا دور وہ ہے جس میں شراب کے کچھ فائدے اور کچھ نقصانات بیان کئے جو کہ اس آیت میں ہے کہ "وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا" تو گویا اس آیت میں ترک کرنے کی ترغیب ہے۔

③ تیسرا دور وہ ہے جس میں ایک مخصوص وقت یعنی وقت نماز میں شراب کو ممنوع قرار دیا۔ فرمایا کہ "وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى"

④ چوتھا دور وہ ہے جس میں بالکل ہر وقت میں شراب کو مکمل حرام قرار دے دیا۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ..... رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ۔

مشرک سے نکاح نہ کرنے کا حکم:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

اوپر ذکر تھا کہ جو مرتد ہوا اس کے اعمال دنیا اور آخرت ختم ہوئے ہیں۔ آگے ارتداد کے اسباب میں سے ایک سبب کا ذکر ہے کہ نکاح بھی جائز نہیں کیونکہ مشرکہ کے ساتھ نکاح ارتداد کا سبب بنتا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی روشنی میں حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ پہلے مسلمان اور کافر میں رشتہ ناطہ جاری تھا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ختم ہو گیا اور رشتہ حرام ٹھہرا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں مشرکوں کے نکاح میں تھیں:

اس آیت کے نزول سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مشرکوں کے نکاح میں تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے خالہ زاد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ہوا یہ سن چھ ہجری میں مسلمان ہوئے، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح پہلے ابولہب کے بیٹوں سے ہوئے لیکن رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ طلاق ہو گئی بعد میں یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آئیں۔

تفسیری نکات: شراب اور جوئے کی مذمت:

يَسْئَلُوْنَكَ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں عَنِ الْخَمْرِ شراب کے بارے میں وَالْمَيْسِرِ اور جوئے کے بارے میں قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیں فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ ان دونوں میں گناہ ہے بہت بڑا وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور تھوڑے سے فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے۔ فائدے یہ ہیں کہ مثال کے طور پر شراب پینے کے بعد انسان کو خوشی محسوس ہوتی ہے اور بعض بیماریوں کا علاج بھی ہے۔ اور جوئے میں فائدہ یہ ہے کہ بغیر محنت اور مشقت کے پیسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو اگر اس پہلو کو دیکھو تو شراب کا کچھ نفع بھی نظر آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا اور ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن شراب اور جوا اس آیت کے نزول تک حرام

نہیں ہوئے تھے۔ یہ اُن کی حرمت کا الارم اور تمہید تھی۔ تو ان آیات میں خطرے کا الارم تھا پھر ساتویں پارے میں حکم ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ [المائدہ:۹۰] ہجرت کے تیسرے سال ان سب چیزوں سے منع کر دیا گیا۔

مال خرچ کرنے کے مواقع:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کس طرح خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس کا مصرف بتا رہے ہیں وَيَسْئَلُوْنَكَ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں مَاذَا يُنْفِقُوْنَ وہ کیا خرچ کریں قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں الْعَفْوَ جو چیز تمہاری ضرورت سے زائد ہے اس میں سے خرچ کرو۔ ضرورت کی چیز مثلاً: تمہارے بھی حق ہیں، تمہارے والدین کے بھی حقوق ہیں، اولاد کے حقوق ہیں۔ سب کچھ ضرورت مندوں کو دے کر خود تکلیف اور تنگی میں مبتلا ہونا ٹھیک نہیں كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے تمہارے واسطے اپنے احکام لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ تم غور و فکر کرو۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا کے معاملات میں بھی اور آخرت کے معاملات میں بھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

یتیموں کے حقوق کا بیان:

اب آگے یتامیٰ کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ یتامیٰ جو ہمارے زیر کفالت ہیں ہم ان کے کھانے کا حساب کتاب وغیرہ الگ کس طرح رکھ سکتے ہیں کہ ایک دن میں دو تین مرتبہ ہانڈی روٹی الگ الگ پکانا ایک مسئلہ تھا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یتامیٰ کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے الگ کھانا بنانا اور اپنا کھانا الگ بنانا ایک مشکل کام ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ان یتیموں کی خیر خواہی بہت بہتر ہے کہ ان کی کوئی چیز ضائع نہ ہو وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ اور اگر کھانے پینے میں ان کو ساتھ ملا لو فَاِخْوَانُكُمْ پس وہ تمہارے بھائی ہیں۔ یعنی اب تمہیں اجازت ہے۔ وہ اس طرح کہ مثال کے طور پر یتیم بچہ آٹھ سال کا ہے۔ تو اس کے آٹے میں سے جتنا تم اپنے آٹھ سال کے بچے کے واسطے آٹا استعمال کرتے ہو اور اس عمر کے بچے کے واسطے جتنا سالن کا خرچہ کرتے ہو اس یتیم کے مال میں سے اتنا خرچہ لے لو۔ پھر اس میں جو کمی بیشی ہوگی وہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو بھی یاد رکھیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اللہ تعالیٰ تم میں سے فساد کرنے والے کو اور اصلاح کرنے والے کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ تم حیلے بہانے سے یتیم کا مال کھانا چاہتے ہو یا اس کے مال کی اصلاح کرتے ہو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ صرف یتیم کو سامنے نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھو، عالم

الغیب سمجھو اور عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سمجھو۔ اس طرح نہ کرنا کہ اب تمہیں شرکت کی اجازت مل گئی ہے تو پاؤ آٹا اپنا ڈال لیا اور کلوان کا ملا لیا۔ اسی طرح اپنی سبزی برائے نام لے آئے اور باقی اس کا مال کھا گئے۔ ایک چمچ اپنا گھی ڈالا اور اس کے گھی میں سے ایک چھٹانک ڈال لیا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا لَاَعْنَتَكُمْ البتہ تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ وہ اس طرح کہ پہلا حکم ہی برقرار رہتا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

مشرک عورت اور مرد سے نکاح کی ممانعت:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ اور نہ نکاح کرو تم شرک کرنے والی عورتوں سے حَتّٰى يُؤْمِنَّ یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ اور البتہ لونڈی مومنہ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ بہتر ہے مشرک عورت سے وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ اگرچہ مشرک عورت جو آزاد ہے تمہیں بڑی اچھی لگے۔ اس زمانے میں غلاموں کو اس طرح حقیر سمجھتے تھے جس طرح آج کل لوگ کمّی کو سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ ظاہر بات ہے کہ اونچے خاندان کا آدمی کسی کمّی کی لڑکی سے حتی الوسع نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ اور اپنی بیٹیاں اور بہنیں تم نکاح کر کے نہ دو مشرکوں کو حَتّٰى يُؤْمِنُوْا حتی کہ وہ ایمان لے آئیں۔ لیکن آج تو بڑا فتنے کا دور ہے کئی باطل فرقے ہیں۔ مثلاً: قادیانی ہیں، منکرینِ حدیث ہیں، رافضی ہیں، بہائی ہیں، ذکری ہیں، شرک میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں۔ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ اور البتہ مومن غلام خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ بہتر ہے مشرک سے وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اگرچہ وہ مشرک تمہیں شکل وصورت کے اعتبار سے مال کے لحاظ سے، تعلیم کے لحاظ سے بہت اچھا لگے۔ اس واسطے کہ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ یہ لوگ جو شرک کرنے والے ہیں تمہیں آگ یعنی دوزخ کی دعوت دیتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ اور اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی دعوت دیتا ہے وَالْمَغْفِرَةِ اور بخشش کی دعوت دیتا ہے۔ بِاِذْنِهٖ اپنے حکم سے وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیات لوگوں کے لیے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نصیحت حاصل کرنے والوں میں سے بنائے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي

اور سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں وہ ایک گندی چیز ہے پس الگ رہو عورتوں سے

الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

حیض کے دنوں میں، اور تم ان کے قریب مت جاؤ ہم بستری کے لیے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پس جس وقت وہ پاک ہو جائیں

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

پھر تم ان کے پاس جاؤ، جس جگہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے،

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا

اور محبت رکھتا ہے پاک باز لوگوں سے۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس جاؤ تم اپنی اپنی کھیتی میں جس طرح تم چاہو اور آگے بھیجو

لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٢٣﴾

اپنی جانوں کے لیے اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تم جان لو بے شک تم اللہ تعالیٰ کو ملنے والے ہو اور خوش خبری سنا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مومنوں کو۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اور نہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کو نشانہ اپنی قسموں کا، یہ کہ تم نیکی نہیں کرو گے اور تم پرہیزگاری نہیں کرو گے اور یہ کہ تم صلح نہیں کرو گے

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

لوگوں کے درمیان، اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔ نہیں مؤاخذہ کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارا، تمہاری لغو قسم کی قسموں میں

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾

اور لیکن تمہارا مؤاخذہ کرے گا ان قسموں میں جو تمہارے دلوں نے پورے ارادے کے ساتھ اٹھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا،

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ

تحمل کرنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھالیں ان کو چار مہینے تک انتظار کرنا چاہیے۔ اگر رجوع کر لیں

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَحِيْضِ: عورتوں کے خاص دن، فَاعْتَزِلُوْا: علیحدہ رہو، النِّسَآءَ: بیویاں، فَاْتُوْهُنَّ: پس تم ان کے پاس آؤ، اَمَرَكُمْ: اس نے تم کو حکم دیا، حَرْثَكُمْ: تمہاری اپنی کھیتی، اَنّٰى: جس کیفیت میں، قَدِّمُوْا: تم آگے بھیجو، مُّلٰقُوْا: تم اس سے ملنے والے ہو، عُرْضَةً: ڈھال، اَنْ تَبَرُّوْا: یہ کہ تم نیکی پاؤ، تَتَّقُوْا: تم تقویٰ حاصل کرو، تُصْلِحُوْا: تم صلح کراؤ، يُؤَاخِذُكُمْ: وہ پکڑے گا تمہیں، اَللَّغْوِ: گالی ودکھ کی بات، حَلِيْمٌ: حلم والا، يُؤْلُوْنَ: وہ ایلاء (علیحدگی اختیار) کرتے ہیں، تَرَبُّصُ: انتظار کرنا، فَآءُوْ: وہ لوٹ آئے۔

ربط:

ہمارے استاذ محترم حضرت حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ربط بیان فرماتے تھے کہ اس سے قبل بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے کیے جانیوالے سوالات کے جواب تھے اب یہاں بھی حیض سے متعلق سوال کا جواب ہے۔

(اہم نکات) قسم کی تین اقسام اور ان کے احکامات:

قسم کی تین اقسام ہیں:

① یمین لغو ② یمین غموس ③ یمین منعقدہ۔

①: یمین لغو وہ قسم ہے کہ بغیر قصد وارادے کے کوئی قسمیہ لفظ کہے یا گذشتہ زمانہ کے کسی فعل پر قسم اٹھائے اور اپنے کو سچا سمجھتا ہو۔

②: یمین غموس وہ قسم ہے کہ زمانہ گذشتہ کے کس فعل پر قسم اٹھائے اور اس کو معلوم ہو کہ میں اس قسم اٹھانے میں جھوٹا ہوں۔

③: یمین منعقدہ وہ قسم ہے کہ زمانہ آئندہ میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم اٹھائے پہلی دو صورتوں میں کفارہ نہیں ہے اور تیسری قسم میں کفارہ ہے۔

(تفسیری نکات) ایام مخصوص کے مسائل:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ انہوں نے حیض کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا ہے قُلْ آپ ﷺ فرمادیں هُوَ اَذًى وہ گندہ خون ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ عورتوں سے ہم بستری کے سلسلہ میں الگ رہو وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ ان دنوں میں ہم بستری کے لیے ان کے قریب نہ جاؤ حَتّٰى يَطْهُرْنَ یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائیں فَاِذَا تَطَهَّرْنَ پس جس وقت وہ پاک ہوجائیں فَاْتُوْهُنَّ پس ان کے پاس جاؤ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ جہاں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی چیز پر پابندی نہیں ہے۔ مثلاً: وہ عورت روٹی بھی پکا سکتی ہے اور اس کو تم کھا سکتے ہو اور پانی بھی دے سکتی ہے جسے تم پی سکتے ہو۔ کپڑے بھی دھو سکتی ہے، گھر میں پھر بھی سکتی ہے، میاں بیوی اکٹھے لیٹ سکتے ہیں صرف ہم بستری جائز نہیں ہے۔ تو عورت اس حالت میں سارے کام کر سکتی ہے۔ البتہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی اور قرآن شریف زبانی بھی نہیں پڑھ سکتی۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ "لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ" کہ حیض والی عورت اور جنبی آدمی قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ اسی طرح کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کر سکتے روزہ نہیں رکھ سکتے، نماز نہیں پڑھ سکتے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اور محبت کرتا ہے پاک باز لوگوں سے۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تمہاری منکوحہ تمہاری کھیتی ہیں فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ پس جاؤ تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ اور آگے بھیجو اپنی جانوں کے لیے یعنی صرف لذت ہی مقصد نہ ہو بلکہ یہ نیت رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نیک اولاد دے کہ وہ دین کی خادم بنے اور آنحضرت ﷺ راضی ہوں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو وَاعْلَمُوٓا اور جان لو تم کہ اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ بے شک تم اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہو۔ آنکھ بند ہونے کے بعد تمہاری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے جو کرو گے سو بھرو گے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ہمارے حکموں کو جو مانتے ہیں ان کو خوش خبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

قسم اٹھانا اور اس کا کفارہ:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ اور نہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کی ذات کو عُرْضَةً حیلہ بہانہ لِّاَيْمَانِكُمْ اپنی قسموں کا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھا کر یہ آڑ بناؤ کہ میں اللہ کی قسم کھا بیٹھا ہوں لہٰذا اب میں یہ کام نہیں کروں گا۔ اب رہا مسئلہ کہ کسی چیز کے بارے میں قسم نہ کھاؤ۔ تو فرمایا اَنْ تَبَرُّوْا یہ کہ تم نیکی نہیں کرو گے وَتَتَّقُوْا اور یہ کہ تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ اور یہ کہ تم لوگوں کے درمیان صلح نہیں کراؤ گے۔ اب مثال کے طور پر کوئی شخص یہ قسم اٹھاتا ہے کہ اللہ کی قسم میں نماز نہیں پڑھوں گا، اللہ کی قسم میں روزہ نہیں رکھوں گا، اللہ کی قسم میں مسجد نہیں جاؤں گا، اللہ کی قسم میں نیکی نہیں کروں گا، اللہ کی قسم میں باپ سے نہیں بولوں گا۔ یہ قسمیں اٹھانا صحیح نہیں ہیں۔ ایسی قسم اٹھانے والوں کو ان قسموں کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ ان قسموں پر اس کا اصرار بالکل جائز نہیں ہے۔ وہ اس طرح بہانہ نہ بنائے کہ میں چوں کہ قسم اٹھا بیٹھا ہوں اس واسطے میں مجبور ہوں، معذور ہوں۔ نیکی سے رُکنے کے لیے قسم صحیح نہیں ہے۔ یہ قسم توڑنی پڑے گی اور کفارہ دینا پڑے گا۔ اور کفارے کا ذکر یہاں نہیں ہوا اس کا بیان ساتویں پارے میں ہے۔ کفارہ چار قسم کا ہے۔

پہلا کفارہ:

قسم کا پہلا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو لباس پہنا دے اور لباس ایسا ہو کہ جس میں نماز جائز ہو۔ یعنی چادر یا شلوار اور کرتا اور ٹوپی۔ بس یہ تین کپڑے کافی ہیں۔

دوسرا کفارہ:

یا دس مسکینوں کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا کہ ان دس مسکینوں کے لیے کچھ پابندیاں ہیں:

[۱] ...... مسلمان ہو کافر نہ ہو (اس میں باطل فرقے جیسے قادیانی، بہائی، رافضی، مشرک بھی شامل ہیں)۔

[۲] ...... دوسرے ان مساکین میں سیّد نہ ہو۔

[۳] ...... دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔

[۴] ...... ان دس مساکین میں کوئی نابالغ بچہ نہ ہو۔

۵...... ان میں سے کوئی بیمار نہ ہو کہ کھا نہ سکے۔

٦...... اتنا بوڑھا نہ ہو کہ کھا پی نہ سکے۔

۷...... جو مسکین صبح کھائیں وہی شام کو کھائیں۔

تیسرا کفارہ:

ایک غلام یا لونڈی آزاد کرو۔ یاد رہے کہ آج کل کے دور میں لونڈی اور غلام تو ہوتے نہیں اس لیے کہ ہم میں سے جہاد فی سبیل اللہ کا تصور ہی ختم ہو گیا۔ تو لونڈی اور غلام کہاں سے آئیں گے۔ لہٰذا فی زمانہ یہ شق تو قابل عمل نہیں۔

چوتھا کفارہ:

اور جس کو اوپر والے تینوں کفارے ادا کرنے ممکن نہ ہوں تو تین دن کے روزے رکھے۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سنتا بھی ہے، جانتا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ تعالیٰ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ تمہاری لغو قسم کی قسموں پر وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ اور لیکن تمہارا مؤاخذہ کرے گا بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ان قسموں میں کہ جن پر دل نے گرہ لگائی ہے وہ قسمیں جو ارادۃً اٹھائیں ہیں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بھی ہے اور تحمل کرنے والا بھی ہے۔ اگر فوراً سزا نہیں دیتا تو یہ نہ سمجھو کہ بچ گئے ہو۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ

ان لوگوں کے لیے جو قسم اُٹھاتے ہیں اپنی بیویوں کے بارے میں انتظار کرنا ہے چار ماہ کا، پس اگر وہ لوٹ آئیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ ارادہ کرلیں طلاق کا پس بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ

اور وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی روکے رکھیں اپنی جانوں کو تین حیض، اور نہیں حلال ان کے لیے یہ کہ چھپائیں اس چیز کو جو پیدا

اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ

کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں، اگر ہیں وہ ایمان لانے والی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر، اور ان کے شوہر زیادہ حق دار ہیں

فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ

ان کولوٹانے کے عدت کے اندر اگر ارادہ کریں وہ اصلاح کرنے کا، اور اُن عورتوں کے لیے بھی حق ہیں ان حقوق کے مثل جو ان عورتوں

بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ ع ٢٨

کے ذمہ ہیں مردوں کے لیے عمدگی کے ساتھ، اور مردوں کے لیے عورتوں پر درجہ ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَرَبَّصْنَ: وہ (عورتیں) روکے رکھیں، بِاَنْفُسِهِنَّ: اپنے نفسوں کو، قُرُوْٓءٍ: ایام خاص، يَحِلُّ: وہ حلال ہے، اَنْ يَّكْتُمْنَ: کہ وہ چھپائیں، اَرْحَامِهِنَّ: ان کے اپنے رحموں میں، اِنْ كُنَّ: اگر وہ ہیں، بُعُوْلَتُهُنَّ: ان کے خاوند، بِرَدِّهِنَّ: ان کے لوٹانے کے، اَرَادُوْٓا: انہوں نے ارادہ کیا، اَلرِّجَالِ: مرد۔

ربط: ایلاء اور اس کا حکم:

پہلے رکوع میں مطلق ہر طرح کی قسم کا ذکر تھا اس میں خاص قسم (ایلاء) کا ذکر ہے۔ ایلاء چار ماہ یا اس سے زیادہ ہو تو ایلاء شرعی ہے اور اس سے کم ایلاء لغوی ہے۔ چار ماہ گزرنے سے پہلے جماع کیا تو کفارہ ہے اگر چار ماہ گزرنے کے بعد کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے جب کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد یا طلاق دی جائے گی یا رجوع کیا جائے گا محض مدت گذرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(تفسیری نکات) بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اور اس کے احکام:

لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ جو قسم اُٹھاتے ہیں بیویوں کے پاس نہ جانے کی تَرَبُّصُ انتظار کرنا ہے اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ چار ماہ کا فَاِنْ فَآءُوْ پس اگر وہ چار ماہ کے دوران لوٹ آئیں فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ نکاح برقرار رہے گا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اور اگر انہوں نے ارادہ کرلیا ہے طلاق کا تو چار ماہ گزرنے کے بعد ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور نیتوں کو بھی جانتا ہے۔

عدت کے مسائل:

وَالْمُطَلَّقٰتُ اور وہ عورتیں جن کو طلاق ملی ہے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ وہ روکے رکھیں اپنی جانوں کو ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ تین حیض۔ تو یہاں سے عدت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں:

① ...... یہ کہ عورت کو طلاق ملی تو اس کے پیٹ میں بچہ تھا تو اس کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔

② ...... اور اگر مطلقہ ایسی ہے کہ اس کو ماہواری نہیں آتی کم عمری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ان دونوں صورتوں کا بیان سورۂ طلاق میں بیان ہوا ہے۔

③ ...... یہاں اس عورت کی مدت عدت کا ذکر ہے جس کو حیض آتا ہے اور طلاق ہوئی رخصتی کے بعد تو ایسی عورت کی عدت کا عرصہ تین حیض ہے۔

④ ...... اور اگر نکاح تو ہوا لیکن رخصتی نہیں ہوئی یعنی میاں بیوی کا ملاپ نہیں ہوا تو اس کو اگر طلاق ہوئی تو ایسی عورت کی کوئی عدت نہیں، اس کا حکم سورۃ احزاب میں ہے۔

عورتیں امانت دار ہیں اپنی حالت سے مطلع کریں:

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اور ان عورتوں کے لیے حلال نہیں ہے اَنْ يَّكْتُمْنَ یہ کہ چھپائیں مَا اس چیز کو خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے ان کے رحموں میں۔یعنی اگر رحم میں بچہ ہے تو بتادیں اور اگر حیض ہے تو وہ بتادیں کیوں کہ اس مسئلے کا انحصار ان پر ہے اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہیں وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔اور اس کے لیے کوئی ڈھنڈورا پیٹنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔گھر کے کسی فرد کو بتا دے کہ میں حاملہ ہوں یا حالتِ حیض میں ہوں تاکہ عدت کا تعین ہو سکے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے۔

طلاق کے مسائل:

وَبُعُوْلَتُهُنَّ، بُعُوْل، بَعْلُ کی جمع ہے اور بَعَلُ کا معنیٰ ہے خاوند۔اور یہ عورتیں جن کو طلاق ملی ہے ان کے خاوند اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ زیادہ حق دار ہیں ان کو لوٹانے کے فِيْ ذٰلِكَ عدت کے اندر۔اور اگر عدت کے دوران میں رجوع نہیں کیا اور تین حیض گزر گئے تو اب یہ رجوع نہیں کر سکتا اگرچہ ایک ہی طلاق کیوں نہ دی ہو۔اب وہ بائنہ ہو گئی ہے اور اب اس کو عورت کے روکنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ازسرِ نو نکاح کریں تو اکٹھے ہونے کی گنجائش ہے۔اور یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا کہ یہ جو ایک یا دو طلاق دی ہے تو باقی اس کے پاس دو کا حق ہے۔اور اگر دو طلاقیں دی ہیں تو اس کے پاس باقی صرف ایک طلاق کا حق ہے۔تو طلاقِ رجعی میں عدت کے دوران خاوند لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں مگر اس کے واسطے شرط ہے اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا اگر یہ ارادہ کریں اصلاح کا کہ عورتوں کو واپس لوٹانے سے مقصود اصلاح ہو ان کو تنگ کرنا نہ ہو۔اگر تنگ کرنے کی نیت ہو گی تو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کریں گے۔

عورتوں کے حقوق کا بیان:

وَلَهُنَّ اور اُن عورتوں کے لیے بھی حق ہیں مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان حقوق کے مثل جو ان عورتوں کے اُوپر ہیں عمدگی کے ساتھ۔کچھ حق عورتوں کے ذمے ہیں کہ خاوند کا حق ہے کہ عورت اس کی اطاعت کرے اس کے حق

کی حفاظت کرے، اپنی عزت و عصمت کو محفوظ رکھے، گھر کی حفاظت کرے، بچوں کی نگرانی کرے۔اور عورتوں کے حق خاوند کے ذمہ ہیں کہ وہ ان کو نان نفقہ مہیا کرے، رہائش کے لیے مکان دے، لباس دے اور اس کی بیماری اور تندرستی کا خرچہ برداشت کرے۔تو دستور کے مطابق عورتوں کا مردوں پر حق ہے اور مردوں کا عورتوں پر حق ہے وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور درجہ میں مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ایک درجے کی فضیلت حاصل ہے۔وہ اس طرح کہ مرد عورتوں پر نگران ہیں جیسا کہ وہ سورۃ نساء میں بیان فرمایا کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ [النسا: ۳۴] مرد عورتوں کے محافظ ہیں۔اور یہ ایک فطری امر ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔اور پھر مردوں کی برتری کی دلیل بھی بیان فرمائی وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ کہ مرد اپنی کمائی عورتوں پر خرچ کرتے ہیں، ان کے کفیل ہیں۔اور مشقت کے کام مرد کے سپرد کیے ہیں۔عورت کا کام گھر کی ذمہ داریاں پوری کرنا ہے۔اسی طرح طلاق کا حق بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کو دیا ہے۔فرمایا بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔تو نکاح کی گرہ جب مرد کے ہاتھ میں ہے تو اُس کو کھولنے کا اختیار بھی مرد کو حاصل ہے عورت کو حاصل نہیں ہے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حَكِيْمٌ حکمت والا ہے۔جو اس نے حکمت پر مبنی احکام دیئے ہیں وہ حق ہیں ان سے بھاگنا بے دینی ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔آمین

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ

وہ طلاقیں جن کے بعد رجوع صحیح ہے دو دفعہ ہیں، پس روکنا ہے بیوی کو اچھے طریقے سے یا الگ کر دینا ہے عمدگی کے ساتھ،

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

اور نہیں ہے حلال تمہارے لیے یہ کہ لو تم وہ چیز جو تم نے ان عورتوں کو دی ہے کچھ بھی، مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں خوف کھائیں یہ کہ وہ

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ

دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے پس اگر تم خوف کرو (وارثو اور رشتہ دارو!) یہ کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

نہیں رکھ سکیں گے، پس کوئی گناہ نہیں ہے ان دونوں پر اس چیز کے بارے میں جو عورت نے فدیہ کے طور پر دی،

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿229﴾ فَاِنْ

یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں پس تم حدود سے تجاوز نہ کرو اور جس نے تجاوز کیا اللہ تعالیٰ کی حدود سے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔پس اگر

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

اس نے تیسری طلاق بھی دے دی پس نہیں ہے حلال اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک کہ وہ عورت نکاح کرے کسی اور مرد کے ساتھ۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

پس اگر اس اور مرد نے بھی اسے طلاق دے دی پس کوئی گناہ نہیں ہے ان پہلے دونوں پر یہ کہ (نئے نکاح کے ساتھ) رجوع کریں اگر وہ دونوں

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

یقین کرتے ہیں کہ یہ قائم رکھیں گے اللہ تعالیٰ کی حدود کو، اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، بیان کرتا ہے ان کو اس قوم کے لیے جو جانتی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪

اور جس وقت تم طلاق دے دو عورتوں کو پس وہ قریب پہنچیں اپنی عدت کو پس تم ان کو روکو عمدگی کے ساتھ یا الگ کر دو ان کو عمدہ طریقے

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

سے اور نہ روکو تم ان کو تکلیف دینے کے لیے تاکہ تم تجاوز کرو، اور جس نے یہ کارروائی کی پس تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۙ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ

اور نہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو ہنسی (اور کھیل)، اور یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تم پر

الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع

کتاب اور سنت اور حدیث اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی نصیحت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَرَّتٰنِ: دو مرتبہ، اٰتَيْتُمُوْهُنَّ: تم نے ان عورتوں کو دیا، يُقِيْمَا: وہ قائم کریں گے، خِفْتُمْ: تم نے خوف کھایا، اِفْتَدَتْ: اس (عورت) نے فدیہ دیا، فَلَا تَعْتَدُوْهَا: پس تم ان، يَتَعَدَّ: حد سے بڑھتا ہے، تَنْكِحَ: وہ (مؤنث) نکاح کرے، طَلَّقَهَا: اس نے اس (عورت) کو طلاق دی، ظَنَّآ: ان دو نے گمان کیا، بَلَغْنَ: وہ پہنچ گئیں، اَجَلَهُنَّ: ان کی مدت، فَاَمْسِكُوْهُنَّ: پس تم ان (عورتوں کو) روک لو، سَرِّحُوْهُنَّ: تم انہیں (عورتوں کو) آزاد کر دو، لَا تُمْسِكُوْهُنَّ: تم انہیں (عورتوں کو) نہ روکے رکھو، ضِرَارًا: نقصان (پہنچانے کے لیے)، يَعِظُكُمْ: وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی طلاق کا بیان تھا اب بھی طلاق کا بیان چل رہا ہے۔

(اہم نکات) خلع میں شوہر کا بیوی سے مال لینے میں تفصیل:

خلع میں تفصیل ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زیادتی شوہر کی ہو تو خلع میں مال لینا مکروہ ہے اور مہر سے

زیادہ لینا درست نہیں۔ دوسرے ائمہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ لینا غیر مکروہ ہے اور مہر سے زیادہ لینا بھی جائز ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے خلع لیا تھا اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ بلاء ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ لینا جائز نہیں۔

فَإِنْ خِفْتُمْ

صاحب کشاف کہتے ہیں کہ یہ خطاب حکام کو ہے اَیْ فَإِنْ خِفْتُمْ اَيُّهَا الْحُكَّامُ اَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللهِ.

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے ولی اور رشتہ دار مراد ہیں کہ مرد وعورت کے اولیاء کو خطاب ہے۔

وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

کتاب سے قرآن اور حکمت سے سنت مراد ہے۔

کتاب اور سنت میں فرق:

کتاب اور سنت دونوں لوح محفوظ سے اترے ہیں لیکن کتاب کے الفاظ بھی وہی ہیں جو لوح محفوظ میں ہیں لیکن سنت کے الفاظ وہی نہیں ہیں نیز حدیث قدسی میں الفاظ بھی وہی ہیں البتہ اس میں تواتر اور بلاشبہ نہیں۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

ربط: طلاق کے مسائل چل رہے ہیں پہلے ذکر تھا کہ عدت ختم نہ ہو تو کیا کرو اب یہاں ذکر ہے کہ عدت ختم ہو جائے تو کیا کرو۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا اپنی بہن کو پہلے خاوند کے ساتھ نکاح سے منع کرنا:

شان نزول: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کا نکاح ہوا تھا خاوند نے طلاق دے دی۔ عدت ختم ہوئی تو لوگوں نے بھی اور سابقہ خاوند نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تو بھائی نے منع کر دیا جبکہ بیوی کا رجحان بھی پہلے خاوند کی طرف تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیری نکات) طلاق کے احکامات:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ رجعی طلاقیں دو ہیں۔ ان دو کے بعد حق ہے فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ پس روکنا ہے عمدگی کے ساتھ کہ تم عورت کو روکو یعنی نکاح میں رکھو عمدگی سے اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ یا چھوڑ دو الگ کر دو عمدگی کے ساتھ۔ یعنی اگر تم نہیں رکھنا چاہتے تو عمدگی کے ساتھ الگ کر دو۔

نوٹ:

درمیان میں خلع کا مسئلہ ہے اس کو میں بعد میں بیان کروں گا۔ اس کے بعد والی آیت سمجھ لو۔ فرمایا

فَاِنۡ طَلَّقَهَا پھر اگر اس نے تیسری طلاق دے دی اس عورت کو، یعنی اگر خاوند نے دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی فَلَا تَحِلُّ لَهٗ پس یہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہے مِنۡۢ بَعۡدُ ان تین طلاقوں کے بعد حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ یہاں تک کہ وہ عورت نکاح کرے اُس مرد کے علاوہ کسی اور مرد سے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ ایک طلاق اور دو طلاقوں کے بعد دورانِ عدت رجوع کا حق تھا۔ اور عدت کے بعد نکاح کا حق۔ لیکن جب تیسری طلاق دے دی تو اب یہ سارے حق ختم ہو گئے نہ تو اس کو رجوع کا حق ہے اور نہ ہی نکاح کر کے رکھ سکتا ہے فَاِنۡ طَلَّقَهَا پس اگر اس دوسرے خاوند نے بھی طلاق دے دی فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ تو کوئی گناہ نہیں ہے ان دونوں پر یعنی اس عورت کا جو پہلا خاوند تھا اس پر اور اس عورت پر کوئی گناہ نہیں ہے اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ یہ کہ یہ دونوں آپس میں رجوع کر لیں یعنی عدت گزرنے کے بعد نئے سرے سے نکاح کر لیں مگر شرط ہے کہ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ اگر وہ دونوں یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ان کو بیان کرتا ہے اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ اور جب تم طلاق دے دو عورتوں کو فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ پس قریب پہنچیں کہ وہ اپنی عدت کو فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ پس تم ان کو روکو۔ یعنی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی تو دورانِ عدت تم انہیں روک بھی سکتے ہو بِمَعۡرُوۡفٍ عمدہ طریقے سے اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ یا چھوڑ دو ان کو بِمَعۡرُوۡفٍ عمدہ طریقے سے وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ اور نہ روکو تم ان کو ضِرَارًا تکلیف دینے کے لیے یعنی ان کو اس واسطے نہ روکو کہ میں ان کو ماروں گا پیٹوں گا اور تنگ کروں گا لِّتَعۡتَدُوۡا تاکہ تم تجاوز کرو اس واسطے نہ روکو وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ اور جس نے یہ کارروائی کی فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ پس تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

خلع کا بیان:

جیسا کہ میں اس سے پہلے کہہ کر آیا تھا کہ آیت نمبر ۲۲۹ میں خلع کا بیان بھی ہو رہا ہے مگر چونکہ مناسب یہ تھا کہ طلاق کے مسائل سب اکٹھے بیان ہو جائیں لہٰذا ان سب کو اکٹھا بیان کر دیا گیا۔ اب طلاق کا بیان ختم ہو گیا تو خلع کا بیان کیا جاتا ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ اور (اے مردو!) تمہارے واسطے حلال نہیں ہے اَنۡ تَاۡخُذُوۡا یہ کہ لو تم مِمَّاۤ اس چیز سے اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ جو تم نے ان عورتوں کو دیا ہے شَيۡـًٔا کچھ بھی۔ یعنی مہر دیا ہے یا ہدیے کے طور پر کوئی چیز دی ہے تو طلاق کے بعد تم ان سے کچھ نہیں لے سکتے اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَاۤ مگر یہ کہ میاں بیوی خوف کریں اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ آپس میں ان کا مزاج نہیں ملتا یا کسی اور وجہ سے ان کا نباہ نہیں ہو سکتا فَاِنۡ خِفۡتُمۡ پس اگر اے دونوں کے وارثو (ماور رشتہ دارو!) تمہیں خوف ہو اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم

نہیں رکھ سکیں گے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں ہے گناہ ان دونوں پر فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ اس چیز میں کہ عورت فدیہ کی (رقم) دے کر مرد سے طلاق لے لے۔

اب مسئلہ سمجھو کہ اگر بیوی خاوند کا آپس میں نباہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً مزاج نہیں ملتا کیوں کہ مزاج کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسی واسطے شریعت کفو کے اندر نکاح کرنے کو ترجیح دیتی ہے اور کفو کا معنٰی ہے برادری۔ اور برادری میں مزاج اور ذہن ملتے جلتے ہوں گے تو گڑبڑ نہیں ہوگی اور غیر کفو میں مزاج نہ ملنے کی وجہ سے مشکل پیدا ہوگی۔ باقی نکاح غیر کفو میں بھی جائز ہے حرام نہیں ہے۔ تو اگر میاں بیوی کا مزاج نہیں ملتا یا کوئی اور ایسی وجہ ہے کہ نباہ نہیں ہو سکتا تو شریعت نے خلع کی اجازت دی ہے۔ البتہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر خرابی بیوی کی طرف سے ہے کہ وہ رہنا نہیں چاہتی اور خاوند رکھنا چاہتا ہے تو ایسے موقع پر خاوند عورت کو کہہ دے تو مجھے پیسے دے دے تو میں تجھے طلاق دے دیتا ہوں کیوں میرا شادی پر خرچہ ہوا ہے اور اگر بیوی رہنا چاہتی ہے اور شرارت خاوند کی طرف سے ہو تو ایسی صورت میں خلع کا مال حرام تو نہیں ہے مگر مکروہ ہے کہ شرارت بھی اسی کی ہے اور رقم بھی وہی ہتھیا لے پھر اس میں اختلاف ہے کہ مرد نے جتنا مہر دیا ہے اتنے پر ہی خلع ہو یا حق مہر سے زیادہ رقم لے سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق حق مہر سے زیادہ رقم نہیں لے سکتا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کی آیات کو ہنسی اور کھیل۔ جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اٹل ہے۔

قرآن، حدیث اور سنت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو اُس نے تم پر کی ہیں ظاہری نعمتیں بھی ہیں اور باطنی نعمتیں بھی، روحانی نعمتیں بھی اور جسمانی نعمتیں بھی ہیں۔ ان کو یاد کرو یعنی ان کا شکر ادا کرو۔ اور یہ نعمت بھی ہے وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تم پر کتاب یعنی قرآنِ کریم۔ اور قرآن کریم کی قدر وہی کرے گا جو اس نعمت کو سمجھے گا اور جس نے قرآن کریم کو صرف قسم اٹھانے کے لیے رکھا ہے وہ کیا سمجھے گا۔ یاد رکھو! قرآن پاک بہت بڑی دولت ہے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت نازل فرمائی۔ تو حکمت سے مراد سنت اور حدیث ہے۔ قرآن پاک کی تشریح حدیث ہے۔ حدیث کے بغیر تشریح کرنے پر بھی ہمارا ایمان نہیں ہے يَعِظُكُمْ بِهٖ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی نصیحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو۔ قرآن کریم کو پڑھو، حدیث شریف کو پڑھو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَاعْلَمُوْٓا اور تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔ تمہارا ظاہر، باطن، نیت، ارادہ سب اس کے علم میں ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پس وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کو پس نہ روکو تم ان کو یہ کہ وہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جس وقت راضی

إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

ہو جائیں آپس میں عمدگی کے ساتھ، اس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس کو جو تم میں سے ایمان لاتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن

الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿232﴾

پر یہی چیز بڑی پاکیزہ ہے (قلبی اعتبار سے) اور زیادہ پاکیزہ ہے (بدن کے اعتبار سے)۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ

اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو سال مکمل یہ اس کے لیے ہے جو ارادہ کرتا ہے یہ کہ مکمل کرلے دودھ پلانے کی مدت کو،

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ

اور جس کی طرف بچے کی نسبت کی جاتی ہے (یعنی باپ پر) ان عورتوں کا رزق ہے اور ان کا لباس بھی ہے اچھے طریقے کے ساتھ،

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ

نہیں تکلیف دی جائے گی کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق، نہ نقصان پہنچایا جائے ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے اور نہ

بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا

باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے اور وارث پر بھی اتنا ہی خرچہ آئے گا، پس اگر وہ دونوں ارادہ کرلیں دودھ چھڑانے کا آپس کی

وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ

مرضی سے اور باہمی مشورہ سے، پس کوئی حرج نہیں ہے ان دونوں پر اور اگر تم ارادہ کرو یہ کہ کسی اور سے اپنی اولاد کو دودھ پلواؤ،

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ

پس کوئی گناہ نہیں ہے تم پر جب دے دو تم وہ چیز جو تم نے مقرر کی ہے اچھے طریقے کے ساتھ،

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿233﴾

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ: پس تم رکاوٹ نہ ڈالو ان (عورتوں) کے لیے، أَن يَنكِحْنَ: کہ وہ نکاح کریں، أَزْوَاجَهُنَّ: ان کے اپنے خاوند، تَرَاضَوْا: وہ آپس میں راضی ہوں، يُوعَظُ: اُسے نصیحت کی جاتی ہے، أَزْكَىٰ: زیادہ اچھا، أَطْهَرُ:

زیادہ پاکیزہ، اَلْوَالِدٰتُ: مائیں، اَوْلَادَهُنَّ: ان عورتوں کی اپنی اولاد، حَوْلَيْنِ: دوسال، كِسْوَتُهُنَّ: ان عورتوں کا لباس، لَاتُكَلَّفُ: نہیں مکلف بنایا جاتا، وُسْعَهَا: اس کی وسعت، بِوَلَدِهَا: اپنے بیٹے بچے کی وجہ سے، مَوْلُوْدٌ لَّهٗ: (باپ) جس کا بچہ ہے، اَلْوَارِثُ: وارث، تَشَاوُرٍ: باہمی مشورہ، سَلَّمْتُمْ: تم نے سپرد کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں طلاق کے مسائل چل رہے تھے اب بھی انہی مسائل کا تسلسل ہے اور اسی میں ایک مسئلہ پیش آتا ہے کہ بچے کے دودھ پلانے کا بندوبست کیا ہوگا تو اسی مناسبت سے رضاعت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: طلاق رجعی کے بعد نکاح کا بیان:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور جس وقت تم طلاق رجعی دو عورتوں کو فَبَلَغْنَ پھر وہ پہنچ چکیں اَجَلَهُنَّ اپنی عدت کو یعنی عدت بھی ختم ہو چکی ہو فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ پس تم نہ روکو ان عورتوں کو اَنْ يَّنْكِحْنَ یہ کہ وہ نکاح کرلیں اَزْوَاجَهُنَّ اپنے پہلے خاوندوں سے اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ جب وہ آپس میں راضی ہو جائیں بِالْمَعْرُوْفِ اچھے طریقے سے یعنی جو شریعت کے قاعدے کے مطابق ہے ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ اس حکم کی نصیحت کی جاتی ہے مَنْ اس کو كَانَ مِنْكُمْ جو ہے تم میں سے يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت پر ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ یہ چیز قلبی لحاظ سے بھی تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہے وَاَطْهَرُ اور بدنی لحاظ سے بھی پاکیزہ ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ اور تم نہیں جانتے ہو۔

آیت کا شانِ نزول:

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ ان کے والدین فوت ہو چکے تھے۔ ان کی ہمشیرہ تھی۔ بعض تفسیروں میں اُن کا نام جُمیلہ اور بعض میں جَمیلہ رضی اللہ عنہا آیا ہے۔ ابوالبدّاح رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے ان کے ساتھ اُن کا نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد اکٹھے زندگی گزارتے رہے ابھی اولاد نہیں ہوئی تھی اور گھریلو معاملات میں ہوتا ہے کبھی بگاڑ خاوند کی طرف سے ہوتا ہے کبھی عورت کی طرف سے اور کبھی دونوں کی طرف سے۔ دنیا میں کوئی ایسا گھر نہیں بتایا جاسکتا جس میں کچھ نہ کچھ بگاڑ نہ ہو۔ تو حضرت ابوالبدّاح رضی اللہ عنہ نے طیش اور غصے میں آکر بیوی کو طلاق دے دی مگر طلاق رجعی تھی۔ (تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے کہ اگر ایک دفعہ خاوند بیوی کو کہے میں نے تجھے طلاق دے دی ہے یا دو مرتبہ کہے میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو ان دونوں صورتوں میں خاوند کو حق حاصل ہے کہ دورانِ عدت رجوع کرلے۔ اس سے طلاق کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور اگر عدت ختم ہوگئی تو پھر نکاح ہوگا یعنی آپس میں پھر نکاح کر سکتے ہیں۔ اور اگر تین طلاقیں

ہو جائیں تو پھر کوئی گنجائش نہیں ہے۔)

تو حضرت ابوالبدّاح رضی اللہ عنہ کی طلاق رجعی تھا اور عدت گزر گئی۔ عدت گزرنے کے بعد اور لوگوں نے بھی نکاح کے پیغام بھیجے اور پہلے خاوند نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی میں دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہوں اور بیوی دلی طور پر راضی تھی پہلے خاوند کے پاس جانے کے لیے۔ لیکن ان کے بھائی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پہلے خاوند کے ساتھ نکاح نہیں کرنے کا دوں گا۔ اس لیے کہ اس نے طلاق کیوں دی؟ پھر چلو طلاق دے دی مگر عدت کے دوران میں اس نے رجوع کرنے نام ہی نہیں لیا۔ جب عدت ختم ہوگئی اور دوسرے لوگوں کے پیغامِ نکاح آنے لگے تو اب اس نے بھی نکاح کا پیغام بھیج دیا ہے۔ لہٰذا میں اس کے ساتھ نکاح نہیں ہونے دوں گا۔ کچھ برادری اور محلے کے لوگ بھی درمیان میں آ گئے کہ پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کرنے دو۔ مگر معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی قیمت پر وہاں نکاح نہیں ہونے دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا۔ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مجھے دل و جان سے قبول ہے اور فوراً بہن کا نکاح حضرت ابوالبدّاح رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

دودھ پلانے کے احکامات:

وَالْوَالِدٰتُ اور مائیں يُرْضِعْنَ دودھ پلائیں اَوْلَادَهُنَّ اپنی اولاد کو حَوْلَيْنِ دو سال كَامِلَيْنِ مکمل۔ لیکن یہ دو سال کس کے لیے ہیں لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ اس شخص کے لیے ہیں جو ارادہ کرے اس بات کا کہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرے۔ آگے آ رہا ہے اگر ماں باپ پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو چھڑا سکتے ہیں۔ دراصل یہ بچے کی صحت کے اوپر ہے بعض بچے صحت مند ہوتے ہیں، سال سوا سال کی عمر میں کھانا پینا شروع کر دیتے ہیں اور اگر بچہ کمزور ہو تو دو سال تک دودھ پلایا جا سکتا ہے وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ اور اس شخص پر جس کی طرف بچے کی نسبت کی جاتی ہے یعنی بچے کا باپ، اس کے ذمہ ہے رِزْقُهُنَّ ان کا کھانا وَكِسْوَتُهُنَّ اور ان کا لباس بھی ان کے خاوندوں کے ذمہ ہے۔ کھانا لباس کس طرح کا ہو تو فرمایا بِالْمَعْرُوْفِ جو قاعدے کے مطابق ہو۔ وہ قاعدہ کیا ہے؟ فرمایا لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا نہیں تکلیف دی جا سکتی کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اگر خاوند امیر ہے تو عورت کا خرچہ امیرانہ ہو گا یعنی اس کا لباس وہ ہو گا جو امیر عورتیں پہنتی ہیں۔ اگر خاوند درمیانے قسم کا ہے مالی اعتبار سے تو اس کے ذمہ خرچہ بھی درمیانے درجے کا ہو گا۔ لباس بھی درمیانہ، رہائش بھی درمیانے درجہ کی۔ اگر خاوند غریب ہے تو خاوند پر غربت کے اعتبار سے خرچہ وہ ہو گا جو غریب لوگ کھاتے پیتے، پہنتے ہیں اور رہائش بھی اسی طرح کم ہو گی کہ جیسی رہائش میں غریب لوگ رہتے ہیں۔ فرمایا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا نہ تکلیف دی جائے والدہ کو اس کے بچے کی وجہ سے۔ مثلاً عورت بیمار ہے اس کو دودھ ہی نہیں اُترتا یا اس کا دودھ طبی اعتبار سے مضر ہے تو خاوند اس کو مجبور نہیں کر سکتا ہے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اور نہ باپ کو

تکلیف بچے کی وجہ سے دی جائے گی یعنی عورت صحت مند ہے دودھ بھی وافر ہے مگر وہ پلانے سے انکاری ہے کہ میرے حسن و جمال میں کمی آجائے گی میرے پستان ڈھیلے ہوجائیں گے تو عورتوں کا ایسا کرنا بھی جائز نہیں ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور وارث پر بھی اسی طرح خرچہ لازم ہے مثلاً بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے اور عورت کے پاس خرچہ وغیرہ بھی نہیں اور خاوند کچھ چھوڑ کر نہیں گیا تو شرعی وارث اس بچے کا خرچہ دودھ کا اٹھائیں گے فَاِنْ اَرَادَا پس اگر وہ میاں بیوی دونوں ارادہ کرلیں فِصَالًا دودھ چھڑانے کا دو سال سے پہلے عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا آپس کی رضامندی سے یعنی دونوں اس پر راضی ہوں وَتَشَاوُرٍ اور دونوں کا مشورہ بھی ہے کہ اس بچے کا دودھ اب چھڑا دینا چاہیے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اور اگر تم ارادہ کرتے ہو اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ یہ کہ تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ پلواؤ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اس میں بھی اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ جب دے دو تم وہ اجرت جو تم نے طے کی ہے بِالْمَعْرُوْفِ عمدگی کے ساتھ۔ اس زمانے میں ایسا ہوتا تھا کہ صحت مند عورتیں بچوں کو لے جاتی تھیں اُن کو اُجرت دی جاتی تھی وہ بچوں کو دودھ پلاتی تھیں۔ خود ہمارے نبی کریم آنحضرت ﷺ نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ہر معاملے میں وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو تم اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔ تمہارے ظاہر کو، باطن کو، ہر حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں، وہ (بیوہ) روکے رکھیں اپنی جانوں کو چار مہینے اور دس دن،

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ

پس جب وہ پوری کرچکیں اپنی عدت، پس کوئی حرج نہیں ہے تم پر اس کارروائی کے بارے میں عمدگی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿234﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ

جو تم عمل کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اس چیز میں جو تم اشارہ کرو اس کے ساتھ عورتوں کی منگنی کا یا

اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ

تم مخفی رکھو اپنی جانوں میں یعنی دلوں میں، جانتا ہے اللہ تعالیٰ، بے شک تم عن قریب ذکر کرو گے ان عورتوں کا، اور لیکن نہ وعدہ

سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

کرو تم ان کے ساتھ پوشیدہ، مگر یہ کہ کہو تم بات بھلی اور نہ ارادہ کرو تم نکاح کی گرہ کا یہاں تک کہ پہنچ جائے تحریر اللہ تعالیٰ

يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ

کی طرف سے اپنی معیاد کو، اور جان لو تم بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع ۱۴

بچو اور تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل کرنے والا، بُرد بار ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُتَوَفَّوْنَ: فوت ہو جاتے ہیں، يَذَرُوْنَ: چھوڑ جاتے ہیں، اَزْوَاجًا: بیویاں، فَعَلْنَ: عورتوں نے کیا، عَرَّضْتُمْ: تم نے پردے میں بات کی، خِطْبَةِ: پیغام نکاح، اَكْنَنْتُمْ: تم نے چھپایا، سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ: عنقریب تم ان عورتوں کا ذکر کرو گے، لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ: تم ان عورتوں سے وعدہ نہ کرو، سِرًّا: چھپ کر، مَعْرُوْفًا: درست، عُقْدَةَ: عقد، النِّكَاحِ: نکاح، اَجَلَهٗ: اس کی مدت، فَاحْذَرُوْهُ: پس تم اس سے بچو۔

ربط:

اس سے پہلے طلاق کی عدت کا بیان تھا اب یہاں وفات کی عدت کا بیان ہے۔

(تفسیری نکات) وفات والی عدت کا بیان:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ اور وہ لوگ جو فوت ہو جاتے ہیں مِنْكُمْ تم میں سے وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور چھوڑ جاتے ہیں عورتیں يَّتَرَبَّصْنَ روکے رکھیں وہ عورتیں بِاَنْفُسِهِنَّ اپنی جانوں کو اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا چار مہینے اور دس دن (جب کہ وہ حاملہ نہ ہوں) فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پس وہ عورتیں جس وقت اپنی عدت پوری کر چکیں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس کوئی گناہ نہیں ہے تم پر فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ اس کارروائی کے بارے میں جو وہ عورتیں اپنے بارے میں کریں لیکن کریں بِالْمَعْرُوْفِ اچھے طریقے کے ساتھ یہ کہ خفیہ طریقہ نہ ہو بُرائی نہ ہو۔ اگر ایسا کریں تو تم پر فرض ہے کہ تم روکو۔ ہاں عدت ختم ہو گئی ہے اور وہ عورت اپنے نکاح کے لیے کہیں پیغام بھیجتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿﴾ اور اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو ان سب سے خبردار ہے۔

عدت کے دوران نکاح کا پیغام نہیں دیا جاسکتا:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور کوئی حرج نہیں ہے تم پر فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ اس کارروائی میں کہ تم اس کا اشارہ کرتے ہو مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ عورتوں کی منگنی کا اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ یا تم مخفی رکھتے ہو دلوں میں۔ یعنی دوران

عدت اس کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے ایسے ہی عورت بھی کسی سے دوران عدت نکاح کی رضا مندی ظاہر نہیں کر سکتی عَلِمَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ بے شک تم ان کا عنقریب ذکر کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے وضع ایسی بنائی ہے کہ مرد عورت کے بغیر نہیں رہ سکتا اور عورت مرد کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کا سلسلہ جاری رکھنا ہے۔ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ اور لیکن تم ان سے وعدہ نہ کرو سِرًّا مخفی طریقے سے۔ یعنی وعدہ نہ کرو کہ تم عدت کے بعد میرے ساتھ نکاح کرنا میں تمہارے ساتھ نکاح کروں گا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مگر یہ کہ تم بات کہو معقول۔ وہ یہ کہ اشارہ کنایہ سے اس کو سمجھا دو وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ اور نہ تم ارادہ کرو نکاح کی گرہ کا حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ یہاں تک کہ پہنچ جائے کتاب اپنی مدت تک وَاعْلَمُوْٓا اور تم جان لو کہ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے فَاحْذَرُوْهُ اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بھی ہے جو گناہ کر کے معافی مانگے اللہ تعالیٰ بخشے گا حَلِيْمٌ تحمل والا ہے کہ اگر فوری طور پر سزا نہیں دیتا اس لیے کہ بڑا حوصلے والا ہے اس کے تحمل سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم بچ گئے ہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا

نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو اس زمانے میں جس میں تم نے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، یا تم نے مقرر نہیں کیا

لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ

ان کے لیے مہر اور ان کو تم جوڑا دو۔ قدرت والے پر اس کے اندازے کا جوڑا ہے اور تنگ دست پر اس کے اندازے کا جوڑا ہے،

مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿236﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

یہ جوڑا ہے عمدگی کے ساتھ یہ حق ہے نیکو کاروں پر۔ اور اگر تم نے طلاق دی ان عورتوں کو پہلے اس سے کہ تم ان کو

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ

ہاتھ لگاؤ اور تحقیق تم مقرر کر چکے ہو ان کے لیے مہر، پس آدھا ہے وہ جو تم مقرر کر چکے ہو مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا

یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ، اور یہ کہ اے مردو! تم معاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور نہ

تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿237﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ

بھولو تم فضل کو آپس میں بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ حفاظت کرو نمازوں کی خاص کر درمیانی نماز کی

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ

اور کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے۔ پس اگر تم کو خوف ہے تو کھڑے کھڑے تم پڑھ لو یا سواری پر،

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

پس جب تم امن میں ہو جاؤ پس تم یاد کرو اللہ تعالیٰ کو جیسے تمہیں اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ان چیزوں کی جن کو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ: تم نے ان عورتوں کو نہیں چھوا، لَمْ تَفْرِضُوْا: تم نے مقرر (نہیں) کیا، مَتِّعُوْهُنَّ: تم انہیں (عورتوں کو) کچھ فائدہ پہنچاؤ، اَلْمُوْسِعِ: فراخ دست، قَدَرُهٗ: اس کی قدرت، اَلْمُقْتِرِ: تنگدست، مَتَاعًا: سامان، کام آنے والی چیز، طَلَّقْتُمُوْهُنَّ: تم نے ان کو طلاق دے دی، فَرَضْتُمْ: تم نے مقرر کیا، يَّعْفُوْنَ: معاف کر دیں وہ عورتیں، يَدِهٖ: اس کا ہاتھ، اَقْرَبُ: زیادہ قریب، لَا تَنْسَوُا: تم نہ بھولو، حٰفِظُوْا: تم حفاظت کرو، الْوُسْطٰى: درمیانی، قُوْمُوْا: تم کھڑے ہو جاؤ، رُكْبَانًا: سوار، عَلَّمَكُمْ: اس نے تمہیں سکھایا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی طلاق کا بیان تھا ان آیات میں بھی طلاق کا ذکر ہی چل رہا ہے اس کے بعد کی آیت میں نماز کا ذکر ہے۔ حضرت شیخ الھند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوپر معاملات کا ذکر تھا اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معاملات میں ہی نہ الجھے رہو بلکہ نماز کا بھی خیال کرو۔

(اہم نکات) متعہ کے تین معانی آتے ہیں:

وَمَتِّعُوْهُنَّ: متعہ کے تین معانی آتے ہیں۔

① مُتْعَةُ الطَّلَاقِ یعنی مطلقہ کو کہ جس کی رخصتی ابھی نہیں ہوئی اور طلاق دے دی تو اُسے ایک جوڑا دو مہر مقرر ہو تو نصف مہر دینا چاہیے اور اگر مہر مقرر نہیں کیا گیا تو صرف ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دے دو۔

② مُتْعَةُ الْحَجِّ یعنی حج تمتع۔

③ متعہ بغیر نکاح کے عورت کے ساتھ جماع کرنا۔

صلوۃ وسطیٰ کی تفسیر میں راجح قول:

والصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں لیکن راجح یہ ہے کہ صلوۃ عصر اس سے مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی عصر کی

نماز فوت ہوئی تو گویا اس کا گھر اور مال سارا ضائع ہو گیا۔

(تفسیری نکات) رخصتی سے پہلے طلاق کے احکام:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اگر تم طلاق دے دو عورتوں کو مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اس زمانے میں جب کہ تم نے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً یا تم نے ان کے لیے مہر مقرر نہیں کیا۔ یعنی ایسی عورت کہ تم نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور رخصتی سے پہلے تم نے طلاق دے دی اور جب نکاح ہوا تھا اس وقت مہر بھی مقرر نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ نکاح کے وقت اگر مہر کا ذکر نہ بھی کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر بعد میں طے کر لیا جاتا ہے۔ میاں بیوی خود طے کر لیں۔ اگر طے کرنے میں جھگڑا ہو جائے تو مہر مثلی ہوگا۔ کیوں کہ نکاح کے لیے مہر ضروری ہے۔ مگر ایسی عورت جس کے نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہیں ہوا اور رخصتی سے پہلے طلاق ہو گئی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم یہ ہے کہ وَّمَتِّعُوْهُنَّ اور فائدہ پہنچاؤ تم ان کو اور وہ فائدہ پہنچانا یہ ہے کہ تم ان کو ایک جوڑا کپڑوں کا دے دو۔ اور اس کو متعۃ النکاح کہتے ہیں۔ متعۃ النکاح یہ ہے کہ جس عورت کو طلاق ملی ہے اس کو طلاق کے ساتھ ایک جوڑا کپڑے کا بھی دینا پڑے گا اور یہ مستحب ہے۔ اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تو پھر جوڑا دینا واجب ہے۔ اور اس مقام پر وَّمَتِّعُوْهُنَّ میں اسی کا ذکر ہے کہ تم طلاق کے بعد عورت کو ایک جوڑا دو۔ وہ جوڑا کیسا ہو؟ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور فقیر اور تنگ دست پر اس کے اندازے کے مطابق۔ اور ظاہر بات ہے کہ گھروں میں عورتیں جو لباس پہنتی ہیں مال داروں کے گھروں میں امیرانہ لباس ہے اور درمیانے گھروں میں درمیانہ لباس ہے اور غریب گھروں میں غریبوں والا لباس ہے۔ تو جس کی جو حیثیت ہے اسی کے مطابق خوراک بھی دے گا اور لباس بھی دے گا مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ یہ جوڑا خندہ پیشانی کے ساتھ دینا ہے، عمدگی کے ساتھ دینا ہے ماتھے پر بل نہ پڑیں حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ لازم ہے نیکوکاروں پر یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نیکوکاروں پر لازم کیا ہوا ہے۔

وہ عورتیں جن کو مباشرت سے پہلے طلاق دی مگر ان کے مہر مقرر ہوئے:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ اور اگر تم نے طلاق دی عورتوں کو مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ پہلے اس سے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً اور تحقیق تم مقرر کر چکے ہو ان کے لیے مہر فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ پس آدھا مہر ہے جو تم نے مقرر کیا ہے۔ مثال کے طور پر نکاح ہو چکا ہے اور نکاح کے موقع پر ایک ہزار مہر مقرر ہوا ہے (اور طریقہ یہی رائج ہے اب بھی اور پہلے بھی اسی طرح کرتے تھے کہ مہر اسی وقت دے دیتے تھے) اور وہ عورت کے وارثوں اور متولیوں کو دے دیا اور انہوں نے منکوحہ کو دے دیا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی مگر ایسی صورت پیش آ گئی کہ طلاق کی نوبت آ گئی تو اس نفس نکاح

کے ساتھ آدھا مہر تو عورت کا ہے اور آدھا اس کو واپس کرنا پڑے گا اِلَّآ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ مگر وہ عورتیں آدھا بھی معاف کر دیں کیوں کہ ان کا حق ہے اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ یا معاف کر دے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ۔ یعنی ایک ہزار مہر دیا تھا لیکن رخصتی سے پہلے طلاق ہوگئی۔ اب پانچ سو اس نے لینا ہے کیوں کہ وہ اس کا حق ہے۔ مگر یہ کہتا ہے کہ معاف کرتا ہوں میں نہیں لیتا تو یہ بھی درست ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ مردوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں وَاَنۡ تَعۡفُوۡٓا اور یہ کہ تم معاف کردو اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ اور نہ بھولو تم فضل کو آپس میں یعنی اس طلاق کی وجہ سے آپس میں مہربانی کو نہ بھولو۔ مطلب یہ ہے طلاق عموماً جھگڑے کے بعد ہوتی ہے خوشی کے ساتھ کوئی نہیں طلاق دیتا۔ اور جب جھگڑا ہوتا ہے تو دلوں میں کینہ، بغض، حسد اور بڑا طیش آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اس طیش کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ بھولو اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ جو عمل تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

نمازوں کی پابندی کرو:

حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ حفاظت کرو نمازوں کی۔ لوگ عموماً شادی بیاہ کی تقریب ہو یا اور کوئی تقریب ہو تو نمازیں نہیں پڑھتے تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر نماز کو نہ چھوڑو وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى خاص طور پر درمیانی نماز یعنی عصر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

"مَنۡ فَاتَتۡهُ صَلٰوةُ الۡعَصۡرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهۡلُهٗ وَمَالُهٗ اَوۡ كَمَا قَالَ ﷺ"

"کہ جس کی عصر کی نماز رہ گئی اس طرح سمجھو کہ اس کے گھر کے سارے افراد فوت ہوگئے اور گھر کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا گیا ہو"

تو اس سے اندازہ لگاؤ کہ گھر کے افراد میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے تو کس قدر صدمہ ہوگا۔ اور اس کے ساتھ گھر بار بھی لُٹ گیا ہو تو اور بھی بڑی مصیبت اور آزمائش ہوگئی۔ تو عصر کی نماز فوت ہو جانے کا اتنا بڑا نقصان ہے وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ اور کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے۔ اور ظاہری عاجزی بھی ہونی چاہیے اور باطنی عاجزی بھی۔ ظاہری عاجزی یہ ہے کہ آدمی جب نماز میں کھڑا ہو تو نگاہ سجدے کے مقام پر رکھے اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ اور باطنی عاجزی یہ ہے کہ نماز میں پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ درجہ حاصل نہیں ہے تو پھر یہ سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ پس اگر تمہیں خوف ہے فَرِجَالًا تو کھڑے کھڑے پڑھ لو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فَرِجَالًا کا ترجمہ کرتے ہیں پاؤں پر کھڑے کھڑے اور یہی معنیٰ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ یعنی اگر خطرہ ہے اور تم رکوع و سجود نہیں کر

سکتے تو تم کھڑے کھڑے نماز پڑھ لو اَوْ رُكْبَانًا یا سواری پر ہو تو سواری ہی پر پڑھ لو فَإِذَآ اَمِنْتُمْ پس جب تم امن میں ہو جاؤ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ پس تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو كَمَا عَلَّمَكُمْ جیسے تمہیں تعلیم دی گئی ہے کہ اطمینان کے ساتھ رکوع و سجود کرو۔ تعلیم تمہیں مَّا ان چیزوں کی لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ جن کو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نمازوں کو صحیح معنوں میں نمازیں بنا دے۔ آمین

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

اور وہ لوگ جن کو وفات دی جاتی ہے تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں وہ وصیت کر جائیں اپنی بیویوں کے حق میں فائدہ،

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ

ایک سال تک کہ ان کو نہ نکالا جائے گھر سے پس اگر وہ نکلیں تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اس کارروائی میں جو وہ کرتی ہیں اپنی جانوں

مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

کے بارے میں اچھے طریقے سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور ان عورتوں کے لیے جن کو طلاق دی گئی ہے جوڑا ہے

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤٢﴾ ع

اچھے طریقے کے ساتھ یہ لازم ہے پرہیزگاروں پر، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنی آیات تاکہ تم سمجھو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے ان لوگوں کا جو نکلے ہیں اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے موت سے ڈرتے

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۠ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

ہوئے، پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو مر جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا بے شک اللہ تعالیٰ البتہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْۤا

اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے اور لڑو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ

جاننے والا ہے۔ کون ہے وہ شخص جو قرض دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا، پس بڑھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کئی گنا زیادہ

اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾

اور اللہ تعالیٰ ہی رزق تنگ کرتا ہے اور رزق کشادہ کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْحَوْلِ: سال، خَرَجْنَ: پس اگر وہ نکلیں، اَلَمْ تَرَ: کیا تو نے نہیں دیکھا، خَرَجُوْا: وہ نکلے، اُلُوْفٌ: کئی ہزار، مُوْتُوْا: تم مرجاؤ، یُقْرِضُ: وہ قرض دیتا ہے، اَضْعَافًا: کئی گنا، یَقْبِضُ: تنگ کرتا ہے، یَبْصُطُ: وہ فراخ کرتا ہے۔

ربط:

- اس سے قبل بھی عدت کے احکام بیان ہوئے تھے اب اُس عورت کی عدت کا بیان ہے جس کا خاوند فوت ہوجائے اور پھر اس سے متعلقہ عدت کے بعض احکام بیان کیے جا رہے ہیں۔

(اہم نکات) فوت شدہ شخص کی بیوہ کی عدت:

اس کی دو تفسیریں ہیں

① پہلے متوفی عنھا زوجھا (یعنی وہ شخص جو فوت ہوگیا اُس کی بیوہ) کی عدت ایک سال تھی خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ یہ حکم نزول کے اعتبار سے پہلا حکم ہے۔ بعد میں یہ عدت بتلائی گئی یعنی چار ماہ دس دن یہ نزول میں پہلے والے حکم کے بعد کا ہے۔

② ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عدت غیر حاملہ کی پہلے بھی چار مہینے دس دن تھی اور اب بھی یہی ہے اس میں تاکید ہے کہ اس بیوہ کے متعلق شوہر کے رشتہ داروں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اس بیوہ کو ایک سال تک نکالے نہیں اور یہی تفسیر راجح ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

ربط: فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا میں جہاد کا ذکر ضمناً تھا یہاں سے جہاد کا ایک واقعہ بیان کیا۔

اس آیت کا شان نزول:

① حضرت حزقیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جہاد کے لئے آمادہ کیا مگر بنی اسرائیل نے اپنے نبی کا حکم نہ مانا اور جہاد سے راہ فرار اختیار کیا۔

② یا موت سے یہ لوگ بھاگے یعنی طاعون کی بیماری تھی اس سے بھاگے۔

اَلَمْ تَرَ تفسیر خازن، تفسیر ابن جریر طبری اور تفسیر ابن عوینہ نے لکھا ہے کہ یہاں رویت سے رویت العین مراد نہیں یعنی رویت سے آنکھ کا دیکھنا نہیں بلکہ دل کا دیکھنا مراد ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

ربط: اوپر قتال کا ذکر تھا اور قتال میں پیسے کی بھی ضرورت ہوتی ہے لہذا یہاں انفاق کا ذکر فرمایا قَرْضًا حَسَنًا.

انفاق فی سبیل اللہ کو قرض کیساتھ تشبیہ کیوں دی؟

سوال: اللہ تعالیٰ نے یہاں انفاق فی سبیل اللہ کو قرض کیساتھ تشبیہ کیوں دی؟

جواب: تشبیہ من کل الوجوہ

یعنی تشبیہ دیتے ہوئے یہ مقصد نہیں ہوتا ہے کہ یہ تمام وجوہ کے لیے مکمل تشبیہ ثابت ہوگی اور مکمل مساوات کو نہیں چاہتی مثلاً زَیْدٌ کَا لْاَسَدِ میں زید کو اسد کیساتھ تشبیہ صرف ایک وصف میں دی ہے کہ زید اسد جیسا ایک انسان ہے مگر دونوں لمبے ہیں یا ان میں فرق ہے یا دیگر اُن میں جسمانی لحاظ سے دماغی لحاظ سے تعلیمی لحاظ سے کوئی فرق ہے تو اُس کو بیان نہیں کیا گیا۔ تو یہاں تشبیہ اس لئے دی کہ جیسا کوئی کسی کو قرض دیتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے واپس ملے گا اس طرح جو اللہ کو دیتا ہے اس کو بھی یقینی طور پر اس کا بدلہ ملے گا تو یہاں بدلہ ملنے میں تشبیہ ہے یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ حق تعالیٰ قرض کے محتاج ہیں۔

(تفسیری نکات) عدت کرنے والی خاتون کو ایک سال تک گھر میں رہنے کی اجازت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اور وہ مرد یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ جن کو وفات دی جاتی ہے تم میں سے وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ وہ اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ ان کو فائدہ پہنچایا جائے سال تک غَیْرَ اِخْرَاجٍ ایک سال تک ان کو گھر سے نہ نکالا جائے عدت ختم ہونے کے بعد فَاِنْ خَرَجْنَ پس اگر وہ اپنی مرضی سے نکل جائیں فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ پس کوئی گناہ نہیں ہے تم پر۔ یعنی عدت ختم ہونے کے بعد اگر وہ عورت کہیں اور جانا چاہتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے تم ان کو نہ روکو فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِنَّ اس کارروائی کے بارے میں جو وہ عورتیں اپنی جان کے بارے میں کریں مِنْ مَّعْرُوْفٍ بھلائی سے قاعدے کے مطابق۔ یعنی نکاح وغیرہ کا پیغام عدت کے گزرنے کے بعد دیں تو یہ درست ہے وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے حکمت والا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر بھی قادر ہے اور اگر فوراً سزا نہیں دیتا تو اس واسطے کہ حلیم بھی ہے اور اس کے جتنے احکامات ہیں حکمت کے مطابق ہیں۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ اور ان عورتوں کے لیے جن کو طلاق دی گئی ہے مَتَاعٌ ایک جوڑا ہے بِالْمَعْرُوْفِ اچھے طریقے سے۔ پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ جس عورت کو طلاق ملی اور اس کا مہر بھی مقرر تھا تو ایسی عورت کو ایک جوڑا دینا مستحب ہے۔ اور وہ عورت جس کا حق مہر مقرر نہیں ہوا اس کو ایک جوڑا دینا واجب ہے۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ وہ جوڑا ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق دے گا حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ یہ پرہیزگاروں کے ذمے لازم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنی آیات لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ

تا کہ تم مسائل سمجھ جاؤ۔

جہاد سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کا انجام:

اللہ تعالیٰ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کے دور کا یہ واقعہ ہے۔ بنی اسرائیل کے مقابلہ میں عمالقہ قوم تھی۔ عملیق ابن عاص ابن عاد بن شداد ابن ارم۔ یہ بڑے قدوقامت والے، لڑاکے اور سخت جان لوگ تھے۔ ان کے ساتھ لڑنے کے لیے حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تیاری کرو۔ قوم نے کہا کہ حضرت وہ بڑے زور آور لوگ ہیں ہمیں وہیں مار دیں گے۔ کئی ہزار لوگ تھے۔ قرآن پاک میں اُلُوْفٌ کے لفظ ہیں۔ تفسیروں میں چار ہزار کا ذکر بھی ہے، آٹھ ہزار کا ذکر بھی ہے، دس ہزار کا ذکر بھی ہے، بیس ہزار، چالیس ہزار، ستر ہزار تک کا ذکر ہے۔ تو جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے ان کو جہاد کا فرمایا تو یہ گھروں سے نکل کر جنگلوں کی طرف بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط فرما دی ہزاروں کی تعداد میں لوگ مر گئے اور مسلسل آٹھ دن مرے رہے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے پھر زندہ ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ جہاد کرنے سے موت نہیں آتی اور بھاگنے سے آدمی موت سے نہیں بچ سکتا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اَلَمْ تَرَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کے واقعہ کا خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ جو نکلے اپنے گھروں سے وَهُمْ اُلُوْفٌ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اور نکلے حَذَرَ الْمَوْتِ موت کے ڈر سے فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو مر جاؤ (اور وہ مر گئے) ثُمَّ اَحْيَاهُمْ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ بے شک اللہ تعالیٰ البتہ مہربانی کرتا ہے لوگوں پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور فرمایا اے مجاہدو! وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور لڑو تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو تم اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا بھی ہے اور تمام کارروائی کو جانتا بھی ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر وثواب:

جہاد میں مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے کیوں کہ اسلحہ بغیر رقم کے تو نہیں ملتا۔ اور بعض مجاہد غریب ہوتے ہیں۔ وہ سفر خرچ بھی مہیا نہیں کر سکتے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ کون ہے وہ شخص يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے یعنی جو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے گا۔ یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے اور قرض واپس ضرور آتا ہے لہٰذا جو خرچ کرو گے اس کا تمہیں بدلہ ضرور ملے گا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے بڑھائے گا بڑھانا کئی گنا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو خرچ کیا جاتا ہے اس کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو ہے وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ اور اللہ تعالیٰ ہی رزق تنگ

کرتا ہے اور کشادہ کرتا ہے۔ سب اسی کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کسی کو نہیں دیا نہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے مال گھٹتا ہے اور نہ ہاتھ کھینچ لینے سے مال بڑھ جائے گا وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو تا کہ شرمندگی نہ ہو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے اس جماعت کا جو بنی اسرائیل میں سے تھے موسیٰ علیہ السلام کے بعد، جب کہا ان لوگوں نے اپنے

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ

نبی کو مقرر کریں ہمارے واسطے کوئی جرنیل تا کہ لڑیں ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں، اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا تحقیق کے ساتھ تم

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے امید ہے اگر لکھ دیا جائے تم پر لڑنا یہ کہ تم نہیں لڑو گے، کہنے لگے اور ہمیں کیا ہو گیا ہے یہ کہ ہم نہیں لڑیں گے اللہ تعالیٰ کے راستے میں،

وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا

اور تحقیق ہم نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے پس جب لکھا گیا ان پر لڑنا (جہاد) پھر گئے مگر بہت تھوڑے

مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿246﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

ان میں سے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ اور کہا ان کو ان کے نبی نے، بے شک اللہ تعالیٰ نے تحقیق مقرر کیا ہے

طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

تمہارے واسطے طالوت کو جرنیل، کہنے لگے کس طرح ہوگا اس کے لیے اقتدار ہم پر، اور ہم زیادہ حق دار ہیں اقتدار کے اس سے

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي

اور نہیں دیا گیا وہ وسعت مال سے، اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اُسے چن لیا ہے تم پر اور اس کو زیادہ کیا ہے

الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿247﴾

علم کے پھیلاؤ میں اور جسم میں، اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشائش کرنے والا، جاننے والا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ

اور کہا ان لوگوں کو ان کے پیغمبر نے، بے شک اس کے اقتدار کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس صندوق، اس میں کچھ تسلی کی چیزیں ہوں گی

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ

تمہارے ربّ کی طرف سے اور کچھ باقی تبرکات ہوں گے ان میں سے جو موسیٰ علیہ السلام کے خاندان نے چھوڑے ہیں اور ہارون علیہ السلام کے خاندان

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع ۱۶

نے چھوڑے ہیں اس صندوق کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے فرشتے، بے شک اس میں نشانی ہوگی تمہارے واسطے اگر ہو تم ایمان والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَلَاِ: سرداروں کی جماعت، عَسَيْتُمْ: تم سے توقع ہے، اُخْرِجْنَا: ہمیں نکالا گیا، مِنْ دِيَارِنَا: ہمارے شہروں سے، نَبِيُّهُمْ: ان کے نبی، طَالُوْتَ: بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کا نام، مَلِكًا: حاکم اعلیٰ، يُؤْتَ: اسے دی گئی، سَعَةً: فراخی، اِصْطَفٰهُ: اس نے اسے منتخب کرلیا، زَادَهٗ: اس نے اس کو زیادہ کیا، يُؤْتِيْ: عطا کرتا ہے، التَّابُوْتُ: صندوق، سَكِيْنَةٌ: اطمینان، بَقِيَّةٌ: بچی ہوئی چیز، تَحْمِلُهُ: وہ اس کو اٹھاتی ہے۔

ربط:

سابقہ آیت میں بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا اب بھی بنی اسرائیل کے ایک اور نبی حضرت شموئیل علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے۔

(اہم نکات) شموئیل علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر:

یہاں حضرت شموئیل علیہ السلام یا اشموئیل علیہ السلام کا واقعہ بیان ہورہا ہے یہ بوڑھے تھے قوم نے ان سے کہا کہ ہمارے لئے جرنیل مقرر کردیں تو انہوں نے طالوت رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔

طالوت رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

یہ طالوت کون تھے اُن کے بارے میں کئی روایات ہیں۔

① یہ کہ رنگریز تھے۔ ② چرواہے تھے ③ ساقی تھے۔

جب طالوت کو بنی اسرائیل کا جرنیل مقرر کردیا اور فرشتوں نے اُن کو تبرکات کا صندوق پیش کردیا تو وہ بنی اسرائیل کو لے کر جہاد کیلئے روانہ ہوئے۔ طالوت بڑے زیرک اور دانا تھے انہوں نے دیکھا کہ یہ سارے لوگ تو جہاد والے نہیں اس لیے ان کا امتحان لیا۔ جالوت کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی طالوت کے تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی تھے۔

تفسیر روح المعانی اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ نہر پار کرنے کے بعد دو فریق بن گئے کامل الایمان، اکمل الایمان۔ جو

کامل الایمان تھے انہوں نے کہا کہ ہم ایک لاکھ کے مقابلے میں کیا کریں گے اور جو اکمل الایمان تھے انہوں نے کہا کہ اسباب کی طرف نظر نہ کرو کتنی ہی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قلیل جماعت کو کثیر جماعت پر غالب کیا ہے۔

(تفسیری نکات) حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ کی تقرری:

اَلَمْ تَرَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے اِلَى الْمَلَاِ اس جماعت کا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ جو بنی اسرائیل میں سے تھی مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کا زمانہ تھا اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ جس وقت ان لوگوں نے اپنے پیغمبر (حضرت شموئیل علیہ السلام) کو کہا ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا مقرر کرو ہمارے واسطے کمانڈر، جرنیل نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تاکہ لڑیں ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے دشمنوں کے ساتھ قَالَ حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا هَلْ عَسَیْتُمْ تحقیق کے ساتھ تم سے یہ بھی توقع ہے اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اگر لکھا جائے یعنی فرض کیا جائے تم پر لڑنا یعنی جہاد کرنا اَلَّا تُقَاتِلُوْا یہ کہ تم نہ لڑو۔ یعنی باتیں تو تم کرتے ہو کہنے لگے قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم نہیں لڑیں گے اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا اور تحقیق ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں وَاَبْنَآىِٕنَا اور ہمارے بیٹوں سے ہمیں الگ کر دیا گیا ہے۔ یعنی کچھ مار دیئے اور کچھ بیگار لینے کے لیے دشمن ساتھ قیدی بنا کر لے گئے۔

دیگر تفاسیر میں ہے عمالقہ بنی اسرائیل کی تیس ہزار لڑکیاں اٹھا کر لے گئے تھے۔ تو ہماری لڑائی کے ظاہری اسباب سارے موجود ہیں اس لیے ضرور لڑیں گے فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ پس جب ان پر لڑنا فرض کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم آیا تَوَلَّوْا پھر گئے وہ جہاد سے اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ مگر بہت تھوڑے ان میں سے۔ وہ تھوڑے کتنے تھے؟ اس کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو بخوبی جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اور ان کو ان کے پیغمبر (شموئیل علیہ السلام) نے فرمایا کہ تمہارے لیے جہاد کی اجازت بھی ہو گئی ہے اور تمہاری خواہش کے مطابق تمہارا جرنیل بھی اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا بے شک تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے طالوت کو جرنیل اور کمانڈر مقرر فرمایا ہے۔

یہ حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ بڑے غریب خاندان کے آدمی تھے۔ مالی اعتبار سے کمزور تھے اور ان کا خاندان بھی غیر معروف تھا۔ اس لیے لوگوں نے کج بحثی شروع کی قَالُوْۤا کہنے لگے اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا ان کا اقتدار ہم پر کیسے ہو سکتا ہے؟ وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ اور ہم زیادہ حق دار ہیں اقتدار کے ان سے۔ کیوں کہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نہ تو زمانہ قریب میں پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے۔ اور نہ ہی کسی بادشاہ کی نسل سے تھے۔ تفاسیر میں ان کے متعلق تین قول آئے ہیں جو ہم نے اوپر بیان بھی کر دیئے ہیں وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور ان کو مالی وسعت بھی حاصل نہیں ہے

قَالَ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر شموئیل علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰىهُ عَلَيۡكُمۡ بے شک اللہ تعالیٰ نے اُنہیں منتخب فرمایا ہے تمہارے اُوپر وَزَادَهٗ بَسۡطَةً فِى الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ اور زیادہ کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے علم کے پھیلاؤ میں اور جسم کے اعتبار سے بھی خوب پہلوان تھے وَاللّٰهُ يُؤۡتِىۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ اپنا ملک دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ کشائش کرنے والا ہے، جاننے والا ہے۔

تبرکات والے صندوق کا بنی اسرائیل کو واپس ملنا:

وَقَالَ لَهُمۡ نَبِيُّهُمۡ اور فرمایا ان لوگوں کو ان کے پیغمبر شموئیل علیہ السلام نے اِنَّ اٰيَةَ مُلۡكِهٖۤ بے شک طالوت رحمۃ اللہ علیہ کے اقتدار کی نشانی بھی ہے اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ التَّابُوۡتُ یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق فِيۡهِ سَكِيۡنَةٌ اس میں کچھ تسلی کی چیزیں ہوں گی مِّنۡ رَّبِّكُمۡ تمہارے ربّ کی طرف سے وَبَقِيَّةٌ اور کچھ باقی تبرکات ہوں گے مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰى وَاٰلُ هٰرُوۡنَ ان میں سے جو چھوڑے ہیں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے خاندان نے۔ ان تبرکات میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی پگڑیاں تھیں اور موسیٰ علیہ السلام کا جوتا تھا۔ اُس وقت تورات تختیوں پر لکھی ہوئی تھی۔ ایک تختی ٹوٹی ہوئی جس پر تورات کے کچھ الفاظ تھے وہ بھی تھی اور رومال تھا۔ غرضیکہ اس طرح کی کچھ چیزیں تھیں تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اس صندوق کو فرشتے اُٹھا کر لائیں گے اور لوگوں کی موجودگی میں حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھیں گے۔ چنانچہ سب لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے صندوق اُٹھایا ہوا ہے اور سب کی موجودگی میں طالوت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لا کے رکھ دیا۔ اب اس سے زیادہ تسلی کیا ہوسکتی تھی کہ ایک تو اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا جرنیل مقرر فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے کرامت کے طور پر صندوق اُٹھا کر لائے اور طالوت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس میں ان کی صداقت کی نشانی ہوگی لَّكُمۡ تمہارے واسطے اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ اگر ہو تم ایمان والے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبۡتَلِيۡكُمۡ بِنَهَرٍ ۚ

پس جس وقت جدا ہوئے طالوت رحمۃ اللہ علیہ لشکروں کو لے کر، فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لینے والا ہے ایک نہر پر،

فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡهُ فَلَيۡسَ مِنِّىۡ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَطۡعَمۡهُ فَاِنَّهٗ

پس جس نے پانی پی لیا اس نہر کا پس وہ میرے ساتھیوں میں سے نہیں ہے اور جس نے نہ چکھا اس کا پانی پس بے شک وہ

مِنِّىۡۤ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوۡا مِنۡهُ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ ؕ

میرے ساتھ ہے، مگر وہ شخص جس نے بھرا ایک چُلّو صرف ایک ہاتھ سے پس پیا اُنہوں نے اس نہر کے پانی سے مگر بہت تھوڑوں

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ

نے ان میں سے، پس جب پار کر گئے اس نہر کو وہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ اور وہ جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ، کہنے لگے نہیں طاقت ہمارے

بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ

لیے آج کے دن جالوت کے مقابلہ میں اور اس کے لشکروں کے مقابلہ میں، کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے بے شک وہ اللہ تعالیٰ

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ

سے ملنے والے ہیں، کتنی ہی چھوٹی جماعتیں غالب آجاتی ہیں بہت ساری جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ

الصّٰبِرِيْنَ ﴿249﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جس وقت سامنے ہوئے جالوت اور اس کے لشکروں کے، مومنوں نے کہا اے ہمارے پروردگار

صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿250﴾

ڈال ہم پر صبر اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اور ہماری مدد کر کافر قوم کے مقابلہ میں۔ پس ان مومنوں نے شکست دی ان کافروں کو

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور قتل کیا داود علیہ السلام نے جالوت کو اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو ملک اور دانائی دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے

الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ

تعلیم دی ان کو ان چیزوں کی جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا ٹالنا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعے،

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿251﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ

تو البتہ خراب ہو جاتی زمین اور لیکن اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے والا ہے جہان والوں پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں

اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿252﴾

ہم تلاوت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حق کے ساتھ اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَصَلَ: وہ جدا ہوا، مُبْتَلِيْكُمْ: وہ تمہیں آزمانے والا ہے، شَرِبَ: اس نے پیا، جَاوَزَهٗ: اس نے اس کو عبور کر لیا، جَالُوْتَ: جالوت کافر قوم عمالقہ کا بادشاہ تھا، فِئَةٍ: جماعت، قَلِيْلَةٍ: کم تعداد، غَلَبَتْ: وہ غالب ہوگئی، اَفْرِغْ: تو ڈال دے، صَبْرًا: برداشت، ثَبِّتْ: تو قائم رکھ، اَقْدَامَنَا: ہمارے قدموں کو، فَهَزَمُوْهُمْ: پس انہوں نے ان کو شکست دے دی، دَفْعُ: دفع کرنا، ہٹانا، لَفَسَدَتِ: البتہ وہ تباہ ہو جاتی۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر آیا تھا کہ حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ کو بنی اسرائیل کا جرنیل مقرر کیا گیا اب حضرت طالوت علیہ السلام کی زیر سرکردگی عمالقہ سے جنگ کا تذکرہ ان آیات میں بیان کیا جا رہا ہے۔

(اہم نکات) میدان جہاد میں اہل ایمان کی دعا:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

یہ میدان جہاد میں جاتے وقت اہل ایمان مؤمنین نے دعا کی تھی اس لشکر میں داؤد علیہ السلام اور ان کے بھائی بھی تھے۔ عمالقہ کے بادشاہ جالوت کو داؤد علیہ السلام نے قتل کیا لیکن یہ نبوت سے پہلے کی بات تھی اب تک ان کو نبوت نہیں ملی تھی۔

وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ

اللہ تعالیٰ کی مشیت:

اللہ تعالیٰ کی مشیت دو اقسام کی ہے: ① مشیت تشریعی، ② مشیت تکوینی

① تشریعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو نیکی اور برائی کی طاقت دی ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ. یعنی جس کا دل چاہے وہ ایمان لائے اور جس کا دل چاہے وہ کفر اختیار کرے۔

② تکوینی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سے بغض، حسد، عداوت اور لڑائی کا مادہ نہ نکالا اگر ایسا کرتے تو انسان انسان نہ رہتا بلکہ فرشتہ بن جاتا۔

تفسیری نکات: طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا لشکر لے کر جہاد کے لیے نکلنا:

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ پس جب جدا ہوئے یعنی روانہ ہوئے حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی طرف بِالْجُنُوْدِ اپنے لشکروں کو لے کر۔ اس مقام پر تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ ستر ہزار جوان ان کے ساتھ چل پڑے۔ طالوت رحمۃ اللہ علیہ بڑے سمجھ دار آدمی تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو اس طرح جا رہے ہیں کہ جس طرح انہوں نے کوئی میلہ دیکھنا ہے حالانکہ عمالقہ قوم جس کے ساتھ مقابلہ ہے وہ بڑی جنگجو ہے اور بڑی طاقتور ہے۔ سارے تو لڑنے والے نہیں یہ تو تماشائی ہیں۔ لہٰذا ان کا امتحان لینا چاہیے اور جو امتحان میں کامیاب ہوں وہ جائیں اور جو ناکام ہوں وہ ہمارے ساتھ نہ جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت اشموئیل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے امتحان کا طریقہ بتایا۔

نہر سے امتحان:

قَالَ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ تمہارا امتحان لینے والا ہے ایک نہر

سے۔ یہ نہر اُردن اور فلسطین کے درمیان تھی اور اب بھی ہے۔ اس کا پانی صاف ستھرا اور ٹھنڈا تھا اور گرمی کا موسم تھا ان لوگوں کو پیاس بھی بڑی لگی ہوئی تھی۔ تو جب اس نہر کے پاس پہنچے حضرت طالوت رحمہ اللہ نے فرمایا فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ پس جس نے اس نہر سے پانی پی لیا کافی مقدار میں فَلَيْسَ مِنِّيْ پس وہ میرے پیروکاروں میں سے نہیں ہے وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ اور وہ جس نے نہ چکھا اس کا پانی فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ پس بے شک وہ میرے پیروکاروں میں سے ہے اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ مگر جس نے لیا پانی کا غُرْفَةً چلو بِيَدِهٖ اپنے ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھوں سے نہیں۔ یعنی تمہیں صرف ایک چلو پانی پینے کی اجازت ہے فَشَرِبُوْا مِنْهُ پس پیا انہوں نے پانی اس نہر سے اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑے آدمیوں نے ان میں سے حضرت طالوت رحمہ اللہ کی ہدایت کے اوپر عمل کیا یعنی تین سو تیرہ آدمی امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ پس جب عبور کیا طالوت رحمہ اللہ نے اس نہر کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان کے مومن ساتھیوں نے بھی۔ جب آگے دیکھا تو جالوت کا بڑا لشکر تھا۔ یہ عمالقہ کا بڑا جرنیل تھا اور تفسیروں میں لکھا ہے ''مِائَةُ اَلْفٍ'' کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر تھا۔ اب ایک طرف تین سو تیرہ ہیں اور دوسری طرف ایک لاکھ ہیں اور ہیں بھی جنگجو اور کڑیل جوان۔ یہ جو تین سو تیرہ تھے ان کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو تھے تو کامل الایمان مگر ان کی نگاہ ظاہری اسباب پر بھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تین سو تیرہ اور مقابلہ میں ایک لاکھ کی فوج ہے۔

ایمان اکمل کے حامل لوگوں کا نظریہ:

قَالُوْا تو کہنے لگے لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ نہیں ہے طاقت آج کے دن ہمارے لیے جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی۔ اور ان میں ایک گروہ وہ تھا جو اکمل الایمان تھے کہ انہوں نے ظاہری اسباب پر توجہ ہی نہیں کی بلکہ نگاہ صرف اللہ تعالیٰ پر رکھی قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ کہ بے شک وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ملنے والے ہیں یعنی جو اللہ تعالیٰ پر پورا یقین رکھتے تھے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ کہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ تو جب طالوت رحمہ اللہ اپنا تین سو تیرہ کا لشکر لے کر جالوت کے مقابلہ میں آگئے اس کا ذکر ہے۔

جالوت کا قتل:

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ جب بنی اسرائیل جالوت کے لشکر کے سامنے ہوئے، جالوت کا لشکر دیکھا وہ کثیر تعداد یعنی ایک لاکھ آدمی تھے، تو اس وقت اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی، یعنی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے قَالُوْا اور کہا رَبَّنَآ

اے ہمارے رب اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا ہم پر صبر ڈال دے وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا اور ہمیں ثابت قدم رکھ وَانۡصُرۡنَا اور ہماری مدد فرما عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ کافر قوم کے مقابلے میں۔

فَهَزَمُوۡهُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰهِ پس اہل ایمان نے ان کافروں کو شکست دی اللہ تعالیٰ کے حکم سے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ اور قتل کیا حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو وَاٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت دی وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ اور ان کو سکھایا جو چاہا۔

فلسفہ جہاد:

وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض دوسروں کے ذریعے نہ ہٹاتے لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ البتہ زمین خراب ہو جاتی۔ یعنی جب کسی گروہ نے زمین پر بدامنی پھیلانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں دوسری جماعت کو بھیج کر مفسدین کا خاتمہ کر دیا وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾ اور لیکن اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے والا ہے جہان والوں پر۔ یعنی جب وہ کسی ظالم کی بیخ کنی کرتا ہے تو یہ صحیح معنوں میں دنیا والوں پر اس کا فضل ہوتا ہے۔

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَـقِّ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں ہم تلاوت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حق کے ساتھ۔ یہ تمام واقعات بنی اسرائیل کے اور وہ قصہ بنی اسرائیل کا جو اوپر گزرا یعنی ہزاروں کا نکلنا اور دفعتاً مرنا اور زندہ ہونا اور طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ ہونا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاتے ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تاریخ نہیں پڑھی اور نہ کسی تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان واقعات کو بیان کرنا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو فرمایا وَاِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ہیں بلکہ خاتم النبین ہیں اور نبوت کا سارا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا ہے۔

الجزء الثالث

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۘ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ

یہ پیغمبر ہیں ہم نے فضیلت دی ان میں سے بعض کو بعض پر، ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بلند کیے

اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ‌ؕ وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ

اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے درجات۔ اور دیئے ہم نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو واضح نشانات اور ہم نے تائید کی

وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ

ان کی پاکیزہ روح کے ساتھ، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا نہ لڑتے وہ لوگ جو ان کے بعد ہوئے بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ

دلیلیں پہنچ چکیں، اور لیکن انہوں نے اختلاف کیا پس بعض ان میں سے وہ تھے جو ایمان لائے اور کچھ ان میں سے وہ تھے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿253﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا وہ نہ لڑ سکتے اور لیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ

ہو خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے پہلے اس سے کہ آئے وہ دن جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی اور نہ دوستی

وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿254﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور نہ سفارش (کام آئے گی)۔ اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

زندہ رہنے والا ہے قائم رکھنے والا ہے۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ

ہے، کون ہے وہ ذات جو سفارش کرے اس کے ہاں مگر اس کی اجازت سے، جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور نہیں

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

احاطہ کر سکتے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کسی چیز کا مگر وہ جو ربّ چاہے، وسیع ہے کرسی اس کی آسمانوں اور زمین پر اور نہیں تھکاتا اللہ تعالیٰ

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿255﴾

کو آسمانوں اور زمینوں کا حفاظت کرنا اور وہ بلند ذات ہے بڑی عظمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَضَّلْنَا: فضیلت دی، كَلَّمَ: اس نے کلام کیا، رَفَعَ: اس نے بلند کیا، اِقْتَتَلَ: جنگ کی، اَلْقَيُّوْمُ: قائم رکھنے والا، لَا تَاْخُذُهٗ: اس کو نہیں آتی، نَوْمٌ: نیند، يَشْفَعُ: وہ سفارش کرتا ہے، لَا يُحِيْطُوْنَ: وہ احاطہ نہیں کر سکتے، وَسِعَ: اس نے سمالیا، كُرْسِيُّهُ: اس کی کرسی، يَئُوْدُهٗ: وہ اس کو نہیں تھکاتا، حِفْظُهُمَا: ان دونوں کی حفاظت کرنا، اَلْعَلِيُّ: بلند مرتبہ۔

ربط:

اس آیت سے پہلے آنے والی آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا تھا وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور

بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں میں سے ہیں اب آگے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنی جن رسولوں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔

(اہم نکات): کچھ نکات کی تشریح:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

ربط: تفسیر کبیر، تفسیر سبق الغایات، تفسیر ابوسعود وغیرہ میں ربط یہ ہے: پہلے "مَنْ يُّقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا" میں انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر تھا یہاں اس رکوع میں بھی اسی کی ترغیب ہے۔

عام مفسرین انفاق سے انفاق مال مراد لیتے ہیں لیکن امام رازیؒ، علامہ اندلسی اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس انفاق میں علم قوت بدنی، اصابت رائے سب شامل ہیں۔

وَلَا خُلَّةٌ

تفسیر ابوسعود، تفسیر مدارک، تفسیر خازن اور بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ دوستی غیر متقین کی نہ ہوگی متقین کی ہوگی۔

وَلَا شَفَاعَةٌ

سوال: شفاعت تو حق ہے اس کی نفی کیوں کر دی؟

جوابات ① شفاعت نہ ہوگی اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ ہوگی۔

② شفاعت نہ ہوگی کافروں کیلئے قرینہ ہے والکافرون ھم الظالمون۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

ربط: اصل الاصول تین چیزیں ہیں۔

① توحید ② رسالت ③ معاد

تِلْكَ الرُّسُلُ میں رسالت کا ذکر ہے اور یہاں توحید کا۔ آیت الکرسی کی فضیلت کے متعلق حدیث بخاری شریف نے روایت کی ہے کہ جو اس کو جس وقت پڑھے گا شیطان کے اثر سے محفوظ ہوگا۔

قَیُّوْمُ کے دو معنی ہے لازمی اور متعدی۔ لازمی معنی قائم رہنے والا اور متعدی معنی قائم رکھنے والا۔

اشکال:

السمٰوٰت کو جمع ذکر کیا اور الارض کو مفرد ذکر کیا۔ جب سَمٰوٰتُ اَرْض کے ساتھ مل کر آیا تو چاہیے تو یہ تھا کہ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُنَّ کہہ دیتے کیونکہ جمع ہے اور اس کے بعد تثنیہ ذکر کر دیا حِفْظُهُمَا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس اشکال کا یہ جواب بیان فرماتے ہیں کہ سَمٰوٰت کو شے واحد قرار دیا۔ اور زمین کو الگ لہٰذا دو

ہوئے اس لئے تثنیہ کا صیغہ لایا گیا۔

(تفسیری نکات) رسولوں میں فضیلت کا معاملہ:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہ جن رسولوں کا ذکر ہم نے کیا ہے ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے ہیں سب برحق ہیں ہمیں تمام کی تعداد قطعی طور پر معلوم نہیں ہے مِنْهُمْ ان پیغمبروں میں سے وہ بھی ہیں مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ جن سے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست کلام کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا [النساء: ۱۶۴] اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا۔ اور معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی وساطت کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام فرمایا

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں میں سے بعض کے درجے بلند فرمائے ہیں اس بَعْضَهُمْ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔ تمام پیغمبروں کے امام، تمام پیغمبروں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں پہلے نمبر کی شخصیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور ہم نے دیں عیسیٰ بیٹے مریم علیہما السلام کو واضح دلیلیں جن کی تفصیل آگے اسی پارے میں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کون کون سے معجزات عطا فرمائے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور ہم نے تائید کی ان کی پاکیزہ روح کے ساتھ روح القدس سے مُراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے مَا اقْتَتَلَ نہ لڑتے الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلیلیں آچکی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کو ایمان پر مجبور کرسکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ مرضی سے ایمان لاؤ، مرضی سے کفر کرو۔ اس لیے وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا اور لیکن لوگوں نے اختلاف کیا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ تو بعضے ان میں سے وہ ہیں جو مرضی سے ایمان لائے وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے مرضی سے کفر اختیار کیا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایمان پر مجبور کر دیتا جیسے فرشتے سارے کے سارے معصوم ہیں۔ فرشتوں میں کوئی کافر نہیں ہے۔ نہ ہندو، نہ سکھ، نہ یہودی، نہ عیسائی۔ سارے کے سارے مومن ہیں تو اللہ تعالیٰ کرسکتا تھا کہ سارے کے سارے انسانوں کو اور سارے کے سارے جنات کو مومن بنا دیتا وہ قادرِ مطلق ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا مَا اقْتَتَلُوْا وہ نہ لڑتے۔ وہ اس طرح کہ سب کو ایمان پر مجبور کر دیتا، وہ کرسکتا تھا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اور لیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر کرے۔

انفاق فی سبیل اللہ کا حکم:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو! اَنْفِقُوْا خرچ کرو مِمَّا اس مال سے رَزَقْنٰکُمْ جو ہم نے تمہیں دیا ہے مِّنْ قَبْلِ پہلے اس سے اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ کہ آئے وہ دن کہ جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی۔ وہ قیامت کا دن ہے وَلَا خُلَّةٌ اور نہ ہی صرف دوستی کام آئے گی وَّلَا شَفَاعَةٌ اور نہ سفارش ہوگی وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ اور جو کافر ہیں وہ ظالم ہیں لہٰذا ان کے لیے کوئی سفارش نہیں ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت:

اب آگے آیت الکرسی کا بیان ہے ویسے تو قرآن کریم سارا ہی اللہ وحدہ لاشریک کا کلام ہے مگر پورے قرآن حکیم میں آیت الکرسی بہت فضیلت والی ہے۔ بخاری شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارکہ ہے کہ جو شخص آیت الکرسی صبح کو پڑھے گا وہ شام تک جنات اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شام کو پڑھے گا تو صبح تک جنات اور شیاطین سے محفوظ رہے گا۔ پس ضروری ہے کہ خود بھی یاد کرو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی یاد کراؤ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، کوئی حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس اور دست گیر نہیں ہے اَلْحَیُّ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آئے گی، نہ اس کی ابتداء، نہ انتہاء اَلْقَیُّوْمُ کے دو معنیٰ بنتے ہیں۔ قائم رہنے والا کہ اس پر زوال نہیں ہے اور دوسرا معنیٰ قائم رکھنے والا بھی کرتے ہیں ''اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' اے پروردگار! تو آسمانوں اور زمینوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ یعنی تیرے حکم سے یہ زمین اور آسمان کھڑے ہیں لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ نہیں پکڑتی اللہ تعالیٰ کو اُونگھ۔ نیند سے پہلے جو غنودگی سی آتی ہے اللہ تعالیٰ کو وہ بھی نہیں آتی وَّلَا نَوْمٌ اور نہ نیند لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اسی کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ وہی خالق، وہی مالک، وہی متصرف، یہ سب کچھ اسی کے قبضہ میں ہے۔

شفاعت کا بیان اور اُس کی تفصیل:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرے اِلَّا بِاِذْنِهٖ مگر اُس کے حکم کے ساتھ۔

قیامت والے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے لیے شفاعت فرمائیں گے جسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ہوگی یا حافظ قرآن کے متعلق آتا ہے کہ وہ دس آدمیوں کی مغفرت کروالے گا یا نیک بندے لوگوں کی مغفرت کروائیں گے یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت سے ہوگا۔

عالم الغیب صرف اللہ ہے:

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ جو انسانوں کے آگے ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اور نہیں احاطہ کر سکتے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کسی چیز کا اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے کسی کو دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنا علم دیا ہے وہ اور کسی کو عطا نہیں کیا ہے۔ لیکن باوجود کثیر علم حاصل ہونے کے عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم الغیب کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک رتی اور ایک ذرّہ اس کے علم سے خارج نہ ہو اور وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے جس کی یہ صفت ہے۔ ہاں اخبار الغیب، یعنی غیب کی خبریں اور باتیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو بتائی گئی ہیں اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئی ہیں "تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ" یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ کل غیب، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

کرسی کی حقیقت:

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وسیع ہے کرسی اس کی آسمانوں اور زمینوں پر۔ یہ سات آسمان ہیں ان کے اوپر کرسی ہے، اوپر عرش ہے۔ کرسی اور عرش کی نسبت دار قطنی کی روایت میں اس طرح آیا ہے جیسے ایک بڑا وسیع میدان ہو اور اس میں ایک انگوٹھی کا چھلا پڑا ہو۔ تو بتاؤ اس چھلے کی کیا حیثیت ہے اس میدان میں۔ اسی طرح سات آسمان اور سات زمینیں اس کرسی کے مقابلے میں ایسے ہی ہیں جیسے وسیع میدان میں انگوٹھی کا چھلا پڑا ہوا ہو۔ اور پھر عرش اور کرسی کی نسبت فرمایا اس طرح سمجھو کہ عرش وہ میدان ہے اور کرسی اس کے مقابلے میں ایک انگوٹھی کا چھلا ہے جو پڑا ہے۔ جسم کے لحاظ سے عرش سے بڑا جسم کسی شے کا نہیں ہے اور درجے کے اعتبار سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑا کوئی نہیں ہے وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمانوں کی حفاظت نہیں تھکاتی۔ اس ذات کے سامنے ان کی حفاظت کرنا کوئی دشوار کام نہیں ہے وَهُوَ الْعَلِیُّ اور وہ بہت بلند ذات ہے الْعَظِیْمُ اور بہت بڑی ذات ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ

نہیں ہے کوئی جبر اور زور دین کے بارے میں، تحقیق کے ساتھ خوب واضح ہو چکی ہے بھلائی اور نیکی گمراہی سے، پس جس نے

یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ

انکار کیا طاغوت کا اور ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر، پس تحقیق کے ساتھ اس نے پکڑ لیا دستہ، جو مضبوط کڑا یا رسی ہے۔

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ

نہیں ہے اس کے واسطے ٹوٹنا، یعنی وہ ٹوٹے گا نہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آقا اور سرپرست ہے

اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ

ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے ساتھی ہیں طاغوت،

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

ان کو نکالتے ہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف وہ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہا کریں گے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ

کیا آپ ﷺ کو معلوم نہیں اس شخص کا واقعہ جس نے جھگڑا کیا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کے ربّ کے بارے میں اس لیے جھگڑا

الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا

کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ملک دیا تھا جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس شخص نے کہا میں بھی

اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا

زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا پس بے شک اللہ تعالیٰ لے آتا ہے سورج کو مشرق کی طرف سے پس تو لے آ

مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾

اس کو مغرب کی طرف، پس حیران کر دیا گیا وہ شخص جو کافر تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِکْرَاہَ: زبردستی، اَلْغَیِّ: گمراہی، سرکشی، اَلطَّاغُوْتِ: باطل معبود، حق سے روکنے والے، اِسْتَمْسَكَ: اس نے پکڑ لیا، الْعُرْوَۃِ: کڑا، اَلْوُثْقٰی: بہت مضبوط، اِنْفِصَامَ: ٹوٹنا، اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ: ان کے دوست، یُخْرِجُوْنَهُمْ: وہ انہیں نکالتے ہیں، النُّوْرِ: روشنی ہدایت، اُحْیٖ: میں زندہ کرتا ہوں، اُمِیْتُ: میں مارتا ہوں، فَبُهِتَ: پس وہ مبہوت ہو گیا۔

ربط:

اس سے پہلے آیت الکرسی میں بھی توحید باری تعالیٰ کا بیان تھا اور ان آیات میں بھی توحید کے متعلق بیان ہے۔

(اہم نکات) لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا شان نزول:

مدینہ میں دو قبیلے انصار کے تھے اوس اور خزرج۔ انہوں نے اپنے بیٹے یہود کو دیدیئے وہ ان کے پاس پڑھتے تھے

اور کھاتے پیتے تھے جس وقت یہود مدینہ سے نکالے جانے لگے تو وہ بچے بھی ان کے ساتھ چلے اُن بچوں کے والدین اس وقت مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو مجبور کیا کہ ان یہودیوں کے ساتھ نہ جاؤ۔ بچوں نے کہا کہ ہم تو انہی کے بیٹے ہیں یہاں تک کہ بعض انصار نے اپنے بیٹوں کو مارا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ.

طاغوت سے کون مراد ہے؟

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ طاغوت سے مراد یا تو شیطان ہے یا بت۔ ہمارے خیال میں طاغوت کی جامع مانع تعریف حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے كُلُّ مَا يَشْغَلُكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوْتٌ. یعنی طاغوت سے مراد ہر وہ برائی ہے جو انسان کو حق سے پھیر کر غیر اللہ کی طرف لے جائے۔

ظلمت کو جمع اور نور کو مفرد کیوں لائے؟

تفسیر کبیر اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ظلمت کو جمع اور نور کو مفرد کیوں لائے؟

جواب: باطل کے طرق کثیرہ ہیں اور ایمان وحق شے واحد ہے اس وجہ سے ظلمات کو جمع اور نور کو مفرد لایا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ

ربط: یہاں سے پہلے طاغوت والوں کا ذکر تھا اب آگے مومنوں کا ذکر ہے اَلَمْ تَرَ اَيْ اَلَمْ يَنْتَهِ عِلْمُكَ اِلَى الَّذِيْ ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں جو ظالم و جابر حکمران تھا اس کا نام تفسیر کمالین اور قاموس والے نے نمرود بن کنعان لکھا ہے۔

چار بادشاہ ایسے گزرے جنہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی ہے:

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ چار بادشاہ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی ہے ان میں سے دو مسلمان اور دو کافر تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور ایک ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اور کافروں میں سے نمرود اور بخت نصر۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ اگر نمرود یوں کہہ دیتا کہ سورج کو مشرق سے میں لاتا ہوں تیرا رب اس کو مغرب سے طلوع کر کے دکھائے تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا۔

(تفسیری نکات) دین میں جبر نہیں:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہ دین میں جبر کوئی نہیں ہے۔ تبلیغ ہے، ترغیب ہے، دین کی خوبیاں بیان کرو ان کے عقیدے کی خرابیاں بیان کرو مگر ڈنڈے کے زور پر کسی کو منوانا یہ صحیح نہیں ہے۔ تبلیغ کرو جن کے دل صاف ہوں گے یقیناً حق کو قبول کریں گے اور جو ضدی ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی بھی باتیں نہیں مانیں۔ ان کا کوئی علاج نہیں

ہے۔اور جبر اس لیے نہیں ہے کہ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ تحقیق کے ساتھ واضح ہو چکی ہے بھلائی مِنَ الْغَيِّ گمراہی سے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے ذریعے، اپنے پیغمبروں کے ذریعے اور پیغمبروں کے نائبین کے ذریعے حق اور ہدایت کو خوب واضح کر دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ کفر ہے، گمراہی ہے، بدی ہے، یعنی نیکی اور بدی کی الگ الگ حقیقت بیان کر دی ہے۔

طاغوت سے کیا مراد ہے؟

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ پس جس نے طاغوت کا انکار کیا وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔تو طاغوت کا معنیٰ کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ طاغوت کا معنیٰ شیطان بھی کرتے ہیں۔اور طاغوت کا معنیٰ جادو بھی ہے اور صنم یعنی بُت بھی ہے۔ اور طاغوت کا معنیٰ ساحر جادوگر بھی ہے۔ اور طاغوت کاہن، فال نکالنے والے کو بھی کہتے ہیں فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى پس تحقیق انہوں نے پکڑ لیا مضبوط کڑا یا دستہ۔ریل گاڑی کا سفر تم نے کیا ہوگا۔پائیدانوں کے قریب مضبوط دستے لگے ہوتے ہیں۔جو شخص اس دستے کو پکڑ لے گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ وہ محفوظ رہے گا، گرے گا نہیں۔اور جس دستے کو مومن نے پکڑ لیا وہ ایسا ہے لَا انْفِصَامَ لَهَا اس دستے کے لیے ٹوٹنا نہیں ہے۔تو جس نے اس دستے کو پکڑ لیا مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ محفوظ رہے گا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اتباع کرنے والے اور طاغوت کے ساتھی:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اللہ تعالیٰ آقا ہے، مددگار ہے ان لوگوں کا اٰمَنُوْا جو ایمان لائے يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اللہ تعالیٰ ان کو اندھیروں سے، کفر، شرک اور بُرائی کے اندھیروں سے نکالتا ہے اِلَى النُّوْرِ نور کی طرف۔یعنی نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ اسلام اور نورِ حق کی طرف نکالتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ان کے ساتھی اور دوست طاغوت ہیں۔وہ شیطان کا گروہ ہے۔کافر، مشرک جادوگر، بُت، شیطان یہ سب ان کے ساتھی ہیں يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ وہ ان کو نکالتے ہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف۔ایمان سے کفر کی طرف لے جاتے ہیں وہ کفر کی تبلیغ کرتے ہیں، عقیدے بگاڑتے ہیں، اخلاق بگاڑتے ہیں اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہ لوگ دوزخ والے ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مناظرہ:

اَلَمْ تَرَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں ہے اِلَى الَّذِيْ اس شخص کا واقعہ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ جس نے جھگڑا کیا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ فِيْ رَبِّهٖٓ اس کے ربّ کے بارے میں، یہ جھگڑا کرنے والا نمرود ابن کنعان تھا جو اس وقت کا بادشاہ تھا۔اور

جھگڑا اس بات پر ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو جاؤ۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اس لیے اس نے جھگڑا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ملک دیا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا شروع کرتا۔ تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا کیا اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے قَالَ اس نمرود نے کہا اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ اس نے اس طرح کیا کہ ایک مجرم جس کو موت کی سزا دی تھی وہ کہنے لگا کہ دیکھو اس کو موت کی سزا ہو چکی ہے۔ میں اس کو رہا کرتا ہوں لہٰذا میں نے مُردے کو زندہ کر دیا اور ایک بے چارہ بے گناہ سامنے آیا۔ اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

حالانکہ اُحْيٖ وَاُمِيْتُ کا یہ مفہوم نہیں تھا۔ بلکہ مفہوم تو یہ تھا کہ ظاہری کوئی سبب نہ ہو پھر وہ مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ موت وحیات کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی ظاہری سبب کے مارنا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور پیدا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ نمرود اسباب کی طرف چلا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بجائے اس کے کہ اس کو موت وحیات کا معنیٰ سمجھانے میں الجھتے بلکہ اس سے واضح دلیل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ پس بے شک اللہ تعالیٰ لاتا ہے سورج کو مشرق کی طرف سے اور مغرب کی طرف لے جاتا ہے تو اے نمرود تو اگر خدائی کا دعویٰ کرتا ہے تو فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ پس تو اس سورج کو مغرب سے نکال لا فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ پس حیران ہو گیا وہ شخص جو کافر تھا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یعنی جو قوم کفر وشرک پر ڈٹی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ

یا اس شخص کی طرح ہے جو گزرا ایک بستی کے پاس سے اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں کے بل، کہا اس نے کس طرح آباد

هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ

کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ اس کے تباہ ہو جانے کے بعد۔ پس اس کو اللہ نے موت میں رکھا سو سال پھر اس کو زندہ کیا فرمایا کتنا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ

عرصہ تم مرے رہے ہو؟ کہا اس نے مرا رہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم مرے رہے سو سال

عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ

پس دیکھو تم اپنے کھانے کی طرف اور اپنے پینے کی چیز کی طرف وہ متغیر نہیں ہوئی اور دیکھو اپنے گدھے کی طرف اور تاکہ بنائیں

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ

ہم تمہیں نشانی لوگوں کے لیے اور دیکھو ہڈیوں کی طرف کیسے ہم ان کو جوڑتے ہیں پھر ہم چڑھاتے ہیں ان ہڈیوں پر گوشت

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿259﴾

پس جب اچھی طرح واضح ہوئی حقیقت اس کے سامنے کہا اس نے میں جانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ۭ قَالَ اَوَلَمْ

اور جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے ربّ تو مجھے دکھا کس طرح تو زندہ کرے گا مُردوں کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا تم

تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

ایمان نہیں لائے فرمایا ہاں ایمان لایا ہوں اور لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

پس پکڑ و چار پرندے پس ان کو مانوس کر لو اپنے ساتھ پھر رکھو تم ہر پہاڑ پر ان میں سے حصہ پھر تم ان کو بلاؤ

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿260﴾ ع ۳۵

آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے اور تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَرَّ: وہ گزرا، عُرُوْشِهَا: اس کی چھتیں، لَبِثْتُ: میں ٹھہرا رہا، طَعَامِكَ: تیرا کھانا، شَرَابِكَ: تیرا پانی، حِمَارِكَ: اپنا گدھا، لِنَجْعَلَكَ: تاکہ ہم بنائیں تجھے، اَلْعِظَامِ: ہڈیاں، نُنْشِزُهَا: ہم جوڑ دیتے ہیں، نَكْسُوْهَا: ہم ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں، لَحْمًا: گوشت، اَرِنِیْ: تو دکھا مجھے، تُحْیِ: تو زندہ کرتا ہے، لِيَطْمَئِنَّ: تاکہ وہ مطمئن ہو جائے، فَصُرْهُنَّ: پس تو ان کو مانوس کر، اُدْعُهُنَّ: تو انہیں بلا، يَاْتِيْنَكَ: وہ آئیں گے تیرے پاس، سَعْيًا: دوڑنا (دوڑتے ہوئے)۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ تھا جو کہ خالق، مالک، رازق سے متعلق تھا اب ان آیات میں حضرت عُزیر علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں حضرات کے دو واقعے ذکر کیے گئے ہیں جس میں بعد

الموت زندہ کرنے کا تذکرہ ہے یعنی ان واقعات سے بھی شان باری کی صفت خالقیت کا بیان مقصود ہے۔

(اہم نکات) حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت عزیر علیہ السلام بیت المقدس کے قریب سے گزرے گدھے پر سوار تھے آپؑ کے پاس تورات بھی تھی جب آپ نے بیت المقدس کا شہر دیکھا جو بخت نصر کے حملوں کی وجہ سے برباد ہو چکا تھا۔ حیرانگی کی حالت میں کہا کہ یا اللہ یہ شہر پھر کیسے آباد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آپ علیہ السلام کو موت دے دی سو سال گزرنے کے بعد عصر کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو زندہ کر دیا آپ علیہ السلام کا کھانا جو کہ انجیر تھا صحیح سالم تھا اور گدھا مر ہو چکا تھا صرف اس کی ہڈیاں باقی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے گدھے کو دوبارہ زندہ کر کے دکھلایا۔

حیات انبیاء کے منکرین کا حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال کا جواب:

بعض حضرات نے حضرت عزیر علیہ السلام کے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر روح کا تعلق جسم کیساتھ ہوتا تو ضرور اس کو سماع ہوتا اور وقت کا ان کو پتہ چل جاتا۔

لیکن یہ استدلال ان کا بالکل باطل اور مبنی بر فساد ہے کیونکہ آپ ادھر موجود ہیں زندہ ہیں اور میری بات سنتے ہیں اب میں سوال کرتا ہوں کہ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ بَعْدَ الْوِلَادَةِ میں اسی طرح پوچھتا کہ کتنے گھنٹے ہوئے کہ آپ حضرات ادھر موجود ہیں تو آپ قطعاً نہیں بتلا سکتے ہیں اگر آپ کی نہ بتانے کیوجہ سے کہہ دوں کہ تم سب مردے ہو سنتے نہیں ہو تو یہ سب غلط ہوگا۔

لہٰذا بالکل اسی طرح اس مسئلہ مذکورہ کا اس مسئلہ حیات وممات سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ.

یہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے سوال نہیں کیا کہ وہ نعوذ باللہ گویا کہ مومن نہیں تھے۔

بلکہ یہ سوال اس لئے کر دیا تا کہ ابراہیم علیہ السلام کا ایمان واضح ہو جائے جمہور اس کا یہی معنی کرتے ہیں۔

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ.

تفسیر اتقان میں ہے کہ قلبی ابراہیم علیہ السلام کا ایک دوست تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تا کہ میرا دوست قلبی مطمئن ہو جائے۔ کیونکہ وہ قیامت کے بارے میں متردد تھا۔ لیکن جمہور مفسرین کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے عرض کیا کہ یا اللہ پاک تاکہ میرے ایمان میں اضافہ اور تقویت ہو۔

قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

تفسیر بیضاوی اور روح المعانی میں ہے کہ وہ چار پرندے یہ تھے۔

① مور ② مرغ ③ کبوتر ④ کوّا۔

فرمایا کہ ان تمام کا قیمہ بنا کر رلا ملا کر مختلف پہاڑوں پر رکھ لیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر مفسرین حضرات کی غلطی:

یہاں ایک غلطی بعض حضرات سے ہوئی ہے ان میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ ان چار پرندوں کو کاٹا نہیں تھا بلکہ یوں فرمایا کہ ان کو پہاڑوں پر اسی طرح رکھ دو پھر ان کو بلاؤ لیکن یہ تفسیر صحیح نہیں۔

(تفسیری نکات) حضرت عزیر علیہ السلام کی موت اور پھر زندہ کیا جانا:

اَوْ كَالَّذِيْ یا حضرت عزیر علیہ السلام کی مانند ہے مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ جو ایک بستی کے پاس سے گزرے وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا کہ اس بستی کی چھتیں گری ہوئی تھیں قَالَ اَنّٰى يُحْيِ هٰذِهِ اللّٰهُ انہوں نے اپنے دل میں کہا اللہ تعالیٰ اس بستی کو کیسے آباد کرے گا بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے تباہ و برباد ہو جانے کے بعد فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کردی مِائَةَ عَامٍ سو سال ثُمَّ بَعَثَهٗ پھر ان کو زندہ کیا قَالَ كَمْ لَبِثْتَ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تم کتنے عرصہ مرے رہے قَالَ لَبِثْتُ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں مرا رہا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ تم ٹھہرے ہو موت کی حالت میں سو سال فَانْظُرْ دیکھو اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو لَمْ يَتَسَنَّهْ ان میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں تک بکھر گئی ہیں وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً اور تاکہ ہم تمہیں نشانی بنائیں لِّلنَّاسِ لوگوں کے واسطے وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا اور دیکھو تم اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف کیسے ہم ان کو جوڑتے ہیں ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا پھر ہم پہناتے ہیں ان ہڈیوں پر گوشت فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ پس جب اچھی طرح واضح ہوئی حقیقت اُن کے سامنے قَالَ انہوں نے کہا اَعْلَمُ میں جانتا ہوں اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پرندوں کا زندہ کیا جانا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ اور جب فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اَرِنِيْ تو مجھے دکھا كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى

توکس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ یعنی مُردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت کیا ہے؟ قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تو ایمان نہیں لایا کہ میں مُردوں کو زندہ کیسے کرتا ہوں قَالَ بَلٰی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار! میرا ایمان ہے کہ تو مُردوں کو زندہ کرتا ہے وَلٰکِنْ اور لیکن کیفیت دیکھ کر لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ نفسِ احیاءِ موتی کا تو مجھے یقین ہے لیکن کیفیت دیکھ کر مزید میں اطمینان اور تسلی حاصل کرنا چاہتا ہوں قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ پس پکڑ لو تم چار پرندے فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ پس مانوس کر لو تم ان کو اپنے ساتھ۔ وہ چار پرندے کون سے تھے؟ متعدد تفاسیر میں ہے کہ وہ مور، مُرغا، کوّا اور کبوتر تھے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر ذبح کر کے ان کو رکھ دو۔ آس پاس کی تمام پہاڑیوں پر ان کے ٹکڑے رکھ دو ثُمَّ ادْعُهُنَّ پھر تم ان کو بلاؤ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وہ زندہ ہو کر تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کیفیت بیان فرمائی احیاءِ موتی کی۔ کیوں کہ نفسِ موتی کے احیاء پر تو یقین تھا مگر اس کی کیفیت نہ دیکھی تھی کہ اجزاء کس طرح جُڑتے ہیں اور ان میں جان کس طرح ڈالی جاتی ہے۔ وہ سب کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنکھوں کے ساتھ دیکھ لیا وَاعْلَمْ اور ابراہیم علیہ السلام! جان لو اَنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے حکمت والا بھی ہے۔ وہ جو چاہے کرے اُس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں، جیسے مثال ہے دانے کی، جس دانے نے اُگائے سات

سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾

خوشے ہر خوشے، میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہے اور اللہ تعالیٰ کشائش کرنے والا ہے جاننے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں، پھر نہیں جتاتے اُس کے پیچھے جو اُنہوں نے خرچ کیا احسان نہ

اَذًی ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ

اذیت دیتے ہیں ان کے واسطے ان کا اجر ہے اُن کے ربّ کے ہاں اور نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غم کریں گے۔ بات

مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًی ؕ وَاللہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ﴿۲۶۳﴾

اچھی اور درگزر کرنا بہتر ہے اس صدقے سے جس صدقے کے پیچھے دکھ اور اذیت ہو اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تحمل کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ باطل کرو اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت پہنچا کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ

اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں ایمان لاتا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر پس اس کی مثال، جیسے مثال ہے

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

ایک چٹان کی، اس چٹان پر مٹی ہے پس پہنچی اس پر زور کی بارش پس چھوڑ دیا اس چٹان کو صاف، نہیں قادر کسی چیز پر

مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

جو انہوں نے کمائی اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کفر پر اڑی رہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَبَّةٍ: دانہ، غلہ، اَنْۢبَتَتْ :اس نے اُگایا، يُضٰعِفُ: بڑھاتا ہے، لَا يُتْبِعُوْنَ: وہ پیچھے پیچھے نہیں لاتے، اَنْفَقُوْا: انہوں نے خرچ کیا، مَنًّا: احسان جتلانا، يَّتْبَعُهَآ: وہ اس کے پیچھے آئے، لَا تُبْطِلُوْا: تم باطل نہ کرو، صَدَقٰتِكُمْ: تمہارے اپنے صدقے، رِئَآءَ: دکھانا، تُرَابٌ: مٹی، اَصَابَهٗ: اس کو پہنچا، وَابِلٌ: سخت بارش، لَا يَقْدِرُوْنَ: وہ قدرت نہیں رکھتے۔

ربط:

پہلے انفاق یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا ذکر تھا۔ اب اس کی فضیلت اور انفاق کی شرائط کا ذکر ہے۔

اہم نکات:

قرآن میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی جو ایک نیکی لایا ہم اس کا دس گنا دیں گے۔

لیکن فی سبیل اللہ ایک نیکی کرنے کا سات سوگنا ثواب ہے۔ علم دین کیلئے سفر، حج کیلئے سفر یہ تمام انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔

الترغیب والترھیب میں روایت ہے کہ اگر ایک صحیح العقیدہ مسلمان اپنے وطن سے دور کسی دوسرے ملک میں جائز طریقہ سے مال کماتا ہے بشرطیکہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اس کو بھی سات سوگنا اجر ملے گا۔

انفاق فی سبیل اللہ کی قبولیت اور بقاء کی شرائط کا بیان:

کچھ صدقات کی قبولیت کی شرائط ہیں اور کچھ بقاء کی۔ شرائط قبولیت یہ ہیں صدقہ خیرات کرنے والا مسلمان ہو اور خرچ کرنے والی چیز حلال اور اللہ کی رضا کیلئے ہو۔ بقاء کی شرط یہ ہے کہ انفاق کے بعد من اور اذی نہ ہو۔ مال کا پاکیزہ ہونا

اس لئے شرط ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَقْبَلُ صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ. حرام اشیاء اور حرام مال میں سے کیا جانے والا صدقہ قابل قبول نہیں۔

حرام چیز کا صدقہ کرنے کے بعد اگر ثواب کی نیت کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔

حرام چیز کے صدقہ کرنے پر تعمیل حکم کا ثواب ملتا ہے صدقہ کا نہیں:

یہ حرام چیز غریب کیلئے جائز ہے حرام چیز کے صدقہ کرنے پر تعمیل حکم کا ثواب ملتا ہے صدقہ کا نہیں۔

(تفسیری نکات) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا اجر:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اَمْوَالَهُمْ اپنے مالوں کو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں كَمَثَلِ حَبَّةٍ جیسے مثال ہے دانے کی اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ اُگاتا ہے وہ دانہ سات خوشے۔ سَنَابِلَ جمع ہے سُنْۢبُلَةٌ کی یعنی خوشہ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ہر خوشے کے ساتھ سو دانے ہیں۔ ہم نے پہاڑی علاقوں میں مکئی کو دیکھا ہے۔ بسا اوقات ایک ایک پودے کے سات سات، آٹھ آٹھ خوشے بھی لگے ہوتے ہیں اور ایک ایک خوشے سے سو سو سے زیادہ دانے بھی نکلتے ہیں۔ تو کسان نے زمین میں ایک دانہ ڈالا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے جو پودا اُگایا ہے اس کے سات خوشے لگے ہوتے ہیں اور ہر خوشے میں سو سو دانے ہیں۔ تو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اس کو اسی طرح سمجھو کہ جو بھی نیکی کرے گا وہ سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہے اور اسی پر بس نہیں وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اسے بڑھا دے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس سے زیادہ علم کس کے پاس ہے۔

مال کو اللہ کی رضا کے لیے بغیر ریا کاری کے خرچ کرو:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اَمْوَالَهُمْ اپنے مال فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ پھر پیچھے نہ لگائے مَآ اس چیز کے اَنْفَقُوْا جو انہوں نے خرچ کی مَنًّا احسان۔ یعنی احسان نہیں جتلاتے کہ میں نے تیرے ساتھ یہ بھلائی کی ہے وَّلَآ اَذًى اور نہ اذیت دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے خاصی رقم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی شخص کو دے دی۔ اگر اس شخص نے یہ نیکی ایمان، اخلاص اور اتباع سنت کے ساتھ کی ہے تو اسے امید رکھنی چاہیے کہ اسے اجر ملے گا لیکن اگر اس نے احسان جتلایا تو یہ اس کا گناہ ہوگا۔ اور اذیت دینا یہ ہے کہ کسی پر کوئی احسان کیا اور پھر اس نے اسی کی مرضی کے خلاف کوئی بات یا کام کیا تو صدقہ دینے والے کا غریب شخص کو یہ کہنا کہ میرا ہی کھاتا ہے اور میرے خلاف ہی بات یا کام کرتا ہے۔ تو جو نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ اذیت پہنچاتے ہیں

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے ربّ کے پاس وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ اچھی بات وَّمَغْفِرَةٌ اور درگزر کر دینا خَيْرٌ بہتر ہے مِّنْ صَدَقَةٍ اس صدقے سے يَّتْبَعُهَآ اَذًى کہ جس کے پیچھے اذیت دی جائے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ اور اللہ تعالیٰ بے پرواہے، وہ تمہارے صدقات کا محتاج نہیں ہے حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ حوصلے والا ہے کہ اگر تمہیں فوری طور پر سزا نہیں دیتا تو وجہ یہ ہے کہ تحمل والا ہے جلد باز نہیں ہے۔

احسان جتلانے والے اور اذیت دینے والے کا صدقہ قبول نہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ نہ ضائع کرو اپنے صدقات کو بِالْمَنِّ احسان جتلا کر وَالْاَذٰى اور اذیت دے کر۔ تو یہ نص قطعی واضح کر رہی ہے کہ جو شخص صدقہ کرنے کے بعد احسان جتلائے گا یا اذیت پہنچائے گا تو صدقہ ضائع ہو جائے گا كَالَّذِيْ اس شخص کی طرح (اپنے صدقات کو باطل نہ کرو) يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لیے وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ اور نہیں ایمان لاتا اللہ تعالیٰ پر وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر۔ یعنی جس طرح اس شخص کے صدقات باطل ہیں جو ریا اور دکھاوے کے طور پر خرچ کرتا ہے اُسی طرح تم اپنے صدقات، احسان اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔

احسان جتلانے اور اذیت دینے والے کا مثال:

فَمَثَلُهٗ پس مثال اس احسان جتلانے والے اور اذیت دینے والے کی ایسے ہی ہے كَمَثَلِ صَفْوَانٍ پس مثال ہے چٹان کی عَلَيْهِ تُرَابٌ اس پر مٹی ہے اور اس میں چیزیں ہیں فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ پس پہنچی اس پر موسلا دھار بارش فَتَرَكَهٗ صَلْدًا پس چھوڑ دیا اس چٹان کو صاف یعنی بارش ساری مٹی بہا کر لے گئی لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا نہ قادر ہوئے وہ کسی شے پر اس میں سے جو انہوں نے کمایا ہے۔ تو جس طرح اس شخص کی محنت ضائع ہو جائے گی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ اور اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو اس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

اور مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اپنے دلوں کی پختگی کے لیے اس باغ

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ

کی طرح ہے جو بلندی پر واقع ہے پہنچے اس کو موسلا دھار بارش پس وہ اپنا پھل دُگنا دے پس اگر نہ پہنچے اس کو زور کی بارش،

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿265﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ

تو پھوار ہی اس کے لیے کار آمد ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے،

لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

یہ کہ ہو اس کا باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا، بہتی ہوں اس کے نیچے نہریں اس کے واسطے اس باغ میں ہر طرح کے پھل

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ

موجود ہوں اور پہنچ جائے اس کے مالک کو بڑھاپا اور ہو اس کی اولاد کمزور پس پہنچے اس باغ کو بگولا اس میں آگ ہو پس وہ بگولا

فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿266﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ع

اس کو جلا دے گا۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے احکامات تاکہ تم غور و فکر کرو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا

خرچ کرو تم پاکیزہ چیزیں وہ جو تم نے کمائی ہیں اور اس میں جو ہم نے تمہارے لیے نکالی ہے زمین سے اور نہ ارادہ کرو ادنیٰ

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

چیز کا اس سے کہ خرچ کرو تم۔ اور تم خود اس کو لینے کے لیے تیار نہیں ہو مگر یہ کہ تم آنکھیں بند کر لو اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ

غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿267﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ

بے پرواہ ہے تعریفوں والا ہے۔ شیطان تمہیں ڈراتا ہے غربت سے اور تمہیں حکم دیتا ہے برائی کا اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وعدہ

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿268﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ

کرتا ہے مغفرت کا اپنی طرف سے اور فضل کا۔ اور اللہ تعالیٰ کشائش والا ہے جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکمت عنایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿269﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

اور جس کو حکمت اور دانائی ملی پس تحقیق دی گئی اس کو زیادہ بھلائی اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقل مند۔ اور جو تم خرچ کرتے

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿270﴾

ہو کوئی بھی خرچہ یا کوئی نذر مانتے ہو نذر ماننا پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مدد گار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَصَابَهَا: اس کو پہنچا، وَابِلٌ: سخت بارش، تَثْبِيْتًا: ثابت کرنا، ثابت رکھنا، رَبْوَةٍ: بلندی، اٰتَتْ: وہ لائی، اُكُلَهَا:

اس کا پھل، ضِعْفَيْنِ: دوگنا، لَمْ يُصِبْهَا: اس کو نہیں پہنچا، نَخِيْلٍ: کھجور کا درخت، اَعْنَابٍ: انگور، اَلْكِبَرُ: بڑھاپا، ذُرِّيَّةٌ: اولاد، فَاحْتَرَقَتْ: پس وہ جل گئی، اَخْرَجْنَا: ہم نے نکالا، لَا تَيَمَّمُوْا: تم ارادہ نہ کرو، الْخَبِيْثَ: گندی چیز، تُنْفِقُوْنَ: تم خرچ کرتے ہو، لَسْتُمْ: تم نہیں ہو، بِاٰخِذِيْهِ: اس کو لینے والے، اَنْ تُغْمِضُوْا: یہ کہ تم چشم پوشی کرو، حَمِيْدٌ: تعریف کیا ہوا، يَعِدُكُمْ: وہ تمہیں ڈراتا ہے، اَلْفَقْرَ: تنگ دستی، اُولُوا: والے، نَفَقَةٍ: خرچ، نَذَرْتُمْ: تم نے منت مانی، اَنْصَارٍ: مددگار۔

ربط:

اس سے پہلی آیات میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو مال کو ریاکاری اور دکھلاوے کے طور پر خرچ کرتے ہیں اللہ کی رضا مقصود نہیں ہوتی اور اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اخلاص سے خرچ کرتے ہیں۔

اہم نکات:

جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا تفسیر کبیر اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اونچی جگہ کی قید اس لئے لگائی کہ اُسے ہر طرف سے دھوپ بھی لگے گی اور ہوا بھی لگے گی۔

وَابِلٌ سے مراد کثیر مقدار میں صدقہ کرنا ہے اور طل سے قلیل مقدار میں صدقہ مراد ہے نَخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ فرمایا یعنی کھجوروں اور انگوروں والے اس لیے کہ ان دونوں پھلوں کا میوہ دیر تک رہتا ہے۔ اِعْصَارٌ وہ ہوا جو ستون کی شکل میں بہت تیزی سے چلتی ہے۔ اور جیسے ہم اردو میں بگولا کہتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

ربط: پہلے نفقات کی قبولیت کی شرائط کا بیان تھا۔ یہاں مال کی صفت بیان کرتے ہیں۔

نذر یا منت ماننا کیا ہے؟

اَلْعِلْمُ النَّافِعُ الْمُؤَدِّيْ اِلَى الْعَمَلِ

أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ

نذر یہ ہے کہ میرے پروردگار اگر میرا یہ کام ہوا تو یہ کام کروں گا۔ شریعت میں نذر مستحسن چیز نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے سودا کرنا ہے۔ دوسرا یہ کہ جاہل سمجھتا ہے کہ میرا کام نذر سے ہوا۔ نذر غیر اللہ کیلئے ماننا باطل ہے کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کیلئے جائز نہیں۔ نیز غیر اللہ (میت وغیرہ) کو متصرف تسلیم کرلیا۔

(تفسیری نکات) اللہ کی راہ میں اخلاص سے خرچ کرنے والے:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ اور مثال ان لوگوں کی يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ اصل مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا اس کو سب کچھ مل گیا اور جس کے لیے مال خرچ کرتے ہیں وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور پنے دلوں کی پختگی کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ان کا مقصد اصلاحِ نفس بھی ہوتا ہے تاکہ دل انفاق فی سبیل اللہ اور نیکی کے دوسرے کاموں پر ثابت قدم رہے اور ان کے دلوں سے بُخل کا مادہ دور ہوجائے۔ ایسے لوگوں کی مثال كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اس باغ جیسی ہے جو اُونچی جگہ پر واقع ہو اَصَابَهَا وَابِلٌ پہنچے اس کو موسلا دھار بارش فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ تو وہ دُگنا پھل دے فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ پس اگر تیز بارش نہ پہنچے تو پھوار بھی اس کے لیے کارآمد ہوگی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تم جو کچھ بھی عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھ رہا ہے۔

احسان جتلانے والا اور اذیت دینے والے کا انجام:

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ یہ کہ ہو اس کے لیے ایک باغ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ کھجوروں اور انگوروں کا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہوں گی اس کے نیچے نہریں لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اس کے واسطے اس باغ میں ہر طرح کے پھل موجود ہوں وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ اور پہنچ جائے اس کے مالک کو بڑھاپا وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ اور اس کی اولاد کمزور ہو۔ یعنی اس کے لیے اور کوئی ذریعہ معاش نہ ہو اور ایسی حالت میں فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ پس پہنچے اس باغ کو بگولا فِيْهِ نَارٌ اس میں آگ ہو فَاحْتَرَقَتْ پس وہ آگ کا بگولا اس کو جلا کر راکھ کر دے تو اندازہ کیجیے ایسی صورت میں اس باغ کے مالک کی کیا حالت ہوگی کہ یہی باغ اس کا ذریعہ معاش تھا اور یہی باغ اس کی کل پونجی تھی۔ جس پر اس کا اور اس کی اولاد کا انحصار تھا۔ جب یہی سارا جل کر راکھ ہوگیا تو وہ کس طرح ہر چیز سے محروم ہوگیا۔ فرمایا احسان جتلانے والے، ایذا پہنچانے والے اور ریاکاری کے لیے خرچ کرنے والے کی حالت بھی قیامت کے دن ایسی ہوگی كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے احکامات لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ تم غور و فکر کرو اور اچھی اور بُری چیز کا امتیاز کرسکو۔ صدقات کے باقی رہنے کے متعلق تین شرائط کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کسی کو خیرات دے کر نہ تو اس پر احسان جتلایا جائے، نہ اسے تکلیف پہنچائی جائے اور نہ خرچ کرتے وقت ریاکاری کا عنصر شامل ہو۔

صدقات کے لیے مال کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اَنْفِقُوْا خرچ کرو تم مِنْ طَيِّبٰتِ پاکیزہ چیزیں مَا

کَسَبْتُمْ وہ جوتم نے کمائی ہیں۔اب آگے زرعی آمدنی والی پیداوار کا ذکر ہے وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور اس میں سے بھی خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا۔مثلاً گندم، جو، چاول، مکئی، باجرہ، دالیں اور جو چیز بھی زمین سے پیدا ہوتی ہے اس میں عشر آئے گا تو وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ سے مراد صرف فصلیں اور پھل ہی نہیں ہیں بلکہ یہ حکم سب چیزوں کے لیے ہے مثلاً سبزیاں، آلو، مرچ وغیرہ۔ان تمام اشیاء سے عشر نکالنا پڑے گا۔مثلاً کوئی چیز دس کلو پیدا ہوئی تو ایک کلو عشر کے واسطے دینا پڑے گا۔البتہ اس کے لیے دو حصے ہیں بارانی زمین جو مالک کی مشقت کے بغیر سیراب ہوتی ہے اس میں دسواں حصہ ہے اور اگر ٹیوب ویل یا نہر وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو بیسواں حصہ ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ اور نہ ارادہ کرو ادنیٰ چیز کا اس کمائی میں سے۔وہ کمائی تجارت کے ذریعہ ہے یا کھیتی باڑی کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ناقص چیز نہ دو تُنْفِقُوْنَ خرچ کرو وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اور خود تم اس کو لینے کے لیے تیار نہیں ہو اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ مگر یہ کہ تم آنکھیں بند کرلو یعنی اگر تم چشم پوشی کرلو تو الگ بات ہے لہٰذا جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں دو تو بیکار اور ناقص چیز نہ دو وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہے تمہارے صدقے خیرات کا محتاج نہیں ہے حَمِيْدٌ قابل تعریف ہے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ فِیْ حَدِّ ذَاتِہٖ قابلِ تعریف ہے. وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ [بنی اسرائیل: ۴۴] اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کرتی ہو۔کوئی زبانِ حال سے تعریف کرتی ہے اور کوئی زبان قال سے۔

صدقہ، خیرات کے وقت شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے۔یعنی جب تم زکوٰۃ اور عشر دیتے ہو یا عام صدقہ خیرات کرتے ہو شیطان تمہارے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ مال کم ہو جائے گا اور تُو فقیر ہو جائے گا وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ اور تمہیں حکم دیتا ہے برائی کا۔برے کاموں پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہے مغفرت کا مِّنْهُ اپنی طرف سے وَفَضْلًا اور فضل کا یعنی اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے گا۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ کشائش والا ہے جاننے والا ہے۔

علم نافع اللہ کی دین ہے:

يُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ حکمت عنایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔حکمت کا معنیٰ اہلِ علم بیان کرتے ہیں ''اَلْعِلْمُ النَّافِعُ اَلْمُؤَدِّیْ اِلَی الْعَمَلِ'' ایسا نافع علم جو عمل تک پہنچائے۔یعنی ایسا نافع علم کہ جس کے ساتھ عمل بھی ہو

وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا اور جس کو حکمت اور دانائی ملی یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم نافع دیا اور علم پر عمل کی بھی توفیق عطا فرمائی تو اس کو بہت بڑی خیر مل گئی وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقل مند یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے صحیح عقل دی ہے نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں۔

وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ اور جو چیز بھی تم خرچ کرتے ہو مِّنۡ نَّفَقَةٍ کوئی بھی خرچہ۔ وہ چاہے تم جائز طریقے پر کرو یا ناجائز طریقے پر کرو اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ یا کوئی نذر مانو نذر ماننا تو فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ تم جو خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور جس نیت کے ساتھ خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اور جس مال سے کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔ اور جو نذر تم مانتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ

اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تو یہ بھی اچھا ہے اگر تم چھپا کر دو تو یہ خوب تر ہے۔ اور دو تم صدقات فقراء اور مساکین کو تو وہ تمہارے

خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيۡسَ

لیے بہت ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ مٹا دے گا تم سے تمہاری خطائیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُس عمل کو جو تم کرتے ہو۔ نہیں ہے

عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِیۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے ان کی ہدایت اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے اور جو بھی تم خرچ کرو گے بھلائی (مال)

فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا

پس تمہاری اپنی جانوں کے لیے ہے اور تم نہیں خرچ کرتے مگر اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے ہو اور جو بھی خرچ کرو گے مال

مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا

تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ صدقات ان محتاجوں کے لیے ہیں جو روکے گئے اللہ تعالیٰ کے

فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ

راستے میں نہیں طاقت رکھتے چلنے کی زمین میں ناواقف آدمی ان کو سمجھتا ہے غنی، سوال سے بچنے کی

مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ لَا يَسۡــَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا

وجہ سے تو ان کو پہچانے گا ان کی علامتوں کے ساتھ، نہیں سوال کرتے لوگوں سے چمٹ کر اور جو بھی تم مال خرچ کرو گے تو

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝٢٧٣ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا

بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات کو اور دن کو پوشیدہ طور پر اور ظاہری طور پر

وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٢٧٤

پس ان کے لیے ان کا اجر ہوگا ان کے ربّ کے ہاں اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْ تُبْدُوْا: اگر تم ظاہر کرو، اَلصَّدَقٰتِ: صدقے، نِعِمَّا: کیا ہی اچھا ہے، اَلْفُقَرَآءَ: محتاج، يُكَفِّرُ: ساقط کردے، سَيِّاٰتِكُمْ: تمہارے گناہ، هُدٰىهُمْ: ان کی ہدایت، تُنْفِقُوْا: تم خرچ کرتے ہو، يُوَفَّ: پورا دیا جائے گا، لَا تُظْلَمُوْنَ: تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ: وہ طاقت نہیں رکھتے، ضَرْبًا: چلنا، مارنا، يَحْسَبُهُمْ: انہیں خیال کرتا ہے، الْجَاهِلُ: بے خبر، اَغْنِيَآءَ: دولت مند لوگ، التَّعَفُّفِ: طمع نہ کرنا، تَعْرِفُهُمْ: تو ان کو پہچانتا ہے، بِسِيْمٰهُمْ: ان کی نشانی سے، لَا يَسْئَلُوْنَ: وہ سوال نہیں کرتے ہیں، اِلْحَافًا: لپٹ کر، عَلَانِيَةً: کھلم کھلا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی صدقات وخیرات کا ذکر ہورہا تھا یہاں بھی اسی سلسلے کا بیان جاری ہے۔

اہم نکات: خفیہ صدقہ کرنے کی فضیلت:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٢٧١

یہاں سے ان صدقات کی ادائیگی کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔ هِيَ ضمیر کا مرجع صدقات ہیں لیکن یہاں پر مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا شَيْءٌ" اَبْدَاؤُهَا" مخفی صدقہ کرنے میں ریا کاری نہیں ہوتی اگر آپ مجمع میں دیتے ہو تو لینے والے کا ضمیر اس کو برداشت نہیں کریگا۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ چور دیکھ لے گا کہ اچھا اتنی اس نے زکوۃ دی ہے تو اس سے کہیں زیادہ اس کے گھر میں موجود ہے لہذا صدقہ خفیہ طور پر دینا چاہیے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

ربط: پہلے صدقات کے اوصاف کا بیان تھا اب صدقات کرنے کے لئے وقت کون سا مناسب ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔

(تفسیری نکات) صدقہ خیرات چھپا کر دینا زیادہ افضل ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ اگر تم ظاہری طور پر صدقات دو فَنِعِمَّا هِيَ تو یہ بھی اچھا ہے۔ اگر دینے والے کی نیت ریا کی نیت نہیں ہے اور لوگوں کے سامنے صدقہ دیتا ہے اور دل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے سے راضی ہو جائے تو اس طرح صدقہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ ریا کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور فقیر کی حاجت کو پورا کرنا ہے وَاِنْ تُخْفُوْهَا اور اگر تم صدقات مخفی طور پر دو وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ اور دو فقیروں اور محتاجوں کو فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تو یہ مخفی طریقہ پر دینا بہت بہتر ہے اور اس کے بہتر ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ریا سے پاک ہوگا۔ اس لیے کہ کوئی دیکھنے والا ہی نہیں ہے وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ اور ان صدقات خیرات کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف فرما دے گا۔ اس موضوع پر کافی احادیث ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے ''اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ '' کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بندے سے ناراض ہے اور وہ بندہ صدقہ خیرات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ اور یہ حدیث بھی آتی ہے کہ ''اَلصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْبَلَايَا '' صدقہ اور خیرات کی برکت سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ تو صدقہ اچھی چیز ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۝ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ معاملہ تمہارا اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ ظاہر باطن کو جاننے والا ہے۔

نفلی صدقہ غیر مسلم کو بھی کیا جا سکتا ہے:

شروع شروع میں آنحضرت ﷺ مالی طور پر کمزور کافروں کو نفلی صدقہ خیرات دے دیتے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس نظریہ کے تحت روک لیا کہ شاید تنگ ہو کر یہ ایمان قبول کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ اے نبی کریم ﷺ! ان کو ہدایت دینا آپ ﷺ کے ذمے نہیں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تو ان سے صدقات خیرات اس واسطے روکنا کہ وہ مجبور ہو کر ایمان لے آئیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ کیوں کہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور ہدایت کے متعلق اس کا قانون ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو بھی تم مال خرچ کرو گے فَلِاَنْفُسِكُمْ تو تمہارے اپنے لیے ہے یعنی اس کا ثواب تمہیں ہی ملے گا وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ اور نہیں خرچ کرتے تم مگر اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کے لیے۔ اس میں ترغیب ہے کہ صدقہ خیرات اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرو شہرت دکھاوا، بڑائی کے لیے نہ کرو وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو بھی تم مال خرچ کرو گے يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا عام بدلہ ہے دس گنا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو ایک نیکی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا اجر عطا فرمائے گا۔ اور وہ

نیکی جو فی سبیل اللہ کی مد میں ہے اس کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو گنا ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تمہاری کوئی نیکی کم نہیں کی جائے گی۔

صدقہ خیرات کن لوگوں کو دیا جائے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ یہ صدقات ان محتاجوں کے لیے ہیں اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو روک دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نہیں طاقت رکھتے ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ زمین میں چلنے کی يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ ناواقف آدمی ان کو سمجھتا ہے اَغْنِيَآءَ مال دار ہیں مِنَ التَّعَفُّفِ سوال سے بچنے کی وجہ سے تَعْرِفُهُمْ تو ان لوگوں کو پہچانے گا بِسِيْمٰهُمْ ان کی علامتوں کے ساتھ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا نہیں سوال کرتے لوگوں سے چمٹ کر وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو بھی تم مال خرچ کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔

صدقہ خیرات کرنے کے کوئی مخصوص اوقات نہیں:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات کو اور دن کو یعنی صدقہ وخیرات کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے بلکہ چوبیس گھنٹوں میں جب چاہو خرچ کرو رات کو کرو دن کو کرو سِرًّا مخفی طریقہ پر کرو وَّعَلَانِيَةً اور ظاہر کر کے کرو نیت صاف ہے تو جس طرح چاہو خرچ کرو کوئی وقت متعین نہیں ہے اور یہ مسئلہ یاد رکھنا! تم نے کسی مسکین کو دس روپے دیئے ہیں اس نیت کے ساتھ کہ اے پروردگار! اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا دے تو جتنا ثواب اس کے والدین کو ملے گا اتنا اس دینے والے کو بھی ملے گا۔ تم نے تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھی اور نیت کی کہ اس کا ثواب ہمارے والدین کو دادا، دادی، نانا، نانی کو پہنچے یا جتنے لوگوں کی نیت کرو گے ان سب کو برابر برابر ثواب ملے گا اور پڑھنے والوں کو بھی پورا ثواب ملے گا خسارے والی کوئی بات نہیں ہے کہ تم نے خیرات کر کے یا قرآن پڑھ کر ثواب پہنچایا تو یہ نہیں ہے کہ تم محروم ہو گئے اور سارا ثواب آگے چلا گیا، بلکہ سب کو برابر ثواب ملے گا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس ایسے لوگوں کے لیے ان کے ربّ کے ہاں اجر ہے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ ان پر خوف ہوگا قیامت والے دن اور نہ وہ غم کریں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ

وہ لوگ جو کھاتے ہیں سود نہیں کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو بدحواس کر دیا ہو جن نے چمٹ کر۔

مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ

یہ اس لیے کہ بے شک انہوں نے کہا پختہ بات ہے خرید وفروخت سود کی طرح ہے۔اور حالانکہ حلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچنا

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

اور حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سود کو پس وہ شخص جس کے پاس آئی نصیحت اس کے رب کی طرف سے پس وہ باز آ گیا، پس اس کے لیے ہے

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے اور جو شخص پھر لینے لگا پس وہ دوزخ والے ہیں وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ

مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا کسی ناشکری کرنے والے گناہ گار سے۔بے شک

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے اور قائم کی انہوں نے نماز اور دی انہوں نے زکوٰۃ ان کے لیے ان کا اجر

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا

ہے ان کے رب کے ہاں اور نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ غم کریں گے۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور چھوڑ دو

مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

جو باقی ہے سود اگر ہو تم مومن۔ پس اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اعلان سن لو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے کا اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں تمہارے اصل مال مل جائیں گے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا یَقُوْمُوْنَ: وہ نہیں اٹھیں گے، یَقُوْمُ: وہ کھڑا ہوتا ہے، یَتَخَبَّطُهُ: اس کو پاگل بنا دیتا ہے، اَلْمَسِّ: ذرا چھو جانا، اَلرِّبٰوا: سود، جَآءَهٗ: وہ اس کے پاس آیا، فَانْتَهٰى: پس وہ باز آ گیا، عَادَ: وہ پھرا، یَمْحَقُ: وہ گھٹاتا ہے، اَثِیْمٍ: گناہ گار، اَقَامُوْا: انہوں نے قائم رکھا، ذَرُوْا: تم چھوڑ دو، فَاْذَنُوْا: پس تم خبردار ہو جاؤ، حَرْبٍ: لڑائی، لَا تَظْلِمُوْنَ: تم ظلم نہیں کرتے ہو۔

ربط:

اوپر صدقات کا ذکر تھا جس سے مال بظاہر کم ہوتا ہے اور اب رباء یعنی سود کا ذکر ہے جس سے مال بظاہر زیادہ ہوتا ہے تو اس لیے اب صدقات کی ضد رباء یعنی سود کا ذکر کیا جارہا ہے کیونکہ کسی چیز کی ضد بیان کرنے سے اُس مسئلے کو واضح کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اہم نکات: جنات کی ایذا رسانی پر ایک معلوماتی مضمون:

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ مبسوط میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ ہے کہ جنات انسان کو تکالیف پہنچاتے ہیں وہ ایک تو اس آیت سے استدلال کرتے ہیں اور ایک سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۱ ہے۔ شمائل ترمذی مع خصائل نبوی میں روایت ہے۔

عن زوج النبی ﷺ عائشة رضي الله عنها قالت حدث رسول الله ﷺ ذات ليلة نسائه حديثاً فقالت امرأة منهن كأن الحديث حديث خرافة فقال أتدرون ما خرافة ان خرافة كان رجل من عذرة اسرته الجن فی الجاهلية فمكث فيهم دهراً ثم ردوه الي الانس فكان يحدث الناس بما رای فيهم من الاعاجيب فقال الناس حديث خرافة۔

ترجمہ: اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو ایک قصہ سنایا ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن میں سے ایک زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ قصہ حیرت اور تعجب میں خرافہ کے قصوں جیسا ہے۔ (عرب میں خرافہ کے قصے ضرب المثل تھے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ جانتی ہو خرافہ کا اصل واقعہ کیا تھا خرافہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا جس کو جنات پکڑ کر لے گئے تھے ایک عرصہ تک انہوں نے اس کو اپنے پاس رکھا پھر واپس انسانوں میں چھوڑ گئے وہاں کے زمانہ قیام کے عجائبات وہ لوگوں سے نقل کرتا تھا تو وہ متحیر ہوتے تھے اس کے بعد سے لوگ ہر حیرت انگیز قصے کو حدیث خرافہ کہنے لگے۔

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

سود کا لین دین کرنے والوں نے الٹی تشبیہ دی کہ بیع اس لئے حلال ہے کہ ربا حلال ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو رد کیا مستدرک کی روایت ہے کہ جس قوم میں دو باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اس قوم کو برباد کر دیتے ہیں ایک سود، دوسرا زنا۔

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

سود کو حلال سمجھنا کفر ہے:

تفسیر روح المعانی اور تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ اگر سود کو لین دین حلال سمجھ کر کرتا ہے اور کھاتا ہے تو کافر ہوگا اور

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم اس کیلئے ہوگی۔ اور اگر حرام سمجھ کر کھاتا ہے اور کرتا ہے تو خلود سے مراد لمبی طویل سزا ہوگا۔ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سجن مخلد سے مراد لمبی طویل سزا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ نے سمجھانے کیلئے مثال دی ہے کہ جیسے ایک آدمی بیمار ہے اس کا بدن سوج گیا ہے اب وہ اس حالت پر خوش ہوتا ہے کہ میں پہلوان ہوں لوگ کہتے ہیں کہ تم بے وقوف ہو یہ تو جسم کے اعضاء سوج گئے اور تم خوش ہوتے ہو۔ تو سود سے بھی بظاہر مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے لیکن دراصل یہ نقصان ہے۔ صدقات سے مواد غلیظہ ساقط ہو جاتے ہیں جیسا کہ جلاب سے مواد غلیظہ جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔

(تفسیری نکات) سودی لین دین قطعی طور پر حرام ہے:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں اور سود قطعی طور پر حرام ہے جیسا کہ آگے یہ جملہ آرہا ہے وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام فرمایا ہے۔ سود کو حلال سمجھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور حرام سمجھتے ہوئے اگر ایسا کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ کیوں کہ فقہی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام کو حرام سمجھ کر کرنا گناہ ہے۔ تو جو لوگ سود کھاتے ہیں لَا يَقُوْمُوْنَ نہیں کھڑے ہوں گے قبروں سے نکل کر قیامت والے دن اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ مگر ایسے جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ جس کو بدحواس کر دے جن مِنَ الْمَسِّ چمٹ کر۔ یعنی جس طرح آسیب زدہ آدمی کے ہوش و حواس اُڑ جاتے ہیں اسی طرح سود خوروں کی حالت ہوگی کہ جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی کے لیے قبروں سے نکلیں گے تو وہ بدحواس ہوں گے۔ فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ یہ اس واسطے کہ سود خوروں نے قَالُوْۤا کہا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا پختہ بات ہے کہ خرید و فروخت سود کی طرح ہے۔ یعنی بیع اس واسطے جائز ہے کہ اس میں اسی طرح فائدہ ہے جس طرح سود میں فائدہ ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ اور سود کو حرام کیا ہے فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ پس جس شخص کے پاس نصیحت آگئی مِّنْ رَّبِّهٖ اس کے ربّ کی طرف سے فَانْتَهٰى پس وہ سود لینے سے باز آگیا فَلَهٗ تو اس کے لیے ہے مَا سَلَفَ جو پہلے گزر چکا یعنی ممانعت سے پہلے جو کچھ کھا پی چکا اس پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ یعنی اس کا تاوان نہیں دینا پڑے گا کیوں کہ حکم اب نازل ہوا ہے وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ یعنی بخشش کرے یا نہ کرے، یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وَمَنْ عَادَ اور جس نے اعادہ کیا ہمارے اس حکم کے نازل ہونے کے بعد فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ پس یہ دوزخ والے ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

سود لینا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اور صدقات کو بڑھاتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کسی ناشکری کرنے والے گناہ گار کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کی وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کی لَهُمْ اَجْرُهُمْ ان کے لیے ان کا اجر ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے ہاں وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ ان پر خوف ہوگا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غم کریں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو! اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے ڈرو وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اور چھوڑ دو جو باقی ہے سود۔ یعنی اس کے حکم کے نازل ہونے کے بعد جو سود کی رقم باقی رہتی ہے وہ نہ لو، چھوڑ دو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر تم ایسا نہیں کرو گے فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تو اعلان سن لو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑنے کا۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

"لَا نَسْتَطِيْعُ الْحَرْبَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

"ہم نہیں طاقت رکھتے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے کی"

یاد رکھو! اس سے زیادہ سخت حکم قرآن کریم میں کوئی بھی نازل نہیں ہوا۔

وَاِنْ تُبْتُمْ اور اگر تم توبہ کرلو فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ تو تمہارے اصل مال تمہارے ہی ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ تم نے جو سود لینا تھا وہ نہیں لینا لَا تَظْلِمُوْنَ نہ تم کسی پر ظلم کرو کہ اصل رقم کے ساتھ سود لو وَلَا تُظْلَمُوْنَ اور نہ تم پر ظلم کیا جائے کہ تمہاری اصل رقم بھی تمہیں نہ ملے۔ یہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قطعی فیصلے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور اگر ہے وہ مقروض تنگ دست پس اس کو مہلت دینی ہے فراخی تک، اور یہ کہ تم صدقہ دو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

جانتے ہو۔ اور ڈرو اس دن سے جس میں تم لوٹائے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی طرف پھر ہر نفس کو پورا پورا دیا جائے گا جو اس نے کمایا

ع ۳۸ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم معاملہ کرو اُدھار اور قرض کا ایک معیاد تک جو مقرر ہے

فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ

پس تم اس ادھار کو لکھ لو انصاف کے ساتھ، اور نہ انکار کرے لکھنے والا یہ کہ وہ لکھے جیسا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے کی تعلیم دی

اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ

ہے۔ پس چاہیے کہ وہ لکھے اور چاہیے کہ تحریر کروائے وہ شخص جس نے حق دینا ہے اور چاہیے کہ ڈرے اللہ تعالیٰ سے جو اس کا

مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ

ربّ ہے، اور نہ کمی کرے اس حق سے کچھ بھی پس اگر ہے وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بے وقوف یا کمزور ہے یا وہ طاقت نہیں

أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ

رکھتا یہ کہ وہ لکھوا سکے وہ خود، پس چاہیے کہ لکھوائے اس کا مختار یعنی وکیل، انصاف کے مطابق اور گواہ بنالو تم دو گواہ اپنے مردوں

فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۤءِ

میں سے پس اگر نہیں ہیں وہ دو مرد پس ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے۔

أَنْ تَضِلَّ إِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰىهُمَا الْأُخْرٰى ؕ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاۤءُ

(یہ دو عورتیں اس لیے ہیں) کہ اگر ان دو میں سے ایک بھول جائے پس یاد کرائے ان دو میں سے ایک دوسری کو اور نہ انکار کریں

إِذَا مَا دُعُوا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا أَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا أَوْ كَبِيْرًا إِلٰٓى أَجَلِهٖ ؕ

گواہ جب ان کو گواہی کے لیے بلایا جائے اور نہ تم اُکتاؤ یہ کہ تم اس کو لکھو چھوٹی چیز ہو یا بڑی اس کی معیاد تک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَدَايَنْتُمْ: تم نے ایک دوسرے کو قرض دیا، اَجَلٍ: مدت مقرر، فَاكْتُبُوْهُ: پس تم اسے لکھ لو، يَكْتُبُ: وہ لکھتا ہے، لَا يَأْبَ: انکار نہ کرے، كَاتِبٌ: لکھنے والا، يَتَّقِ: وہ ڈرتا ہے، لَا يَبْخَسْ: وہ کم نہ کرے، سَفِيهًا: کم عقل، ضَعِيفًا: کمزور، يَسْتَطِيعُ: وہ استطاعت رکھتا ہے، اَنْ يُّمِلَّ: یہ کہ وہ لکھوائے، وَلِيُّهٗ: اس کا سرپرست، اِسْتَشْهِدُوْا: تم گواہ کرو، رِجَالِكُمْ: تمہارے اپنے مرد، لَمْ يَكُوْنَا: نہ ہوں وہ دو مرد، رَجُلَيْنِ: دو مرد، فَرَجُلٌ: پس ایک مرد، اِمْرَاَتٰنِ: دو عورتیں، اَنْ تَضِلَّ: یہ کہ وہ (عورت) بھول جائے، اِحْدٰىهُمَا: ان دو عورتوں میں سے ایک، فَتُذَكِّرَ: کہ وہ عورت یاد دلائے، الْاُخْرٰى: دوسری، پچھلی، دُعُوْا: انہیں بلایا گیا، لَا تَسْـَٔمُوْٓا: سستی نہ کرنے لگو، صَغِيْرًا: چھوٹا، كَبِيْرًا: بڑا۔

ربط:

سابقہ آیات میں سود کی حرمت کا ذکر تھا۔ اب یہاں حکم ہو رہا ہے کہ مقروض کو مہلت دو نیز حکم ہو رہا ہے کہ لین دین کا

معاملہ تحریر کرلیا کرو۔

اہم نکات: قرض اور دین میں فرق:

اگر کسی کو نقد پیسے دے دو تو یہ قرض ہے اور اگر کوئی چیز بیچ دو تو یہ دین ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ نفس شہادت پر اُجرت لینا جائز نہیں البتہ کھانا پینا اور کرایہ معمول کے مطابق لے سکتا ہے۔

اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ

یا تو گونگا ہے یا زبان نہیں چلتی یا عدم استطاعت کی وجہ سے۔

(تفسیری نکات) تنگدست مقروض کو مہلت دو یا معاف کردو:

وَاِنْ كَانَ اور اگر وہ مقروض جس کو تم نے قرض دیا ہے ذُوْ عُسْرَةٍ تنگ دست ہے فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ پس اس کو مہلت دو فراخی تک۔ یعنی اگر تمہارا مقروض واقعتاً تنگ دست ہے تو فراخی تک مہلت دو۔ البتہ اگر کوئی شخص بدنیت ہے قرضہ واپس کرسکتا ہے لیکن نیت خراب ہے واپس نہیں کرتا تو اس پر سختی کرنا جائز ہے وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور یہ کہ اگر تم صدقہ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو۔ تو صدقے کی صورت یہ ہے کہ تم معاف کردو۔ پھر اس میں تفصیل ہے کہ ساری رقم معاف کردو یا آدھی معاف کردو یا کچھ حصہ معاف کردو، جس طرح تم چاہو کرسکتے ہو اس کا تمہیں حق حاصل ہے اور مہلت دینا بھی صدقے کی ایک قسم ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا اور ڈرو تم اس دن کے عذاب سے تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ جس دن تم لوٹائے جاؤ گے اِلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو مَّا كَسَبَتْ جو اس نے کمایا یعنی تم نے نیکی بدی جو بھی کمائی کی ہے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور انسان کو اپنے کیے کا پتا ہوگا کیوں کہ وہاں حافظہ قوی کردیا جائے گا۔ اگرچہ دنیا میں انسان بہت سارے کام کرکے بھول جاتا ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور وہاں کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا جس نے جیسا کیا ہوگا ویسا ہی اُسے بدلہ ملے گا۔

لین دین کا معاملہ لکھ لو:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اِذَا تَدَايَنْتُمْ جب تم آپس میں معاملہ کرو بِدَيْنٍ قرض اور ادھار کا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى مقررہ میعاد تک فَاكْتُبُوْهُ تو اس کو لکھ لو تاکہ تمہیں مدت بھی معلوم ہو کہ فلاں تاریخ کو میں نے دینا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ رقم کتنی ہے۔ کیوں کہ بعض آدمیوں کے حافظے کمزور ہوتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں، پھر جھگڑے ہوتے ہیں لہٰذا لکھ لو وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان لکھنے والا بِالْعَدْلِ

انصاف کے ساتھ، نہ اس کا حق مارے اور نہ اس پر زیادتی کرے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ لکھنے والا اگر مزدوری لینا چاہے تو اس کو حق پہنچتا ہے وہ لے سکتا ہے وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اور انکار نہ کرے لکھنے والا اَنْ يَّكْتُبَ لکھنے سے كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لکھنے کی تعلیم دی اور وہ لکھنا جانتا ہے۔ یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے تو اس احسان کا شکر یہ ہے کہ دوسروں کے کام آئے فَلْيَكْتُبْ پس چاہیے کہ لکھے۔ بغیر اُجرت کے لکھے تو نُوْرٌ عَلٰى نُوْر ہے اور اگر اُجرت لینا چاہے تو اس کا بھی حق ہے وَلْيُمْلِلِ اور چاہیے کہ اِملاء کرائے (اِملال اور اِملاء دونوں ہم معنیٰ ہیں) الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وہ شخص جس پر حق ہے یعنی مقروض لکھوائے کہ میں نے اتنی رقم دینی ہے کیوں کہ اس کو معلوم ہے کہ اس نے کتنے لیے ہیں اور اس پر لازم ہے وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ وہ مقروض اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا ربّ ہے۔ یعنی ٹھیک ٹھیک لکھوائے کسی قسم کی خیانت نہ کرے، ڈنڈی نہ مارے وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور مقروض نے جو حق دینا ہے اس میں کسی چیز کی کمی نہ کرے، ٹھیک ٹھیک لکھوادے کہ اتنا حق دینا ہے اور فلاں تاریخ کو دینا ہے۔

معاملے میں وکیل بنانا:

فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ پس اگر وہ شخص کہ جس کے ذمے حق ہے سَفِيْهًا بے عقل، پاگل قسم کا آدمی ہے تو بدحواس کیا لکھوائے گا اَوْ ضَعِيْفًا یا کمزور ہے۔ مثلاً بچہ ہے کہ وہ لکھوا نہیں سکتا یا بہت بوڑھا ہے کہ لوگ اس کی بات ہی نہیں سمجھتے اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ یا وہ خود لکھوانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مثلاً گونگا ہے یا مُنشی کی زبان اور ہے اور اس کی زبان اور ہے اور یہ اپنی زبان میں اس کو لکھوانے کی طاقت نہیں رکھتا فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ تو چاہیے کہ اس کا سرپرست لکھوائے انصاف کے ساتھ۔ یعنی وہ اپنا مختار یا وکیل بنائے اور اس کو کہے تو میری طرف سے تحریر کروادے۔ تو جب تم کسی کو اُدھار دو کسی میعاد تک اس کا پہلا حکم یہ ہے کہ اس کو تحریر میں لاؤ۔ اگر کوئی شخص اس حکم پر عمل نہیں کرے گا یعنی تحریر نہیں کروائے گا تو وہ گناہ گار ہوگا۔

معاملے میں گواہ بنانا:

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ اور دو گواہ بنالو اپنے مردوں میں سے یعنی مومن ہوں کیوں کہ خطاب ایمان والوں کو ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اور یاد رکھنا کہ مومن کے کسی معاملہ میں غیر مسلم کو گواہ نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا اور ہرگز نہیں بنائے گا اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مومنوں پر کوئی راستہ۔ کافر مسلمان کے حق میں کسی مسئلہ پر گواہی نہیں دے سکتا۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ پر اگر دو مرد نہ ہوں فَرَجُلٌ تو ایک مرد وَّامْرَاَتٰنِ اور دو عورتیں مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

مِنَ الشُّهَدَآءِ جن کو تم گواہ پسند کرتے ہو۔ اور مومن اسی گواہ کو پسند کرے گا جو مومن اور عادل ہو اور عادل اسے کہتے ہیں جو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔ تو گواہی کے مسئلہ میں دو عورتیں اس لیے ہیں اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا یہ کہ ان دو میں سے ایک کوئی ضروری بات بھول جائے فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى تو ان دو میں سے ایک یاد کروائے گی دوسری کو یعنی اگر کوئی خاص بات ہے کہ جس پر گواہی موقوف ہے اور وہ عورت کے ذہن سے نکل گئی ہے تو دوسری اس کو یاد کرا دے گی۔ عورتیں اگرچہ باتونی ہوتی ہیں لیکن اصل بات بھول جاتی ہیں اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہتی ہیں۔ فرمایا وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اور گواہ انکار نہ کریں اِذَا مَا دُعُوْا جب اُن کو بلایا جائے وَلَا تَسْئَمُوْٓا اور نہ اُکتاؤ تم اَنْ تَكْتُبُوْهُ یہ کہ لکھو تم اُدھار کو صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اُدھار چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ اِلٰٓى اَجَلِهٖ اس کو میعاد تک لکھ لینا چاہیے اور لکھنے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ

یہ حکم زیادہ انصاف والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور زیادہ درست ہے گواہی دینے کے لیے اور زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم

تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

شک نہ کرو، مگر یہ کہ ہو تجارت حاضر جس کو تم لیتے دیتے ہو آپس میں پس نہیں ہے تم پر کوئی گناہ یہ کہ تم اس کو نہ لکھو۔

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

اور گواہ بنا لو تم جب تم خرید و فروخت کرو اور نہ نقصان پہنچایا جائے لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو بے شک یہ

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿282﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

تمہاری نافرمانی ہوگی اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور اگر ہو تم

عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

سفر میں اور نہ پاؤ تم لکھنے والا پس رہن ہے قبضہ کیا ہوا، پس اگر مطمئن ہو جائیں بعض تمہارے بعض سے پس چاہیے کہ ادا کرے

الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ

وہ شخص جس کو امین سمجھا گیا ہے اپنی امانت کو اور چاہیے کہ ڈرے اللہ تعالیٰ سے جو اس کا ربّ ہے اور نہ چھپاؤ تم گواہی اور جو

ع يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿283﴾

شخص چھپائے گا اس گواہی کو تو بے شک گناہ گار ہونے والا ہے دل اس کا اور اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَقْسَطُ: پورا انصاف والا، اَقْوَمُ: بہت درست رکھنے والا، اَلَّا تَرْتَابُوْٓا: یہ کہ تم شک نہ کرو، تِجَارَةً: تجارت، تُدِيْرُوْنَهَا: تم لیتے دیتے ہو، تَبَايَعْتُمْ: تم نے خرید وفروخت کی، لَمْ تَجِدُوْا: تم نہ پاؤ، رِهٰنٌ: گروی رکھنے کی چیز، مَّقْبُوْضَةٌ: قبضہ میں کی ہوئی، اَمِنَ: اس نے اعتبار کیا، فَلْيُؤَدِّ: پس چاہیے کہ وہ ادا کرے، اُؤْتُمِنَ: اس کے پاس امانت رکھی گئی، اَمَانَتَهٗ: اس کی امانت، اٰثِمٌ: گنہگار۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی لین دین اور تجارت وغیرہ کے معاملات کے متعلق احکامات تھے اب بھی اسی سلسلے کے احکامات چل رہے ہیں۔

(اہم نکات) مرتھن رھن سے فائدہ نہیں اٹھاسکتا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

سفر کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مستقل باب قائم کردیا یعنی اَلرَّهْنُ فِي الْحَضَرِ۔ یہاں رھن سے انتفاع کے متعلق سوال ہے اور بحث ہے۔ میرے خیال میں اس کے بارے میں احکام القرآن میں ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھوس بحث کی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز رھن ہو اس سے مرتھن نفع نہیں اٹھاسکتا تمام ائمہ رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رھن صرف ایک وثیقہ ہے۔ زمین تو راھن کاشت کرے گا وغیرہ۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں انہوں نے فقہی طور پر ٹھوس حوالے جمع کئے ہیں کہ مرتھن رہن سے نفع نہیں اٹھاسکتا۔

(تفسیری نکات) تحریر تمہارے لیے فائدہ مند ہے:

ذٰلِكُمْ یہی چیز یعنی گواہ اور تحریر ہو اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی انصاف والی بات ہے وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ اور زیادہ درست ہے گواہی دینے کے لیے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گواہ تو دیانت دار ہوتے ہیں مگر زیادہ عرصہ گزر جانے کی وجہ سے ان کو یاد نہیں رہتا کہ ہم نے کتنی رقم کی گواہی دینی ہے۔ یا تاریخ بھول جاتے ہیں کہ کون سی تاریخ متعین ہے۔ تو جب تحریر سامنے ہوگی تو گواہوں کو معلوم ہوگا کہ ہم نے فلاں چیز کی گواہی دینی ہے وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اور یہ تحریر میں آجانا اور گواہوں کا متعین ہونا زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً

حَاضِرَةً یہ کہ ہو تجارت حاضر تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ جس کو تم آپس میں لیتے دیتے ہو فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ پس تم پر کوئی حرج نہیں ہے اَلَّا تَكْتُبُوْهَا یہ کہ تم اس کو نہ لکھو۔ جیسے لوگ دکانوں سے سودا لیتے ہیں کہ چیز لی اور پیسے دے دیئے تو یہاں جھگڑے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیوں کہ نقد ہے لہٰذا لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ساتھ ہی فرمایا کہ تجارت تو حَاضِرَةً ہے مگر کوئی اہم چیز ہے قیمتی ہے تو وَاَشْهِدُوْٓا اور گواہ بنالو اِذَا تَبَايَعْتُمْ جب تم خرید وفروخت کرو۔ مثال کے طور پر تم نے مکان خریدا ہے رقم نقد دے دی ہے اور قبضہ کر لیا یا کوئی قیمتی جانور خریدا تو اس پر بھی گواہ بناؤ تا کہ بعد میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس چیز کے قیمتی ہونے کی وجہ سے کوئی گمراہ کرے اور اُکسائے کہ تو نے سستا بیچ دیا ہے اور وہ پھسل جائے۔

لکھنے والا اور گواہ بھی ایمانداری کا مظاہرہ کریں:

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ اور نہ نقصان پہنچایا جائے لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو۔ مثلاً کاتب کا کوئی اپنا ضروری کام ہے یا اس نے کہیں ضروری جانا ہے جس کی وجہ سے وہ فوری طور پر تمہارا کام نہیں کر سکتا اور تم اس کو پکڑ لو اور کہو کہ مجھے پہلے لکھ دے پھر اپنے کام جانا اور وَلَا يُضَآرَّ نفی معلوم کا صیغہ بھی بن سکتا ہے۔ اس وقت معنٰی ہوگا اور ضرر نہ پہنچائے کاتب اور گواہ کو۔ کیوں کہ لکھنے والا ہوشیار ہوتا ہے لکھنے میں دھوکا دے سکتا ہے اور حق والے کو نقصان پہنچا سکتا ہے لہٰذا اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو تحریر میں نقصان پہنچائے۔ اور گواہ بھی نفس الامر کے مطابق صحیح گواہی دے۔ غلط گواہی دے کر گواہ بھی حق والے کو نقصان نہ پہنچائے وَاِنْ تَفْعَلُوْا اور اگر تم ایسی کارروائی کرو گے کہ ان شریف آدمیوں کو نقصان پہنچاؤ گے اور ان کے ساتھ زیادتی کرو گے فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ تو بے شک یہ تمہاری نافرمانی ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ہر وقت اللہ کے عذاب سے ڈرو وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان احکام کی تعلیم دیتا ہے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اگر کوئی بھی فریق غلط بیانی یا بے ایمانی کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے پس اس سے ڈر کر ہر کام کرو۔

اگر معاہدہ لکھنے والا نہ ملے:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ اور اگر تم سفر پر ہو وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا اور نہ پاؤ تم لکھنے والا۔ مثلاً قافلہ جا رہا ہے اور اس میں بہت سارے آدمی ہیں۔ اس قافلے میں سے کسی کو دوسرے سے رقم لینے کی ضرورت پڑی اور وہاں لکھنے والا کوئی نہیں تو فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ پس رہن ہے قبضہ کیا ہوا۔ یعنی جس سے رقم لے اس کے پاس کوئی چیز گروی رکھ دے کہ میں جب تجھے رقم دوں گا تو اپنی چیز واپس لے لوں گا اور جس طرح گروی رکھنا سفر میں جائز ہے اسی طرح اقامت میں یعنی عام حالات میں بھی جائز ہے۔ سفر میں چونکہ اس کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے کہ لکھنے والا نہیں ملتا اس واسطے سفر کی قید لگائی

ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا پس اگر امن میں ہوں بعض تمہارے بعض سے فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ تو چاہیے کہ ادا کرے وہ جس کو امین سمجھا گیا ہے اپنی امانت یعنی اس کے پاس جو امانت رکھی گئی ہے وہ اپنی امانت واپس کر دے جو مقروض ہے وہ امین ہے اس قرض کا جو اس نے لیا ہے۔ لہٰذا وہ قرض والی امانت قرض خواہ کو واپس کرے۔ اگر اس نے کوئی چیز رہن رکھے بغیر قرض دیا ہے تو قرضِ حسنہ ہے وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ ڈرے اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے کہ اگر امانت واپس نہ کی تو گرفت ہوگی وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اور نہ چھپاؤ تم گواہی کو۔ مگر آج کل کے زمانے میں سچی گواہی دینا بہت مشکل ہے۔ بلکہ مقدمے کی پیروی کرنا ہی بڑا مشکل ہے۔ بے چارے گواہوں کی جانیں تک چلی جاتی ہیں۔ ایسا دور آ گیا ہے کہ اللہ کی پناہ! ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے وَمَنْ يَّكْتُمْهَا اور جو گواہی کو چھپائے گا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ تو بے شک اس کا دل گنہگار ہوگا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ معاملہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس واسطے اس کا خوف دل میں رکھو۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو گے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں

اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ہے یا تم مخفی رکھو گے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا تم سے پس بخش دے گا جس کو چاہے گا اور سزا دے گا جس کو چاہے گا،

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿284﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایمان لائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز پر جو اتاری گئی ہے ان کی طرف ان کے ربّ کی

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

طرف سے اور مومن بھی ایمان لائے ہیں۔ یہ سب ایمان لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر

وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا

اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم نہیں تفریق کرتے اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان۔ اور کہا انہوں نے

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿285﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی تیری، بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے ربّ اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق، اس نفس کے لیے ہے جو اس نے کمایا اور اس پر وبال پڑے گا اس چیز کا جو اس نے کمائی،

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ

اے ہمارے ربّ مؤاخذہ نہ کر ہمارا اگر بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے۔ اے ہمارے ربّ اور نہ ڈال ہم پر بوجھ جیسا

اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

ڈالا تو نے بوجھ ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے ربّ اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے،

وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع ۸

پس تو معاف کر دے ہم کو اور بخش دے ہم کو اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا آقا ہے پس تو ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلے میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُخْفُوْهُ: تم اسے چھپاؤ، يُحَاسِبْكُمْ: وہ تم سے حساب لے گا، فَيَغْفِرُ: پس وہ بخشے گا، يُعَذِّبُ: وہ عذاب دے گا، كُتُبِهٖ: اس کی کتابیں، اَطَعْنَا: ہم نے اطاعت کی، غُفْرَانَكَ: تیری بخشش، لَا يُكَلِّفُ: وہ تکلیف نہیں دیتا، اكْتَسَبَتْ: اس نے کمایا، لَا تُؤَاخِذْنَآ: تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا، اِنْ نَّسِيْنَآ: اگر ہم بھول جائیں، اَخْطَاْنَا: ہم نے خطا کی، حَمَلْتَهٗ: تو نے اس پر بوجھ رکھا، قَبْلِنَا: ہم سے پہلے، لَا تُحَمِّلْنَا: تو ہم پر بوجھ نہ ڈال، اِغْفِرْ: تو بخش دے، اِرْحَمْنَا: تو ہم پر رحم فرما، مَوْلٰىنَا: ہمارا کارساز، ہمارا آقا۔

ربط:

سورۃ بقرہ میں بہت سے مسائل مذکور تھے یہاں فرماتے ہیں کہ آسمان و زمین کے مالک ہم ہیں ہم جو حکم دیں اس کو پورا کرو۔

(اہم نکات) غیر اختیاری وسوسوں کا حکم:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔

① : ایک یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوئے کہ وسوسے تو ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں آگے حکم دیا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اُس کی طاقت اور ہمت سے زیادہ تکلف نہیں دیتا۔

اشکال: خبر میں نسخ نہیں ہوسکتا کیونکہ نسخ انشاء ہوتا ہے اور یہ خبر ہے۔

جواب: جواب یہ ہے کہ خبر من حیث الخبر میں نسخ نہیں ہوسکتا البتہ خبر من حیث الانشاء میں نسخ ہوسکتا ہے۔

②: دوسری تفسیر یہ ہے کہ غلط وسوسے اس میں داخل نہیں اگر وسوسے کے طور پر کسی گناہ کا خیال ذہن میں آئے تو کوئی گناہ نہیں اور اگر عزم کے طور پر گناہ کا خیال آئے یعنی ارادہ کرے تو اس میں گناہ ہے۔ مَا فِی اَنْفُسِکُمْ سے مراد وہ گناہ ہیں جو قصداً ارادۃً تم اپنے دلوں میں رکھتے ہو غیر ارادی طور پر نہیں۔

بخاری کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کی بات کو معاف فرمایا ہے۔ مَا لَمْ یَتَکَلَّمْ اَوْ مَا لَمْ تَعْمِلْ. تو جب تک وہ بولے نہیں یا اس پر عمل نہ کرے اس سے پہلے معتبر نہیں اور جو چیز دل کیساتھ تعلق رکھتی ہے مثلاً عقیدہ۔ ایمان۔ حسد وغیرہ ان کیلئے تکلم یا عمل ضروری نہیں جبکہ وہ دل میں اس پر مطمئن ہو۔

فقہی اختلاف:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ خطاء کی صورت میں روزہ فاسد ہوتا ہے اور صائم کے ذمہ قضاء ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا تو پھر قضاء بھی واجب نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ خطاء اور نسیان ایک ہی چیز ہے دلیل ان کی یہ ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. ہم حنفی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں مواخذہ سے اخروی مواخذہ مراد ہے دنیا کا نہیں۔

خطاء اور نسیان میں فرق:

ہم خطاء اور نسیان میں فرق کرتے ہیں۔ نسیان یہ ہے کہ نفس فعل بھول جائے جیسا کہ روزہ تھا لیکن اس کو بھول گیا اور کچھ کھا پی لیا۔ اور خطاء یہ ہے کہ نفس فعل یاد ہو لیکن غیر اختیاری طور پر کیا جائے۔

وَاعْفُ عَنَّا ہمارے صغیرہ گناہ معاف فرما

وَاغْفِرْ لَنَا ہمارے کبیرہ گناہ معاف فرما اور بعض نے اس کا برعکس معنی بیان کیا ہے۔

(تفسیری نکات) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معاف فرمائے جس کو چاہے سزا دے:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کا مالک پروردگار ہے۔ وہ اپنی مِلک میں جس طرح چاہے تصرف کرے جو حکم چاہے نافذ کرے اس کے سامنے کوئی قیل وقال نہیں کرسکتا وَاِنْ تُبْدُوْا اور اگر تم ظاہر کروگے مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ان چیزوں کو جو تمہارے دلوں میں ہے یعنی جو تمہارے دلوں میں اچھے یا برُے خیالات آتے ہیں اَوْ تُخْفُوْهُ یا تم اس کو مخفی رکھو۔ فرمایا اچھی طرح یاد رکھنا! یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا تم سے، پھر فرمایا فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ پس جس کو چاہے گا اللہ تعالیٰ

بخشے گا۔ جو اچھے ارادے اور اچھی چیزیں دل میں لایا اسے بخشے گا وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ اور سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ جو برے ارادے اور خیالات کا قصد لائے گا اس کو گرفت اور سزا ہوگی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں ملنے والا تحفہ:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک اصولی طور پر دو آیتیں بنتی ہیں۔ ان دو آیتوں کی خصوصیت ہے کہ یہ دو آیتیں اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر عطا فرمائیں۔ باقی سارا قرآن کریم جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا۔ نسائی شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات مجھے تین تحفے عطا فرمائے۔

① ...... پہلے نمازیں پچاس تھیں اور پھر پانچ رہ گئیں۔

② ...... دوسرا تحفہ سورۃ البقرہ کی آیتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک۔

③ ...... تیسرا تحفہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہر وہ شخص جو اس حال میں فوت ہوا کہ اُس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا میں اس کو بخش دوں گا۔ تو یہ آیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براہِ راست عطا فرمائیں۔

ایمانیات کی بنیادی تعلیم:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ایمان لائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَآ اس چیز پر اُنْزِلَ اِلَيْهِ جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے مِنْ رَّبِّهٖ ان کے ربّ کی طرف سے۔ یہاں یہ مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ ہے۔ اُس میں جو احکام ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور معانی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور جو احادیث ہیں وہ بھی مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ ہیں لیکن حدیث میں اس طرح ہے کہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور مفہوم مِن جانبِ اللہ ہے۔ تو یہ جو فرمایا کہ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ جو کچھ نازل کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ اس میں قرآن بھی شامل ہے اور حدیث بھی شامل ہے۔ کہ جو کچھ نازل کیا گیا اس کی طرف سے نازل ہوا ہے اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایمان لائے ہیں وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور مومن بھی ایمان لائے ہیں۔ اور مومن قیامت تک آتے رہیں گے۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ یہ سب اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اور اس کے سب احکام کو مانتے ہیں وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لائے ہیں وَكُتُبِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ہیں؟ ان کی صحیح تعداد کسی کو علم نہیں ہے۔ مگر کافی کتابیں اور صحیفے

نازل ہوئے ہیں۔ چار کتابیں مشہور ہیں: ① قرآن کریم، ② تورات، ③ زبور اور ④ انجیل۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے اہل ایمان سب پر ایمان لاتے ہیں کہ یہ من جانب اللہ ہیں اور اپنے زمانے میں بہترین دستور تھیں۔ لیکن قرآن کریم کے آنے کے بعد سب منسوخ ہوگئی ہیں۔ اب نجات صرف قرآن کریم پر عمل کرنے میں ہے وَرُسُلِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ رسولوں کی صحیح تعداد کا ذکر نہ تو قرآن کریم میں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں ہے۔ ایک روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں دو لاکھ چوالیس ہزار کا مگر دونوں روایتیں کمزور ہیں۔ پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام ہیں اور آخری پیغمبر جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم فرما دی خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے ایمان کے لیے اتنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے۔ ہم سب کو مانتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم نہیں تفریق کرتے اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کہ بعض پیغمبروں پر ایمان لائیں اور بعض پر ایمان نہ لائیں۔ یہ یہود و نصاریٰ کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور مؤمنین کی دعا:

وَقَالُوْا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنا اور ہم نے اطاعت کی یعنی اللہ تعالیٰ نے جو احکام فرمائے ہیں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں ہم ان کی دل و جان سے فرماں برداری کرتے ہیں غُفْرَانَكَ رَبَّنَا اے پروردگار! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں، ہم گناہ گار ہیں، خطا کار ہیں، انسان ہیں، ہم سے گناہ ہوتے رہتے ہیں اس لیے تیری بخشش کے طلب گار ہیں وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ یعنی ہم نے آنا بھی تیری طرف ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتا کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ طاقت سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ذمہ عبادت نہیں رکھی ہے۔ اسی لیے فرمایا لَهَا مَا كَسَبَتْ اس نفس کے لیے ہے جو اس نے کمایا۔ یعنی جو نیکی بھلائی کرے گا اس کو اس کا پھل ملے گا وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور اسی پر وبال پڑے گا جو اس نے کمایا۔ یعنی جو گناہ کا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی نفس پر پڑے گا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اے ہمارے ربّ! اگر ہم بھول جائیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کر اَوْ اَخْطَاْنَا یا ہم سے خطا ہو جائے۔ نسیان کی صورت یہ ہے مثلاً ایک آدمی کا روزہ ہے مگر اس کو یاد نہیں ہے کہ میں روزے سے ہوں اور کھا پی لے تو اس کے روزے پر کوئی زد نہیں آئے گی۔ اور خطا یہ ہے کہ آدمی روزہ دار ہے اور روزے کی حالت میں وضو یا غسل کرتا ہے اور غرارہ کرتا ہے اور اسے یاد ہے کہ میرا روزہ ہے مگر بغیر ارادے کے پانی حلق میں چلا گیا تو یہ خطا ہے۔ پھر خطا کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ اس کے روزے کو کوئی فرق نہیں پڑا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کی قضاء رکھے کفارہ نہیں ہے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا اے ہمارے ربّ نہ ڈال ہم پر بوجھ كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا جس طرح تو نے ڈالا بوجھ ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے۔ یہاں پر بوجھ سے مراد مشکل احکام ہیں جو پہلی اُمتوں پر وارد ہوئے جیسے ہم پر زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے ان پر چوتھا حصہ زکوٰۃ تھی۔ ان پر نماز مسجد میں پڑھنا فرض تھا مسجد کے باہر نماز نہیں ہوتی تھی۔ ہمارے واسطے ساری زمین کو اللہ تعالیٰ نے مسجد بنا دیا۔ اگر نجاست لگ جاتی تو چاہے کپڑے پر لگے چاہے جسم پر اس کو کاٹ ڈالنے کا حکم تھا۔ ہمارے لیے حکم ہے کہ کپڑا یا جسم دھو کر پاک کرلو۔ ان کو تیمم کی اجازت نہ تھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے تیمم کی نعمت عطا فرمائی ہے غرض اس طرح کے بہت سے احکامات ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

رَبَّنَا اے ہمارے ربّ وَلَا تُحَمِّلْنَا اور نہ اٹھوا ہم سے مَا وہ احکام لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ جن کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ یعنی اے پروردگار! ہمیں ایسے احکام نہ دے کہ جن کو ادا کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے وَاعْفُ عَنَّا اور اے پروردگار! ہمارے کبیرہ گناہ معاف فرما وَاغْفِرْ لَنَا اور اے پروردگار! ہمارے صغیرہ گناہ بھی معاف فرما وَارْحَمْنَا اور پروردگار! اپنی رحمت ہم پر نازل فرما اَنْتَ مَوْلٰىنَا اے پروردگار! تو ہمارا آقا ہے ہم اپنے عاجز ہونے کا اقرار کرتے ہیں تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اے پروردگار! پس تو ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلے میں۔ کیوں کہ تو قادر ہے اور ہم عاجز ہیں۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ

یہ مدنی سورت ہے اس کی دوسو (۲۰۰) آیات اور بیس (۲۰) رکوع ہیں۔ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے تیسری سورت ہے اور ترتیبِ نزول کے مطابق مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی یہ دوسری سورت ہے۔ (الاتقان للعلامہ سیوطی رحمہ اللہ) سعید بن منصور رحمہ اللہ اپنی سنن میں ابوعطاف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آل عمران کا نام تورات میں "طیبہ" آیا ہے اور صحیح مسلم میں آل عمران اور البقرہ دونوں کا نام "الزھراوین" بیان کیا گیا ہے۔ اس سورت کا نام آل عمران یعنی عمران کی اولاد ہے۔ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۟ۙ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۟ؕ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

الٓمّٓ اللہ تعالیٰ ہی ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی، زندہ ہے قائم رہنے والا ہے۔ اس نے نازل کی تم پر کتاب حق کے ساتھ، یہ کتاب

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۟ۙ مِنْ

تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئیں، اور نازل کی اللہ تعالیٰ نے توراۃ اور انجیل۔ اس قرآنِ کریم

قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

سے پہلے جو ہدایت تھیں اس وقت کے لوگوں کے لیے اور اس نے نازل کیا قرآن کریم، بے شک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا

اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

اللہ تعالیٰ کی آیات کا، ان کے واسطے عذاب ہے سخت اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سے

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۟ؕ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ

زمین اور آسمان میں۔ کوئی بھی شے چھپی ہوئی نہیں ہے وہ، وہ ذات ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماں کے رحموں میں

يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۟

جیسے چاہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

التَّوْرٰىةَ: یہ اس آسمانی کتاب کا نام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی، اَلْاِنْجِيْلَ: یہ اس

آسمانی کتاب کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی، اِنْتِقَامٍ: غلبہ پانا، لَا یَخْفٰی: پوشیدہ نہیں ہے، یُصَوِّرُ کُمْ: وہ تمہاری صورتیں بناتا ہے، اَلْاَرْحَامِ: رحموں میں۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں یہ ربط لکھا ہے کہ سورۃ البقرہ کے آخر میں تھا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

مدد و نصرت دو قسم کی ہوتی ہے باللسان و بالسنان (زبانی اور سیفی)

اس سورت میں دونوں کا ذکر ہے پہلے نصرت باللسان کا ذکر ہے کہ نجران کے عیسائیوں کو زبان سے مغلوب کر لیا اور آگے نصرت بالسنان کا ذکر ہے جو کہ غزوہ بدر کی صورت میں مسلمانوں کو پیش آئی۔

شان نزول:

تفسیر طبری، تفسیر مدارک اور تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ ہجرت کا نواں سال تھا رجب کا مہینہ تھا نجران کے ساٹھ عیسائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ وہاں کچھ مذہبی گفتگو ہوئی اور مناظرہ ہوا انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کا بیٹا نہ ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے دلائل پیش کئے کہ انہوں نے اقرار کر لیا پھر انہوں نے کہا کہ آپ کے قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے۔ لہٰذا ہمارے مدعا کیلئے صرف اتنی بات کافی ہے اس کی تردید قرآن کریم نے تحقیقی انداز سے مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ الخ سے فرمائی۔

قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا مطلب اور مفہوم بالکل واضح ہے اور ان کے معانی میں اور کسی معنیٰ کا احتمال نہیں ان کو محکمات کہتے ہیں دوسری وہ آیات ہیں جن کی مراد واضح نہیں اور کئی معانی کا احتمال رکھتی ہیں ان کو متشابہات کہتے ہیں۔

تفسیری نکات: توحید کا بیان:

الٓمّٓ یہ حروف مقطعات ہیں ان کی بحث پہلے پارے میں ہو چکی ہے۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اِلٰہ کا مطلب حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر، حاکم، قانون ساز کے ہیں اَلْحَیُّ ہمیشہ زندہ رہنے والا جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا اَلْقَیُّوْمُ ہمیشہ قائم رہنے والا جس پر کسی بھی وقت زوال نہیں آسکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حَیٌّ ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قَیُّوْمٌ ہے قائم رہنے والا۔ اور قیوم کا دوسرا معنیٰ قائم رکھنے والا بھی کیا ہے۔ کہ زمینوں آسمانوں بلکہ ساری کائنات کو قائم رکھنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے "اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اے پروردگار تو آسمانوں اور زمینوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ دیکھو آسمان کتنا وسیع ہے۔ لیکن اس کے نیچے کوئی ستون کوئی دیوار نہیں ہے۔ ہزار ہا سال

سے اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اسی طرح رہے گا۔ اور زمین اپنے مرکز پر ٹھہری ہوئی ہے۔ تو زمینوں اور آسمانوں کو قائم رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل کیں:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تم پر کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ یعنی قرآن کریم۔ اور اس کتاب کی خوبی یہ ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یہ کتاب تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ یعنی اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں، توراۃ، زبور، انجیل، ان کی تصدیق کرتی ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں۔ اور ان میں جو اصولی مسائل بیان ہوئے ہیں مثلاً توحید، رسالت، قیامت وغیرہ ان کی بھی مصدق ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ مصدق ان کتابوں کی ہے جو اصل ہیں۔ تحریف شدہ کتابوں کے مضامین کی تصدیق نہیں کرتی۔ اور اس وقت آسمانی کتابوں میں قرآن شریف کے سوا کوئی کتاب بھی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں۔ تمام کتابوں میں تحریف ہوئی ہے۔ اور اس بات کا خود اہل کتاب کے اہل علم حضرات کو بھی اقرار ہے کہ گڑبڑ ہوئی ہے۔ یہ شرف صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ کریم کو حاصل ہے۔ کہ ایک زبر اور زیر کا بھی فرق نہیں پڑا اور نہ پڑے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ اور اللہ تعالیٰ نے توراۃ نازل فرمائی۔ قرآنِ کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں توراۃ کا مقام بہت بلند ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی بڑی جامع مانع کتاب تھی۔ صدیوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علماء، اور مشائخ، اور نیک لوگ اس پر عمل کرتے رہے وَالْاِنْجِيْلَ انجیل بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس وقت نہ اصل تورات ملتی ہے اور نہ اصل انجیل ملتی ہے۔

قرآن حکیم کی شان:

مِنْ قَبْلُ اس قرآن سے پہلے هُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت تھی ان لوگوں کے لیے۔ یعنی اپنے وقت میں توراۃ بھی ہدایت تھی اور انجیل بھی ہدایت تھی۔ اس وقت کے لوگوں کے لیے وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا۔ قرآن کا نام قرآن بھی ہے، فرقان بھی، اور ذکر بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بے شک ہم نے ہی نازل کیا ہے ذکر یعنی قرآن کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم کی آج تک حفاظت ہوئی ہے۔ اور قیامت تک حفاظت ہوگی۔ الحمد للہ! اس کے لفظوں کی حفاظت ہوئی، معنیٰ کی حفاظت ہوئی، تفسیر کی حفاظت ہوئی، لب ولہجہ کی حفاظت ہوئی۔ رسم الخط کی حفاظت ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ شرف اور توفیق عطا فرمائی کہ قرآن کریم کو اصل شکل میں محفوظ رکھا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے عذاب ہے سخت وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اور اللہ

تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ بے شک اللہ تعالیٰ پر کوئی شے، زمین اور آسمان میں مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ وہی ذات ہے جو تمہاری تصویر بناتی ہے، ماؤں کے رحموں میں، لڑکی ہے، لڑکا ہے، کالا ہے، گورا ہے، صحیح الاعضاء ہے، ناقص الاعضاء ہے۔ یہ جتنی بھی صورتیں ہیں یہ سب تمہارا ربّ تمہیں عطا کرتا ہے كَيْفَ يَشَآءُ جس طرح چاہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے۔ اگر فوری طور پر کسی کی گرفت نہیں کرتا تو یہ نہ سمجھو کہ بچ گئے ہو۔ بلکہ اس میں اس کی کوئی حکمت ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے نازل کی تم پر کتاب، اس کتاب میں سے ایک حصہ آیتیں ہیں اٹل، وہی کتاب کا اصل

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

حصہ ہیں، اور کچھ اور آیتیں ہیں جن کی مراد معلوم نہیں ہے، پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں کجی ہے پس وہ پیروی کرتے ہیں

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ

ان کی جو ان میں متشابہ ہیں فتنہ طلب کرتے ہوئے، اور اس کی حقیقت طلب کرتے ہوئے اور حالانکہ کوئی نہیں جانتا اس کی حقیقت

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف لازم۔ وقف منزل

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

کو سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور وہ جو پختہ ہیں علم میں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، کہ یہ سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہیں،

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقل مند لوگ۔ اے ہمارے ربّ نہ ٹیڑھا کر ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو نے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸ رَبَّنَآ

ہمیں ہدایت دی، اور دے تو ہمیں اپنی طرف سے رحمت، بے شک تو ہی (ہدایت اور رحمت) دینے والا ہے۔ اے ہمارے ربّ

ع اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۹

بے شک تو اکٹھا کرنے والا ہے لوگوں کو ایسے دن میں جس میں کوئی شک نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُحْكَمٰتٌ: درست، اُمُّ: ماں، مُتَشٰبِهٰتٌ: وہ آیات جن کی مراد ظاہر نہ ہو، فَيَتَّبِعُوْنَ: پیروی کرتے ہیں، تَاْوِيْلِهٖ: اس کی حقیقت، اَلرّٰسِخُوْنَ: ثابت قدم، لَا تُزِغْ: ٹیڑھا نہ کر، هَدَيْتَنَا: تو نے ہدایت دیدی ہمیں، هَبْ: تو عطا کر، مِنْ لَّدُنْكَ: اپنی طرف سے، اَلْوَهَّابُ: بہت عطا کرنے والا، جَامِعُ: اکٹھا کرنے والا، لَا يُخْلِفُ: وہ خلاف ورزی نہیں کرتا، اَلْمِيْعَادَ: وقت وعدہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر کیا گیا تھا کہ قرآن کریم فرقان بھی ہے اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے قرآن کی آیات کے متعلق فرمایا کہ جن کے دلوں میں شکوک وشبہات ہیں وہ ان قرآنی آیات سے طرح بے طرح کی تاویلات کرتے ہیں اور جو راسخ فی العلم ہیں ان کے لیے قرآنی آیات دین میں مضبوطی کا سبب بنتی ہیں۔

تفسیری نکات: محکم اور متشابہ آیات:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل کی مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ اس میں بعض آیتیں محکم ہیں اٹل ہیں۔ محکم اس آیت کو کہتے ہیں کہ جس کا مطلب بالکل واضح ہو کہ لغت کے اعتبار سے اور کوئی مفہوم نہ نکل سکے۔ جیسے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ دیکھو لفظ اللہ کا مفہوم بھی واضح ہے شئی کے معنٰی میں بھی کوئی تردد نہیں ہے۔ اور قدیر کا مفہوم بھی واضح ہے اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یا سَمِيْعًا بَصِيْرًا ہے، اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ہے، وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ہے، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ہے یہ تمام آیات محکمات ہیں۔

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ اور یہی محکم آیات ہی زیادہ تر قرآن حکیم کی اصل ہیں وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور دوسری آیتیں متشابہات ہیں جن کے معنی کے متعلق آگے آتا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مثلاً اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ہے۔ ربّ عرش پر مستوی ہے تو استویٰ کا معنٰی تو ہے بیٹھنا اب اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا کسی ہیئت پر اور کس انداز میں ہے ہم اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ میں مصلے پر بیٹھا ہوں تم دریوں پر بیٹھے ہو کوئی پلنگ پر بیٹھتا ہے کوئی کرسی پر بیٹھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کی ہیئت اور حقیقت کیا ہے ہم کسی چیز اور کسی انداز کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے اس لئے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔

راسخ فی العلم ان آیات کے متعلق کیا کہتے ہیں:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اور وہ جو علم میں پختہ ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ وہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم ان تمام آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ چاہے وہ آیات مفہوم اور مطالب کے لحاظ سے واضح ہیں یا ان کے مفہوم اور مطالب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ہم دونوں طرح کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اس لیے کہ یہ دونوں طرح کی آیات ہمارے ربّ کی طرف سے نازل شدہ ہیں ہم ان میں اپنے خیالات کے گھوڑے نہیں دوڑاتے ہیں وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری بغیر کسی تردد اور شک وشبہ کے کرنا ہی عقل مندی ہے آگے ان عقل مند لوگوں کی دعا نقل کی گئی ہے کہ صرف عقل اور علم ہی اللہ والوں کا امتیازی نشان نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کے ہردم طلب گار رہتے ہیں۔

ہردم ہدایت کے طلب گار رہو:

رَبَّنَا اے ہمارے ربّ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا یعنی ہمیں گمراہی کے رستے پر چلنے سے محفوظ رکھنا ہمیں شک وشبہات کی دلدل میں دھنسنے نہ دینا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔ معلوم ہوا کہ عقل اور علم کے باوجود گمراہ ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ شیطان کا اعلان موجود ہے کہ اے ربّ میں انہیں تیرے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں گا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور تو اپنی طرف سے ہمیں رحمت دے کہ اسی رحمت کے صدقے میں ہم سیدھے رستے پر رہ سکتے ہیں اور چل سکتے ہیں اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ بے شک ہدایت اور رحمت جو ہم طلب کر رہے ہیں وہ تو ہی دینے والا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ اے ہمارے ربّ بے شک تو جَامِعُ النَّاسِ لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہے لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ایسے دن میں جس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ روزِ محشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے آنے والی تمام مخلوق کو میدان حشر میں اکٹھا فرمائے گا اور یہ ایک ایسا وعدہ اور اٹل فیصلہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہرگز نہیں کام آئیں گے ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی،

وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ﴿10﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

اور یہی لوگ ہیں دوزخ کا ایندھن۔ ان کی عادت ہے جیسے عادت تھی فرعونیوں کی، اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے،

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾

انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے، اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان لوگوں سے جو کافر ہیں عنقریب تم شکست کھاؤ گے اور تم اکٹھے کئے جاؤ گے جہنم کی طرف، اور بہت برا

الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ٹھکانہ ہے۔ تحقیق ہے تمہارے لئے دو گروہوں میں جن دو گروہوں کا آمنا سامنا ہوا، ایک گروہ لڑ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے راستے میں

وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

اور دوسرا گروہ کافروں کا ہے وہ کافر دیکھتے ہیں اپنے آپ کو ان سے دوگنا آنکھ کے ساتھ دیکھنا، اور اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے اپنی مدد

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

سے جس کی چاہتا ہے، بے شک اس میں البتہ عبرت ہے آنکھیں رکھنے والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَقُوْدُ: ایندھن، دَاْبِ: عادت، اَخَذَهُمْ: اس نے پکڑا انہیں، بِذُنُوْبِهِمْ: ان کے گناہوں کے سبب، سَتُغْلَبُوْنَ: عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے، لَنْ تُغْنِيَ: ہرگز نہیں کام آئے گی، اَوْلَادُهُمْ: ان کی اولاد، فِئَتَيْنِ: وہ جماعتیں، اِلْتَقَتَا: وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں، تُقَاتِلُ: وہ لڑتی ہے، كَافِرَةٌ: توحید کا انکار کرنے والی، يَرَوْنَهُمْ: وہ دیکھتے ہیں انہیں، مِثْلَيْهِمْ: ان سے دوگنے، رَاْيَ: دیکھنا، اَلْعَيْنِ: آنکھ، يُؤَيِّدُ: وہ تقویت پہنچاتا ہے، بِنَصْرِهٖ: اپنی مدد کے ساتھ، لَعِبْرَةً: نصیحت حاصل کرنا ہے، اُولِي الْاَبْصَارِ: آنکھوں والے۔

ربط:

پہلے نصرت باللسان کا ذکر تھا اب کفار کا مقولہ ذکر کرتے ہیں کفار نے مسلمانوں کو کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں حالانکہ تمہارے پاس نہ مال ہے اور نہ اولاد ہے۔

اہم نکات: اللہ تعالیٰ کا یہود کو خطاب:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

غزوہ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح اور کفار مکہ کو شکست ہوئی تو مدینہ کے یہود کہنے لگے کہ تم ناتجربہ کار لوگوں سے

لڑے ہو آؤ ہمارے ساتھ لڑو تا کہ پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان یہود سے فرما دیں کہ عنقریب تم شکست کھاؤ گے اور بے شک تم یہود اور یہ کفار مکہ جہنم میں اکٹھے کیے جاؤ گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

يَرَوْنَهُمْ سے کیا مراد ہے؟

يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

اس میں دو ترکیبیں ہیں:

①: يَرَوْنَ کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے یعنی مسلمانوں نے کافروں کو اپنے آپ سے دگنا دیکھا۔

②: يَرَوْنَ کی ضمیر کافروں کی طرف راجع ہے یعنی کافر اپنے آپ کو مسلمانوں سے دگنا دیکھنے لگے۔

تفسیری نکات: دنیا کے تمام کفار کو خطاب:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا (یاد رہے کہ كَفَرُوْا سے ساری دنیا کے کافر مراد ہیں اگر چہ شانِ نزول مدینہ طیبہ کے یہود بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع ہیں لیکن حکم شانِ نزول میں بند نہیں ہوتا) لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ہرگز نہیں کام آئیں گے ان کے مال اور نہ اولاد ان کی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ان کو کوئی چیز نہیں بچا سکے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب یہود کے ساتھ اہلِ حق کی لڑائی ہوئی تو بنو نضیر اور بنو قینقاع نے کہا ہمیں نہ مارو ہم جلا وطن ہونے کے لیے تیار ہیں۔ تو یہ دھمکیاں دینے والے اپنی زمین، مکانات اور جائیدادیں چھوڑ کر خیبر بھاگ گئے۔ البتہ بنو قریظہ نے ٹکر لی۔ مگر بالآخر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ نوجوان قتل کیے گئے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی طرح ہوا۔ کہ تم اپنے مال اور اپنی اولاد پر گھمنڈ نہ کرو۔ یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکیں گی وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ اور یہی لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ یعنی یہ جتنے بھی ہیں مال اور اولاد اور خود بھی سب کے سب دوزخ کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اور سب دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔

اللہ کی پکڑ سے کوئی کسی کو نہیں چھڑا سکتا ہے:

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ جیسے عادت تھی فرعونیوں کی۔ کہ انہوں نے بھی ضد کی اور حق کے ساتھ ٹکر لی وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور ان لوگوں کی عادت کی طرح ہے جو ان سے پہلے تھے۔ اور ان کی عادت یہ تھی كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا کہ انہوں جھٹلایا ہماری آیتوں اور نشانیوں کو فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ فرعون کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ حکومت بچا سکی، نہ فوجیں اور نہ ہی مال بچا سکا وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور اللہ تعالیٰ

سخت سزا دینے والا ہے۔

یہود کی شکست کی پیشین گوئی:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں ان کافروں کو جو یہودی ہیں، جنہوں نے متکبرانہ انداز میں کہا کہ ہمارے ساتھ ٹکراؤ گے تو پتہ چل جائے گا سَتُغْلَبُوْنَ عنقریب تم شکست کھاؤ گے۔ اور یہ دنیا کی سزا ہوگی وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ اور مرنے کے بعد تم اکٹھے کئے جاؤ گے جہنم کی طرف۔ چنانچہ آٹھ نو سال بعد تمام یہود نے شکست کھائی۔ اور ذلیل وخوار ہوئے۔ جن کے بارے میں کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ مدینہ طیبہ سے نکلیں گے۔ ان میں سے کئی مارے گئے اور باقی بچ جانے والے جلاوطن ہو گئے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمام مومنین اور مومنات کو دوزخ سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ کی غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد:

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ تحقیق ہے تمہارے لئے نشانی فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا دو گروہوں میں جن دو گروہوں کا آمنا سامنا ہوا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک گروہ لڑ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ وہ کافر دیکھتے ہیں اپنے آپ کو ان سے دوگنا کھلی آنکھ کے ساتھ۔ اور بڑے خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم زیادہ ہیں اور تھے تو وہ دوگنا سے بھی زیادہ لیکن وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے۔ جس طرح یہاں مسلمانوں کی تائید فرمائی۔ کہ آٹھ تلواروں کو ہزار تلواروں پر کامیابی نصیب فرمائی۔ اور تین سو تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہزار کافروں پر غلبہ عطا فرمایا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ بے شک اس میں البتہ عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو آنکھیں کھول کر حقیقت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر آنکھیں بند کرلیں تو دنیا میں اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ

مزین کی گئی لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت، عورتوں کی خواہش اور بیٹوں کی خواہش اور مال کی خواہش جو بہت ہو،

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

سونے سے اور چاندی سے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑوں سے اور مال مویشی سے اور کھیتی سے، یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿14﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔ ان کو کہہ دو کیا میں تمہیں خبر دوں اس سے بہتر چیز کی ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

ان کے ربّ کے ہاں باغات ہیں جاری ہیں ان باغوں کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اس میں اور جوڑے ہوں گے پاکیزہ،

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ﴿15﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ

اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بندوں کو۔ اللہ کے بندے وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ربّ ہمارے بے شک ہم

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿16﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

ایمان لائے پس تو بخش دے ہمارے گناہ، اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے، صبر کرنے والے ہیں، تکلیفوں میں اور سچے ہیں

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿17﴾

اور اطاعت کرنے والے ہیں اور (تیری راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور معافی مانگنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے سحر کے وقت،

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا

اللہ تعالیٰ نے گواہی دی بے شک نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی، اور فرشتوں نے بھی گواہی دی ہے اور علم والوں نے بھی قائم

بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿18﴾ النصف

ہوتے ہوئے انصاف پر، نہیں کوئی الٰہ مگر وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلشَّهَوٰتِ: خواہشات، اَلْبَنِيْنَ: بیٹے، اَلْقَنَاطِيْرِ: خزانے، اَلذَّهَبِ: سونا، اَلْفِضَّةِ: چاندی، اَلْخَيْلِ: گھوڑے، اَلْمُسَوَّمَةِ: نشان زدہ، اَلْاَنْعَامِ: مویشی، حُسْنُ: اچھا ہونا، اَلْمَاٰبِ: لوٹنے کی جگہ، اُنَبِّئُكُمْ: میں تمہیں بتاؤں گا، رِضْوَانٌ: رضامندی، ذُنُوْبَنَا: ہمارے گناہ، اَلْمُنْفِقِيْنَ: خرچ کرنے والے، اَلْمُسْتَغْفِرِيْنَ: گناہوں کی معافی، اَلْاَسْحَارِ: صبح کے اوقات، قَآئِمًا: ادا کرنے والا، اَلْقِسْطِ: انصاف۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر ہوا کہ یہود یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس مال اور اولاد کافی ہے اور مسلمان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور چونکہ ہم حق پر ہیں اس لیے ہمیں یہ مال اور اولاد ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں ان کے دعووں کی نفی فرما رہا ہے۔

اہم نکات: وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ سے کیا مراد ہے؟

اس لفظ کے تین معانی ہیں:

① خوبصورت گھوڑے ② تام الخلقت گھوڑے ③ نشان لگائے ہوئے گھوڑے۔

(شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ) اُولُوا الْعِلْمِ سے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء کرام رحمہم اللہ مراد ہیں۔

تفسیری نکات: دنیا لوگوں کی خواہشات کا مرکز ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مزین کی گئی لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت۔ یعنی لوگوں کے دلوں میں طبعی طور پر ان چیزوں کی محبت ڈال دی گئی ہے۔ جو خواہشات لوگوں کے دلوں میں ہیں۔ آگے ان کا ذکر ہے مِنَ النِّسَآءِ عورتوں کی خواہش ہے۔ یعنی عورتوں کی محبت انسانوں کے دلوں میں مزین کر دی گئی ہے۔ مردوں کو عورتوں کی خواہش ہے وَالْبَنِيْنَ اور بیٹوں کی خواہش لوگوں کے دلوں میں مزین کر دی گئی ہے۔ ہر زمانے میں لوگ اس بات کو پسند کرتے آئے ہیں کہ ہمیں لڑکا ملے لڑکی نہ ملے۔ یہ ایک خواہش ہے وگرنہ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے لڑکا دے یا لڑکی دے۔ یا لڑکا اور لڑکی ملا کر دے یا کچھ بھی نہ دے بانجھ کر دے۔ مگر طبعی طور پر خواہش ہر انسان کی تقریباً یہی ہے کہ میرے لڑکے ہی ہوں وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ اور زیادہ مال کی محبت انسانوں کے دلوں میں پکی کر دی گئی ہے۔ قَنَاطِيْر، قِنْطَارٌ کی جمع ہے اور قِنْطَار کے معنیٰ ہیں اَلْمَالُ الْكَثِيْرُ زیادہ مال۔ مُقَنْطَرَة کا معنیٰ ہے ڈھیر لگایا ہوا۔ اس زمانے میں سونے چاندی کا سکہ ہوتا تھا۔ کاغذ کے نوٹ نہیں ہوتے تھے۔ آج کل تو سارا نظام نوٹوں کے ذریعے چلتا ہے۔ مگر اس زمانے میں سونے چاندی کے سکوں کے ذریعہ نظام چلتا تھا۔ اور بنک بھی نہیں ہوتے تھے۔ گھروں میں ہی مال کے اوپر نیچے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ اور گھروں میں ہی بوریوں، برتنوں کے ذریعے یا جس جگہ مناسب سمجھتے تھے محفوظ کر لیتے تھے۔ اسی طرح وہ مال کا ڈھیر دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ آگے اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ فرمایا مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وہ بہت سارا مال سونے اور چاندی سے ہے وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ اور نشان لگائے ہوئے گھوڑوں سے وَالْاَنْعَامِ اور مال مویشی وَالْحَرْثِ اور کھیتی کی محبت۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کا ذکر ہوا ہے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔

اعتدال والی زندگی کیا ہے؟

یعنی یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مگر اصل مقصود تو آخرت کی زندگی ہے۔ اگر ان چیزوں کی محبت میں آخرت سے غافل ہو گیا تو سخت خسارے کا سودا کیا۔ ہاں اگر کوئی مسلمان ہے اور ان کو جائز طریقے سے حاصل کرتا ہے اور شریعت کے مطابق خرچ کرتا ہے تو پھر یہ مال بہت اچھا ہے۔ کوئی عیب کی بات نہیں۔ اگر مطلقاً مال معیوب ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو عطا نہ فرماتا۔ حالانکہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑی بیلوں کی یعنی ایک ہزار بیل اور بڑا وسیع رقبہ تھا جس پر کاشت کاری کرتے تھے۔ اور بہت بڑی چراگاہ تھی۔ جس میں جانور

چرتے تھے۔اس واسطے اگر کسی کے پاس سونے چاندی کا ڈھیر ہو زمین ہو مال مویشی ہو تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ بشرطیکہ جائز طریقے سے حاصل کئے ہوں اور جائز طریقہ سے خرچ کرتا ہو۔تو پھر یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔مگر یہ سب چیزیں دنیا کا فائدہ ہیں کوئی کتنی دیر زندہ رہے گا۔اور کتنا کھا پی لے گا اور پہن لے گا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ اور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔یعنی آخرت کی چیزیں ان چیزوں سے بہت اچھی ہیں۔لہٰذا دنیا کی چیزوں پر اعتماد نہ کرو، اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرو۔

آخرت میں ملنے والے انعام دنیا سے بہتر ہیں:

قُلْ ان کو کہہ دو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اَؤُنَبِّئُكُمْ کیا میں تمہیں خبر دوں بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ اس سے بہتر چیز کی۔ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔مگر وہ چیز کن لوگوں کے لیے ہے لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے ربّ کے ہاں ان کو ملے گی۔وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات ہیں جاری ہیں ان باغوں کے نیچے نہریں۔آخرت کے باغات اور میوے دنیا کے باغات اور میووں کی طرح نہیں ہوں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ انہیں باغات میں رہیں گے۔وہاں سے نکالے جانے کا کوئی کھٹکا نہیں ہوگا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور جوڑے ہوں گے پاکیزہ۔مردوں کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور عورتوں کو پاکیزہ خاوند ملیں گے۔پاکیزہ ہوں گے اخلاق کے لحاظ سے بھی اور ظاہری لحاظ سے بھی۔نہ وہاں پیشاب نہ پاخانہ، نہ نزلہ، نہ زکام، وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی۔اللہ تعالیٰ جنتیوں پر ہر وقت راضی رہے گا وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اپنے بندوں کو۔

اللہ کے بندے کون ہیں:

اللہ تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟ اور اُن کی خوبیاں کیا ہیں؟ آگے اس کا بیان ہے۔اَلَّذِيْنَ اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں يَقُوْلُوْنَ جو کہتے ہیں رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا اے ربّ ہمارے بے شک ہم ایمان لائے۔تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ ایمان لاتے ہیں جن جن چیزوں پر ایمان لانا ہے۔اور کہتے ہیں فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا پس تو بخش دے ہمارے گناہ۔کیونکہ ہم خطا کار ہیں گناہ گار ہیں وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔اور ان اللہ کے بندوں کی خوبیاں یہ ہیں۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وہ صبر کرنے والے ہیں۔یعنی اگر تکلیفیں پیش آتی ہیں تو صبر سے کام لیتے ہیں۔شرعی دائرے میں رہ کر بیماری کا علاج کرنا بھی صحیح ہے۔دشمن کا دفاع کرنا بھی صحیح ہے۔مگر بے صبری اور بے قراری نہ ہو۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد ہو وَالصّٰدِقِيْنَ سچ بولنے والے ہیں۔مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا وَالْقٰنِتِيْنَ اور اطاعت کرنے والے ہیں۔

اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور جائز کاموں میں والدین کی اطاعت، خاوند کی اطاعت، ہر بڑے کی اطاعت، غرض کہ جن جن کاموں میں اطاعت کرنی ہے قٰنِتِيْنَ سب کو شامل ہے وَالْمُنْفِقِيْنَ اور اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں عشر نکالتے ہیں۔ فطرانہ ادا کرتے ہیں۔ اور قربانی بھی کرتے ہیں۔ ان مصارف کے علاوہ بھی غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی امداد کرتے ہیں وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ اور معافی مانگنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے سحر کے وقت۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر ایک کی سنتا ہے۔ وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں دُعا زیادہ اثر رکھتی ہے۔ جیسے تہجد کا وقت کہ رات کا جب تیسرا حصہ رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتا ہے۔

اللہ وحدہ لاشریک کے الٰہ ہونے کا اقرار:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی، کوئی معبود نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں ہے، کوئی دستگیر نہیں ہے، کوئی فریادرس نہیں ہے، کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی خالق، کوئی مالک، کوئی رازق نہیں ہے، کوئی مُقَنِّن قانون بنانے والا نہیں ہے، کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وَاُولُوا الْعِلْمِ اور علم والے بھی گواہی دیتے ہیں۔ علم والوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم السلام ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پھر تابعین اور پھر تبع تابعین رحمہم اللہ ہیں پھر آئمہ دین، فقہائے کرام اور محدثین عظام ہیں۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) یہ سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ یہ سب عدل وانصاف پر قائم ہیں۔ اور ان کی یہ شہادت بالکل حق ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی الٰہ مگر وہی الْعَزِيْزُ غالب ذات ہے الْحَكِيْمُ حکمت والی ذات ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

بے شک پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔ اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی، مگر بعد اس کے کہ

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

ان کے پاس علم آچکا سرکشی کرتے ہوئے آپس میں، اور جو شخص انکار کرے گا اللہ تعالیٰ کی آیات کا پس بے شک اللہ تعالیٰ جلدی

الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ

حساب لینے والا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں نے جھکا دیا ہے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور انہوں نے بھی جنہوں نے میری

اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ

پیروی کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں ان لوگوں کو جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھ لوگوں کو بھی کہہ دو کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو؟

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

پس اگر وہ لوگ ایمان لے آئیں، پس تحقیق انہوں نے ہدایت حاصل کر لی۔ اور اگر وہ اعراض کریں پس پختہ بات ہے

الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿20﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ بات پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے بندوں کو۔ پس بے شک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کا

النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿21﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

لوگوں میں سے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جو حکم کرتے ہیں ان کو خوشخبری سنا دیں دردناک سزا کی، یہ وہ لوگ ہیں کہ ضائع ہو چکے ہیں

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿22﴾ ع

ان کے اعمال دنیا میں، اور آخرت میں اور نہیں ہوں گے ان کے لیے مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاِسْلَامُ: دین اسلام، حَآجُّوْكَ: وہ جھگڑا کریں گے آپس میں، وَجْهِيَ: میرا چہرہ، اِتَّبَعَنِ: اس نے میری پیروی کی، اَسْلَمْتُمْ: تم اسلام لائے ہو، اَسْلَمُوْا: مسلمان ہوئے، اَلْاُمِّيّٖنَ: ان پڑھ، اَلْبَلٰغُ: پہنچا دینا، يَاْمُرُوْنَ: وہ حکم دیتے ہیں، فَبَشِّرْهُمْ: پس تو خوشخبری دیدے انہیں، نٰصِرِيْنَ: حصہ۔

ربط:

اوپر یہود کا ذکر تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا دین قیامت تک رہے گا۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہ ربط بھی بیان کیا ہے کہ اوپر یہود نے کہا تھا کہ تم نے جو غلبہ حاصل کیا ہے وہ صدق دین کی وجہ سے نہیں بلکہ کفار مکہ نا تجربہ کار تھے دین تو ہمارا سچا ہے اس کی یہاں اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ دین حق صرف اسلام ہے۔ ''اِنَّ الدِّيْنَ (مَرْضِيًّا) عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ'' اس کا قرینہ ہے وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ بعض نکالتے ہیں اِنَّ الدِّيْنَ (كَامِلًا) عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قرینہ یہ ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ. اور بعض نکالتے ہیں اِنَّ الدِّيْنَ (مَقْبُوْلًا) عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قرینہ ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور بعض نکالتے ہیں اِنَّ الدِّيْنَ (المنجی) عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ.

تفسیری نکات: اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے:

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ کا معنیٰ کرتے ہیں بے شک پسندیدہ اور مقبول دین اللہ

تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔ کیونکہ اسی پارے کے آخر میں آیتِ کریمہ آئے گی وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کرے گا پس اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں پسندیدہ اور مقبول ترجمہ کرتے ہیں کہ بے شک مقبول اور پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔ اور چھٹے پارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ تو اس مکمل کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترجمہ بھی کرتے ہیں کہ بے شک مکمل دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔ اور اس آیتِ کریمہ میں یہ جملہ بھی ہے وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اور میں نے پسند کیا تمہارے واسطے اسلام کو دین۔ تو اس جملے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترجمہ بھی کرتے ہیں اِنَّ الدِّيْنَ الْمَرْضِيَّ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین مقبول دین اور کامل اور اکمل دین نجات دینے والا دین اسلام ہے۔ اور یہ سب مفہوم صحیح ہیں۔

اہل کتاب نے ضد میں دین اسلام کا انکار کیا:

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی۔ یعنی توراۃ، انجیل، زبور وغیرہ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ گیا۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام نشانیاں معلوم کرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے پر تیار نہ ہوئے۔ کیوں؟ بَغْيًا بَيْنَهُمْ سرکشی کرتے ہوئے آپس میں۔ یعنی کم علمی اور غلط فہمی نہ تھی بلکہ دیدہ دانستہ طور پر ایمان نہیں لائے۔ اور آخری پیغمبر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب کے ساتھ اختلاف کیا۔ اور اس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ کیونکہ غلط فہمی تو دور ہو سکتی ہے۔ مگر ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ تو انہوں نے سرکشی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور جو شخص انکار کرے گا اللہ تعالیٰ کی آیات کا تو وہ یاد رکھے فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ پس بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔

کفار، مشرکین اور اہل کتاب کی فضول باتوں کا جواب:

فَاِنْ حَآجُّوْكَ پس یہ لوگ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کریں فَقُلْ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ میں نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ اب یہ پیشانی کسی اور کے سامنے نہیں جھکے گی۔ اور جس طرح میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور وہ جو میری پیروی کرنے والے ہیں۔ وہ بھی مسلمان ہیں یعنی انہوں نے بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا تابع بنا لیا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں اور اس وَمَنِ اتَّبَعَنِ میں سب سے مقدم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اور قیامت تک جتنے بھی انسان اور جنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو کار ہیں

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان لوگوں کو جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود ونصاریٰ کو وَالْاُمِّيّٖنَ اور عرب کے ان پڑھ مشرک لوگوں کو بھی کہہ دیں ءَاَسْلَمْتُمْ کیا تم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ فَاِنْ اَسْلَمُوْا پس اگر وہ لوگ یعنی یہود ونصاریٰ اور مشرکین عرب اسلام لے آئیں فَقَدِ اهْتَدَوْا پس تحقیق انہوں نے ہدایت حاصل کر لی وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر وہ اعراض کریں اس بھلائی یعنی دینِ اسلام سے فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ پس یقینی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تو بات پہنچانا ہے تسلیم کرانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری نہیں یہ بات یاد رکھیں کہ جتنے پیغمبر بھی دنیا میں آئے ان کا کام حق بات لوگوں تک پہنچا دینا تھا یہ اختیار کسی بھی پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا کہ وہ لوگوں کے دلوں سے کفر و شرک نکال کر ان میں ایمان بھر دیں وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ بخوبی دیکھتا ہے بندوں کو وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔

کسی بھی شخص کو قتل کرنے کی صرف تین وجہ ہو سکتی ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور قتل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق۔ کیونکہ قتل بالحق کی اسلام میں تین صورتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ان تینوں صورتوں سے پاک اور منزہ تھے۔ ① قتل بالحق کی ایک صورت یہ ہے کہ العیاذ باللہ کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ تاکہ وہ اپنے شبہات پیش کر کے اپنی اصلاح کر کے توبہ کر لے۔ اگر تین دن میں اس نے توبہ نہ کی تو اس مرتد کو قتل کر دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے بارے میں ارتداد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ② قتل بالحق کی دوسری صورت یہ ہے کہ شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے بارے میں اس بدکاری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ③ قتل بالحق کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی کسی کو ناحق قتل کر دے تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کسی کو قصداً وارادۃً ناحق قتل نہیں کیا۔

بنی اسرائیل کا اللہ کے نبیوں اور نیک لوگوں کو قتل کرنا:

لہٰذا ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور وہ قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کا لوگوں میں سے۔ یعنی اتنے ظالم لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تینتالیس (۴۳) پیغمبروں کو بھی قتل کیا اور ان کے ایک سو ستر صحابیوں اور حواریوں کو بھی قتل کیا۔ اور ان نیک مخلص حواریوں کو بھی معاف نہیں کیا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خوشخبری سنا دیں ان کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور ان کے حواریوں کو قتل کیا دردناک عذاب کی۔ یہ طنز ہے ورنہ عذاب کی خوشخبری تو نہیں ہوتی۔ خوشخبری تو اچھی

چیز کی ہوتی ہے۔ اور پھر عذاب بھی معمولی نہیں بلکہ دردناک عذاب فرمایا۔

نبیوں اور نیک لوگوں کے قاتلوں کے تمام اعمال ضائع ہو گئے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ان کے اعمال دنیا اور آخرت پر دونوں مقامات میں ضائع ہو گئے ہیں۔ اعمال کے دنیا میں ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قاتلینِ انبیاء میں وہ ظالم بھی تھے۔ جو ان کا کلمہ پڑھتے تھے۔ مگر خواہشاتِ نفسانی کا ان پر غلبہ تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس گناہ میں شریک ہو گئے۔ تو ان کے اعمال دنیا میں بھی اکارت ہو گئے کہ ان کا ذبح کیا ہوا حلال نہیں ہے۔ اور ان کا نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ ان کو وراثت بھی نہیں مل سکتی۔ دوسرے وارثوں کے پاس رہے گی۔ اب رہی یہ بات کہ اللہ کے نبی پر ایمان بھی رکھتا ہو اور قتل بھی کرے تو تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دور میں ایک بادشاہ تھا وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والا تھا۔ اور اس کی حقیقی بھانجی بڑی خوبصورت تھی۔ اور لونڈیاں بھی تھیں۔ لوگوں نے اس کو بڑا سمجھایا کہ بھانجی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر وہ مصر تھا کہ میں نے نکاح کرنا ہی ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا تو وہ خود تشریف لے گئے۔ فرمایا! کہ میں نے سنا ہے کہ تو ایسی کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے یا خالی افواہ ہے؟ کہنے لگا تو جا کر اللہ، اللہ کر تجھے ایسے کاموں سے کیا تعلق؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حق بات کہنا اور غلطی سے روکنا یہ بھی اللہ، اللہ کرنے کا حصہ ہے۔ تو اس بادشاہ کو غصہ آ گیا اور یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ کہ تو کون ہوتا ہے مجھے وعظ و نصیحت کرنے والا؟ تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا میں ضائع ہو جائیں گے اور آخرت کی خرابی الگ ہوگی۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھڑانے والا ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ جو اس کی گرفت سے چھڑا سکے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ

کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا، حصہ کتاب سے، ان کو بلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف،

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿23﴾ ذٰلِكَ

تاکہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان۔ پھر منہ پھیرتا ہے، ان میں سے ایک فریق اور وہ ہیں اعراض کرنے والے، یہ اس وجہ سے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ

کہ بے شک انہوں نے کہا ہرگز نہیں چھوئے گی ہمیں آگ۔ مگر چند دن گنے ہوئے، اور ان کو دھوکے میں ڈالا۔ ان کے دین کے بارے میں

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿24﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ

اس چیز نے جو افترا باندھتے تھے۔ پس کیسے ہوگا۔ جب ہم ان کو اکٹھا کریں گے۔ اس دن میں جس میں کوئی شک نہیں ہے

وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ﴿25﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ

اور پورا پورا دیا جائے گا۔ ہر نفس کو جو اس نے کمایا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دے اے اللہ! جو بادشاہی کا مالک ہے۔

تُؤۡتِي الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ

تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے تو چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے تو جس کو چاہے اور تو ذلیل کرتا ہے

مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿26﴾

جسے چاہے، تیرے ہاتھ میں ہے بھلائی، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُدۡعَوۡنَ: وہ پکارے جاتے ہیں، يَتَوَلّٰى: وہ پیٹھ پھیر لیتا ہے، غَرَّهُمۡ: اس نے دھوکہ دیا ان کو، دِيۡنِهِمۡ: ان کا دین، يَفۡتَرُوۡنَ: وہ بہتان باندھتے ہیں، جَمَعۡنٰهُمۡ: ہم نے اکٹھا کیا ان کو، وُفِّيَتۡ: پورا پورا دیا جائے گا، تُؤۡتِي: تو دیتا ہے، تَنۡزِعُ: تو چھین لیتا ہے، تُعِزُّ: تو عزت، تَشَآءُ: تو چاہتا ہے، تُذِلُّ: تو ذلت دیتا ہے، بِيَدِكَ: تیرے ہاتھ میں ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود کا بیان ہوا کہ وہ پیغمبروں کو شہید کر دیتے تھے یہ پہلے یہود کا حال تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے یہود کا اب تذکرہ ہے کہ ان میں شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت نے زنا کیا۔ ان کا ارادہ یہ ہوا کہ امیر خاندان کے لوگ ہیں اس مسئلہ کو دبا دو لیکن عوام نے شور مچایا تو ان کے بڑوں نے سوچا کہ ہماری تورات کے مطابق تو دونوں کو رجم کرنا پڑے گا۔ اور وہ چونکہ ان کو بچانا چاہتے تھے تو سوچا کہ یہ کیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلتے ہیں۔ آپ کی شریعت ہماری شریعت سے بڑی ہے وہاں سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی کتاب تورات کے مطابق فیصلہ کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا ہم اپنی کتاب میں کوئی واضح حکم نہیں پاتے اس لیے آپ فیصلہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تورات لاؤ جب وہ تورات لائے تو رجم والی آیت سے پہلی اور بعد والی آیات پڑھیں رجم والی آیت نہ پڑھی۔ اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جو پہلے یہودی مذہب کے تھے اور تورات کے بہت بڑے عالم تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا دشمن غلط کاری کر رہا ہے جس آیت میں رجم کا حکم ہے وہ نہیں پڑھ رہا ہے اس سے اگلی اور پچھلی آیات پڑھ رہا ہے پھر انہوں نے خود پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ نے ان دونوں مرد عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

اہم نکات:

اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يُدۡعَوۡنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ وَهُمۡ

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (کتاب کا کچھ حصہ) سے مراد یہ ہے کہ صرف الفاظ دیے گئے نہ کہ معنی اور بعض نے کہا کہ کچھ الفاظ۔ اور يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ میں کتاب سے تورات مراد ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود عنقریب مغلوب ہوں گے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنت پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگا اس پر انہوں نے پوچھا کہ مسلمان وہاں کے بادشاہ ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس پر انہوں نے قہقہہ لگایا یہاں ان کا ردّ ہے۔

تفسیری نکات: یہود اور نصاریٰ کے خوش فہمی والے عقائد:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا حصہ کتاب سے۔ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ ان کو بلایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف۔ کہ تورات بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اس پر فیصلہ کرلو۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ وہ کتاب فیصلہ کردے ان کے درمیان۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ پھر منہ پھیرتا ہے ان میں سے ایک فریق وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ ہیں اعراض کرنے والے حالانکہ تورات ان کی مرکزی کتاب تھی مگر انہوں نے اس سے گریز کیا۔ کیونکہ اس میں رجم کا حکم تھا۔ لیکن رجم سے بچ پھر بھی نہ سکے۔

یہود یہ بھی کہتے تھے کہ ہم جتنے مرضی گناہ کریں سات یا چالیس دن دوزخ میں رہیں گے اور پھر نکل کر جنت میں چلے جائیں گے۔ عیسائی بھی کچھ ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے لیے سولی چڑھ گئے وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگئے اب ہم جو مرضی کرتے پھریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے احکامات سے اس واسطے اعراض کرتے ہیں کہ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا بے شک کہتے ہیں لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ہرگز نہیں چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ مگر چند دن گنے ہوئے کہ سات دن یا بعض کے نزدیک چالیس دن۔ اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹے گمان کی نے تردید فرمائی ہے، فرمایا وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور ان کو دھوکے میں ڈالا ان کے دین کے بارے میں اس چیز نے جو افترا باندھتے تھے۔ یہ چالیس دن اور سات دن والا بھی افترا ہی تھا۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ پس کیسے ہوگا جب ہم ان کو اکٹھا کریں گے اس دن میں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یعنی قیامت کا دن کہ جس کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا۔ نیکی یا بدی، ذرہ برابر کسی سے زیادتی نہیں ہوگی۔ اور ذرہ برابر کسی کی نیکی

میں کمی نہیں کی جائے گی۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ.

یہود کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑانا:

اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا یاد رکھنا قیامت مرنے کا نام ہے۔ جو مرا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ اس سے پہلے اہم نکات میں ہم بتا آئے ہیں کہ ایک مرتبہ غزوہ بدر کے بعد یہود کے علاقہ کے ایک بازار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے تو دوکاندار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اور دوران وعظ یہ بھی مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جیسے تمہیں بدر میں شاندار فتح ملی ایسے ہی ایک وقت آئے گا کہ روم اور ایران کی حکومتیں بھی تمہارے قبضہ میں ہوں گی اس پر یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا بڑا مذاق اڑایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئیں فرمایا۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں اے اللہ! جو بادشاہی کا مالک ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے۔ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ اور چھین لیتا ہے ملک جس سے تو چاہتا ہے تو مالک ہے تو ربّ ہے۔ فرمایا: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ اور اے پروردگار! عزت دیتا ہے تو جس کو چاہے، اور تو ذلیل کرتا ہے جسے چاہے۔ بِيَدِكَ الْخَيْرُ تیرے ہاتھ میں ہے بھلائی۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو آگاہ فرمایا کہ میں ذاتی طور پر کچھ نہیں کہتا۔ میں نے تمہیں جو ایران اور روم کے فتح ہونے کی بشارت سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس کا حکم ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایران مکمل فتح ہو گیا۔ اور روم کا خاصہ حصہ فتح ہو گیا۔ کچھ حصہ بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی روم کا فتح ہوا۔ اسی طرح افغانستان کا خاصہ علاقہ فتح ہو گیا۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور تو داخل کرتا ہے دن کو رات میں، اور تو نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اور تو نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿27﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ

مُردہ کو زندہ سے، اور تو رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے۔ نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ

سوائے مومنوں کے اور جس نے یہ کارروائی کی پس نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی شے میں،

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿28﴾

مگر یہ کہ ڈرو تم ان سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے اپنی ذات سے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے لوٹنا۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ اگر تم مخفی رکھو جو کچھ بھی تمہارے دلوں میں ہے یا تم اس کو ظاہر کرو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جانتا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿29﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن پائے گا ہر نفس، اس چیز کو جو اس نے

عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا

عمل کیا۔ نیکی سے حاضر پائے گا اور جو اس نے عمل کیا بُرا اس کو بھی پائے گا، وہ نفس پسند کرے گا اس بات کو کہ بے شک اس کے درمیان

وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿30﴾ ع

اور اس کی، بُرائی کے درمیان مسافت ہو دور کی اور اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے اپنی ذات سے اور اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُوْلِجُ: تو داخل کرتا ہے، تُخْرِجُ: تو نکالتا ہے، اَلْمَيِّتَ: بے جان، تَرْزُقُ: تو رزق دیتا ہے، اَوْلِيَآءَ: درست، مدد گار، تُقٰىةً: ڈرنا، يُحَذِّرُكُمْ: وہ ڈراتا ہے تمہیں، اِنْ تُخْفُوْا: اگر تم چھپاؤ، صُدُوْرَكُمْ: تمہارے سینے، تُبْدُوْهُ: تم ظاہر کرواسے، تَجِدُ: تو پائے گا، عَمِلَتْ: اس (مؤنث) نے کیا، مُحْضَرًا: حاضر، تَوَدُّ: وہ چاہے گا، بَيْنَهٗ: اس کے درمیان، اَمَدًا: مدت، بَعِيْدًا: بہت دور۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی یہ شان بیان ہوئی کہ ملک اور حکومت کا لینا دینا اور کسی کو عزت دینا اور ذلیل کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اب یہ بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت دن اور رات کے اوقات کار بھی ہیں جن کا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو۔

اہم نکات:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

اوپر یہود کے ساتھ گفتگو اور مشرکین کے ساتھ لڑائی کا ذکر تھا اب یہاں سے ان کفار کے ساتھ ترک تعلقات کی تاکید ہے۔

کفار کے ساتھ تعلقات کی تین صورتیں ہیں:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ کفار کے ساتھ تعلقات کی تین صورتیں ہیں:

① موالات ② مدارات ③ مواسات

پہلی قسم موالات تو کسی صورت میں جائز نہیں یعنی کفار سے دوستی رکھنا یہ حرام ہے۔ دوسری چیز مدارات ہے مدارات کے معنی ظاہری خوش خلقی یہ کفار کے ساتھ تین صورتوں میں جائز ہے۔

①: مہمان داری کی بناء پر اکرام کرنا

②: دینی مصلحت کی بناء پر جب امید ہو کہ اس سے کوئی کافر دین اسلام کی طرف مائل ہوگا۔

③: دفع ضرر کی وجہ سے اکرام کرنا

④: مواساۃ یعنی مالی ہمدردی واحسان۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز ہے۔

اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً کا کیا مطلب ہے؟

اس میں مدارات کی صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یہاں تقیہ سے وہ شیعوں والا تقیہ مراد نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ نو حصے دین تقیہ میں ہے اور کہتے ہیں کہ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا تَقِيَّةَ لَهٗ. یعنی اُس کا کوئی دین نہیں جو تقیہ نہیں کرتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل دیکھنی ہو تو تفسیر بیان القرآن میں دیکھیں۔

تفسیری نکات: رات اور دن کا آنا جانا اللہ کی خالقیت کی دلیل ہیں:

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ مثلاً جولائی سے دن گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ منٹوں کے حساب سے کم ہوتا چلا جائے گا اور رات بڑھتی جائے گی۔ پھر دسمبر کے اواخر میں دن منٹوں کے حساب سے بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ اور رات کم ہونا شروع ہو جائے گی۔ تو جب دن بڑھتا ہے رات دن میں داخل ہو جاتی ہے اور جب رات بڑھتی ہے دن رات میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ دن رات کا گھٹنا بڑھنا سب کے مشاہدہ میں ہے۔ تو وہ ذات جو دن رات کو گھٹانے بڑھانے پر قادر ہے۔ وہ ملک دینے اور لینے پر بھی قادر ہے۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کو اللہ پیدا کرتا ہے وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے۔ جیسے نطفہ بے جان سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ مردہ انڈے سے چوزہ نکلتا ہے اور حقیقی زندگی بھی مراد ہے کہ کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔ یعنی باپ کافر ہے بیٹا مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور یہ حقیقی زندگی ہے وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور

اے پروردگار! تو نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے۔ جیسے انسان زندہ ہے اس سے نطفہ نکلتا ہے۔ اسی طرح مرغی زندہ ہے اس سے انڈہ نکلتا ہے۔ اور حقیقی موت بھی مراد ہے۔ کہ مومنوں سے کافر پیدا کرتا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبر سے بڑھ کر شان کسی کی نہیں ہوتی۔ مگر بیٹا کنعان کافر ہے۔ ایسے ہی بعض لوگ بڑے جاہل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو عالم بنا دیتا ہے۔ اور بعض عالم ہوتے ہیں اور اولاد بڑی جاہل ہوتی ہے۔ یہ سب معانی اس آیتِ کریمہ کے مفہوم میں داخل ہیں۔ یہ سب پروردگار کا نظام ہے جو ہم دیکھتے ہیں وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور تو رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے۔

مومن کافروں اور اہل کتاب کو اپنا دوست نہ بنائیں:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست سوائے مومنوں کے۔ یعنی ایمان والوں کی دوستی ایمان والوں سے ہونی چاہیے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ہوتی ہے محبتِ قلبی، جس کو موالات کہتے ہیں۔ یہ تعلق اور محبت کافروں کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چھٹے پارے میں فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اے ایمان والو نہ بناؤ یہود ونصاریٰ کو دوست یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو شخص ان کو دوست بنائے گا تم میں سے وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ یعنی اس کا شمار یہود ونصاریٰ میں سے ہوگا۔ اور اس سے اگلے رکوع میں فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کو بھی دوست نہ بناؤ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ اور دوسرے کافروں کو بھی دوست نہ بناؤ۔ یہ قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جس نے یہ کارروائی کی۔ یعنی کافروں کے ساتھ قلبی محبت کا تعلق رکھا فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ پس نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی شے میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عذر، کوئی بہانہ، کوئی دلیل نہیں سنے گا اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً مگر یہ کہ ڈرو تم ان سے ڈرنا۔ یعنی ایسے موقع پر تم ان کیساتھ ظاہری خوش اخلاقی سے پیش آسکتے ہو۔ جب کہ تمہیں ان کے ساتھ ضرر کا اندیشہ ہو۔ لیکن فائدہ اٹھانے کے لیے نہیں وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے اپنی جان سے۔ اپنی جان سے ڈرانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ کہ اگر نافرمانی کرو گے تو عذاب دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بروقت آگاہ کرتا ہے۔ ورنہ اللہ کی ذات تو بڑی مہربان اور شفیق ہے وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے لوٹنا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ آپ ﷺ کہہ دیں کہ اگر تم مخفی رکھو ان چیزوں کو جو بھی تمہارے دلوں میں ہیں مثلاً کافروں سے محبت وغیرہ اَوْ تُبْدُوْهُ یا تم اس کو ظاہر کرو یَعْلَمْهُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ معاملہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اس واسطے مومن کو سب سے پہلے اللہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ باقی دنیا کی جو باتیں ہیں وہ بعد کی ہیں زمین اور آسمانوں کا مالک اللہ ہے وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ اس کے علم میں ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی بھی اسی کی ہے وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آسمانوں اور زمینوں کا غیب بھی اسی کے پاس ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کا اختیار بھی اسی کے پاس ہے۔ اور زمینوں اور آسمانوں کا علم اسی کے پاس ہے۔ ایک ذرہ بھی اس کے علم سے خارج نہیں ہے۔

اعمال نامے میں سب کچھ لکھا ہوگا:

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ جس دن پائے گا ہر نفس مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا اس چیز کو جو اس نے عمل کیا نیکی سے حاضر پائے گا یعنی جو اس نے نیکی کی ہے قیامت والے دن اس کے سامنے آئے گی وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ اور جو اس نے عمل کیا برا اس کو بھی سامنے پائے گا۔ دنیا میں ہمارے حافظے کمزور ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے کام جو ہم نے کئے ہوئے ہیں۔ مگر بھول جاتے ہیں لیکن قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک کے حافظے کو اتنا قوی کر دے گا کہ اس نے دنیا میں جو کچھ بھی کیا ہے سب یاد آ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتا میرے فرشتوں نے لکھنے میں تیرے اوپر کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا لَا یَا رَبِّ! اے میرے ربّ کوئی زیادتی نہیں کی جو میں نے نیکی بدی کی تھی وہی لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا اور پڑھ، دو چار صفحے اور پڑھے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتا میرے بندے میرے فرشتوں نے لکھنے میں تیرے ساتھ ظلم تو نہیں کیا؟ وہ کہے گا نہیں پروردگار، کوئی ظلم نہیں کیا۔ تو بندہ جب اپنے برے اعمال دیکھے گا تو کہے گا تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا وہ نفس پسند کرے گا اس بات کو کہ بے شک اس کے درمیان اور اس کے برے اعمال کے درمیان دور کی مسافت ہو۔ یعنی نفس یہ پسند کرے گا کہ میرے اور برے اعمال کے درمیان لمبا چوڑا فاصلہ ہو کہ یہ مجھے نظر نہ آئیں۔ مگر ہوگا کچھ بھی نہیں۔ یہ اعمال نامہ تو اس دن گلے کا ہار ہوگا وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے اپنی ذات سے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخالفت کرنے اور اپنے عذاب سے تمہیں ڈراتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور یہ ڈرانا بھی اس کا شفقت کی وجہ سے ہے۔ کہ تم راہِ راست پر آ جاؤ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔ یہ اس شفقت کا نتیجہ ہے کہ اس نے تمہیں بروقت سب چیزیں بتا دیں اور اچھے بُرے انجام سے آگاہ کر

دیا۔ تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں معلوم نہیں تھا، ہم بے خبر تھے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اگر تم محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس تم میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿31﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ

اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿32﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ

کی پس اگر یہ پھر جائیں اطاعت سے پس بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا کافروں سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم علیہ السلام

وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿33﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ

کو اور نوح علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو اور عمران رحمہ اللہ کی اولاد کو جہان والوں پر۔ ان میں سے بعض، بعض کی اولاد ہیں

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿34﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ

اور اللہ تعالیٰ سنتا ہے جانتا ہے۔ جب کہا عمران رحمہ اللہ کی بیوی نے اے میرے ربّ! بے شک میں نے نذر مانی تیرے واسطے

مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿35﴾

جو کچھ میرے پیٹ میں ہے وہ تیرے لئے آزاد کردیا جائے گا پس تو مجھ سے قبول فرما بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

پس جب اس نے جنا اس کو کہنے لگی اے میرے ربّ! بے شک میں نے جنی ہے لڑکی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا ہے

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا

اور نہیں ہے وہ معہود لڑکا اس لڑکی کی طرح اور بے شک میں نے اس کا نام رکھا ہے مریم اور بے شک میں اس کو تیری پناہ

بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿36﴾

میں دیتی ہوں اور اس کی اولاد کو اس شیطان سے جو مردود ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُحِبُّوْنَ: محبت کرتے ہو، **اِتَّبِعُوْنِيْ**: تم میری پیروی کرو، **يُحْبِبْكُمُ**: تم سے محبت کرے گا، **ذُنُوْبَكُمْ**: تمہارے گناہ، **اَطِيْعُوْا**: تم اطاعت کرو، **فَاِنْ تَوَلَّوْا**: پھر اگر وہ منہ موڑ دیں، **نُوْحًا**: نوح علیہ السلام، جلیل القدر پیغمبر کا نام،

عِمْرَانَ: حضرت مریم کے والد صاحب کا نام ہے، اِمْرَاَتُ: عورت، نَذَرْتُ: میں نے نذر مانی، بَطْنِیْ: میرا پیٹ، مُحَرَّرًا: آزاد کیا ہوا، وَضَعَتْهَا: اس نے جنا اس (مؤنث کو)، وَضَعْتُهَآ: میں نے جنا اس (لڑکی) کو، اَلذَّكَرُ: مرد، سَمَّيْتُهَا: میں نے نام رکھا اس (لڑکی کا)، اُعِيْذُهَا: میں پناہ میں دیتی ہوں اسے، ذُرِّيَّتَهَا: اس کی اپنی اولاد۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اعلان کروا کر اپنے راضی ہونے کا طریقہ بتلایا

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اِنْ كُنْتُمْ اگر ہو تم تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتے فَاتَّبِعُوْنِیْ پس تم میری پیروی کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کا واحد طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قولاً اور فعلاً اتباع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اور جو عملی طور پر کیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔ آج اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے تو غلط کہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت یعنی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان کروادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میری پیروی میں ہے۔ اور جب تم میری پیروی کرو گے يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں اور گناہ بھی معاف کردے گا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ اور اُس کے رسول کی اتباع کرو:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ یعنی اس کے حکم کو مانو وَالرَّسُوْلَ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور کہا ہے اس کو مانو اور اس پر عمل کرو فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ لوگ پھر جائیں اور روگردانی کریں اطاعت سے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ تو بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا کافروں سے۔ یعنی جب یہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کو کون سی مجبوری ہے کہ وہ ان سے محبت کرے۔ وہ بندوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ بندے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

ہر نبی کی اپنے اپنے دور میں اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت تھی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو اجاگر اور واضح کرنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پیغمبر مبعوث فرمائے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا طریقہ سمجھایا۔ سب سے پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اس وقت میری شریعت کی پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ اس واسطے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ بے شک اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا آدم علیہ السلام کو وہ اپنے دور میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اس وقت ان کی شریعت سچی شریعت تھی۔ اور اس پر چلنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل

ہوتی تھی وَنُوْحًا اور نوح علیہ السلام کو منتخب کیا۔ یعنی آدم علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام آئے اور انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا سبق پیش کیا کہ میرا کلمہ پڑھو میری اطاعت کرو۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو گی وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو منتخب فرمایا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تقرب کا ذریعہ بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت مدین حضرت مدائن اور حضرت قیدار رحمہم اللہ۔ ان میں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اور دوسرے نیک فرزند تھے۔ ان سب سے آگے نسل چلی تو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے چنا۔

آلِ عمران سے کون مراد ہیں:

وَاٰلَ عِمْرٰنَ اور عمران رحمہ اللہ کی اولاد کو چنا۔ آلِ عمران سے کون مراد ہیں؟ بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والدِ ماجد کا نام تھا عمران بن قیس بن لاوی بن یعقوب علیہم السلام ہے، تو آلِ عمران سے مراد موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد در اولاد مراد ہے۔ لیکن اکثر مفسرینِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر جس عمران کا ذکر ہے یہ عمران بن ماثان رحمہ اللہ ہیں۔ جو بڑے نیک پارسا بزرگ تھے۔ اور مسجد اقصیٰ کے امام اور خطیب تھے۔ اور لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرتے تھے۔ یہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد تھے یہاں وہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا دیا تھا۔ جس کا نام ہارون رحمہ اللہ تھا۔ وہ بھی بڑا نیک پارسا تھا مگر جوانی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ حضرت عمران بن ماثان رحمہ اللہ کی اہلیہ کا نام تھا حنہ بنتِ فاقوذ رحمہا اللہ۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی تھی اور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ، یہ بڑی نیک پارسا خاتون تھیں۔ حضرت حنہ رحمہا اللہ کی ایک ہمشیرہ تھیں۔ ان کا نام تھا عشاعہ بیتِ فاقوذ رحمہا اللہ تھا۔ یہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ تو اس مقام پر فرمایا کہ عمران کی اولاد کو منتخب فرمایا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں پر۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے وقت میں، حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے وقت میں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے وقت میں، اور ان کی اولاد کو اپنے وقت میں۔ عمران بن ماثان رحمہ اللہ کو اپنے وقت میں منتخب فرمایا۔ یعنی اپنے اپنے دور میں ان خاندانوں کو دنیا کے دیگر لوگوں پر فضیلت حاصل تھی۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں۔ مثلاً عمران رحمہ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نذر ماننا:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ جب کہا عمران رحمہ اللہ کی بیوی نے رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ اے میرے ربّ! بے شک

میں نے نذر مانی تیرے واسطے مَا فِیْ بَطْنِیْ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے مُحَرَّرًا وہ تیرے لئے آزاد کر دیا جائے گا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ پس تو مجھ سے قبول فرما اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پس جب اس نے جنا اس کو قَالَتْ رَبِّ کہنے لگی اے میرے ربّ! اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی بے شک میں نے جنی ہے لڑکی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی اور نہیں ہے وہ معہود لڑکا اس لڑکی کی طرح۔ یعنی جو تمہارے ذہن میں فرضی لڑکا تھا وہ اس لڑکی کو کب پہنچ سکتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام بہت اونچے درجے والی عورتوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خرقِ عادت کے طور پر بغیر خاوند کے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی شخصیت عطا فرمائی۔ اور بعضوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہے۔ یعنی جس طرح لڑکا بے پردہ پھرتا ہے اور جو عمومی خدمات لڑکا کر سکتا ہے وہ لڑکی نہیں کر سکتی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور بے شک میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ اور بے شک میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور اس کی اولاد کو اس شیطان سے جو مردود ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان چوکا لگاتا ہے۔ اپنا ٹیکا لگاتا ہے، اپنا اثر ڈالنے کے لیے۔ لیکن حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام محفوظ رہے ان کو چوکا نہیں مارا۔ ان کی والدہ کی دعا کی وجہ سے۔ کیونکہ ان کی دعا تھی کہ مریم علیہا السلام کو بھی بچا اور ان کی اولاد کو بھی اور اولاد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا

پس قبول کیا اُن کو اُن کے ربّ نے اچھے طریقے سے قبول کرنا اور اُن کو بڑھایا، بڑھانا اچھے طریقے سے اور اس کی سرپرستی کی

زَكَرِیَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ

زکریا علیہ السلام نے جب کبھی بھی داخل ہوتے زکریا علیہ السلام اُن کے پاس کمرے میں پاتے تھے ان کے پاس رزق فرمایا اے مریم!

اَنّٰی لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

کہاں سے آیا ہے یہ تمہارے پاس رزق وہ کہتی تھیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو

حِسَابٍ (37) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً

چاہے بغیر حساب کے۔ اس جگہ میں دعا کی زکریا علیہ السلام نے اپنے ربّ سے فرمایا اے میرے ربّ! دے مجھے اپنی طرف سے اولاد

طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (38) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ

ستھری، بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔ پس آواز دی ان کو فرشتوں نے اور وہ کھڑے تھے نماز پڑھتے تھے کمرے میں،

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا

بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتے ہیں تمہیں یحییٰ علیہ السلام کی جو تصدیق کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے ایک کلمے کی اور سردار

وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿39﴾ قَالَ رَبِّ

ہوں گے اور اپنے آپ کو عورتوں سے دور رکھنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے نیکوں میں سے۔ زکریا علیہ السلام نے کہا اے میرے ربّ!

اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا

کس طرح ہوگا میرا لڑکا اور تحقیق پہنچ چکا ہے مجھے بڑھاپا اور بیوی میری بانجھ ہے۔ فرشتے نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو

يَشَآءُ ﴿40﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

چاہے۔ کہا زکریا علیہ السلام اے میرے ربّ! بنا میرے لئے نشانی فرمایا تیری لیے نشانی یہ ہے کہ تو کلام نہیں کر سکے گا لوگوں کے

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿41﴾ ع ۱۱/۱۲

ساتھ تین دن مگر اشارے سے اور ذکر کر اپنے ربّ کا کثرت سے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر پہلے پہر اور صبح کے وقت۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَتَقَبَّلَهَا: پس اس نے قبول کرلیا اس کو، رَبُّهَا: اس کا ربّ، بِقَبُوْلٍ: قبولیت کے ساتھ، حَسَنٍ: بہت اچھی و عمدہ، وَّاَنْۢبَتَهَا: اس نے بڑھایا اسے، نَبَاتًا: بڑھانا، سبزہ، كَفَّلَهَا: اس نے کفالت کی اس کی، زَكَرِيَّا: اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر کا نام، دَخَلَ: وہ داخل ہوا، الْمِحْرَابَ: عبادت کی مخصوص جگہ، وَجَدَ: اس نے پایا، عِنْدَهَا: اس کے پاس، هُنَالِكَ: وہاں، دَعَا: اس نے دُعا کی، طَيِّبَةً: پاکیزہ، فَنَادَتْهُ: پس (فرشتوں نے) پکارا اسے، قَآئِمٌ: کھڑا ہونے والا، يُصَلِّىْ: وہ نماز پڑھتا ہے، يُبَشِّرُكَ: وہ خوشخبری دیتا ہے تجھے، يَحْيٰى: ایک پیغمبر کا اسم گرامی، بِكَلِمَةٍ: کلمہ، توحید، سَيِّدًا: سردار، حَصُوْرًا: پاکباز، غُلٰمٌ: لڑکا، بَلَغَنِىَ: وہ (بڑھاپا) آپہنچا ہے مجھے، اِمْرَاَتِىْ: میری بیوی، عَاقِرٌ: بانجھ، اٰيَتُكَ: تیری نشانی، اَلَّا تُكَلِّمَ: یہ کہ نہ تو بات کرے، رَمْزًا: اشارہ کرنا، اُذْكُرْ: یاد کر، سَبِّحْ: تو پاکی بیان کر، بِالْعَشِىِّ: شام (کو)، الْاِبْكَارِ: صبح کا وقت۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ شروع ہوا تھا اب ان آیات میں بھی ان کا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا جو حضرت مریم علیہا السلام کے خالو اور سرپرست تھے کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ پس قبول کیا اُن کو ان کے ربّ نے اچھے طریقہ سے قبول کرنا۔ ماں کی نیت بہت اچھی تھی، باپ کی نیت، خالو حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر، خالہ نیک، سارا گھرانہ ہی نیکوں کا تھا وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور اُن کو بڑھایا، بڑھانا اچھے طریقے سے۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ صحت مند بچہ پندرہ دنوں میں جتنا بڑھتا ہے وہ ایک دن میں اس قدر بڑھ جاتی تھیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ صحت مند بچہ دو ماہ میں جس قدر بڑھتا ہے وہ دو دن میں اتنی بڑھ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بڑھایا اور اچھے طریقے سے نشوونما فرمائی وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور اُن کی سرپرستی فرمائی زکریا علیہ السلام نے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جب کبھی بھی داخل ہوتے زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے پاس کمرے میں وہ رہتی تھیں وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا پاتے تھے ان کے پاس رزق۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ سردیوں کے موسم کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے موسم کا پھل سردیوں میں وافر ہوتا قَالَ يٰمَرْيَمُ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا اے مریم اَنّٰى لَكِ هٰذَا یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں کمرے کو میں تالا لگا کر جاتا ہوں چابی میرے پاس ہوتی ہے۔ ادھر کمرے کی طرف آنے کی کسی کو جرأت نہیں۔ اور یہ پھلوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حضرت مریم علیہا السلام کہتی تھیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ یہ حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت تھی۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے۔ رزاق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا رزق کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام نے خیال کیا کہ جو ربّ مریم علیہا السلام کو بے موسمی پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بھی اولاد دے سکتا ہے۔ کیونکہ اولاد کا موسم تو میرا بھی نہیں ہے کہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال میری عمر ہے۔ اور نواسی (۸۹) سال میری بیوی کی عمر ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے دُعا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ اس کمرے میں دعا کی زکریا علیہ السلام نے اپنے ربّ سے قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ عرض کیا اے میرے ربّ! دے مجھے مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ بے شک تو ہی ہے دعائیں سننے والا۔ سمیع بھی تو ہے اور بصیر بھی تو ہے، دینے والا بھی تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ سارے ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرائیں

سارے دم درود والوں سے علاج کرائیں جب اللہ تعالیٰ کسی کو نہ دے تو کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ پس آواز دی ان کو فرشتوں نے۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان کے ساتھ اور بھی فرشتے تھے۔ البتہ گفتگو کرنے والے جبرائیل علیہ السلام تھے وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اور وہ کھڑے تھے نماز پڑھتے تھے کمرے میں۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں حضرت مریم علیہا السلام رہتی تھیں۔ فرشتے نے کہا اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتے ہیں آپ کو یحییٰ علیہ السلام نامی لڑکے کی۔ سورۃ مریم میں آتا ہے لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا نہیں بنایا ہم نے اُن کے لیے ان سے پہلے کوئی ہم نام یعنی ان سے پہلے کسی بچے کا نام یحییٰ علیہ السلام نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کا نام یحییٰ علیہ السلام رکھا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید اور تصدیق کرنے والے تھے:

مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ جو تصدیق کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے ایک کلمے کی۔ اور کلمے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کلمہ کن پیدا فرمایا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ہی دور تھا۔ چونکہ اس وقت یہودیوں کا زور تھا اور انہوں نے دین کا نقشہ بدل کے رکھ دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب حق کی باتیں بیان فرمائیں تو سارے دشمن ہو گئے۔ مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید اور تصدیق فرماتے تھے کہ یہ جو کچھ بیان فرماتے ہیں حق ہے وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا اور اپنے دور کے سردار ہوں گے اور اپنے آپ کو عورتوں سے دور رکھنے والے ہوں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ پیغمبروں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شادی نہیں فرمائی وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نبی ہوگا نیکوں میں سے۔ نبی سارے ہی نیک ہوتے ہیں۔ نبیوں سے بڑھ کر کون نیک ہو سکتا ہے۔ دعاء کی قبولیت پر حضرت زکریا علیہ السلام تعجب میں مبتلا ہو گئے کہ بظاہر اسباب ایسے نہیں ہیں کہ اولاد ہو سکے کیونکہ وہ خود بوڑھے ہو چکے تھے۔ اور بیوی بھی بانجھ تھی تاہم وہ کیفیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ زکریا علیہ السلام نے کہا اے میرے ربّ! کس طرح میرے لڑکا ہوگا وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ اور تحقیق پہنچ چکا ہے مجھے بڑھاپا۔ سر کے بال اور داڑھی سفید تھی وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ کے الفاظ بھی قرآن پاک میں آتے ہیں کہ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اور جب میں چلتا ہوں تو کبڑا ہو کر چلتا ہوں۔ اور بڑھاپے میں ایسا ہو جاتا ہے وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ اور بیوی میری (جن کا نام رحمت رحمہا اللہ تعالیٰ تھا) بانجھ ہے قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ فرشتے نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ فرشتے نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر میں خود نہیں آیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹے کی پیدائش سے متعلق نشانی طلب کرنا:

قَالَ رَبِّ زکریا علیہ السلام نے کہا اے میرے ربّ! اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ جس سے میں سمجھ جاؤں کہ میری بیوی بااُمید ہوگئی ہے۔ دیکھو پیٹ کی خبر اللہ تعالیٰ کا پیغمبر بھی نہیں جانتا۔ اور پھر عجیب بات ہے کہ اپنی بیوی کے متعلق نہیں جانتا۔ اور یہاں لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ولی بھی پیٹ کی چیزیں جانتے ہیں۔ حالانکہ زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبر سے بڑھ کر کس کی حیثیت ہے قَالَ اٰیَتُكَ فرمایا تمہارے لیے نشانی یہ ہے اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ کہ تم کلام نہیں کر سکو گے لوگوں کے ساتھ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ تین دن۔ اور دوسری جگہ لَیَالٍ کا لفظ بھی آیا ہے۔ تین راتیں۔ تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ تم تین دن اور تین راتیں جب لوگوں کے ساتھ کلام کرنا چاہو گے تو تمہاری زبان نہیں چلے گی اِلَّا رَمْزًا مگر اشارے کے ساتھ لوگوں کو سمجھاؤ گے۔ کہ وضو کرو نماز پڑھو، تو جب یہ کیفیت ہو تو سمجھ جانا کہ تمہاری بیوی بااُمید ہوگئی ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا اور ذکر کرو اپنے ربّ کا کثرت سے وَّسَبِّحْ اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنا، تسبیح پڑھنا سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِهٖ حدیث شریف میں آتا ہے سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِهٖ اَفْضَلُ الْكَلَامِ ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا بِالْعَشِیِّ پچھلے پہر، دوپہر کے بعد کا جو وقت ہے اس کو عربی میں عَشِیّ کہتے ہیں وَالْاِبْكَارِ اور پہلے پہر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مطلب یہ ہے کہ صبح شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللہَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم (علیہا السلام)! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں پاک رکھا ہے اور تمہیں چنا ہے سب

عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿42﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿43﴾

جہان والی عورتوں پر۔ اے مریم (علیہا السلام)! فرمانبرداری کرو اپنے ربّ کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے اس کو ہم وحی کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور نہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿44﴾

جس وقت انہوں نے پھینکیں اپنی قلمیں ان میں کون سرپرست بنے مریم علیہا السلام کا اور نہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللہَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ

جب انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے خوشخبری دیتا ہے

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

اپنی طرف سے ایک کلمے کی نام اس کا مسیح عیسیٰ ابنِ مریم ہوگا رتبے والا ہوگا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ کے

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ

مقربین میں سے ہوگا۔ اور کلام کرے گا لوگوں کے ساتھ گود میں اور ادھیڑ عمر میں اور نیکوں میں سے ہوگا۔ مریم علیہا السلام نے کہا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ

اے میرے ربّ! کس طرح ہوگا میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھے کسی مرد نے۔ کہا فرشتے نے اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے

مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

جو چاہتا ہے جب طے کرتا ہے کسی معاملے کو پس پختہ بات ہے کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات کو ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اصْطَفٰىكِ: اس نے چن لیا ہے تجھے، طَهَّرَكِ: پاک کیا تجھ کو، اُقْنُتِيْ: تو (مؤنث) بندگی کر، اُسْجُدِيْ: تو (مؤنث) سجدہ کر، اِرْكَعِيْ: تو (مؤنث) رکوع کر، اَنْبَآءِ: خبریں، نُوْحِيْهِ: ہم وحی کرتے ہیں اس کی، يُلْقُوْنَ: وہ ڈالتے ہیں، يَكْفُلُ: وہ کفالت کرتا ہے، لَدَيْهِمْ: ان کے پاس، يَخْتَصِمُوْنَ: وہ جھگڑا کرتے، اَلْمَسِيْحُ: حضرت عیسیٰ کا لقب، وَجِيْهًا: وجاہت والا، اَلْمُقَرَّبِيْنَ: قریب کیے ہوئے، يُكَلِّمُ: وہ کلام کرے گا، اَلْمَهْدِ: گھوارہ، كَهْلًا: متوسط عمر کا آدمی، وَلَدٌ: کوئی بچہ لڑکا ہو یا لڑکی، لَمْ يَمْسَسْنِيْ: مجھے نہیں چھوا، بَشَرٌ: آدمی، يَخْلُقُ: پیدا کرتا ہے یا کرے گا۔

ربط:

ربط بالکل واضح ہے اوپر بھی حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر چل رہا تھا اب بھی انہی کا ذکر مبارک ہو رہا ہے۔

اہم نکات:

وَطَهَّرَكِ افعال ذمیمہ سے پاک کر دیا یا مردوں کے اختلاط سے پاک کر دیا عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ یہ حضرت مریم علیہا السلام کی جزوی فضیلت ہے اور اپنی ہم عصر لڑکیوں پر کلی فضیلت ہے۔

مسیح کی وجہ تسمیہ:

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ یہاں مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو مسیح کیوں کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح مَسَحَ يَمْسَحُ (ف) بمعنی ہاتھ پھیرنا سے ہے کہ برص والے اور نابینا آپ کے مسح سے ٹھیک ہو جاتے تھے۔ قاموس، عمدۃ القاری اور فتح الباری میں ہے کہ مسیح کا لفظ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور دجال کیلئے بھی، فرق

کیا ہے۔ ① اس کا مادہ مجرد مَسَحَ یَمْسَحُ ہے اور دجال کے مسیح کا مادہ سَاحَ یَسِیْحُ سیاحت سے ہے۔ ② اگر دونوں کا اصل مادہ مَسَحَ یَمْسَحُ ہو تو فعیل کا وزن چونکہ فاعل اور مفعول دونوں کے لیے آتا ہے۔ تو مسیح بروزن فعیل عیسیٰ علیہ السلام کیلئے فاعل کے معنی میں ہے اور دجال کیلئے مفعول یعنی مَمْسُوْحُ عَیْنُہٗ یعنی اُس کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی کے معنی میں ہے۔

تفسیری نکات: حضرت مریم علیہا السلام کی بشارت:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اور جس وقت کہا اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے ہمراہ اور فرشتے بھی تھے۔ مگر متکلم حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ فرمایا یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اے مریم علیہا السلام! بے شک اللہ تعالیٰ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں پاک رکھا ہے برے اخلاق اور بری نظروں سے۔ اور تمام بری چیزوں سے وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اور تمہیں چنا ہے سب جہان والی عورتوں پر۔ یعنی جہان کی تمام عورتوں پر تمہیں فضیلت عطا فرمائی۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بغیر خاوند کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا لڑکا عطاء فرمایا۔ اور اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ پیدا کیا اُن کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے۔ پھر اماں حوا علیہا السلام کو ان کی پسلی سے پیدا فرمایا۔ تو حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ اے مریم علیہا السلام! فرمانبرداری کرو اپنے ربّ کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں درجہ عطا فرمایا ہے، مقام عطاء فرمایا ہے۔ اپنے ربّ کا شکریہ ادا کرو وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ اور سجدہ کرو اور رکوع کرو مَعَ الرّٰكِعِيْنَ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔

غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاتے ہیں:

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کا یہ واقعہ جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ اس کو ہم وحی کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔

حضرت مریم علیہا السلام کے سرپرست بننے کی قرعہ اندازی:

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اور نہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ جس وقت انہوں نے پھینکیں اپنی قلمیں قرعہ اندازی کے لیے اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ان میں کون سرپرست بنے مریم علیہا السلام کا۔ یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے منت مانی تھی کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں اس کو دین کے لیے وقف کردوں گی

توجس وقت حضرت حنہ بنتِ فاقوذ رحمہا اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو جنم دیا تو پاک صاف کر کے مسجدِ اقصیٰ کی انتظامیہ کمیٹی کے پاس پہنچادیا کہ یہ میری منت ہے وہ میں نے پوری کردی ہے آگے انتظام کرنا تمہارا کام ہے۔ تو انتظامیہ کمیٹی جو اُنتیس (۲۹) آدمیوں پر مشتمل تھی۔ ان میں خاصا جھگڑا ہوا۔ کہ ہر آدمی کی خواہش تھی کہ اس کا انتظام میرے سپرد ہو۔ اور ان کی خدمت میں کروں گا۔ کیونکہ ہمارے امام خطیب کی بیٹی ہیں۔ اور کوئی آدمی بھی اپنے دعویٰ کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ تو انہوں نے اس کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اور اس کا طریقہ یہ طے پایا کہ ہر ایک اپنی اپنی قلم لے آئے اور اس پر نشانی لگالے اور قریب ہی جو نہر اردن ہے سب حضرات اپنی قلمیں اس میں ڈال دیں۔ جس کی قلم پانی میں رک جائے اور دوسری تفسیر کے مطابق الٹی سمت تیرنے لگے وہ کامیاب ہے۔ چنانچہ اُنتیس (۲۹) آدمیوں نے اپنے اپنے قلم نہر میں ڈال دیئے۔ ان میں سے حضرت زکریا علیہ السلام جیت گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کا قلم جس طرف سے پانی آرہا تھا اس طرف چل پڑا تو سب نے جب خلافِ عادت یہ بات دیکھی تو سب کو یقین ہوگیا کہ اُن کی سرپرستی حکم الٰہی ہے اور ہر ایک نے اپنا دعویٰ واپس لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اور نہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ جب انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ اور ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کا کفیل میں بنوں۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتایا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ اور رسالت کی دلیل ہے۔ تو حضرت مریم علیہا السلام جب سنِ بلوغت کو پہنچ گئیں تو فرشتوں نے آکر آپ کو بشارت دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ جس وقت فرشتوں نے جن میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی تھے۔ مگر متکلم جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کو کہا اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں خوشخبری دیتا ہے بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اپنی طرف سے ایک کلمے کی۔ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ بھی کہتے ہیں۔ اور کلمۃ اللہ بھی کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے باپ کی وساطت کے بغیر کلمہ کن کے ساتھ پیدا فرمایا اور نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود رکھا اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ نام ان کا مسیح عیسیٰ ابنِ مریم علیہا السلام ہوگا۔ مسیح کا لقب اور عیسیٰ ان کا نام ہے (علیہ السلام) وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رتبے والے ہوں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سے زیادہ مقرب کون ہوسکتا ہے۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ اور لوگوں کے ساتھ کلام کریں گے فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا گود میں اور ادھیڑ عمر میں۔ لغتِ عرب میں تیس اور چالیس سال کی درمیانی عمر کو کہولت کہتے ہیں۔ اس وقت بدنی قوتیں عروج پر ہوتی ہیں جو چالیس سال کے بعد آہستہ آہستہ کم ہونی شروع ہوجاتی ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس طرح جوانی میں گفتگو کریں گے گود میں بھی اسی طرح

گفتگو کریں گے۔ اور گود میں گفتگو کرنے کا ذکر سورۃ مریم میں آئے گا۔ فرمایا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نیکوں میں سے ہوں گے۔

قَالَتْ رَبِّ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا اے میرے ربّ! اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ کس طرح ہوگا میرے لڑکا وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ اور نہیں ہاتھ لگایا مجھے کسی بشر نے، نہ جائز طریقے سے اور نہ ناجائز طریقے سے۔ اور سورۂ مریم میں ہے وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا اور نہیں ہوں میں بدکار کیونکہ بچہ ملنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔ اور یہاں دونوں نہیں ہیں قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا جب طے کرتا ہے کسی معاملے کو فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ پس پختہ بات ہے کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو كُنْ فَيَكُوْنُ تو ہو جا، پس وہ کام ہو جاتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿48﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دے گا کتاب کی اور دانائی کی اور توراۃ اور انجیل کی۔ اور رسول بنا کر بھیجے گا بنی اسرائیل کی طرف،

اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک میں تحقیق لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے ربّ کی طرف سے بے شک میں بناتا ہوں تمہارے لیے

الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

گارے سے پرندے کی شکل کی طرح پس میں اس میں پھونک مارتا ہوں پس ہو جاتا ہے وہ پرندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ،

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ

اور اچھا کرتا ہوں میں مادرزاد اندھوں کو اور برص والوں کو اور زندہ کرتا ہوں مُردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں، بے شک البتہ اس میں نشانی ہے تمہارے واسطے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿49﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ

مومن۔ اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی توراۃ سے، اور تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے

بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا

واسطے بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئی تھیں اور میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے ربّ کی طرف سے پس ڈرو تم

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿50﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿51﴾

اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرا ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے پس تم اس کی عبادت کرو، یہ ہے سیدھا راستہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُعَلِّمُهُ: وہ سکھاتا ہے اسے، جِئْتُكُمْ: میں لایا ہوں تمہارے پاس، اَخْلُقُ: میں پیدا کرتا ہوں، اَلطِّيْنِ: مٹی، كَهَيْئَةِ: (پرندے) جیسی شکل، فَاَنْفُخُ: پھر میں پھونکتا ہوں، طَيْرًا: پرندہ، اُبْرِئُ: میں اچھا کر دیتا ہوں، اَلْاَكْمَهَ: مادر زاد اندھا، تَاْكُلُوْنَ: تم کھاتے ہو، تَدَّخِرُوْنَ: تم ذخیرہ کرتے ہو، بُيُوْتِكُمْ: تمہارے گھر، يَدَيَّ: میرے دونوں ہاتھ، لِاُحِلَّ: تاکہ میں حلال کروں، حُرِّمَ: حرام کیا گیا، اَطِيْعُوْنِ: تم میری اطاعت کرو، اُعْبُدُوْهُ: تم عبادت کرو اس کی۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا جا رہا تھا۔ اب ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور معجزات کو بیان کیا جا رہا ہے۔

اہم نکات:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اس میں دو قول ہیں ① کتاب سے مراد کتابت ہے۔ ② مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے کہ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تعلیم دیں گے۔

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

حلال اور حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا:

تاریخ ابن ہشام میں اس سے متعلق بڑی مبسوط اور جامع بحث ہے کہ کسی چیز کو حلال حرام کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، مخلوق کا کام نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ حلال اور حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام صرف ان حلال و حرام کو بیان کرنے والے ہیں۔

تفسیری نکات: قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دے گا کتاب کی۔ کتاب سے کیا مراد ہے؟ تو مفسرین کرام رحمہم اللہ اس کی ایک تفسیر یہ فرماتے ہیں ہیں کہ لکھنا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو لکھنا سکھائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے

پیغمبر تشریف لائے ہیں سب لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔اور یہ صرف آپ ﷺ کی صفت ہے يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ وہ اتباع کرتے ہیں رسول کی جو نبی امی ہے۔ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اور نہ لکھتے تھے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے۔یعنی آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔تو ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو لکھنے کی تعلیم دے گا۔ اور دانائی کی تعلیم دے گا۔بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب سے مُراد قرآن کریم ہے۔اور حکمت سے مراد حضورِ پاک ﷺ کی سنت ہے یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآنِ کریم اور سنت کی تعلیم دیں گے چونکہ اہلِ اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس پر قرآنِ پاک کی آیات اور احادیثِ متواترہ موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہوں گے اور چالیس سال تک اس امت پر حکمرانی کریں گے اور قرآن و سنت کے مطابق ہی فیصلے فرمائیں گے۔لہٰذا قرآن وسنت کا علم ان کے لیے ضروری ہے۔امتِ محمدیہ کو نمازیں پڑھائیں گے۔اور اسی دین اسلام پر عمل کریں گے۔آگے فرمایا وَالْحِكْمَةَ اور دانائی کی وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور اللہ تعالیٰ سکھائے گا ان کو توراۃ اور انجیل۔توراۃ بنی اسرائیل کی مرکزی کتاب تھی۔اور بڑی جامع مانع کتاب تھی۔آسمانی کتابوں میں قرآنِ کریم کے بعد توراۃ کا مقام بہت بلند ہے۔اور انجیل اس کا تتمہ ہے۔اور انجیل کی حیثیت تم اس طرح سمجھو کہ ایک ہوتا ہے اخبار اور ایک ہوتا ہے ضمیمہ، اصل اخبار ہوتا ہے، جس میں خبروں کی تفصیل ہوتی ہے۔اور ضمیمے میں دو چار موٹی موٹی باتیں ہوتی ہیں۔تو اصل کتاب تو توراۃ تھی اور انجیل اس کا ضمیمہ تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور رسول بنا کر بھیجا بنی اسرائیل کی طرف۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔اور کسی قوم کے لیے نہیں تھی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بے شک میں تحقیق لایا ہوں تمہارے پاس بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ نشانی (معجزہ) تمہارے ربّ کی طرف سے اپنی طرف سے نہیں، کیونکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔معجزے میں نبی کا ذاتی طور پر کوئی دخل نہیں ہوتا۔اور ایسے ہی کرامت میں ولی کا ذاتی طور پر کوئی دخل نہیں ہوتا۔آگے نشانی کا ذکر ہے اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ بے شک میں بناتا ہوں تمہارے لئے گارے سے كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ پرندے کی شکل کی طرح بنا کر فَاَنْفُخُ فِيْهِ پس میں اس میں پھونک مارتا ہوں فَيَكُوْنُ طَيْرًا پس ہو جاتا ہے وہ پرندہ بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ اور اچھا کرتا ہوں میں مادرزاد اندھوں کو۔اَكْمَهُ مادرزاد اندھے کو کہتے ہیں اور اس کا طب اور ڈاکٹری کی دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ بینا ہو جاتا تھا۔اور وہ اس طرح دیکھتا تھا جس طرح میں اور آپ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں وَالْاَبْرَصَ اور برص والوں کو ٹھیک کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ کے حکم

سے۔ برص پھلبہری کو کہتے ہیں اور برص کا معنیٰ جذام کا بھی کیا ہے۔ اور جذام میں سوداوی مادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور اس کے مریض کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اور ناک وغیرہ گل جاتے ہیں۔ تفسیر جلالین وغیرہ میں لکھا ہے کہ تقریباً پچاس ہزار آدمی ان بیماریوں والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھے کئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کتنے اشخاص کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا؟

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ اور زندہ کرتا ہوں مُردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ اس مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردوں کو زندہ کیا۔ ① حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا سام تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث، اور کنعان جس کا نام یام تھا۔ یہ کفر پر مرا باقی تین مسلمان تھے۔ ② حضرت عازر رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو زندہ کیا۔ اور یہ دیر تک زندہ رہا۔ اس نے شادی بھی کی اور اولاد بھی ہوئی۔ ③ ایک بوڑھی عورت تھی اس کا بیٹا تھا۔ اس کے فوت ہونے پر وہ بیچاری غمگین رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو زندہ کیا۔ وہ بھی دیر تک زندہ رہا۔ اور آگے اس سے نسل چلی۔ ④ ایک چونگی پر ملازم شخص تھا، عاشر اس کا نام تھا۔ اس کی بیٹی فوت ہوگئی اور یہ بیچارہ بڑا غمگین رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بیٹی کو زندہ کیا وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم کھاتے ہو وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خبریں صرف بنی اسرائیل کی قوم کو دیتے تھے کہ تو فلاں چیز کھا کے آیا ہے اور تو نے گھر کے فلاں کونے میں یہ چیز رکھی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ بے شک البتہ اس میں نشانی ہے تمہارے واسطے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن۔ یعنی اتنے معجزے تمہیں دکھا دیئے کہ بفضل اللہ تعالیٰ نابینا، بینا ہو گئے، مردے زندہ ہو گئے۔ اتنی چیزیں دیکھ کر بھی اگر تم ایمان نہ لاؤ تو ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی تصدیق کرنے والے تھے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اصل دین پیش کرتے تو یہودی کہتے کہ ہمارے دین کا مخالف ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا شبہ دور فرمایا۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی مِنَ التَّوْرٰىةِ تورات سے۔ یعنی میں تو توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ جھٹلانے والا نہیں ہوں۔ میرا تو اصل مذہب ہی توراۃ ہے۔ تم نے توراۃ کی تعلیم کو بدل ڈالا ہے۔ میں تصحیح کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اور فرمایا وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ اور تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے واسطے بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئی تھیں۔ یعنی جو چیزیں تمہاری سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے حرام کی گئی تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم پر حلال کر دی ہیں وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے ربّ کی طرف سے فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اے لوگو! ڈرو تم اللہ

تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو اور یہ چیزیں چونکہ عموماً انسان سے صادر نہیں ہو سکتیں مثلاً مٹی کا پرندہ بنا کے اڑا دینا، مردے کو زندہ کر دینا، کوڑھی کو اچھا کر دینا، اندھے کو بینا کر دینا، تو کہیں یہ نرالی اور عجیب چیزوں کا مجھ سے صدور دیکھ کر مجھے ربّ نہ سمجھ لینا۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ یہ تو معجزے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر صادر کیے ہیں فَاعْبُدُوْهُ پس تم اس کی عبادت کرو اُسی کی یعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرنی ہے هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ ہے سیدھا راستہ۔ جس کی دعوت دینے کے لیے میں آیا ہوں۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ

پس جس وقت محسوس کیا عیسیٰ علیہ السلام نے ان بنی اسرائیلیوں سے کفر، فرمایا کون میری مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں جانے تک،

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

کہا حواریوں نے ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہیں، ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر اور اے عیسیٰ علیہ السلام گواہ بن جانا بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

اے ہمارے ربّ ہم ایمان لائے اس چیز پر جو تو نے نازل کی اور ہم نے پیروی کی رسول کی پس تو لکھ ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں سے

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ

اور ان کافروں نے تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ جب

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ علیہ السلام بے شک میں تمہیں پورا پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف تمہیں اٹھانے والا ہوں اور تمہیں پاک

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

کرنے والا ہوں ان لوگوں سے جو کافر ہیں۔ اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری پیروی کی اوپر ان لوگوں کے

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

جو کافر ہیں قیامت کے دن تک، پھر میری طرف ہی ہے تمہارا لوٹنا، پس میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان ان چیزوں میں کہ

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا

جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ پس بہر حال وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا، پس میں ان کو سزا دوں گا سخت سزا دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿56﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور آخرت میں بھی اور نہیں ہوگا ان کا کوئی مددگار۔ اور بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿57﴾

پس ان کو اللہ تعالیٰ پورے پورے اجر دے گا اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظالموں کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَحَسَّ: اس نے محسوس کیا، اَنْصَارِيْٓ: میری مددگار، اَلْحَوَارِيُّوْنَ: حضرت عیسیٰ کے مخلص ساتھی، اشْهَدْ: تو گواہ رہ، اِتَّبَعْنَا: ہم نے پیروی کی، فَاكْتُبْنَا: پس تو لکھ دے ہمیں، اَلشّٰهِدِيْنَ: ماننے والے، مَكَرَ: اس نے خفیہ تدبیر کی، مُتَوَفِّيْكَ: وفات دینے والا تجھے، رَافِعُكَ: اٹھانے والا تجھ کو، مُطَهِّرُكَ: پاکیزہ رکھنے والا تجھے، اِتَّبَعُوْكَ: انہوں نے پیری کی تیری، فَوْقَ: اونچا، مَرْجِعُكُمْ: تمہارا لوٹنا، فَاَحْكُمُ: پس میں فیصلہ کروں گا، تَخْتَلِفُوْنَ: تم اختلاف کرتے ہو، فَاُعَذِّبُهُمْ: پس میں عذاب دوں گا انہیں، يُوَفِّيْهِمْ: وہ پورا پورا انہیں دے گا، اُجُوْرَهُمْ: ان کے حق۔

ربط:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان سابقہ آیات سے چل رہا ہے اسی کا تسلسل ان آیات میں بھی برقرار ہے۔

اہم نکات: لفظ حواری کی تحقیق:

حواری کا لفظ حور سے مشتق ہے جس کے معنی سفید کے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ان حوارین کے رنگ سفید تھے بعض کہتے ہیں کہ یہ حوارین دھوبی کا کام کرتے تھے کپڑے صاف کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ان حوارین کے دل حق قبول کرنے کے معاملہ میں سفید (صاف) تھے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

مرزائی کا اس آیت کے لفظ متوفیك سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال:

مرزائی اس آیت کے لفظ مُتَوَفِّيْكَ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرتے ہیں کہ ان کو موت دی گئی ہے۔

جواب: مُتَوَفِّيْ کا مجرد مادہ وَفٰى سے ہے جس کا معنی ہے پورا پورا لینا مثال کے طور پر اَلْكَرِيْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰى. یعنی کریم النفس شخص کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ کا مجرد مادہ بھی وفی ہے اور وفات اس کا معنی مجازی ہے تو یہاں اگر معنی حقیقی لیں تو معنی ہوگا کہ میں تمہیں پورا پورا لوں گا۔ اور اس میں وفات کا کوئی معنی نہ ہوا اور اگر معنی مجازی یعنی وفات لے لیں تو بھی اہل حق پر زد نہیں پڑتی کیونکہ مُتَوَفِّيْكَ اَيْ مُمِيْتُكَ یہ اسم فاعل ہے تو معنی ہوگا کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اب اپنی طرف اٹھاتا ہوں کیونکہ اسم فاعل میں زمانہ استقبال بھی ہوتا ہے۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے مُتَوَفِّيْكَ بمعنی مُمِيْتُكَ کے کیے ہیں اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کے بارہ میں احادیث متواترہ ومشہورہ موجود ہیں اور اس پر اجماع ہے۔

اتباع کی قسمیں:

اِتَّبَعُوْكَ: تفسیر روح المعانی اور تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ اتباع کی دو قسمیں ہیں ① اتباع کامل ② اتباع قاصر۔ اتباع کامل مسلمانوں نے کی اور تفسیر اتباع قاصر نصاریٰ نے کی۔ اور یہاں پر اتباع کامل والوں کی فوقیت کا تذکرہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد یہودی ہیں۔

تفسیری نکات: حواریین کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ پس جب محسوس کیا عیسیٰ علیہ السلام نے ان بنی اسرائیلیوں سے کفر کہ انہوں نے یہ سب کچھ دیکھ سن کر بھی انکار کر دیا ہے الٹا میرے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں تو قَالَ فرمایا مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کون میری مدد کرے گا؟ کیونکہ عالم اسباب میں دارومدار اسباب پر ہے۔ اگرچہ اسباب میں اثر اللہ رکھتا ہے مگر اسباب کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس واسطے فرمایا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے میری مدد کون کرے گا؟ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ کہا حواریوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکے ہیں وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور اے عیسیٰ علیہ السلام آپ گواہ بن جائیں بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بھی ہیں۔ اور آپ کی فرمانبرداری بھی کریں گے۔ پھر ان حواریوں نے دعا کی رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ اے ہمارے ربّ ہم ایمان لائے اس چیز پر جو تو نے نازل کی عیسیٰ علیہ السلام پر۔ یعنی کتاب انجیل نازل فرمائی وحی نازل فرمائی اور ان پر معجزات نازل فرمائے ہم سب پر ایمان لائے وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور اے پروردگار ہم نے تیرے رسول عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ پس اے پروردگار ہمیں لکھ دے ان لوگوں کے ساتھ جو حق کی گواہی دینے والے ہیں۔ یعنی ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرما کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ اے پروردگار تو ہمارا ربّ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہیں۔ اور ان پر جو کتاب نازل ہوئی ہے حق ہے اور ان کو جو معجزات دیئے گئے ہیں حق ہیں ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔

وَمَكَرُوْا اور ان کافروں نے تدبیریں کیں وَمَكَرَ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیریں کیں وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ علیہ السلام! بے شک میں تمہیں پورا پورا لینے والا ہوں۔

مرزائیوں کی چال بازیاں:

دوستو! یادرکھنا مرزائیت کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔اور باوجود اس کے کہ وہ قانوناً بھی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اوران پر اس بات کی پابندی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔مگر پھر بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ بیرون ملک بھی انہوں نے کئی مسلمانوں کو مرتد کیا ہے اور ہمارے ملک پاکستان میں بھی اپنی ارتدادی مہم زور وشور سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی لوگوں کو مختلف لالچ دے کر (مال کا ملازمتوں کا، باہر بھیجنے کے لیے ویزوں کا) احمدی بنا رہے ہیں اور وہ بے ایمان ویزے لے کر احمدی بن کر باہر جاتے ہیں اور اپنا ایمان ضائع کر دیتے ہیں لوگوں کو مغالطہ ہے کہ ہم نے زبانی طور پر اس طرح کر کے داؤ لگایا ہے کہ ویزا حاصل کر لیا ہے بے شک چاہے وہ لوگ دل میں خوش ہوں مگر ایسا کرنے سے وہ کافر ہو گئے ہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں کام کروں تو ہندو ہو جاؤں یا عیسائی ہو جاؤں یا یہودی ہو جاؤں تو شریعت میں وہ ایسا ہی ہو گیا چاہے وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھے لہٰذا میں ایک اہم مسئلہ سمجھانا چاہتا ہوں اس کو نوٹ کر لیں۔اس پر تمام اہلِ حق کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مرزائی قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اس آیتِ کریمہ سے دھوکہ دیتے ہیں اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ اور ترجمہ کرتے ہیں جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ علیہ السلام! بے شک میں تمہیں وفات دوں گا۔مرزائی کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں ہے کہ میں تمہیں وفات دوں گا۔اور عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔تو عوام جن کو علم سے مَس نہیں ہے وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ واقعی قرآن میں مُتَوَفِّيْكَ کا لفظ موجود ہے۔اب ذرا غور سے بات کو سمجھیں یہ جو لفظ ہے مُتَوَفِّیْ اس کا مجرد مادہ وفات نہیں ہے بلکہ وَفَا ہے اگر مجرد مادہ وفات ہو تو معنیٰ ہے فوت ہونا اور جب باب تفعُّل پر لے جائیں گے تو معنیٰ ہوگا وفات دینا۔اور اگر مجرد مادہ وفا ہو تو معنیٰ ہے پورا کرنا چنانچہ مقولہ ہے ''اَلْكَرِيْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے'' اسی طرح وعدہ وفا مشہور لفظ ہے۔اور جب اس کو بابِ تفعُّل پر لے جائیں گے تو معنیٰ بنے گا پورا پورا لینا۔تو اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ کا معنیٰ بنتا ہے بے شک میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں یہ یہودی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے اور اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ یہ وفات سے ہے اور اس کا معنیٰ ہے ''مُمِيْتُكَ کہ میں تمہیں مارنے والا ہوں''۔تو مُتَوَفِّیْ اسمِ فاعل کا صیغہ ہے اور اسمِ فاعل میں مضارع کی طرح حال کا معنیٰ بھی آتا ہے اور استقبال کا معنیٰ بھی آتا ہے۔تو اس صورت میں معنیٰ بنے گا ''اے عیسیٰ! میں تمہیں اپنے وقت پر وفات دوں گا''۔ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ اور اب میں اپنی طرف تمہیں اٹھاتا ہوں۔لہٰذا اس صورت میں بھی قادیانیوں کا دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

اور چھٹے پارے میں آتا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ حالانکہ انہوں نے قتل نہیں کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بلکہ بات ان کے لیے مشتبہ کر دی گئی۔مزید فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۞ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ

اِلَیۡہِ اور یقیناً نہیں قتل کیا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اسی طرح متواتر درجے کی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے زمین پر تشریف لائیں گے وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا اور تمہیں پاک کروں گا ان لوگوں سے جو کافر ہیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ میں تمہیں پاک کروں گا ادھر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سرینگر میں ہے۔ اور حوالہ دیتا ہے فرانس کے ایک انگریز کا۔ جیسے روح ویسے فرشتے، جیسا مرزا اور اس کے دعوے ویسے ہی اس کی نبوت کے لیے گواہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام میں تھے اور وہاں مسلمان بھی تھے۔ اگرچہ تھوڑے تھے مگر تھے ضرور۔ اور اس زمانے میں کشمیر تو خالص کفر کا گڑھ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اچھا پاک کیا کہ جہاں تھوڑے بہت مسلمان تھے وہاں سے نکال کر کفر گڑھ میں پہنچا دیا لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع کرنے والے کون ہیں؟

وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری پیروی کی فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ اوپر ان لوگوں کے جو کافر ہیں قیامت کے دن تک۔ صاحبِ روح المعانی اور علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کامل پیروی تو مسلمانوں نے کی ہے اور ناقص پیروی کی ہے عیسائیوں نے اور ان دونوں کا آج تک یہودیوں پر تسلط چلا آرہا ہے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع عیسائیوں نے کی اور کفر یہودیوں نے کیا۔ تو عیسائیوں کی یہودیوں پر آج تک فوقیت چلی آرہی ہے اور قیامت تک رہے گی ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَاَحۡكُمُ بَیۡنَكُمۡ فِیۡمَا كُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ پھر میری طرف ہے تمہارا لوٹنا پس میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان ان چیزوں میں کہ جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ وہ فیصلہ اس طرح ہوگا کہ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا پس بہرحال وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا فَاُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا پس میں ان کو سزا دوں گا سخت سزا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سزا دوں گا وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ اور نہیں ہوگا ان کو کوئی مددگار۔

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے فَیُوَفِّیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ پس ان کو اللہ تعالیٰ پورا پورا اجر دے گا وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظالموں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کے ظلم سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ آمین

ذٰلِكَ نَتۡلُوۡهُ عَلَیۡكَ مِنَ الۡاٰیٰتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِیۡمِ ﴿۵۸﴾

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اس کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلاوت کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے اور وہ ذکر ہے جو حکمت والا ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی ہے جیسے مثال آدم علیہ السلام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو پیدا کیا مٹی سے پھر کہا اُن کو ہو جا،

فَیَکُوۡنُ ﴿۵۹﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنۡ حَآجَّکَ

پس وہ ہو گئے۔ حق تیرے ربّ کی طرف سے ہے پس ہرگز نہ ہو شک کرنے والوں سے۔ پھر جو شخص جھگڑا کرے

فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق، بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ بلائیں

اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ۟

ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو، اور تم اپنی جانوں کو

ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ

پھر ہم مباہلہ کریں پس ڈالیں ہم اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ بے شک یہ البتہ بیان ہے سچا اور نہیں ہے کوئی الٰہ اللہ تعالیٰ

وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ

کے سوا، اور بے شک اللہ تعالیٰ البتہ وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ پس اگر وہ اعراض کریں پس بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے

بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۳﴾ ع ۱۴

فساد کرنے والوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَتۡلُوۡہُ: ہم پڑھ کر سناتے ہیں اسے، اَلذِّکۡرِ: نصیحت، خَلَقَہٗ: اس کو بنایا، فَلَا تَکُنۡ: پس تو نہ ہو، حَآجَّکَ: اس نے جھگڑا کیا تجھ سے، تَعَالَوۡا: تم آؤ، نَدۡعُ: ہم بلاتے ہیں، اَبۡنَآءَنَا: اپنے بیٹے، نِسَآءَنَا: ہماری عورتیں، اَنۡفُسَنَا: ہماری جانیں، نَبۡتَہِلۡ: ہم زاری کریں، نَجۡعَلۡ: ہم کریں گے، اَلۡکٰذِبِیۡنَ: جھوٹے، اَلۡقَصَصُ: بیان۔

ربط:

پہلے ذکر کیا تھا کہ وفد نجران کے عیسائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کیا جب دلائل سے عاجز آ گئے تو کہنے لگے کہ تمہارے قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے اگر بیٹا نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ ان مذکورہ بالا آیات میں عیسائیوں کے اس اعتراض کا جواب دے دیا کہ جیسا حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا۔ حضرت مولانا ادریس

کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیدا کیا پھر آسمان پر اٹھالیا پھر زمین پر بھیجا گیا اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں کہ فلسطین میں پیدا کیا اور پھر آسمان پر اٹھالیا اور قرب قیامت میں وہ دوبارہ ارض شام میں تشریف لائیں گے جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔

اہم نکات: مباھلہ کے واقعہ سے شیعوں کا غلط استدلال:

ثُمَّ نَبْتَهِلْ باب افتعال سے بھی آتا ہے اور مفاعلہ سے بھی مباھلہ کا معنی ہے اَلدُّعَآءُ بِالتَّضَرُّعِ. عاجزی سے دعا کرنا۔ اس واقعہ سے شیعہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھیں کیونکہ اگر اور ہوتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو بھی مباھلے میں لے کر آتے۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ نہ لانے سے موجود نہ ہونا لازم نہیں آتا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ لیکن ان کو نہیں لائے تھے۔ اور ان کو نہ لانے سے ان کا سرے سے انکار لازم نہیں آتا کہ تھے ہی نہیں۔ نیز یہ مباھلہ ۹ ھ میں ہوا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ ھ میں اور ایک حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۸ ھ میں فوت ہوئی تھیں۔ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی ۹ ھ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو رصاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہما کا انتقال ہجرت سے قبل مکہ میں ہی ہو گیا تھا اور تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اُس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے یا پیدا ہو چکے تھے تو اپنے رضاعی والدین کے پاس مدینہ کے مضافات میں تھے اور اُس وقت شیر خوار تھے۔ لہٰذا شیعہ حضرات کا اس واقعہ سے استدلال کرنا کہ ایک بیٹی تھیں اور بیٹیاں نہیں تھیں وہ بالکل غلط ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ یہ واقعات اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر تلاوت کرتے ہیں مِنَ الْاٰيٰتِ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اور ایسا ذکر ہے جو بڑا محکم اور حکمت والا ہے۔ کوئی شک شبے والی بات نہیں ہے۔ یہ بات پہلے بھی بیان کی جا چکی ہے کہ ساٹھ آدمیوں پر مشتمل نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ میں رہے ہیں اور پیدا ہوئے ہیں اور یہ بات بھی تسلیم کرتے ہو کہ وہ کھاتے پیتے بھی تھے اور بیماری تندرستی بھی ان کے ساتھ لگی ہوئی تھی تو ایسی شخصیت الٰہ اور معبود تو نہیں بن سکتی یہ ساری باتیں تسلیم کرنے کے بعد وہ عیسائی کہتے لگے کہ ہم ان کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں تو تم بتاؤ کہ اللہ کے بغیر ان کا باپ کون ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ اللہ نہیں ہے تو اور کون ہے؟ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا۔

عیسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کے مثل ہیں:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی ہے جیسے مثال آدم علیہ السلام کی ہے۔ اگر تمہاری منطق مان لیں کہ جس کا ظاہر طور پر باپ نہ ہو اس کا باپ اللہ ہے اور وہ اللہ کا بیٹا ہے تو پھر کہو نا کہ آدم علیہ السلام کی تو نہ والدہ ہے اور نہ والد۔ تو پھر آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے بیٹے ہوئے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جا پس وہ ہو گئے۔ یعنی جس طرح آدم علیہ السلام کو مٹی سے کلمہ کُن کے ساتھ پیدا فرمایا اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے کلمہ کُن کے ذریعہ پیدا فرمایا۔ جس طرح آدم علیہ السلام کے ماں اور باپ نہیں ہیں اور یہ کہنا درست نہیں ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اللہ کا بیٹا کہنا جائز نہیں ہے۔ ایک اور تشبیہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مرد تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا کس طرح پیدا فرمایا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور قرآن پاک میں موجود ہے وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے جوڑے کو لہٰذا ہم مانتے ہیں۔ تو مرد کی پسلی سے اللہ تعالیٰ نے عورت پیدا فرمائی۔ حضرت مریم علیہا السلام عورت ہیں ان سے مرد پیدا فرمایا۔ ایک اور مشابہت بھی ہے کہ آدم علیہ السلام زمین پر پیدا ہوئے پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو جنت میں لے گئے۔ پھر زمین پر اتارا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیدا فرمایا پھر آسمان پر لے گئے اور قیامت سے پہلے پھر زمین پر اتاریں گے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں نہ اِلٰہ ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ بیان فرمائے:

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق تیرے رب کی طرف سے ہے فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس ہرگز نہ ہو شک کرنے والوں میں سے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے یہ حقیقت ہے اس میں ہرگز شک نہ کرنا، کیونکہ جب کوئی بات قرآن پاک میں آجائے تو اس کے یقینی، قطعی اور محکم ہونے کے بارے میں ہرگز شک نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے زیادہ کوئی ذات سچی نہیں ہے۔ اور اس کے کلام سے سچا کوئی اور کلام نہیں ہے۔

عیسائیوں کو دعوت مباہلہ:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ پس جو شخص جھگڑا کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مباہلے کا چیلنج دیں فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ

اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اورتم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اورتم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو اورتم اپنی جانوں کو ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پھر ہم مباہلہ کریں پس ڈالیں ہم اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ مباہلہ کا معنی ہے عاجزی کے ساتھ دُعا کرنا کہ دونوں فریق کھلے میدان میں آجائیں اور اپنا عقیدہ اور نظریہ بیان کریں اور گڑگڑا کر دُعا کریں اور کہیں کہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عیسائیوں کے سامنے اپنا عقیدہ اور نظریہ یہی بیان فرمایا۔ اور بعد میں بھی یہی بیان کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے۔ نہ اس کا بیٹا ہے، نہ بیٹی، نہ ماں، نہ باپ، نہ بیوی، اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ آگے اس سے اولاد چلی ہے اورتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہو۔ اور اس کا شریک بناتے ہو اور میدان میں اپنے عقیدے کو بیان کرو۔ پھر ہم دُعاء کرتے ہیں کہ اے پروردگار جس کا عقیدہ سچا ہے اس کو نجات دے اور جس کا عقیدہ جھوٹا ہے اس کو تباہ کردے تاکہ لوگ دیکھیں۔ اور بات ان پر واضح ہوجائے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے ساتھیوں کے علاوہ گھر کے ان افراد حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر میدان میں تشریف فرما ہوئے اور ان پر کمبل ڈال دیا۔ اور عورتوں کو ساتھ لے جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب نہ سمجھا۔ پھر عیسائیوں کو فرمایا کہ آؤ میدان میں تاکہ مباہلہ کریں لیکن عیسائیوں نے رات کو ہی آپس میں مشورہ کرلیا تھا کہ مباہلہ نہیں کرنا۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ توتم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور پیغمبر سے جو مباھلہ کرتا ہے وہ بچ کے نہیں جاسکتا۔ باقی ہم ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے ہیں۔ لہٰذا ہم نے مباھلہ نہیں کرنا۔ اور یہ بات اپنی قوم کو بھی نہیں بتانی۔ ورنہ وہ شور مچائیں گے کہ تم نے مباہلہ کیوں نہیں کیا۔ اور مباھلہ کسی قیمت پر نہیں کرنا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ربّ کو مانتے ہو، ہم بھی اللہ کو مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے قائل ہو ہم بھی قیامت کے قائل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمانی کتابوں کو مانتے ہو ہم بھی آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیغمبروں کو مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نمازیں پڑھتے ہو ہم بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے رکھتے ہو، ہم بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ نہیں کریں گے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار رعیت ہیں۔ ہم پر جوٹیکس اور جزیہ عائد ہوتا ہے وہ ہمیں بتاؤ ہم ادا کریں گے۔ اس طرح بات کو ٹالا اور چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اگر مباہلہ کرتے تو اسی مقام پر ختم ہوجاتے۔ ایک بھی بچ کر زندہ نہ جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے ساتھ مباہلہ کرنا اور بچ کے جانا، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ بےشک یہ بیان جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہوا ہے حق ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا

اللہ اور نہیں ہے کوئی اِلٰہ اللہ تعالیٰ کے سوا، معبود صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں نہ ان کی والدہ، نہ کوئی ولی، نہ کوئی امام، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی پیغمبر وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور بے شک البتہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ لوگ حق کی بات سننے سے گریز کریں فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ پس بے شک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہمارے درمیان، اور تمہارے درمیان یہ کہ

نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا

ہم نہ عبادت کریں مگر صرف اللہ تعالیٰ کی اور نہ ہم شریک کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو، اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض بعض کو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿64﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز، پس اگر وہ لوگ پھر جائیں پس تم کہو تم گواہ بن جاؤ بے شک ہم مسلمان ہیں۔ اے کتاب والو! کیوں

تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿65﴾

جھگڑا کرتے ہو تم؟ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں۔ اور نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا

خبردار! تم یہ جھگڑا کرتے ہو ان چیزوں کے بارے میں جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم ہے پس کیوں تم جھگڑا کرتے ہو؟ ان چیزوں کے

لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿66﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

بارے میں جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم علیہ السلام یہودی

وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿67﴾

اور نصرانی نہیں تھے اور لیکن وہ ایک طرف کے ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَيْنَنَا: ہمارے درمیان، لَا نُشْرِكَ: ہم شریک نہ بنائیں، بَعْضُنَا: ہمارا کوئی، اَرْبَابًا: کئی معبود، اِشْهَدُوْا: تم گواہ ہو جاؤ، تُحَآجُّوْنَ: تم جھگڑا کرتے ہو، مَآ اُنْزِلَتِ: نہیں اُتاری گئی، هٰٓاَنْتُمْ: یہ تم ہو، حَاجَجْتُمْ: تم نے جھگڑا کیا، نَصْرَانِيًّا: عیسائی، مُسْلِمًا: فرمانبردار۔

ربط:

مناظرے اور اس کے بعد دعوت مباہلہ کے اس موقع پر عیسائیوں نے شکست کھائی تو اس جگہ عرب کے یہود، مشرک اور دیگر اقوام اور مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے۔ موقع محل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مذاہب والوں کو اسلام کی دعوت دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جو یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں سب کے روحانی اور خاندانی جد تھے ان کے حوالے سے بھی صاف اور واضح موقف بیان کیا۔

تفسیری نکات: اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت پر آجاؤ:

قُلْ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب یعنی جو آسمانی کتابوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کو ہمارا خطاب ہے تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان مشترک یعنی ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی ماننے کا دعویٰ کرتے ہو۔ ہم تو دل سے مانتے ہیں اور عمل سے اس کا ثبوت دیتے ہیں اور تم صرف زبان سے اقرار کرتے ہو مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہو۔ وہ بات یہ ہے کہ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، کہتے وہ بھی تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ کہتے تھے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔ مگر غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا اور نہ ہم شریک کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو۔ زبانی طور پر وہ بھی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں۔ اور تمہیں ہم اسی چیز کی دعوت دیتے ہیں کہ جس طرح تم زبانی طور پر دعویٰ کرتے ہو عمل بھی اس کے مطابق کرو وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض بعض کو اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز۔ یعنی ہم بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور تم بھی دعویٰ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ لہٰذا اس پر عمل بھی کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ربّ نہ بناؤ۔ مگر یہ بھی ان کا فقط دعویٰ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن پاک میں آتا ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ [پارہ:۱۰] انہوں نے ربّ بنالیا اپنے مولویوں اور پیروں کو، اور عیسیٰ علیہ السلام کو۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تو اے اہل کتاب پس تم اس بات کے گواہ بن جاؤ کہ ہم بے شک مسلمان ہیں یعنی صرف اور صرف ایک الٰہ کی عبادت کرنے والے اور اسی کو اپنا خالق مالک، حاجت روا، مشکل کشا ماننے والے ہیں اور ہم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی:

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ اے کتاب والو! کیوں جھگڑا کرتے ہو تم؟ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ حالانکہ نہیں اتاری گئی توراۃ اور انجیل مگر ان کے بعد، توراۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد نازل ہوئی ہے اور انجیل تقریباً ساڑھے تین ہزار سال بعد نازل ہوئی ہے۔ اور توراۃ کا مذہب یہودیت ہے اور انجیل کا مذہب نصرانیت ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کتابیں بعد میں نازل ہوئیں اور مذہب والے پہلے آگے چلے گئے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کہ قانون بعد میں اور ماننے والے پہلے آگے چلے گئے ہوں۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ خبردار! تم یہ جو جھگڑا کرتے ہو فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ان چیزوں کے بارے میں جن کا تمہیں کچھ علم ہے۔ جھگڑا کرتے رہے ہو اور کرتے ہو لیکن فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ پس کیوں تم جھگڑا کرتے ہو؟ ان چیزوں کے بارے میں جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں کسی کے علم کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا اب تم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سُن لو۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ابراہیم علیہ السلام یہودی نہیں تھے، اور نہ عیسائی تھے بلکہ وہ ایک طرف کے ہونے والے، اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ حنیف کا معنیٰ ہے ایک طرف ہو کے رہنے والا مُوَحِّدٌ، مُسْلِمٌ۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور نہ تھے شرک کرنے والوں میں سے۔ اور تم سر سے لے کر پاؤں تک شرک میں ڈوبے ہوئے ہو۔ اور اپنے آپ کو مذہبی، خاندانی ہر لحاظ سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملاتے ہو۔ اور مکے کے مشرک بھی کہتے تھے کہ ہم نسل کے اعتبار سے بھی اور مسلک کے اعتبار سے بھی ابراہیمی ہیں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ یہ سب تمہارے خالی دعوے ہیں۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ

بے شک لوگوں میں سے زیادہ قریب ابراہیم علیہ السلام کے البتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی۔ اور ہمارے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿68﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ

ان کے قریب ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دوست ہے مومنوں کا۔ پسند کیا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں

يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿69﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

سے اس بات کو کہ تمہیں گمراہ کردیں، اور وہ نہیں گمراہ کرسکتے مگر اپنی جانوں کو اور وہ نہیں سمجھتے۔ اے اہلِ کتاب! کیوں

تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿70﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

انکار کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور حالانکہ تم گواہی دیتے ہو، اے کتاب والو! کیوں خلط ملط کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿71﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ ع ٨ ١٥

اور کیوں چھپاتے ہو حق کو، اور حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور کہا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے ایمان لاؤ اس چیز پر جو

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿72﴾

نازل کی گئی ان لوگوں پر جو ایمان لائے دن کے ابتدائی حصے میں اور انکار کرو اس کے آخری حصے میں تاکہ وہ بھی دین سے پھر جائیں

وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ

اور نہ تصدیق کرنا مگر اس کی جس نے تمہارے دین کی پیروی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں! بے شک ہدایت اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔

اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ

ضد اس لئے کرتے ہو کہ دیا جائے کوئی اور مثل اس چیز کے جو دیئے گئے تم یا وہ جھگڑا کریں تمہارے ساتھ تمہارے ربّ کے ہاں،

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بے شک فضیلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے وہ فضیلت جس کو وہ چاہے۔ اور اللہ تعالیٰ کشائش

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿73﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿74﴾

کرنے والا ہے۔ جاننے والا ہے خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَوْلٰی: زیادہ لائق، اِتَّبَعُوْا: پیروی کی اس کی، وَدَّتْ: دل سے چاہا، طَّآئِفَةٌ: گروہ، جماعت، يُضِلُّوْنَكُمْ: وہ گمراہ کردیں تمہیں، تَلْبِسُوْنَ: تم خلط ملط کرتے ہو، اُكْفُرُوْۤا: تم کفر کرو، اٰخِرَهٗ: اس کا آخر، تُؤْمِنُوْۤا: تم ایمان لاؤ، يُّؤْتٰۤى: اسے دیا جاتا ہے، اُوْتِيْتُمْ: تم دیئے گئے، بِيَدِ: ہاتھ، يُؤْتِيْهِ: وہ دیتا ہے اسے۔

ربط:

اوپر اہلِ کتاب کو دعوت دینے کا بیان تھا اب آگے ان کی شرارتوں کا ذکر ہے کہ یہ لوگ یہ منصوبہ بندی کر رہے ہیں کہ

صبح کو ایمان لاؤ اور شام کو انکار کر دو اس طرح باقی اہل ایمان میں بددلی پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی سازش پہلے ہی بے نقاب کر دی۔

اہم نکات:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہودیوں کے پیشواؤں کا اپنے چیلوں کو غلط مشورے:

سابقہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ اہل کتاب کا ایک طائفہ تمہیں بہکانا چاہتا ہے اب ان کے بہکانے کا طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ یہ تھا کہ عبداللہ بن صیف، عادی بن زید اور حارث بن عودیہ یہودیوں کے پیشوا تھے۔ انہوں نے اپنے چیلوں کو سبق دیا کہ دن کے شروع میں زبانی طور پر مسلمان بن جاؤ نہ کہ دل کیساتھ، پھر شام کے وقت اسلام سے پھر جاؤ یہ کہہ کر کہ ہمیں اسلام میں کوئی اچھی بات نظر نہیں آئی۔ تو اس کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی اسلام سے پھر جائیں گے۔

وَجْهَ النَّهَارِ میں ابتداء نہار کو وجہ کیساتھ اس لئے تعبیر کیا کیونکہ ملاقات کے وقت سب سے پہلے چہرے کو دیکھا جاتا ہے۔

اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی وغیرہ میں ہے کہ ① اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ یہ یہود کا مقولہ ہے اور لَا تُؤْمِنُوْٓا کیساتھ اس کا تعلق ہے یعنی یہ نہیں ماننا کہ کوئی دوسرا بھی دیا جائے تم جیسا اور یہ نہ ماننا کہ تم غالب آئے حق کے تعین میں۔

② دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا مقولہ ہے یعنی اس لئے یہ کہتے ہیں کہ کوئی دیا جائے مثل اس کے جو تم کو دیا گیا ہے۔ سَبِيْلٌ میں تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے اَیْ سَبِيْلُ الْزَّامُ۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ بے شک لوگوں میں زیادہ قریب ابراہیم علیہ السلام کے البتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحیح معنیٰ میں ان کی پیروی کی وَهٰذَا النَّبِيُّ اور ہمارے یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب ہیں۔ ان کا تعلق ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تعلق ہے جو ایمان لائے۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ تعالیٰ دوست ہے مومنوں کا۔ یعنی محبت ایمان والوں سے ہی کرتا ہے آگے فرمایا کہ یہ گمراہی میں اتنے آگے چلے گئے ہیں جو لوگ راہِ راست پر ہیں ان کو بھی گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔

اہل کتاب مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں:

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ پسند کیا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے اس بات کو کہ تمہیں

گمراہ کر دیں گے۔ ان میں پڑھے لکھے خبیثوں کی ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے طریقے اور بہانے سوچتے رہتے تھے اور وہ گمراہ کس طرح کرتے تھے۔ اس کا ذکر آگے تیسری آیت کریمہ میں آ رہا ہے یعنی ان کا طریقہ واردات کیا تھا وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور وہ نہیں گمراہ کر سکتے مگر اپنی جانوں کو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے پختہ قسم کے لوگ تھے۔ یہودیوں نے بھی گمراہ کرنے کے بڑے بڑے حیلے کئے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پھسلا نہیں سکے وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ اہلِ کتاب سمجھتے نہیں ہیں کہ ہماری اس کارستانی کا نتیجہ کیا نکلے گا؟۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اے اہلِ کتاب! کیوں انکار کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور حالانکہ تم گواہی دیتے ہو۔ یہودی نجی محفلوں میں ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ یہ وہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے آنا تھا الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وہ پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور علامتیں انجیل میں بھی اور تورات میں بھی تھیں۔ آپس میں بیٹھے ہوئے کہتے تھے اِنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ بے شک یہ سچے رسول ہیں۔ اور جب باہر نکلتے تو کہتے کہ یہ وہ نہیں ہیں وہ اور ہیں۔

اہل کتاب حق اور باطل کو نہ ملاؤ:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اے کتاب والو! کیوں خلط ملط کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو؟ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حالانکہ تم جانتے ہو۔ حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر سکتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں مگر تم خلط ملط کرتے ہو کوئی بات حق کی کرتے ہو اور کوئی بات باطل کی۔ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اہل کتاب کے گمراہ کرنے کا انداز:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور کہا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ ایمان لاؤ! اس چیز پر جو نازل کی گئی ان لوگوں پر جو ایمان لائے دن کے ابتدائی حصے میں وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ اور انکار کرو اس دن کے آخری حصے میں۔ اہلِ کتاب کے پانچ سات پڑھے لکھے غنڈے اکٹھے ہوئے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا منصوبہ بنایا کہ اس طرح کرو کہ صبح کے وقت جہاں مسلمانوں کا مجمع ہو وہاں جا کر کہہ دو کہ ہم بھی مومن ہیں۔ اور جو کچھ تمہارے اوپر نازل ہوا ہے قرآن پاک اور دوسرے احکامات ہم ان پر ایمان لائے ہیں مسلمان خوش ہو جائیں گے کہ دیکھو جی! یہودی مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور جب سورج غروب ہونے لگے تو ان کے مجمع میں یہ کہہ کر واپس آ جاؤ کہ ہمیں اسلام میں کوئی سچائی نظر نہیں آئی۔ اس واسطے ہم اپنے پہلے مذہب پر چلے گئے ہیں لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ بھی دین سے پھر جائیں۔ اس طرح مسلمان سوچیں گے کہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ اسلام قبول کیا اگر

ضد ہوتی تو اسلام قبول ہی نہ کرتے پھر ایک دن بھی اسلام میں نہیں رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سچا نہیں ہے۔ تو وہ شک میں پڑ کر اسلام سے منحرف ہو جائیں گے۔ یہودیوں کا حیلہ اور تدبیر دیکھو! لیکن مسلمانوں پر ان کا کوئی حیلہ بھی کارگر نہ ہوا۔ اوران کو یہ بھی سمجھا کے بھیجا گیا تھا۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ اور نہ تصدیق کرنا مگر اس کی جس نے تمہارے دین کی پیروی کی۔ یعنی مومنوں کی دل سے تصدیق نہ کرنا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں! بے شک ہدایت اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ وہ جس کو چاہے دے اور تم اس واسطے ضد کرتے ہو کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ یہ کہ دیا جائے کوئی مثل اس چیز کے جو تم دیئے گئے ہو۔ یعنی جس طرح تمہیں رسالت ملی تمہارے پیغمبروں پر کتابیں نازل ہوئیں وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت عطاء فرمائی۔ اس طرح مسلمانوں کو کیوں ملی ہے اب ہمیں کیوں نہیں ملی۔ اس بنیاد پر تم یہ حرکتیں کرتے ہو اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ یا وہ جھگڑا کریں تمہارے ساتھ ربّ کے ہاں۔ یعنی اگر تم نے ان کی تصدیق کر دی تو وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے خلاف حجت قائم کریں گے کہ اے پروردگار ان لوگوں نے سچے دین کی تصدیق کرنے کے باوجود تیرے آخری نبی اور تیری کتاب قرآنِ کریم کو تسلیم نہ کیا۔ اس طرح اہلِ اسلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے تم پر غالب آجائیں گے لہٰذا سلامتی اسی میں ہے کہ صرف اس کی تصدیق کی جائے جو تمہارے دین کا متبع ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے کی تصدیق نہ کرنا قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ آپ ﷺ فرمادیں! بے شک فضیلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے وہ فضیلت جس کو چاہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ کشائش کرنے والا ہے، جاننے والا ہے۔

نبوت اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے:

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ جس کو نبی بنانا ہے اور اس پر وحی نازل کرنی ہے۔ اس میں بندوں کو کوئی دخل نہیں ہے۔ نہ ہی نبوت ایسی چیز ہے کہ محنت کر کے کوئی نبی بن جائے۔ حاشا و کلا۔ اہلِ اسلام کا یہ اتفاقی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے نبوت دے یہ اس کی مہربانی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ آخری پیغمبر ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ قادیانیوں کا باطل عقیدہ ہے کہ عبادت کرتے کرتے آدمی بلند مقام پر پہنچ جائے تو اس کو نبوت مل جاتی ہے جیسا کہ مرزا بشیر الدین محمود ملعون نے سیرۃ مہدی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص عبادت کرتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جائے جو بہت بلند ہو تو اس کو نبوت مل جاتی ہے بلکہ حضرت محمد ﷺ کے درجے سے بھی بڑھ سکتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تو یاد رکھنا نبوت ایسی چیز ہے جو صرف خالصتاً اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ

اور اہلِ کتاب میں سے بعض وہ ہیں اگر تو ان کے پاس امانت رکھے بہت سارا مال وہ ادا کریں گے اس مال کو تجھے، اور ان

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ

اہلِ کتاب میں سے وہ بھی ہیں اگر تو اس کے پاس امانت رکھے صرف ایک دینار نہیں ادا کرے گا وہ اس دینار کو تجھے مگر جب تک قائم رہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ

تو اس پر کھڑا، یہ اس وجہ سے کہ بے شک انہوں نے کہا نہیں ہے ہم پر ان پڑھ لوگوں کے مال لینے میں کوئی الزام کا راستہ۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝75 بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

اور یہ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ کیوں نہیں ان پر الزام کا راستہ جو اپنا عہد پورا کرے گا

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝76 اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا پس بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو خریدتے ہیں اللہ تعالیٰ

وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

کے عہد کے بدلے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت وہ لوگ ہیں کوئی حصہ نہیں ہوگا ان کے لیے اچھائی کا آخرت میں،

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ

اور اللہ تعالیٰ ان سے پیار کا کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نگاہِ شفقت فرمائیں گے قیامت کے دن، اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ پاک

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝77 وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور بے شک ان اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو موڑتے ہیں اپنی زبانوں

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ

کو کتاب کے ساتھ تاکہ تم سمجھو اس کو کتاب سے، حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے، اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝78

حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْ تَاْمَنْهُ: اگر تو امانت دے اسے، بِقِنْطَارٍ: مالِ کثیر، دِيْنَارٍ: ایک دینار، دُمْتَ: تو ٹھہرا رہا، اَلْكَذِبَ: جھوٹ،

اَوْفٰى: اس نے پورا کیا، اَيْمَانِهِمْ: ان کی قسمیں، لَا يَنْظُرُ: وہ نہیں دیکھتا، يَلْوٗنَ: وہ موڑتے ہیں، اَلْسِنَتَهُمْ: اپنی زبانیں، لِتَحْسَبُوْهُ: تاکہ تم گمان کرواسکے بارے میں۔

ربط:

اس سے قبل اہلِ کتاب کے غلط عقائد کا بیان ہورہا تھا اب ان کے بدمعاملہ ہونے کا تذکرہ ہورہا ہے نیز اُن کا اپنی کتابوں میں تحریف کرنے کا بھی تذکرہ ہورہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی امانت داری:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ اور اہلِ کتاب میں سے بعض وہ ہیں اگر تو ان کے پاس امانت رکھے بہت سارا مال يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وہ ادا کریں گے اس مال کو تجھے۔ جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تفسیر اور احادیث کی کتابوں میں آتا ہے کہ ایک مسافر آیا جو کہ تاجر تھا۔ اس کے پاس بارہ سو اوقیہ سونا تھا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ساڑے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ اس وقت کے لحاظ سے تقریباً پانچ چھ لاکھ رقم بنتی ہے۔ اس تاجر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ شریف آدمی ہیں۔ ان کو الگ بلایا اور کہنے لگا کہ میں مسافر ہوں اور تاجر آدمی ہوں۔ میرے پاس کچھ رقم ہے میں آپ کے پاس امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ جب میں واپس جانے لگوں گا واپس لے لوں گا۔ فرمایا! رکھ دے۔ وہ شخص سونا بغیر کسی گواہ اور تحریر کے ان کے پاس امانت رکھ کر چلا گیا۔ جو بھی کام اس مسافر نے کرنے تھے کئے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اب واپس گھر جانا چاہتا ہوں اور میں نے تمہارے پاس امانت رکھی تھی وہ مجھے واپس کردیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس وقت یہودی تھے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مگر فطرتِ سلیمہ کے مالک اور نیک طبع آدمی تھے۔ انہوں نے سارا سونا لا کر اُس تاجر کے حوالے کردیا۔ اتنی بڑی رقم کا سونا اور اس پر گواہ کوئی نہیں تحریر کوئی نہیں مگر دیانت داری بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دیانت کی برکت سے ایمان کی توفیق عطاء فرمائی اور مسلمان ہوگئے۔ ان کا پورا کا پورا گھرانہ علمی تھا۔ مرد اور عورتیں سب توراۃ کے ماہر تھے۔ یہ اپنی پھوپھی سے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں اور علامتیں سنا کرتے تھے وہ انہوں نے نوٹ کی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ اس وقت مسلمان ہوئے۔

ایک یہودی عالم کا بے ایمانی کا واقعہ:

اور اہلِ کتاب میں بڑے بڑے بے ایمان لوگ بھی تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ اور ان اہلِ کتاب میں سے وہ بھی ہیں اگر تو ان کے پاس امانت رکھے صرف ایک دینار لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ نہیں

ادا کرے گا وہ اس دینار کو تجھے اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا مگر جب تک قائم رہے تو اس پر کھڑا۔ مدینہ طیبہ میں یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم تھا۔ فخاص ابن عازورا اس کی وضع قطع شکل وصورت ایسی تھی کہ لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ اس سے زیادہ نیک کوئی نہیں۔ اور گفتگو کا انداز ایسا تھا کہ لوگ شوق سے سنتے تھے۔ قریش کا ایک مسافر مدینہ طیبہ آیا تو فخاص کو شکل وصورت سے بڑا بزرگ خیال کر کے اس کے پاس گیا۔ اس وقت اس کے شاگرد اور مرید بھی اس کے پاس موجود تھے۔ اس مسافر نے کہا غریب آدمی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ یہ میرے پاس ایک دینار ہے تمہارے پاس امانت رکھتا ہوں جب میں واپس گھر جاؤں گا تم سے لے لوں گا۔ وہ مسافر کچھ عرصہ کے بعد آیا اس وقت بھی فخاص کے مرید اور شاگرد اس کے پاس موجود تھے۔ کہنے لگا کہ اب میرا گھر جانے کا ارادہ ہے لہٰذا میرا وہ دینار جو میں نے تمہارے پاس رکھا تھا واپس دے دو۔ فخاص نے اس مسافر کو گھور کر دیکھا اور کہنے لگا کونسا دینار اور کب تو نے امانت کے طور پر رکھوایا تھا؟ خواہ مخواہ مجھ پر بہتان لگا رہا ہے۔ چلا جا یہاں سے۔ اس کو جھڑک دیا وہ بے چارہ باہر چلا گیا شاگردوں اور مریدوں نے کہا اس نے ایک دینار تمہارے پاس امانت کے طور پر رکھا تو تھا تم بھول گئے ہو۔ فخاص کہنے لگا اس بات کو چھوڑو یہ ان پڑھ لوگ ہیں۔ ہم نے فیسیں دے کر تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کا مال کھانا ہمارے لئے جائز ہے۔ یہ تو ہمارے گدھے ہیں جس طرح چاہو ان پر سواری کرلو۔ اس کے مریدوں میں کوئی تجربہ کار آدمی تھا۔ وہ اس مسافر کے پاس آیا اور کہا کہ یہ ہمارا مولوی اور عالم ہے اس کو میں جانتا ہوں یہ اس طرح دینار نہیں دے گا میں تجھے طریقہ بتاتا ہوں۔ اس طرح کر تجھے دینار مل جائے گا تو جا کر اس کو کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میرا دینار دے دے۔ ورنہ میں محلوں میں، گلیوں میں پھروں گا اور شور مچاؤں گا کہ فخاص بن عازورا میرا دینار کھا گیا ہے۔ اس مسافر نے جب اس طرح جا کر کہا تو گھبرایا اور جیب سے ایک دینار نکال کر اس کی طرف پھینکا۔ اور کہا کہ خواہ مخواہ ویسے ہی بدنام کرتا ہے لے یہ دینار اور نکل جا یہاں سے۔ کیونکہ ان کا نظریہ ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ یہ اس وجہ سے کہ بے شک انہوں نے کہا نہیں ہے ہم پر ان پڑھ لوگوں کے مال لینے میں کوئی الزام کا راستہ۔ یعنی جس طرح چاہو اور جس طریقے سے چاہو ان ان پڑھوں سے مال لینا درست ہے زبردستی یا دھوکے سے یا تجارت میں خیانت کر کے ہر طرح جائز ہے جب انسان بددیانت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اسلام جیسی عزیز متاع کیوں نصیب کرے وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اور یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص غلط فہمی کا شکار ہو تو وہ الگ بات ہے جان بوجھ کر کہنا کہ ہم بڑے نیک اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ اور پڑھے ہوئے ہیں اور یہ ان پڑھ لوگ ہمارے گدھے اور ٹٹو ہیں۔ ان پر سوار ہو جاؤ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ فرمایا! یہ بالکل جھوٹ بولتے ہیں۔

بَلٰى کیوں نہیں ان پر الزام کا راستہ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ جو اپنا عہد پورا کرے گا وَاتَّقٰى اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا

رہے گا۔ جس طرح حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنا عہد پورا کیا اور دوسری مثال فخاص بن عازورا کی ہے کہ وہ ایک دینار پر ہی بے ایمان ہو گیا فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ پس بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

یہودی جھوٹی قسمیں کھانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کے ساتھ کنویں کے سلسلہ میں جھگڑا تھا۔ یہودی کہتا تھا کہ کنواں میرا ہے اور حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا دعویٰ تھا کہ کنواں میرا ہے۔ اور حقیقت میں تھا بھی حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا اور یہودی نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا۔ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنی ملکیت کے ثبوت کے لیے گواہ پیش کر سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کنواں ہمارے خاندان میں عرصہ سے چلا آرہا ہے ہمارے بڑوں نے اس کو کھودا تھا۔ اس کے گواہ میں اب کہاں سے لاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ یہودی ہے اس کے لیے جھوٹی قسم کھانا دشوار نہ ہوگا۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا بے شک وہ لوگ جو خریدتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کے بدلے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا عہد کیا تھا مگر ایمان نہیں لائے وہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا امانت کے ادا کرنے کا۔ لیکن یہ حق دار کو امانت ادا نہیں کرتے اور قسم کے بدلے دنیا کا حقیر مال خریدتے ہیں اور دنیا ساری ہی قلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا و مافیہا کی قدر اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا تو جو دنیا کی خاطر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور عہد پورا نہیں کرتے اور امانت ادا نہیں کرتے اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ یہ وہ لوگ ہیں کوئی حصہ نہیں ہوگا ان کے لیے اچھائی کا آخرت میں وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت اور پیار بھرا کلام نہیں فرمائیں گے۔ محبت کی گفتگو نہیں ہوگی وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن نگاہِ شفقت فرمائیں گے۔ ویسے دیکھے گا تو سب کو۔ یعنی مطلقاً دیکھنے کی نفی نہیں ہے۔ مگر شفقت سے دیکھنے کی نفی ہے وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں سے پاک بھی نہیں کرے گا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اہل کتاب اپنی کتابوں میں تحریف و تبدیلی کر دیتے تھے:

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ اور بے شک ان اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو موڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ تاکہ تم سمجھو اس کو کتاب سے وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پڑھے لکھے لوگ بھی ہوتے تھے اور ان پڑھ

بھی ذہین بھی اور غبی بھی، شہری بھی اور دیہاتی بھی اور ہر مجلس کا یہی حال ہوتا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ "رَاعِنَا"۔ حضرت ہماری رعایت فرمائیں کہ ہم سب سمجھیں۔ اور یہودی زبان تھوڑی سے دبا کر کہتے تھے "رَاعِیْنَا" کہ عین کے بعد یا پیدا ہو جاتی تھی تو اس کا معنیٰ بنتا ہے متکبر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں میں بڑی رعونت ہے یعنی تکبر ہے سورۃ البقرہ میں تم یہ بات پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ بولنے سے منع فرما دیا۔ فرمایا! یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اے ایمان والو! رَاعِنَا نہ کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر شفقت فرمائیں کیونکہ ایسے ملتے جلتے الفاظ سے یہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ اور وہ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہم ہیرا پھیری کر رہے ہیں۔ اور ایسی ہیرا پھیری کرنا بڑا سخت گناہ ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا

نہیں حق پہنچتا کسی بشر کو اس کے بعد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب دی ہو اور حکم دیا ہو اور نبوۃ دی ہو پھر کہے لوگوں کو ہو جاؤ تم

عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

میرے بندے اللہ تعالیٰ کے ماسواء، اور لیکن وہ یہ کہے گا کہ ہو جاؤ تم ربّ والے، اس واسطے کہ تم تعلیم دیتے ہو کتاب کی

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿79﴾ وَلَا یَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ

اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو کتاب کو۔ اور وہ تم کو حکم نہیں دے گا اس بات کا کہ تم بنالو فرشتوں کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ربّ،

اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿80﴾ ع ٩

کیا وہ تمہیں حکم کرے گا کفر کا، بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْحُكْمُ: حکم کرنا، اَلنُّبُوَّةَ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبری، عِبَادًا: بندے، غلام، رَبّٰنِیّٖنَ: اللہ والے، تُعَلِّمُوْنَ: تم سکھاتے ہو، تَدْرُسُوْنَ: تم پڑھتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں اہلِ کتاب کی بدمعاملیوں کا ذکر تھا ان دو آیات میں ان کے شرکیہ عقائد کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اللہ

تعالیٰ کے کسی پیغمبر نے بھی اپنی یا اور کسی مخلوق کی کبھی عبادت کی دعوت نہیں دی ہے۔ ان آیات کا ایک پسِ منظر اور بھی بیان کیا گیا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد جب آیا تو آپ ﷺ نے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں معبود نہیں اور حضرت عزیر علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں معبود نہیں۔ اس پر ابورافع یہودی نے کہا کیا آپ ﷺ اپنے آپ کو معبود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان تمام شرکیہ و کفریہ عقائد کی تردید فرمائی ہے۔

تفسیری نکات: کسی بھی نبی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے الٰہ ہونے کا اعلان کرے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ نہیں حق پہنچتا کسی بشر کو اس کے بعد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب دی ہو اور حکم دیا ہو اور نبوت عطاء کی ہو۔ ان قیود کے بعد پیغمبروں کے علاوہ دوسرے بشر اس موضوع سے خارج ہو گئے کیونکہ دوسروں پر نہ تو کتابیں نازل ہوتی ہیں۔ نہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نبوۃ عطاء فرمائی ہے نہ ان پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اس میں صرف اور صرف پیغمبر آتے ہیں تو پیغمبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان چیزوں کے عطا ہو جانے کے بعد ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پھر وہ کہے لوگوں کو ہو جاؤ تم میرے بندے اللہ تعالیٰ کے سوا، یہ تو پیغمبر کا حق ہی نہیں ہے۔ اور یہ اس کی شان کے لائق ہی نہیں ہے۔ یہ تمہاری خانہ ساز باتیں ہیں کسی بھی نبی نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ تم میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ وہ تو یہ تعلیم دیتے ہیں وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ اور بلکہ وہ یہ کہے گا کہ ہو جاؤ تم ربّ والے بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ اس واسطے کہ تم تعلیم دیتے ہو کتاب کی وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو کتاب کو۔ خطاب تو عیسائیوں کو ہے اور وہ کتاب پڑھتے بھی تھے۔ اور اس کی تعلیم بھی دیتے تھے مگر وہ بات کہ جس سے ان پر زد پڑتی تھی اس کو چھوڑ دیتے تھے۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اور وہ تم کو حکم نہیں دے گا اس بات کا کہ تم بنالو فرشتوں کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ربّ۔ یہودیوں نے حضرت عُزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا اور صابیوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا۔ پھر ان کی پوجا شروع کر دی اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کیا وہ نبی تمہیں حکم کرے گا کفر کا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اسلام سکھانے کے لیے آتا ہے؟ کفر سکھانے نہیں آتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ پیغمبروں سے، وہ چیز جو میں تمہیں دوں گا کوئی کتاب اور دانائی، پھر آئے گا تمہارے پاس رسول،

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ

تصدیق کرنے والا ہوگا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے۔ البتہ ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور البتہ ضرور تم اس کی

اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ

مدد کرو گے، فرمایا پروردگار نے کیا تم نے اقرار کیا؟ اور لیا تم نے اس پر میرا وعدہ، کہنے لگے ہم نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الشّٰهِدِيْنَ ﴿81﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿82﴾

پس گواہ بن جاؤ اور میں تمہارے ساتھ ہوں گواہوں میں سے۔ پس جس نے اعراض کیا اس کے بعد پس وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کوئی اور دین یہ تلاش کرتے ہیں، اور اسی کے سامنے جھکی ہوئی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے،

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿83﴾ قُلْ اٰمَنَّا

اور جو زمین میں ہے خوشی کے ساتھ اور جبراً اور اسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے ہم ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس چیز جو نازل کی گئی ابراہیم علیہ السلام پر، اور اسماعیل علیہ السلام پر، اور اسحاق علیہ السلام پر

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور یعقوب علیہ السلام پر اور ان کی اولاد پر اور اس چیز پر جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب نبیوں کو جو دی گئی ان کے

رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿84﴾

ربّ کی طرف سے، ہم نہیں تفریق کرتے ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی اور ہم اسی اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخَذَ: اس نے لیا، اٰتَيْتُكُمْ: میں نے دیا تمہیں، لَتُؤْمِنُنَّ: ضرور تم ایمان لاؤ گے، لَتَنْصُرُنَّهٗ: ضرور تم مدد کرو گے اس کی، اِصْرِيْ: میرا عہد، يَبْغُوْنَ: وہ چاہتے ہیں، طَوْعًا: خوشی سے، كَرْهًا: مجبوری سے، يُرْجَعُوْنَ: لوٹائے جائیں گے۔

ربط:

سبق الغایات میں ہے کہ اے یہودیو اور مشرکو تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ہو حالانکہ اللہ کے تمام پیغمبر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔

اہم نکات: انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق عہد:

انبیاء کرام سے یہ وعدہ کب لیا گیا تھا اس میں دو قول ہیں:

① تفسیر خازن میں ہے کہ عالم ارواح میں یہ وعدہ لیا گیا۔

② تفسیر طبری میں ہے کہ جب کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہوتا تو اس سے یہ وعدہ لیا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرنا اور اپنے متبعین کو اس کی تاکید کرنا کہ اگر ان کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں اور مبعوث ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و نصرت کرے۔

سوال: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمان تو پہلے لانا ممکن ہے لیکن نصرت پہلے کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب: جواب اس کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کو بیان کرنے کیلئے فرمایا کہ ان کی نصرت کرنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے عربی کا مقولہ ہے مالا یدرک کلہٗ لا یترک کلہٗ۔

فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

① جس نے نبی نہ ہو کر اس سے اعراض کیا تو وہ فاسق ہوگا۔ ای من تولی من غیر الانبیاء بعد ذالك.

② پس جس نے اعراض کیا ان پیغمبروں میں سے تو وہ فاسق ہے۔

اشکال: اشکال اس پر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیسے انکار کریں گے اور کیسے وہ فاسق ہو سکتے ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اس چیز کا ہونا محال ہے لیکن اس کی اہمیت بتلانے کیلئے کہ بالفرض اگر انبیاء علیہم السلام بھی انکار کر لیں تو وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔

تفسیری نکات: تمام پیغمبروں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور مدد کا وعدہ لیا گیا:

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ پیغمبروں سے یہ وعدہ کب لیا گیا۔ اس بارے میں دو تفسیریں منقول ہیں۔

(اوّل) ایک تفسیر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم ازل، عالم ارواح، عالم میثاق میں ساری مخلوق کی ارواح کو اکٹھا کیا اور ان کو ادراک اور شعور عطاء فرمایا اور سب کو کہا ''اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ؟ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں''؟ ''قَالُوۡا بَلٰى تو سب نے جواب دیا اور کہا کیوں نہیں تو ہمارا ربّ ہے''۔ تو جس مقام پر اپنی الوہیت کا وعدہ لیا تھا وہیں پر تمام پیغمبروں کو الگ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوۃ کا اقرار لیا کہ میں ایک نبی بھیجوں گا اس پر سب کا ایمان لانا ضروری ہے۔ سب نے کہا ہمیں منظور ہے۔ اکثر مفسرین کرام تو یہی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ ہے کہ دنیا میں جب پیغمبر تشریف لائے تو سب سے الگ الگ وعدہ لیا گیا۔ مثلاً جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرنا ضروری ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا میرا ایمان ہے۔ اسی طرح جب شیث علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے وعدہ لیا گیا اور جب نوح علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے وعدہ لیا گیا، پھر جب ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے وعدہ لیا گیا۔ یعنی جو پیغمبر جس وقت دنیا میں تشریف لائے ان سے اس وقت وعدہ لیا گیا۔ اور وعدہ اس عنوان سے لیا گیا لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ البتہ وہ چیز جو میں تمہیں دوں گا مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ کوئی کتاب اور حکمت اور نبوۃ۔ یعنی میں تمہیں کتاب دوں گا وحی آئے گی حکم دوں گا دانائی کی باتیں دوں گا یہ تمہارا منصب ہے اس کو سمجھ لو کہ تم کون ہو؟ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ پھر آئے تمہارے پاس رسول مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ تصدیق کرنے والا ہوگا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے۔ توحید رسالت کتاب وغیرہ، جو بھی اصولی باتیں ہیں وہ ان کی تصدیق کرے گا پھر وہ پیغمبر جب تمہارے پاس آئے تو یہ وعدہ کرو لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ البتہ ضرور بضرور تم اُن پر ایمان لاؤ گے وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور البتہ ضرور تم اُن کی مدد کرو گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے لیا قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ فرمایا پروردگار نے کیا تم نے اقرار کیا؟ اس وعدے کا کہ وہ آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آئیں گے اُن پر ایمان لاؤ گے اور اگر تمہارے دَور میں آ گئے تو اُن کی مدد بھی کرو گے وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ اور لیا تم نے اس پر میرا وعدہ اور مان لیا قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا پیغمبروں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس عہد کو پورا کریں گے۔ آنے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بھی لائیں گے اور اگر ہمارے دور میں آئے تو ہم اُن کی مدد بھی کریں گے قَالَ فَاشْهَدُوْا اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس گواہ بن جاؤ کہ تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جس پیغمبر نے بعد میں تشریف لانا ہے تم اُن پر ایمان لاؤ گے اور اگر تمہارے دور میں آ گئے تو اُن کی مدد بھی کرو گے وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ اور حق کے گواہوں میں سے بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ پس جس نے اعراض کیا اس کے بعد۔ یعنی پیغمبروں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوۃ کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کا اقرار کیا اور دوسرے لوگ اعراض کریں گے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ کہ پیغمبر تو اقراری ہوں اور امتی کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوۃ اور دین ہمارے لئے نہیں ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے۔ ان پیغمبروں کی شریعتیں اپنے اپنے زمانے میں حق اور سچ تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو سارے دین ختم اور منسوخ ہو گئے اب کامیابی صرف اسلام میں ہے۔

تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے آگے جھکی ہوئی ہے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ کیا پس اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کوئی اور دین یہ تلاش کرتے ہیں وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ

فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے سامنے جھکی ہوئی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں یا جو بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ سب اس کے احکام مانتے ہیں اور اس کے احکام کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور جو زمین میں ہیں وہ اللہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں طَوْعًا وَّكَرْهًا کوئی خوشی کے ساتھ جھکا ہوا ہے اور کوئی مجبوراً۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھکا ہوا ہے وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ اور اسی ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یعنی جانا سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

مسلمان ہر نبی پر اور اُن پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان رکھتے ہیں:

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ اے نبی کریم ﷺ آپ فرما دیجئے ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور اس چیز پر جو ہم پر نازل کی گئی وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ابراہیم علیہ السلام پر اور اسماعیل علیہ السلام پر اور اسحاق علیہ السلام پر اور یعقوب علیہ السلام پر وَالْاَسْبَاطِ اور ان کی اولاد در اولاد کی طرف۔ جو نازل کی گئی ہے کیونکہ اسباط جمع ہے سبط کی اور سبط کے معنیٰ ہیں بیٹا اور پوتا تو یہاں معنیٰ ہوں گے اولاد در اولاد اور خاص طور پر وہاں چونکہ یہودی اور عیسائی تھے جن کے ساتھ بات ہو رہی تھی۔ اس واسطے خصوصیت کے ساتھ فرمایا وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور ہم اس چیز پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور سب نبیوں کو جو دی گئی ان کے ربّ کی طرف سے ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس اے اہل کتاب اور مشرکین ہم تو سارے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی طرف جو اللہ کی طرف سے احکام نازل ہوئے ہیں ہم سب پر ایمان لاتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم نہیں تفریق کرتے ان میں سے کسی ایک کے درمیان۔ اوپر چونکہ اٰمَنَّا ہے۔ اس واسطے تفریق سے مراد ایمان کی تفریق ہے کہ ہم ایمان کے سلسلے میں تفریق نہیں کرتے کہ " نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ بعض پر ایمان لائیں اور بعض پر ایمان نہ لائیں"۔ بلکہ ہمارا سب پر ایمان ہے کہ سارے اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں بہترین نمونہ تھے۔ باقی رہی بات درجوں کی تو وہ پیغمبروں کے اپنے درجے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے"۔ اور پندرویں پارے میں آتا ہے "وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ البتہ تحقیق ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت عطاء فرمائی ہے"۔ تمام پیغمبرں میں سب سے اعلیٰ اور بلند مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس دوسرے پیغمبر ہیں وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ ہم تمہاری طرح نہیں ہیں کہ اپنی خواہشات پر چلیں۔ نجران کے لوگوں نے آخری پیغمبر کے متعلق یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ نبی ہوں گے مگر ہمارے لئے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تمام

پیغمبروں نے وعدہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اور نصرت کرنے کا تو تم کون ہوتے ہو نہ ماننے والے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

اور وہ شخص کہ جس نے تلاش کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور دین، پس ہرگز وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿85﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ کیسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد،

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور انہوں نے گواہی دی کہ بے شک وہ رسول برحق ہیں، اور آ گئیں ان کے پاس واضح دلیلیں اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿86﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ

ظالم قوم کو، وہ لوگ بدلا ان کا، بے شک ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی،

اَجْمَعِيْنَ ﴿87﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿88﴾

ہمیشہ رہیں گا اس لعنت میں نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿89﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اس کے بعد، اور اصلاح کر لی پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ بے شک وہ لوگ

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿90﴾

جنہوں نے انکار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھ گئے وہ کفر میں، ہرگز نہیں قبول کی جائے گی ان کی توبہ اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور مرے اس حالت میں کہ وہ کافر تھے، پس ہرگز نہیں قبول کی جائے گی

مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

ان میں سے کسی ایک سے سونے سے بھری ہوئی زمین اور اگرچہ وہ اس کو بطور فدیہ کے دے دے یہی لوگ ہیں جن کے لیے

اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿91﴾ ع ١١ ١٧

دردناک عذاب ہے اور نہیں ہوگا ان کا کوئی مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَبْتَغِ: وہ چاہے، دِيْنًا: دین، قَوْمًا: قوم، اِيْمَانِهِمْ: ان کا ایمان، شَهِدُوْٓا: انہوں نے گواہی دی، جَزَآؤُهُمْ:

ان کا بدلہ، اِزْدَادُوْا: وہ زیادہ ہوئے، لَنْ تُقْبَلَ: ہرگز نہیں قبول کی جائے گی، تَوْبَتُهُمْ: ان کی توبہ، الضَّآلُّوْنَ: بھٹکے ہوئے، مِلْءُ: مقدار بھر، ذَهَبًا: سونا، لَوِافْتَدٰى: اگر وہ جان چھڑانے کے لیے دے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت کی حقانیت کا بیان اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ان آیات میں بھی آپ ﷺ کی نبوت ورسالت اور دینِ اسلام کی حقانیت کا بیان کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے یہاں نبی کریم ﷺ کے پیش کردہ دین کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور وہ شخص کہ جس نے تلاش کیا اسلام کے علاوہ اور دین پس ہرگز وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ بے شک اپنے وقت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا دین بھی صحیح تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین پیش کیا اپنے وقت میں وہ بھی صحیح تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو دین پیش کیا اپنے زمانے میں وہ بھی حق تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں۔ اب کُل کائنات کے واسطے حضرت محمد ﷺ نبی اور رسول ہیں اور سب کی نجات اسی دین میں ہے جو آپ ﷺ نے پیش فرمایا ہے۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا پس اس سے ہرگز نہ قبول کیا جائے گا وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ یہ اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ جو اس وقت قرآن اور صاحبِ قرآن آنحضرت ﷺ کے دشمن بنے ہوئے ہیں ان کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ [پارہ:۹] یہ رسول ﷺ وہ ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے حالات پاتے ہیں لکھے ہوئے اپنے پاس توراۃ میں اور انجیل میں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی خوبیاں اور اوصاف اور آپ ﷺ کا حلیہ مبارک ان کو توراۃ میں بھی لکھا ہوا ملتا تھا اور انجیل میں بھی لکھا ہوا ملتا تھا۔

جو آپ ﷺ کا جانتے بوجھتے انکار کرے اس پر فرشتوں پیغمبروں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے:

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ کیسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد وَشَهِدُوْٓا اور انہوں نے گواہی دی اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ کہ بے شک وہ رسول برحق ہیں۔ یعنی پہلے ایمان بھی لے آئے اور یہ بھی کہیں کہ وہ رسول برحق ہیں وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ اور آگئیں ان کے پاس واضح دلیلیں۔ کہ ان پیغمبر سے معجزات صادر ہوئے اور ان کو انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا پھر بھی کفر پر اڑے رہے۔ تو یہ ظالم قوم ہیں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت ان کو دیتا ہے، ایمان ان

کو دیتا ہے جو اس کے طالب ہوں زبردستی کسی کو ایمان نہیں دیتا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ یہ وہ لوگ ہیں بدلہ ان کا اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ بے شک ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتوں کی لعنت ہے وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے اُن کے طفیل اور وسیلے سے دعائیں کریں اور ان کے تشریف لانے کے بعد کہیں کہ یہ وہی پیغمبر نہیں ہیں جنہوں نے آنا تھا اور ایمان لانے سے انکار کریں تو وہ ملعون ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے اس لعنت میں لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور فیصلے کے بعد ان کو مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ ایسا نہیں ہوگا جس طرح دنیا میں فیصلے ہوتے ہیں اور سزا موخر ہو جاتی ہے پھر کچھ عرصہ بعد دی جاتی ہے۔ وہاں کوئی مہلت نہیں ہوگی۔ جس وقت فیصلہ ہوگا فوراً سزا ہوگی۔ ہاں وہ لوگ بچ جائیں گے

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اس کے بعد وَاَصْلَحُوْا اور اپنے عقائد اور اعمال کو درست کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق عقائد اختیار کیے اور پہلے والے عقائد اور اعمال چھوڑ دیئے فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ایمان لانے کے بعد۔ کہ پہلے ایمان لائے پھر منکر ہو گئے ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر بڑھ گئے وہ کفر میں۔ یعنی مزید پختہ ہو گئے لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ہرگز نہیں قبول کی جائے گی ان کی توبہ۔ اس توبہ کی کیا حیثیت ہے؟ کہ کفر پر بھی اڑے رہیں اور منہ سے توبہ، توبہ بھی کہتے رہیں۔ تو یہ توبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ تو خالص مکاری ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

کافروں کو جہنم سے چھٹکارے کا کوئی بھی ذریعہ نہ ہوگا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وَمَاتُوْا اور مرے اس حالت میں وَهُمْ كُفَّارٌ کہ وہ کافر تھے فَلَنْ يُّقْبَلَ پس ہرگز نہیں قبول کی جائے گی مِنْ اَحَدِهِمْ ان میں سے کسی ایک سے مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا سونے سے بھری ہوئی زمین۔ اور چوبیسویں (۲۴) پارے میں آتا ہے ''وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور اگر ہو بے شک ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا جو کچھ ہے زمین میں سارے کا سارا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا مزید بھی اس کے ساتھ لَافْتَدَوْا بِهٖ پھر وہ فدیہ دے دیں اس کے ساتھ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ برے عذاب سے قیامت کے دن''۔ یعنی قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے! بتا یہ زمین سونے کی بھری ہوئی ہو اس طرح کہ سطح زمین سے لے کر آسمان تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک

اور شمال سے لے کر جنوب تک سونے سے بھری ہو۔ تو کیا تو یہ فدیہ کے طور پر دے کر جان چھڑانے کے لیے راضی ہے۔ کہے گا اے اللہ! میں راضی ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں کسی کے پاس اس قدر سونا کہاں ہوگا؟ اور بالفرض اگر اس قدر سونا ہو بھی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافر وہ سونا دے دے تو بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

وَّلَوِ افۡتَدٰى بِهٖ اور اگر چہ وہ اس کو بطور فدیہ کے دے دے اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ اور نہیں ہوگا ان کا کوئی مددگار۔ بے یار و مددگار ہوں گے اس واسطے اس دنیا میں قیامت کے لیے تیاری کرلو۔

الجزء الرابع

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ

تم ہرگز حاصل نہیں کر سکتے کامل نیکی یہاں تک کہ تم خرچ کرو اس چیز میں سے جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿92﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ

پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ بنی اسرائیل کے لیے ہر قسم کی خوراک حلال تھی مگر وہ جو حرام قرار دی اسرائیل علیہ السلام نے

عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰٮةُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰٮةِ فَاتۡلُوۡهَآ اِنۡ كُنۡتُمۡ

اپنے نفس پر اس سے پہلے کہ توراۃ نازل کی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے! پس لاؤ تم توراۃ پس تم اس کو پڑھو اگر تم

وقف جبرئیل علیہ السلام

صٰدِقِيۡنَ ﴿93﴾ فَمَنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿94﴾

سچے ہو۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا اس کے بعد پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے! سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس تم پیروی کرو ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی جو ایک طرف ہونے والے تھے اور وہ

الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿95﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ

شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں کی عبادت کے لیے البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿96﴾ فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ

برکت والا اور ہدایت ہے جہان والوں کے لیے۔ اس میں کئی نشانیاں ہیں صاف، صاف۔ ایک ان میں سے مقامِ ابراہیم ہے

وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ

اور جو اس میں داخل ہوگا، ہوگا امن والا اور اللہ تعالیٰ کے واسطے لوگوں پر لازم ہے بیت اللہ کا حج جو طاقت رکھتا ہے

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

اس کی طرف راستے کی، اور جس نے انکار کیا پس بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے جہان والوں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنْ تَنَالُوْا: تم ہرگز نہیں پاؤ گے، حِلًّا: حلال ہونا، تُنَزَّلَ: وہ اُتاری جاتی ہے، فَاتْلُوْهَآ: پس تم تلاوت کرو اس کی، اِفْتَرٰى: اس نے جھوٹ باندھا، صَدَقَ: اس نے سچ کہا، وُضِعَ: بنایا گیا، بِبَكَّةَ: مکہ میں، مُبٰرَكًا: برکت والا، دَخَلَهٗ: داخل ہوا اس میں، اِسْتَطَاعَ: اس سے ہو سکے، سَبِيْلًا: راستہ۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ پہلے ذکر تھا کہ کافر اگر مِلْءُ الْاَرْضِ (زمین و آسمان کے خلاء کے برابر) جتنا سونا پیش کریں قیامت کے دن وہ قبول نہ ہوگا اور نہ ان کو کوئی فائدہ ہوگا۔ یہاں فرمایا کہ مومن دنیا میں جو خرچ کرے گا فی سبیل اللہ اس کا اُسے ثواب ملے گا اور قیامت میں فائدہ ہوگا۔

اہم نکات: یہود کا ابراھیم علیہ السلام کی طرف غلط نسبت:

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾

تفسیر کبیر میں ہے کہ اس کا ربط اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ کیساتھ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراھیم علیہ السلام کی طرف نسبت کی تھی اس پر یہود نے اعتراض کیا کہ ان پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو حلال سمجھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ تھا کہ ابراھیم علیہ السلام کے زمانے میں یہ تمام چیزیں حلال تھیں تورات کے بعد بنی اسرائیل پر بعض چیزیں حرام کی گئیں البتہ اونٹ کا گوشت اس سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا تھا کہ ان کو عرق النساء کی بیماری تھی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بیماری سے شفا دی تو سب سے محبوب کھانا میں چھوڑ دوں گا اور ان کے نزدیک محبوب ترین کھانا اونٹ کا گوشت تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں جب شفا دی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔

تفسیر احکام القرآن لابی بکر الجصاص اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اس قسم کی نذر ماننا ان کی شریعتوں میں جائز تھا۔ ہماری شریعت میں جائز نہیں۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ اوپر ابراھیم علیہ السلام کا ذکر تھا آگے ان کے تعمیر کردہ گھر اور تعمیر کا ذکر ہے مکہ کو مکہ بھی کہتے ہیں اور بکہ بھی کہتے ہیں اس کا معنی ہے گردن توڑنا۔ کہ جو آدمی نماز پڑھتا ہے وہ مکہ معظّمہ کی طرف گردن جھکاتا ہے اور مکہ کے معنی ناف کے ہیں کہ جیسا کہ بچے کو ناف کے ذریعہ سے خوراک ملتی

ہے اس طرح تمام عالم کے لوگوں کو روحانی خوراک اس سے ملتی ہے۔

دیانند سرسوتی کا اعتراض:

دیانند سرسوتی ھندو پنڈت نے یہ اعتراض کیا کہ ہم اگر بت کو سجدہ کریں تو ہم کافر ہیں اور تم لوگ کعبہ کو سجدہ کرتے ہو لیکن تم کافر نہیں بنتے اس کا جواب مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا کہ کعبہ مسجود لہ' نہیں بلکہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ' صرف اللہ ہیں اور کعبہ سجدہ کی سمت کا تعین ہے تم بتوں کو مسجود لہ سمجھ کر سجدہ کرتے ہو۔

(۲) کعبہ نہ بھی ہو ہمیں اس کی سمت کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور میں تعمیر کیلئے کعبہ کو گرایا گیا اس وقت کافی دنوں تک نمازیں ہوتی رہیں لیکن کعبہ موجود نہ تھا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ : حَجَّ يَحِجُّ کے معنی آتے ہیں قصد کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں کہتے ہیں قصد کرنا افعال مخصوصہ کا اوقات مخصوصہ میں مقامات مخصوصہ کی طرف۔

ترمذی کی روایت ہے کہ جس پر حج لازم ہوا اور نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

تفسیری نکات: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ تم کامل نیکی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے ہو حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ یہاں تک کہ تم خرچ کرو اس چیز میں سے جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ردی اور بیکار چیز خرچ کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہے۔ تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"وَلَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اور نہ ارادہ کرو ادنیٰ چیز کا اس سے خرچ کرو تم اور تم خود اس کو لینے کے لیے تیار نہیں ہو"۔ یعنی جس چیز کو تم خود لینے کے لیے تیار نہیں ہو اس کو تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیوں خرچ کرتے ہو؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑا قیمتی باغ تھا۔ جب یہ آیت سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم کامل نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم وہ چیز نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس اور مال بھی ہے مگر یہ باغ جس کا نام بیرحاء ہے یہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ یہ باغ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کرتا ہوں۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جی چاہے اس کو صرف کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض فرمایا "بَخٍ، بَخٍ واہ واہ تم نے بہت اچھا کیا ہے"۔ پھر فرمایا تمہاری برادری میں جو غریب لوگ ہیں ان میں تقسیم کر دو اس واسطے کہ اپنی برادری میں جو غریب لوگ ہوں وہ صدقہ خیرات کے زیادہ مستحق ہیں وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ یعنی معاملہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

یہود کا اعتراض اور اس کا جواب:

دو رکوع سے پہلے یہ بیان ہوا تھا کہ ''اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰهِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بے شک تمام لوگوں میں سے اعمال اور عقائد کے اعتبار سے ابراہیم علیہ السلام کے قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عقائد اور اعمال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں اور وہ جو مومن ہیں''۔ یہودیوں نے جب یہ آیت کریمہ سُنی تو کہنے لگے کہ تم کہتے ہو کہ تمہارے پیغمبر کو اور مسلمانوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قرب حاصل ہے اور تمہارے اعمال وعقائد ابراہیم علیہ السلام والے ہیں۔ یہ تمہارا کہنا غلط ہے۔ اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام تو اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور نہ اونٹنی کا دودھ پیتے تھے۔ اور تم اونٹ کا گوشت بھی کھاتے ہو اور اونٹنی کا دودھ بھی پیتے ہو۔ اور اپنے آپ کو ابراہیمی بھی کہتے ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت بھی کرو اور ابراہیمی بھی بن جاؤ۔ تو یہودیوں کے اس اعتراض کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا منت ماننا:

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ہر قسم کی خوراک بنی اسرائیل کے لیے حلال تھی اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰی نَفۡسِهٖ مگر وہ جو حرام قرار دی اسرائیل علیہ السلام نے اپنے نفس پر۔ یعنی تمہارا یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور اونٹنی کا دودھ نہیں پیتے تھے یہ بات بالکل غلط ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بہت پہلے کے بزرگ ہیں۔ یہ تمام چیزیں بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جن کا لقب اسرائیل تھا انہوں نے صرف اپنی ذات کے واسطے اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ حرام قرار دیا تھا۔ تفسیروں میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تکلیف سے شفاء عطاء فرمائی تو میں اپنی خوراک میں سے مرغوب چیز کو چھوڑ دوں گا اور ان کو اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ بڑا لذیذ لگتا تھا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطاء فرمائی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر کے اپنی منت پوری کی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی یہ اونٹ کا گوشت کھانا اور دودھ پینا اپنی ذات کے لیے ترک منت کے تحت کیا تھا۔ مگر ان کو دیکھا دیکھی ان کی اولاد نے بھی اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کے دودھ کا استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ ان کے لیے بالکل جائز تھا۔ اور اس طرح کی منت ان کی شریعت میں جائز تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا منت کے طور پر ترک کرنا بنی اسرائیل نے حرام کے زمرے میں پہنچا دیا۔ اور ہماری شریعت میں اس چیز کی اجازت نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص منت مانے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میرے اوپر فلاں چیز حرام ہے تو ایسی منت ماننا حرام ہے۔ ہاں کوئی جائز کام ہو تو اس کی منت مان لے تو صحیح ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گا یا

اتنے روزے رکھوں گا یا فقیروں، مسکینوں کے اس قدر کھانا کھلاؤں گا، یا مسجد میں قالین بچھاؤں گا یا دری ڈالوں گا یا صف یا مصلیٰ رکھ دوں گا وغیرہ یہ صحیح ہے۔ پھر یہ واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے اور تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس واقعہ کے بارہ تیرہ سو سال بعد نازل ہوئی اور توراۃ کے ماننے والے یہودی کہلاتے ہیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ دعویٰ کہ وہ اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور اونٹنی کا دودھ نہیں پیتے تھے سراسر غلط ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی منت کی وجہ سے اپنی ذات کے لیے اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام قرار دیا تھا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ اس سے پہلے کہ توراۃ نازل کی جاتی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا دور تو سینکڑوں سال پہلے کا ہے۔ یہ حکم توراۃ میں کہاں ہے؟ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے! پس لاؤ تم توراۃ پس تم اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔ دکھاؤ توراۃ میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ اونٹ حرام ہے یا اونٹنی کا دودھ حرام ہے؟ قطعاً کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ تم نے اپنی طرف سے بنایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہو۔

فَمَنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ پس جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء باندھا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ حق واضح ہو جانے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ پس وہی لوگ ہیں ظالم۔ کیونکہ حلال حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو نہیں ہے۔

قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے! سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ توراۃ میں اونٹ کے گوشت کی حرمت اور اونٹنی کے دودھ کی حرمت کا کوئی حکم نہیں ہے۔ اور ملتِ ابراہیمی کے اصول بھی واضح کر دیے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی دعوت دینے والے ہیں فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا پس تم پیروی کرو ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی جو ایک طرف ہونے والے تھے موحد تھے وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔ پہلے ذکر تھا ابراہیم علیہ السلام کا آگے کعبۃ اللہ کا ذکر ہے جس کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے مل کر بنایا تھا۔

مسجد حرام کعبۃ اللہ دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں کی عبادت کے لیے لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ مکہ کو مکہ بھی کہتے ہیں اور بکہ بھی کہتے ہیں مُبٰرَكًا برکت والا ہے وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ اور ہدایت ہے جہان والوں کے لیے۔

فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ اس میں اور بھی کئی واضح نشانیاں ہیں مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ایک ان میں سے مقامِ ابراہیم ہے۔ مقامِ ابراہیم اس پتھر کا نام ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف تعمیر کیا تھا۔ اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان ہیں وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اور جو اس مسجدِ حرام میں داخل ہوگا، امن والا ہو گیا وَلِلّٰهِ

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اور اللہ تعالیٰ کے واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے۔ حَجَّ، يَحِجُّ نصر کا باب ہے۔ اور اس کا مصدر "حَجّ" بالفتح بھی آتا ہے اور "حِجّ" بالکسر بھی آتا ہے۔ اور دونوں قرآن پاک میں موجود ہیں اور حج کس پر فرض ہے؟ تو فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا جو اس کی طرف آنے کی طاقت رکھتا ہے۔

جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے اس کا حکم:

ایسا شخص کہ جس کی گھر کی ضروریات پوری ہیں اور اس پر قرض بھی نہیں ہے اور ہے بھی تندرست کہ نابینا بھی نہیں ہے، لنگڑا، لولا بھی نہیں ہے، راستہ بھی پر امن ہے اور اس کے پاس اتنی رقم بھی ہے کہ آ جا سکتا ہے اور جتنے دن اس مقدس سفر پر رہنا ہے اس عرصہ کے لیے گھر کے اخراجات بھی موجود ہیں تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اگر وہ حج نہیں کرتا تو حدیث پاک میں آتا ہے "فَلْيَمُتْ اِنْشَاءَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا" پس وہ چاہے یہودی ہو کے مر جائے یا عیسائی ہو کے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے لوگ بڑے بہانے بناتے ہیں جن کی شرعی طور پر کوئی حیثیت نہیں ہے وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿97﴾ اور جس نے انکار کیا پس بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے جہان والوں سے۔ ساری مخلوق اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے اے اہل کتاب! کیوں تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیات کا۔ اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس کارروائی پر

تَعْمَلُوْنَ ﴿98﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

جو تم کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے اے اہل کتاب کیوں تم روکتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ان کو جو ایمان لائے۔

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿99﴾

تلاش کرتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں کجی اور حالانکہ تم آگاہ ہو، اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ غافل اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اطاعت کرو گے ایک گروہ کی ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی وہ تمہیں لوٹا دیں گے تمہارے

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿100﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ

ایمان کے بعد کفر کی طرف اور تم کیسے انکار کرتے ہو؟ اور حالانکہ تم پر تلاوت کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور تمہارے

اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ

درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس موجود ہیں اور جس نے مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کو پکڑا پس تحقیق اس وہدایت

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

دی گئی صراطِ مستقیم کی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور ہرگز نہ مرو تم مگر اس

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو اللہ تعالیٰ کی رسی کو سارے اور نہ تفرقہ ڈالو اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

کو جو تم پر ہوئیں جب تھے تم ایک دوسرے کے دشمن۔ پس اس نے الفت و محبت ڈالی تمہارے دلوں میں پس تم ہو گئے

بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت سے بھائی، بھائی اور تھے تم گڑھے کے کنارے آگ کے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بچایا،

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَصُدُّوْنَ: تم روکتے ہو، تَبْغُوْنَهَا: چاہتے ہو تم، عِوَجًا: ٹیڑھا پن، تُطِيْعُوْا: تم اطاعت کرو گے، تُتْلٰى: تلاوت کی جاتی ہے، يَعْتَصِمْ: مضبوط پکڑتا ہے، هُدِىَ: ہدایت دیا گیا، تُقٰتِهٖ: اس سے ڈرنا، بِحَبْلِ: رسی، لَا تَفَرَّقُوْا: تم الگ الگ گروہ نہ ہو جاؤ، اَعْدَآءً: دشمن، اَلَّفَ: اس نے محبت ڈال دی، اَصْبَحْتُمْ: تم ہو گئے، بِنِعْمَتِهٖ: اس کے احسان سے، اِخْوَانًا: بھائی بھائی، شَفَا: ہلاکت کے قریب ہونا، حُفْرَةٍ: گڑھا، فَاَنْقَذَكُمْ: پھر اس نے بچا لیا تمہیں۔

ربط:

سبق الغایات میں لکھا ہے کہ اوپر تھا "وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ" کہ اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے کہ تم کو بہکائے ان آیات کا بھی اُسی بہکانے والے اہل کتاب کے گروہ کی دجل و فریب کی حرکتوں کے مزید بیان کے ساتھ تعلق ہے۔

اہم نکات: شماس بن قیس کی سازش:

شماس بن قیس ایک یہودی تھا مسلمانوں کے باہمی اتفاق و محبت کو دیکھ کر جلتا تھا ایک دن ایک مجلس مسلمانوں کی لگی ہوئی تھی جس میں کچھ قبیلہ خزرج کے اور کچھ قبیلہ اوس کے مسلمان تھے۔ اس یہودی نے ان کی مجلس میں اوس و خزرج والوں کی پرانی جنگوں کا اشعار میں تذکرہ کیا جس کی وجہ سے ان کے درمیان دوبارہ وہ انتقامی جذبہ زندہ ہوا اور ایک

دوسرے کو مار اپیٹا اس کی خبر آپ ﷺ کو دی گئی تو آپ ﷺ نہایت غمگین ہوئے اور غصے میں آ کر انصار کے دونوں قبیلوں پر خفگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

اس آیت میں پہلے یہودیوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تم مسلمانوں کو کیوں لڑاتے ہو اور پھر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی گئی۔

حبل سے کیا مراد ہے؟

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا حبل سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہیں۔ ① کہ اس سے دین مراد ہے اَیْ بِدِیْنِ اللّٰهِ اس کا قرینہ ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ② اس سے مراد قرآن ہے اس کا قرینہ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ ③ اس سے آپ ﷺ کی ذات مراد ہے۔

تفسیری نکات: اہل کتاب مسلمانوں کو ایمان لانے اور ایمان والے کاموں سے روکتے ہیں:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے نبی کریم ﷺ آپ ان سے کہہ دیں اے کتاب والو؟ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کیوں تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیات کا وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس کارروائی پر جو تم کرتے ہو۔ یعنی بجائے حق کو تسلیم کرنے کے الٹا تم ایمان والوں میں افتراق پیدا کرتے ہو۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ آپ ﷺ فرمادیں! اے کتاب والو! لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کیوں تم روکتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے راستے سے مَنْ اٰمَنَ اس کو جو ایمان لائے۔ کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے ہیں تم چاہتے ہو کہ وہ ایمان سے پھر جائیں اور ان میں افتراق پیدا کرنے کے لیے منصوبے بناتے ہو۔ اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں کجی تلاش کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا راستہ سیدھا راستہ ہے وَاَنْتُمْ شُهَدَآءُ اور حالانکہ تم گواہ ہو۔ یعنی تم جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری پیغمبر ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی اور آپ ﷺ کے اوصاف بیان کئے گئے تھے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ ان دو آیتوں میں یہود کو تنبیہ تھی کہ یہ تمہاری حرکتیں پسندیدہ نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو تنبیہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو! اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اگر تم اطاعت کرو گے ایک گروہ کی ان لوگوں میں سے اُوْتُوا الْكِتٰبَ جن کو کتاب دی گئی يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹا دیں گے یعنی تم نے اگر ان کی بات مانی تو وہ تمہیں کافر بنائیں گے اور اے مسلمانوں وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ اور تم کیسے انکار کرتے ہو؟ کفر کرتے ہو؟ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ اور حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں

تلاوت کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن شریف پڑھ کر سناتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ عرب تھے اوران کی مادری زبان عربی تھی تو ترجمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی ہاں اگر کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھا دیتے تھے۔ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول بنفسِ نفیس موجود ہیں۔ مدینہ طیبہ میں کیونکہ یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ بلکہ جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کی آیتیں تم پر پڑھی جاتی ہیں وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللهِ اور جس نے مضبوطی کے ساتھ پکڑا اللہ تعالیٰ کے دین کو فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ پس تحقیق اس کو ہدایت دی گئی صراطِ مستقیم کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا۔ اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کے امر اور نہی پر صحیح معنیٰ میں عمل کرو وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ اور ہرگز نہ مرو تم مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ یعنی اسلامی احکامات کی فکر میں لگے رہو۔ اور کوشش کرو اسلام پر رہنے کی اور اسلام کے کام کرو یعنی نمازیں پڑھو، روزے رکھو، نیکی کے کام کرو، برائی سے بچو۔ کوشش کروگے تو اللہ تعالیٰ ضرور نتیجہ مرتب فرمائیں گے۔

اللہ کے دین کی اتباع کرو اور تفرقے میں نہ پڑھو:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو اللہ تعالیٰ کی رسی کو تم سب مل کر۔ رسی سے مراد اسلام، دین اور شریعت ہے۔ اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو وَلَا تَفَرَّقُوا اور نہ تفرقہ ڈالو۔ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے ان کو حرام سمجھو۔ اور جن کو حلال فرمایا ہے ان کو حلال سمجھو وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً جب تھے تم ایک دوسرے کے دشمن۔ یعنی اوس والے خزرج کے اور خزرج والے اوس والوں کے فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ پس اس نے الفت ومحبت ڈالی تمہارے دلوں میں فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ پس تم ہو گئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے إِخْوَانًا بھائی، بھائی۔ یعنی پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اب اسلام کی برکت سے ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ اور تھے تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر۔ شِفَا اگر شین کی زیر کے ساتھ ہو تو معنیٰ ہے بیماری سے تندرست ہونا۔ چنانچہ قرآن پاک میں شہد کے بارے میں آتا ہے "فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ اس میں لوگوں کے واسطے شفا ہے" اور دوسری جگہ آتا ہے "شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ یہ قرآن پاک ان بیماریوں کے لیے شفا ہے جو دلوں میں ہیں"۔ اور اگر شین کے زبر کے ساتھ ہو شَفَا تو اس کا

معنیٰ ہے کنارہ۔ تو یہاں معنیٰ بنے گا اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دوزخ سے بچا لیا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اٰيٰتِهٖ اپنی آیتیں لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ اور ظاہری باطنی دشمنی سے محفوظ رہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

اور چاہیے کہ ہو تم میں سے ایک گروہ جو دعوت دے لوگوں کو نیکی کی اور حکم کریں وہ معروف کا، اور منع کریں وہ برائی سے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿104﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور انہوں نے اختلاف کیا، بعد اس

جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿105﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ

کے کہ ان کے پاس آ گئے واضح دلائل اور وہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن کہ سفید ہوں گے کچھ چہرے

وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ

اور سیاہ ہوں گے کچھ چہرے، پس بہر حال وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے کفر اختیار کیا

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿106﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ

ایمان کے بعد، پس چکھو تم عذاب کو اس واسطے کہ تم کفر کرتے تھے۔ اور بہر حال وہ لوگ کہ سفید ہوں گے چہرے ان کے

فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿107﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

پس وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے اور وہ اس رحمت کے مقام میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں ہم تلاوت کرتے ہیں

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿108﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

آپ ﷺ پر حق کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا ہے ظلم کا جہاں والوں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ

ع ۲ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿109﴾

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنْهَوْنَ: وہ روکتے ہیں، تَفَرَّقُوْا: وہ جدا جدا ہو گئے، تَبْيَضُّ: سفید ہوں گے، وُجُوْهٌ: چہرے، تَسْوَدُّ: سیاہ ہوں گے، اِسْوَدَّتْ: سیاہ ہو گئے، وُجُوْهُهُمْ: ان کے چہرے، كَفَرْتُمْ: تم نے کفر کیا، ذُوْقُوْا: تم چکھو، اِبْيَضَّتْ: سفید ہو

گئے (چہرے)، ظُلْمًا: زیادتی کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ شماس ابن قیس یہودی کی سازش کی وجہ سے انصار مدینہ کے دو قبیلے اوس وخزرج کے درمیان لڑائی ہوگئی تھی ان کے علاوہ جو دیگر مسلمان تھے وہ اس لڑائی میں شریک تو نہیں ہوئے مگر خاموش بیٹھے رہے اللہ تعالیٰ ان خاموش رہنے والے مسلمانوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ تمہیں خاموش نہیں رہنا چاہیے تھا بلکہ آپس میں صلح صفائی کروانا چاہیے تھی۔ ان بیان کردہ آیات میں مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک قانون اور ضابطہ بنا دیا اس ہی کا بیان ہے۔

اہم نکات: يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ سے کون مراد ہیں؟

تفسیر ابن کثیر: تفسیر مظہری اور تفسیر درمنثور میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ کے مصداق کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہے اور تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کے مصداق اہل بدعت ہیں۔

الملل والنحل مؤلفہ شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود میں اکہتر فرقے ہیں اور نصاریٰ میں بہتر فرقے ہیں اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ سب دوزخ میں جائیں گے اِلَّا وَاحِدَةً۔ ماسواء ایک ناجی فرقے کے۔

فتح الباری اور عمدۃ القاری میں ہے کہ بعض فرقے ایسے ہوں گے جن کا افتراق کفر وشرک پر ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کا افتراق کفر پر نہ ہو وہ سزا بھگتنے کے بعد نکلیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ نجات والے کون ہیں فرمایا اھل سنت پوچھا گیا اہل سنت کون ہیں فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِي. جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق اور راستے پر ہیں۔

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ سے کیا مراد ہے؟

روح المعانی میں ہے ① حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہودی مراد ہیں کہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے مشرکین پر فتح کی دعا مانگتے تھے۔ وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جب کوئی مشرکین سے معرکہ ہوتا تو یہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اُن کے مقابلے میں فتح کی دعا مانگتے تھے پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو باوجود جان لینے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت

ورسالت کا انکار کیا۔ ② ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے تمام کافر مراد ہیں کہ عہد ازل میں تمام نے مانا تھا۔ ③ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے منافق مراد ہیں کہ زبان سے ایمان لائے اور دل میں کفر تھا۔ ④ حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے هُمۡ اَهۡلُ الۡبِدۡعَةِ اس سے اہل بدعت مراد ہیں۔ ⑤ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ هُمُ الۡمُرۡتَدُّوۡنَ کہ اس سے مرتد لوگ مراد ہیں۔

تفسیری نکات: مسلمانوں میں سے ایک گروہ دعوت وتبلیغ کا کام کرے:

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ اور چاہیے کہ ہو تم میں سے ایک گروہ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ جو دعوت دے لوگوں کو نیکی کی وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ اور حکم کریں وہ معروف کا وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ اور منع کریں وہ برائی سے۔ تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جن کی اس وقت پوری دنیا میں تمام مسلمان اقتداء کرتے ہیں ان سب کا اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ دعوت الی اللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرضِ کفایہ ہے۔ جس طرح جنازہ فرض کفایہ ہے کہ اگر کچھ مسلمان ادا کر دیں تو باقی تمام سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی بھی نہیں پڑھے گا تو وہاں کے رہنے والے سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔ اسی طرح دعوت الی اللہ بھی فرضِ کفایہ ہے فرضِ عین نہیں ہے۔ فرضِ عین کا مطلب ہے کہ ہر ہر آدمی پر لازم ہو وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اہل سنت کی فضیلت اور فرقہ بازی کی مذمت:

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا اور نہ تم ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ ڈالا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ اور انہوں نے اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلائل آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کے اکہتر (۷۱) فرقے ہوئے اور نصاریٰ کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی یعنی یہ بھی فرقہ بازی میں ان سے پیچھے نہیں رہے گی۔ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے مگر صرف ایک دوزخ سے بچنے والا ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ فرقہ ہے جو اس راستے پر ہوگا جو میرا اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اور اسی ناجی فرقہ کا نام ہے ''اہلِ سنت والجماعت'' وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ اور وہ لوگ ہیں ان کے لیے عذاب بڑا ہے۔ یعنی یہ فرقے میں بٹ جانے والے لوگوں کو بہت سخت عذاب ہوگا۔

قیامت میں اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے:

يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ جس دن کہ سفید ہوں گے کچھ چہرے وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ اور سیاہ ہوں گے کچھ چہرے۔ حضرت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ کا ترجمہ کرتے ہیں اہلِ سنت والجماعت، اور وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ کا ترجمہ کرتے ہیں اہلِ بدعت فرمایا کرتے تھے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ پس بہرحال وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کیا تم نے کفر اختیار کیا ایمان کے بعد۔ یعنی دعویٰ تو تمہارا ایمان کا تھا کہ ہم مومن ہیں پھر تم نے کفر اختیار کیا۔ یعنی اعمال سارے کافروں والے ہیں زبانی دعویٰ کرنے کا کیا فائدہ۔ بخاری شریف اور دیگر کتابوں میں حدیث آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوضِ کوثر پر پانی پینے کے لیے آئیں گے۔ کچھ لوگوں کو فرشتے دھکے مار کر کہیں گے کہ پیچھے چلے جاؤ۔ شور سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ فرمائیں گے اور فرشتوں سے کہیں گے کہ یہ تو میرے امتی معلوم ہوتے ہیں ان کو تم پیچھے کیوں ہٹاتے ہو؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی "اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے کہ جو جو بدعات انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا کی ہیں فَاَقُوْلُ سُحْقًا، سُحْقًا پس میں کہوں گا ان کو میری نظروں سے ہٹا دو تو فرشتے ان کو حوضِ کوثر کے قریب نہیں آنے دیں گے۔ حوضِ کوثر سے وہ لوگ پانی پئیں گے جو موحد ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے پابند ہوں گے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ پس چکھو تم عذاب کو اس واسطے کہ تم کفر کرتے تھے۔ شریعت کے قانون کا انکار کرتے تھے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ اور بہرحال وہ لوگ کہ سفید ہوں گے چہرے ان کے فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ پس وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ اس رحمت کے مقام میں ہمیشہ رہیں گے۔

قرآن حق ہے قرآن لانے والا فرشتہ حق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں:

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ہم تلاوت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حق کے ساتھ۔ قرآن حق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ لا کے سناتا ہے وہ بھی حق ہے تو یہ سب ہی حق ہے۔ اور یاد رکھو وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا ہے ظلم کا جہان والوں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ آسمانوں کا خالق مالک اور متصرف بھی وہی ہے اور زمینوں میں بھی اس کے سوا کسی کا دخل نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہی ہوتا ہے اس کی اجازت کے بغیر ایک پتا بھی زمین پر نہیں گرتا۔ اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی ذرہ اپنی جگہ سے ادھر اُدھر نہیں ہوسکتا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔ سب نے اسی کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ سب کام سامنے آجائیں گے یہ توحید کا بنیادی سبق ہے اس کو یاد رکھنا۔

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

تم تمام امتوں میں سے بہتر ہو جن کو نکالا گیا لوگوں کے لیے، حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے،

وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر ایمان لائیں اہلِ کتاب البتہ ایمان لانا ان کے حق میں بہتر ہوتا ان میں سے کچھ مومن ہیں

وَاَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۞ لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ

اور اکثر ان کے نافرمان ہیں۔ وہ تمہیں ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکیں گے مگر کچھ اذیت اور اگر تمہارے ساتھ لڑیں گے

يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ۞ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا

تو تمہاری طرف پیٹھ پھیر دیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ مسلط کر دی گئی ہے ان پر ذلت جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے

اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ

مگر اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑنے سے، اور لوگوں کی رسی کو پکڑنے سے۔ اور لوٹے وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر اور ان پر مسلط

عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ

کی گئی ہے مسکنت، ذلت، یہ اس واسطے کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور قتل کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے

الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۞

نبیوں کو ناحق۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ تجاوز کرنے والے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُخۡرِجَتۡ: وہ بھیجی گئی، تَنۡهَوۡنَ: تم منع کرتے ہو، لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ: ہرگز نہیں وہ نقصان پہنچائیں گے تمہیں، يُوَلُّوۡكُمۡ: وہ پیٹھ دیں گے تمہیں، اَلۡاَدۡبَارَ: پیٹھیں، ثُقِفُوۡۤا: وہ پائے گئے۔

ربط:

اوپر یہ بیان تھا کہ اوس وخزرج کی جب باہم بحث وتکرار اور لڑائی ہوئی تو تیسرا گروہ جو خاموش رہا اُن لوگوں کا یہ فریضہ تھا کہ اوس وخزرج والوں کو باہم دست وگریبان ہونے سے روکتے آگے بیان فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کا فریضہ ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں لہٰذا اب دعوت وتبلیغ والا نبوت کا کام امت کے ذمہ لگایا گیا ہے۔

تفسیری نکات: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کے فریضہ میں شامل ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تم تمام امتوں میں سے بہتر امت ہو اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ جن کو نکالا گیا لوگوں کے لیے۔ یعنی تمہیں اپنے کاموں کے لیے نہیں پیدا کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتے ہو نیکی کا وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہو برائی سے۔ مجموعی حیثیت سے اس امت کا یہ فریضہ ہے۔ پہلے اس طرح ہوتا تھا کہ ایک پیغمبر دنیا میں تشریف لاتا جب وہ دنیا سے چلا جاتا تو امت میں بگاڑ پیدا ہو جاتا۔ دوسرا پیغمبر تشریف لاتا اور اصلاح کرتا اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس دین کے تحفظ کی ذمہ داری امت کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ الحمد للہ! اس امت نے یہ فریضہ ادا کیا وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ اس کے احکام بجالاتے ہو۔

اہل کتاب ایمان لائیں تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہے:

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اور اگر ایمان لائیں اہلِ کتاب لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ایمان لانا ان کے حق میں بہتر ہو۔ یہودی بھی اور عیسائی بھی سمجھتے تھے کہ ”اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ بے شک یہ سچے رسول ہیں“۔ مگر ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اکثریت ان کی ایمان نہیں لائی۔ لیکن اللہ کی طرف سے ایمان وہدایت کا دروازہ کھلا ہے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ان میں سے کچھ مومن ہیں اور اکثر ان میں نافرمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودیوں میں سے حضرت عبد اللہ ابنِ سلام، حضرت اسید، حضرت ثعلبہ، حضرت بنیامین اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہم غسیل الملٰئکہ، جن کو فرشتوں نے غسل دیا مسلمان ہوئے۔ اسی طرح کچھ لوگ عیسائیوں میں سے بھی مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی رضی اللہ عنہ، یہ سب پہلے عیسائی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق فرمائی۔ لیکن یہود و نصاریٰ کی اکثریت کفر پر اڑی رہی۔

مسلمان اہل کتاب پر غالب رہیں گے:

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وہ تمہیں ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکیں گے مگر کچھ تکلیف۔ وہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کر دیں اور اسلام کو مٹا دیں حاشا و کلا۔ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ اور اگر تمہارے ساتھ لڑیں گے تو تمہاری طرف پیٹھ پھیر دیں گے ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ مگر اس صورت میں کہ جب تمہارا ایمان اور عمل درست ہو۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ مسلط کر دی گئی ہے ان پر ذلت اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے۔ اِلَّا

بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ مگر اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑنے سے اور لوگوں کی رسی کو پکڑنے سے اللہ کی رسی پکڑنے سے مراد یہ ہے کہ مسلمان ہو جائیں یا مسلمان حکومت کے اطاعت گزار ہو جائیں اور لوگوں کی رسی پکڑنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی پناہ میں رہیں جیسے اسرائیل کا وجود امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کے دم سے ہے وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور لوٹے وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور ان پر مسلط کی گئی ہے مسکنت، ذلت مسکنت کا مطلب ہے کہ خود انسان اپنے آپ کو کمتر اور گھٹیا سمجھے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسکین سمجھے تو یہ اہلِ کتاب خصوصاً یہودی جہاں بھی ہوں ان کا یہی حال ہوگا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اس واسطے کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرنے والے تھے۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ

وہ اہلِ کتاب سب برابر نہیں ہیں، اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ہے جو سیدھے راستہ پر قائم ہے جو تلاوت کرتا ہے

اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ

اللہ تعالیٰ کی آیات کی رات کے اوقات میں اور وہ سجدہ کرتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور حکم

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ

کرتے ہیں نیکی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور وہ جلدی کرتے ہیں اچھے کاموں کے کرنے میں اور وہی لوگ

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

صالحین میں سے ہیں۔ اور جو بھی کریں گے وہ اچھا کام پس ہرگز ان کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

پرہیزگاروں کو۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہرگز نہیں کفایت کریں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ

شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ

کی پکڑ سے کچھ بھی، اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ مثال اس چیز کی جو وہ خرچ کرتے ہیں

فِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اس دنیا کی زندگی میں اس ہوا کی مثال ہے، جس میں سخت ٹھنڈک ہے وہ پہنچی ایسی قوم کی کھیتی کو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

فَاَهۡلَكَتۡهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾

پس اس ہوا نے اس کو ہلاک کر دیا اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے۔ اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيۡسُوۡا: وہ نہیں ہیں، قَآئِمَةٌ: سچائی پر قائم رہنے والا، اٰنَآءَ: گھڑیاں، يَسۡجُدُوۡنَ: وہ سجدہ کرتے ہیں، يُسَارِعُوۡنَ: وہ جلدی کرتے ہیں، يَفۡعَلُوۡنَ: کرتے ہیں، فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ: پس وہ ہرگز نہیں اس سے محروم کیے جائیں گے، رِيۡحٍ: ہوا، صِرٌّ: پالا، اَصَابَتۡ: وہ پہنچی، فَاَهۡلَكَتۡهُ: پھر اس نے ہلاک کر ڈالا اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی یہود کا تذکرہ ہو رہا تھا ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

اہم نکات:

يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيۡلِ وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ اٰنَآءَ یہ اِنًی کی جمع ہے جیسا کہ اَمۡعَآءٌ جمع ہے مِعیً کی، اس کا معنی ہے وقت۔

① تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ آیات اللہ سے مراد قرآن کی آیتیں ہیں ② بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں آیات سے مراد تورات ہے۔

مَثَلُ مَا يُنۡفِقُوۡنَ فِيۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا سے کیا مراد ہے؟

جب انہوں نے سنا کہ کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے تو انہوں نے کہا کہ کیوں ہم بھی تو نیک کام کرتے ہیں ہم کیسے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ کام کچھ بھی نہیں بغیر ایمان کے۔ آگے اس کی مثال دی کہ جیسے چھپر کے بغیر سبزیاں کہ سردی کے موسم میں اگر چھپر نہ ہو تو سبزی ختم اور برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ایمان کی چھپر نہ ہو تو کفر کی ہوا آدمی کے اعمال خیر کو ختم کر دیتی ہے۔

كَمَثَلِ رِيۡحٍ فِيۡهَا صِرٌّ سے کیا مراد ہے؟

قاموس اور مختار الصحاح وغیرہ میں ہے کہ صِرٌّ کے معنی ایسی ہوا جس میں شدید گرمی یا شدید سردی ہو یہ اسماء اضداد میں سے ہے عموماً یہاں اس کا معنی برد شدید یعنی شدید گرم ہوا کے لیا جاتا ہے۔

تفسیری نکات: اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والوں کی تعریف:

پہلے سے یہود کا ذکر چلا آرہا ہے اب بھی انہی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ وہ اہلِ کتاب سب برابر نہیں ہیں اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ہے قَآئِمَةٌ جو سیدھے راستہ پر قائم ہے يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ جو تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کی اٰنَآءَ الَّيۡلِ رات کے اوقات میں "يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے جب تورات، انجیل، زبور منسوخ نہیں ہوئی تھیں تو یہ ان کتابوں کی تلاوت کرتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے حق پر قائم تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کا ایک گروہ یہ تفسیر کرتا ہے کہ آیت اللہ سے مراد قرآن پاک کی آیتیں ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہوئے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اٰنَآءَ الَّيۡلِ کا معنیٰ بنے گا رات کے اوقات جو تلاوت کرتے ہیں وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ اور وہ سجدہ کرتے ہیں۔ یعنی تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔

يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ اور حکم کرتے ہیں نیکی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ اور وہ جلدی کرتے ہیں اچھے کاموں کے کرنے میں۔ تو جو نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرمایا وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ اور وہی لوگ صالحین اور نیک لوگوں میں سے ہیں۔

وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ اور جو بھی کریں گے وہ اچھا کام فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ پس ہرگز ان کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ شاکر وعلیم ہیں ان کی نیکی کو قبول فرما کر بہتر اجر عطاء فرمائیں گے۔ بلکہ حدیث پاک کے مطابق ایسے لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ اپنے پہلے نبیوں حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لانے کا ایک اجر ملے گا اور دوسرا اجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا ملے گا وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ ۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو بڑی اچھی طرح جانتا ہے۔

کفار کو دنیا میں کی جانے والی کوئی نیکی قیامت میں کام نہ دے گی:

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہرگز نہیں کفایت کریں گے وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی بھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔ دوزخ سے صرف اہلِ ایمان اور اہلِ توحید ہی نکلیں گے جو عملی کمزوریوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور دوزخ کا اوپر والا طبقہ انہیں لوگوں کے لیے ہے ایک وقت آئے گا کہ یہ طبقہ سارے کا سارا خالی ہو جائے گا۔

مَثَلُ مَا يُنۡفِقُوۡنَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مثال اس چیز کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں كَمَثَلِ رِيۡحٍ فِيۡهَا صِرٌّ اس ہوا کی طرح ہے جس میں سخت ٹھنڈک ہو اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ وہ پہنچی ایسی قوم کی کھیتی کو ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ کہ حفاظت کے لیے اس کے اوپر چھپر نہیں بنایا فَاَهۡلَكَتۡهُ پس اس

تیز اور سرد ہوا نے اس کھیتی کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح اگر ایمان اخلاص اور اتباع سنت کا چھپر نہیں بناؤ گے تو کفر اور شرک کی آندھی سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے وَلٰكِنۡ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ اور لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے تھے۔ کہ انہوں نے اپنی نیکیوں کو محفوظ کرنے کے لیے ایمان اخلاص اور اتباع سنت کا چھپر نہیں بنایا۔ اس وجہ سے کافروں اور مشرکوں کی نیکیاں تباہ اور برباد ہو جاتی ہیں اور آخرت میں ان کو کوئی بدلا نہیں ملے گا۔ اور ایمان والوں کی نیکیاں ایمان اخلاص اور اتباع سنت کی وجہ سے محفوظ ہو جاتی ہیں لہٰذا ان کو بدلا ملے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ تم راز دان اپنے سوا دوسروں کو۔ وہ نہیں کمی کرتے تمہارے واسطے فساد کی، وہ پسند کرتے ہیں

وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖۚ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ؕ

اس کو کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ، تحقیق ظاہر ہو گیا بغض ان کے مونہوں سے اور جو مخفی رکھتے ہیں ان کے سینے وہ بہت بڑی چیز ہے،

قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ الۡاٰيٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَآءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ

تحقیق ہم نے بیان کی ہیں تمہارے واسطے آیتیں اگر تم سمجھتے ہو۔ خبردار تم ان کے ساتھ محبت کرتے ہو

وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا

اور وہ تمہارے ساتھ محبت نہیں کرتے، اور تم ایمان رکھتے ہو سب کتابوں پر، اور جس وقت وہ ملتے ہیں تمہیں کہتے ہیں ہم بھی

اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا

ایمان لائے، اور جس وقت وہ الگ ہوتے ہیں کاٹتے ہیں وہ تم پر انگلیوں کے سرے غصے کی وجہ سے کہہ دیجئے! مر جاؤ تم

بِغَيۡظِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ

اپنے غصے میں، بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو۔ اگر پہنچتی ہے تمہیں راحت انہیں بری لگتی ہے

وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا

اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اُس پر وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو نہیں نقصان

يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۱ ۴

پہنچائے گی تمہیں ان کی تدبیر کچھ بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِطَانَةً: رازدار، دُوْنِكُمْ: تمہارے سوائے، لَا يَأْلُوْنَكُمْ: وہ تمہارے لیے کمی نہیں کریں گے، خَبَالًا: تباہ کرنا، وَدُّوْا: انہوں نے دل سے چاہا، بَدَتْ: ظاہر ہوئی، الْبَغْضَآءُ: نفرت، اَفْوَاهِهِمْ: ان کے منہ، تُخْفِيْ: چھپاتے ہیں، صُدُوْرُهُمْ: ان کے دل، اُولَآءِ: وہ لوگ، تُحِبُّوْنَهُمْ: تم پسند کرتے ہو انہیں، كُلِّهٖ: سب، لَقُوْكُمْ: وہ ملتے تمہیں، عَضُّوْا: انہوں نے کاٹ کھایا، الْاَنَامِلَ: انگلیاں، الْغَيْظِ: غصہ، ذَاتِ: والے، الصُّدُوْرِ: سینے، تَمْسَسْكُمْ: وہ تم کو چھوئے، تَسُؤْهُمْ: وہ بری لگتی ہے ان کو، تُصِبْكُمْ: تم کو پہنچے، يَفْرَحُوْا: وہ خوش ہوتے ہیں، تَصْبِرُوْا: تم صبر کرو، لَا يَضُرُّكُمْ: وہ نقصان نہیں پہنچائے گا تمہیں، كَيْدُهُمْ: ان کا فریب۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا یعنی اپنے کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں تو اب مومنوں تمہیں بھی غیرت کرنی چاہیے کہ ان کو اپنا دوست اور راز دان نہ بناؤ۔

تفسیری نکات: کافروں کو رازدار اور دوست نہ بناؤ:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تنبیہ فرمائی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ نہ بناؤ تم رازدار اپنے سوا دوسروں کو۔ کسی کافر کے ساتھ ایسا دوستانہ کہ راز کی باتیں اسے بتائی جائیں ممنوع ہے۔ کیونکہ دشمن ہے اگر اس کو تمہاری راز کی باتیں معلوم ہو گئیں تو تمہیں بحیثیت مسلمان کے نقصان ہوگا۔ لہٰذا کسی کافر کو اپنی خاص باتوں کا رازدار نہ بناؤ۔ ہاں ان کے ساتھ ظاہرداری رکھو کہ اچھے طریقہ سے پیش آؤ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وہ نہیں کمی کرتے تمہارے واسطے فساد کی۔ وہ ہر وقت فساد کے درپے ہیں۔ ان کو راز کی بات بتا کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے ہو وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ وہ پسند کرتے ہیں اس کو کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ مصیبت میں مبتلاء ہو جاؤ۔ یعنی وہ اس کو پسند کرتے ہیں کہ کسی طرح تمہارے اوپر مصیبت آئے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ تحقیق ظاہر ہو گیا ہے بغض ان کے مونہوں سے وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ اور جو وہ مخفی رکھتے ہیں ان کے سینے وہ بہت بڑی چیز ہے۔ یعنی تمہارے خلاف جو نفرت اور کینہ ہے۔ وہ تو بہت زیادہ ہے لہٰذا یہ بات یاد رکھو کہ کافر، کافر ہے۔ اس کی دوستی سے کبھی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ تحقیق ہم نے بیان کی ہیں تمہارے واسطے آیتیں اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ اگر تم عقل اور سمجھ رکھتے ہو۔

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ خبردار اے مومنو! تم یہ ہو تُحِبُّوْنَهُمْ ان کے ساتھ محبت کرتے ہو وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ اور وہ

تمہارے ساتھ محبت نہیں کرتے وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ اور تم ایمان رکھتے ہو سب کتابوں پر۔ یعنی توراۃ، زبور، انجیل اور جتنے بھی صحیفے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں تم سب پر ایمان لاتے ہو۔ اور وہ آخری حتمی اور قطعی کتاب کو نہیں مانتے۔ اسی طرح تم سارے پیغمبروں کو مانتے ہو اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ غیرت برابر ہونی چاہیے۔ وہ اس قدر بخیل ہوں کہ تمہارے پیغمبر پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوں۔ اور تم اس قدر سخی کہ ان سے محبت کرو۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ اور جس وقت وہ ملتے ہیں تمہیں قَالُوۡۤا اٰمَنَّا کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے وَاِذَا خَلَوۡا اور جس وقت وہ الگ ہوتے ہیں۔ یعنی تنہائی میں جاتے ہیں عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ کاٹتے ہیں وہ تم پر انگلیوں کے سرے مِنَ الۡغَيۡظِ غصے کی وجہ سے قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے! مر جاؤ تم اپنے غصے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو۔

کافر مسلمان کی تکلیف پر خوش ہوتے ہیں:

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ اگر پہنچتی ہے تمہیں راحت تو انہیں بری لگتی ہے۔ یعنی مسلمانوں کو فتح ہو جائے مال غنیمت مل جائے تو یہ بڑے پریشان ہوتے ہیں کہ یہ کیوں ہوا؟ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے تمہیں تکلیف يَّفۡرَحُوۡا بِهَا تو اس پر وہ خوش ہوتے ہیں۔ تو فرمایا ان کافروں کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا اور اگر تم صبر کرو گے وَتَتَّقُوۡا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا نہیں نقصان پہنچائے گی تمہیں ان کی تدبیر کچھ بھی اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔ اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ

اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نکلے صبح کے وقت اپنے گھر سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بتا رہے تھے ٹھکانے ایمان والوں کو لڑائی کی جگہوں

وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾ اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ وَاللّٰهُ

کے اور اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ جب ارادہ کیا تم میں سے دو گروہوں نے یہ کہ وہ بزدلی دکھائیں اور اللہ تعالیٰ

وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ

ان دونوں کا آقا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ہی پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے۔ اور البتہ تحقیق مدد کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدر

وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذۡ تَقُوۡلُ

میں اور حالانکہ تم کمزور تھے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ جب کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿124﴾

ایمان والوں کو کیا کافی نہیں ہے تمہیں یہ کہ امداد کرے تمہاری تمہارا ربّ تین ہزار فرشتوں سے اتارے ہوئے۔

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

کیوں نہیں اگر تم صبر کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے اور دشمن آجائیں تمہارے پاس فوری طور پر تمہاری مدد کرے گا

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿125﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

تمہارا ربّ پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگانے والے ہوں گے۔ اور نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے نزول کو

اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ

مگر تمہارے لیے خوشخبری اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اس کے ذریعے، اور نہیں ہے مدد مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے

الْحَكِيْمِ ﴿126﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿127﴾

حکمت والا ہے۔ تاکہ کاٹ دے وہ ایک حصہ ان لوگوں میں سے جو کافر ہیں یا ان کو ذلیل کر دے پس وہ لوٹیں نامراد ہو کر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غَدَوْتَ: آپ سویرے نکلے تھے، اَهْلِكَ: تیرے گھر کے لوگ، تُبَوِّئُ: تو مقرر کرتا ہے، مَقَاعِدَ: بیٹھنے کی جگہیں، هَمَّتْ: ارادہ کیا، طَّآئِفَتٰنِ: دو گروہ، اَنْ تَفْشَلَا: یہ کہ وہ دونوں بزدلی کریں، وَلِيُّهُمَا: ان دونوں کا مددگار، فَلْيَتَوَكَّلِ: پس (چاہیے کہ) وہ بھروسہ کرے، نَصَرَكُمْ: اس نے مدد کی تمہاری، اَذِلَّةٌ: کمزور، تَقُوْلُ: تو کہتا ہے، اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ: کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہوگا، اَنْ يُّمِدَّكُمْ: کہ وہ تمہاری مدد کرے، اٰلٰفٍ: ہزاروں، مُنْزَلِيْنَ: اُتارے ہوئے، فَوْرِهِمْ: ان کا فوراً آنا، يُمْدِدْكُمْ: وہ مدد کرے تمہاری، بِخَمْسَةِ: پانچ (کے ساتھ)، مُسَوِّمِيْنَ: نشان بنانے والا، جَعَلَهُ: اس نے اس کو کیا، لِتَطْمَئِنَّ: تاکہ مطمئن ہو جائے، لِيَقْطَعَ: تاکہ وہ کاٹ دے، طَرَفًا: ایک حصہ، يَكْبِتَهُمْ: وہ ان کو ذلیل کرے، يَنْقَلِبُوْا: وہ لوٹیں، خَآئِبِيْنَ: سب نامراد۔

ربط:

اوپر ذکر تھا فَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا کہ اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ کو اختیار کیا تو کوئی تدبیر تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی آگے دو واقعات ذکر فرما رہے ہیں کہ غزوہ بدر میں تم نے صبر اور تقویٰ علیٰ وجہ الکمال اختیار کیا تو کامیابی اور فتح نصیب ہوئی اور غزوہ احد میں یہ چیزیں تم نے کامل طور پر اختیار نہ کی جس کی بناء پر شکست ہوئی اگر تقویٰ و صبر علیٰ وجہ الکمال اختیار کرتے

تو غزوہ احد میں بھی فتح ہوتی جس وقت آپ ﷺ گھر سے نکلے تو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں تھیں تو قرآن نے اھل کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلیے استعمال کیا۔

اہم نکات: اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا سے کون لوگ مراد ہیں؟

منافقین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کے دو گروہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے بھی ارادہ کیا کہ ہم بھی واپس چلتے ہیں لیکن جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پھر ارارہ تبدیل کر دیا۔ بدر کے بارے میں قاموس میں ہے کہ بدر بن قیس بن صباح ایک آدمی تھا اس نے یہ کنواں کھودا تو اس کے نام پر اس کنویں کا نام بدر رکھا۔ یہ مدینہ منورہ سے اسی (۸۰) میل دور ہے۔

تفسیری نکات: غزوہ اُحد کا حال:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ اور جب آپ (ﷺ) نکلے صبح کے وقت اپنے گھر سے۔ تو اہل کا مصداق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ اور وہاں سے احد کے لیے تشریف لے گئے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ آپ ﷺ بتا رہے تھے ٹھکانے ایمان والوں کو مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ لڑائی کی جگہوں کے" مَقَاعِدَ جمع ہے مَقْعَدٌ کی" ٹھکانے لڑائی کے۔ جس طرح فوج کا کمانڈر فوجیوں کو لڑائی کے مورچے بتاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مورچے بتا رہے تھے کہ تم نے یہاں ڈیوٹی دینی ہے تم نے یہاں کھڑا ہونا ہے اور فلاں نے اس جگہ کھڑا ہونا ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ غزوۂ احد کے لیے جب مسلمان مدینہ طیبہ سے چلے تھے تو ایک ہزار کی تعداد تھی۔ ان میں سے تین سو منافق تھے۔ جب اُحد کے مقام پر پہنچے تو ابھی کافر نہیں آئے تھے۔ منافق کہنے لگے کس کے ساتھ لڑنا ہے۔ یہاں آدمی تو ہے کوئی نہیں چلو واپس۔ حالانکہ ان کو علم تھا کہ دشمن آرہا ہے۔ چنانچہ یہ بہانہ بنا کر تین سو منافق واپس چلے گئے۔ جب یہ واپس جا رہے تھے ان کو دیکھ کر مسلمانوں کے دو مخلص گروہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ جو مسجد قبلتین کے پاس رہتے تھے انہوں نے بھی جانے کا ارادہ کیا کہ یہ لوگ جا رہے ہیں ہم بھی جائیں۔ لیکن چونکہ مخلص مومن تھے۔ اس لیے ایمان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو میدان سے ہٹنے نہ دیا۔ ان دونوں گروہوں کا اللہ تعالیٰ ذکر فرما رہے ہیں۔

اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ جب ارادہ کیا تم میں سے دو گروہوں نے اَنْ تَفْشَلَا یہ کہ وہ بزدلی دکھائیں اور میدان چھوڑ دیں وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کا آقا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان و اخلاص کی برکت سے ان دونوں کو مضبوط کر دیا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ پر ہی ایمان والوں کو چاہیے کہ توکل کریں۔

غزوہ بدر کا حال:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ اور البتہ تحقیق مدد کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدر میں وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور حالانکہ تم کمزور تھے۔ ''اَذِلَّة ذلیل کی جمع ہے اور ذلیل کے معنٰی ہیں کمزور''۔ یعنی تعداد کے لحاظ سے اسلحہ اور ساز و سامان کے اعتبار سے تم بڑے کمزور تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ جب کہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایمان والوں کو اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ کیا کافی نہیں ہے تمہیں اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ یہ کہ امداد کرے تمہاری تمہارا رب بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ تین ہزار فرشتوں سے مُنْزَلِيْنَ اتارے ہوئے۔ سورۃ الانفال میں ایک ہزار فرشتوں کا تذکرہ ہے۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

بَلٰٓى کیوں نہیں اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اگر تم صبر کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا اور دشمن آ جائیں تمہارے پاس فوری طور پر۔ یعنی کافروں کی مدد کے لیے لشکر اگر فوری طور پر آئے گا تو يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ تمہاری مدد کرے گا تمہارا رب بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگے ہوں گے۔ جس طرح فوجیوں کو بیج لگے ہوتے ہیں۔ کسی کا ایک کسی کے دو کسی کے تین بیج عہدوں کے اعتبار سے اسی طرح فرشتے بھی چونکہ فوج کی شکل میں آئیں گے لہٰذا انہوں نے بھی نشان لگائے ہوئے ہوں گے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اور نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے نزول کو اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ مگر تمہارے لئے خوشخبری وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اس کے ذریعے۔ کہ ہمارے ساتھ فرشتے بھی ہیں۔ اور یاد رکھنا فرشتے کیا ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور نہیں ہے مدد مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے حکمت والا ہے۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا تاکہ کاٹ دے وہ ایک حصہ مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں میں سے جو کافر ہیں۔ ستر ایسے کافر جو کفر کی جڑ تھے بدر کے موقع پر مارے گئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ یا ان کو ذلیل کر دے۔ اور ستر بڑے سرداران میں سے گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملا فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ پس وہ نامراد ہو کر لوٹیں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس معاملے میں کچھ بھی یا تو اللہ تعالیٰ ان پر رجوع فرمائے یا ان کو سزا دے پس بے شک وہ

ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ

فی الحال ظالم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ بخشے گا جس کو چاہے گا

وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰٓوا

اور سزا دیگا جس کو چاہے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ کھاؤ سود د

اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡۤ اُعِدَّتۡ

گنا چگنا کر کے اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور بچو تم آگ سے، وہ آگ جو تیار کی گئی ہے

لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ

کافروں کے لیے۔ اطاعت کرو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکہ تم پر رحمت نازل کی جائے۔ اور جلدی کرو مغفرت حاصل کرنے

رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ

کی طرف اپنے ربّ کی طرف سے، اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کا عرض آسمانوں اور زمین جیسا ہے تیار کی گئی ہے

لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ

پرہیزگاروں کے لیے۔ وہ ہیں (پرہیزگار) جو خرچ کرتے ہیں راحت میں اور تکلیف میں اور پی جاتے ہیں غصہ

وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۳۴﴾

اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتُوۡبُ: اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، يُعَذِّبَهُمۡ: وہ عذاب دے گا انہیں، مُضٰعَفَةً: کئی گنا، تُرۡحَمُوۡنَ: تم پر رحم کیا جائے، سَارِعُوۡۤا: جلدی کرو، عَرۡضُهَا: اس کی وسعت، السَّرَّآءِ: فراخی، الۡكٰظِمِيۡنَ: غصہ پی جانے والے، الۡعَافِيۡنَ: معاف کرنے والے۔

ربط:

پچھلی آیات سے غزوہ احد کے بارہ میں بات شروع کی تھی اب غزوہ احد کے متعلق بات کرتے ہوئے موضوع کو سمیٹا جا رہا ہے نیز سود کی قباحت اور نیکی کے کام کرنے کی اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے کی اور غصے کو پی جانے کی اور قصور معاف کرنے کی فضیلت بیان فرمائی جا رہی ہے۔

اہم نکات:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ

ربط: تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں ہے کہ پہلے صبر اور تقویٰ کا ذکر تھا آگے ان چیزوں کو ذکر کر رہے ہیں جو تقویٰ کو ختم کرنے والی ہیں اس میں حرام خوری اور سود سرفہرست ہے۔

وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

تعارض: اس آیت کا ماقبل والی آیت سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تعارض یہ ہے کہ پہلی آیت میں ہے وَهُمْ یَنْتَصِرُوْنَ یعنی وہ انتقام لیتے ہیں۔ یہاں فرمایا کہ غصے کو پی لیتے ہیں اور معاف کرتے ہیں۔

جوابات: ① اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ. یعنی کافروں سے بدلہ لیتے ہیں لیکن آپس میں مشفق اور رحم کرنیوالے ہیں لہذا تعارض نہ رہا۔

② اگر آدمی غلطی کرے۔ اور اس پر نادم ہو تو معاف کرتے ہیں لیکن اگر غلطی کے بعد اس پر مصر ہو تو اس کو معاف نہیں کرتے اس میں موضوع الگ الگ ہے۔ لہٰذا تعارض نہیں۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بددعا کرنے سے روک دیا گیا:

لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس معاملے میں کچھ بھی اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ یا تو اللہ تعالیٰ اُن پر رجوع فرمائے یا ان کو سزا دے فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ پس بے شک وہ فی الحال ظالم ہیں۔ حارث ابنِ ہشام جو کہ ابوجہل کا بھائی تھا ایسے ہی صفوان ابنِ امیہ مکہ مکرمہ کے سرداروں میں سے تھا اور سہل بن عمرو صلح حدیبیہ کے موقع پر کافروں کی نمائندگی کرتا تھا۔ جب کہ یہ تینوں کافر اور مشرک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ لیکن بعد میں تینوں حضرات مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپاہی بن گئے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشے گا جس کو چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ اور سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ اور بخشے گا اسی کو جو اہلِ ایمان اور اہلِ توحید میں سے ہوگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا اس کو سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بیان فرمایا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ اور بخش دے گا اس کے سوا جس کو چاہے گا'' وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

سود کی ممانعت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا نہ کھاؤ سود اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً دگنا چگنا کر کے۔ اور سورۃ البقرہ میں آپ پڑھ چکے ہیں ''اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال

فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے"۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

وَاتَّقُوا النَّارَ اور بچو آگ سے الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ وہ (آگ) جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔

وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ اطاعت کرو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ تاکہ تم پر رحمت نازل کی جائے۔

وَسَارِعُوۡۤا اور جلدی کرو اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مغفرت حاصل کرنے کی اپنے ربّ کی طرف سے۔ یعنی جس وقت بھی کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور وَجَنَّةٍ اور جنت کی طرف جلدی کرو عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ جس کا عرض آسمانوں اور زمین جیسا ہے۔ یعنی وہ اتنی وسیع ہے کہ اس کا عرض یعنی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ کہ زمین اور آسمانوں کو ملاؤ تو کتنا طول بنتا ہے جنت کی اس قدر صرف چوڑائی ہے اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف:

الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وہ ہیں (پرہیزگار) جو راحت اور آرام میں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں وَالضَّرَّآءِ اور جب تکلیف میں ہوتے ہیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں وَالۡكٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ اور پی جاتے ہیں غصے کو۔ مگر وہاں جہاں غصہ پینے کا موقع ہو۔ ہر جگہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی صفت بیان فرمائی ہے "اَشِدَّآءُ عَلَی الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں"۔ یعنی کافروں کے لیے سخت ہیں اور مومنوں کے لیے بڑے نرم ہیں۔ بشرطیکہ مومن بھی مومن ہو۔ اور اگر مومن غلطی پر ہے اور اپنی غلطی تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے تو اس کے لیے سختی جائز ہے وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو۔ اگر معاف کرنے کا موقع ہو اور اگر کوئی آدمی غلطی کر کے نہیں مانتا تو اس کو معاف کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ یعنی مالی طور پر خرچ کرنے والے ہیں اور عملی طور پر غصہ پینے والے ہیں تو جب ان میں یہ خوبیاں ہوں گی وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا"۔

وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا

اور وہ لوگ جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی، یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، پس معافی مانگتے ہیں

لِذُنُوۡبِهِمۡ ۠ وَمَنۡ يَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمۡ يُصِرُّوۡا عَلٰى مَا فَعَلُوۡا

اپنے گناہوں کے لیے اور کون بخشتا ہے گناہوں کو؟ مگر صرف اللہ تعالیٰ، اور نہیں اصرار کرتے اس کارروائی پر جو انہوں نے کی

وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَجَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ

اور حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں بدلہ ان کا بخشش ہوگا ان کے ربّ کی طرف سے اور باغات ہوں گے جاری ہوں گی ان باغوں

تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ سُنَنٌ ۙ

کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں، اور کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ بہ تحقیق گزر چکے ہیں تم سے پہلے طریقے

فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

پس سیر کرو زمین کی پس دیکھو! کیسا تھا انجام جھٹلانے والوں کا؟ ۔ یہ قرآن کریم بیان ہے لوگوں کے لیے،

وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ

اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے لیے ۔ اور نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب ہو گے

اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾

اگر تم مومن ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَعَلُوۡا: انہوں نے کیا، فَاحِشَةً: کھلا گنا، ذَكَرُوۡا: ذکر کیا، اَلذُّنُوۡبَ: گناہ، اِسۡتَغۡفَرُوۡا: انہوں نے بخشش مانگی، لَمۡ يُصِرُّوۡا: جمے نہیں رہے، نِعۡمَ: اچھا ہے، اَجۡرُ: بدلہ، اَلۡعٰمِلِيۡنَ: عمل کرنے والے، سُنَنٌ: طریقے، سِيۡرُوۡا: سیر کرو، اُنۡظُرُوۡا: تم دیکھو، عَاقِبَةُ: انجام، اَلۡمُكَذِّبِيۡنَ: جھٹلانے والے، بَيَانٌ: واضح کرنا، لَا تَحۡزَنُوۡا: تم غمگین نہ ہو، اَلۡاَعۡلَوۡنَ: غالب۔

ربط:

سابقہ آیات میں نیک لوگوں کے بعض اوصاف بیان کیے گئے تھے اب ان آیات میں بھی نیک لوگوں کے مزید اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کے نیک بندوں کے مزید اوصاف:

وَالَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اور وہ لوگ جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی۔ یعنی گناہِ کبیرہ کرتے ہیں اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر۔ کہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے ذَكَرُوا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں یعنی غافل نہیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس پر پشیمان ہوتے ہیں۔ اور فوراً اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسے یاد

کرتے ہیں فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ پس معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے۔ کہ اے پروردگار مجھ سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے تو مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون بخشا ہے گناہوں کو؟ اور ان پرہیز گاروں کی خوبی یہ ہے کہ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا اور نہیں اصرار کرتے اس کار روائی پر جو انہوں نے کی ہے۔ گناہ پر اصرار کرنا بہت بری اور خطرناک بات ہے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اور اگر کبیرہ پر اصرار کرے گا تو خطرہ ہے کہ کفر تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ اس واسطے گناہ پر اصرار نہیں کرنا چاہیے وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ گناہ پر اصرار کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جن کی یہ خوبیاں بیان ہوئی ہیں جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ بدلہ ان کا یہ ہے کہ بخشش ہوگی ان کے ربّ کی طرف سے وَجَنّٰتٌ اور ایسے باغات ہوں گے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان باغوں کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان میں وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اور کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ بہ تحقیق گزر چکے ہیں تم سے پہلے طریقے۔ یعنی بڑے بڑے حالات گزرے ہیں فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ پس سیر کرو زمین میں فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ پس دیکھو! کیسا تھا انجام جھٹلانے والوں کا۔ کہ جن لوگوں نے حق کو جھٹلایا اور حق کے مقابلہ میں آئے ان کا انجام کیا ہوا؟

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ یہ قرآن کریم بیان ہے لوگوں کے لیے۔ اس کتاب سے زیادہ واضح اور قطعی اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ یہ بڑی عظمت والی کتاب ہے اس کا پڑھنا ثواب، اس کو سمجھنا ثواب، اس کا بیان کرنا ثواب، اس کو ہاتھ لگانا ثواب، دیکھنا ثواب، اس کے ورقوں کا پلٹنا ثواب، ثواب ہی ثواب ہے وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے لِّلْمُتَّقِيْنَ پرہیز گاروں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے مومنو! غزوۂ احد میں اگر تمہیں شکست ہوئی ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا اور سستی نہ کرو وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غمگین ہو۔ کیونکہ جہاد میں شہید بھی ہوتے ہیں زخمی بھی ہوتے ہیں فتح بھی ہوتی ہے اور شکست بھی ہوتی ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اور تم ہی غالب ہو گے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ

اگر پہنچے ہیں تمہیں زخم پس تحقیق پہنچے ہیں اس قوم کو بھی زخم اس جیسے، اور یہ دن ان کو ہم پھیرتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان

النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، اور تاکہ بنائے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿140﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿141﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ

ظالموں کے ساتھ۔ اور تاکہ خالص کردے ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اور تاکہ مٹادے کافروں کو، کیا تم خیال کرتے ہو یہ کہ

تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ

تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور جانتا ہے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿142﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ

صبر کرنے والوں کو۔ اور البتہ تھے تم آرزو کرتے موت کی پہلے اس سے کہ تم موت کے ساتھ ملاقات کرتے، پس تحقیق تم دیکھ چکے اس کو

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿143﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ

اور تم بخوبی دیکھ رہے ہو۔ اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول، تحقیق گزر چکے ہیں آپ ﷺ سے پہلے رسول، بھلا اگر آپ ﷺ

اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ

وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں پلٹ جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں کے بل، اور جو شخص پھر جائے گا اپنی ایڑیوں پر

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿144﴾

پس وہ ہرگز ضرر نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا اور بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ: اگر پہنچے تم کو، قَرْحٌ: زخم، مَسَّ: لگ گیا، نُدَاوِلُهَا: ہم بدلتے رہتے ہیں اسے، لِيُمَحِّصَ: تاکہ خالص اور صاف کردے، تَمَنَّوْنَ: تم تمنا کرتے ہو، اَنْ تَلْقَوْهُ: یہ کہ تم اس سے ملاقات کرو، رَاَيْتُمُوْهُ: تم نے دیکھا اس کو، مُحَمَّدٌ: رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی، مَّاتَ: فوت ہو گئے، قُتِلَ: قتل کیا گیا، اِنْقَلَبْتُمْ: تم پھر گئے، اَعْقَابِكُمْ: تمہاری ایڑیاں، لَنْ يَّضُرَّ: وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچائے گا، وَسَيَجْزِيْ: عنقریب وہ بدلہ دیتا ہے، اَلشّٰكِرِيْنَ: شکر کرنے والے۔

ربط:

پہلے غزوہ احد کا بیان تھا جس میں اوّل مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر آپ ﷺ کے حکم کو نظر انداز کرنے سے کہ درّہ کی حفاظت پر مامور اپنی جگہ نہ چھوڑیں وہاں پر متعین مسلمانوں نے اپنی ڈیوٹی چھوڑ دی اس حکم عدولی کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی ان آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے۔

اہم نکات:

وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ تمحیص کا معنی ہے سونے کو کھوٹ اور میل کچیل سے صاف کرنا اور خالص کرنا۔

وَیَعۡلَمَ الصّٰبِرِیۡنَ یعلم کا نصب کس وجہ سے ہے اس سے پہلے تو لما ذکر ہے اور یہ حروف جازمہ میں سے ہے؟

جوابات: ① کشاف میں ہے کہ یہاں واوصرف ہے جس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے اس کی وجہ سے لیعلم منصوب ہے۔

② دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اصل میں مجزوم ہے لیکن پہلے لیعلم اللہ کی مناسبت سے اس کو بھی فتحہ دے دیا کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ اوپر سے غزوہ اُحد کا معاملہ بیان ہوتا چلا آرہا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوا تھا۔ اس پر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں اگر وہ دنیا سے چلے جائیں تو کیا تم دین چھوڑ دو گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک قرآن پاک میں چار جگہ آیا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک قرآن پاک میں چار جگہ آیا ہے۔ یعنی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار مرتبہ اور اسم گرامی احمد ایک مرتبہ قرآن میں آیا ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ احمد اسم تفضیل کبھی فاعل کے معنی میں اور کبھی مفعول کے معنی میں آتا ہے۔ احمد اگر حامد کے معنی میں ہو تو معنی ہوگا زیادہ تعریف کرنے والا اور جب مفعول کے معنی میں ہو تو معنی ہوگا زیادہ تعریف کیا ہوا۔

قادیانیوں کا استدلال:

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ قادیانی اور عیسائی اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تفسیروں میں ہے قَدۡ خَلَتۡ اَیۡ قَدۡ تُوُفِّیَتۡ.

اور قانون وقاعدہ یہ ہے کہ جمع پر جب الف لام آجائے تو جمعیت باطل ہو جاتی ہے اور استغراق کا فائدہ دیتی ہیں۔

یہاں بھی اَلرُّسُلُ پر الف لام داخل ہے تو مطلب ہوگا کہ تمام رسول جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں ان کو وفات دی گئی ہے تو اسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہو گئے۔

جوابات: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قواعد اکثری ہوتے ہیں اور یہ اس قاعدہ میں داخل نہیں اور اگر اس کو قاعدہ کلیہ مان کر یہاں بھی اس کو تسلیم کر لیں تو اس سے دوسری جگہ خرابی لازم آئیگی۔

پارہ نمبر ا گیارویں رکوع میں ہے وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ. تو اس قاعدہ کے مطابق مطلب ہوگا کہ تمام رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے ہیں حالانکہ یہ باطل ہے۔

تفسیری نکات: غزوہ احد کے بعد مسلمانوں کو دلاسہ:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی اور فرمایا اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ اگر پہنچے ہیں تمہیں زخم تمہارے ستر ساتھی شہید ہوئے ہیں۔ اور بہت سارے زخمی ہوئے ہیں فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ پس تحقیق پہنچے ہیں اس قوم کو بھی زخم اس جیسے۔ کہ جنگِ بدر میں ان کے بھی ستر سرکردہ آدمی مارے گئے جو کفر کے ستون تھے۔ اور ستر قیدی بنے اور ان کو فدیہ دینا پڑھا اور بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ یاد رکھو! دن ایک جیسے نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ مشیت اور مصلحت کے مطابق حالات بدلتے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مسلمانو! غزوہ اُحد کی شکست سے نہ گھبراؤ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور ان دنوں کو ہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان۔ ہمیشہ ایک سی حالت نہیں رہتی۔ کہ ہمیشہ فتح یا شکست ہو۔ اور تکلیف پہنچنے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ یہاں یہ معنیٰ کرتے ہیں۔ تاکہ بتا دے اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو کہ اہلِ ایمان تکلیفیں اٹھا کر بھی ایمان پر قائم رہتے ہیں۔ اور حق کے راستہ کو ترک نہیں کرتے اور جو منافق ہیں وہ قربانی کے وقت چھپتے ہیں اور جھوٹے بہانے بنا کر جان چھڑاتے ہیں۔ سختی کے موقع پر مخلص غیر مخلص کا پتہ چلتا ہے وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ اور تاکہ بنائے تم میں سے کچھ شہید۔ شہید کا مقام بہت بلند ہے۔ بظاہر تو وہ شہید ہو گیا ہے، مر گیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بڑی عزت اور قدر ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظالموں کے ساتھ۔ بسا اوقات مہلت دیتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُمْلِ الظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے کہ یہ جتنا ظلم کر سکتا ہے کر لے یہاں تک کہ جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے''۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور تاکہ خالص کر دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور تاکہ مٹا دے کافروں کو۔ اگر تکلیفیں نہ آئیں تو یہ چیزیں ظاہر نہیں ہوتیں ہیں کہ یہ راہ حق میں کس قدر پختہ ہیں۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ اور ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ اور ظاہر نہیں کیا ان لوگوں کو جو مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کرنے والے ہیں۔ جنت بہت قیمتی چیز ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت کی ایک چابک کے برابر جگہ دنیا و مافیہا کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ اور البتہ تحقیق تم موت کی آرزو کرتے تھے۔ تم کہتے تھے کہ شہادت کا موقع آئے تو

ہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جانیں دیں گے مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ پہلے اس سے کہ تم موت کے ساتھ ملاقات کرتے۔ جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے جذبات بڑے تیز تھے۔ وہ دشمن سے دوبارہ ٹکر لینے کے لیے بیتاب رہتے تھے۔ اور خواہش کرتے تھے کہ جہاد کا موقع آئے تو انہیں بھی شہادت جیسا بلند مقام نصیب ہو۔ تو پہلے تم آرزو کرتے تھے کہ آئندہ کوئی موقع آئے گا تو ہم بھی اپنی جرأت کا مظاہرہ کریں گے فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ پس تحقیق تم دیکھ چکے اس کو۔ یعنی موت کو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ اور تم بخوبی دیکھ رہے ہو۔ کہ وہ شہید ہو گیا، فلاں شہید ہو گیا، فلاں شہید ہو گیا۔ تم نے اپنی آنکھوں سے موت کا منظر دیکھ لیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنبیہ:

غزوۂ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر پھیل گئی تو مسلمانوں میں بد دلی پیدا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنبیہ فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رسول قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ بھلا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا جائیں اَوۡ قُتِلَ یا قتل کر دیے جائیں انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ پلٹ جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں کے بل۔ یعنی کیا دین سے پھر جاؤ گے۔ اور کفر اختیار کر لو گے۔ اس میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جنہوں نے ہمت اور جرأت کا ثبوت نہیں دیا وَمَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ اور جو شخص پھر جائے گا اپنی ایڑیوں پر فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا پس وہ ہرگز ضرر نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا۔ یعنی اس نے اپنا ہی نقصان کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ اور بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا اور مسلمانوں کو کسی حالت میں بد دل نہیں ہونا چاہیے۔

وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡيَا

اور نہیں اختیار کسی نفس کو یہ کہ وہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ، نوشتہ ہے مقرر کیا ہوا، اور جو شخص ارادہ کرتا ہے بدلہ دنیا کا

نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَةِ نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ؕ وَسَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

ہم اس کو دے دیتے ہیں، اور جو شخص ارادہ کرے آخرت کے بدلے کا ہم اس کو اس میں سے دیں گے اور ہم بدلہ دیں گے شکر گزاروں کو۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَآ اَصَابَهُمۡ

اور کتنے ہی نبی تھے ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا بہت سارے ربّ والوں نے۔ پس نہیں کی انہوں نے سستی اس وجہ سے جو تکلیف پہنچی

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَکَانُوۡا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ

ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں، اور نہ انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ دشمن کے سامنے دبے، اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا کَانَ قَوۡلَہُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا

صبر کرنے والوں سے۔ اور نہیں تھی بات ان کی مگر یہ کہ کہا انہوں نے اے ہمارے ربّ ہمیں بخش دے ہمارے گناہ اور جو ہم نے

وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۴۷﴾

زیادتیاں کی ہیں اپنے معاملے میں (ان کو بھی معاف فرمادے) اور ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلے میں۔

فَاٰتٰىہُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنۡیَا وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾

پس دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بدلہ اور آخرت کا اچھا بدلہ بھی اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کے کام کرنے والوں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَمُوۡتَ: وہ مرجائے، مُؤَجَّلًا: وہ جس کا وقت معین ہو، نُؤۡتِہٖ: ہم دیتے ہیں اسے، یُرِدۡ: وہ ارادہ کرلے، ثَوَاب: انعام، نَجۡزِیۡ: ہم بدلہ دیتے ہیں، کَاَیِّنۡ: بہت، قٰتَلَ: جنگ کی، رِبِّیُّوۡنَ: اللہ والے، وَہَنُوۡا: وہ کمزور ہوگئے، اَصَابَہُمۡ: ان کو پہنچا، مَاضَعُفُوۡا: وہ سست و کمزور، اِسۡتَکَانُوۡا: وہ دب گئے، اِسۡرَافَنَا: ہماری زیادتی، اَمۡرِنَا: ہمارا حکم، اٰتٰىہُمۡ: ان کو دیا۔

ربط:

غزوۂ اُحد کے موقع پر جو مسلمانوں کو صدمہ پہنچا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے تو سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں اور ان کی ہمت بندھا رہے ہیں اور ان آیات میں بھی تسلی و تشفی آمیز خطاب ہے۔

تفسیری نکات: کسی کو موت پر اختیار نہیں ہے:

وَمَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ اور نہیں اختیار کسی نفس کو یہ کہ وہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ یعنی موت و حیات بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔ جو کچھ ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ اللہ کو ایسے ہی منظور تھا کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا نوشتہ ہے مقرر کیا ہوا، موت اپنے وقت سے ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتی۔ کسی کی موت کا جو وقت تحریر شدہ ہے وہ ٹل نہیں سکتا۔ فرمایا وَمَنۡ یُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡیَا اور جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کے بدلے کا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا

ہم اس کو دے دیتے ہیں اس میں سے کچھ۔ یعنی اگر کسی کا ارادہ صرف دنیا کا ہے۔ تو کمائے محنت کرے۔ مشقت کرے دنیا مل جائے گی۔ مگر ہر خواہش پوری نہیں ہوگی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جتنا چاہے کسی کو عطاء کر دے وَمَنۡ یُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَةِ اور جو شخص ارادہ کرے گا آخرت کے بدلے کا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ہم اس کو اس میں سے دیں گے۔ دنیا والوں کو دنیا مل جائے گی اور آخرت کمانے والوں کو آخرت وَسَنَجۡزِی الشّٰكِرِيۡنَ اور ہم بدلہ دیں گے شکر گزاروں کو۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وہ ضرور ان کو بدلہ دے گا ایک نیکی کرے گا دس گنا بدلہ ملے گا اور فی سبیل اللہ کی مد میں خرچ کرے گا تو کم از کم سات سو گنا بدلہ ملے گا۔

پہلی امتوں پر بھی جہاد فرض تھا:

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اور کتنے ہی نبی تھے قٰتَلَ مَعَهٗ ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ بہت سارے ربّ والوں نے۔ مسلمانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ جہاد کا حکم صرف آخری امت کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں پر بھی فرض تھا فَمَا وَهَنُوۡا پس نہیں کی انہوں نے سستی لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اس وجہ سے جو تکلیف پہنچی ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَمَا ضَعُفُوۡا اور نہ انہوں نے کمزوری دکھائی وَمَا اسۡتَكَانُوۡا اور نہ وہ دشمن کے سامنے دبے۔ ان لوگوں پر بڑی آزمائشیں آئیں مگر ان کے پاؤں میں لغزش نہ آئی اور ان سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہر طرح کی آزمائشیں آئیں مگر ان کو کوئی آزمائش ایمان سے نہ ہٹا سکی وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے صبر کرنے والوں سے۔ صبر بھی کرو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو بھی۔ سابقہ امتوں کے ایمان لانے والوں کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اور نہیں تھی بات ان کی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا مگر یہ کہ کہا انہوں نے اے ہمارے ربّ ہمیں بخش دے ہمارے گناہ وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا اور جو ہم نے زیادتیاں کی ہیں زندگی میں جو ہم سے زیادتیں ہوئیں ہیں۔ اپنے معاملے میں ان کو بھی معاف فرمادے۔ اور اے پروردگار وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا اور ہمارے دشمن کے مقابلے میں ہمیں ثابت قدم رکھ مسلمان کا جب ایمان مضبوط ہو۔ اور صبر کا دامن نہ چھوڑے اور زبان پر اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعا ہو تو مسلمانوں کی تھوڑی تعداد بھی کافروں پر غالب آتی ہے وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ اور ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلے میں۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡيَا پس دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بدلہ۔ کہ مالِ غنیمت اتنا دیا کہ اٹھا نہیں سکتے تھے وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ اور آخرت کا اچھا بدلہ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾ اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کے کام کرنے والوں سے۔ جو اچھے کام کرے گا اللہ تعالیٰ کا محبوب قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ

سب کو توفیق عطاء فرمائے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے ان لوگوں کی جو کافر ہیں، تمہیں وہ لوٹا دیں گے تمہاری ایڑیوں کے بل

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿149﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿150﴾ سَنُلْقِيْ

پس تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔ بلکہ اللہ ہی تمہارا آقا ہے اور تمام مدد کرنے والوں میں بہتر مدد کرنے والا ہے۔ عنقریب ہم

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ڈالیں گے ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب، اس وجہ سے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو نہیں نازل فرمائی

بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿151﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے ظالموں کا۔ اور البتہ تحقیق سچ کر دکھایا

اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

اللہ نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ جب تم قتل کر رہے تھے اللہ کے حکم سے، یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کا اظہار کیا اور تم نے جھگڑا کیا

فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ

اس معاملے میں اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے اللہ نے تمہیں دکھائی وہ چیز جس کو تم پسند کرتے تھے، تم میں سے وہ بھی تھے،

الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ

جو دنیا کا ارادہ کرتے تھے اور تم میں سے وہ بھی تھے جو آخرت کا ارادہ کرتے تھے پھر پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے تاکہ تمہیں امتحان

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿152﴾

میں ڈالے۔ اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرنے والا ہے ایمان والوں پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَنْقَلِبُوْا: پھر جاؤ گے، مَوْلٰىكُمْ: تمہارا آقا، سَنُلْقِيْ: عنقریب ہم ڈال دیں گے، قُلُوْبِ: دل، اَلرُّعْبَ: رعب، سُلْطٰنًا: دلیل، مَاْوٰىهُمُ: ان کا ٹھکانا، مَثْوٰى: ٹھکانا، صَدَقَكُمُ: اس نے سچ کر دکھایا تم کو، وَعْدَهٗٓ: اس کا وعدہ، تَحُسُّوْنَهُمْ: تم انہیں کاٹنے لگے، فَشِلْتُمْ: تم پست ہمت ہو گئے، اَرٰىكُمْ: اُس نے دکھایا تم کو، صَرَفَكُمْ: اس نے

پھیر دیا تمہیں، لِيَبْتَلِيَكُمْ: تاکہ وہ تمہیں امتحان میں ڈالے۔

ربط:

اوپر سے غزوہ اُحد کا ذکر چلا آ رہا ہے۔غزوہ احد کی لڑائی میں کل آدمی ایک ہزار تھے جن میں سے سات سو مسلمان تھے اور تین سو منافق تھے۔منافقین جب واپس آنے لگے تو انہوں نے دوسرے مسلمانوں کو بھی واپس لوٹنے کی ترغیب دی لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قلوب کو مضبوط کیا۔

اہم نکات: سُلْطٰنًا سے کیا مراد ہے؟

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ لفظ سُلْطَانٌ جہاں قرآن میں آیا ہے اس سے بادشاہ مراد نہیں بلکہ برھان اور دلیل مراد ہے۔اور بادشاہ کیلئے لفظ ملک آیا ہے۔

تفسیری نکات: مسلمان کافروں کی اتباع نہ کریں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے ان لوگوں کی جو کافر ہیں يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تمہیں وہ لوٹا دیں گے تمہاری ایڑیوں کے بل۔یعنی جس طرح پہلے تم کافر تھے اسی طرح کافر ہو جاؤ گے فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ پس تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔مطلب یہ ہے کہ دین پر قائم رہو اور کافروں کی باتوں پر توجہ نہ دو اور جو منافق ہیں یہ کھلے کافروں سے زیادہ خطرناک ہیں فرمایا ان سے بچو۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ بلکہ اللہ ہی تمہارا آقا اور مددگار ہے۔وہی تمہارا خالق ہے۔بے شک کافر زیادہ ہیں لیکن وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ اور وہ تمام مدد کرنے والوں میں بہتر مدد کرنے والا ہے۔قاعدے کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جائے تو اس کے سامنے کوئی کچھ نہیں ہے۔

کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا گیا:

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب ہم رُعب ڈالیں گے ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں۔ غزوہ اُحد کے موقع پر ایسا ہی ہوا بظاہر کافروں کو کامیابی حاصل ہوئی۔بہت سارے اکابر مسلمان شہید ہوئے مگر پھر کافر وہاں ٹھہر نہ سکے۔ایک موقع پر ابوسفیان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مسلمان تعداد میں تھوڑے سے تو تھے ان میں سے شہید اور زخمی بھی ہوئے مگر ہم پھر بھی واپس پلٹ رہے ہیں۔واپس جا کر ان کا کام تمام کر دینا چاہیے۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ انہیں دوبارہ حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور واپس لوٹ گئے۔البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آٹھ میل تک کفار کا تعاقب کیا اور ان پر رُعب اس لئے مسلط کیا بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ اس وجہ سے کہ

انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے بارے میں کوئی سند نازل نہیں فرمائی ہے۔یعنی مشرکین کے پاس شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے۔کسی نے لات کو کسی نے مناۃ کو کسی نے عزیٰ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا تھا کوئی کسی کو حاجت روا سمجھتا ہے۔مگر ان کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ ان میں خدائی اوصاف کس طرح آ گئے ہیں۔اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں وَمَاۡوٰىهُمُ النَّارُ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وَبِئۡسَ مَثۡوَى الظّٰلِمِيۡنَ اور بُرا ٹھکانہ ہے ظالموں کا۔

غزوۂ اُحد میں شکست کا سبب:

وَلَقَدۡ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ اور البتہ تحقیق سچ کر دکھایا اللہ نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ جب تم ان کو قتل کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابتدائی مرحلے میں حَتّٰۤى اِذَا فَشِلۡتُمۡ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کا اظہار کیا وَتَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ اور تم نے جھگڑا کیا اس معاملے میں۔کہ کچھ نے کہا کہ ہمیں اتر کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا چاہیے۔کیونکہ اب یہاں ہماری ضرورت نہیں ہے۔اور کچھ نے کہا نہیں بلکہ ہمیں یہیں کھڑا رہنا چاہیے۔کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ فتح ہو یا شکست تم نے مورچہ نہیں چھوڑنا وَعَصَيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰٮكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہیں دکھائی وہ چیز جس کو تم پسند کرتے تھے۔یعنی فتح کو تم پسند کرتے تھے وہ تمہیں حاصل ہوگئی مگر جب تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو ماننے نہ ماننے کے متعلق اختلاف کیا اور مالِ غنیمت کے پیچھے پڑ گئے تو کایا پلٹ گئی مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا تم میں سے وہ بھی تھے جو دنیا کا ارادہ کرتے تھے۔یعنی مالِ غنیمت کا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ اور تم میں سے وہ بھی تھے جو آخرت کا ارادہ کرتے تھے۔امیرِ لشکر اور تقریباً نو دس آدمی اور جواُن کے ساتھ مورچے پر کھڑے رہے۔اور پچھلی طرف سے خالد بن ولید نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے دو سو گھڑ سواروں کے دستے کے ہمراہ حملہ کر دیا جو مورچے پر تھے بمع امیرِ لشکر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ پھر پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے۔پہلے تم غالب تھے پھر وہ غالب ہو گئے لِيَبۡتَلِيَكُمۡ تاکہ اللہ تمہیں امتحان میں ڈالے۔کہ کفار کا پلہ بھاری ہونے کے بعد کس حد تک ثابت قدم رہتے ہو۔اور یہ اس غلطی کا خمیازہ تھا کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح حکم کی مخالفت کی۔لیکن وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔کیونکہ یہ جو کچھ تم سے ہوا غلط فہمی کی وجہ سے ہوا۔بدنیتی سے نہیں ہوا۔غلط فہمی اور چیز ہے اور بدنیتی اور چیز ہے۔دونوں میں بڑا فرق ہے وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرنے والا ہے۔

اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰٮكُمۡ فَاَثَابَكُمۡ

جب تم پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور تم مڑ کے نہیں دیکھتے تھے کسی کو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں بلاتے تھے تمہاری پچھلی صفوں

غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ

میں سے، پس پہنچایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم تا کہ تم آئندہ نہ غم کھاؤ ان چیزوں پر جو تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی ہیں، اور نہ اس تکلیف

اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿153﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً

پر جو تمہیں پہنچی ہے، اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے ان عملوں سے جو تم کرتے ہو۔ پھر نازل کیا تم پر غم کے بعد امن، اونگھ تھی جو ڈھانپ رہی

نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

تھی تم میں سے ایک گروہ کو اور ایک گروہ تھا کہ ان کو پریشان کر دیا تھا ان کی جانوں نے، خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ

کے بارے میں ناحق (زمانہ) جاہلیت کے گمان کی طرح وہ کہتے تھے کیا ہے ہمارے لیے اس معاملے میں کچھ بھی، کہہ دیجئے!

اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ

بے شک معاملہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، یہ مخفی رکھتے ہیں اپنے دلوں میں اس چیز کو جو نہیں ظاہر کرتے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ

کے سامنے، کہتے ہیں اگر ہوتی ہمارے لئے اس معاملے میں کوئی شئے ہم نہ قتل کئے جاتے یہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں!

لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ

اگر ہوتے تم اپنے گھروں میں، البتہ نکلیں وہ لوگ جن پر لکھا گیا ہے قتل ہونا اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف۔

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ

اور تاکہ اللہ تعالیٰ امتحان لے اس چیز کا جو تمہارے دلوں میں ہیں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ خالص کر دے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿154﴾

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُصْعِدُوْنَ: تم چڑھتے جاتے تھے، لَا تَلْوٗنَ: تم نہیں مڑتے ہو، یَدْعُوْکُمْ: بلاتا ہے تمہیں، اُخْرٰکُمْ: تمہاری پچھلی، اَثَابَکُمْ: اس نے تم کو عوض میں پہنچایا، غَمًّا: غم، بِغَمٍّ: غم کے بدلے، لِّکَیْلَا: تاکہ نہ، فَاتَکُمْ: وہ جو تم سے فوت ہوگیا، اَصَابَکُمْ: وہ جو تمہیں پہنچا، اَمَنَةً: امن، نُّعَاسًا: اُونگھ، یَغْشٰی: وہ چھائی ہوئی تھی، اَهَمَّتْهُمْ: فکر میں ڈال دیا

ان کو، ظَنَّ: خیال، اَلۡجَاهِلِیَّةِ: نادانی، یُخۡفُوۡنَ: وہ چھپاتے ہیں، یُبۡدُوۡنَ: وہ ظاہر کرتے ہیں، قُتِلۡنَا: ہم قتل کیے گئے، هٰهُنَا: یہاں، لَبَرَزَ: البتہ وہ ظاہر ہوا، مَضَاجِعِهِمۡ: ان کے قتل ہونے کی جگہیں، لِیَبۡتَلِیَ: تا کہ وہ آزمائے۔

ربط:

سابقہ آیات میں جس طرح غزوہ اُحد کا بیان چل رہا تھا اسی طرح ان دو آیات میں بھی اسی غزوہ کا بیان ہے۔

اہم نکات: غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَیۡلَا سے کیا مراد ہے؟

① ایک غم شکست کھانے کا اور دوسرا غم مالِ غنیمت کا چلے جانا۔ اور باء عَلٰی کے معنی میں ہے اَیۡ غَمًّا عَلٰی غَمٍّ

② دوسری تفسیر ہے کہ بِغَمٍّ میں باء سببیت کیلئے ہے کہ تم نے آپ ﷺ کو غمگین کیا اس کے بدلے میں تمہیں یہ تکلیف پہنچی۔

تفسیری نکات: غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو دہرا غم پہنچا:

جب غزوہ اُحد میں مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگ گئے اور درّے کی طرف سے خالد بن ولید نے حملہ کیا اور کفار مکہ نے بھی پلٹ کر حملہ کیا تو مسلمان دو طرف سے کفار کے نرغے میں آ گئے۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور خود آنحضرت ﷺ زخمی ہوئے۔ مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی اور وہ جانیں بچانے کے لیے اُحد پہاڑ پر چڑھ گئے اسی کا اللہ تعالیٰ ذکر فرما رہا ہے۔

اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ جب تم پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے۔ صعود کا معنٰی بلندی پر چڑھنے کے ہیں۔ اُحد پہاڑ پر چڑھ کر اپنی جان بچانے کی فکر کی وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ اور تم مڑ کے نہیں دیکھتے تھے کسی کو کہ دوسروں کا کیا حال ہے؟ انسان جب انتہائی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے وَّالرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡكُمۡ اور رسول ﷺ تمہیں بلاتے تھے فِیۡۤ اُخۡرٰىكُمۡ تمہاری پچھلی صفوں میں سے آپ ﷺ پچھلی صفوں میں تھے۔ آپ ﷺ نے آواز دی او کلمہ پڑھنے والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟۔ کہاں جا رہے ہو؟ فَاَثَابَكُمۡ پس پہنچایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غَمًّاۢ بِغَمٍّ غم پر غم۔ ایک غم ساتھیوں کے شہید ہونے کا اور دوسرا غم مالِ غنیمت کے ہاتھ سے نکلنے کا اور بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ ترجمہ کرتے ہیں فَاَثَابَكُمۡ غَمًّاۢ بِغَمٍّ پس بدلہ دیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم کا بسبب غم کے۔ کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کر کے ان کو غم پہنچایا۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم میں ڈال دیا۔ کہ تمہارے ساتھی بھی شہید ہوئے اور مالِ غنیمت بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ اور تم جیتا ہوا میدان ہار بیٹھے۔ لیکن ہر کام میں کوئی حکمت ہوتی ہے لِّكَیۡلَا تَحۡزَنُوۡا تا کہ تم آئندہ نہ غم کھاؤ عَلٰی مَا فَاتَكُمۡ ان چیزوں پر جو تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی ہیں۔ یعنی اس واقعہ میں تمہیں سبق دیا گیا ہے کہ ہاتھ میں آئی ہوئی چیز اگر نکل جائے ضائع ہو جائے تو اس پر افسوس نہ کرنا پریشان اور غمگین نہ ہونا بلکہ یہ سمجھنا کہ ہماری قسمت میں نہ تھی وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمۡ اور نہ اس تکلیف پر جو تمہیں پہنچی ہے کہ کچھ ساتھی

شہید ہوئے ہیں اور کچھ ساتھی زخمی ہوئے ہیں اور آئندہ کوئی ایسی تکلیف پہنچے گی تو تم پریشان نہیں ہوگے۔ اور تمہارے ذہن میں ہوگا کہ پہلے بھی ایسا ہوا تھا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خبر دار ہے ان عملوں سے جو تم کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد:

پھر ایسا ہوا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی حالت میں مسلمانوں کے غم اور پریشانی کو کس طرح اطمینان میں تبدیل کیا اس کا ذکر ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ پھر نازل کی تم پر مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ غم کے بعد اَمَنَةً امن نُّعَاسًا اونگھ تھی۔ یعنی کافر جب اپنا غصہ نکال چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رُعب ڈال دیا۔ اور وہ بھاگ گئے اور تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ نے امن اور اطمینان کی کیفیت طاری فرما دی يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ جو ڈھانپ رہی تھی تم میں سے ایک گروہ کو۔ یعنی نیند طاری ہوگئی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں تلوار تھی اور میں کھڑا تھا نیند کی وجہ سے تلوار میرے ہاتھ سے گر گر جاتی تھی۔ میں پھر پکڑ لیتا پھر گر جاتی۔

منافقین کی حالت زار:

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ اور ایک گروہ تھا کہ ان کو پریشان کر دیا تھا ان کی جانوں نے۔ یہ ان منافقوں کی بات ہے جو میدانِ جنگ سے واپس مدینہ طیبہ چلے گئے تھے جب انہوں نے سنا کہ بہت سارے مسلمان شہید ہو گئے ہیں۔ اور بہت سارے زخمی ہیں تو گھر میں ہوتے ہوئے بھی ان کا سانس خشک ہو رہا تھا اور ان کے اوسان خطاء ہو گئے کہ اب وہ ہمیں بھی آ کر قتل کر دیں گے وہ گھروں میں بیٹھے ہوئے پریشان تھے اور يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق خیال کرتے تھے ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ (زمانہ) جاہلیت کے گمان کی طرح۔ کہ اگر ہم حق پر ہوتے تو ہمارے آدمی کیوں مارے جاتے؟ اور کیوں زخمی ہوتے؟ اور ہمیں شکست کیوں ہوتی؟ موقع جو مل گیا ان کو يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے تھے هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کیا ہے ہمارے لئے اس معاملے میں کچھ۔ یعنی ہمیں اس معاملہ میں کیا حاصل ہوا۔ آدمی بھی مروائے مالِ غنیمت بھی ہاتھ سے نکل گیا اور میدان بھی ہاتھ سے نکل گیا قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے! بے شک معاملہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ دنیا میں دن بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی فتح، کبھی شکست، کبھی اتار، کبھی چڑھاؤ۔ دنیا میں ایک جیسی حالت کبھی نہیں رہی يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ یہ مخفی رکھتے ہیں اپنے دلوں میں مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ اس چیز کو جو نہیں ظاہر کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ یعنی دل کے اندر جو بغض اور عناد ہے اور اسلام کے خلاف سازشیں اور گندے خیالات جن کو یہ چھپاتے ہیں اور تمہارے سامنے ظاہر نہیں کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے تو کوئی کچھ نہیں چھپا سکتا۔ کیونکہ ظاہر باطن اور نیکی بدی سب اس کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

منافقین کی طعنہ زنی اور اللہ تعالیٰ کا جواب:

یَقُوۡلُوۡنَ کہتے ہیں لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ اگر ہوتی ہمارے لئے اس معاملہ میں کوئی بھلائی مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ہم نہ قتل کئے جاتے یہاں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ہماری بھلائی منظور ہوتی تو ہمارے اتنے آدمی شہید نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر جنگ میں شریک نہ ہوتے تو بچ جاتے۔ بلکہ فرمایا قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں! اگر ہوتے تم اپنے گھروں میں لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ البتہ نکلیں وہ لوگ جن پر لکھا گیا ہے قتل ہونا اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ کس نے کہاں مرنا ہے اور کب مرنا ہے؟ لہٰذا یہ ان کی خام خیالی ہے کہ اگر گھروں میں بیٹھے رہتے تو قتل نہ ہوتے جس خالق ومالک نے ان کے قتل کا مقام مقرر فرمادیا ہے وہ ان کے اس مقام پر پہنچ جانے کا انتظام بھی فرمادیتا وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ اور تاکہ اللہ تعالیٰ امتحان لے اس چیز کا جو تمہارے دلوں میں ہے۔ ایسی مشکل صورتِ حال میں کھرے کھوٹے کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر تکلیف نہ پہنچتی ستر آدمی شہید نہ ہوتے اور کئی آدمی زخمی نہ ہوتے تو مومن اور منافق کا امتحان نہ ہوسکتا۔ چنانچہ اس موقع پر منافقوں نے بڑی باتیں کیں جن سے ان کا نفاق ظاہر ہوگیا اور مومن ثابت قدم رہے۔ اس آزمائش کی دوسری حکمت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ اور تاکہ اللہ تعالیٰ خالص کردے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دلوں میں جو مختلف وسوسے اور شبہات پیدا ہورہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو دور کرکے ایمان والوں کے دلوں کو ایسی اشیاء سے پاک کردیا ہے وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو۔ اس سے تمہاری کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے خواہ وہ زبان پر آئے یا نہ آئے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے پیٹھ پھیری تم میں سے اس دن جب آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں، پختہ بات ہے ان کو پھسلایا

الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ

شیطان نے ان کی بعض کمائی کی وجہ سے۔ اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ان کو، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے

حَلِيۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ

تحمل کرنے والا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ ہوجاؤ تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کیا، اور کہا انہوں نے اپنے بھائیوں

إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا

کے بارے میں جب وہ چلے زمین میں، یا تھے وہ غازی اور مجاہد اگر ہوتے وہ ہمارے پاس نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔

لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ

تاکہ کر دے اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کو افسوس کی چیز ان کے دلوں میں، اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿156﴾ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ

جو عمل کرتے ہو دیکھتا ہے۔ اور البتہ اگر تم قتل کر دیئے جاؤ اللہ تعالیٰ کے رستے میں یا طبعی موت مر جاؤ البتہ بخشش اللہ تعالیٰ کی

مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿157﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ

طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی بہتر ہے اس چیز سے جس کو یہ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ

لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿158﴾

البتہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جمع کئے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِلْتَقَى: مقابل ہوا، اَلْجَمْعٰنِ: وہ گروہ، اِسْتَزَلَّهُمُ: اس نے ان کو بہکا دیا، اِخْوَانِهِمْ: ان کے بھائی، ضَرَبُوْا: انہوں نے بیان کیا، غُزًّى: دشمن سے لڑنے والے، عِنْدَنَا: ہمارے پاس، قُتِلُوْا: وہ قتل کیے گئے، لِيَجْعَلَ: تاکہ وہ بنا دے، حَسْرَةً: افسوس، مُتُّمْ: تم مر گئے، يَجْمَعُوْنَ: وہ جمع کرتے ہیں۔

ربط:

غزوۂ احد کا بیان ہی ان آیات میں بھی ہو رہا ہے ان میں منافقین کے ان الزامات کا جواب ہے جو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے میدان سے ہٹ جانے پر کیے تھے۔

(تفسیری نکات) غزوۂ احد میں کمزوری دکھانے والوں کی معافی کا اعلان:

اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ جنہوں نے پیٹھ پھیری تم میں سے يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اس دن جب آمنے سامنے ہوئیں وہ جماعتیں اِنَّمَا پختہ بات ہے اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ ان کو پھسلایا شیطان نے بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ان کی بعض کمائی کی وجہ سے۔ یہ بات تفصیل کے ساتھ آپ سن چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کی تعمیل نہیں ہوئی تھی اس وجہ سے شیطان نے ان کو پھسلایا اور غلطی ہوگئی۔ مگر اب تم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سن لو وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ان کو۔ اب ذرا توجہ کرنا کہ لام بھی تاکید کا قَدْ کا لفظ بھی تاکید کا اور ماضی

پر داخل ہیں معنیٰ بنے گا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ بھائی ان سے لغزش اور غلطی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ ہم نے انہیں معاف کر دیا۔ پھر اس کو گناہ گناہ کہتے پھرنا خود گناہ ہے اور یہ کہنے والا مجرم ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا ہے۔

قیامت میں منافقین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رشک اور اپنے آپ پر افسوس کریں گے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کی۔ یعنی منافقین وَقَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ اور کہا انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں اِذَا ضَرَبُوۡا فِى الۡاَرۡضِ جب وہ چلے زمین میں۔ مدینہ منورہ سے جہاد کے لیے اَوۡ كَانُوۡا غُزًّى یا تھے وہ غازی اور مجاہد۔ مسلمانوں کی منافقین کے ساتھ رشتہ داریاں تو تھیں کوئی کسی کا باپ تھا کسی کا چچا تھا کسی کا بھائی تھا۔ تو انہوں نے یہ کہا لَّوۡ كَانُوۡا عِنۡدَنَا اگر ہوتے وہ ہمارے پاس مَا مَاتُوۡا وَمَا قُتِلُوۡا نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ یعنی یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم نے جاتے وقت کہا تھا کہ نہ جاؤ لیکن ہماری بات کسی نے نہیں سنی۔ اگر ہماری بات مان لیتے تو بچ جاتے۔ فرمایا ان کافروں کی طرح نہ ہو جانا جو یہ کہہ رہے ہیں لِيَجۡعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسۡرَةً فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ تاکہ کر دے اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کو افسوس کی چیز ان کے دلوں میں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کے دلوں میں حسرت پیدا کر دے کہ جب قیامت کے دن غازیوں اور مجاہدوں کو درجے ملیں گے تو یہ منافق افسوس کریں گے اور کہیں گے کاش کہ ہمارے بدن بھی قینچیوں کے ساتھ کاٹ دیئے جاتے اور ہم بھی ان میں شامل ہو جاتے۔

وَاللّٰهُ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ اور اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اور البتہ اگر تم قتل کر دیئے جاؤ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اَوۡ مُتُّمۡ یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کے بعد طبعی موت مر جاؤ لَمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ البتہ بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَرَحۡمَةٌ خَيۡرٌ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی بہتر ہے مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ اس چیز سے جس کو یہ جمع کرتے ہیں یعنی مال، دولت وغیرہ۔

وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ لَاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ البتہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جمع کئے جاؤ گے۔ یعنی جس حالت میں بھی کوئی مر جائے سب نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہی جانا ہے۔

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ

پس رحمت کے سبب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج

الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ

اور سخت دل والے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس سے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے جاتے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کر دیں

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ

اوران کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اوران کے ساتھ معاملات میں مشورہ کریں پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کرلیں

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ

پس اللہ تعالیٰ پر توکل کریں بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے

فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ

پس تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد ختم کردے پس کون ہے وہ ذات جو تمہاری اللہ تعالیٰ کے بعد مدد کرے

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی پس چاہیے کہ ایمان والے توکل کریں۔ اور نہیں ہے لائق کسی نبی کے لیے یہ کہ وہ خیانت کرے

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ

اور جس نے خیانت کی لائے گا اس چیز کو جو اس نے خیانت کی قیامت والے دن پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا

لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کیا پس وہ شخص جس نے پیروی کی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو لوٹا اللہ تعالیٰ

وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

کی ناراضگی لے کر اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا ہے وہ ٹھکانہ۔ ان کے درجے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ

بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾

دیکھ رہا ہے اس چیز کو جو وہ عمل کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِنْتَ: تو نرم ہو گیا، فَظًّا: بداخلاق، غَلِيظَ: سخت (دل والا)، اَلْقَلْبِ: دل، لَا نْفَضُّوْا: وہ متفرق ہو گئے، حَوْلِكَ: تیرے گرد، اِسْتَغْفِرْ: تو بخشش طب کر، شَاوِرْهُمْ: مشورہ کر ان سے، عَزَمْتَ: تو نے پختہ ارادہ کیا، فَتَوَكَّلْ: تو بھروسہ کر، اَلْمُتَوَكِّلِيْنَ: بھروسہ کرنے والے، غَالِبَ: قابو رکھنے والا، يَخْذُلْكُمْ: وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے، يَنْصُرُكُمْ: وہ مدد کرے تمہاری، يَغُلَّ: وہ مال غنیمت میں خیانت کرے، يَغْلُلْ: وہ جو خیانت کرے گا، غَلَّ: خیانت کی، اِتَّبَعَ: اس نے پیروی کی، بَآءَ: اس نے کمایا، بِسَخَطٍ: غضب، مَأْوٰهُ: اس کا ٹھکانا۔

ربط:

سابقہ آیات سے غزوہ اُحد کا بیان چلا آرہا ہے۔ ان آیات میں اُحد پہاڑ کے درہ پر مقرر کیے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالی کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالی کا بیان:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ پس بسبب رحمت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لِنْتَ لَهُمْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے نرم واقع ہوئے ہیں۔ دیکھو کتنی بڑی غلطی تھی۔ اور اس سے کتنا بڑا نقصان ہوا لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو سزا نہیں دی وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا اور اگر ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت مزاج غَلِيْظَ الْقَلْبِ سخت دل والے لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ تو یہ بھاگ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آس پاس سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ بیٹھتے۔ اور ظاہر بات ہے آدمی بداخلاق، ضدی اور سخت دل ہو اور اپنی من مانی کرے تو اس کے قریب کون آئے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم مزاج اعلیٰ اخلاق والے ہیں فَاعْفُ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو معاف فرمادیں وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب فرمائیں۔ کہ اے پروردگار ان سے جو غلطی ہوگئی ہے وہ کم فہمی کی وجہ سے ہوئی بدنیتی کی وجہ سے نہیں ہوئی اے باری تعالیٰ تو ان کو معاف فرمادے۔

مشورہ کرنے کا حکم:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ اور ان کے ساتھ معاملات میں مشورہ کریں۔ یعنی آئندہ کوئی مسئلہ پیش آجائے تو ان کو مشورے میں شریک کریں تاکہ یہ محسوس نہ کریں کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ناراض ہیں۔ اس لئے قریب نہیں آنے دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ یا دیگر معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرلیا کرتے تھے۔ مشورہ کی ضرورت ان امور میں پیش آتی تھی جن میں وحی الٰہی کے ذریعے واضح حکم موجود نہیں ہوتا تھا۔ اور ایسے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتہاد بھی کرتے تھے۔ اور مشورہ بھی ہوتا تھا۔ اور یاد رکھیں! ایسی چیزیں جن کے متعلق احکامات قرآن میں نہیں ہیں۔ حدیث پاک میں نہیں ہیں۔ اور اجماعِ امت سے ثابت نہیں ہیں۔ ان کے متعلق مشورہ قیامت تک باقی رہے گا فَاِذَا عَزَمْتَ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ کرلیں فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ سوچنے سمجھنے اور ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد جب کسی کام کا ارادہ کرلیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں کے ساتھ۔

اللہ کی مدد سب سے بڑی مدد ہے:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے فَلَا غَالِبَ لَكُمْ پس تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ پھر تاریخ بتاتی ہے کہ موتہ کے مقام پر تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک لاکھ رومیوں پر غلبہ حاصل کیا اور یرموک کے مقام پر پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) مسلمانوں نے ساٹھ لاکھ پر غلبہ پایا۔ بے شمار ایسے جہاد ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے

تھوڑے بہتوں پر غالب آئے وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد ختم کر دے فَمَنْ ذَا الَّذِیْ پس کون ہے وہ ذات یَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ جو اللہ تعالیٰ کے بعد تمہاری مدد کرے گی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان والے ہی توکل کریں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر منافقین کا جھوٹا الزام:

غزوہ اُحد میں بھی کچھ تھوڑا بہت مال غنیمت مسلمانوں کو ملا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم فرمایا۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر منافقین بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے کہ ہم بھی کچھ حاصل کریں۔ کسی نے کہا مالِ غنیمت میں ایک کمبل تھا وہ نظر نہیں آ رہا تو ایک خبیث منافق نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فوراً آیات نازل فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ اور نہیں ہے کسی نبی کے لائق یہ کہ وہ خیانت کرے۔ غلول مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کے چھپا لینے کو کہتے ہیں۔ تو نبی کی شان نہیں ہے کہ مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز خفیہ طریقے سے لے۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ مالِ غنیمت میں جو چیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہو، لے سکتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو غلول کی کیا ضرورت ہے؟۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ فرمایا وَمَنْ یَّغْلُلْ اور جس نے خیانت کی یَاْتِ بِمَا غَلَّ لائے گا اس چیز کو جو اس نے خیانت کی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن اس کی گردن پر ہوگی اور اس کا حساب دینا پڑے گا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو مَّا كَسَبَتْ جو اس نے کمایا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وہاں رتی برابر بھی کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

مسلمان اور کافر اللہ کے نزدیک برابر نہیں:

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ پس کیا وہ شخص جس نے پیروی کی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کر کے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کی كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو لوٹا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر۔ ایک فرماں بردار ہے ایک نافرمان ہے ایک نیک ہے ایک بد ہے کیا یہ برابر ہو جائیں گے وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ اور نافرمان کا ٹھکانہ جہنم ہے وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور دوزخ بُرا ٹھکانہ ہے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ ان کے درجے ہیں عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ نیکوں کے درجے اور ہیں اور بُروں کے اور ہیں۔ پھر نیکی کے بھی درجات ہیں۔ اور بدی کے بھی درجات ہیں جس قسم کا عمل ہوگا اسی قسم کی سزا ہوگی وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بِمَا یَعْمَلُوْنَ اس چیز کو جو وہ عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

البتہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک رسول ان کی جانوں میں سے۔

يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ

وہ تلاوت کرتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب کی اور سنت کی اور بے شک

كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ

وہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے البتہ کھلی گمراہی میں۔ کیا جس وقت پہنچی تمہیں مصیبت تم پہنچا چکے تھے اس جیسی دو مصیبتیں۔

مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ

تم نے کہا یہ کہاں سے آئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے! وہ تمہارے نفسوں کی طرف سے آئی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾

قادر ہے۔ اور وہ چیز تمہیں پہنچی جس دن آمنے سامنے آئیں دو جماعتیں پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ مومنوں کو۔

وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۖۚ وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ قَالُوۡا

اور تاکہ ظاہر کر دے ان لوگوں کو جو منافق ہیں اور کہا گیا ان کو آؤ لڑو اللہ تعالیٰ کے راستے میں یا دفاع کرو۔ کہنے لگے اگر

لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ

ہم جانتے لڑائی البتہ ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے وہ کفر کی طرف اس دن زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے۔

يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾

کہتے ہیں اپنے مونہوں سے وہ چیز جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ جو چھپاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَنَّ: اس نے بڑا احسان کیا، ضَلٰلٍ: گمراہی، اَصَابَتۡكُمۡ: پہنچی تمہیں، اَصَبۡتُمۡ: تم پہنچا چکے، مِثۡلَيۡهَا: اس کا دُگنا، نَافَقُوۡا: انہوں نے منافقت کی، اِدۡفَعُوۡا: تم دفاع کرو، قِتَالًا: ایک دوسرے کو قتل کرنا، لَاتَّبَعۡنٰكُمۡ: البتہ ہم پیروی کرتے تمہاری، يَوۡمَئِذٍ: اس دن۔

ربط:

سابقہ آیات میں جس طرح غزوہ اُحد کا تذکرہ چلا آتا ہے وہی تذکرہ اب بھی کیا جا رہا ہے اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق کا بیان فرمایا نیز اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا تم پر یہ احسان ہے کہ ایسی شان والے عالی قدر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف مبعوث فرمائے ہیں۔

اہم نکات:

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر جاننا ضروریات دین میں سے ہے:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں لکھا ہے اور البحر الرائق اور فتاویٰ عالمگیری اور شرح الموحدین میں بھی ہے کہ اگر کسی سے یہ پوچھا جائے کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَانَ مِنَ الْعَرَبِ اَمْ مِّنْ غَيْرِ الْعَرَبِ، بَشَرًا اَمْ غَيْرَ بَشَرٍ.

اگر وہ جواب میں کہے لا ادری تو یہ کافر ہے وجہ کفر یہ ہے کہ یہ جاننا ضروریات دین میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی ہیں اور بشر ہیں اور ضروریات دین کے بارے میں یہ کہنا کہ لا ادری یہ کفر ہے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا احد میں جب ستر آدمی شہید ہوئے تو مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ یہ تکلیف کہاں سے آئی تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہوں کیونکہ یہ تمہاری وجہ سے ہے۔

تفسیری نکات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبعوث ہونا اللہ کا احسان عظیم ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ البتہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک رسول مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ان کی جانوں میں سے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض بیان فرمائے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ کام کون کون سے ہیں۔ فرمایا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وہ تلاوت کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں۔ یعنی ان کو قرآن مجید پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور آیات کے اول مخاطبین عرب کے لوگ تھے۔ اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں تھا۔ لہٰذا اکثر آیات کا مفہوم وہ خود بخود سمجھ جاتے تھے۔ اور دوسری ڈیوٹی ہے وَيُزَكِّيْهِمْ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کی باطنی گندگی کو دور کرتے ہیں۔ یعنی کفر، شرک، نفاق اور بداخلاقی سے پاک کر کے ایمان توحید اخلاص اور اچھے اخلاق بھر دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیسرا کام وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور تعلیم دیتے ہیں ان کو کتاب کی اور حکمت کی۔ قرآنِ مجید اگرچہ عربی زبان میں نازل ہوا اور اس کے اولین مخاطبین بھی عرب کے لوگ تھے اس کے باوجود ان کو بعض مرتبہ سمجھنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چوتھا کام وَالْحِكْمَةَ اور سنت کی تعلیم دیتے ہیں۔ حکمت سے مراد ہے سنت اور حدیث۔ اکثر محدثینِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ سنت اور حدیث کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ اور بعض حضرات نے سنت اور حدیث میں فرق کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان سے فرمائی ہے وہ حدیث ہے اور جو کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر کیا ہے وہ سنت ہے۔ لیکن نوے فیصد محدثینِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ سنت اور حدیث کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ تو حکمت سے مراد سنت اور حدیث ہے۔

تو آپ ﷺ نے کتاب کی بھی تعلیم دی سنت کی بھی تعلیم دی وَاِنۡ كَانُوۡا اور بے شک وہ تھے مِنۡ قَبۡلُ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ۝ البتہ کھلی گمراہی میں جگہ جگہ بت رکھے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ بیت اللہ میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے۔ پوری قوم شرک کی لعنت میں گرفتار تھی۔ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس ایک نعمت الٰہی ہے۔

غزوہ احد جیسی تکلیف پہلے کافروں کو پہنچ چکی ہے:

اس بات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پھر غزوہ اُحد کی بات فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی فرمایا:

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ کیا جس وقت پہنچی تمہیں مصیبت۔ اُحد کے میدان میں کہ ستر آدمی تمہارے شہید ہوئے اور باقی زخمی ہوئے قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا تم پہنچا چکے تھے اس جیسی دو مصیبتیں۔ بدر میں کہ ان کے ستر آدمی مارے اور ستر گرفتار کئے۔ اور اب اُحد میں تمہیں پہنچی ہے تو قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا تم نے کہا یہ کہاں سے آئی ہے؟ قُلۡ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے! هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ وہ تمہارے نفسوں کی طرف سے آئی ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی نافرمانی ہوئی۔ اور اس کے نتیجہ میں یہ تکلیف آئی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

آزمائش سے کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہوتی ہے:

وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ اور وہ چیز جو تمہیں پہنچی يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ جس دن دو جماعتیں آمنے سامنے آئیں۔ کہ فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ اور مالِ غنیمت بھی تمہارے ہاتھ سے نکل گیا فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ مومنوں کو۔

وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ اور تاکہ ظاہر کر دے ان لوگوں کو نَافَقُوۡا جو منافق ہیں ایمان والوں سے۔ کیونکہ سختی نہ آئے تو جھوٹے سچے خلط ملط رہتے ہیں۔ مخلص غیر مخلص کا پتہ نہیں چلتا۔ اور سختی کے موقع پر معلوم ہو جاتا ہے کہ مخلص لوگ نکھر کر سامنے آجاتے ہیں وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا اور کہا گیا ان کو آؤ لڑو فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ اور اگر لڑنا نہیں چاہتے تو اَوِ ادۡفَعُوۡا یا دفاع کرو۔ حملہ ہو چکا ہے۔ جانیں تو بچاؤ نا قَالُوۡا کہنے لگے لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا اگر ہم جانتے لڑائی۔ یعنی ہم یہ سمجھیں کہ یہ لڑائی ہے لَّاتَّبَعۡنٰكُمۡ البتہ ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے۔ تمہارا ساتھ دیتے۔ یہ کوئی لڑائی تھوڑی ہے۔ یہ تو سیدھا موت کے منہ میں جانا ہے۔ کہ یہ تھوڑے سے آدمی بھلا ساری دنیا کا مقابلہ کر سکتے ہیں هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ وہ کفر کی طرف اس دن زیادہ قریب تھے مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ بہ نسبت ایمان کے۔ یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن دل کافروں کے ساتھ تھے اور بات تو دل کی ہوتی ہے۔ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ کہتے ہیں اپنے مونہوں سے وہ چیز جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور

مسلمانوں کی حمایت کا دم بھرتے ہیں۔مگر دل میں نفاق بھرا ہوا ہے۔اور چاہتے ہیں کہ مسلمان ختم ہو جائیں۔مسلمانوں کے ساتھ اپنے مونہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ جو چھپاتے ہیں۔ان کی ساری حقیقت اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے۔اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ

وہ (کفر کے زیادہ قریب ہیں) جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں اور خود جہاد سے بیٹھے رہے (کہا انہوں نے) اگر وہ

اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا

ہماری بات مان لیتے نہ قتل کیے جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے! پس تم ٹال دو اپنی جانوں سے موت کو اگر ہو تم سچے۔اور ہر گز نہ

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

خیال کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے ربّ کے ہاں

يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ

ان کو رزق دیا جاتا ہے۔خوش ہیں ان نعمتوں پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیں اپنے فضل سے اور خوشی مناتے ہیں ان لوگوں کے

يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ

بارے میں جو ابھی تک ان کو نہیں ملے ان کے پچھلوں سے یہ کہ نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔خوشی مناتے ہیں

بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا ایمان والوں کا اجر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَعَدُوْا: وہ بیٹھ گئے، اَطَاعُوْنَا: انہوں نے ہماری اطاعت کی، فَادْرَءُوْا: پس تم دفع کرو، تَحْسَبَنَّ: ہر گز تو گمان کر، يُرْزَقُوْنَ: انہیں رزق دیا جاتا ہے، فَرِحِيْنَ: اترانے والے، يَسْتَبْشِرُوْنَ: وہ خوش ہوتے ہیں۔

ربط:

غزوہ اُحد کا ہی بیان ہو رہا ہے کہ جب مسلمان جہاد کے لیے مدینہ سے نکلنے لگے تو منافقین نے ان کو روکنے کی بڑی کوشش کی اور طرح طرح سے ان کو ڈرایا۔اللہ تعالیٰ ان منافقین کی لغو باتوں کا جواب دے رہا ہے۔

تفسیری نکات: منافقین کے لایعنی الزامات کی تردید:

اَلَّذِيۡنَ وہ (منافق کفر کے زیادہ قریب ہیں) قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کو (کیونکہ وہ آپس میں رشتہ دار تھے) وَقَعَدُوۡا اور خود جہاد سے بیٹھے رہے جہاد کے لیے نہیں گئے۔ جو جہاد کے لیے گئے اور شہید ہو گئے ان کے متعلق کہا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا اگر وہ ہماری بات مان لیتے مَا قُتِلُوۡا نہ قتل کئے جاتے۔ہم نے تو ان کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ موت کے منہ میں نہ جاؤ۔ لیکن انہوں نے ہماری بات نہیں سنی۔ اس لیے قتل اور شہید ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دوسروں کو موت سے بچنے کا نسخہ بتانے والو! قُلۡ فَادۡرَءُوۡا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے! پس تم ٹال دو عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اپنی جانوں سے موت کو اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے۔ حالانکہ موت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

شہید کا مقام و مرتبہ:

منافقوں نے کہا تھا کہ اگر ہماری بات مان لیتے اور جہاد میں نہ جاتے تو نہ مرتے آگے اس کا جواب دیا ہے کہ جن کو تم مردہ کہتے ہو ان کو تو حیاتِ جاوداں مل چکی ہے۔ فرمایا

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اور ہرگز نہ خیال کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو قتل کئے گئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اَمۡوَاتًا (ان کو) مردے (نہ خیال کرنا) بَلۡ اَحۡيَآءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ اپنے ربّ کے ہاں ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ یعنی جو لوگ دین کی سربلندی کے لیے شہید ہوئے ہیں۔ اور اقامتِ دین کے لیے انہوں نے جان دی ہے۔ ان کو مردہ مت گمان کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ختم ہو گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔

فَرِحِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ خوش ہیں ان نعمتوں پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیں مِنۡ فَضۡلِهٖ اپنے فضل سے وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ اور خوشی مناتے ہیں بِالَّذِيۡنَ ان لوگوں کے بارے میں لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ جو ابھی تک ان کو نہیں ملے مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ان کے پچھلوں سے۔ یعنی پچھلوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ کرے وہ بھی شہید ہو کر آئیں۔ اور ہمارے جیسے درجے پائیں اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ یہ کہ نہ خوف ہوگا ان پر وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ آئندہ کسی چیز کا خطرہ ہو تو اس کو خوف کہتے ہیں۔ اور جنت میں ان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اور گزشتہ کسی چیز کے ضائع ہونے پر افسوس کرنے کو حزن کہتے ہیں۔ کہ کاش ہم اس طرح کرتے۔ اور اس طرح کرتے۔ اور وہ چونکہ ساری نیکیاں کر چکے ہیں۔ اس واسطے ان کو گزشتہ پر بھی افسوس نہیں ہوگا۔

يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ خوشی مناتے ہیں بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ وَفَضۡلٍ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اور بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ایمان والوں کا اجر۔ اللہ تعالیٰ

کا پختہ وعدہ ہے کہ مومنوں کو اجر ضرور دے گا۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے اللہ اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا جو لوگ ان میں نیکوکار

مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔ بے شک (منافق) لوگوں نے تحقیق جمع کئے ہیں لشکر تمہارے لئے

فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

پس تم ان سے ڈرو پس زیادہ کر دیا اس بات نے ان کے ایمان کو اور کہا انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اچھا ہے کارساز۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ

پس وہ لوٹے اللہ تعالیٰ کی نعمت لے کر اور اللہ تعالیٰ کا فضل لے کر۔ نہ پہنچی ان کو کوئی تکلیف اور انہوں نے پیروی کی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا

اور اللہ تعالیٰ بڑی مہربانی کرنے والا ہے پختہ بات ہے (وہ جو تمہیں ڈراتا تھا) وہ شیطان ہے وہ ڈراتا ہے۔ اپنے ساتھیوں

تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي

سے پس تم ان سے خوف نہ کرو اور مجھ سے خوف کرو اگر تم مومن ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم میں نہ ڈالیں وہ لوگ جو دوڑ کے جاتے ہیں

الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي

کفر میں بے شک وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکیں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی۔ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس چیز کا کہ نہ کرے ان کے

الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

واسطے آخرت میں اور ان کے لیے عذاب ہوگا بڑا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَجَابُوْا: انہوں نے قبول کیا، اَحْسَنُوْا: انہوں نے بھلائی کی، جَمَعُوْا: وہ جمع ہوئے، فَاخْشَوْهُمْ: پس تم ڈرو ان سے، اِيْمَانًا: ایمان لانا، حَسْبُنَا: ہمیں کافی ہے، اَلْوَكِيْلُ: ذمہ دار، اِنْقَلَبُوْا: وہ لوٹ گئے، لَمْ يَمْسَسْهُمْ: انہیں نہیں چھوا، يُخَوِّفُ: وہ ڈراتا ہے، اَوْلِيَآءَهٗ: اس کے ولی، فَلَا تَخَافُوْهُمْ: تم نہ ڈرو ان سے، لَا يَحْزُنْكَ: نہ غمگین کرے آپ کو، لَنْ يَّضُرُّوْا: وہ نقصان پہنچا سکتے، حَظًّا: حصہ۔

ربط:

غزوہ اُحد کا بیان سابقہ آیات میں ہوا ان آیات میں بھی وہی بیان ہے اور یہ آیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان ظاہر کرتی ہیں۔

اہم نکات:

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

اس کی تفسیر شان نزول پر موقوف ہے ایک شان نزول یہ ہے کہ غزوہ اُحد کے موقع پر جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو ابوسفیان نے مسلمانوں کو کہا کہ آئندہ سال اسی بدر کے مقام پر لڑائی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کیا۔ اگلے سال مسلمان پہنچے لیکن مشرکین نہ آئے۔ اس کو بدر صغریٰ کہتے ہیں اس موقعہ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب احد میں کفار کو غلبہ ہوا۔ تو واپسی میں انہوں نے حمراء الاسد پر پہنچ کر آپس میں کہا کہ ہم مسلمانوں کو ختم کیے بغیر کیوں آگئے کہنے لگے کہ اب پلٹ کر ان کا صفایا کر دینا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے باوجود اس کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخموں سے چور تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانثاری دیکھیے کہ باوجود تھکے ماندے اور زخمی ہونے کے، پھر لڑنے کی حامی بھر لی اور تیار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑے۔ اگر چہ ایسے موقع پر دوبارہ لڑنے کی حامی بھرنی مشکل ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے ان تکلیفوں کو خاطر میں کہاں لاتے تھے۔

تفسیری نکات: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان:

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا وہ لوگ جنہوں نے حکم مانا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اللہ تعالیٰ کا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ بعد اس کے کہ ان کو پہنچا زخم۔ احد کے موقع پر ان کو کافی جانی نقصان برداشت کرنا پڑا کہ ستر ساتھی شہید ہو چکے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت بہت سے ساتھی زخمی تھے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نیکی کی مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا ان میں سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے اَجْرٌ عَظِیْمٌ اجر ہے بڑا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے''۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ (پیغمبر کے ساتھی) وہ لوگ ہیں کہا ان کو منافق لوگوں نے اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ بے شک لوگوں نے تحقیق جمع کئے ہیں لشکر تمہارے لئے فَاخْشَوْهُمْ پس تم ان سے ڈرو۔ ان کا مقابلہ نہ کرنا، یہ بات جب انہوں نے کہی فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا پس زیادہ کر دیا اس بات نے ان کے ایمان کو وَّقَالُوْا اور کہا انہوں نے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اچھا ہے کارساز۔ یعنی کام بنانے والا وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ پس وہ لوٹے اللہ تعالیٰ کی نعمت لے کر اور اللہ تعالیٰ کا فضل لے کر۔ عبدقیس قبیلے کے تاجروں کا جو قافلہ آرہا تھا۔ اس سے سامان خریدا۔ چونکہ تاجر لوگ تھے۔ تھوک کے حساب سے ان کو سامان سستا مل گیا۔ جس کا ان کو بڑا فائدہ ہوا۔ اس کا ذکر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور نعمت لے کر لوٹے لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ نہ پہنچی ان کو کوئی تکلیف۔ کیونکہ لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی۔ کافر ویسے ہی بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ اور انہوں نے پیروی کی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی۔ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی، باوجود زخمی ہونے کے حالانکہ وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو ہمارے زخم ٹھیک نہیں ہوئے جب زخم ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر چلیں گے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی قیل وقال نہیں کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو تسلیم کیا وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ پختہ بات ہے (وہ تمہیں ڈراتا تھا) وہ شیطان ہے يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ وہ ڈراتا ہے اپنے ساتھیوں سے فَلَا تَخَافُوْهُمْ پس تم ان سے خوف نہ کرو۔ اے مومنو! تم ان سے نہ ڈرنا وَخَافُوْنِ اور مجھ سے خوف کرو۔ یعنی میری مخالفت سے ڈرنا کافر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو۔

منافقین کی حالت زار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی:

وَلَا يَحْزُنْكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم میں نہ ڈالیں الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ وہ لوگ جو دوڑ کے جاتے ہیں فِى الْكُفْرِ کفر میں۔ یہ منافق جو کافروں کی طرف دوڑ کے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ مراسم قائم کرتے ہیں اور تمہارے لئے گردشوں کے منتظر ہیں۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند نہ ہوں اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا بے شک وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکیں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی۔ تو جب وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس چیز کا کہ نہ کرے ان کے واسطے حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ حصہ آخرت میں۔ کیونکہ انہوں نے ایمان کا دعویٰ کر کے کفر کی طرف رجوع کیا ہے۔ زبانی طور پر کلمہ پڑھتے ہیں اور اندرونی طور پر کافروں کے ساتھ ہیں لہٰذا جب وہ خود ایمان کی طرف نہیں آنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ زبردستی کسی کو ایمان نہیں دیتا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہوگا بڑا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ

اور کافر لوگ یہ نہ خیال کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے۔ (نہیں بلکہ) ہم ان کو

اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿178﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ

اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں۔ آخرکار ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ (لوگو) جب تک اللہ

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ

ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص

ر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤاور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو اجرعظیم ملے گا

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿179﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لاؤ اور ڈرتے رہو پس تمہارے واسطے بڑا اجر ہے۔ اور ہرگز نہ

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ

خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اپنے فضل سے کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے۔

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب ان کو طوق پہنایا جائے گا اس مال کا جس مال کے ساتھ انہوں نے بخل کیا قیامت والے دن۔

ع وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿180﴾

اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَحْسَبَنَّ: وہ ہرگز گمان نہ کرے، نُمْلِيْ: ہم مہلت دیتے ہیں، يَزْدَادُوْٓا: وہ بڑھ جائیں، لِيَذَرَ: تاکہ وہ چھوڑ دے، يَمِيْزَ: جدا ہوجائے، اَلطَّيِّبِ: پاکیزہ عمدہ، لِيُطْلِعَكُمْ: تاکہ وہ آگاہ کردے تمہیں، يَجْتَبِيْ: چن لیتا ہے، يَبْخَلُوْنَ: وہ بخل کرتے ہیں، سَيُطَوَّقُوْنَ: عنقریب وہ طوق پہنائے جائیں گے، بَخِلُوْا: انہوں نے بخل کیا، مِيْرَاثُ: وراثت۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی منافقین اور کفار کی باتوں کا جواب دیا جارہا تھا ان آیات میں بھی منافقین اور کفار کے طعنوں کا

جواب ہے کہ وہ مسلمانوں کو کہتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ اللہ ہم سے راضی ہے تو تمہارے پاس مال و دولت کیوں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان الزامات کا جواب دے رہا ہے۔

اہم نکات: اہل بدعت کا غلط استدلال:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں دی ہے۔ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْهِ لیکن وہ غیب کی خبریں ہیں مکمل علم غیب نہیں۔ غیب کی خبریں اور چیز ہے اور علم الغیب اور چیز ہے۔

اہل بدعت اس آیت سے وَمَا كَانَ الخ استدلال کرتے ہیں لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اگر اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی کو ثابت کریں تو اس وقت تو پورا قرآن بھی نازل نہیں ہوا تھا سورۃ النساء و سورۃ توبہ وغیرہ تو اس کے بعد نازل ہوئیں تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سورتوں کا علم نہ تھا یہ سورتیں تو بعد میں نازل ہوئیں ورنہ نزول کا پھر کیا فائدہ؟ جب پہلے سے علم تھا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر اس آیت سے سارا علم غیب ثابت ہو جائے تو اس آیت کا کیا مطلب ہوگا۔ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ. مزید باتیں میری کتاب ''ازالۃ الریب'' میں دیکھیں۔

تفسیری نکات: کافروں کو دنیا میں ڈھیل دی گئی ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور ہرگز نہ خیال کریں وہ لوگ جو کافر ہیں اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ کہ بے شک جو ہم ان کو مہلت دیتے ہیں بہتر ہے ان کی جانوں کے لیے اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ پختہ بات ہے ہم ان کو مہلت دیتے ہیں لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا تا کہ اور زیادہ گناہ کما لیں۔ یہ مال و دولت اور دنیا کی ترقی اس لیے نہیں ہے کہ ہم ان سے راضی ہیں بلکہ یہ تو ہم نے ان کو ڈھیل دی ہوئی ہے کہ گناہ زیادہ کر لیں۔ اور پھر یکبارگی ہماری گرفت میں آ جائیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيُمْلِيْ الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَآ اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی ڈھیلی کر دیتا ہے کہ جتنا ظلم کر سکتا ہے کر لے پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو مہلت نہیں دیتا'' وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ان کے لیے عذاب ہے ذلیل اور رسوا کرنے والا۔ غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو خاصی پریشانی اٹھانی پڑی تو بعض حضرات کے ذہنوں میں یہ بات آئی کہ ہمیں یہ تکلیف کیوں آئی ہے؟ اس کا ایک جواب تو آپ سن چکے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی اپنی غلطی کی وجہ سے تکلیف آئی۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی یہ تو اس کا ظاہری سبب تھا۔ اور ایک سبب اس کا تکوینی تھا وہ یہ ہے۔

آزمائش سے مؤمن اور منافق کی پہچان ہوئی:

مَا کَانَ اللّٰہُ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ چھوڑ دے مومنوں کو عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ اس حالت پر جس حالت پر تم ہو حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ یہاں تک کہ الگ کر دے ناپاک کو پاک سے۔ کیونکہ جب تک پریشانیاں نہ آئیں تکلیف اور سختی نہ آئے کسی آدمی کا کیسے پتہ لگے گا کہ وہ مخلص ہے یا منافق ہے تو اللہ تعالیٰ امتحان کے ذریعے پاک کو پلید سے الگ کر دیتا ہے۔ ہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا یہ ضروری تھا کہ امتحان کے ذریعے ہی خبیثوں کو طیب لوگوں سے الگ کرتا۔ وہ تو قادرِ مطلق ہے وحی کے ذریعے بھی منافقوں کی نشاندہی کرنے پر قادر تھا کہ مومنوں کو بتا دیتا کہ فلاں فلاں منافق ہے۔ اس کا جواب دیا، فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ کہ تمہیں اطلاع دے غیب پر۔ اور ہر ایک کو دوسرے کے حال سے آگاہ کر دے کہ فلاں مومن ہے۔ فلاں منافق ہے فلاں موحد ہے اور فلاں مشرک ہے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ چنتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ یعنی غیب کی خبر اللہ تعالیٰ رسولوں کو دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ عام لوگوں کو غیب کے علم پر مطلع کرے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر وَاِنْ تُؤْمِنُوْا اور اگر تم ایمان لاؤ وَتَتَّقُوْا اور ڈرتے رہو فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ پس تمہارے لئے اجر ہوگا بڑا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے وعید:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ اور ہرگز نہ خیال کریں وہ لوگ یَبْخَلُوْنَ جو بخل کرتے ہیں بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ اس مال میں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے مِنْ فَضْلِہٖ اپنے فضل سے ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے سَیُطَوَّقُوْنَ عنقریب ان کو طوق پہنایا جائے گا اس مال کا مَا بَخِلُوْا بِہٖ جس مال کے ساتھ انہوں نے بخل کیا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت والے دن۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسا سونا چاندی جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی اور جو حق ہیں یعنی فطرانہ قربانی وغیرہ ادا نہیں کرتے تو ان فرائض اور حقوق کو ادا نہ کرنے والوں کو دو مونہوں والا گنجا سانپ بنا کر گلے میں ڈالا جائے گا۔ (جیسے مفلر ہوتا ہے) وہ دونوں رخساروں پر ڈنگ مارے گا۔ اور کہے گا "اَنَا مَالُكَ، اَنَا کَنْزُكَ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں" اور فرمایا اتنی بات سارے سمجھ لو کہ جس کے پاس جس قدر مال ہے ساتھ کسی نے نہیں لے جانا۔ یہ کسی کی ذاتی میراث نہیں ہے وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی۔ آدمی کا اپنا وہی ہے جو اس نے کھا لیا، پی لیا، پہن لیا۔ باقی یا تو وارثوں کا ہے یا دوسرے لوگوں کا ہے۔ لہٰذا تم مال میں بخل نہ کرو۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

خَبِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ سب اس کے علم میں ہے۔ کسی کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر ہو۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں۔ بتاکید ہم لکھیں گے

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ اور ان کا اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق قتل کرنا اور ہم کہیں گے چکھو جلانے والی آگ کا عذاب۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ

یہ بسبب اس کے جو بھیجا آگے تمہارے ہاتھوں نے اور بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرانے والا بندوں پر۔ وہ لوگ جنہوں نے

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے ہمارے ساتھ یہ کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

ایسی قربانی کہ کھا جائے اس کو آگ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں! کہ تحقیق آئے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے، واضح دلیلوں کے ساتھ

وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ

اور وہ چیز بھی جو تم نے کہی ہے پس تم نے ان کو کیوں قتل کیا؟ اگر ہو تم سچے۔ پس اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں۔ پس تحقیق

كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

جھٹلائے گئے کئی رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لائے وہ واضح دلائل اور صحیفے اور ایسی کتابیں جو روشنی پہنچانے والی تھیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور پختہ بات ہے تمہیں پورا پورا دیا جائے گا تمہارا اجر قیامت والے دن۔ پس وہ شخص جو دور رکھا

عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

گیا دوزخ کی آگ سے اور داخل کیا گیا جنت میں پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَمِعَ: اس نے سنا، فَقِيْرٌ: ضرورت مند، سَنَكْتُبُ: ہم لکھ دیں گے، قَتْلَهُمْ: ان کا قتل، نَقُوْلُ: ہم کہتے ہیں،

اَلْحَرِيْقِ: جلانے والا، بِظَلَّامٍ: ظلم کرنے والا، الْعَبِيْدِ: بندے، عَهِدَ: عہد لیا، يَأْتِيَنَا: ہمارے پاس لائے، قُرْبَانٍ: قربانی، تَأْكُلُهُ: وہ کھاتی ہے، قَبْلِيْ: مجھ سے پہلے، قَتَلْتُمُوْهُمْ: تم نے قتل کردیا انہیں، كَذَّبُوْكَ: انہوں نے جھٹلایا آپ کو، كُذِّبَ: وہ آئے، جَآءَ: وہ آئے، اَلزُّبُرِ: لوہے کے تختے، اَلْمُنِيْرِ: روشن کرنے والا، ذَآئِقَةُ: چکھنے والی، تُوَفَّوْنَ: تمہیں پورا پورا دیا جائے گا، اُجُوْرَكُمْ: تمہارے اجر، زُحْزِحَ: دور کردیا گیا، اُدْخِلَ: داخل کیا گیا، اَلْغُرُوْرِ: دھوکہ دینے والا۔

ربط:

پہلے منافقوں کا ذکر تھا اب ان کے اصل یعنی یہود کا ذکر ہے۔

اہم نکات:

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ لَيْسَ داخل ہے ظَلَّامٌ پر اور ظَلَّامٌ مبالغہ کا صیغہ ہے بہت زیادہ ظالم تو معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظَلَّامٌ تو نہیں البتہ نعوذ باللہ ظالم ہیں یعنی نفس ظلم تو ثابت ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ظلم کی صفت ثابت نہیں اگر ثابت ہوتی تو وہ صفت کامل درجے کی ہوتی ہے اور وہ ظَلَّامٌ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ ہیں۔

یہود کا مطالبہ:

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ یہود نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کسی نبی کو اس وقت تک نہ مانو جب تک وہ قربانی نہ کرے اور اس کی قربانی کو آسمان سے آگ آکر نہ جلائے لہٰذا ہم آپ ﷺ پر بھی اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک آپ ﷺ کی قربانی کو آگ آکر نہ جلائے۔ اس کے اللہ تعالیٰ نے دو جواب دیئے ایک الزامی اور ایک تحقیقی۔ تحقیقی جواب تو یہ ہے قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ یعنی آپ ﷺ۔ اور الزامی جواب دیا فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ.

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کا صحیح مفہوم:

سوال: نفس کا لفظ تو حق تعالیٰ پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی موت آئے گی؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ مضاف الیہ محذوف ہے اَیْ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوْقٍ.

دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سے موت دلیل قطعی سے ساقط ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے

اَلۡحَیُّ۔ الحیّ کا معنی ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ کا اطلاق مخلوق کے لیے ہے ذات باری تعالیٰ کے لیے نہیں ہے۔

تفسیری نکات: یہود کی افتراء پردازی:

لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے بات ان لوگوں کی جنہوں نے کہا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ بے شک اللہ تعالیٰ محتاج ہے وَّنَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ اور ہم مالدار ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے سَنَكۡتُبُ مَا قَالُوۡا بتاکید ہم لکھیں گے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ یعنی ہم لکھنے کا حکم دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود نہیں لکھتا۔ اس کے فرشتے کراماً کاتبین لکھتے ہیں۔ یہ تو درج ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہمارے پاس لکھی ہوئی ہے وَقَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ اور ان کا اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق قتل کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حق کہتے تھے۔ وہ ان کو اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس لئے ان کے خلاف ہو گئے اور انہیں قتل کیا وَّنَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ اور ہم کہیں گے چکھو جلانے والی آگ کا عذاب۔ تم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو فقیر کہا اور اس کے پیغمبروں کو شہید کیا۔ حق کا مقابلہ کیا اب اس کا مزا چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ یہ بسبب اس کے جو بھیجا آگے تمہارے ہاتھوں نے۔ یعنی تمہارے ہاتھوں کے کرتوت ہیں وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ اور بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے ظلم حرام کیا ہوا ہے۔ اپنی ذات کے لیے بھی اور مخلوق کے لیے بھی کسی نے قاعدے کے مطابق نیکی کی ہے تو اس کو اجر ملے گا اور کسی نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہے تو اس کی سزا پائے گا۔

یہود کے بہانوں کا جواب:

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا وہ لوگ جنہوں نے کہا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ بے شک اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے ہمارے ساتھ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ یہ کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایسی قربانی تَاۡكُلُهُ النَّارُ کہ کھا جائے اس کو آگ۔ یعنی آگ آ کر اس کو جلا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

(اوّل) قُلۡ قَدۡ جَآءَكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِىۡ بِالۡبَيِّنٰتِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں! کہ تحقیق آئے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے واضح دلیلوں کے ساتھ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کئی پیغمبر ایسے تشریف لائے جنہوں نے قربانی والا معجزہ تو نہیں دکھایا لیکن اس کے علاوہ کئی اور معجزے اور دلائل لائے۔ مگر تم نے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ایسے پیغمبر بھی تھے جن کے لیے قربانی والی نشانی نہیں تھی۔ دوسرے معجزے اور دلائل تھے۔ کیونکہ پیغمبر کے لیے تو نشانی چاہیے۔

(دوم) وَبِالَّذِيۡ قُلۡتُمۡ اور وہ نشانی بھی لائے جو تم کہتے ہو فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡهُمۡ پس تم نے ان کو کیوں قتل کیا؟ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر تم سچے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی:

فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ پس اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھٹلائیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ پس تحقیق جھٹلائے گئے کئی رسول آپ سے پہلے جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ لائے وہ واضح دلائل اور معجزات وَالزُّبُرِ زبور کی جمع ہے صحیفے۔اور صحیفے لے کر آئے وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ اور ایسی کتابیں جو روشنی پہنچانے والی تھیں۔یعنی دلوں کو روشن کرنے والی تھی۔ان لوگوں نے ان کو بھی جھٹلایا کیونکہ ان کا وطیرہ ہے نہ ماننا۔لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کرتے جائیں۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا موت سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ اور پختہ بات ہے تمہیں پورا، پورا دیا جائے گا تمہارا اجر يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ قیامت والے دن۔بعض نیکیوں کا بدلہ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔مال اور اولاد کی صورت میں کاروبار کی ترقی کی صورت میں۔مگر پورا، پورا بدلہ قیامت کو ملے گا فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ پس وہ شخص جو دور رکھا گیا یعنی بچا لیا گیا دوزخ کی آگ سے وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ اور داخل کیا گیا جنت میں فَقَدۡ فَازَ پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا۔فرمایا اچھی طرح سمجھ لو وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَآ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔یہ دھوکہ دیتی ہے۔اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔اب معلوم نہیں تھوڑی دیر بعد۔ہے کہ نہیں۔صبح ہے، شام کا علم نہیں ہے۔موت کسی وقت بھی آسکتی ہے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔لہٰذا اس زندگی کو عارضی اور فانی سمجھو۔

لَتُبۡلَوُنَّ فِيۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

البتہ ضرور تمہارا امتحان لیا جائے گا تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں اور البتہ تم ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا

گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اذیت بہت ساری۔اور اگر تم صبر کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے

فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

پس بے شک یہ چیز پختہ کاموں میں سے ہے۔اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ ان لوگوں سے جن کو دی گئی کتاب

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

البتہ ضرور تم بیان کرو گے اس کتاب کو لوگوں کے لیے اور نہ اس کو چھپاؤ گے پس انہوں نے پھینک دیا اس وعدے کو اپنی

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

پیٹھوں کے پیچھے اور خریدی انہوں نے اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت۔ پس بری ہے وہ چیز جو انہوں نے خریدی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا

ہرگز نہ خیال کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو خوش ہوتے ہیں جو انہوں نے کی اور وہ پسند کرتے ہیں یہ کہ ان کی تعریف کی جائے

بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ

ان چیزوں پر جو انہوں نے نہیں کیں۔ پس ہرگز نہ خیال کرنا تم ان کے بارے میں کہ وہ کامیابی حاصل کر سکیں گے عذاب سے اور ان

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع

کے واسطے عذاب ہوگا دردناک۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں کا ملک اور زمین، اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتُبْلَوُنَّ: البتہ تمہیں ضرور آزمایا جائے گا، لَتَسْمَعُنَّ: تم ضرور بالضرور سنو گے، عَزْمِ: پختہ ارادہ، لَتُبَيِّنُنَّهٗ: تم ضرور بالضرور بیان کرو گے اسے، لَا تَكْتُمُوْنَهٗ: تم نہیں چھپاؤ گے اسے، فَنَبَذُوْهُ: پس انہوں نے پھینک دیا اسے، يَفْرَحُوْنَ: وہ خوش ہوتے ہیں، اَتَوْا: وہ لائے، يُحِبُّوْنَ: وہ پسند کرتے ہیں، اَنْ يُّحْمَدُوْا: یہ کہ ان کی تعریف کی جائے، فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ: پس تم ہرگز گمان نہ کرو انہیں، بِمَفَازَةٍ: کامیابی کا مقام۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود کے الزامات اور شرارتوں کا ذکر کر کے ان کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں۔

تفسیری نکات: مسلمانوں کو اللہ پاک کی تسلی:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ البتہ ضرور تمہارا امتحان لیا جائے گا تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں بھی وَلَتَسْمَعُنَّ اور البتہ تم ضرور سنو گے مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے۔ یعنی یہود و نصاریٰ سے وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا۔ اَذًى كَثِيْرًا اذیت بہت ساری۔ دکھ تکلیف کی باتیں سنو گے یہود و نصاریٰ سے بھی اور مشرکوں سے بھی اور ایسی ایسی باتیں سنو گے کہ

تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوں گی۔ اس وقت تمہارا کیا کام ہونا چاہیے کہ صبر کرو وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا اور اگر تم صبر کرو گے وَتَتَّقُوۡا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے فَاِنَّ ذٰلِكَ پس بے شک یہ چیز مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ پختہ کاموں میں سے ہے۔ صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا مضبوط کاموں میں سے ہیں۔ اہلِ کتاب نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ صرف اس نبی پر ایمان لائیں کہ جس کے ہاتھ پر قربانی والا معجزہ ظاہر ہو کہ وہ قربانی کر کے میدان میں رکھے اور آسمان سے آگ آ کر اس کو جلا دے حالانکہ اس عہد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ تھے۔ لیکن انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخری دو پیغمبروں کے بارے میں یہ عہد نہیں تھا مگر تم اپنی طرف سے بنا کر کہہ رہے۔

اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا:

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ ان لوگوں سے جن کو دی گئی کتاب۔ وعدہ یہ لیا تھا لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ البتہ ضرور بیان کرو گے اس کتاب کو لوگوں کے لیے وَلَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ اور نہ اس کو چھپاؤ گے۔ تو توراۃ اور انجیل دونوں کتابوں میں تو یہ عہد تھا کہ جو کتاب میں نے تمہیں دی ہے اس کو لوگوں کے سامنے علی الاعلان بیان کرنا اس کے احکام کو ظاہر کرنا اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتابیں اس لئے نازل فرمائی ہیں کہ ان کو بیان کرو۔ اور یہ راز ظاہر کرو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں کو بتاؤ لیکن یہود نے کیا کیا فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ پس انہوں نے پھینک دیا اس وعدے کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے۔ اور اللہ کی کتابوں کو بیان کرنا وہ عہد تو تم نے پورا نہیں کیا اور جو عہد لیا ہی نہیں ہے۔ اس کے حوالے دیتے پھرتے ہو وَاشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اور خریدی انہوں نے اس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت۔ یعنی اس وعدے کے بدلے میں انہوں نے تھوڑی سی قیمت لی وہ دنیا کی چیزیں تھیں مثلاً تنخواہیں اور نذرانے وغیرہ اور جتنا مال بھی لیں وہ قلیل ہے۔ فَبِئۡسَ مَا يَشۡتَرُوۡنَ پس بری ہے وہ چیز جو انہوں نے خریدی۔ یعنی انہوں نے جو سودا خریدا ہے برا ہے۔

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ ہرگز نہ خیال کرنا ان لوگوں کے بارے میں يَفۡرَحُوۡنَ جو خوش ہوتے ہیں بِمَاۤ اَتَوۡا وَّيُحِبُّوۡنَ جو انہوں نے کی اور وہ پسند کرتے ہیں۔ یعنی برے کام اور پسند کرتے ہیں اَنۡ يُّحۡمَدُوۡا یہ کہ ان کی تعریف کی جائے بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا ان چیزوں پر جو انہوں نے نہیں کئے۔ چاہتے ہیں کہ ان میں بھی ان کی تعریف کی جائے فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ پس ہرگز نہ خیال کرنا تم ان کے بارے میں بِمَفَازَةٍ کہ وہ کامیابی حاصل کر سکیں گے مِّنَ الۡعَذَابِ عذاب سے۔ کہ عذاب سے وہ چھٹکارا پا جائیں گے'' مَفَازَةٌ مصدر میمی بھی بن سکتا ہے''۔ تو اس وقت ترجمہ ہوگا کامیابی۔ اور ظرف مکان بھی بن سکتا ہے کامیابی کی جگہ تو معنیٰ ہوگا پس ہرگز نہ خیال کرنا تم ان کے متعلق کہ ان کو عذاب سے کامیابی کی کوئی جگہ مل جائے گی۔ دونوں معنیٰ صحیح ہیں وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ اور ان کے واسطے عذاب ہوگا دردناک۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں کا ملک اور زمینوں کا۔ وہی مالک اور خالق ہے وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

بے شک آسمانوں کے پیدا کرنے میں اور زمین کے پیدا کرنے میں رات اور دن کے مختلف ہونے میں البتہ کئی نشانیاں ہیں

لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ

عقل مندوں کے واسطے۔ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوئے اور بیٹھنے کی حالت میں اور اپنے

فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

پہلوؤں کے بل بھی اور غور وفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔ (کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ تو نے نہیں پیدا کیا

بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ

ان چیزوں کو بے کار۔ پاک ہے تیری ذات پس بچا تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔ اے ہمارے ربّ! بے شک تو جس کو داخل کرے گا

النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۱۹۲ رَبَّنَآ اِنَّنَا

دوزخ میں پس تحقیق تو نے اس کو رسوا کر دیا اور نہیں ہے ظالموں کے لیے۔ کوئی مددگار۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم نے

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ

سن لیا پکارنے والے کو جو پکارتا تھا ایمان کے لیے یہ کہ ایمان لاؤ اپنے ربّ پر (اے ہمارے ربّ!) پس ہم ایمان لے آئے

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

اے ہمارے پروردگار! پس معاف کر دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور ہمیں وفات دے

الْاَبْرَارِ ۝۱۹۳ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ

نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے پروردگار! اور دے ہمیں وہ چیز جس کا وعدہ کیا ہے تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۱۹۴

زبانوں پر اور نہ رسوا کرنا ہمیں قیامت والے دن بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَذْكُرُوْنَ: وہ ذکر کرتے ہیں، قِيٰمًا: کھڑے ہوئے، قُعُوْدًا: بیٹھ کر، جُنُوْبِهِمْ: ان کے پہلو، يَتَفَكَّرُوْنَ: وہ غور کرتے ہیں، مَا خَلَقْتَ: نہیں پیدا کیا تو نے، بَاطِلًا: بے مقصد، تُدْخِلِ: تو داخل کرے گا، اَخْزَيْتَهٗ: تو نے رسوا کیا

اسے، مُنَادِيًا: پکارنے والا، يُنَادِيْ: پکارے گا، كَفِّرْ: معاف کردے، سَيِّاٰتِنَا: ہمارے گناہ، تَوَفَّنَا: تو ہم کو اٹھالے، الْاَبْرَارِ: نیک لوگ، وَعَدْتَّنَا: تو نے ہم سے وعدہ کیا، رُسُلِكَ: تیرے رسول، لَا تُخْزِنَا: تو رسوا نہ کر ہمیں، لَا تُخْلِفُ: تو خلاف ورزی نہیں کرتا۔

ربط:

اس سے قبل توحید کا دعویٰ تھا اب ان آیات میں توحید کے دلائل ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کے خالق و مالک ہونے کی نشانیاں:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک آسمانوں کے پیدا کرنے میں اور زمین کے پیدا کرنے میں وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات اور دن کے مختلف ہونے میں لَاٰيٰتٍ البتہ کئی نشانیاں ہیں لِّاُولِي الْاَلْبَابِ عقل مندوں کے واسطے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عقل مند کون لوگ ہیں۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا کھڑے ہوئے اور بیٹھنے کی حالت میں وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے بھی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے ربّ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوں، بیٹھے ہو، یا لیٹے ہوں۔ عقل مندوں کی دوسری نشانی وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی وسیع مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ آسمان اور زمین پھر ان میں اور بہت کچھ پیدا فرمایا ہے۔ مثلاً پہاڑ ہیں، دریا ہیں اور کیا کچھ ہے۔ یہ ویسے تو پیدا نہیں فرمائیں۔ ان کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ تو عقلمند جب زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں غور کرتے ہیں تو کہتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اے ہمارے ربّ تو نے نہیں پیدا کیا ان چیزوں کے بے کار سُبْحٰنَكَ پاک ہے تیری ذات۔ تمام عیبوں سے اور اس سے بھی کہ تو کوئی بے کار فعل کرلے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پس بچا تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔ جو اس نقطے کو سمجھ جاتے ہیں وہی کامیاب ہیں۔ کیونکہ آخرت میں تو جانا ہی ہے۔ لہٰذا جو دوزخ سے بچ گیا وہی کامیاب ہے۔

مؤمنین کی دعائیں:

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ اے ہمارے ربّ! بے شک تو جس کو داخل کرے گا دوزخ میں فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ پس تحقیق تو نے اس کو رسوا کر دیا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اور نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم نے سن لیا مُنَادِيًا پکارنے والے کو يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ جو پکارتا تھا ایمان کے لیے اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ یہ کہ ایمان لاؤ اپنے ربّ پر فَاٰمَنَّا (اے ہمارے ربّ!) پس ہم

ایمان لے آئے۔ منادی کون ہے؟ قرآن پاک کے نزول کے وقت سب سے بڑے منادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ منادی تھے۔ ہر مبلغ جو لوگوں کو قرآن کریم سناتا ہے۔ اور دعوت دیتا ہے وہ منادی ہے اور اس میں شامل ہے۔ قرآن خود بھی منادی ہے اس کو بیان کرنے والا بھی منادی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو عقل اور سمجھ عطاء فرمائی ہے وہ بھی منادی ہے رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا اے ہمارے ربّ! پس معاف کر دے ہمارے صغیرہ گناہ وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا اور مٹا دے ہمارے کبیرہ گناہ۔ یعنی چھوٹے بڑے سارے گناہ معاف فرما دے۔ ہم تو گناہوں کی پیٹیاں ہیں۔ اے اللہ پاک تو ہمیں معاف فرمادے وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ اور ہمیں وفات دے نیک لوگوں کے ساتھ۔ انہیں کے ساتھ ہمیں بیٹھنا نصیب ہو۔ انہی میں وفات ہو اور ان ہی میں ہمارا شمار ہو۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا اے ہمارے ربّ! دے ہمیں مَا وَعَدۡتَّنَا وہ چیز جس کا وعدہ کیا ہے تو نے ہم سے عَلٰى رُسُلِكَ اپنے رسولوں کی زبانوں پر۔ اور ان کے ساتھ تیرا یہ وعدہ ہے کو جو تجھ پر ایمان لائے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اور نہ رسوا کرنا ہمیں قیامت والے دن۔ میدانِ حشر میں ہم ذلیل نہ ہوں پل صراط سے ہم سیدھے گزر کر جنت میں پہنچ جائیں سب سے زیادہ ذلت اور رسوائی قیامت کے دن کی ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کی ذلت کوئی شئی نہیں ہے اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ

پس قبول کرلیں ان کی دعائیں ان کے ربّ نے (یہ فرماتے ہوئے) بے شک میں ضائع نہیں کرتا کسی کام کرنے والے کا کام

مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ

تم میں سے مرد ہو یا عورت بعض تمہارے بعض سے ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے گھروں سے

وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ

اور ان کو اذیت دی گئی میرے راستے میں اور وہ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) لڑے اور قتل کیے گئے البتہ ضرور مٹادوں گا میں

سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

ان سے ان کی برائیاں۔ کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں یہ بدلا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ

عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ

کے پاس بہت اچھا بدلہ ہے۔ ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے تجھے ان لوگوں کا چلنا پھرنا جو کافر ہیں شہروں میں۔ (ان کے لیے) فائدہ ہے

قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿197﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ

بہت تھوڑا۔ پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور برا ہے ٹھکانہ۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے ربّ سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہوں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ ہمیشہ انہیں میں رہیں گے مہمانی ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿198﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ

بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے اور بے شک اہلِ کتاب میں سے بعض البتہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے

اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ

ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ان کی طرف نازل کی گئی وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

وہ نہیں خریدتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بدلے میں تھوڑی قیمت، یہی لوگ ہیں ان کے واسطے اجر ہے ان کا ان کے ربّ کے پاس۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿199﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟

بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور حق پر ڈٹ جاؤ اور اپنی سرحدوں کو محفوظ رکھو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿200﴾ ع ۲۰ / ۱۱

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَجَابَ: اس نے قبول کیا، عَمَلَ: کام، عَامِلٍ: عمل کرنے والا، اُخْرِجُوْا: وہ نکالے گئے، سَبِيْلِيْ: میرا راستہ، اُوْذُوْا: ستائے گئے، قُتِلُوْا: انہوں نے قتل کیا، اُكَفِّرَنَّ: ضرور بالضرور میں مٹادوں گا، سَيِّاٰتِكُمْ: ان کی برائیاں، لَاُدْخِلَنَّهُمْ: ضرور بالضرور داخل کروں گا انہیں، ثَوَابًا: ثواب، لَا يَغُرَّنَّكَ: ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے آپ کو، اَلْبِلَادِ: شہر، قَلِيْلٌ: بہت کم، نُزُلًا: مہمانی کا کھانا، اِصْبِرُوْا: تم صبر کرو، صَابِرُوْا: مقابلہ میں مضبوط جمے رہو، رَابِطُوْا: اپنی سرحدوں کو محفوظ کرو۔

ربط:

سابقہ آیات میں عقل مند لوگوں کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کا ہر حالت میں ذکر کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور پھر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور قیامت کی رسوائی سے پناہ مانگتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دے رہا ہے۔

اہم نکات: ایمان سے یا توبہ کرنے سے حقوق العباد معاف ہونے میں اختلاف ہے:

لَاُ كَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ ایمان سے یا توبہ کرنے سے حقوق اللہ تو معاف ہوجاتے ہیں حقوق العباد معاف ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس میں دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ معاف ہوجاتے ہیں۔ وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ معاف نہیں ہوتے وہ ایک واقعہ سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص مسلمان ہونے کے لیے آیا اس نے چند قتل کیے تھے اور ان کا مال ومتاع بھی لیا تھا اس نے کہا کہ اسلام لاؤں تو یہ معاف ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر تو معاف ہوگا باقی یہ حقوق اللہ کا اور تیرا معاملہ ہے۔

تفسیری نکات: نیک عمل کرنے والوں کے لیے جنت ہے:

فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ پس ان کے ربّ نے ان کی دعائیں قبول کرلیں اَنِّیۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا کسی کام کرنے والے کا کام تم میں سے۔ نیکی کا عمل صحیح ہو یعنی قاعدے کے مطابق ہو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں فرماتے مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى نیکی کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ بعض تمہارے بعض سے ہیں۔ تم مرد عورتیں ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہو۔ عورتوں سے مرد اور مردوں سے عورتیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک چلانا ہے۔ نہ مرد ہونے کی وجہ سے نیکی میں کمی آئے گی نہ عورت ہونے کی وجہ سے فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا پس وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی۔ دین کی حفاظت کے لئے، ایمان کی حفاظت کے لیے وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ اور نکالے گئے اپنے گھروں سے وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ اور ان کو اذیت دی گئی میرے راستے میں وَقٰتَلُوۡا اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑے وَقُتِلُوۡا اور قتل کیے گئے۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ البتہ ضرور مٹادوں گا میں ان سے ان کی برائیاں۔ یعنی میں ان کی خطائیں معاف کردوں گا وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ اور البتہ میں ان کو ضرور داخل کروں گا ایسے باغوں میں تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ یہ بدلہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت اچھا بدلہ ہے۔ اور ان کے خزانے بڑے وسیع ہیں۔

کفار کا آخر کار ٹھکانہ جہنم:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے تجھے ان لوگوں کا چلنا پھرنا كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِ ۞ جو کافر ہیں

شہروں میں۔ یعنی کافروں کا ٹھاٹھ باٹھ سے شہروں میں چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے کہ تم دیکھتے ہو وہ دنیاوی لحاظ سے بڑے عیش و آرام میں ہیں۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ان کے لیے فائدہ ہے بہت تھوڑا۔ کتنے دن کھا پی لیں گے۔ دس دن، مہینہ، سال، دس سال، پچاس سال، سو سال چند دن بہار ہے آخر موت ہے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے معلوم ہو جائے گا راحت کس چیز کا نام ہے اور تکلیف کس چیز کا نام ہے۔ چند دن کی عیش کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء سمجھ لیا ہے ثُمَّ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور برا ہے ٹھکانہ۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات مسلمین اور مسلمات کو دوزخ کی آگ سے بچائے۔

اللہ کی طرف سے مؤمنین کے لیے انعامات:

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لیکن وہ لوگ جو اپنے ربّ سے ڈرتے رہے۔ چاہے وہ ظاہری زیبائش اور آرائش سے محروم ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان کے لیے باغات ہوں گے بہتی ہوں کی ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ انہیں میں رہیں گے نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مہمانی ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ لہٰذا ان چیزوں کو دیکھ کر دھوکے میں نہ پڑو، اور نہ کسی کو دھوکے میں ڈالو۔ اور یاد رکھو وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے۔ کیونکہ وہ پائیدار ہے اور وہاں کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔

ایمان لانے والے اہل کتاب کی تعریف:

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور بے شک اہلِ کتاب میں سے بعض لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ البتہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر صحیح معنیٰ میں ایمان لاتے ہیں وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی۔ کیونکہ آخری کتاب اور آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی کتابوں میں ذکر تھا۔ کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنا کلام ان پر نازل فرمائے گا۔ ایسے لوگ خاصی تعداد میں تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو وہ مانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور ان پر ایمان لانا چاہیے اور ایمان لائے بھی۔ جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد، حضرت اسید، حضرت بنیامین رضی اللہ عنہم۔ یہ سارے پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور نصاریٰ میں سے حضرت عدی بن حاتم، حضرت عدی بن بدرح، حضرت سلمان فارسی، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہم۔ یہ سارے پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور نیک بختی اور سعادت کا ثبوت دیا وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے تھے جو کتب ان اہل کتاب پر نازل کی گئی ہیں یا تورات، زبور، انجیل اور یہ جو ایمان لائے ہیں خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وہ نہیں خریدتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بدلے میں ثَمَنًا قَلِيْلًا تھوڑی قیمت

اور یاد رکھنا دنیا و مافیہا سب قلیل ہے۔ ترمذی شریف کی روایت آپ کئی مرتبہ سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دُنۡیا وَ مَا فِیۡهَا کی قدر مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا۔ تو یہ نہ سمجھ لینا کہ ثمن قلیل لینا تو صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بڑا گھپلا مار لیں تو صحیح ہو جائے گا۔ تو ساری دنیا بھی ثمن قلیل ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ یہی لوگ ہیں ان کے واسطے ان کا اجر ہے عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ان کے ربّ کے پاس اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

اللہ کی عبادت مستقل مزاجی سے کرو:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اصۡبِرُوۡا صبر کرو عبادات پر۔ تکالیف پر جو حق بات کہنے کے جواب میں آئیں یا ویسے آئیں وَصَابِرُوۡا اور حق پر ڈٹ جاؤ۔ اور عبادت کے ادا کرنے پر ڈٹ جاؤ۔ ایسا نہیں کہ کبھی ادا کرو اور کبھی ادا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات میں کمی نہیں آنی چاہیے ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور حق پر بھی ڈٹے رہو وَرَابِطُوۡا اور اپنی سرحدوں کو بھی پختہ بناؤ۔ اور نظریاتی سرحدوں کو بھی پختہ بناؤ۔ ''مُرَابَطَةٌ'' کا معنیٰ ہے سرحد کو پختہ بنانا۔ تو دونوں سرحدیں مراد ہیں۔ ملکی بھی کہ کافر تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں اور مذہبی سرحدوں کو بھی پختہ بناؤ۔ کہ جو تمہیں عقائد بتائے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہے کہ اسلام کی سرحدیں سمجھ لو۔ کافر، کافر ہیں مومن، مومن ہیں۔ توحید، توحید ہے۔ اور شرک، شرک ہے۔ سنت، سنت ہے اور بدعت، بدعت ہے۔ ان تمام چیزوں کو سمجھو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ تاکہ تم کامیابی حاصل کر لو۔ یعنی تمہاری کامیابی ان چیزوں میں ہے جو اوپر اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دی ہیں۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّة

سورۃ النساء مدنی سورۃ ہے اس کی ایک سوچھہتر (۱۷۶) آیات ہیں اور چوبیس (۲۴) رکوع ہیں۔ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس کا چوتھا (۴) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے بانوے (۹۲) نمبر پر ہے۔ یہ ایک ہی نام ''سورۃ النساء'' سے معروف ہے اور یہ نام اس کو اس لیے دیا گیا ہے کہ اس میں عورتوں کے مسائل کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اے انسانو! ڈرو اپنے ربّ سے، وہ ربّ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک نفس سے، اور پیدا کیا اس نے اس نفس سے اس کا

وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ

جوڑا، اور بکھیرے ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ کہ تم سوال کرتے ہو اس کے نام پر

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اور قرابت داری سے، بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔ اور دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ تبدیل کرو ردی مال کو عمدہ مال کے بدلے

بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ

اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر بے شک یہ گناہ بڑا ہے۔ اور اگر تم خوف کرو

اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

یہ کہ تم نہیں انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے ساتھ پس تم نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں عورتوں سے دو اور تین اور چار۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ

یہ کہ تم عدل نہیں کر سکو گے پس ایک ہی عورت کافی ہے یا وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں یہ زیادہ قریب ہے

اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

کہ تم مائل نہ ہو جاؤ کسی ایک کی طرف۔ اور دو تم عورتوں کو ان کے مہر خوشی کے ساتھ، پس اگر وہ خود کر لیں تمہارے لئے

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــــًٔا ۝۴

مہر میں سے کسی شئے کو، اپنے نفس کو، پس تم کھاؤ اس کو مزیدار خوش گوار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زَوْجَهَا: اس کا جوڑ، تَسَآءَلُوْنَ: تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، رَقِيْبًا: خبر رکھنے والا، تَتَبَدَّلُوْا: تم تبدیل (نہ) کرلو، حُوْبًا: وبال، اَلَّا تُقْسِطُوْا: یہ کہ نہ تم انصاف کروگے، فَانْكِحُوْا: پس تم نکاح کرو، طَابَ: اچھا لگا، مَثْنٰى: دو، دو، ثُلٰثَ: تین تین، رُبٰعَ: چار چار، اَلَّا تَعْدِلُوْا: یہ کہ تم عدل نہ کرسکوگے، مَلَكَتْ: مالک ہوا، اَلَّا تَعُوْلُوْا: کہ نہ تم ایک طرف جھک پڑو، صَدُقٰتِهِنَّ: ان عورتوں کے مہر، نِحْلَةً: خوش دلی کے ساتھ، طِبْنَ: وہ خوش ہوئیں، فَكُلُوْهُ: تو تم کھاؤ اسے، هَنِيْٓــًٔا: خوش مزہ، مَّرِيْٓــًٔا: خوش گوار۔

شانِ نزول:

اس سورۃ کا شانِ نزول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مبعوث ہوئے تو عرب میں عورتوں اور چھوٹے بچوں کی بڑی حق تلفی ہوتی تھی۔ عورتوں کو جائیداد وغیرہ سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا اور نہ ہی چھوٹے بچے اپنے والد کی جائیداد میں سے کچھ حصہ پاتے تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ اس سورۃ کا نام النساء ہے اور نساء امراءۃ کی جمع ہے اگرچہ بظاہر جمع اور مفرد میں مناسبت نظر نہیں آتی لیکن ہر فن میں کچھ باتیں ہوتی ہیں جو فن والے ہی جانتے ہیں۔ امراءۃ کے معنٰی عورت ہے اور نساء اس کی جمع کے معنٰی عورتیں ہے۔ یعنی وہ سورۃ جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے معاملات بیان فرمائے ہیں۔

ربط:

لفظی ربط تو یہ ہے کہ سورۃ آلِ عمران تقویٰ پر ختم ہوئی اور یہ سورۃ تقویٰ سے شروع ہوئی اور معنوی ربط یہ ہے کہ پہلی سورۃ میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے معاملات کا ذکر تھا اور اس سورۃ میں آپس میں یعنی رشتہ داروں کے درمیان معاملے کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اتَّقُوْا رَبَّكُمُ ڈرو اپنے ربّ سے الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وہ ربّ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک ہی نفس سے اور وہ تھے حضرت آدم علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا ہے وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا فرمایا اس نے اس نفس سے اس کا جوڑا۔ احادیث اور تفسیروں میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد بہت سارے اور عورتیں۔ آج دنیا انسانوں سے بھری ہوئی ہے جس ملک میں جاؤ، پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملے گی سب کی اصل حضرت آدم اور حوا علیہما السلام ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے کہ تم سوال کرتے ہو اس کے نام پر اور قرابت داری سے۔ یعنی اس کے احکام کی پابندی کرو اور قطع رحمی کرنے

سے ڈرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ظاہر یا پوشیدہ ہر چیز اس کے علم میں ہے۔

یتامیٰ کے متعلق اہم احکامات:

وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰٓى اَمۡوَالَهُمۡ اور دو یتیموں کو ان کا مال وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ اور نہ تبدیل کرو ردی مال کو عمدہ مال کے ساتھ۔ کہ تم اپنا ردی مال ان کے کھاتے میں ڈال دو اور ان کا عمدہ مال خود لے لو، ایسا مت کرو اور اس طرح بھی نہ کرو وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ اور نہ کھاؤ تم ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر۔ یہ پہلا حکم ہے جس میں یتیموں کا مال بالکل استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس سے بڑی مشکلات ہوئیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی الگ سے ان کے لیے کھانا پکانا وغیرہ بڑا مشکل کام ہے تو اس کی جگہ سورۃ البقرہ میں احکامات آئے فرمایا گیا "وَاِنۡ تُخَالِطُوۡهُمۡ اور اگر تم کھانے پینے میں اس کو ساتھ ملا لو فَاِخۡوَانُكُمۡ تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے وہ اس طرح کہ مثال کے طور پر یتیم بچہ آٹھ سال کا ہے تو اس کے آٹے میں سے اتنا آٹا تم لے لو کہ جس قدر تم اپنے اتنی ہی عمر کے بچے کے لیے آٹا استعمال کرتے ہو اور اس بچے کے لیے سالن کا جس قدر خرچہ تم کرتے ہو پھر جو اس میں کمی یا زیادتی ہوئی وہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا" اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔ اب اس کے بعد یتیم لڑکیاں جو زیر کفالت آئیں ان کے حقوق کا بیان ہو رہا ہے۔

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اور اگر خوف کرو اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى یہ کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے یتیم عورتوں کے ساتھ (تو ان کے ساتھ نکاح نہ کرو) فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ پس تم نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں عورتوں سے مَثۡنٰى دو وَثُلٰثَ یا تین وَرُبٰعَ یا چار۔ یاد رکھنا امت میں سے کسی شخص کو بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ بیک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اس میں امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی فَاِنۡ خِفۡتُمۡ پس اگر تم خوف کرو اَلَّا تَعۡدِلُوۡا یہ کہ تم ایک سے زیادہ عورتوں میں عدل نہیں کر سکو گے فَوَاحِدَةً پس ایک ہی عورت کافی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو یا تین یا چار کے ساتھ نکاح کی اجازت مشروط ہے عدل کے ساتھ، اگر عدل نہیں کر سکتے تو پھر ایک پر ہی گزارہ کرو اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ یا وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں۔ یعنی اگر تم ایک آزاد عورت کے حقوق بھی پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو پھر لونڈی پر گزارا کرو۔

مہر کے احکام:

جب کسی جہاد میں فتح کے بعد جو مرد اور عورتیں غلام بن جائیں اور امیر لشکر ان کو کسی کے سپرد کرے تو دائیں ہاتھ سے

قیدی کا ہاتھ پکڑ کر جن کو دینا چاہے گا اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑائے گا اور کہے گا کہ یہ تیری ملک ہے اور اسی وجہ سے اس کو ملک یمین کہتے ہیں اور یہی مطلب ہے اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ یا وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں۔ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا یہ زیادہ قریب ہے کہ تم مائل نہ ہو کسی ایک کی طرف۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً اور دو تم عورتوں کو ان کے مہر خوشی کے ساتھ۔ جو مہر تم نے مقرر کیا ہے وہ تمہارے ذمہ ہے دینا پڑے گا فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا پس اگر وہ عورتیں خوش کر لیں اپنے نفس کو تمہارے لئے مہر میں سے کسی شئے پر۔ یعنی مہر سے یا اس کے کچھ حصہ سے دست بردار ہو جائیں فَکُلُوۡهُ هَنِیۡٓـًٔا مَّرِیۡٓـًٔا پس کھاؤ تم اس کو مزیدار خوشگوار۔

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمۡ قِیٰمًا وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِیۡهَا

اور نہ دو تم بے وقوفوں کو اپنے مال، وہ مال کہ بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے قائم رہنے کا ذریعہ، اور ان کو کھلاتے پلاتے رہو

وَاکۡسُوۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝ وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ

ان مالوں سے اور ان کو لباس پہناتے رہو اور کہو ان کو بات بھلی۔ اور امتحان لو تم یتیموں کا یہاں تک کہ جب وہ پہنچ جائیں نکاح

فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ وَلَا تَاۡکُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا

کی مدت کو، پس اگر تم محسوس کرو ان سے رشد و بھلائی اور سمجھ پس تم ان کو دے دو ان کے مال اور نہ کھاؤ تم ان یتیموں کے مالوں کو

وَّبِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا

حد سے بڑھتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے یہ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے، اور جو شخص غنی ہو پس چاہئے کہ وہ یتیم کے مال کے

فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَیۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ

کھانے سے بچے اور جو شخص محتاج ہے پس چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق، اور عورتوں کے لیے حصہ ہے جو چھوڑ گئے ماں باپ

فَاَشۡهِدُوۡا عَلَیۡهِمۡ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیۡبًا ۝ لِلرِّجَالِ

اور قریبی رشتہ دار پس جب تم دو ان کو ان کے مال پس تم گواہ بنا لو ان پر، اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔

نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ

مردوں کے لیے حصہ ہے اس مال سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ کَثُرَ ؕ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝

اور قریبی رشتہ دار، تھوڑا اس مال سے یا زیادہ حصہ ہے طے شدہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تُؤۡتُوۡا: تم نہ دو، اُرۡزُقُوۡهُمۡ: کھلاؤ پلاؤ انہیں، اُکۡسُوۡهُمۡ: تم پہناؤ انہیں، اِبۡتَلُوۡا: تم امتحان لو، بَلَغُوۡا: وہ پہنچ گئے، اٰنَسۡتُمۡ: تم پاؤ، محسوس کرو، رُشۡدًا: سوجھ بوجھ، لَا تَاۡكُلُوۡهَا: تم نہ کھاؤ انہیں، اِسۡرَافًا: فضول خرچی، اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا: یہ کہ وہ بڑی عمر کے ہو جائیں، غَنِيًّا: مالدار، فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ: پس چاہیے کہ وہ درگزر کرے، فَقِيۡرًا: بے سروسامان، يَاۡكُلۡ: تاکہ وہ کھائے، دَفَعۡتُمۡ: تم سپرد کرو، كَفٰى: کافی ہے، حَسِيۡبًا: حساب لینے والا، اَلۡوَالِدٰنِ: والدین، اَلۡاَقۡرَبُوۡنَ: قریبی رشتہ دار، قَلَّ: تھوڑا ہو، كَثُرَ: زیادہ ہو، مَفۡرُوۡضًا: مقرر شدہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں یتیموں کے حقوق کا تذکرہ ہوا ہے اب بھی ان ہی کے حقوق کا بیان ہے کہ جب وہ سمجھدار ہو جائیں تو ان کے مال ان کے سپرد کرو مگر ان کی عقل اور سمجھ کو جانچ پرکھ لو۔

اوپر یتیموں کے حق کا ذکر تھا آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عورتوں کا بھی حق ہے۔ کیونکہ دور جاہلیت میں وراثت میں عورتوں اور بچوں کو حصہ نہیں دیتے تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ ان کو وراثت دینی چاہیے جو لڑ سکتے ہیں۔

تفسیری نکات: نابالغ یتامیٰ کے مال کی حفاظت کی تاکید:

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ، سُفَهَاءُ، سَفِيۡهٌ کی جمع ہے اور نہ دو تم بے وقوفوں کو اَمۡوَالَكُمُ اپنے مال الَّتِىۡ وہ مال جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ کہ بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قِيٰمًا قائم رہنے کا ذریعہ۔ مال ہوگا تو کھائے گا، پیئے گا، پہنے گا، بغیر مال کے تو نظام نہیں چلتا۔ اگر تم نے بے وقوفوں کو مال دے دیا تو وہ اڑا دے گا، ضائع کر دے گا۔ بے وقوفوں کو اپنے مال نہ دو، یہ مال تمہارے قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ وہ ضائع کر دیں گے اور اس طرح کرو وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو وَاكۡسُوۡهُمۡ اور ان کو لباس پہناتے رہو، تم ان کے نگران ہو، دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے، ان کے مال کی حفاظت کرو اور ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرو وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا اور کہو ان کو بات بھلی اور اچھی۔ کیونکہ وہ بے وقوف ہیں، کہہ سکتے ہیں کہ تو ہمارے مال کا کیا لگتا ہے؟ ہمارا مال ہمارے حوالہ کر اور یہ بات وہ کسی کے اکسانے پر بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں شرارتی لوگ بھی ہوتے ہیں، وہ اُکساتے ہیں کہ مال تو تیرا ہے، اس سے وصول کرو۔ تو ایسے موقع پر تمہیں جذبات میں نہیں آنا چاہیے اور غصے میں آکر یہ نہ کہو کہ یہ تیرا مال ہے، اس کو سنبھال اور یہاں سے دفع ہو جا۔ کیونکہ وہ تو بے وقوف ہے اور تم نے بھی اس کو جذبات میں آکر رد کر دیا تو وہ بگڑ جائے گا، تباہ ہو جائے گا۔ لہٰذا جذبات پر کنٹرول کرتے ہوئے حوصلے سے کام لو اور اس کو اچھی بات کہہ کر ٹال دو کہ بھائی! واقعی مال تیرا ہے، میں تو خادم ہوں، یہ آج بھی تیرا ہے اور کل بھی تیرا ہے۔ مگر اس

بے وقوف کے حوالہ نہ کرو۔

مال حوالے کرنے سے پہلے ان کا امتحان لو:

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى اور امتحان لو تم یتیموں کا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ یہاں تک کہ جب وہ پہنچ جائیں نکاح کی مدت کو یعنی بالغ ہو جائیں تو تم ان کا امتحان لو فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا پس اگر تم محسوس کرو ان سے بھلائی اور سمجھ فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس تم ان کو دے دو ان کے مال۔ مطلب یہ ہے کہ یتیم جب تک بالغ نہ ہوں اس وقت تک تو ان کا مال ان کے حوالے نہیں کرنا اور جب بالغ ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کا امتحان لو وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اور نہ کھاؤ تم ان یتیموں کے مالوں کو حد سے بڑھتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے۔ اسراف کا معنٰی ہے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور بِدَارًا کا معنٰی ہے جلدی کرتے ہوئے یہ خیال کرتے ہوئے اَنْ يَّكْبَرُوْا کہ وہ بڑے ہو جائیں گے پھر وہ ہمیں نہیں کھانے دیں گے اور اب بے سمجھ ہیں ان کا مال کھا جاؤ جس طرح کھا سکتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس طرح نہ کرو وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا اور جو شخص غنی ہو یعنی جو نگران اور سرپرست مالدار ہو فَلْيَسْتَعْفِفْ تو چاہیے کہ وہ یتیم کے مال کے کھانے سے بچے وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا اور جو شخص محتاج ہے فقیر ہے اور فقیر کی تعریف کرتے ہیں کہ ''مَنْ لِّلْيَمْلِكُ قُوْتَ يَوْمَهٗ، جس کے پاس ایک دن کی خوراک بھی نہ ہو اور یہ فقیر یتیم کا نگران ہے'' فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ پس چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق۔ دستور کا مطلب یہ ہے کہ وہ عام حالات میں ایسے ماحول میں جو کھاتا ہے وہی کچھ کھائے۔ اگر وہ ایسے حالات میں دال کھاتا ہے تو یتیم کے مال سے گوشت نہیں کھا سکتا۔ معروف کا معنٰی عرف کا ہے کہ ایسے حالات میں اس موقع پر وہ کیا کھاتا ہے؟ دال کھاتا ہے تو دال کھائے، سبزی کھاتا ہے تو سبزی کھائے اور کھانا بھی ایک آدھ موقع پر ہے، ایسا نہیں کہ ہر وقت یتیم کے مال پر ہی ہاتھ صاف کرتا رہے اور اس کی جان اس وقت چھوڑے جب اس کی ساری رقم ختم ہو جائے فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس جب تم ان کو دو ان کے مال۔ یعنی جب تم یتیموں کا مال اِن کے حوالے کرو فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ پس تم گواہ بنا لو ان پر۔ یعنی جب تم یتیموں کا مال واپس کرو تو گواہ بنا لو کہ اتنا مال میں نے واپس کر دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب یتیموں کا مال تمہارے پاس آئے تو اس وقت بھی گواہ بناؤ کہ ان کا اتنا مال میرے پاس ہے اور جب یتیم بالغ ہو جائیں اور ان کا مال ان کے حوالے کرو تو بھی گواہ بناؤ اور پوری تفصیل سامنے رکھو وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔ سب اس کے علم میں ہے کہ تم کیا کچھ کر رہے ہو سوچ سمجھ کر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

عورتوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مردوں کے لیے حصہ ہے مِّمَّا اس مال سے تَرَكَ الْوَالِدٰنِ جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ

وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے مِّمَّا اس مال سے تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہے مِمَّا اس مال سے قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ تھوڑا اس مال سے ہو یا زیادہ ہو اس میں ان کا باقاعدہ حصہ ہے۔ یعنی جس چیز کے ماں باپ مالک تھے چاہے وہ سوئی کا دھاگہ ہی کیوں نہ ہو عورت کا اس میں حصہ ہے۔ اسی طرح بھائی فوت ہو گیا ہے بہن فوت ہوگئی ہے اس میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ ہے نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا طے شدہ حصہ ہے۔ آگے اب اس کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ

اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت قریبی رشتہ دار اور یتیم اور مسکین تو دو ان کو تم اس مال میں سے اور کہو ان کو

قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝ وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ

بات بھلی ۔ اور چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ اگر چھوڑیں وہ اپنے پیچھے اولاد کمزور خوف ہوگا ان کو ان کے بارے میں۔

فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا

پس چاہیے کہ وہ ڈریں اللہ تعالیٰ سے اور چاہیے کہ کہیں بات درست ۔ بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال زیادتی کرتے

اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝ ع ۱۲

ہوئے پختہ بات ہے کھاتے ہیں (بھرتے ہیں) اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡقِسۡمَةَ: تقسیم کرنا، وَلۡيَخۡشَ: اور چاہیے کہ وہ ڈرے، تَرَكُوۡا: انہوں نے چھوڑی، ضِعٰفًا: کمزور، ناتواں، خَافُوۡا: انہیں، خوف ہے، فَلۡيَتَّقُوۡا: تو انہیں چاہیے کہ وہ ڈریں، يَقُوۡلُوۡا: وہ کہیں، سَدِيۡدًا: درست، سَيَصۡلَوۡنَ: عنقریب وہ داخل ہوں گے، سَعِيۡرًا: دوزخ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر ہوا کہ ماں باپ یا اور قریبی رشتہ دار وراثت چھوڑ جائیں تو اس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی حصہ ہے ان حصوں کی تقسیم کرنے سے پہلے قریبی رشتہ دار جو غریب ہوں یا یتامیٰ و مساکین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اہم نکات: فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ میں احتیاط:

آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب وراثت کی تقسیم ہو تو دوسرے غریب رشتہ دار آئیں تو ان کو بھی کچھ بطور خیرات دے دو لیکن اُس میں شرط یہ ہے کہ ① سارے ورثاء بالغ ہوں ② حاضر ہوں ③ راضی ہوں یعنی اجازت دیں کہ ہاں جی ہمارے حصوں میں سے ان غریب رشتہ داروں کو بھی کچھ دے دو ورنہ جائز نہیں۔

فتاویٰ بزازیہ اور عالمگیری میں ہے کہ نابالغ کی اجازت شرعاً اجازت شمار نہ ہوگی۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا عموماً جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی اولاد نابالغ ہوتی ہے۔ اگر اولاد نابالغ ہو تو یہ تیجہ۔ ساتواں وغیرہ بدعت ہونے کے علاوہ اس مال مشترک سے صدقہ کرنا مطلقاً حرام ہے۔

(حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ جہاد کرنا مشکل ہے لیکن بدعات کا رد کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔)

تفسیری نکات: وراثت کی تقسیم کے موقع پر احکامات:

وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اور جب حاضر ہوں وراثت کی تقسیم کے وقت اُولُوا الۡقُرۡبٰى قریبی رشتہ دار اور ہوں وہ بڑے غریب وَالۡيَتٰمٰى اور یتیم۔ یعنی تقسیم کے وقت اپنی برادری یا محلے یا اپنے قصبے سے یتیم بچے بھی آجائیں وَالۡمَسٰكِيۡنُ اور مسکین آجائیں فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ اور دو ان کو تم اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے مگر اس موقع پر کچھ شرائط ہوں گی جو اوپر اہم نکات میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور اگر غریبوں، مسکینوں کو نہیں دے سکتے تو وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا اور کہو ان کو بھلی بات۔ مثلاً ان کو کہو کہ بھائی! ہم مشترکہ مال میں سے دینے کے مجاز نہیں ہیں کیونکہ کچھ وارث غیر حاضر ہیں۔ یا یہ کہو کہ بھائی! وارثوں میں سے کچھ نابالغ بچے ہیں اس لئے دینے کے مجاز نہیں ہیں یا اس واسطے دینے کے مجاز نہیں ہیں کہ کچھ راضی ہیں اور کچھ راضی نہیں ہیں۔ نہ دینے کی وجہ ضرور بیان کرو۔

وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ اور چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا اگر چھوڑیں وہ اپنے پیچھے اولاد کمزور خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ خوف ہوگا ان کو ان کے بارے میں۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ ایک نکتہ سمجھا رہا ہے کہ یہ جو غرباء، یتامیٰ اور مساکین امیدیں لے کر آئے ہیں تو اس طرح سے اپنے دل میں بات لاؤ کہ اگر تم فوت ہو جاؤ اور تمہارے یتیم بچے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہوں بھی غریب اور وہ اسی طرح کسی کے دروازے پر اسی امید سے جائیں تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی۔ یقیناً تمہیں یہ بات سوچ کر ہی انتہائی دکھ ہوگا۔ پس کوشش کرو کہ ان کو خالی ہاتھ نہ بھیجو فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ پس چاہیے کہ وہ ڈریں اللہ تعالیٰ سے وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا۝ اور چاہیے کہ کہیں بات درست اور معقول۔ یعنی ان کو معقول طریقے سے سمجھا دیں، جھڑکیں نہیں تاکہ ان کے دلوں میں وہم اور کدورت پیدا نہ ہو۔ آگے اور سخت مسئلہ ہے اس

کو اچھی طرح سمجھنا اور اس پر عمل بھی کرنا صرف برادریاں نہ پالنا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ بے شک وہ لوگ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظُلۡمًا زیادتی کرتے ہوئے شریعت کے قاعدوں سے تجاوز کرتے ہوئے۔ کیونکہ شریعت یتیموں کے مال کو ظلماً کھانے کی اجازت نہیں دیتی اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا پختہ بات ہے کہ وہ ڈال رہے ہیں اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ۔ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا اور وہ عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا کہ یہ یتیموں کا مال کھا گئے ہیں۔

یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰهُ فِیۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۚ فَاِنۡ

اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتے ہیں تمہاری اولاد کے بارے میں مرد کے واسطے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے پس اگر وہ

كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنۡ كَانَتۡ

عورتیں دو سے زیادہ ہوں پس ان عورتوں کے لیے دو تہائی ہیں اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے اور اگر ہے وہ

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ ؕ وَلِاَبَوَیۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ

ایک لڑکی تو اس کے لیے ہے کل جائیداد کا آدھا حصہ اور مرنے والے کے والدین کے لیے ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا

مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ

حصہ ہے اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے اگر ہے اس کی اولاد پس اگر نہیں مرنے والے کی اولاد اور اس کے وارث

اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

اس کے ماں باپ ہیں پس اس کی ماں کے لئے ہے تیسرا حصہ پس اگر ہیں مرنے والے کے بہن بھائی تو اس کی ماں کے لیے ہے چھٹا

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ یُّوۡصِیۡ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ

حصہ وصیت کے بعد جو وصیت اس نے کی ہے یا قرضہ ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے باپ دادا ہیں اور تمہارے بیٹے ہیں

لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَكُمۡ نَفۡعًا ؕ فَرِیۡضَةً مِّنَ

تم نہیں جانتے ان میں سے کون زیادہ قریب ہے تمہارے لئے نفع پہنچانے کے اعتبار سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیۡمًا حَكِیۡمًا ﴿۱۱﴾

ہوا فریضہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حکمت والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُوصِيكُمُ: وہ وصیت کرتا ہے تمہیں، حَظِّ: حصہ، الْأُنْثَيَيْنِ: وہ عورتیں، ثُلُثَا: دو تہائی، أَبَوَيْهِ: اس کے والدین، وَرِثَهُ: اس کے وارث ہوئے، أَبَوَاهُ: اس کے والدین، أُمِّهِ: اس کی ماں، الثُّلُثُ: تیسرا حصہ، إِخْوَةٌ: کئی بھائی، السُّدُسُ: چھٹا حصہ، يُوصِي: وہ وصیت کرتا ہے، آبَاؤُكُمْ: تمہارے باپ، أَبْنَاؤُكُمْ: تمہاری اولاد، لَا تَدْرُونَ: تم جانتے، نَفْعًا: نفع، فائدہ، حَكِيمًا: بہت دانا۔

ربط:

سابقہ آیتا جواس سے قبل بیان ہوئی ہیں اُن میں اجمالی طور پر لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ میں وراثت کا ذکر تھا اب ان آیات میں تفصیلی طور پر وراثت کا ذکر فرما رہے ہیں۔

اہم نکات: لڑکے کا حصہ لڑکی سے زیادہ کیوں؟

سوال یہاں پر ہوسکتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکی کے مقابلے میں دگنا کیوں ہے؟ بظاہر تو یہ انصاف کے خلاف ہے۔

جواب: اس کا جواب علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عثمانی میں دیا ہے کہ لڑکی کا نان نفقہ اور مہر خاوند کے ذمے ہے اس کا خرچہ وہ برداشت کرتا ہے اور لڑکا اپنا بھی اور دوسروں کا بھی خرچہ برداشت کرتا ہے کسی اور کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے شریعت نے لڑکی کے مقابلے میں لڑکے کا حصہ زیادہ رکھا ہے۔

وراثت میں لڑکیوں کو حصہ دینے کی تاکید:

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ لڑکوں کا حصہ مقیس اور لڑکیوں کا حصہ مقیس علیہ بنایا۔ یہ اس لئے کہ لڑکیاں اس میں اصل ہیں ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ نیز اس کو صریحاً اس لیئے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آخر زمانہ میں لوگ لڑکیوں کی حق تلفی کریں گے۔ کبھی بہانہ بناتے ہیں کہ لڑکیوں کی شادی اور تعلیم پر خرچ کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ لڑکیاں عید اور شبقدر میں اپنا حصہ لے جاتی ہیں۔ یہ سب بہانے ہیں کہ اس میں لڑکا شمار نہیں لڑکے کے بھی تو یہی اخراجات ہیں۔ خمینی نے کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی صریحاً مخالفت کی ہے۔ قرآن کہتا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال سے حصہ نہ دیا۔

اس کا مفصل جواب تو میری کتاب ارشاد الشیعہ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قطعی دلیل کو ظنی کیلئے نہیں چھوڑا بلکہ قطعی کو قطعی کے مقابلے میں چھوڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست سنا تھا اور جو بات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست سن لی جائے تو وہ قطعی ہوتی ہے اور وہ بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء دنیاوی مال کے وارث نہیں ہوتے ہیں اس لیے انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ وصیت بعد میں ہے لیکن پہلے ذکر کیا تا کہ اس کو نظر انداز نہ کرے۔

تفسیری نکات: وراثت کی تقسیم کے احکام:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتے ہیں، وصیت کا معنی ہے پختہ حکم فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ تمہاری اولاد کے بارے میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ مرد کے واسطے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔ یعنی لڑکے کو اتنا حصہ دو جتنا دو لڑکیوں کو دینا ہے۔ مثلاً ایک آدمی فوت ہو گیا ہے اور اس کے وارث صرف ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں اور کوئی شرعی وارث نہیں ہے تو آدھا مال لڑکے کو ملے گا اور آدھا دو لڑکیوں کو ملے گا۔ یعنی مسئلہ چار سے حل ہوگا، دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو ملے گا فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ پس اگر وہ عورتیں دو سے زیادہ ہیں، دو ہیں، تین ہیں یا زیادہ ہیں یعنی مرنے والے کی لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں، بیٹا نہیں ہے فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ تو ان عورتوں کے لیے دو تہائی ہے اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے۔ یعنی کل مال کے تین حصے کئے جائیں گے، دو حصے ان لڑکیوں کے ہوں گے چاہے وہ جتنی بھی ہوں اور تیسرا حصہ دوسرے وارثوں کو ملے گا اور اگر دوسرا وارث کوئی نہ ہو تو یہ تیسرا حصہ بھی انہیں لڑکیوں کو مل جائے گا وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً اور اگر ہے وہ لڑکی ایک فَلَهَا النِّصْفُ تو ہے اس کے لیے کل جائیداد کا آدھا حصہ یعنی اگر مرنے والے کی صرف ایک لڑکی ہے لڑکا نہیں ہے تو کل جائیداد کا آدھا حصہ اس لڑکی کو ملے گا چاہے وہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ ہو۔

آگے مرنے والے کے والدین کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا وَلِاَبَوَيْهِ اور مرنے والے کے والدین کے لیے لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ان میں سے ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے مِمَّا تَرَكَ اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے اور یہ چھٹا حصہ اس صورت میں ملے گا اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ اگر ہے اس کی اولاد۔ چاہے ایک لڑکی ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں مسئلہ حل ہوگا چھ حصوں میں سے کہ ایک حصہ باپ کو، ایک حصہ اس کی ماں کو اور باقی جو حصے ہیں وہ لڑکے لڑکیوں کو ملیں گے فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ پس اگر نہیں ہے مرنے والے کی اولاد کہ شادی ہی نہیں کی، یا شادی کی مگر اولاد نہیں ہوئی یا ہوئی اور مر گئی وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہیں فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ پس اس کی ماں کے لیے ہے تیسرا حصہ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ پس اگر ہیں مرنے والے کے بہن بھائی تو ان کو ملے گا تو کچھ نہیں مگر فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ تو اس کی ماں کے لئے ہے چھٹا حصہ۔ یعنی مرنے والے کے اگر بہن بھائی موجود ہیں تو ماں کو تیسرے کی بجائے چھٹا حصہ ملے گا اور مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔ یعنی کل مال کے چھ حصے کیے جائیں گے۔ ایک حصہ ماں کو ملے گا اور باقی پانچ حصے باپ کو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ وصیت کے بعد يُّوْصِيْ بِهَآ جو وصیت اس نے کی ہے اَوْ دَيْنٍ یا قرضہ ادا کرنے کے بعد یعنی اس کے ذمہ جو قرضہ ہے اس کی ادائیگی کے بعد اٰبَآؤُكُمْ تمہارے باپ دادا ہیں وَاَبْنَآؤُكُمْ اور تمہارے بیٹے ہیں لَا تَدْرُوْنَ تم نہیں جانتے اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ان میں سے کون زیادہ قریب ہے تمہارے

لئے نفع پہنچانے کے اعتبار سے۔ یہ تقسیم اللہ تعالیٰ نے کی ہے وہ سب سے زیادہ اور بہتر جانتا ہے فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا فریضہ ہے۔ یعنی جو حصے بیان ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں ان کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے اور مان کر عمل نہ کرنے والا بہت بڑا مجرم اور سخت گنہگار ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ یہ تقسیم اس نے اپنے علم کے مطابق خود فرمائی ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

اور تمہارے واسطے آدھا ہے اس مال کا جو چھوڑا ہے تمہاری بیویوں نے اگر نہیں ہے ان بیویوں کی کوئی اولاد۔ پس اگر ہے ان

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ

کی اولاد پس تمہارے لئے چوتھا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مری ہیں وصیت کے بعد جو وصیت انہوں نے کی ہے یا قرض ادا

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ

کرنے کے بعد اگر ان کے ذمہ قرض ہے۔ اور ان عورتوں کے لیے چوتھا حصہ ہے اس مال میں سے جو تم نے چھوڑا ہے اگر نہ

يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

ہو تمہاری کوئی اولاد۔ پس اگر ہے تمہاری اولاد پس ان کے لیے ہے آٹھواں حصہ اس مال میں سے جو تم نے چھوڑا ہے

وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً

وصیت کے بعد جو وصیت تم نے کی ہے یا قرضہ ہے تو اس کو ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر ہے کوئی شخص جس کی میراث ہے نہ باپ نہ بیٹا

اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا

یا ایسی ہی عورت ہے اور اس کا بھائی ہے یا بہن ہے تو ان دونوں میں ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ پس اگر وہ ہیں اس سے

اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ

زیادہ پس وہ سب شریک ہیں تیسرے حصے میں وصیت کے بعد جو وصیت کی گئی ہے یا قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے بعد۔

غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿12﴾

کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حوصلے والا ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو داخل کرے گا

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿13﴾

ایسے باغوں میں کہ جاری ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ان باغات میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ یُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا

اور جس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور پھلانگ گیا اللہ تعالیٰ کی حدیں اللہ تعالیٰ اس کو داخل کرے گا

فِیۡهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴿14﴾ ع ۲ / ۱۲

دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَزۡوَاجُکُمۡ: تمہاری بیویاں، اَلرُّبُعُ: چوتھائی، تَرَکۡنَ: انہوں نے چھوڑا، یُوۡصِیۡنَ: وہ عورتیں وصیت کریں، تَرَکۡتُمۡ: تم نے چھوڑا، اَلثُّمُنُ: آٹھواں حصہ، تُوۡصُوۡنَ: تم وصیت کرتے ہو، یُوۡرَثُ: جس کی میراث لی جاتی ہے، اَخٌ: بھائی، اُخۡتٌ: بہن، شُرَکَآءُ: شریک ہیں، یُّوۡصٰی: وصیت کی گئی ہے، مُضَآرٍّ: نقصان پہنچانے والا، مَنۡ یُّطِعِ: جو اطاعت کرتا ہے، یُدۡخِلۡهُ: وہ داخل کرے گا، اَلۡفَوۡزُ: کامیابی، مَنۡ یَّعۡصِ: جو نافرمانی کرتا ہے، حُدُوۡدَهٗ: اس کی حدیں، خَالِدًا: ہمیشہ رہنے والا۔

ربط:

سابقہ آیت میں وارثت کا بیان ہوا اس میں اولاد اور ماں باپ کے حصے کا بیان ہوا اور دیگر تفصیل بیان ہوئی تھیں اب ان آیات میں خاوند اور بیوی کے حصے کی تفصیلات بیان کی جارہی ہیں۔

تفسیری نکات: خاوند اور بیوی کے ترکہ کی تفصیل:

وَلَکُمۡ اور تمہارے لئے یعنی خاوندوں کے لیے نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُکُمۡ آدھا اس مال کا جو چھوڑا ہے تمہاری بیویوں نے اور نصف اس وقت ہوگا اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ اگر نہیں ہے ان بیویوں کی کوئی اولاد۔ موجودہ خاوند سے نہیں ہے یا پہلے کسی خاوند سے نکاح تھا، پھر بیوہ ہوگئی مگر اولاد نہ ہوئی یا پہلے کسی سے نکاح تھا پھر طلاق ہوگئی مگر اس سے بھی اولاد نہیں ہے تو اس عورت نے جو مال چھوڑا ہے چاہے وہ زمین ہے یا مکان ہے یا نقدی ہے یا برتن وغیرہ ہیں تو اس کا نصف خاوند کو ملے گا اور جو باقی آدھا ہے وہ اس کے والدین کو ملے گا۔ اگر مرنے والی عورت کے والدین زندہ نہیں ہیں تو پھر بہن بھائیوں کو ملے گا اور اگر بہن بھائی نہیں ہیں تو چچا تاؤں کو ملے گا۔ وراثت ایک ایسی چیز ہے جو دور تک جاتی ہے فَاِنۡ کَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ پس اگر ہے ان کی اولاد موجودہ خاوند سے یا اگر بیوہ ہوکر دوبارہ نکاح کیا تو فوت شدہ خاوند سے ہو یا مطلقہ ہوکر نکاح کیا ہے اور طلاق دینے والے خاوند سے اولاد ہو فَلَکُمُ الرُّبُعُ تو تمہارے لئے چوتھا حصہ ہے مِمَّا

اس مال میں سے تَرَكْنَ جو وہ چھوڑ کر مری ہیں مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ وصیت کے بعد جو انہوں نے کی ہے۔ بشرطیکہ وہ وصیت جائز ہو اَوْ دَيْنٍ یا قرضہ ہے تو اس کو ادا کرنے کے بعد۔ اور یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ کل مال کے تیسرے حصے میں وصیت کرنا جائز ہے۔ اس سے زائد میں نہیں کیونکہ وہ وارثوں کا حق ہے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ اور ان عورتوں کے لیے چوتھا حصہ ہے مِمَّا اس مال میں سے تَرَكْتُمْ جو تم نے چھوڑا ہے خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد۔ ایک عورت ہے یا دو ہیں یا تین یا چار ہیں ان کو چوتھا حصہ ملے گا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ اگر نہ ہو تمہاری کوئی اولاد چاہے ان عورتوں سے یا ان سے جو پہلے فوت ہو گئی ہیں فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ پس اگر ہے تمہاری اولاد چاہے ایک لڑکی ہی کیوں نہ ہو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ تو ان عورتوں کے لیے ہے آٹھواں حصہ مِمَّا اس مال میں سے تَرَكْتُمْ جو تم نے چھوڑا ہے مِّنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ وصیت کے بعد تُوْصُوْنَ بِهَآ جو وصیت تم نے کی ہے اَوْ دَيْنٍ یا قرضے کے بعد جو مرنے والے کے ذمہ ہے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ اور اگر ہے کوئی شخص يُّوْرَثُ كَلٰلَةً جس کی میراث ہے او تر انہ باپ نہ بیٹا یعنی ایسا شخص کہ جس کا اَوِ امْرَاَةٌ یا ایسی ہی کوئی عورت ہے کہ جس کی نہ تو اولاد اور نہ ہی ماں باپ ہیں۔ یعنی اصول بھی نہیں اور فروع بھی نہیں وَّلَهٗۤ اَخٌ اور اس کا بھائی ہے اَوْ اُخْتٌ یا بہن ہے۔

یاد رکھنا یہاں بہن بھائی سے مراد وہ بہن بھائی ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں۔ رہے وہ بعض بھائی جو ماں باپ شریک ہوں یا صرف باپ شریک ہوں تو ان کا حکم اس سورت کے آخر میں آئے گا۔

فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا پس ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے السُّدُسُ چھٹا حصہ ہے فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ پس اگر وہ ہیں اس سے زیادہ یعنی دو تین بہنیں ہیں یا دو تین بھائی ہیں فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ پس وہ سب شریک ہیں تیسرے حصے میں۔ یعنی سب کو تیسرا حصہ ملے گا اور یہ تیسرا حصہ برابر تقسیم کریں گے۔ کیونکہ حقیقی بہن بھائی ہوں یا علاتی ہوں تو بہن کو اکہرا اور بھائی کو دوہرا حصہ ملتا ہے۔ لیکن یہاں اس طرح نہیں ہوگا بلکہ جتنا بھائی کو ملے گا بہن کو بھی اتنا ہی حصہ ملے گا مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ وصیت کے بعد يُّوْصٰى بِهَآ جو وصیت کی گئی ہے اَوْ دَيْنٍ یا قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے بعد غَيْرَ مُضَآرٍّ کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے نہ لینے والے کسی کو نقصان پہنچائیں اور نہ دینے والے کسی کو وراثت سے محروم کریں وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حَلِيْمٌ حوصلے والا ہے۔ یعنی وہ سب کچھ جانتا ہے اگر فوری طور پر سزا نہیں دیتا تو اس لئے کہ وہ تحمل والا ہے۔

وراثت کے احکام پر عمل کرنے پر انعام اور نہ کرنے پر سزا کی وعید:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ جو وراثت کے مسائل بیان ہو رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی يُدْخِلْهُ داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ جَنّٰتٍ ایسے باغوں میں تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ ان باغات میں رہیں گے

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ اور جس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ اور پھلانگ گیا اللہ تعالیٰ کی حدوں کو يُدْخِلْهُ نَارًا داخل کرے گا اس کو دوزخ کی آگ میں خَالِدًا فِيْهَا ہمیشہ اس میں رہے گا۔ یعنی جو شخص وراثت کے مسائل کا منکر ہے وہ کافر ہے چاہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا پھرے۔ نمازیں پڑھے، روزے رکھے، زکوۃ دے، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ وراثت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا منکر کافر ہوتا ہے لہٰذا ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہے گا اور اگر منکر نہیں ہے۔ بلکہ وراثت کے مسائل کو حق سمجھتا ہے مگر عمل نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہے کافر نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا ایسا شخص دوزخ میں رہے گا۔ فرمایا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ

اور وہ عورتیں جو کرتی ہیں بے حیائی تمہاری عورتوں میں سے، پس تم گواہ بنا لو ان پر چار مرد اپنے میں سے، پس اگر وہ

شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

گواہی دیں پس ان کو روک رکھو گھروں میں یہاں تک کہ ان کو اٹھا لے موت، یا بنائے اللہ تعالیٰ ان کے واسطے کوئی

سَبِيْلًا ﴿15﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا

راستہ۔ اور وہ دو مرد جو کرتے ہیں بے حیائی تم میں سے پس ان دونوں کو تم اذیت پہنچاؤ بس اگر وہ توبہ کر لیں اور وہ اصلاح کر لیں

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿16﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

تو ان سے اعراض کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ پختہ بات ہے توبہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ان لوگوں کے واسطے

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ

جو کرتے ہیں بے حیائی جہالت کی وجہ سے، پھر وہ توبہ کرتے ہیں جلدی، پس وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رجوع فرماتے ہیں

يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿17﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

یعنی ان کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو کام کرتے ہیں

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ

برے یہاں تک کہ جب حاضر ہوتی ہے ان میں سے کسی ایک کے سامنے موت تو اس وقت کہتا ہے بے شک میں نے اب توبہ کی

وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾

اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگی کہ وہ مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہیں یہ لوگ ہیں ہم نے تیار کیا ہے ان کے واسطے عذاب دردناک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلّٰتِیْ: جو عورتیں، یَاْتِیْنَ: مرتکب ہوں، یَتَوَفّٰهُنَّ: ان کی عمر پوری کردے، اَلَّذٰنِ: جو دو (مرد و عورت)، یَاْتِیٰنِهَا: (زنا کو) کریں، فَاٰذُوْهُمَا: تو تم تکلیف پہنچاؤ ان دونوں کو، تَابَا: ان دونوں نے توبہ کرلی، اَصْلَحَا: ان دونوں نے اپنی اصلاح کرلی، فَاَعْرِضُوْا: پس تم درگزر کرو، تَوَّابًا: بہت توبہ قبول کرنے والا، رَّحِیْمًا: بہت مہربان، التَّوْبَةُ: توبہ کرنا، بِجَهَالَةٍ: جہالت کے سبب، یَتُوْبُوْنَ: وہ توبہ کرتے ہیں، اَلسَّیِّاٰتِ: برے کام، تُبْتُ: میں نے توبہ کی، یَمُوْتُوْنَ: وہ مرتے ہیں، اَعْتَدْنَا: ہم نے تیار کیا، اَلِیْمًا: دردناک۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ عورتوں کے لیے وراثت میں حقوق ہیں اب اس بات کا ذکر ہے کہ عورتوں پر بھی پاک دامنی وغیرہ کے حقوق ہیں۔

اہم نکات:

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ تفسیر ابن جریر تفسیر طبری اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ پہلے صرف عورتوں کا ذکر تھا۔ اب مردوں کا بھی ساتھ ذکر ہے۔ اس میں دو تفسیریں ہیں۔ ① اس سے مراد مرد اور عورت ہے جب وہ زنا کرے۔ ② اس سے دو مرد مراد ہیں جب وہ اغلام بازی کریں اب یہ حکم نہیں ہے۔

اغلام بازی کی سزا:

لواطت کی سزا کیا ہونی چاہیے اس میں مختلف اقوال ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس پر دیوار گرادیں۔

جہالت یعنی لاعلمی میں کیا گیا گناہ:

سوال: سوال یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ ان لوگوں کی قبول ہوگی جو جہالت سے گناہ کرے اور بغیر جہالت کے گناہ کرے تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

جواب: تفسیر روح المعانی میں ہے کہ جہالت کبھی مبدأ میں ہوتی ہے اور کبھی مآل میں، یہاں مآل میں جہالت مراد ہے مبدأ کا معنی یہ ہے کہ اس کو گناہ نہیں سمجھتا کہ گناہ ہے یا نہیں۔ اور مآل میں جہالت یہ ہے کہ اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

اس پر سزا ملے گی یا نہیں اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ گناہ ہے۔

تفسیری نکات: بے حیائی کی مرتکب عورتوں کا حکم:

وَالّٰتِیۡ اور وہ عورتیں یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ جو کرتی ہیں بے حیائی مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ تمہاری عورتوں میں سے۔ یہاں فاحشہ سے مراد زنا کا مرتکب ہونا ہے تو جب وہ یہ حرکت کریں فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ تم گواہ بنالوان پر اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ اپنے میں سے چار۔ یعنی مردوں میں سے چار گواہ بناؤ۔ اس لئے کہ زنا کے سلسلے میں ایک لاکھ عورت بھی گواہی دے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے فَاِنۡ شَہِدُوۡا پس اگر وہ چار مرد گواہی دے دیں تو فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ پس ان کو روک رکھو فِی الۡبُیُوۡتِ گھروں میں کہ وہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اب وہ گھر سے باہر ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتیں حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ یہاں تک کہ ان کو اٹھا لے موت۔ یہ پہلا حکم تھا کہ جب کسی عورت سے بدکاری ثابت ہو جاتی تو اس کو گھر میں پابند کر دیا جاتا تھا اب یہ حکم نہیں۔ چنانچہ فرمایا اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا یا بنائے اللہ تعالیٰ ان کے واسطے کوئی راستہ۔ وہ راستہ اللہ تعالیٰ نے بنا دیا کہ اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کریں اور وہ اس کا اقرار کریں یا شرعی طور پر گواہ موجود ہوں جو گواہی دیں تو ان کو سنگسار کیا جائے گا یا ان میں سے ایک شادی شدہ ہو اور ایک غیر شادی شدہ ہو تو شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے گا اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے یعنی غیر شادی شدہ زانی کی سزا شادی شدہ زانی سے کم ہے اور غیر شادی شدہ کی سزا یہ ہے کہ" فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ: تو مارو ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے"۔

اغلام بازی کی سزا:

وَالَّذٰنِ اور وہ دو مرد یَاۡتِیٰنِہَا مِنۡکُمۡ جو کرتے ہیں بے حیائی تم میں سے۔ یعنی دو مرد آپس میں بے حیائی کرتے ہیں فَاٰذُوۡہُمَا پس تم ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ فَاِنۡ تَابَا پس اگر وہ توبہ کر لیں وَاَصۡلَحَا اور اصلاح کر لیں فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡہُمَا تو ان سے اعراض کرو، درگزر کرو۔ اور آئندہ ان کو کوئی ایذا نہ دو اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور اغلاب بازی کی سزا کے متعلق اوپر اہم نکات میں بیان ہو چکا ہے۔

توبہ کن کی قبول ہوتی ہے اور کن کی نہیں ہوتی:

اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ پختہ بات ہے توبہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے لِلَّذِیۡنَ ان لوگوں کے لیے یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ جو کرتے ہیں بے حیائی جہالت کی وجہ سے ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ پھر وہ جلدی توبہ کرتے ہیں فَاُولٰٓئِکَ یَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ پس وہ لوگ ہیں ان پر اللہ تعالیٰ رجوع فرماتے ہیں۔ یعنی ان کی توبہ قبول فرماتا ہے وَکَانَ اللّٰہُ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ اور نہیں توبہ لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ جو بُرے کام کرتے ہیں حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ یہاں تک کہ جب حاضر ہوتی ہے ان میں سے کسی ایک کے سامنے موت، تو اس وقت قَالَ کہتا ہے اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ بے شک میں نے اب توبہ کی۔ یعنی مرتے وقت کہتا ہے میری توبہ تو نزع کے وقت کی توبہ بالکل قبول نہیں ہے وَلَا الَّذِيْنَ اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگی يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ کہ مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہیں۔ یعنی کفر کی حالت میں مرتے ہیں کہ سینے میں کفر بھی ہے اور ساتھ ساتھ توبہ توبہ بھی کرتے ہیں، اس توبہ کا کوئی معنی نہیں ہے۔ ہاں! صحت ہو، ہوش وحواس قائم ہوں، کفر شرک کو چھوڑ کر توبہ کرے تو قبول ہوگی اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا یہ لوگ ہیں ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو حلال نہیں ہے تمہارے واسطے یہ بات کہ تم وارث بنو عورتوں کے زبردستی۔ اور نہ روکو تم ان کو

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ

تاکہ لے جاؤ تم بعض وہ چیزیں جو تم نے ان کو دی ہیں۔ مگر یہ کہ کریں کھلی بے حیائی۔ اور زندگی بسر کرو تم ان کے ساتھ

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

اچھے طریقے سے، پس اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو پس قریب ہے یہ کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور بنا دے اللہ تعالیٰ اس میں بہت

خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا

ساری بہتری۔ اور اگر تم ارادہ کرو عورت کے بدلنے کا دوسری عورت کی جگہ، اور دے چکے ہو تم ان میں سے ایک کو کافی مال

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ⑳ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ

پس نہ لو تم اس مال میں سے کچھ بھی، کیا لیتے ہو تم وہ مال بہتان باندھ کر اور صریح گناہ کی شکل میں۔ اور کیسے لو گے تم اس مال کو ان

وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ㉑ وَلَا

سے حالانکہ پہنچ چکے بعض تمہارے بعض کی طرف اور لیا ان عورتوں نے تم سے وعدہ پختہ۔ اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جن

تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ

کے ساتھ نکاح کیا تمہارے باپ دادا نے عورتوں میں سے۔ مگر وہ بات جو پہلے ہو چکی بے شک یہ بے حیائی ہے

كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿22﴾ ع ۸/۱۴

اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنۡ تَرِثُوۡا: یہ کہ تم وارث بنو، لِتَذۡهَبُوۡا: تاکہ تم لے لو، مُبَيِّنَةٍ: واضح، عَاشِرُوۡهُنَّ: زندگی گزاروان کے ساتھ، زَوۡجٍ: جوڑا، مَكَانَ: جگہ، اِحۡدٰهُنَّ: ان خواتین میں سے ایک، قِنۡطَارًا: مالِ کثیر، بُهۡتَانًا: بہتان لگانا، مُبِيۡنًا: واضح، کھلا، اَفۡضٰى: یک جان ہوا، اَخَذۡنَ: انہوں نے لیا، مِيۡثَاقًا: عہد، غَلِيۡظًا: سخت، نَكَحَ: نکاح کیا، مَقۡتًا: قابل نفرت کام، وَسَآءَ: برا ہے۔

ربط:

اس سے قبل بھی عورتوں کے حقوق بیان کئے گئے تھے۔ ان آیات میں بھی عورتوں کے حقوق کا ہی بیان ہو رہا ہے۔

اہم نکات:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَكُمۡ

نکاح میں ایجاب وقبول کا صحیح طریقہ:

اہم مسئلہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر ایک آدمی یہ کہے کہ فلاں کی لڑکی فلاں کی بیٹی اتنے مہر کے عوض تجھے قبول ہے اور وہ کہے کہ قبول ہے تو یہ نکاح نہیں ہوا کیونکہ اس میں استفہام ہے اور اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

بلکہ یوں کہے کہ فلاں لڑکی.... میں نے تمہارے نکاح میں بعوض اسقدر مہر کے دے دی تمہیں قبول ہے وہ کہے کہ ہاں قبول ہے تو نکاح ہو گا۔

تفسیری نکات: عورتوں سے نکاح وطلاق کے مسائل کا بیان:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا يَحِلُّ لَكُمۡ حلال نہیں ہے تمہارے لئے اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا یہ بات کہ تم وارث بنو عورتوں کے زبردستی۔ کہ تم ان کو نکاح نہیں کرنے دیتے کہ یہیں مریں اور ان کا مال ہمیں مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں اس چیز کی اجازت نہیں ہے وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اور نہ روکو تم ان کو نکاح کرنے سے لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ تاکہ لے جاؤ تم بعض وہ چیزیں جو تم نے ان کو دی ہیں۔ یعنی جو مال تم نے ان کو دیا ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے حیلے کرتے ہو، نکاح سے روکتے ہو اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ مگر یہ کہ وہ کریں کھلی بے حیائی۔ یعنی وہ عورتیں اگر صریح بے حیائی کریں تو ان کو روکنے کا حق ہے کہ جب تک وہ مر نہ جائیں گھر میں قید ہی رکھو، مگر یہ حکم پہلے تھا، جب رجم اور کوڑوں کی سزا مقرر نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اب جب رجم اور کوڑوں کا حکم نازل ہوا تو اب بیوہ چاہے نیک ہے یا بد ہے اس کو اور اس کے مال کو روکنے کا حق نہیں ہے۔ عدت گزرنے کے بعد وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور زندگی بسر کرو تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ پس اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا پس قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا اور بنا دے اللہ تعالیٰ اس میں بہت ساری بہتری۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں بہت ساری خیر عطا فرما دے اور یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ بعض عورتیں بڑی تند اور سخت مزاج ہوتی ہیں۔ لیکن ان سے اللہ تعالیٰ ایسی اولاد عطا فرماتے ہیں جو ملک وملت اور مذہب کے لئے بہت مفید ہوتی ہے۔

بیویوں کو مال دے کر ان سے واپس نہیں لیا جا سکتا:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اور اگر تم ارادہ کرو اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ عورت کے بدلنے کا دوسری عورت کی جگہ۔ اگر کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اس شرط کے ساتھ اجازت ہے کہ ’’اَنْ تَعْدِلُوْا ، عدل وانصاف کو قائم رکھے‘‘ ورنہ اجازت نہیں ہے بلکہ اگر انصاف نہیں کر سکتا تو گناہ ہے وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا اور دے چکے ہو تم ان میں سے ایک کو کافی مال فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا پس نہ لو تم اس مال میں سے کچھ بھی۔ یعنی پہلی بیوی کو تم نے جو مال دیا ہے اس میں سے تمہیں کچھ لینے کی اجازت نہیں ہے اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا کیا لیتے ہو تم وہ مال بہتان باندھ کر اور صریح گناہ کی شکل میں کہ اس پر طرح طرح کے بہتان باندھتے ہو کہ تنگ آ کر خلع لینے پر مجبور ہو جائے اس کا تمہیں حق نہیں پہنچتا۔

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ اور کیسے لو گے تم ان سے اس مال کو وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ حالانکہ پہنچ چکے بعض تمہارے بعض کی طرف۔ یعنی تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو خاوند بیوی رہ چکے ہو وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا اور لیا ان عورتوں نے تم سے پختہ وعدہ۔ وہ پختہ وعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا ایجاب قبول ہوتا ہے تو مرد کہتا ہے میں نے قبول کیا، یہ بڑا پختہ وعدہ ہے۔ لہٰذا تم قبول کرنے کے بعد ان کو کیوں چھوڑتے ہو؟ اور ان کو تنگ کر کے خلع پر کیوں مجبور کرتے ہو؟۔

جاہلیت کے ایک غلط دستور کی ممانعت:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جن کے ساتھ نکاح کیا تمہارے باپ دادا نے۔ زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ اگر کسی کے باپ نے جوان عورت سے نکاح کیا ہوتا اور باپ فوت ہو جاتا، اس کے بیٹوں میں سے کوئی ایک سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کر لیتا یا اسی طرح دادا، نانا نے کسی نوجوان عورت کے ساتھ نکاح کیا ہوتا تو ان کے فوت ہو جانے کے بعد یہ اپنی سوتیلی دادی یا نانی سے نکاح کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا اِلَّا

مَا قَدۡ سَلَفَ مگر وہ بات جو پہلے ہو چکی۔ یعنی دورِ جاہلیت میں آج سے پہلے جو ہو چکا ہے۔ وہ نادانی کی وجہ سے تھا۔ اب آئندہ کے لیے ایسی عورتیں ہمیشہ کے لیے تم پر حرام ہوگئی ہیں اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا بے شک یہ بے حیائی ہے وَسَآءَ سَبِيۡلًا اور یہ بہت بُرا راستہ ہے۔ لہٰذا ان کے حقوق کا خیال کرو وہ تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی ہیں۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ

حرام کردی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں

الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ

اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں

نِسَآئِكُمۡ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ

اور تمہاری وہ پروردہ بچیاں جو تمہاری گود اور تربیت میں ہیں ان عورتوں سے جن کے ساتھ تم ہمبستری کر چکے ہو۔ پس اگر تم نے

تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ

ان کے ساتھ ہمبستری نہیں کی پس کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں بھی حرام کردی گئی ہیں وہ بیٹے جو تمہاری

وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿23﴾

پشت سے ہیں اور یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو نکاح میں مگر وہ جو پہلے گزر چکا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حُرِّمَتۡ: حرام کی گئیں، اُمَّهٰتُكُمۡ: تمہاری مائیں، بَنٰتُكُمۡ: تمہاری بیٹیاں، عَمّٰتُكُمۡ: تمہاری پھوپھیاں، خٰلٰتُكُمۡ: تمہاری خالائیں، بَنٰتُ الۡاَخِ: بھائی کی بیٹیاں، اَرۡضَعۡنَكُمۡ: جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اَخَوٰتُكُمۡ: تمہاری رضائی بہنیں، اُمَّهٰتُ (نِّسَآئِكُمۡ): (تمہاری بیویوں کی) مائیں، رَبَآئِبُكُمۡ: (پہلے شوہر سے) تمہاری بیویوں کی بیٹیاں، حُجُوۡرِكُمۡ: تمہاری گودیں، دَخَلۡتُمۡ: تم نے دخول کیا، حَلَآئِلُ: بیویاں، اَبۡنَآئِكُمۡ: تمہارے بیٹوں (کی)، مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ: تمہاری پیٹھوں سے، اَنۡ تَجۡمَعُوۡا: یہ کہ تم جمع کرو، الۡاُخۡتَيۡنِ: دو بہنیں، غَفُوۡرًا: بہت بخشنے والا۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیت میں ذکر تھا کہ جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ان کے ساتھ تم نکاح نہ کرو۔ اب ان عورتوں کا ذکر ہے جو محرمات میں سے ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔

تفسیری نکات: حرمت والی عورتوں کا بیان:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں۔ یعنی ماں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور نانی، پڑنانی، دادی، پردادی اوپر تک سب ماں کے حکم میں ہیں وَبَنٰتُكُمۡ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری بیٹیاں، نہ بیٹی کے ساتھ نکاح جائز ہے، نہ نواسی، پوتی، پڑنواسی، پڑپوتی اسی طرح نیچے تک چلے جاؤ، کسی کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا وَاَخَوٰتُكُمۡ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری بہنیں چاہے وہ بہنیں عینی ہوں، ماں باپ شریک یا علاتی ہوں۔ یعنی باپ شریک یا اخیافی ہوں ماں شریک، باپ الگ الگ ہے، تینوں صورتوں میں بہن کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا وَعَمّٰتُكُمۡ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری پھوپھیاں، ان میں بھی وہی تفصیل ہوگی کہ وہ پھوپھی باپ کی حقیقی بہن ہو یا باپ کی طرف سے بہن ہو، ماں کی طرف سے نہیں، ماں کی طرف سے بہن ہو، باپ کی طرف سے نہیں، تینوں صورتوں میں حرام ہے وَخٰلٰتُكُمۡ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری خالائیں، ان میں بھی وہی تفصیل ہے کہ وہ ماں کی حقیقی بہن ہو یا ماں کی طرف سے بہن ہو یا باپ کی طرف سے بہن ہو، ماں الگ الگ ہو، تینوں صورتوں میں اس کے ساتھ نکاح حرام ہے وَبَنٰتُ الۡاَخِ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر بھائی کی بیٹیاں، یعنی بھتیجیاں، ان میں بھی وہی تفصیل ہے کہ حقیقی بھائی ہے، اس کی بیٹی یا ماں کی طرف سے بھائی ہو اس کی بیٹی یا باپ کی طرف سے بھائی ہے اس کی بیٹی، تینوں صورتوں میں بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح حرام ہے وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ اور حرام کردی گئی ہیں تم پر بہن کی بیٹیاں، یعنی بھانجیاں، یہاں بھی وہی تفصیل ہے حقیقی بہن کی لڑکی ہو یا ماں شریک بہن کی لڑکی ہو یا باپ شریک بہن کی لڑکی ہو، تینوں صورتوں میں اس کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

رضاعت سے حرمت نکاح:

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيۡۤ اور تمہاری وہ مائیں اَرۡضَعۡنَكُمۡ جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔ یعنی رضاعی ماں کے ساتھ بھی نکاح حرام ہے۔ نہ رضاعی ماں کی ماں کے ساتھ، نہ اس کی بیٹی کے ساتھ، رضاعی ماں کا سلسلہ بھی اسی طرح چلتا ہے، جس طرح نسبی اور حقیقی ماں کا چلتا ہے وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، ان کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور اس کی کئی صورتیں بن سکتی ہیں:

(اوّل) یہ کہ لڑکے کی ماں کا دودھ کسی لڑکی نے پیا ہے تو دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لڑکی نے کسی لڑکے کی ماں کا دودھ پیا ہو تو بہن بھائی بن گئے۔

(دوم) اور ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کسی لڑکے اور لڑکی نے کسی تیسری عورت کا دودھ پیا ہو جو نہ لڑکے کی ماں ہے، نہ لڑکی کی، تب بھی یہ دونوں آپس میں بہن بھائی بن گئے اور بہن بھائی بننے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اکٹھے

ایک ہی وقت میں پئیں۔ یعنی دودھ پینے کا زمانہ ایک ہو، بلکہ فرض کرو کہ لڑکے نے آج دودھ پیا ہے اور لڑکی نے اس عورت کا دودھ دوسال یا دس سال یا تیس سال یا پچاس سال بعد پیا تب بھی یہ آپس میں بہن بھائی بن جائیں گے۔ کیونکہ دونوں کی ماں ایک ہے۔

نکاح کے بعد پیدا ہونے والے محرم رشتے:

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ اور تمہاری بیویوں کی مائیں یعنی ساس کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ چاہے وہ مطلقہ ہو یا بیوہ ہو جائے، کوئی بھی حیثیت رکھتی ہو وہ تمہاری ماں کے درجہ میں ہے وَرَبَآئِبُكُمُ ربائب ربیبۃ کی جمع ہے، تمہاری پروردہ بچیاں الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ وہ جنہوں نے تمہاری گود میں تربیت پائی ہے مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو۔ مثلاً: ایک عورت بیوہ یا مطلقہ ہے، اس نے دوسری جگہ نکاح کر لیا اور پہلے خاوند سے بچی ہے تو یہ دوسرا خاوند اس بچی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ میری بیٹی نہیں ہے کسی اور کی بچی ہے۔ کیونکہ عموماً بیوہ ہونے اور مطلقہ ہونے کی شکل میں چھوڑے بچے ماں کے پاس رہتے ہیں تو یہ ربیبہ کہلاتی ہے فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ پس اگر تم نے کسی کے ساتھ ہمبستری نہیں کی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر مثلاً: ایک آدمی نے بیوہ یا مطلقہ عورت سے نکاح کیا ہے مگر ہمبستری نہیں کی اور طلاق کی نوبت آ گئی ہے یا وہ عورت فوت ہوگئی ہے تو اس کی وہ بچی جو پہلے خاوند سے ہے اس کے ساتھ یہ دوسرا خاوند نکاح کر سکتا ہے، اس کے لیے حلال ہے، کوئی گناہ نہیں ہے وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وہ بیٹے جو تمہاری پشت سے ہیں۔ یعنی جو تمہارے صلبی بیٹے ہیں اور یہ صلبی کی قید اس لئے یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی سے طلاق اور عدت کے بعد نکاح جائز ہے، اس کے حقوق وہ نہیں ہیں جو صلبی بیٹے کے ہیں وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اور یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو نکاح میں یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے، برابر ہے کہ حقیقی بہنیں ہوں یا باپ کی طرف سے بہنیں ہوں یا ماں کی طرف سے بہنیں ہو، اسی طرح پھوپھی، بھتیجی بھی کسی کے نکاح میں اکٹھی نہیں رہ سکتی، آگے پیچھے رہ سکتی ہیں کہ ایک فوت ہو جائے تو دوسری سے نکاح کر لے، اسی طرح خالہ بھانجی بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں، آگے پیچھے ہو سکتی ہیں کہ مثلاً: ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، موافقت نہ ہوئی، طلاق ہوگئی، اب اس کی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو جب تک پہلی عورت کی عدت ختم نہیں ہوگی، اس وقت تک اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طرح دونوں کا جمع ہونا لازم آتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے احکام بتائے ہیں اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر وہ جو پہلے گزر چکا، وہ جہالت اور نادانی کی وجہ سے تھا، اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

اور (حرام کردی گئی ہیں تم پر) وہ عورتیں جو خاوندوں والی ہیں عورتوں میں سے مگر وہ جن کے مالک ہو جائیں تمہارے دائیں

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ

ہاتھ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا گیا ہے، اور حلال کردی گئیں تمہارے لئے وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں یہ کہ تلاش کرو

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

تم اپنے مالوں کے ساتھ نکاح کی قید میں رکھنے والے ہو نہ کہ شہوت رانی کرنے والے ہو پس تم نے ان عورتوں میں سے جس سے فائدہ اٹھایا

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ

پس دو تم ان کو مہر ان کے جو مقرر ہیں۔ اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اس چیز کے بارے میں جس پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مہر

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ

مقرر کرنے کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ شخص جو نہیں طاقت رکھتا تم میں سے نہ قدرت یہ کہ نکاح

الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

کرے آزاد عورتوں کے ساتھ جو مومن ہیں تو ان کے ساتھ نکاح کرلے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں تمہاری لونڈیوں

الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

میں سے جو مومن ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو بعض تمہارے وابستہ بعض کے ساتھ پس تم ان لونڈیوں

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

کے ساتھ نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو تم ان کو مہر ان کے اچھے طریقے کے ساتھ وہ نکاح کی قید میں رکھی جائیں

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

وہ مستی نکالنے والی نہ ہوں اور پوشیدہ طور پر یارانے رکھنے والی نہ ہوں پس جب وہ محصن ہو جائیں یعنی نکاح کی قید میں لائی

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

جائیں پس اگر کریں وہ کوئی گناہ بس ان پر ہے آدھی سزا جو آزاد عورتوں پر ہے یہ اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے گناہ میں

الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع ۴

مبتلا ہونے سے تم میں سے اور یہ کہ صبر کرو تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُحْصَنٰتُ: پاک دامن عورتیں، مُحْصِنِيْنَ: بیویوں والے، مُسٰفِحِيْنَ: علانیہ بدکاری کرنے والے، اِسْتَمْتَعْتُمْ: فائدہ اٹھایا، اٰتُوْهُنَّ: تم دو انہیں، اُجُوْرَهُنَّ: ان کے مہر، ان کے حق، لَّمْ يَسْتَطِعْ: استطاعت يَنْكِحَ: وہ نکاح کرلے، اَلْمُؤْمِنٰتِ: ایمان والی عورتیں، فَتَيٰتِكُمْ: تمہاری نوجوان عورتیں، اَهْلِهِنَّ: ان (عورتوں) کے گھر والے، مُسٰفِحٰتٍ: زنا کرنے والیاں، مُتَّخِذٰتِ: پکڑنے والی، اَخْدَانٍ: چھپے آشنا، دوست، اُحْصِنَّ: وہ نکاح میں لائی گئیں، اَتَيْنَ: وہ آئیں، وہ کریں، خَشِيَ: وہ ڈرا، اَلْعَنَتَ: گناہ کا کام۔

ربط:

اس سے قبل والی آیات میں ان عورتوں کا ذکر کیا گیا تھا جو محرمات میں سے ہیں۔یعنی ان سے نکاح حرام ہے اب کچھ نکاح کے اور مہر وغیرہ کے مسائل بیان کیے جارہے ہیں۔

تفسیری نکات: نکاح کے بعض مسائل:

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اور (حرام کردی گئیں ہیں تم پر) وہ عورتیں جو خاوند والی ہیں۔یعنی وہ عورتیں جو کسی کے نکاح میں ہیں جب تک ان کا خاوند فوت نہ ہوجائے یا طلاق نہ دے دے اور عدت نہ گزر جائے، اس عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مگر وہ جن کے مالک ہوجائیں تمہارے دائیں ہاتھ۔یعنی مال غنیمت میں آنے والی لونڈیاں وہ بھی بیویاں بن سکتی ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ اہلِ کتاب میں سے ہوں دیگر ہندو یا غیر اہلِ کتاب بیوی نہیں بن سکتی ہے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔یعنی عورتوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے وَاُحِلَّ لَكُمْ اور حلال کردی گئی ہیں تمہارے لئے مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں یعنی ماں، بیٹی، پھوپھی، خالہ، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، بہو اور خاوند والی عورتیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ان کے علاوہ عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔لیکن شرط یہ ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ یہ کہ تلاش کرو تم اپنے مالوں کے ساتھ۔ نکاح میں مال یعنی مہر کا ہونا ضروری ہے مُّحْصِنِيْنَ نکاح کی قید میں رکھنے والے غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ کہ شہوت رانی کرنے والے ہو کہ اپنی غرض پوری کی اور اس کو نکال دیا۔اسلام میں ان چیزوں کی بڑی تاکید ہے کہ انسان انسان ہے، عورت عورت ہے، وہ کوئی بھینس یا بکری نہیں ہے کہ آج اس منڈی میں اور کل اس منڈی میں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ پس تم نے ان عورتوں میں سے جس سے فائدہ اٹھایا فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ پس دو تم ان کو مہر ان کے مہر دو فَرِيْضَةً جو مقرر ہیں، جو مہر مقرر ہو چکا ہے وہ عند اللہ اس عورت کا حق ہے، وہ تمہیں دینا پڑے گا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر فِيمَا اس چیز کے بارے میں تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ جس پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ مہر مقرر کرنے کے بعد۔ مثلاً: نکاح کے موقع پر پانچ سو روپے مہر مقرر کیا گیا تھا اور اب خاوند اس کو اپنی مرضی سے ایک ہزار دینا چاہتا ہے، دو ہزار دینا چاہتا ہے، پانچ ہزار دینا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو مقرر ہوا ہے اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ جس طرح بیوی معاف کر سکتی ہے، خاوند اضافہ کر سکتا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے، جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ بڑے پختہ اور حکمت کے مطابق ہیں ان پر عمل کرو۔

لونڈیوں کے احکامات:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اور وہ شخص جو نہیں رکھتا تم میں طاقت اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ یہ کہ نکاح کرے آزاد عورتوں کے ساتھ، یہاں پر محصن کے معنی آزاد عورت کے ہیں کہ جو آدمی آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو فرمایا فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ پس ان کے ساتھ نکاح کرے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں یعنی لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرے مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ تمہاری لونڈیوں میں سے جو مومن ہیں۔

ایک مسئلہ تو یہ سمجھ لیں کہ اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے بغیر نکاح کے مباشرت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اہل کتاب یعنی یہودی یا عیسائی ہو۔ ہاں! لونڈی کا جو مالک ہے وہ اپنی لونڈی کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ کر سکتا ہے یہ جائز ہے۔ لیکن مالک جب اپنی لونڈی کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ کر دے گا تو اب وہ خود اس لونڈی کے ساتھ ہمبستری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اب دوسرے کی منکوحہ بیوی ہے اور اس نے یہ حق دوسرے کو دے دیا ہے تو فرمایا کہ اگر تمہیں آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی طاقت نہیں ہے تو تم ان کے ساتھ نکاح کر لو جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں۔ تمہاری مومن لونڈیوں میں سے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ بعض تمہارے وابستہ ہیں بعض کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے عورتیں بھی پیدا فرمائی ہیں اور مرد بھی پیدا فرمائے ہیں۔ کیونکہ نسل انسانی کو قیامت تک چلانا ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ پس تم ان لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرلو ان کے مالکوں کی اجازت کے ساتھ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ اور دو تم ان کو ان کے مہر بِالْمَعْرُوْفِ اچھے طریقے کے ساتھ یعنی جس قاعدے اور طریقے کے مطابق آزاد عورتوں کو مہر دیا جاتا ہے اسی طرح ان کو بھی دو مُحْصَنٰتٍ وہ نکاح کی قید میں رکھی جائیں۔ تاکہ نسل کا علم ہو کہ کس کی ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے زنا کو حرام کیا ہے کہ نسب کا علم نہیں ہوتا غَيْرَ

مُسٰفِحٰتٍ وہ مستی نکالنے والی نہ ہوں وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اور پوشیدہ طور پر یارانے رکھنے والیاں بھی نہ ہوں اَخْدَانٍ، خدن سے ہے، اس کا معنٰی وہ دوست جو برائی کے لیے ہو فَاِذَآ اُحْصِنَّ پس جب وہ محصن ہو جائیں نکاح کی قید میں لائی جائیں یعنی ان لونڈیوں کی شادی ہو جائے، پھر شادی کے بعد فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ پس اگر کریں وہ کوئی گناہ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پس ان پر ہے آدھی سزا جو آزاد عورتوں پر ہے۔ آدھی سزا سے مراد یہ نہیں کہ ان کو سنگسار کرنے میں آدھی سزا ہے بلکہ یہ کہ پچاس کوڑے مارے جائیں اور یہی غلام کی بھی سزا ہے اگر وہ زنا کا مرتکب ہو ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنا تم میں سے اس شخص کے لیے بہتر ہے جو گناہ میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ لونڈی کی اولاد بھی غلام اور لونڈی ہی ہوگی۔ دوسرے لونڈی کے لیے پردہ نہیں ہے وہ بازار بھی جائے گی اور مالک کے گھر میں بھی کام کرے گی گویا ایک غیرت مند آدمی کے لیے یہ گوارہ کرنا ذرا مشکل ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ وہ زنا میں مبتلا ہو جائے گا اور آزاد عورت سے شادی کرنے کی قدرت نہیں تو پھر وہ لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور یہ کہ تم صبر کرو تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ تمہاری اولاد کی آزادی پر بھی فرق نہیں پڑے گا اور تمہاری غیرت کو بھی چیلنج نہیں ہوگا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، یہ جو احکام اس نے بنائے ہیں ان کی پابندی ضروری ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ تاکہ بیان کرے تمہارے لئے احکام اور تاکہ تمہاری رہنمائی کرے ان لوگوں کے راستوں کی جو تم سے پہلے

وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

گزرے ہیں اور تاکہ تم پر رجوع فرمائے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اس بات کا

اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا

کہ تم پر رجوع فرمائے اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں خواہشات کی، اس بات کی تم پھر جاؤ حق سے،

مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا

پھر جانا بہت بڑا، ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے، اور پیدا کیا گیا ہے انسان کو کمزور، اے وہ لوگو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

ایمان لائے ہو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناحق طریقے سے، مگر یہ کہ ہو تجارت آپس میں رضامندی کے ساتھ

مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿29﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا

اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرنے والا، اور جس نے کی یہ کارروائی زیادتی کرتے ہوئے

وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿30﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

اور ظلم کرتے ہوئے، پس عنقریب ہم اُسے داخل کریں گے آگ میں، اور یہ چیز اللہ تعالیٰ پر آسان ہے، اگر تم اجتناب کرو گے

كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم مٹا دیں گے تم سے تمہارے چھوٹے گناہ۔ اور ہم داخل کریں گے

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿31﴾

داخل ہونے کی جگہ میں جو بڑی عزت والی ہوگی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَهْدِيَكُمْ: کہ تم کو ہدایت کرے، اَنْ تَمِيْلُوْا: تم جھک پڑو، مَيْلًا: مڑ جانا، جھک جانا، عَظِيْمًا: بڑا، بزرگ، يُخَفِّفَ: آسانی کرتا ہے، خُلِقَ: پیدا کیا گیا، اَلْاِنْسَانُ: انسان، لَا تَقْتُلُوْا: تم قتل کرو، عُدْوَانًا: ظلم، ستم، زیادتی، سَوْفَ: عنقریب، نُصْلِيْهِ: ہم داخل کریں گے اسے، يَسِيْرًا: بہت آسان، تَجْتَنِبُوْا: تم بچو، دور رہو، كَبَآئِرَ: بڑے (گناہ)، تُنْهَوْنَ: تمہیں منع کیا گیا ہے، نُكَفِّرْ: ہم مٹا دیں گے، نُدْخِلْكُمْ: ہم داخل کریں گے تمہیں، مُدْخَلًا: داخل کرنے کی جگہ، كَرِيْمًا: عزت والا۔

ربط:

اللہ تعالیٰ نے پہلے وراثت کے احکام کو بیان فرمایا پھر محرمات کا ذکر فرمایا اب ان آیات میں بندوں پر کیے گئے اپنے احسانات کا ذکر فرما رہے ہیں۔

اہم نکات:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

عدوان اور ظلم میں فرق:

ربط: اوپر نفوس کے حرام ہونے کا ذکر تھا اب آگے فرمایا کہ جب نفوس تمہارے حرام ہیں اسی طرح دوسرے کا مال بھی حرام ہے۔ عدوان کے معنی بندے کا حق توڑنا۔ ظلم کے معنی اللہ کا حق توڑنا۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ

ربط: پہلے گناہوں کا ذکر تھا آگے فرمایا اگر بچو گے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا اس میں دو احتمال ہیں۔ ① ظرف کا صیغہ ہے کیونکہ ابواب مزید کا ظرف اسم مفعول کے وزن پر ہوتا ہے۔

② مصدر میمی ہے تو معنی ہوگا کہ عزت کے ساتھ داخل کرنا۔ اور پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ ہم تم کو عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔

گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا بیان:

یہاں ایک بحث ہے کہ کبیرہ کونسے گناہ ہیں اور صغیرہ کونسے گناہ ہیں؟ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جن گناہوں پر لعنت یا عذاب، یا حد، یا وعید آئی ہو وہ کبیرہ گناہ ہیں اگر ایسا نہیں تو وہ صغیرہ گناہ ہیں۔

معتزلہ کا مسلک:

یہاں ایک مسئلہ ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو گے تو تمہارے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے۔ ظاہر الفاظ سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

ہمارا مسلک یہ ہے کہ کبیرہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ معتزلہ کو جواب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر جلالین میں یوں دیا ہے کہ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ بِالطَّاعَة یعنی نیکی کے کام کرنے سے اور احکام الٰہی کی بجا آوری سے گناہ معاف ہوتے ہیں مثلاً: حج سے معاف ہو جاتے ہیں تو نُكَفِّرْ عَنْكُمْ کا تعلق بالطاعة سے ہے نہ کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا کیساتھ۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وضو سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تفسیری نکات: مسائل کا بیان اللہ کا احسان ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ تاکہ بیان کرے تمہارے لئے احکام، یہ جو یتیموں کے حقوق بیان فرمائے، وراثت کے احکام بیان فرمائے عورتوں کے حقوق بیان فرمائے، اسی طرح عورتوں کے حلت حرمت کے حقوق بیان فرمائے ہیں، یہ اس کا تمہارے اوپر احسان ہے وَيَهْدِيَكُمْ اور تمہاری رہنمائی کرے سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ان لوگوں کے راستوں کی جو تم سے پہلے گزرے ہیں وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور تاکہ تم پر رجوع فرمائے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔ لہٰذا اس نے جو احکام تم پر نازل فرمائے ہیں وہ حکمت پر مبنی ہیں عَلِيْمٌ یعنی وہ علم رکھنے والا بھی ہے، جو فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس بات کا کہ تم پر رجوع فرمائے، تمہاری توبہ قبول کرے وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ جو پیروی کرتے ہیں خواہشات کی اَنْ

تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا اس بات کا ارادہ کرتے ہیں کہ تم پھر جاؤ حق سے پھر جانا بہت بڑا بہت زیادہ۔

انسان طبعی طور پر ضعیف ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور ہے، چاہے اپنے آپ کو جتنا تگڑا اور مضبوط سمجھے، دو دن بخار ہو جائے تو ہلنے کے قابل نہیں رہتا اور اس وقت اس کو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ! یا اللہ! پہلے فرمایا کہ کسی کی جان میں تصرف کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حرام ہے، آگے فرمایا کہ مال میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف تصرف کرنا حرام ہے۔

ناجائز طریقوں سے مال کمانے کی ممانعت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناحق طریقے سے، وہ اس طرح کہ تم چوری کر کے کھاؤ، ڈاکا ڈال کے کھاؤ، رشوت لے کر کھاؤ، ظلم و زیادتی کر کے کھاؤ، مکر و فریب کے ذریعہ حاصل کرو، یا فراڈ کر کے حاصل کرو یا ملاوٹ کر کے حاصل کرو، یہ سب طریقے باطل طریقے ہیں اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً مگر یہ کہ ہو تجارت عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ آپس میں رضامندی سے۔ تجارت کے ذریعہ کھانا جائز ہے، مگر دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھانا جائز نہیں ہے وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ نہ قتل کرو اپنی جانوں کو۔ کیونکہ جن کو قتل کر رہے ہو وہ بھی تمہارے جیسے انسان ہیں، تمہارے بھائی ہیں، ان کو تم کیوں قتل کرتے ہو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرنے والا، شفقت کرنے والا ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جس نے کی یہ کارروائی کی یعنی اللہ کے حکموں کو توڑا عُدْوَانًا وَّظُلْمًا زیادتی کرتے ہوئے اور ظلم کرتے ہوئے فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا پس عنقریب ہم اسے داخل کریں گے آگ میں اگر دنیا میں وہ کسی نہ کسی طرح سزا سے بچ بھی گیا تو جہنم کی ابدی سزا اس کے انتظار میں ہے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہ دوزخ میں سزا دینا اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا اگر تم اجتناب کرو گے كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ہم مٹا دیں گے تم سے تمہارے چھوٹے گناہ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا اور ہم تمہیں داخل کریں گے داخل ہونے کی جگہ میں جو بڑی عزت والی ہے اور وہ جنت ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

اور نہ آرزو کرو تم اس چیز کی کہ فضیلت بخشی ہے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے ذریعہ تم میں سے بعض کو بعض پر، مردوں کے لیے حصہ ہے

مِمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

اس چیز سے جو انہوں نے کمائی، اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس چیز سے جو انہوں نے کمایا، اور سوال کرو تم اللہ تعالیٰ سے اس

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿32﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

کی مہربانی کا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور ہر ایک کے لیے بنائے ہم نے وارث اس مال میں جو چھوڑا ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى

نے اور قریبی رشتہ داروں نے اور وہ لوگ جن کے ساتھ گرہ لگ گئی ہے تمہاری قسموں کو پس دو تم ان کو ان کا حصہ، بے شک اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿33﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ع ۸

ہر چیز پر گواہ ہے۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بسبب اس کے فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر،

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

اور اس سبب سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے، پس نیک عورتیں اطاعت کرنے والی حفاظت کرنے والی پسِ پشت

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

اس چیز کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اور وہ عورتیں کہ تم خوف کرتے ہو ان کی اکڑ اور بد دماغی کا پس ان کو تم

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ

نصیحت کرو اور ان کو جدا کر دو بستروں میں سے اور ان کو مارو پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں پس نہ تلاش کرو تم ان کے خلاف

سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿34﴾

کوئی راستہ بے شک اللہ تعالیٰ بلند شان والا بہت بڑا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَتَمَنَّوْا: تم تمنا (نہ) کرو، فَضَّلَ: اس نے فضیلت دی، اِكْتَسَبُوْا: انہوں نے کیا، کمایا، اِكْتَسَبْنَ: ان عورتوں نے کمایا، اِسْـَٔلُوْا: تم مانگو، سوال کرو، مَوَالِيَ: چچا کے بیٹے، عَقَدَتْ: اس نے باندھا، اٰتُوْهُمْ: دو انہیں، نَصِيْبَهُمْ: ان کا حصہ، قَوّٰمُوْنَ: سرپرست، قٰنِتٰتٌ: فرمانبردار، حٰفِظٰتٌ: نگہبانی کرنے والیاں، حَفِظَ: اس نے نگرانی کی، تَخَافُوْنَ: تم ڈرتے رہو، نُشُوْزَهُنَّ: ان کی نافرمانی، فَعِظُوْهُنَّ: تو نصیحت کرو انہیں، اُهْجُرُوْهُنَّ: ان (عورتوں) سے دور رہو، اَلْمَضَاجِعِ: خواب گاہیں، اِضْرِبُوْهُنَّ: مارو ان (عورتوں) کو، اَطَعْنَكُمْ: ان عورتوں نے تمہارا

کہامانا، لَا تَبْغُوْا: تم (نہ) چاہو، عَلِیًّا: بلند مرتبہ۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف احکامات بیان فرماتے ہیں اب ان آیات میں مردوں اور عورتوں کی سماجی اور مذہبی حیثیت بیان فرمائی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: مردوں اور عورتوں دونوں کے حقوق ہیں:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور نہ آرزو کرو تم اس چیز کی جس کے ذریعہ فضیلت بخشی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مردوں کے لیے حصہ ہے مِّمَّا اس چیز سے اكْتَسَبُوْا جو انہوں نے کمائی ہے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ اور عورتوں کے لیے حصہ ہے مِّمَّا اس چیز سے اكْتَسَبْنَ جوانہوں نے کمائی ہے، وہ کمائی براہِ راست بھی ہے اور خاوند کی خدمت کرتی ہے، اس کمائی میں بھی حصہ ہے۔ بلکہ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اور سوال کرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کی مہربانی کا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ، مَوَالِيَ جمع ہے مولیٰ کی اور مولیٰ کے متعدد معانی آتے ہیں، مثلاً: آقا، آزاد کردہ غلام، چچا اور بھائی کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ مولیٰ کے معانی وراث کے بھی ہیں اور یہاں اسی معنیٰ میں ہے اور آیت کا معنیٰ ہوگا اور ہر ایک کے لیے بنائے ہم نے وارث مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اس مال میں جو چھوڑا ہے ماں باپ نے اور قریبی رشتہ داروں نے۔ وہ مال چاہے منقولہ جائیداد سے ہو یا غیر منقولہ جائیداد سے۔ یوں سمجھو کہ سوئی دھاگے تک کی چیزوں کے باقاعدہ مرد بھی وارث ہیں اور عورتیں بھی وارث ہیں۔ اس قاعدے کے مطابق جو " يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ " کے رکوع میں پڑھ چکے ہو وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ اور وہ لوگ کہ جن کے ساتھ تمہاری گرہ لگ گئی ہے تمہاری قسموں کی فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ پس دو تم ان کو ان کا حصہ اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بِمَا بسبب اس کے فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد کو مرد ہونے کی وجہ سے عورت پر فضیلت بخشی ہے، مرد مرد ہے۔ اسی طرح فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ مرد حاکم ہیں عورتوں پر یعنی اقتدار، حکومت، حکمرانی یہ مردوں کے لیے ہے۔

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا اس سبب سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں مِنْ اَمْوَالِهِمْ اپنے مالوں سے۔ کیونکہ عورت کا خرچ مرد کے ذمہ ہے تو ظاہر بات ہے کہ کمائے گا، محنت کرے گا، درجہ بھی اس کا زیادہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَالصّٰلِحٰتُ پس نیک عورتیں قٰنِتٰتٌ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والیاں ہیں، اس کے رسول ﷺ کی فرمانبردار ہیں اور اپنے سسر اور ساس کی بھی جائز کاموں میں فرمانبرداری کرتی ہیں۔ دوسری صفت حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ ، اَیْ غَيْبَةِ اَزْوَاجِهِنَّ خاوند گھر میں نہیں ہے، محنت مزدوری کرنے کے لیے کہیں گیا ہوا ہے، یا حج کے لیے گیا ہے، یا جہاد کے لیے گیا ہے، اس کی غیر حاضری میں اپنی جان کی، عزت کی، مال کی، بچوں کی حفاظت کرتی ہے۔ یعنی جو ذمہ داری ہے اس کو پورا کرتی ہیں اور یہ حفاظت ہوگی بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ اس چیز کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور ہوگی بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

عورتوں کو سمجھانے کے طریقے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ وہ عورتیں کہ تم خوف کرتے ہو نُشُوْزَهُنَّ ان کی اکڑ اور بد دماغی سے کہ ضد کرتی ہیں اور جائز کاموں میں اطاعت نہیں کرتی ہیں، ان کے لیے پہلا حکم ہے فَعِظُوْهُنَّ پس ان کو نصیحت کرو کہ دیکھ! تو بیوی ہے، میں خاوند ہوں اور جو کام میں تجھے کہہ رہا ہوں، وہ قرآن وسنت کے مطابق ہے، فقہ اسلامی کے مطابق ہے، یہ تجھے کرنا پڑے گا۔ بعض عورتیں نیک فطرت ہوتی ہیں مگر غلط فہمی کا شکار ہوتی ہیں، سمجھانے سے سمجھ جاتی ہیں۔ دوسرا حکم وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ اور ان کو جدا کر دو بستروں میں، ان کو بستروں سے الگ کرو، نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ اٹھو اور نہ ان کے ساتھ لیٹو، شاید ان کو احساس ہو جائے کہ میرا خاوند مجھ سے ناراض ہے۔ کچھ عورتوں کی اس طرح اصلاح ہو جائے گی۔ اگر یہ دونوں طریقے کامیاب نہ ہوں تو تیسرا حکم ضرب، یضرب کا ہے۔ فرمایا وَاضْرِبُوْهُنَّ اور ان کو مارو مگر اتنا نہیں کہ ان کی ٹانگ توڑ دو، بازو توڑ دو، سر پھاڑ دو اور اٹھا کر ہسپتال لے جانا پڑے، بس اتنا مارنا ہے کہ جس سے ان کو تنبیہ ہو جائے، کیونکہ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ مار کے بغیر ان کی اصلاح نہیں ہوتی فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا پس نہ تلاش کرو تم ان کے خلاف کوئی راستہ یعنی جب وہ درست ہو جائیں اور اطاعت شروع کر دیں تو تمہارے دل میں ناراضگی کی جو گرہ ہے اس کو کھول دو، اس طرح نہ کہو کہ اب تو ٹھیک ہوگئی ہے مگر اس سے پہلے تو نے میری بات کیوں نہیں مانی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا بے شک اللہ تعالیٰ بلند شان والا بہت بڑا ہے۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو، آخر انسان ہو غلطی ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تمہیں تمہاری غلطی پر توبہ کرنے پر معاف کر دیتے ہیں اسی طرح جب عورتیں اپنی اصلاح کر لیں تو معاملہ رفع دفع کرو اور احسن طریقے سے زندگی بسر کرو۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ

اور اگر تمہیں خوف ہو اختلاف کا میاں بیوی کے درمیان، پس بھیجو تم یعنی مقرر کرو تم ایک منصف اور ثالث خاوند کی برادری سے

وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ

اور منصف اور ایک ثالث بیوی کی برادری سے، اگر وہ دونوں ارادہ کریں اصلاح کرنے کا، اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿35﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

پیدا کر دے گا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دار ہے۔ اور عبادت کرو تم اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

کسی چیز کو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ

وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

اور اس پڑوسی کے ساتھ جو قریبی ہے اور اس پڑوسی کے ساتھ جو اجنبی ہے اور اس ساتھی کے ساتھ جو پہلو میں ہے اور مسافروں کے ساتھ

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا اس کو جو تکبر کرنے والا ہو اپنی بڑائی

فَخُوْرًا ﴿36﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ

بیان کرنے والا ہو۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا اور چھپاتے ہیں وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿37﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اپنے فضل سے۔ اور ہم نے کافروں کے لیے عذاب رسوا اور ذلیل کرنے والا تیار کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھانے کے لیے اور صحیح معنیٰ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿38﴾

اور وہ شخص شیطان اس کا ساتھی ہو پس بہت برا ساتھی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَيْنِهِمَا: ان دونوں کے درمیان، اِبْعَثُوْا: تم بھیجو، حَكَمًا: منصف، اَهْلِهَا: عورت کا کنبہ، اِنْ يُّرِيْدَآ: وہ دونوں چاہتے ہیں، يُّوَفِّقِ: جوڑ دے گا، خَبِيْرًا: خوب خبر رکھنے والا، لَا تُشْرِكُوْا: تم شرک (نہ) کرو، اَلْجَارِ: ہمسایہ، اَلْجُنُبِ: دور، اجنبی، اَلصَّاحِبِ: ساتھی، اَلْجَنْبِ: پہلو، مُخْتَالًا: ناز سے چلنے والا، فَخُوْرًا: بہت زیادہ فخر کرنے والا،

اَلْبُخْلِ: کنجوسی، بخل، مُهِيْنًا: ذلت والا، قَرِيْنًا: ساتھی، ہمراہی۔

ربط:

اوپر بیویوں کے حقوق کا ذکر تھا۔ آگے فرمایا کہ تمہارے اوپر اور بھی حقوق ہیں یعنی حقوق الله والجار ذی القربیٰ۔ اس (والجار ذی القربیٰ) کی دو تفسیریں ہیں۔ (۱) پڑوسی بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو۔ (۲) وہ پڑوسی جس کا تمہارے ساتھ مکان ملا ہوا ہو۔

تفسیری نکات: میاں بیوی کے جھگڑے میں صلح کا طریقہ:

وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر اے وارثو! اور رشتہ دارو! تمہیں خوف ہو شِقَاقَ بَيْنِهِمَا میاں بیوی کے درمیان اختلافات کا کہ ان کا اختلاف اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہے تو فَابْعَثُوْا پس بھیجو تم یعنی مقرر کرو حَكَمًا ایک منصف اور ثالث مِّنْ اَهْلِهٖ خاوند کی برادری سے وَحَكَمًا اور ایک منصف اور ثالث مِّنْ اَهْلِهَا بیوی کی برادری سے۔ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا اگر وہ دونوں ثالث ارادہ کریں گے اصلاح کا تو يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کی غلطی ہو اس کو کہیں کہ یہ تیری زیادتی ہے اور وہ اپنی غلطی تسلیم کرے، کیونکہ غلطی کو تسلیم کرنا ہی انسان کی شرافت ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبردار ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ اور عبادت کرو تم اللہ تعالیٰ کی، عبادت چاہے بدنی ہو یا زبانی ہو یا مالی ہو، صرف اللہ کا حق ہے اور ہر نماز میں ہم اس کا اقرار کرتے ہیں ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ '' اور دوسرا حکم ہے وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا اور نہ شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو، نہ رسول نہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں نہ قطب، نہ ابدال، نہ ولی، نہ شہید، نہ حجر، نہ شجر، نہ سورج، نہ چاند۔ کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔

حقوق العباد کا بیان:

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہاں تک کہ ماں باپ کے سامنے سخت لہجے میں بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے ''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ، اور نہ کہو ان کو ہوں'' یعنی کہ کوئی بات اچھی نہ لگے تو آدمی ''ہوں'' کہتا ہے، فرمایا: ماں باپ کے سامنے ''ہوں'' کہنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور وَبِذِي الْقُرْبٰى اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ماں باپ کے بعد بہن، بھائی، چچا وغیرہ دیگر اقارب ہیں، ان کا بھی حق ہے، ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو، بول چال، لین دین میں ان کا احترام ملحوظ رکھو وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى اور اس پڑوسی کے ساتھ بھی

اچھا سلوک کرو جو قریبی ہے۔ اس کی دو تفسیریں ہیں:

ایک یہ کہ پڑوسی ہے اور برادری کا ہے تو اس کا دوہرا حق ہے ایک تو پڑوسی ہونے کی حیثیت سے، ایک رشتے دار ہونے کی وجہ سے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ پڑوسی جو بالکل قریب ہے وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور اس پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو جو اجنبی ہے یعنی برادری اور رشتہ داروں میں سے نہیں ہے، اس کا بھی حق ہے اور اس کا یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ وہ پڑوسی جو ذرا ہٹا ہوا ہے، جس کا گھر دروازے سے دور ہے، اس کا بھی حق ہے وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ اور اس ساتھی کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو، جو پہلو میں ہے، یعنی تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، مثلاً: تم بیٹھے ہو اور جگہ تمہارے پاس وافر ہے اور دوسرا آدمی تمارے ساتھ تنگ بیٹھا ہے تو اس کو جگہ دو، تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے یا کوئی اور تمہارے ساتھ بیٹھنا چاہے تو اس کو نہ روکو وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مسافر کی چوری ہو جاتی ہے یا پیسے گر جاتے ہیں اور اس کو کرایہ کی ضرورت ہے، روٹی کھانی ہے، رات گزارنی ہے، پیشہ ور مانگنے والا نہیں ہے، اتفاقاً ایسا ہو گیا ہے اور ایسے مسافروں کا بھی باقاعدہ حق ہے وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا جو تکبر کرنے والا ہو، اپنی بڑائی بیان کرنے والا ہو۔ مختال اکڑ کر چلنے والے کو کہتے ہیں اور فخور اپنی بڑائی بیان کرنے والے کو کہتے ہیں کہ میں فلاں خاندان کا ہوں، یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے۔

بخیل کے لیے وعید:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں، بخل کا معنی ہے کہ جہاں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو وہاں خرچ نہ کیا جائے، یا جتنا خرچ کرنے کی ضرورت ہو اس سے کم خرچ کیا جائے وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا یعنی خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم کرتے ہیں، ترغیب دیتے ہیں کہ غریبوں، مسکینوں پر خرچ نہ کرو وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور چھپاتے ہیں وہ چیز جو ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے عَذَابًا مُّهِيْنًا عذاب رسوا کرنے والا اور ذلیل کرنے والا۔ کہ وہ عذاب ان کو ذلیل اور رسوا کر کے رکھ دے گا کہ یہ تکبر کرنے والے ہیں۔

ریاکاری بہت بڑا گناہ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رِئَآءَ النَّاسِ لوگوں کو دکھانے کے لیے وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہ ایمان لاتے

ہیں آخرت کے دن پر۔ زبانی زبانی تو کہتے ہیں کہ ہم آخرت کو مانتے ہیں، لیکن دل سے نہیں مانتے، کیونکہ صحیح معنوں میں آخرت کو مانتے تو بخل نہ کرتے وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا اور وہ شخص کہ ہو شیطان اس کا ساتھی فَسَآءَ قَرِيْنًا پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کا ساتھی بننے سے بچائے۔ آمین

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ

اور کیا نقصان تھا ان کا اگر وہ ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور خرچ کرتے اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا

اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿39﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً

ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو جاننے والا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ایک ذرے کے برابر بھی، اور اگر ہو وہ ذرہ نیکی اس کو

يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿40﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

بڑھائے گا اور اپنی طرف سے اجر بہت بڑا دے گا۔ پس کیا حال ہوگا جس وقت ہم لائیں گے ہر امت سے گواہ اور ہم لائیں گے

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿41﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر گواہ۔ اس دن پسند کریں گے وہ جو کافر ہیں اور انہوں نے نافرمانی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، وہ اس کو پسند

ع لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿42﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

کریں گے برابر کر دی جائے ان کے ساتھ زمین اور اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی نہیں چھپا سکیں گے۔ اے لوگو! ایمان لائے ہو نہ

تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا

قریب جاؤ نماز کے اس حالت میں کہ تم نشے میں ہو، یہاں تک کہ تم جان لو اس چیز کو جو تم پڑھتے ہو اور کہتے ہو۔ اور نہ جنابت

اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ

کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) مگر راستے سے گزرنے والے ہو یہاں تک تم غسل کر لو، اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر یا آئے

اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا

تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت سے فارغ ہو کر یا ہم بستری کی ہو تم نے عورتوں سے، پس نہ پاؤ تم پانی پس تم تیمّم کرو

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿43﴾

پاک مٹی سے جو صاف ہو پس مسح کرو تم اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَزَقَهُمُ: اس نے دیا ہے انہیں، لَا يَظْلِمُ: وہ ظلم نہیں کرتا ہے، مِثْقَالَ: برابر وزن، ذَرَّةٍ: ایک ذرہ ایک باریک چیونٹی، تَكُ: (تو) ہو، وہ ہو، يُضٰعِفْهَا: دوگنا کرتا ہے، يُؤْتِ: وہ دیتا ہے، مِنْ لَّدُنْهُ: اپنی طرف سے، اَجْرًا: اجر، بدلہ، جِئْنَا: ہم لائیں گے، تُسَوّٰى: برابر کردی جائے گی، حَدِيْثًا: کوئی بات، لَا تَقْرَبُوْا: تم قریب نہ جاؤ، سُكٰرٰى: نشہ کی حالت والے، تَعْلَمُوْا: تم جانتے ہو، جُنُبًا: ناپاک، جُنُبًا: ناپاک، جنبی، عَابِرِیْ: قطع کرنے والے، تَغْتَسِلُوْا: تم غسل کرلو، مَرْضٰى: بیمار لوگ، الْغَآىِٕطِ: نشیبی وسیع میدان، لٰمَسْتُمُ: تم نے چھوا (مباشرت کی)، صَعِيْدًا: مٹی، اِمْسَحُوْا: مسح کرلو، پھیرو، عَفُوًّا: بہت معاف کرنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیوی، والدین پڑوسیوں اور مسافر کے حقوق کا ذکر فرمایا تھا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ مشرکوں اور کافروں کو تنبیہ فرمارہے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں یعنی غریبوں کے حقوق کا بیان ہو رہا ہے۔

اہم نکات: تعارض قرآن کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا ہے کہ قرآن کی بعض آیات میں تعارض ہے کیونکہ یہاں ہے کہ کوئی بات نہیں چھپاسکیں گے اور پارہ نمبر ۷ میں "وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ" کے لفظ آتے ہیں کہ وہ لوگ شرک کو چھپائیں گے۔

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اوقات مختلف ہوں گے اور تناقض کیلئے آٹھ شرطیں ہیں ایک شرط زمان ہے اور یہاں زمان ایک نہیں۔

ربط:

تفسیر ابوسعود اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ پہلے تھا اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا شرک اتنی بُری چیز ہے کہ شرک اختیاری طور پر تو کیا غیر اختیاری طور پر بھی پسند نہیں۔ جبکہ مدہوشی کی حالت میں شرکیہ کلمات کا صادر ہونا بعید نہیں۔

شانِ نزول:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دعوت کی تھی اس میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدعو کیا تھا کھانے کے بعد شراب

پلائی یہ اس دور کی بات ہے جب شراب کی حرمت کا واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ مغرب کی نماز کی جماعت کرانے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آگے کیا انہوں نے فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون پڑھی قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھی یعنی درمیان میں لا کو چھوڑ دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ نشہ کی حالت میں نماز مت پڑھو۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس شرک کو جو غیر اختیاری طور پر تھا معاف نہ کیا بلکہ اس پر تنبیہ فرمائی۔

تفسیری نکات: اسلام کے احکامات پر عمل کرنا مشکل نہیں:

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ اور کیا نقصان تھا ان کا، کیا ان پر پہاڑ گر جائے گا یا کوئی مصیبت ان پر آن پڑے گی لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ اگر وہ ایمان لاتے اللہ پر وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر۔ ایمان بڑی آسان چیز ہے کہ زبان سے اقرار کرنا ہے اور دل سے تصدیق کرنی ہے مگر جن لوگوں کی قسمت میں ہو، کیونکہ جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، وہ ایسے نہیں ہے کہ انسان ان پر عمل نہ کر سکے، بلکہ انسان کی طاقت کے مطابق ہے وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور وہ خرچ کرتے ہیں اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سارا مال دینے کا حکم نہیں دیتے، بلکہ اس نے زکوٰۃ میں چالیسویں حصے کا حکم دیا ہے اور عشر میں دسویں یا بیسویں حصے کا حکم دیا ہے، سال میں ایک مرتبہ قربانی کا حکم دیا ہے اور سال میں ایک دفعہ فطرانہ دینا ہے اور عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا ہے، باقی سارے مہینے اور سال تمہارے ہیں، کماؤ، اور کھاؤ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا اور اللہ تعالیٰ ان کو جاننے والا ان کی نیتوں کو جانتا ہے، ارادوں کو جانتا ہے، ظاہر اور باطن کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً اور اگر ہو ذرہ نیکی يُّضٰعِفْهَا اس کو بڑھائے گا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا اور دے گا اپنی طرف سے اجر بہت بڑا، اگر ایمان کی حالت میں اخلاص کے ساتھ اتباعِ سنت میں نیکی کی جائے تو اس کا ادنیٰ ترین بدلہ دس نیکیاں ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا، جو کوئی نیکی لے آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت قیامت کے دن گواہ ہوں گے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ پس کیا حال ہوگا جس وقت لائیں گے ہم ہر امت میں سے ایک گواہ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا اور ہم لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر گواہ، اس آیت کریمہ کی تفسیر اور تشریح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے، چنانچہ بخاری شریف میں روایت آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اکٹھا کرے گا اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جمع کرے گا تو کافروں اور نافرمانوں پر اتمامِ حجت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال فرمائے گا۔ مثلاً: حضرت نوح علیہ السلام سے سوال فرمائے گا، کیا آپ نے اپنی امت کو

تبلیغ کی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: اے اللہ! میں نے واقعی تبلیغ کی تھی، پھر نوح علیہ السلام کی امت سے سوال ہوگا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ انکار کر دے گی کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ سوال کرے گا: اے نوح! تمہارا کوئی گواہ بھی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: میرے گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے، حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے لوگ سوال کریں گے کہ یہ گواہ تو ہمارے زمانہ میں موجود نہ تھے، لہٰذا یہ گواہ کیسے ہوئے؟ تو امت محمدیہ یہ جواب دے گی کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے، جس میں صاف طور پر لکھا ہوا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام نے تبلیغ کی تھی اور ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا تھا، جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول برحق یہ فرماتے ہیں کہ مثلاً: نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی تو ہم برحق اور سچی گواہی دیتے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت گواہی دے چکے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی شہادت اور گواہی کی تصدیق کریں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سرکاری گواہ کی ہوگی، اسی طرح تمام پیغمبروں کی امتیں انکار کریں گی اور کہیں گی کہ ہمارے پیغمبروں نے ہمیں تبلیغ نہیں کی اور وہ پیغمبر دعویٰ کریں گے کہ ہم نے تبلیغ کی اور یہ امت مسلمہ ان کی گواہی دے گی کہ پیغمبروں نے تبلیغ کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اس دن پسند کریں گے وہ لوگ جو کافر ہیں وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ اور انہوں نے نافرمانی کی ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ کاش کہ برابر کر دی جائے ان کے ساتھ زمین کہ ان کو دفن کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائے یا یہ کہ ان کو مٹی کر کے زمین کے برابر کر دیا جائے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔

نماز اور پاکی سے متعلق کچھ احکامات:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ نہ قریب جاؤ نماز کے وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى اس حالت میں کہ تم نشے میں ہو، یعنی نماز کے اوقات میں شراب ممنوع ہوگئی حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ یہاں تک کہ تم جان لو اس چیز کو جو تم پڑھتے اور کہتے ہو، اس آیت کریمہ سے یہ بات سمجھ آئی کہ ہم نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں، اس کی ہمیں سمجھ آنی چاہئے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور میں کیا کہہ رہا ہوں اس سے متعلق واقعہ شان نزول کے ضمن میں اوپر بیان ہو چکا وَلَا جُنُبًا اور نہ جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جاؤ اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ مگر یہ کہ سفر کرنے والے ہو، یعنی پانی ایک میل دور ہے اور اگر ہے تو استعمال کرنے پر قدرت نہیں ہے تو اجازت ہے کہ غسل اور وضو کی جگہ تیمم کرے اور نمازیں ادا کرے اور عَابِرِيْ سَبِيْلٍ کا دوسرا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے محل یعنی مسجد میں داخل بھی نہ ہو، بہر حال فرمایا کہ دو حالتوں میں نماز کے قریب نہ جاؤ، ایک یہ کہ تم نشے کی حالت میں ہو اور دوسرا یہ کہ جنبی ہو

حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا یہاں تک کہ تم غسل کرلو۔

تیمم کا حکم:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اور اگر ہو تم بیمار یعنی تم میں سے کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ جس میں پانی کا استعمال بیماری میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے یا ہلاکت کا خطرہ ہے تو پانی استعمال نہ کرے، بلکہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو اور پانی سے ایک میل دور ہو اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ یا آئے تم میں سے کوئی ایک مِّنَ الْغَآئِطِ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا ہمبستری کی ہو تم نے عورتوں سے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پس نہ پاؤ تم پانی فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پس تم تیمّم کرو پاک مٹی سے۔ آگے تیمّم کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ پس مسح کرو تم اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کا، تیمّم کے لیے دو ضربیں ہیں، دونوں ہاتھ زمین پر مار کر جھاڑ لو اور منہ پر ملو اس طرح کہ کوئی جگہ خالی نہ رہے، دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ زمین پر مارو اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک ملو، اچھی طرح کہ کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، کہ تیمّم دو ضربیں ہیں، ایک ضرب چہرے کے لیے ہے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لیے ہے، کہنیوں تک۔ غسل کا تیمّم بھی یہی ہے اور وضو کا تیمّم بھی یہی ہے، تیمّم میں نہ سر کا مسح ہے اور نہ پاؤں کا مسح ہے، اس تیمّم کے ساتھ تم نماز پڑھ سکتے ہو، قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتے ہو، طواف کر سکتے ہو، یعنی جو جو عبادتیں وضو کے ساتھ جائز ہیں وہ تیمّم کے ساتھ بھی جائز ہیں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ

کیا نہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا ایک حصہ کتاب سے، خریدتے ہیں وہ گمراہی اور ارادہ کرتے ہیں

اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿44﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ

اس بات کا کہ تم بھی بہک جاؤ راستے سے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ تعالیٰ کافی ہے حمایت کرنے والا

وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿45﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

اور کافی ہے اللہ تعالیٰ مدد کرنے والا۔ ان لوگوں سے جو یہودی ہیں تحریف کرتے ہیں، بدلتے ہیں کلمات کو ان کی جگہوں سے

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ

اور کہتے ہیں، ہم نے سن لیا ہے اور ہم نے نافرمانی کی اور تو سن اور تو نہ سنایا جائے اور راعنا کہتے ہیں دبا کر پھیر کر اپنی زبانوں کو۔

وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا

اور عیب نکالتے ہیں دین میں اور اگر بے شک وہ کہتے ہم نے سن لیا ہے اور ہم نے اطاعت کی اور تو سن اور نظر شفقت فرما ہم پر

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

تو یہ چیز ان کے لیے بہتر ہوتی اور بہت درست ہوتی۔ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن پر لعنت کی ہے ان کے کفر کی وجہ سے پس نہیں ایمان

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿46﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

لاتے وہ مگر بہت تھوڑے۔ اے وہ لوگو! جن کو دی گئی کتاب، ایمان لاؤ اس چیز پر جو ہم نے نازل کی ہے تصدیق کرنے والی ہے

لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم مٹا دیں چہروں کو، پس ہم ان کو پلٹا دیں ان کی پشتوں کی طرف، یا ہم ان

لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿47﴾

پر لعنت بھیجیں جس طرح کہ ہم نے لعنت بھیجی ہفتے کے دن زیادتی کرنے والوں پر اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ طے شدہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُرِيْدُوْنَ: وہ چاہتے ہیں، تَضِلُّوْا: تم بھٹک جاؤ، اَعْدَآئِكُمْ: تمہارے دشمن، وَلِيًّا: دوست، ولی، نَصِيْرًا: مدد گار، يُحَرِّفُوْنَ: تحریف کرتے ہیں، اَلْكَلِمَ: الفاظ، باتیں، مَوَاضِعِهٖ: ان کی جگہیں، مُسْمَعٍ: سنایا گیا، لَيًّا: مروڑنا، موڑنا، پھیرنا، طَعْنًا: طعنہ مارنا، اِسْمَعْ: تو سن، نَطْمِسَ: ہم صورت بگاڑ دیں گے، وُجُوْهًا: چہرے، اَدْبَارِهَا: ان کی پیٹھیں، نَلْعَنَهُمْ: ہم لعنت کریں ان پر، لَعَنَّآ: ہم نے لعنت کی، مَفْعُوْلًا: کیا ہوا۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں مومنوں کے لیے مسائل بیان کیے۔ اب آگے یہود کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ ان یہود کی طرح نہ ہو جانا کہ ان پر احکامِ الٰہی نازل ہوئے تو انہوں نے اس سے منہ موڑا اور ان احکامات میں تحریف کی اور ان کی دیگر گستاخیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

شانِ نزول:

تجارت کے بہانے یہود کا ایک گروہ کعب بن اشرف کی زیر نگرانی مکہ گیا ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے تیار کرنے کے واسطے، مشرکین نے کہا کہ ہم اس وقت تک ساتھ نہیں دیں گے جب تک تم جبت و طاغوت پر ایمان نہیں

لاتے۔ اور یہ بتاؤ کہ ہمارا دین مسلمانوں کی بنسبت اچھا اور حق ہے۔ یہود نے ایسا کہہ دیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

تفسیری نکات: یہود کا ذاتی مفاد کی خاطر دین کو بیچ دینا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ کیا نہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا ایک حصہ کتاب سے، مطلب یہ ہے کہ ساری کتاب کو تو مانتے نہیں ہیں، صرف دعویٰ ہے ساری کتاب کے ماننے کا، حقیقتاً صرف وہ حصہ مانتے ہیں جو ان کے مطلب کا ہے کہ جس کے ماننے سے ان کے عقائد اور نظریات پر زد نہیں پڑتی يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ اور ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ تم بھی بہک جاؤ، خود گمراہ ہوئے وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ اور چاہتے ہیں کہ تم بھی سیدھے راستے سے بہک جاؤ۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو۔ چاہے وہ کھلے دشمن ہوں یا خفیہ دشمن ہوں، تمہارے اندر رہنے والے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا اور اللہ تعالیٰ کافی ہے حمایت کرنے والا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ مدد کرنے والا۔ اسلام کبھی دنیا سے مٹ نہیں سکتا، چاہے کافر سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔

یہود و نصاریٰ کی اپنی کتابوں میں تحریف:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ان لوگوں سے جو یہودی ہیں يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ تحریف کرتے ہیں، بدلتے ہیں کلمات کو عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ان کی جگہوں سے، یہ بدلنا اور تحریف کرنا لفظی بھی ہے اور معنوی بھی ہے، ہیر پھیر کرتے تھے، تحریر لفظی کی مثال تو آگے آرہی ہے اور معنوی تحریف اس طرح کرتے تھے کہ مثال کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نشانیاں ان کی کتابوں میں مذکور تھیں، ان کے متعلق کہتے کہ نشانیاں تو ہیں، مگر وہ اس پیغمبر پر صادق نہیں آتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے دوسروں پر چسپاں کر دیتے، تو جو ذات ان نشانیوں کی مصداق ہے اس سے پھیر کر دوسروں پر فٹ کر دینا یہی تحریف ہے وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور کہتے ہیں: ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی، یہ لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو آنحضرت ان کو حوالے دیتے کہ تمہاری توراۃ اور انجیل میں میری بشارت موجود ہے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں ''الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وہ پاتے ہیں آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہوا توراۃ اور انجیل میں'' تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حوالے دیتے تو کہتے کہ ہم نے یہ بات سن لی ہے اور آہستہ سے کہہ دیتے کہ مانیں گے نہیں اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ کھلے طور پر کہتے تھے کہ یہ پیش گوئیاں ہماری کتابوں میں موجود ہیں، مگر ہم ان کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور تو سن، نہ سنایا جائے۔

اس جملے کا اچھا مطلب بھی بن سکتا تھا اور برا بھی۔ اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپ ہماری بات سنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ سنائی جائے، یعنی بری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں نہ آئے اور برا مطلب کہ تو سن اور

نہ سنایا جائے کہ بہرہ ہو جائے کہ تیرے کان کام کے نہ رہیں (نعوذ باللہ من ذلک) تو جو اچھے لوگ تھے، وہ پہلا معنی مراد لیتے تھے اور یہودی دوسرا معنیٰ مراد لیتے تھے۔

یہود کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تضحیک آمیز الفاظ کا استعمال:

وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ اور رَاعِنَا کہتے ہیں دبا کر اپنی زبانوں کو، رَاعِنَا کا لفظ رعایت سے ہوسکتا ہے، معنیٰ ہیں پاس عزت کرنا، لحاظ کرنا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جب رَاعِنَا کا لفظ بولتے تھے ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہماری رعایت فرمایئے، حضرت! بیان اس انداز سے ہو کہ ہم سارے سمجھ جائیں، کیونکہ باریک اور دقیق چیزیں ساری نہیں سمجھ سکتے اور یہودی یہ جملہ ذرا زبان دبا کر بولتے تھے، جس سے ''ی'' پیدا ہو جاتی تھی، رَاعِيْنَا بن جاتا تھا، اس طرح اس کے معنیٰ احمق اور چرواہے کے بھی ہوتے اور یہودی یہی مراد لیتے ہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اس لفظ پر پابندی لگا دی۔ جیسا کہ پہلے پارے میں آیا ہے کہ مسلمانوں کو کہا گیا ''لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا رَاعِنَا نہ کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو'' یعنی ہم پر نظر شفقت فرمائیں۔

دین کے کسی حکم پر طعن الحاد ہے:

وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ اور دین میں عیب نکالتے ہیں۔ اور یاد رکھنا دین کے کسی بھی حکم پر طعن کرنا الحاد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا اور اگر بے شک وہ کہتے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے سنا اور اطاعت کی ہے وَاسْمَعْ اور آپ سنیں وَانْظُرْنَا اور ہم پر نظر شفقت فرمائیں لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ تو یہ چیز ان کے لیے بہتر ہوتی وَاَقْوَمَ اور بہت درست اور معقول بات ہوئی وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے بِكُفْرِهِمْ ان کے کفر کی وجہ سے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا پس نہیں ایمان لاتے، وہ مگر بہت تھوڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بہت سارے معجزات دیکھنے کے باوجود بہت کم یہودی ایمان لائے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پہچانتے تھے، جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے تھے، مگر ضد کی وجہ سے انکار کرتے تھے۔

یہود و نصاریٰ کو تنبیہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اے وہ لوگو! جن کو دی گئی کتاب اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا ایمان لاؤ اس چیز پر جو ہم نے نازل کی ہے یعنی قرآن پاک پر ایمان لاؤ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے، قرآن پاک، اصل توراۃ اور اصل انجیل کی تصدیق کرتا ہے اور اصل زبور کی بھی تصدیق کرتا ہے، کیونکہ اصولی طور پر دین ایک ہی ہے، لہٰذا اگر قرآن کریم ان کے خلاف ہوتا تو پھر کہہ سکتے کہ ہماری کتابوں میں اصول اور ہیں اور تمہاری کتاب میں اصول اور ہیں، ہم کس طرح تسلیم کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک پہلی آسمانی کتابوں کا ہے مِّنْ

قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا پہلے اس سے کہ ہم چپٹا کر دیں تمہارے چہروں کو، مٹا دیں تمہارے چہروں کو فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ پس ہم ان کو پلٹ دیں ان کی پشتوں کی طرف، اب تو منہ چھاتی کی طرف ہے، ہم چاہیں تو تمہارے چہرے کمر کی طرف پھیر دیں، اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا کام مشکل ہے؟ اَوْ نَلْعَنَهُمْ یا ہم ان پر لعنت بھیجیں كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ جس طرح کہ ہم نے لعنت بھیجی ہفتے کے دن زیادتی کرنے والوں پر۔ بحر قلزم کے کنارے ایلہ نامی ایک بستی تھی، آج کل اس کو ایلات کہتے ہیں، یہ ان کی بندرگاہ ہے، ان پر پابندی تھی کہ تم ہفتے والے دن شکار نہیں کر سکتے، ہفتے کے علاوہ دوسرے دنوں میں شکار جائز ہے، کیونکہ ہفتے کا دن عبادت کے لیے خاص تھا۔ ان پر چوبیس گھنٹے پابندی تھی، رات بھی دن بھی، مگر ان لوگوں نے حیلے کے ساتھ مچھلیاں پکڑنی شروع کر دیں، کچھ ان کو روکنے والے بھی تھے تو جن لوگوں نے ہفتے کے دن کی تعظیم نہ کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی، تفصیل [پارہ ۷: مائدہ] میں آئے گی " وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور بنا دیا اللہ تعالیٰ نے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر، بوڑھوں کو خنزیر بنا دیا اور جوانوں کو بندر بنا دیا، وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے اور روتے تھے، مگر گفتگو نہیں کر سکتے تھے، تین دن کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تو فرمایا: جس طرح ہفتے کے دن میں شرارت کرنے والوں پر ہم نے لعنت کی، اس طرح تم پر بھی کر سکتے ہیں وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ طے شدہ، اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں وہ کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی نہ کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ اور بخش دے گا اس گناہ کو جو شرک سے نیچے ہے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿48﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

جس کے لیے چاہے گا، اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس تحقیق اس نے افترا باندھا بہت بڑے گناہ کا۔ کیا نہ

الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جو اپنی جانوں کی صفائی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہے اور ان

ع وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿49﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿50﴾

پر دھاگے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھ کیسے افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اور کافی ہے یہ گناہ صریح۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا حصہ کتاب کا ایمان لاتے ہیں جبت بت اور طاغوت بت پر اور کہتے ہیں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿51﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ان لوگوں کو جو کافر ہیں یہ کافر زیادہ ہدایت والے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے راستے کے لحاظ سے۔ وہی لوگ ہیں جن

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿52﴾ اَمْ لَهُمْ

پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے پس ہرگز نہیں پائے گا تو اس کے لیے کوئی مددگار۔ کیا ان

نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿53﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى

کے لیے حصہ ہے بادشاہی میں سے پس اس وقت نہ دیں گے لوگوں کو تل برابر بھی۔ کیا حسد کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ اس چیز

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

پر جو اللہ تعالیٰ نے دی ان لوگوں کو اپنے فضل سے۔ پس تحقیق دی ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور دانائی بھی

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿54﴾

اور ہم نے دیا ان کو بہت بڑا ملک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُشْرَكَ: شرک کیا جائے، يُشْرِكْ: وہ جو شرک کرتا ہے، يُزَكُّوْنَ: وہ پاک بتلاتے ہیں، يُزَكِّيْ: پاک کرتا ہے، فَتِيْلًا: باریک دھاگہ، اَلْجِبْتِ: بت، جادو، اَهْدٰى: زیادہ ہدایت والا، نَقِيْرًا: کھجور کی گٹھلی کے اوپر کا چھلکا، مراد حقیر، يَحْسُدُوْنَ: حسد کرتے ہیں، مُلْكًا: حکومت، بادشاہی۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں یہود کی گستاخیوں اور گناہوں کا ذکر تھا۔ اب بھی انہی کا تذکرہ ہے مگر اس میں وسعت کر کے تمام مشرکین (یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب وغیرہ) کو بتلایا جا رہا ہے کہ اُن کا یہ فعل کس قدر قبیح ہے۔

تفسیری نکات: شرک کی مذمت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، نہ فرشتوں میں اس کا کوئی شریک ہے، نہ پیغمبروں میں، نہ ولیوں میں، نہ شہیدوں میں اور نہ اماموں میں اس کا کوئی شریک ہے نہ شجر و حجر یا اور کسی ذی روح میں سے اس کا کوئی شریک ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخش دے گا اس گناہ کو جو شرک سے نیچے ہے جس کے لیے چاہے گا اللہ مجبور نہیں ہے پھر اس میں بھی اس کی مرضی ہے چاہے پہلے قدم پر معاف کر دے یا کچھ دیر دوزخ میں سزا دے کر معاف کر دے بہر حال کوئی نہ کوئی وقت

آئے گا کہ شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی معافی ہو جائے گی مگر شرک کی معافی نہیں ہے مشرک کو قطعاً معاف نہیں کیا جائے گا فرمایا: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا اس نے افترا باندھا بہت بڑے گناہ کا کیونکہ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

یہودیوں کے اپنے متعلق جھوٹے دعوے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف نہ دیکھا يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ جو اپنی جانوں کی صفائی اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ یہودیوں کا ذکر ہے وہ ایسا بیان کرتے تھے، اس کا بیان چھٹے پارے میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہود نے کہا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نہ بیٹا ہے نہ بیٹی ہے کیونکہ وہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے نہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو جنا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے جنا ہے۔

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے بندہ اپنی جگہ پاک صاف بنا پھرے تو اس کی کوئی حقیقت اور معنیٰ نہیں ہے وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ دیکھو کیسے افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا کہ کہتے ہیں "ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور پیارے ہیں" لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کس طرح جھوٹ بولتے ہیں وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ اور کافی ہے یہ صریح گناہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اور نیک بندوں کو بے دردی کے ساتھ شہید کرنے والے حق تعالیٰ کے دین کا اور پیغمبروں کی تعلیم کا انکار کرنے والے اور حق کا مقابلہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور پیارے بنتے پھریں۔

یہود اپنے افعال کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہوئے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا حصہ مِّنَ الْكِتٰبِ کتاب کا۔ ایک حصہ اس لئے کہ ساری توراۃ تو مانتے نہیں صرف وہ چیزیں مانتے ہیں جو ان کے مطلب کی ہیں اور کرتے کیا تھے يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ایمان لاتے ہیں وہ جبت پر اور طاغوت پر یعنی مشرکین مکہ کے بتوں پر اور شیطانی قوتوں پر ایمان لاتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں کے متعلق جو کافر ہیں هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى یہ کافر زیادہ ہدایت والے ہیں مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ان لوگوں سے جو ایمان لاتے ہیں راستے کے لحاظ سے کہ یہ کافر سچے ہیں اور ایمان والے سچے نہیں ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ وہی لوگ ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس لئے کہ معلوم ہونے کے

باوجود کہ حضرت محمد ﷺ سچے رسول ہیں اور ان کا پیغام سچا ہے پھر آپ ﷺ کے دین کو جھوٹا کہا اور جھوٹوں کو سچا بنا دیا وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ اور وہ شخص کہ جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ پس ہرگز نہیں پائے گا تو اس کے لیے کوئی مددگار۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ کیا ان کے لیے حصہ ہے بادشاہی میں سے فَاِذًا پس اس وقت یعنی ان کو ملک کا کوئی حصہ مل جائے لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا نہ دیں گے لوگوں کو تل برابر بھی۔ نقیر کا معنٰی ہے کھجور کی گٹھلی کے پیٹ میں جو نکتہ سا ہوتا ہے، اس کو نقیر کہتے ہیں، اس کا لازمی معنٰی کرتے ہیں تل برابر۔ یعنی یہ کسی کو تل برابر بھی کوئی شئے نہ دیں۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ کیا حسد کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ، مثلاً: آنحضرت ﷺ کے ساتھ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اس چیز پر جو دی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنے فضل سے فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ پس تحقیق دی ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب اور دانائی وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا اور دیا ہم نے ان کو بہت بڑا ملک، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی دی، حضرت داؤد علیہ السلام کو بادشاہی عطا فرمائی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا: اس اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو کل کائنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور خاتم النبیین بنایا۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

پھر ان میں بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان لائے اور ان میں سے بعض جنہوں نے اس سے اعراض کیا اور کافی ہے جہنم بھڑکتی ہوئی آگ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا عنقریب ان کو داخل کریں گے آگ میں، جب کبھی بھی جل جائیں گے

جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

چمڑے ان کے ہم بدل دیں گے کھالیں ان کے علاوہ دوسری، تاکہ وہ چکھیں عذاب کا مزا، بے شک اللہ تعالیٰ ہے غالب

حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ ع

حکمت والا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے عمل کئے اچھے، عنقریب ہم انہیں داخل کریں گے ایسے باغوں میں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۬

بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں، رہا کریں گے ان باغوں میں ہمیشہ، ان کے لیے باغوں میں جوڑے ہوں گے پاکیزہ،

وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ

اور ہم ان کو داخل کریں گے ایسے سائے میں جو گھنا ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تمہیں اس بات کا کہ ادا کرو تم امانتیں

اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

ان کے مالکوں کو، اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان یہ کہ تم فیصلہ کرو انصاف کے ساتھ، بے شک اچھی ہے

بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿58﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ چیز جس کی تمہیں نصیحت کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اے وہ لوگو!

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ

جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں سے حکم والے ہیں، پس اگر تم

تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جھگڑا کرو کسی چیز میں پس لوٹاؤ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اگر ہو تم ایمان رکھتے اللہ تعالیٰ پر

ع ۵ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿59﴾

اور آخرت کے دن پر، یہی بہتر اور بہت اچھا انجام کے اعتبار سے ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَدَّ: وہ باز رہا، رُک گیا، نُصْلِيْهِمْ: ہم داخل کریں گے انہیں، نَضِجَتْ: گل سڑ گئیں، جُلُوْدُهُمْ: ان کی جلدیں، چمڑے، بَدَّلْنٰهُمْ: ہم بدل دیں گے انہیں، غَيْرَهَا: ان کے علاوہ، يَذُوْقُوْا: وہ چکھیں، عَزِيْزًا: غالب، نُدْخِلُهُمْ: ہم داخل کریں گے انہیں، ظِلًّا: سایہ، ظَلِيْلًا: گھنا سایہ، الْاَمٰنٰتِ: امانتیں، حَكَمْتُمْ: تم نے فیصلہ کیا، اَنْ تَحْكُمُوْا: یہ کہ تم فیصلہ کرو، سَمِيْعًا: خوب سننے والا، بَصِيْرًا: دیکھنے والا، رُدُّوْهُ: لوٹاؤ اسے، تَاْوِيْلًا: حقیقت۔

ربط:

سابقہ آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (یعنی بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل) پر ہونے والے انعامات کا ذکر گیا تھا اب اسی کو مزید کھول کر بتایا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے جس نے کفر کیا ان کو جہنم کی سزا ملے گی اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے جنت ہے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ اس آیت کے دو شان نزول بیان کیے جاتے ہیں:

① روح المعانی میں ہے کہ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کے کلید بردار تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے چابی چھین لی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان بھی ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چابی ان کو

دے دو۔ لہٰذا کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ہی کے خاندان کے پاس رہی۔

② اگر اس سے اہل کتاب مراد ہوں تو پہلے اہل کتاب کا ذکر آچکا ہے تو یہاں ان کو خطاب ہے کہ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف پڑھے ہیں کتابوں میں وہ تمہارے پاس امانت ہیں ان کو ادا کرو۔

شانِ نزول:

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ایک صحابی تھے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی امارۃ میں ایک لشکر ان کے ساتھ بھیجا اس لشکر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ امیر لشکر نے گرمی میں جانے کا حکم دیا لوگوں نے کہا کہ کچھ ٹھہریں گرمی ہے اس پر انہوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے تمہیں امیر کا حکم ماننے کا نہیں کہا۔ پھر کہا کہ جنگل سے لکڑیاں لاؤ اور اس کو جلاؤ پھر کہا کہ اس آگ میں کود جاؤ۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم تو اسلام اسی لئے لائے تھے تا کہ آگ سے بچ جائیں چنانچہ ایک دوسرے کو روک لیا۔ جب آگ ٹھنڈی ہوگئی تو امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ اس واقعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس آگ میں چھلانگ لگا دیتے تو یہ خودکشی ہوتی کیونکہ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ اللهِ.

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے:

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ بِهٖ پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو ان پر ایمان لائے ' ضمیر لوٹ رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل در نسل میں سے وہ بھی ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡهُ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اعراض کیا گریز کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ میں سے نیک لوگ بھی ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور وہ بھی تھے جنہوں نے اعراض کیا کہ ایمان نہیں لائے وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سَعِیۡرًا شعلہ مارنے والی۔ دوزخ کے شعلوں سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ اس دنیا کی آگ میں لوہا اور بعض پتھر پگھل جاتے ہیں اور جہنم کی آگ اس سے ستر گنا تیز ہوگی، اگر وہاں مارنا مقصد ہو تو ایک شعلہ ہی کافی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَلَا یَحۡیٰی دوزخ میں نہ مرے گا نہ جئے گا'' مرے گا تو اس لئے نہیں کہ پھر سزا کون بھگتے گا اور اس حالت کی زندگی کوئی زندگی نہیں ہے۔

جہنمیوں کے عذاب میں کبھی کمی نہ ہوگی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بے شک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں کا سَوۡفَ نُصۡلِیۡهِمۡ نَارًا عنقریب ہم ان کو دوزخ کی آگ میں داخل کریں گے كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ جب کبھی جل جائیں گے چمڑے ان کے بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَیۡرَهَا بدل دیں گے ان کے لیے کھالیں ان کے علاوہ دوسری یعنی فوراً ان کو دوسری کھال دے

دی جائے گی کیونکہ لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ کہ وہ چکھیں عذاب کا مزا۔ دوسری جگہ قرآن میں آتا ہے ”يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا“ [پارہ: ۱۷، الحج: ۲۰] جب سر پر پانی ڈالا جائے گا تو سر سے لے کر پاؤں تک ساری جلد اتر جائے گی، پھر آگ کے شعلے اس کے ساتھ لگائے جائیں گے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان کا چمڑا ایک منٹ میں کتنی کتنی مرتبہ جلے گا اور دوسرا پہنایا جائے گا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی غلبہ نہیں حاصل کر سکتا اور ہر کام اس کا حکمت پر مبنی ہے۔

ایمان والوں کے انعامات کا تذکرہ:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے، صرف ایمان سے کچھ نہیں بنتا جب تک عمل ساتھ نہ ہو سَنُدْخِلُهُمْ عنقریب ہم ان کو داخل کریں گے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات میں، بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ان باغوں میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رہیں گے لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ جنتیوں کے لیے ان باغوں میں جوڑے ہوں گے پاکیزہ عورتوں کے لیے مرد اور مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا اور ہم ان کو داخل کریں گے سائے میں، جو گھنا ہوگا۔

حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم کرتا ہے اس بات کا کہ تم امانتیں ادا کرو ان کے مالکوں کو اگر کسی آدمی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے تو وہ اس کے حوالے کرے برابر ہے کہ وہ امانت مال کی ہو یا علم کی ہو یا مشورے کی ہو وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یہ کہ فیصلہ کرو انصاف کے ساتھ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ بے شک اچھی ہے وہ چیز جس کی اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ عدل سے کام لو امانت ادا کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ کی اطاعت ضروری ہے مخلوق کی نہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور ان کو جو تم میں سے حکم والے ہیں لیکن فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ پس اگر جھگڑا کرو تم کسی چیز میں کہ تم کچھ کہتے ہو اور حاکم کچھ کہتا ہے فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پس لوٹاؤ تم اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیونکہ مسلمانوں کی آخری عدالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اگر ہو تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر۔ اگر بادشاہ اور رعایا میں کوئی

جھگڑا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ وہ جو فیصلہ فرمائیں اس کو قبول کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔ فرمایا ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا یہی چیز بہتر ہے اور اچھی ہے انجام کے اعتبار سے کہ تم نے آخری عدالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیا ہے۔ اس آیت کا شانِ نزول اہم نکات میں بیان ہو چکا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

کیا نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ ایمان لائے اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

کی طرف اور اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ارادہ کرتے ہیں اس کا کہ اپنا فیصلہ لے جائیں سرکش کی طرف،

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿60﴾ وَاِذَا قِيْلَ

اور تحقیق ان کو حکم دیا گیا ہے اس کا انکار کریں اس طاغوت کا، اور چاہتا ہے شیطان یہ کہ ان کو، گمراہی دور کی۔ اور جب ان کو کہا

لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ

گیا آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿61﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ

اعراض کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرنا۔ پس کیسا ہوا جب پہنچی ان کو مصیبت اس سبب سے جو بھیجا آگے

اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ

ان کے ہاتھوں نے (اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کے بدلے)۔ پھر گئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی،

اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿62﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ

نہیں ارادہ کیا تھا ہم نے مگر اصلاح کرنے کا۔ اور دونوں کے درمیان موافقت پیدا کرنے کا۔ یہ وہی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے

قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

جو ان کے دلوں میں ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں اور ان کو نصیحت کریں اور کہیں ان کو ان کے نفسوں کے بارے

قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا ﴿63﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

میں ایسی بات جو ان کے دلوں کی تہہ تک پہنچے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

کے حکم سے۔ اور اگر بے شک وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، پس معافی مانگے اللہ تعالیٰ

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے معافی مانگیں البتہ پائے وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَزْعُمُوْنَ: گمان کرتے ہیں، اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا: وہ کہ وہ فیصلہ لے جائیں، اُمِرُوْٓا: انہیں حکم کیا گیا، يُضِلَّهُمْ: گمراہ کردے انہیں وہ، ضَلٰلًا: گمراہی، رَاَيْتَ: تونے دیکھا، الْمُنٰفِقِيْنَ: منافق لوگ، يَصُدُّوْنَ: وہ روکتے ہیں، صُدُوْدًا: رکنا، منہ موڑنا، جَآءُوْكَ: وہ آئے آپ کے پاس، يَحْلِفُوْنَ: وہ قسمیں کھاتے ہیں، اَرَدْنَآ: ہم نے ارادہ کرلیا، تَوْفِيْقًا: توفیق دینا، میل ملاپ، اَعْرِضْ: تو اعراض کر، عِظْهُمْ: تو نصیحت کر انہیں، بَلِيْغًا: موثر، پہنچنے والا، لِيُطَاعَ: تاکہ اس کی اطاعت کی جائے، اِسْتَغْفَرَ: استغفار کیا، وَجَدُوْا: انہوں نے پایا۔

ربط:

① اوپر کی آیات میں یہود کا ذکر تھا اب ان آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو یہود سے نکل کر منافق بنے ان کا ذکر ہے۔

② اوپر گزرا کہ اگر تمہارا اختلاف ہوجائے کسی معاملے میں تو فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ آگے اس کے متعلق واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک منافق جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتا تھا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کیلئے نہیں آیا۔

شان نزول:

ایک منافق جس کا نام بشر تھا اُس کا ایک یہودی کیساتھ زمین پر جھگڑا ہوگیا۔ یہودی نے کہا کہ فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرواتے ہیں منافق کہتا تھا۔ کہ کعب بن اشرف سے کروائیں گے بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کیلئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں کردیا۔ اس کے بعد منافق نے یہودی سے کہا کہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے۔ لہٰذا اُن کے پاس فیصلہ کیلئے گئے تو یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرچکے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہرو میں گھر سے ہوکر آتا ہوں۔ چنانچہ گھر جاکر تلوار لائے اور اس منافق کی گردن تن سے جدا کردی۔ اور فرمایا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا ہے اُس کے لیے پھر یہ فیصلہ ہے اس کو یہاں بیان فرمایا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر بالفرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کر

بھی دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی فوقیت لازم آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطاع نہ ہوتے مخلوق کے بلکہ مطیع بن جاتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے مطیع اور مخلوق کیلئے مطاع ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف يَزْعُمُوْنَ جو خیال کرتے ہیں اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا کہ بے شک وہ ایمان لائے ہیں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قرآن اور حدیث وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے توراۃ، انجیل، زبور وغیرہ کہ ہم تمام کتابوں کو مانتے ہیں يُرِيْدُوْنَ ارادہ کرتے ہیں اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اس بات کا کہ اپنا فیصلہ لے جائیں اِلَى الطَّاغُوْتِ سرکش کی طرف یعنی کعب ابن اشرف یہودی کی طرف وَقَدْ اُمِرُوْٓا اور تحقیق ان کو حکم دیا گیا ہے اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ اس کا کہ وہ طاغوت کا انکار کریں سرکشوں اور نافرمانوں کا انکار کریں وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اور چاہتا ہے شیطان اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یہ کہ ان کو گمراہ کرے گمراہی دور کی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جب ان کو کہا گیا تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وَاِلَى الرَّسُوْلِ اور آؤ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کو يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا اعراض کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کرنا۔ یہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنے کے لیے تیار ہی نہیں تھے۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ پس کیا ہوا جب پہنچی ان کو مصیبت کہ بشر منافق کا سر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قلم کر دیا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اس سبب سے جو آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے یہ ان کے ہاتھوں کے اپنے کرتوت تھے جس کی سزا پائی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں ہوسکتا عدالتِ عظمیٰ کے بعد انہوں نے ماتحت عدالت کی طرف رجوع کیا ثُمَّ جَآءُوْكَ پھر آئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا نہیں ارادہ کیا تھا ہم نے مگر دونوں کے درمیان اصلاح کرنے کا اور موافقت پیدا کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو رد کرنا مقصود نہیں تھا۔ مطلب یہ تھا کہ دونوں آپس میں اتفاق اور صلح کر لیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہی لوگ ہیں يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو ان کے دلوں میں ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اعراض کریں وَعِظْهُمْ اور ان کو نصیحت کریں وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اور کہہ ان کو ان کے نفسوں کے بارے میں قَوْلًا بَلِيْغًا ایسی بات جو ان کے دلوں کی تہہ تک پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے ان کو سمجھانا اور اخلاص کے ساتھ ان کو سمجھا دیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اس لئے کہ اس کی

اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اگر ماتحت عدالت کی بات مانی جاتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ماتحت عدالت کا
حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نافذ ہوتا یہ بات تو اصول کے خلاف تھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور اگر بے شک وہ لوگ
جب انہوں نے ظلم کیا جانوں پر جَآءُوْكَ آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ پس وہ معافی مانگتے اللہ تعالیٰ
سے اس طرح کہ اپنا نفاق چھوڑ کر صحیح معنی میں ایمان لاتے اور کہتے کہ حضرت! ہم نے منافقت ترک کر دی ہے اور دھڑا
ختم کر دیا ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے لَوَجَدُوا اللّٰهَ البتہ پاتے وہ اللہ تعالیٰ کو تَوَّابًا
رَّحِيْمًا توبہ قبول کرنے والا مہربان ان کو تو اس طرح کرنا چاہیے تھا الٹا معاملے کو بدل کر آئے ہیں اور بہانے بناتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

پس قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نہ بنائیں اپنے تنازعات میں

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿65﴾ وَلَوْ

پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی اس چیز کے متعلق جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا اور تسلیم کریں کھلے دل سے، اور اگر

اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ

بے شک ہم لکھ دیتے ان پر یہ کہ قتل کرواپنی جانوں کو یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے تو یہ لوگ نہ کرتے اس کارروائی کو مگر بہت تھوڑے

مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا

ان میں سے اور اگر بے شک وہ کریں اس چیز کو جس کی ان کو نصیحت کی جا رہی ہے البتہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوگا

لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿66﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿67﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ

اور ہوگا زیادہ ثابت قدم رکھنے میں۔ اور اس وقت البتہ ہم ان کو دیں گے اپنی طرف سے اجر بہت بڑا۔ اور البتہ ہم ان

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿68﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ

کو ہدایت دیں گے صراطِ مستقیم کی۔ اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اللہ تعالیٰ کے نبی اور صدیق اور شہید ہونے والے اور نیک اور اچھا ہے

ع وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿69﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿70﴾

ان لوگوں کی رفاقت حاصل کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُحَکِّمُوْكَ: وہ فیصل بنائیں آپ کو، شَجَرَ: اختلاف ہوا، یَجِدُوْا: وہ پائیں، حَرَجًا: حرج، تنگی، مضائقہ، قَضَیْتَ: آپ نے فیصلہ کیا، یُسَلِّمُوْا: وہ تسلیم کریں، کَتَبْنَا: ہم نے فرض کیا، اُخْرِجُوْا: تم نکل جاؤ، مَا فَعَلُوْهُ: انہوں نے نہیں کیا، یُوْعَظُوْنَ: انہیں نصیحت کی جاتی ہے، مِّنْ لَّدُنَّآ: ہماری طرف سے، لَهَدَیْنٰهُمْ: البتہ ہم نے ہدایت دی، صِرَاطًا: راستہ، مُسْتَقِیْمًا: سیدھا، اَنْعَمَ: اس نے انعام کیا، اَلصِّدِّیْقِیْنَ: صدیق، سچے، حَسُنَ: اچھا ہے، رَفِیْقًا: ساتھی۔

ربط:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر منافق کا سر قلم کیا تو دوسرے منافقین نے احتجاج کیا کہ ہم مسلمان ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ان کے اس بیان پر اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اسلام کا معیار بیان فرمایا۔

اہم نکات: حاکم اور حکم میں فرق:

حَکَم وہ ہوتا ہے کہ فریقین دل سے اس کو مانیں۔ اور حاکم وہ ہوتا ہے کہ فریقین راضی ہوں یا نہ ہوں فیصلہ اس کا مانا جاتا ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

ربط: اوپر ذکر تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہیں اب جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ان کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ پس قسم ہے تیرے ربّ کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم اٹھاتے ہیں کس بات پر؟ اس بات پر لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نہ بنائیں اور ظاہر بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں تو اس سے زیادہ جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ اپنی ذات کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ یہ مومن نہیں بن سکتے جب تک اے نبی کریم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا منصف اور حکم نہ تسلیم کریں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ پس تیرے ربّ کی قسم ہے یعنی مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم نہ تسلیم کریں یعنی جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو دل سے نہ تسلیم کریں کسی چیز کے بارے میں فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ہر اس چیز میں جو ان کے درمیان جھگڑا ہو ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی مِّمَّا قَضَیْتَ اس چیز کے متعلق جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور تسلیم کریں کھلے دل سے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اور اگر بے شک ہم ان پر لکھ دیتے اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یہ کہ قتل کروا پنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یا ہم یہ حکم لکھ دیتے اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ تو یہ لوگ نہ کرتے اس کارروائی کو مگر بہت تھوڑے ان میں سے، ہم نے تمہیں سخت احکام نہیں دیئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ اور اگر بے شک وہ کریں اس چیز کو جس کی ان کو نصیحت کی جارہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول اور فعل کو تسلیم کرو، اگر یہ ایسا کریں لَكَانَ خَيْرًا البتہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوگا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا اور زیادہ سخت ہوگا ثابت قدم رکھنے میں اس سے ان کا ایمان محفوظ رہے گا اور یہ ثابت قدم رہیں گے۔

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ اور اس وقت البتہ ہم ان کو دیں گے مِّنْ لَّدُنَّآ اپنی طرف سے اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ اجر بہت بڑا۔ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا اور البتہ ہم ان کو ہدایت دیں گے صراطِ مستقیم کی ایمان اور نیکیوں کی برکت سے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کا انعام:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ آگے ان کا ذکر ہے مِّنَ النَّبِيّٖنَ اللہ تعالیٰ کے نبی۔ سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر ہے کہ ان کو نبوت اور رسالت عطا فرمائی۔ لوگوں کی اصلاح کے لیے ان کو منتخب فرمایا۔ ان کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں گزری وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اور صدیقین ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے اور اللہ کے نیک بندے۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اور ان لوگوں کی جنت میں رفاقت حاصل کرنا بہت ہی اچھا ہے لازمی امر ہے کہ جب ان کی رفاقت حاصل ہوگی تو اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا۔ وہ تمہارے ظاہر کو باطن کو نیتوں کو کردار کو خوب جانتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے لے لو اپنے بچاؤ کا سامان، پس کوچ کرو گروہ در گروہ یا کوچ کرو اکٹھے۔ اور بے شک تم میں سے

لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

کچھ وہ ہیں البتہ جو تاخیر کرتے ہیں، پس اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت، کہتے ہیں تحقیق اللہ نے مجھ پر انعام کیا ہے جب کہ نہیں تھا

شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ

ان کے ساتھ حاضر۔ اور اگر پہنچتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضل، البتہ ضرور کہتا ہے گویا کہ نہیں ہے تمہارے اور اس

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ

کے درمیان دوستی، (کہتا ہے) کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو میں بھی کامیابی حاصل کرتا کامیابی بڑی۔ پس چاہئے کہ لڑیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں، اور جو لڑے گا اللہ تعالیٰ کے راستے میں،

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ

پس وہ قتل کیا جائے گا یا غالب آئے گا پس عنقریب ہم دیں گے اس کو اجر بہت بڑا۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نہیں لڑتے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور کمزور مردوں کی حمایت میں اور عورتوں کی حمایت میں اور بچوں کی خاطر۔ جو کہتے ہیں

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ

اے ہمارے پروردگار! نکال ہمیں اس بستی سے کہ اس کے رہنے والے ظالم لوگ ہیں۔ اور بنا دے ہمارے لئے

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

اپنی طرف سے کوئی حمایتی اور بنا ہمارے لئے اپنی طرف سے مدد کرنے والا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے لڑتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ جو کافر ہیں لڑتے ہیں طاغوت کی راہ میں۔ پس لڑو تم

اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ع ۶

شیطان کے حمایتیوں سے بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حِذْرَكُمْ: تمہارا بچاؤ، ثُبَاتٍ: متفرق، جدا جدا، اِنْفِرُوْا: تم نکلو، کوچ کرو، لَيُبَطِّئَنَّ: البتہ ضرور دیر لگائے گا، لَّمْ اَكُنْ: میں نہیں تھا، لَيَقُوْلَنَّ: وہ ضرور بالضرور کہے گا، مَوَدَّةٌ: محبت، دوستی، يٰلَيْتَنِيْ: کاش میں، اَفُوْزَ: میں کامیاب ہوتا، فَوْزًا: کامیابی، فَلْيُقَاتِلْ: پس چاہیے کہ وہ قتال کریں، يَشْرُوْنَ: وہ بیچتے ہیں، يَغْلِبْ: غالب ہو جائے، نُؤْتِيْهِ: ہم

دیتے ہیں اسے، لَاتُقَاتِلُوْنَ: تم قتال نہیں کرتے، اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ: کمزور کیے ہوئے، اَلْوِلْدَانِ: بچے، اَخْرِجْنَا: ہمیں نکال، اَلظَّالِمِ: ظالم، یُقَاتِلُوْنَ: وہ قتال کرتے ہیں، کَیْدَ: چال، مکر، تدبیر۔

ربط:

ابھی آپ نے لفظ شُھَدَآءَ پڑھا۔ شہید وہ ہوگا جو اللہ کی راہ میں لڑا ہو۔ اس کی موافقت کی وجہ سے آگے جہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔

اگر مسلمان عورت کو کافر قید کرلیں تو مسلمانوں پر اس کو چھڑوانا واجب ہے:

وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ مومنوں کو جہاد کی ترغیب ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ سراجیہ اور عالمگیری میں ہے کہ اِمْرَاَۃٌ سُبِیَتْ فِی الْمَشْرِقِ وَجَبَ عَلٰی اَھْلِ الْمَغْرِبِ اَنْ یُّخَلِّصُوْھَا. کہ مشرق میں اگر کسی مسلمان عورت کو کافر قید کرلیں تو اہل مغرب کے مسلمانوں پر اس کو چھڑوانا واجب ہے۔

تفسیری نکات: اپنی جان کی حفاظت کا حکم:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خُذُوْا حِذْرَکُمْ لے لو اپنے بچاؤ کا سامان یعنی دشمن کے مقابلے میں اپنی پوزیشن مضبوط کرو اور اپنے بچاؤ اور حفاظت کا ایسا طریقہ اختیار کرو کہ دشمن کی زد میں نہ آؤ۔ یہ آیات اگرچہ جہاد کے متعلق ہیں مگر مومن مرد ہو یا عورت ان کے لیے شرعاً حکم ہے کہ جہاد کی حالت کے علاوہ بھی اپنی جان کی حفاظت کرے یہ جان کسی کی ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا پس کوچ کرو گروہ در گروہ اکٹھے ثُبَاتٍ، ثَبِتَۃٌ کی جمع ہے اور ثَبِتَۃٌ کا معنیٰ ہے گروہ یہ تمہاری صواب دید پر موقوف ہے تمہارا کمانڈر جس طرح حکم دے اس طرح کرو۔ اگر وہ کہے کہ تھوڑے تھوڑے جاؤ تو تھوڑے تھوڑے جاؤ جس طرح فوجی دستے جاتے ہیں اور اگر وہ کہے کہ اکٹھے جاؤ تو اکٹھے جاؤ۔

منافقین کا جہاد سے جان چھڑانا:

وَاِنَّ مِنْکُمْ اور بے شک تم میں سے کچھ لَمَنْ البتہ وہ ہیں لَّیُبَطِّئَنَّ البتہ جو تاخیر کرتے ہیں لیٹ ہوتے ہیں یہ منافقوں کی بات ہے اس لئے مِنْکُمْ فرمایا: کیونکہ کلمہ تو وہ بھی پڑھتے تھے نمازیں بھی پڑھتے تھے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے تھے مگر جب جہاد کا موقع آتا تھا ٹال مٹول کرتے تھے کہ کسی طرح ہماری جان بچ جائے فَاِنْ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ پس اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت یا تم میں سے کچھ شہید ہو جائیں یا زخمی ہو جائیں یا شکست ہو جائے قَالَ تو منافق کہتا ہے قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کیا ہے کس طرح اِذْ لَمْ اَکُنْ مَّعَھُمْ شَھِیْدًا جب کہ نہیں تھا میں ان کے ساتھ حاضر کیونکہ میں ساتھ ہوتا تو میں بھی مارا جاتا۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللهِ اور اگر پہنچتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضل یعنی فتح حاصل ہوتی ہے مالِ غنیمت ملتا ہے تو پھر لَيَقُوْلَنَّ البتہ ضرور کہتا ہے كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ گویا کہ نہیں ہے تمہارے اور اس کے درمیان دوستی ۔ بے باک اور بے حیا ہو کر کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا تو میں بھی کامیابی حاصل کرتا کامیابی بڑی ۔ یعنی جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی ہے، مالِ غنیمت ہاتھ آتا ہے تو پھر کہتا ہے کاش! میں بھی ساتھ ہوتا تو ان چیزوں میں شریک ہوتا تو ایسے لوگ بھی تھے اور ہیں کہ بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں مگر ہیں منافق۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ پس چاہیے کہ لڑیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ وہ لوگ جو بیچتے ہیں الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے میں یہاں يَشْرُوْنَ کا معنیٰ بیچنا ہے تو جو دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے بیچتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑیں۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اور جو لڑے گا اللہ تعالیٰ کی راہ میں فَيُقْتَلْ پس وہ قتل کیا جائے گا یعنی شہید ہوگا اور اَوْ يَغْلِبْ یا غالب آئے گا فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا پس عنقریب ہم اس کو اجر بہت بڑا دیں گے۔

مظلوم مسلمانوں کے لیے جہاد کرنے کا حکم:

وَمَا لَكُمْ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے اے ایمان والو! لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تم نہیں لڑتے اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ اور کمزور مردوں کی حمایت میں عورتوں کی حمایت میں اور بچوں کی حمایت میں کیوں نہیں لڑتے الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ جو کہتے ہیں رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا اے ہمارے ربّ! نکال ہمیں مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اس بستی سے کہ اس کے رہنے والے ظالم لوگ ہیں جیسا کہ اس وقت کشمیر، فلسطین، برما، عراق اور افغانستان میں ہماری عزت آبرو ضائع ہو رہی ہے اے مسلمانو! تم کیوں نہیں لڑتے؟ کمزور مرد عورتیں مسلمان اور بچے کہتے ہیں اے پروردگار! وَاجْعَلْ لَّنَا اور بنا دے ہمارے لئے مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا اپنی طرف سے کوئی حمایتی وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا اور بنا دے ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مدد کرنے والا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وہ لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ وہ لڑتے ہیں طاغوت کی راہ میں فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ پس لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے۔ یاد رکھنا "اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ کفر ایک ہی ملت ہے" چاہے کسی شکل اور رنگ میں ہوں سب شیطان کے ساتھی ہیں ان سے لڑو۔ فرمایا اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کس کی تدبیر چل سکتی ہے؟

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو کہا گیا روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز کو اور دو تم زکوٰۃ پس جو وقت

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ

لکھا گیا، فرض کیا گیا ان پر لڑنا، اچانک ان میں سے ایک گروہ ڈرنے لگا لوگوں سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے

اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ

یا اس سے بھی زیادہ سخت ڈر، اور کہا انہوں نے اے ہمارے پروردگار! کیوں لکھا تو نے ہم پر لڑنا۔ کیوں نہ تو نے مہلت دی

اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ

ہمیں قریب تھوڑی مدت تک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت بہت بہتر ہے اس شخص کے لیے جو

اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿77﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ

ڈرتا ہے، اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے برابر بھی۔ جہاں بھی تم ہو گے پالے گی تمہیں موت، اور اگرچہ ہو تم ایسے قلعوں میں

مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

جو چونا گچ ہیں۔ اور اگر پہنچے ان کو کوئی بھلائی اور راحت کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے ان کو کوئی تکلیف

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ

کہتے ہیں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تیری طرف سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس کیا ہو گیا

الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿78﴾

اس قوم کو نہیں قریب کہ سمجھیں بات کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كُفُّوْٓا: روکے رکھو، يَخْشَوْنَ: وہ ڈرتے ہیں، كَتَبْتَ: تو نے فرض کیا، لَوْلَآ: کیوں نہ، اَخَّرْتَنَآ: تم نے ہمیں موخر کیا، يُدْرِكْكُّمُ: پالے گی موت تم کو، بُرُوْجٍ: بلند عمارتیں، مُشَيَّدَةٍ: مضبوط، تُصِبْهُمْ: پہنچے ان کو، عِنْدِكَ: تیری طرف سے، يَكَادُوْنَ: وہ قریب ہوتے، يَفْقَهُوْنَ: وہ سمجھتے ہیں۔

ربط:

اوپر جہاد کا ذکر تھا آگے اسی سلسلے میں فرمایا کہ جب جہاد فرض نہیں تھا لوگ جہاد کی آرزو کرتے جب فرض ہو گیا تو لوگ اُس سے ڈرنے لگے مگر یاد رکھو کہ جہاد سے ڈرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں بلکہ منافقین تھے یہ انہی منافقین کی

مذمت ہو رہی ہے۔

اہم نکات:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ منافقین تھے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ یہ مومنین کا طبعی خوف تھا اور طبعی خوف ایمان کے منافی نہیں ہے۔

فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ بروج جمع ہے برج کی بمعنی قلعہ اور مُشَیَّدة کے دو معنی ہے ① چونا گچ کیا ہوا قلعہ۔ ② یاشَیَّدَ بمعنی ارتفع سے یعنی اونچے قلعے)۔

تفسیری نکات: بعض لوگوں کا جہاد سے ڈرنا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ کیا نہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف قِیْلَ لَهُمْ جن کو کہا گیا كُفُّوْٓا اَیْدِیَكُمْ روکو اپنے ہاتھوں کو یعنی لڑو نہ بلکہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز کو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوۃ یہ کس نماز کا حکم تھا اس کو سمجھ لیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبل نور کی چوٹی پر غارِ حرا میں نبوت ملی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر تشریف لائے تو احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کی چوٹی پر پانی کا چشمہ ظاہر فرما دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح وضو کرنا ہے اور نماز بھی بتائی فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ پس جب لکھا گیا فرض کیا گیا ان پر لڑنا اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ تو اچانک ان میں سے ایک گروہ یَخْشَوْنَ النَّاسَ ڈرنے لگا لوگوں سے كَخَشْیَةِ اللّٰهِ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً یا اس سے بھی زیادہ سخت ڈرنا۔ یاد رکھنا طبعی طور پر کسی چیز سے ڈرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے۔ مثلاً: سانپ سے ڈرنا، چیتے سے ڈرنا، دشمن سے خوف کھانا اس سے ایمان پر کسی قسم کی زد نہیں پڑتی وَقَالُوْا رَبَّنَا اور کہا انہوں نے اے ہمارے پروردگار! یہ منافقوں نے کہا، کیونکہ مدینہ طیبہ میں منافق پیدا ہو گئے تھے۔ لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ کیوں لکھا تو نے ہم پر لڑنا جہاد کیوں فرض کیا؟ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِیْبٍ کیونکہ تو نے مہلت دی تھوڑی مدت تک ابھی ہم پر لڑائی فرض نہ ہوتی کیونکہ لڑیں گے تو مارے جائیں گے دنیا میں رہنے کا کچھ اور موقع ملنا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے کتنی دیر رہو گے؟ پانچ سال، دس سال، پچاس سال، سو سال، آخر مرنا ہے وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى اور آخرت بہت بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے تقویٰ کا معنیٰ ہے نافرمانی سے بچنا وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر بھی فَتِیْلًا کہتے ہیں کھجور کی گٹھلی کے اندر جو دھاگہ ہوتا ہے، یعنی اتنا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

موت سے کسی کو بھی مفر نہیں:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا جہاں بھی تم ہو گے يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ پالے گی تمہیں موت، موت سے کوئی بچ نہیں سکتا وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ اگرچہ ہو تم ایسے قلعوں میں جو چونا گچ ہیں، پہلے زمانے میں جو پختہ مکان بنائے جاتے تھے، وہ چونے سے پختہ کیے جاتے تھے۔ یعنی اگر کوئی شخص ایسا قلعہ تیار کرے، جس کی دیواریں چونے سے بنی ہوئی ہوں، بڑا مضبوط ہو کہ ہوا کے اندر جانے کی گنجائش بھی نہ ہو، اس میں چھپ کر بیٹھ جائے، موت کا فرشتہ وہاں بھی آجائے گا وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ اور اگر پہنچے ان کو کوئی بھلائی اور راحت يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یہ منافقوں کی بات ہے جو بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، مسلمانوں کو اگر کوئی راحت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچے ان کو کوئی تکلیف يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ کہتے ہیں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تیری وجہ سے ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے راحت بھی تکلیف بھی فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ پس کیا ہو گیا ہے اس قوم کو لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا نہیں قریب کہ سمجھیں بات کو کہ اپنا قصور مان لیں کہ ہم منافق ہیں اور ہم نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا اور یہ ان کی شامت ہے الٹا کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہمیں تکلیف پہنچی ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

اے انسان! جو پہنچتی ہے تجھے کوئی راحت اور بھلائی پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور جو پہنچتی ہے کوئی تکلیف اور مصیبت

فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى

پس وہ تیرے نفس کی وجہ سے ہے۔ اور ہم نے بھیجا ہے آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر، اور کافی ہے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿79﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ

اللہ تعالیٰ گواہ۔ جو شخص اطاعت کرے گا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی۔ اور وہ شخص جس نے

تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿80﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت سے روگردانی کی پس نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر نگران۔ اور کہتے ہیں ہمارا کام ہے اطاعت

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ

کرنا پھر جب وہ نکلتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے رات کو مشورے کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے اس کے خلاف جو

تَقُوْلُ ۚ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ لکھتا ہے جو مشورہ رات کے وقت کرتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والا۔ کیا پس یہ لوگ قرآن کریم میں غور وفکر نہیں کرتے ؟

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

اور اگر ہوتا یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے البتہ وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَصَابَكَ: تجھے پہنچے، نَفْسِكَ: تیری ذات، اَطَاعَ: اس نے اطاعت کی، حَفِيْظًا: نگراں، طَاعَةٌ: فرمانبرداری، بَيَّتَ: اس نے رات کے وقت مشورہ کیا، يُبَيِّتُوْنَ: وہ رات کو سوچتے ہیں، وَكِيْلًا: کارساز، اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ: کیا وہ سمجھتے نہیں ہیں، اِخْتِلَافًا: اختلاف۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ منافقین کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی نسبت نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہیں حالانکہ یہ نہایت قبیح بات اور سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ ان آیات میں ان کی تکالیف کا سبب اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ اوپر منافقین کا ذکر تھا آگے فرمایا کہ انہوں نے قرآن کریم پر غور نہ کیا اگر کرتے تو ایمان لے آتے۔

تفسیری نکات: انسان کو جو تکلف پہنچتی ہے اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ اے انسان! جو پہنچتی ہے تجھے کوئی راحت اور بھلائی فَمِنَ اللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مَآ اَصَابَكَ میں خطاب ہے ہر انسان کو اور مقدر عبارت یوں بنے گی "مَآ اَصَابَكَ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مِنْ حَسَنَةٍ" جو پہنچتی ہے تجھے اے انسان! کوئی بھلائی فَمِنَ اللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور اس کی مہربانی ہے وَمَآ اَصَابَكَ اور جو پہنچتی ہے تجھے اے انسان! مِنْ سَيِّئَةٍ کوئی تکلیف اور مصیبت فَمِنْ نَّفْسِكَ وہ تیرے نفس کی وجہ سے ہے اس میں تیرے کسی گناہ اور عیب کا دخل ہے اور یہ عمومی ضابطہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر معصوم ہیں اور تکلیفیں ان کو بھی آئی ہیں تو وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جو تکلیفیں آئی ہیں وہ کسی گناہ کے نتیجے میں نہیں ہوتیں کیونکہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں صغیرہ سے بھی اور کبیرہ سے بھی، پیغمبروں کی تکلیفیں ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوتی ہیں۔ آگے فرمایا وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ

رَسُوْلًا اور ہم نے اے محمد ﷺ! آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر دنیا میں تشریف لائے وہ مخصوص قوموں کے لئے آئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تبلیغ ان الفاظ سے شروع ہوتی ''یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی'' [ہود] اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا قُلْ آپ ﷺ فرما دیں یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف [الاعراف] بلکہ آپ ﷺ جنات کے بھی پیغمبر تھے۔ چنانچہ سورۃ الرحمٰن میں انسانوں اور جنوں دونوں کا ذکر ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اے انسانوں اور جنوں کے گروہ! وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ یعنی ہمارے ظاہر و باطن کے سب حالات اس کے سامنے ہیں۔

آپ ﷺ کی اتباع دراصل اللہ کی اطاعت ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ جو شخص اطاعت کرے گا رسول ﷺ کی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ تحقیق تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو کیا ہے وہ کرو اور جس سے منع فرمایا ہے اس کے قریب نہ جاؤ [الاحزاب] جس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وَمَنْ تَوَلّٰى اور جس شخص نے اطاعت سے روگردانی کی منہ موڑا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا پس نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگران بنا کر۔ آپ ﷺ کا کام ہے سمجھا دینا۔

منافقین کا طرزِ عمل:

وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ اور کہتے ہیں ہمارا کام ہے اطاعت کرنا۔ یہ منافقوں کا ذکر ہے جب وہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوتے تو کہتے کہ حضرت! ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے اور آپ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے حاضر ہیں فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ پھر جب وہ نکلتے ہیں آپ ﷺ کے پاس سے یعنی آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو بَیَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ رات کو مشورہ کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ اس کے خلاف جو آپ ﷺ ان کو کہتے ہیں۔ مثلاً: آپ ﷺ نے مجلس میں طے کیا کہ فلاں مقام پر جہاد کے لیے آدمیوں کو بھیجنا ہے فلاں کام اس طرح کرنا ہے اور فلاں کام اس طرح کرنا ہے مگر ان منافقوں کی مرضی نہیں ہوتی تو یہ جا کر رات کو مشورہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے احکام کو کس طرح ٹالنا ہے؟ کس بہانے سے ہماری جان بچ سکتی ہے؟ اور مجلس میں بڑھ چڑھ کر باتیں کریں گے وَاللّٰهُ یَكْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ اور اللہ تعالیٰ لکھتا ہے جو مشورے وہ رات کے وقت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود تو نہیں لکھتا اس نے فرشتے مقرر فرمائے ہوئے ہیں وہ نامۂ اعمال لکھتے ہیں فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں، ان کی باتوں پر توجہ ہی نہ دیں وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کام بنانے والا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

قرآن پر غور وفکر کرنے کا حکم:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا پس یہ لوگ قرآن پاک میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں؟ میں کہتا ہوں اگر کوئی مرد یا عورت قرآن پاک کا لفظی ترجمہ ہی پڑھ لے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایمان کی حقیقت سمجھ آجائے گی اور کفر و شرک کی برائی سمجھ آجائے گی۔ آج ہمارے اندر جتنی کمزوریاں ہیں، ان کی وجہ صرف قرآن پاک سے دوری ہے قرآن پاک کو سمجھا نہیں ہے قرآن پاک کو سمجھنا صرف مولویوں اور طالب علموں کا کام نہیں ہے قرآن پاک کا پڑھنا سمجھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ اگر ہوتا یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا البتہ پاتے وہ اس میں بہت سارا اختلاف۔ حالانکہ اس میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں ہے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب آتا ہے ان کے پاس کوئی معاملہ امن کا یا خوف کا وہ اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر لوٹائے اس معاملے کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ

کی طرف اور ان کی طرف جو ان میں سے صاحب امر ہیں، یعنی رائے والے ہیں۔ البتہ جان لیں اس کو وہ لوگ جو خوب تحقیق کر سکتے ہیں

مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

ان میں سے۔ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا تم پر اور اس کی رحمت ومہربانی، البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی مگر بہت تھوڑے۔

فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

پس لڑو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں تکلیف دی جائے گی تجھے مگر تیری جان تک، اور ایمان والوں کو جہاد پر آمادہ کریں قریب ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

کہ اللہ تعالیٰ یہ کہ روک دے گرفت ان لوگوں کی جو کافر ہیں، اور اللہ تعالیٰ سخت ہے گرفت میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

جو شخص سفارش کرے گا اچھی سفارش، ہوگا اس کے لیے اس سفارش میں حصہ اور جو سفارش کرے گا بری سفارش اس کے لیے

سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿85﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

ہوگا حصہ اس میں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جب تم کو دعا دی جائے سلام کے ساتھ

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿86﴾ اَللّٰهُ لَآ

پس تم بھی دعا دو اس سے بہتر طریقے سے یا اسی کو لوٹا دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے، نہیں

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ

کوئی معبود مگر وہی، البتہ وہ ضرور جمع کرے گا قیامت والے دن، جس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے اور کون زیادہ سچا ہے

مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿87﴾ ع ۸

اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَمْنِ: امن، بے خوفی، اَذَاعُوْا: انہوں نے مشہور کیا، رَدُّوْهُ: وہ لوٹائیں اسے، لَعَلِمَهُ: البتہ وہ جان لیتا اسے، يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ: وہ جو تحقیق کرتے ہیں اس کی، لَاتَّبَعْتُمُ: البتہ تم پیچھے چلتے، فَقَاتِلْ: تو قتال کر، حَرِّضِ: ترغیب دے، يَكُفَّ: وہ ہٹادے، بَاْسًا: لڑائی، تَنْكِيْلًا: رسوا کرنا، كِفْلٌ: حصہ، ذمہ، مُقِيْتًا: نگران، حُيِّيْتُمْ: تمہیں دعا دی جائے، تَحِيَّةٍ: دعائے خیر، فَحَيُّوْا: سلام کرو، رُدُّوْهَا: لوٹاؤ اسے، لَيَجْمَعَنَّكُمْ: البتہ وہ ضرور اکٹھا کرلے گا تمہیں، اَصْدَقُ: زیادہ سچا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی منافقین کے الزامات کی تردید تھی اور ان آیات میں بھی منافقین کی شرارتوں اور افواہوں کا تذکرہ ہے اور ان کی مذمت ہے۔

ربط:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً اوپر جہاد کا ذکر تھا اس کے بعد یہاں سفارش کا ذکر ہے کیونکہ بعض اوقات مجاہد کیلئے سفارش کی جاتی ہے۔

تفسیری نکات: ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اور جب آتا ہے ان کے پاس کوئی معاملہ امن کا یا خوف کا اَذَاعُوْا بِهٖ وہ اس کو مشہور کر دیتے ہیں وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ اور اگر لوٹاتے اس معاملے کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وَاِلٰٓى

اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ اوران کی طرف جو ان میں صاحب امر ہیں یعنی رائے والے ہیں اور سمجھدار ہیں لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ البتہ جان لیں اس کو وہ لوگ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ان میں سے جو خوب تحقیق کر سکتے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی اِلَّا قَلِيْلًا مگر بہت تھوڑے۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس لڑو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ منافق جہاد میں شریک نہیں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑیں لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہیں دی جائے گی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان تک یعنی آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس کا مکلّف بنایا گیا ہے وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور برانگیختہ کر ایمان والوں کو جہاد پر ایمان والوں کو بھی ترغیب دو اور آمادہ کرو عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قریب ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ روک دے گرفت ان لوگوں کی جو کافر ہیں۔ یعنی کافروں کی قوت اور اسلحہ سے نہ گھبراؤ، تعداد سے نہ گھبراؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا اور اللہ تعالیٰ سخت ہے گرفت میں وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۞ اور بہت سخت ہے سزا دینے میں۔

جائز کام میں سفارش درست ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً جو شخص سفارش کرے گا اچھی سفارش يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ہوگا اس کے لیے اس سفارش میں سے حصہ یعنی جو شخص جائز کام میں کسی کی سفارش کرے گا اس کو ثواب ملے گا۔ مثلاً: کوئی آدمی بے گناہ پکڑا ہوا ہے کہ اس نے نہ چوری کی ہے نہ ڈاکہ مارا ہے نہ قتل کیا ہے مگر ناجائز طور پر اس کو پکڑ لیا ہے تو ایسے مظلوم شخص کی جو مدد کرے گا اس کو ثواب ملے گا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً اور جو سفارش کرے گا بری سفارش يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ہوگا اسی کے لیے حصہ اس میں سے اور بری سفارش پر گناہ لے گا۔ مثلاً: کوئی شخص واقعتاً چور ہے اس کو رہا کرانے کی جو سفارش کرے گا وہ بھی چور ہوگا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

سلام کا بہتر انداز میں جواب دو:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ اور جب تمہیں دعا دی جائے سلام کے ساتھ یعنی جب تم کو کوئی السلام علیکم کہے فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ پس تم بھی دعا دو اس سے بہتر طریقہ سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ تم جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا اس طرح کہو: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ یہ چار لفظ ابوداؤد شریف کی حدیث سے ثابت ہیں اَوْ رُدُّوْهَا یا اسی کو لوٹا دو یعنی اس نے کہا: السلام علیکم تو جواب میں کہو: وعلیکم السلام اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ السلام علیکم مکمل جملہ ہے اس کی دس نیکیاں ہیں اور

رحمۃ اللہ بھی مکمل جملہ ہے اس کی بھی دس نیکیاں ہیں وبرکاتہ بھی مکمل جملہ ہے اس کی بھی دس نیکیاں ہیں ومغفرتہ بھی مکمل جملہ ہے اس کی بھی دس نیکیاں ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ چاروں جملے کہے گا تو اس کو چالیس نیکیاں مل جائے گی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے کوئی معبود نہیں ہے کوئی سجدے کے لائق نہیں ہے کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے کوئی مالک نہیں ہے کوئی رازق نہیں ہے کوئی مشکل کشا نہیں لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ البتہ وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن۔ اس دن تم سارے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہو گے لَا رَیْبَ فِیْهِ قیامت کے دن میں کوئی شک نہیں ہے وہ ضرور آئے گا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں؟ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟

فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

پس کیا ہو گیا ہے تمہیں منافقین کے بارے میں کہ تم دو گروہ ہو گئے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ہے ان کی کمائی کی وجہ سے،

اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ﴿۸۸﴾

یا تم ارادہ کرتے ہو یہ کہ ہدایت دو جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے پس ہر گز نہیں پائے گا تو اس کے لیے راستہ۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ

اور پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسا کہ وہ کافر ہو گئے ہیں، پس تم ہو جاؤ برابر پس نہ بناؤ تم ان میں سے کسی کو دوست،

حَتّٰى یُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ

یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کے راستے میں، پس اگر وہ پھر جائیں پس تم ان کو پکڑو اور تم ان کو قتل کرو جہاں کہیں

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ

تم ان کو پاؤ، اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مدد گار۔ مگر وہ لوگ جو ملتے ہیں ایسی

اِلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ

قوم کی طرف تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے، یا لائیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں ان کے سینے،

اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ

یہ کہ تمہارے ساتھ لڑیں یا آپس میں لڑنے لگیں اور اگر اللہ چاہے تو ان کو تم پر مسلط کر دے، پس وہ ضرور تمہارے ساتھ لڑیں

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

پس اگر وہ کنارہ کشی کریں تم سے، پس نہ لڑیں وہ تمہارے ساتھ، اور ڈالیں تمہاری طرف صلح کی بات، پس نہیں بنایا اللہ نے

عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

تمہارے لئے ان کے خلاف کوئی بھی راستہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَرْكَسَهُمْ: الٹ دیا ان کو، اَنْ تَهْدُوْا: کہ تم ہدایت دو، اَضَلَّ: گمراہ کیا (اللہ نے)، يُضْلِلْ: گمراہ کرے (اللہ)، فَتَكُوْنُوْنَ: تو تم ہو جاؤ، يُهَاجِرُوْا: وہ ہجرت کریں، (فَ) خُذُوْهُمْ: تم پکڑو انہیں، وَجَدْتُّمُوْهُمْ: تم پاؤ انہیں، يَصِلُوْنَ: وہ پناہ پکڑیں، جَآءُوْكُمْ: وہ آجائیں تمہارے پاس، حَصِرَتْ: ان کے دل ٹوٹ گئے، اَنْ يُّقَاتِلُوْا: یہ کہ وہ قتال کریں، قَوْمَهُمْ: ان کی قوم، لَسَلَّطَهُمْ: البتہ وہ مسلط کر دے گا، اِعْتَزَلُوْكُمْ: وہ ہٹ جائیں تم سے، اَلْقَوْا: انہوں نے ڈالا، اَلسَّلَمَ: صلح (کا پیغام)۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی منافقین کا تذکرہ چل رہا تھا ان آیات میں بھی ان ہی کا ذکر ہو رہا ہے۔

شان نزول:

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر در منثور وغیرہ میں ہے کہ کچھ جاسوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کلمہ پڑھا اور جاتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ایک ماہ تک آجائیں گے۔ وقت مقررہ پر نہ آنے پر مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے بعض نے کہا کہ یہ منافق تھے۔ واپس نہیں آئیں گے دوسرے گروہ نے کہا کہ نہیں مسلمان تھے۔ لیکن کچھ مجبوری پیش ہوئی ہوگی۔ اس اختلاف پر یہ آیات نازل ہوئی کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ منافقین کے بارہ میں آپسمیں اختلاف کرتے ہو۔ اور دو گروہ بن گئے۔

تفسیری نکات: منافقین سے متعلق دو آراء نہ رکھو:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ منافق تھے اور جاسوسی کرنے کے لیے آئے تھے وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اللہ نے ان کو الٹا پھیر دیا ہے ان کی کمائی کی وجہ سے۔ تم کیوں آپس میں جھگڑتے ہو؟ اپنے دعووں پر دلائل پیش کرتے ہو؟ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ ہدایت دو مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ جس کو اللہ گمراہ کر دے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ گمراہ کر دے فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا پس ہرگز نہیں پاؤ گے تم ان کے لیے راستہ۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ اور وہ منافق پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ تم بھی کافر ہو جاؤ كَمَا كَفَرُوْا جیسا کہ وہ کافر ہو گئے ہیں وہ تو اپنی طرح تمہیں بھی کافر بنانا چاہتے ہیں اور تم ان کے ایمان کی دلیلیں پیش کرتے ہو فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً تم ہو جاؤ برابر کفر میں فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ پس نہ بناؤ تم ان میں سے کسی کو دوست حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ اللہ کے راستے میں ہجرت فرع ہے ایمان کی، پہلے ایمان لائیں پھر اللہ کے راستے میں ہجرت کریں پھر تمہارے دوست ہیں فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر وہ پھر جائیں اس بات سے کہ اعراض کریں ہجرت سے فَخُذُوْهُمْ تو پکڑو ان کو وَاقْتُلُوْهُمْ اور ان کو قتل کرو حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جہاں کہیں تم ان کو پاؤ یہ کافر ہیں وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار۔

جن کے ساتھ معاہدہ ہے اُن سے معاہدہ کی پاسداری کرو:

ہاں! اِلَّا الَّذِيْنَ مگر وہ لوگ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ جو ملتے ہیں اس قوم کی طرف کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے عہد و پیمان ہے۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا بنو خزاعہ یہ کافر ہونے کے باوجود غیر جانب دار تھے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ نہ خود لڑتے تھے اور نہ دوسرے کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑتے تھے بالکل غیر جانب دار تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ہم آپ کے خلاف نہیں لڑیں گے اور مسلمان ہمارے خلاف نہ لڑیں اور جو ہمارے ساتھ آ کر ملے گا وہ بھی اس معاہدے میں شامل ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ تمہارے ساتھ جن لوگوں کا معاہدہ ہے ان کے ساتھ جو ملتے ہیں ان کے ساتھ بھی نہیں لڑنا اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ یا آئیں تمہارے پاس تنگ ہو گئے ہیں ان کے سینے ان کے دل اکتا گئے اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اس بات سے کہ تمہارے ساتھ لڑیں اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے بھی وہ غیر جانب دار ہیں لڑنے والے نہیں ہیں کیونکہ کافر بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں اچھے بھی ہوتے ہیں بُرے بھی ہوتے ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اللہ چاہے لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ تو ان کافروں کو تم پر مسلط کر دے فَلَقٰتَلُوْكُمْ پس وہ ضرور تمہارے ساتھ لڑیں فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ اگر وہ کنارہ کشی کریں تم سے فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ پس نہ لڑیں وہ تمہارے ساتھ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور ڈالیں تمہاری طرف صلح کی بات کہ بھائی! ہماری تمہاری صلح ہے ہم تمہارے ساتھ نہیں لڑتے تو تم بھی ان کے ساتھ نہ لڑو فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا پس نہیں بنایا اللہ نے تمہارے لئے ان کے خلاف کوئی راستہ۔ اگر وہ نہ لڑیں اور غیر جانب دار ہیں تو تم بھی ان کے خلاف نہ لڑو، یہ اللہ کا حکم ہے، جو قائم کرنے کے لیے ہے۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ط

عنقریب تم پاؤ گے کچھ اور لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں اس کا کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں،

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا

جب کبھی بھی ان کو لوٹایا گیا فتنے کی طرف تو لوٹا دیئے جائیں گے اس فتنے کی طرف، پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تمہاری

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰٓئِكُمْ

طرف صلح کی پیش کش نہ کریں اور نہ روکیں اپنے ہاتھوں کو، پس تم پکڑو ان کو اور ان کو قتل کرو جہاں کہیں بھی تم ان کو پاؤ، اور وہی

جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿91﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ ع ۱۲

لوگ ہیں بنایا ہم نے تمہارے لئے ان پر کھلا غلبہ۔ اور نہیں لائق کسی مومن کے لیے یہ کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے،

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ

اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے پس آزاد کرنا ہے ایک غلام کو جو مومن ہو، اور مال کا بدلہ ہے جو سپرد کیا جائے گا

اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ

اس مقتول کے وارثوں کے، مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں، پس اگر ہے وہ ایسی قوم سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مومن ہے،

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

پس آزاد کرنا ہے ایک غلام کا جو مومن ہو اور اگر ہے وہ ایسی قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہے

اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

پس مال کا بدلہ ہے سپرد کیا جائے گا اس کے وارثوں کو، اور آزاد کرنا ہے ایک گردن کا جو مومن ہو، پس جس نے نہ پایا غلام اور لونڈی

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿92﴾

پس روزے ہیں دو مہینے لگاتار، یہ ہے توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَتَجِدُوْنَ: عنقریب تم پاؤ گے، اٰخَرِيْنَ: دوسرے/ کچھ اور لوگ، يَّاْمَنُوْكُمْ: وہ بے خوف ہو جائیں، كُلَّمَا: جس وقت، جب کبھی، رُدُّوْٓا: لوٹائے گئے، اُرْكِسُوْا: وہ اُلٹ دیئے گئے، لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ: وہ تم سے الگ نہ ہوئے، يُلْقُوْٓا: وہ ڈالیں/ پیشکش کریں، يَكُفُّوْٓا: وہ روک لیں، اُولٰٓئِكُمْ: تمہارے یہی لوگ ہیں، يَّقْتُلَ: وہ قتل کرے، خَطَـًٔا: غلطی سے، دِيَةٌ: خون بہا، يَّصَّدَّقُوْا: یہ کہ وہ معاف کر دیں، تَحْرِيْرُ: آزاد کرنا، رَقَبَةٍ: گردن، مراد غلام ہے، شَهْرَيْنِ: دو ماہ، مُتَتَابِعَيْنِ: لگاتار۔

ربط:

پہلے کافروں کا ذکر تھا کہ ان کو قتل کرو اب ذکر ہے کہ مؤمن مؤمن کو قتل نہ کرے اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو دیت واجب ہوگی دیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں ۱۰۰ اونٹ یا ۱۰۰۰۰ دراہم یا ۱۰۰۰ دینار تھی۔ قتل میں دو حق ہیں ایک حق اللہ کا اس کا حق تب پورا ہوگا جب مومن غلام کو کفارہ میں آزاد کردے اگر غلام آزاد نہیں کرسکتا تو دو مہینے لگا تار روزے رکھے۔ اور دوسرا ورثاء کا حق ہے اور وہ دیت ہے۔

تفسیری نکات: کافروں کے دوگروہوں کا ذکر:

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ عنقریب پاؤ گے تم کچھ اور لوگوں کو (قبیلہ بنو اسد اور قبیلہ بنو غطفان) يُرِيْدُوْنَ جو ارادہ کرتے ہیں اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ اس بات کا کہ تم سے بھی امن میں رہیں وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ جب کبھی بھی ان کو لوٹایا گیا فتنے کی طرف، یعنی شرارت اور لڑائی کی طرف اُرْكِسُوْا فِيْهَا تو لوٹا دیے جائیں گے اس فتنے کی طرف۔ یعنی جب بھی تمہارے خلاف کسی لڑائی کی نوبت آئی تو یہ اس میں دوڑ کر شامل ہو جائیں گے یہ تمہارے پاس صرف جان بچانے کے لیے آتے ہیں یہ مخلص نہیں۔ ان سے محتاط رہو فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ پس اگر وہ تم سے الگ نہ رہیں وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور تمہاری طرف صلح کی پیشکش نہ کریں يُلْقُوْٓا کا جملہ بھی لَّمْ کے نیچے داخل ہے یہ بات میں طالب علموں اور قاریوں کے لیے کہہ رہا ہوں دونوں جملوں کا مطلب بنے گا پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی اختیار نہ کریں اور صلح کی بات تمہاری طرف نہ ڈالیں وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ یہاں پر بھی واؤ کے بعد لَّمْ ہے معنیٰ ہوگا اور نہ روکیں اپنے ہاتھوں کو فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ پس تم پکڑو ان کو قتل کرو ان کو حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ جہاں کہیں بھی تم ان کو پاؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس آکر غیر جانبداری کا اظہار کر کے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ اور وہی لوگ ہیں بنایا ہم نے تمہارے لئے عَلَيْهِمْ ان کے خلاف سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا کھلا غلبہ کہ جہاں کہیں تمہیں ملیں ان کو قتل کرو۔

غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کرنے کا حکم:

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو اس کے دو بدلے ہیں۔ کیونکہ قتل میں اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے اور وارثوں کا حق بھی ہے۔ اس لئے کہ مقتول کسی کا باپ ہوگا، کسی کا بیٹا ہوگا، کسی کا بھائی ہوگا، کسی کا خاوند ہوگا، کسی کی بیوی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے قتل سے منع فرمایا ہے اور اس سے غلطی سے قتل ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے حق کی تلافی اس طرح ہوگی فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پس آزاد کرنا ہے ایک غلام جو مومن ہو۔ اور دوسرا حق ہے اس کے وارثوں کا۔

فرمایا وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖٓ اور مالی بدلا ہے جو سپرد کیا جائے گا مقتول کے وارثوں کو، اور وہ مالی بدلا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں اونٹوں کی شکل میں بھی ہوتا تھا اور سونے کے سکے دینار اور چاندی کے سکے درہم کی شکل میں بھی ہوتا تھا۔ اونٹ سو ہوتے تھے اور دینار ایک ہزار اور درہم دس ہزار دیت تھی۔ یہ مکمل دیت تھی اور اگر کوئی کسی کی آنکھ ضائع کر دیتا تو اس کی دیت پچاس اونٹ تھی اور اگر ہاتھ کاٹ دیتا تو اس کی دیت پچاس اونٹ تھی، ٹانگ کاٹ دیتا تو اس کی دیت بھی پچاس اونٹ تھی اور اگر کوئی کسی کی داڑھی مونڈ دیتا تو اس کی دیت سو اونٹ تھی، گویا شریعت میں داڑھی کی قدر ایک نفس کے برابر ہے۔ اس زمانے میں سو اونٹ ایک ہزار مالیت کا ہوتا تھا اور درہم کے حساب سے دس ہزار درہم کی مالیت کا ہوتا تھا۔ آج سے تقریباً پانچ چھ سال پہلے حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل سے دریافت کیا کہ دیت کتنی ہونی چاہئے تو اس وقت جو سونے اور چاندی کی قیمت تھی، اس اعتبار سے ایک لاکھ اسی ہزار یا اس کے قریب قریب طے ہوئی تھی اور اب تک پاکستان میں یہی قانون نافذ ہے اور جب سونے چاندی کی قیمت بڑھ جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ وہ رقم بھی بڑھ جائے، کیونکہ سونے چاندی کی قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے اِلَّآ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ مگر یہ کہ وارث معاف کر دیں، کیونکہ وارثوں کو معافی کا حق ہے فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ پس اگر وہ ایسی قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ بندہ خود مومن ہے جیسے ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان کا کوئی شخص ہندوؤں میں سے مسلمان ہو گیا کہ اس کا باقی سارا خاندان ہندو ہے یہ مسلمان بارڈر پر کھڑا تھا اور وہ قتل ہو گیا تو چونکہ اس کا خاندان کافر ہے لہٰذا اس کی دیت نہیں دی جائے گی۔ صرف لونڈی یا غلام آزاد کیا جائے گا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ پس آزاد کرنا ہے ایک غلام کا جو مومن ہو وَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ اور اگر ہے وہ ایسی قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہے اور کافر ہے جو مسلمان کے ملک میں رہتا ہے، اس کو ذمی اور معاہد کہتے ہیں کہ مقتول ایسی قوم کا فرد ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہے فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ بس مال کا بدلہ ہے، سپرد کیا جائے اس کے وارثوں کو وَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ اور آزاد کرنا ہے ایک گردن کا جو مومن ہو فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ پس جس نے نہ پایا غلام یا لونڈی، یعنی اگر کسی کو غلام اور لونڈی نہ ملے جیسے آج کل شرعی طور پر کوئی غلام یا لونڈی نہیں ہے یا اگر اس زمانے میں غلام تو ہوں مگر اس کے پاس نہ ہوں اور نہ خرید کر آزاد کرنے کی طاقت ہو فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ پس روزے ہیں دو مہینے لگاتار، دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں درمیان میں فاصلہ نہ آئے، تسلسل نہ ٹوٹے، اگر تسلسل ٹوٹ گیا تو از سر نو شروع کرنا پڑیں گے تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ یہ ہے توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، توبہ کا ذریعہ ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۹۲﴾ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

اور جو شخص قتل کرے مومن کو دیدہ دانستہ پس بدلہ اس کا جہنم ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا

عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا ﴿93﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عذاب بہت بڑا تیار کیا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو

اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوۡا وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤى اِلَيۡكُمُ السَّلٰمَ

جب تم سفر کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پس خوب تحقیق کر لیا کرو اور نہ کہو تم اس کے بارے میں جس نے ڈالا تمہاری طرف سلام کہ تو

لَسۡتَ مُؤۡمِنًا ۚ تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فَعِنۡدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيۡرَةٌ ؕ

مومن نہیں ہے، چاہتے ہو تم دنیا کی زندگی کا سامان پس اللہ تعالیٰ کے پاس بہت ساری غنیمتیں ہیں، اسی طرح تھے تم اس سے پہلے،

كَذٰلِكَ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ فَتَبَيَّنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

پس اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا پس اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو

خَبِيۡرًا ﴿94﴾ لَا يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالۡمُجٰهِدُوۡنَ فِىۡ

خبردار ہے۔ نہیں ہیں برابر بیٹھنے والے مومنوں میں سے جو ضرر والے نہیں ہیں اور وہ جو جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے

سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ

راستے میں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ، فضیلت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو جنہوں نے جہاد کیا

بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ

اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ، جو جہاد سے بیٹھے رہتے ہیں درجے کے اعتبار سے، اور ہر ایک سے وعدہ کیا ہے

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿95﴾

اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا اور فضیلت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی۔

ع دَرَجٰتٍ مِّنۡهُ وَمَغۡفِرَةً وَّرَحۡمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿96﴾

یہ درجے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور بخشش ہے اور مہربانی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَزَآؤُهٗ: بدلہ اس کا، غَضِبَ: ناراض ہوا، لَعَنَهٗ: اس نے لعنت کی اس پر، اَعَدَّ: تیار کر رکھا ہے، ضَرَبۡتُمۡ: جب تم

نکلو، اَلْقٰی: اس نے ڈالا، اَلسَّلٰمَ: سلامتی، امان، لَسْتَ: تو نہیں ہے، تَبْتَغُوْنَ: تم چاہتے ہو، عَرَضَ: مال ومتاع، مَغَانِمُ: غنیمتیں، فَتَبَیَّنُوْا: تم تحقیق کرلو، یَسْتَوِیْ: وہ برابر ہیں، اَلْقٰعِدُوْنَ: بیٹھنے والے، اَلضَّرَرِ: تکلیف، عذر، اَلْمُجٰهِدُوْنَ: جہاد کرنے والے، اَلْقٰعِدُوْنَ: بیٹھنے والے، كُلًّا: ہر ایک، وَعَدَ: اس نے وعدہ کیا، اَلْحُسْنٰی: اچھائی کا۔

ربط:

سابقہ آیات میں قتل خطاء کا بیان تھا اب قتل عمد کا بیان کیا جا رہا ہے۔

اہم نکات:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا تفسیر روح المعانی اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ حکم اس کے بارے میں ہے جو مومنین کو مستحل القتل سمجھ کر اس کو قتل کردے۔

② اس کا بدلہ تو یہ ہے یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قاعدے کے مطابق کہ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ. لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ. اس کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل نہ کردے۔

③ اس کا بدلہ تو یہ ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔ تو ان صورتوں میں خلود بمعنی مکث طویل ہوگا۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ

ربط:

پہلے جہاد کا بیان تھا درمیان میں مؤمن کا مومن کو قتل کرنے کا بیان تھا اب مجاہدین کا بیان ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ اَیْ وَكُلٌّ مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ وَالْقَاعِدِيْنَ.

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

شامی میں لکھا ہے کہ فرائض کی پابندی جہاد سے افضل ہے مگر یہ کہ جہاد فرض عین ہوجائے۔

بخاری ومسلم کی روایت ہے پوچھا اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الصَّلٰوةُ فِيْ وَقْتِهَا ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین اعمال کون سے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا پھر والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا پھر وقت پر نماز ادا کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور یاد رکھو اگر جہاد فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جانا حرام ہے۔

تفسیری نکات: جان بوجھ کر کسی مسلمان کے قتل کا حکم:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اور جو قتل کرے مومن کو دیدہ دانستہ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ پس بدلہ اس کا دوزخ ہے

خٰلِدًا فِيْهَا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ ظاہر ہے جس کو دوزخ میں ڈال دیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہی ہوگا وَلَعَنَهٗ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا اور اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے اس کے لیے عذاب بہت بڑا۔

اب اگلی آیت میں قبیلہ بنو اسلم کے ایک مسلمان حضرت مرادی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے یہ مسلمان ہو گئے لیکن ان کی باقی سب برادری کافر ہی تھی۔ مسلمانوں کا لشکر ان کے علاقے سے گزرا تو یہ مسلمان لشکر کے راستے میں کھڑے ہو گئے ان کو سلام کیا اور کہا میں مسلمان ہوں کلمہ پڑھا مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذہن میں آیا کہ ہجرت فرض ہے اگر یہ مسلمان ہوتے تو ہجرت کرتے۔ کیونکہ ابتدائی دور میں ہجرت فرض تھی۔ پس اس بدگمانی میں انہیں قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جب تم سفر کرو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں فَتَبَيَّنُوْا تو خوب تحقیق کر لیا کرو وَلَا تَقُوْلُوْا اور نہ کہو تم لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ اس کے بارہ میں جس نے ڈالا تمہاری طرف سلام لَسْتَ مُؤْمِنًا کہ تو مومن نہیں ہے، جس نے تمہیں سلام کیا اپنے اسلام کا اظہار کیا اس کو تم یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا چاہتے ہو تم دنیا کی زندگی کا سامان، یہ بکریاں دیکھ کر تمہاری آنکھیں للچا گئیں فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ پس اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اسی طرح تھے تم اس سے پہلے کہ جس کو تم کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں، وہ تمہیں مسلمان سمجھتا تھا، اسی طرح تم بھی دوسروں کو مسلمان سمجھو اگر وہ تمہیں مسلمان نہ سمجھتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا؟ فَتَبَيَّنُوْا خوب تحقیق کرو۔ فرمایا فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا فَتَبَيَّنُوْا پس اچھی تحقیق کر لیا کرو۔ مسلمان کو مسلمان کہنے میں بھی اور کافر کو کافر کہنے میں بھی جلد بازی سے کام نہ لو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا بے شک اللہ تعالیٰ اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔

مجاہد اور غیر مجاہد برابر نہیں:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نہیں ہیں برابر بیٹھ رہنے والے مومنوں سے غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ جو ضرر والے نہیں ہیں۔ ان کو کوئی تکلیف اور عذر نہیں ہے وہ مومن جو گھروں میں بیٹھے ہیں جہاد نہیں کرتے اور ان کو کوئی عذر بھی نہیں ہے اندھے نہیں ہیں، لنگڑے نہیں ہیں، بوڑھے نہیں ہیں، بیمار نہیں ہیں، تندرست ہیں، کوئی عذر بھی نہیں ہے اور جہاد نہیں کرتے، یہ برابر نہیں ہیں ان مجاہدین کے وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور وہ جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اپنے مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ۔ یہ اور وہ جو گھر بیٹھنے والے ہیں برابر نہیں ہو سکتے البتہ جو عذر کی وجہ سے نہیں جا سکتا اور اشتیاق ہے اس کو اللہ تعالیٰ پورے مجاہد کا اجر دے گا فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فضیلت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کو جنھوں نے جہاد کیا اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ ان پر جو بیٹھے رہتے ہیں دَرَجَةً درجے کے اعتبار سے۔ مجاہد کا درجہ اور ہے اور غیر مجاہد کا درجہ اور ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور ہر ایک سے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا۔ ہیں تو وہ بھی مومن ایمان کا صلہ تو ان کو بھی ملے گا، لیکن وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اور فضیلت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اَجْرًا عَظِيْمًا بہت بڑے اجر کی۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ یہ درجے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور بخشش ہے اور مہربانی ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا

بے شک وہ لوگ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، فرشتے کہتے ہیں تم کس

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ

حال میں تھے کہا انہوں نے ہم کمزور تھے زمین میں، فرشتوں نے کہا کیا نہیں تھی اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ؟ پس تم ہجرت کر

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿97﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

جاتے اس زمین میں پس وہ لوگ ہیں ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور ٹھکانا بہت برا ہے۔ مگر وہ کمزور مردوں میں سے

وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿98﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى

اور عورتوں میں سے اور بچوں میں سے نہیں طاقت رکھتے کسی تدبیر کی اور وہ نہیں راہ پاتے۔ پس وہ لوگ ہیں قریب ہے

اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿99﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا ان کو، اور ہے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا۔ اور جس نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں

يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا

پائے گا زمین میں بھاگنے کی جگہیں بہت سی اور وسعت اور گنجائش، اور وہ شخص جو نکلا اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف، پھر پالے اس کو موت، واقع ہو گیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿100﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَوَفّٰهُمُ: ان کی جان نکالی، ظَالِمِیْٓ: ظلم کرنے والے، کُنَّا: ہم تھے، فَتُهَاجِرُوْا: پس تم ہجرت کر جاتے، سَآءَتْ: بری ہے، مَصِيْرًا: ٹھکانا، حِيْلَةً: تدبیر، يُهَاجِرْ: جو ہجرت کرے، مُرٰغَمًا: ہجرت کا مقام، بَيْتِهٖ: اس کا گھر، مُهَاجِرًا: ہجرت کرنے والا، يُدْرِكْهُ: وہ پالے اس کو، وَقَعَ: واقع ہوگیا۔

ربط:

اوپر جہاد کا ذکر تھا لیکن بسا اوقات قدرت نہیں ہوتی جہاد کی تو ہجرت کی جاتی ہے۔ یہاں ہجرت کا ذکر ہے۔ اب ان لوگوں کو ملامت کرنا ہے جو باوجود قوت و طاقت رکھنے کے ہجرت نہیں کرتے۔

تفسیری نکات: ہجرت کرنا ضروری ہے:

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ یہ درجے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور بخشش ہے اور مہربانی ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ظلم یہ کہ وہاں کھلے بندوں عبادت بھی نہیں کر سکتے اور ہجرت بھی نہیں کی قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ فرشتے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ کہا انہوں نے ہم کمزور تھے زمین میں اور کمزوری کی وجہ سے عبادتیں نہیں کر سکے قَالُوْٓا فرشتوں نے کہا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً کیا نہیں تھی اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا پس تم ہجرت کر جاتے اس زمین میں جہاں تم عبادت کر سکتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہجرت فرض تھی اور کچھ لوگوں نے کوتاہی کرتے ہوئے ہجرت نہیں کی تھی فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ پس یہی لوگ ہیں ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے۔ لیکن خالدا نہیں فرمایا، کیونکہ وہ اپنی سزا بھگتنے کے بعد کسی وقت دوزخ سے نکل آئیں گے کیونکہ تھے تو مومن اور مومن کے لیے خلود فی النار یعنی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جتنی سزا چاہیں گے دیں گے اور یہ بھی وہی جانتا ہے کہ کس کو کتنی سزا دینی ہے، ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتے وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اور وہ جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ہجرت کن لوگوں کو معاف ہے:

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مگر وہ کمزور مردوں میں سے اور عورتوں میں سے وَالْوِلْدَانِ اور بچوں میں سے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً نہیں طاقت رکھتے کسی تدبیر کی وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا اور وہ نہیں راہ

پاتے کہ کہاں جائیں اور کسی طرح جائیں معذور ہیں ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ پس وہ لوگ ہیں قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جس شخص نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا پائے اللہ تعالیٰ کی زمین میں بھاگنے کی جگہ بہت سی وَّسَعَةً اور وسعت وگنجائش، ان کو پہاڑوں کی غاریں ملیں گی پانی بھی ملے گا اور بہت سی سہولتیں اللہ تعالیٰ پیدا فرمادے گا۔

ایک بوڑھے صحابی کی ہجرت کے سفر میں وفات:

مکہ مکرمہ میں ایک بوڑھے صحابی حضرت زمر بن جندب رضی اللہ عنہ تھے بوڑھے اور نابینا اور بیمار۔ جب انہوں نے یہ ہجرت والی آیات سنی تو اپنے بیٹوں پوتوں کو کہا کہ میری چارپائی اٹھاؤ اور مجھے مدینہ منورہ پہنچاؤ۔ انہوں نے کہا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے معذوروں عورتوں اور بچوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ مگر انہوں نے ضد کی تو گھر والے چارپائی پر ڈال کر لے چلے راستہ میں وہ بوڑھے صحابی فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور وہ شخص جو گھر سے نکلا ہجرت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ پھر اس کو موت نے پالیا فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ پس تحقیق واقع ہو گیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ

اور جب تم سفر کرو زمین میں پس نہیں ہے تم پر کوئی گناہ یہ کہ کم کردو تم نماز سے، اگر تم خوف کرو یہ

اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَاِذَا كُنْتَ

کہ تمہیں فتنے میں ڈالیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں، بے شک کافر ہیں تمہارے کھلے دشمن۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں

فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ

ان میں موجود تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کریں ان کے لیے نماز، پس چاہئے کہ کھڑا ہو ایک گروہ ان میں سے جس وقت وہ سجدہ کریں

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا

پس چاہئے کہ یہ لوگ تمہارے سے پیچھے ہو جائیں، اور چاہئے کہ آئے گروہ دوسرا جنہوں نے نماز نہیں پڑھی، پس چاہئے کہ وہ نماز

مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اور چاہیے کہ وہ لے لیں اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار، پسند کرتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں

لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ

اس بات کو کہ تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں سے، اور اپنے سامان سے، پس وہ حملہ کر دیں تم پر یکبارگی حملہ، اور کوئی گناہ نہیں ہے

عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ

تم پر اگر ہو تمہیں کوئی تکلیف بارش کی وجہ سے یا ہو تم بیمار یہ کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو اور لے لو

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

اپنے بچاؤ کا سامان، بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے رسوا اور ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقْصُرُوْا: (یہ کہ) قصر کرو، يَّفْتِنَكُمْ: وہ ستائیں گے تمہیں، اَقَمْتَ: تو قائم کرے، فَلْتَقُمْ: پس چاہیے کہ کھڑی ہو، مَّعَكَ: آپ کے ساتھ، لْيَاْخُذُوْٓا: ساتھ لیں، پکڑ لیں، فَلْيَكُوْنُوْا: تو چاہیے کہ وہ ہو جائیں، وَّرَآئِكُمْ: آپ کے پیچھے، وَلْتَاْتِ: اور چاہیے کہ آ جائے، لَمْ يُصَلُّوْا: انہوں نے نماز نہیں پڑھی، حِذْرَهُمْ: ان کا بچاؤ، تَغْفُلُوْنَ: کاش تم بے خبر ہو جاؤ، اَسْلِحَتَكُمْ: تمہارا اسلحہ، اَمْتِعَتِكُمْ: تمہارے سامان، فَيَمِيْلُوْنَ: پس وہ حملہ کریں، مَيْلَةً: حملہ کرنا، مَطَرٍ: بارش، تَضَعُوْٓا: کہ تم اُتار رکھو۔

ربط:

اوپر جہاد کا ذکر تھا پھر ہجرت کا اور دونوں میں سفر لازماً ہوگا اس لیے یہاں سفر اور جہاد میں نماز کے مختصر کرنے کا بیان اور مجاہدین کی نماز کے احکامات بیان کیے ہیں۔

اہم نکات: قصر نماز کے مسائل:

کوئی شخص اڑتالیس (۴۸) میل یا اس سے زیادہ سفر کرے چاہے وہ سفر پیدل ہو یا گھوڑے پر ہو یا گاڑی پر ہو یا جہاز پر ہو تو وہ نماز میں قصر کرے گا کہ چار رکعت والی نماز دو رکعتیں پڑھے گا اور دو اور تین رکعات والی نماز میں قصر نہیں ہے۔ یعنی ظہر کی چار رکعت کی بجائے دو پڑھے گا، عصر کی چار کی بجائے دو پڑھے گا، عشاء کی چار کی بجائے دو پڑھے گا، فجر کی دو رکعات دو ہی رہیں گی، مغرب کی تین رکعات تین ہی رہیں گی، انکی قصر نہیں ہے، یہ اصول تو فرضوں کے متعلق ہے۔

رہا مسئلہ سنتوں کا تو سنتوں کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ اگر سفر جاری ہے۔ جاری سفر کا مطلب یہ ہے کہ ایک گاڑی سے

اترا اور دوسری پر بیٹھ گیا تو جاری سفر میں سنتیں چھوڑنی بہتر ہیں۔ احناف رحمہم اللہ کا مختار اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے سوائے فجر کی سنتوں کے کہ صبح کی سنتیں سفر حضر میں پڑھنی ہیں بیماری تندرستی میں پڑھنی ہیں کسی حال میں بھی چھوڑنی نہیں ہیں۔

اسی طرح سفر کے دوران مقیم امام کے پیچھے پڑھے گا تو پوری پڑھے گا اگر امام مسافر ہے تو قصر ہی پڑھے گا اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو دوگانہ ہی پڑھے گا۔

دوگانہ کب شروع ہوگا؟ دوگانہ اس وقت شروع ہوگا جب اپنے شہر قصبے سے باہر نکل جائے گا یعنی اپنے شہر یا قصبے کا جو آخری مکان ہے چاہے کچا ہو یا پکا ہو جب اس سے آگے نکلے گا دوگانہ شروع کر دے اس شہر یا گاؤں کی زمین کا ختم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے زمین تو لوگوں کی دور دور تک ہوتی ہے اور واپس اس جگہ پہنچنے تک دوگانہ ہی پڑھے گا یعنی اپنے شہر یا قصبے کے آخری مکان تک پہنچنے سے پہلے پہلے دوگانہ پڑھے گا اس کے بعد نہیں۔

صلوٰۃ خوف:

صلوٰۃ خوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سفر ہے اور دو رکعتیں پڑھنی ہیں تو امام، مجاہدین کے دو گروہ بنائے گا، ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہوگا اور ایک گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے گا وہ قیام، رکوع اور دو سجدے جب کر لیں گے تو امام دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگا اور یہ گروہ دو سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد دشمن سے مقابلہ میں چلا جائے گا اور جو دشمن کے مقابلہ میں گروہ کھڑا ہے وہ آ کر دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوگا اور ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے گا التحیات تک امام کے ساتھ شریک رہے گا جب امام سلام کہے گا یہ بغیر سلام کہے اٹھ کر چلا جائے گا اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے گا پہلا گروہ جو ایک رکعت پڑھ کر گیا تھا۔ اب وہ آئے گا اور اپنی دوسری رکعت پڑھے گا اور التحیات پڑھے گا اور سلام پھیر کر چلا جائے گا اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے گا اور دوسرا آئے گا جس نے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی تھی یہ ایک رکعت پڑھے گا اور التحیات پڑھ کر سلام پھیرے گا، اس طرح دونوں گروہوں کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

اور اگر حضری نماز ہے تو امام کے پیچھے ایک گروہ دو رکعتیں پڑھے گا اور چلا جائے گا اور دوسرا گروہ آ کر دو رکعتیں پڑھے گا اور سلام پھیرے بغیر چلا جائے گا، پھر پہلا گروہ اپنی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرے گا اور چلا جائے گا اور دوسرا گروہ آ کر دو رکعتیں پڑھے گا اس طرح نماز مکمل ہوگی۔

تفسیری نکات: نماز قصر اور نماز خوف کا حکم:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ اور جب تم سفر کرو زمین میں فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ پس نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ یہ کہ تم کم کرو نماز سے۔ آگے نمازِ خوف کا ذکر ہے، فرمایا اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْٓا اگر تم خوف کرو یہ کہ تمہیں فتنے میں ڈالیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں، اس زمانے میں کافروں کا غلبہ تھا اور ان کی طرف سے خطرہ رہتا تھا مگر مسلمان نمازیں پڑھتے تھے اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ اور جب آپ ﷺ ہوں ان میں موجود فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ تو آپ ﷺ قائم کریں ان کے لیے نماز فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ پس چاہیے کہ کھڑا ہو ان میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے کہ وہ لے لیں اپنے ہتھیار کہ پہن کر نماز پڑھیں فَاِذَا سَجَدُوْا پس جس وقت وہ سجدہ کریں پہلی رکعت کا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ پس چاہیے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے سے ہٹ جائیں وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى اور چاہیے کہ آئے گروہ دوسرا لَمْ يُصَلُّوْا جنہوں نے نماز نہیں پڑھی فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ پس چاہیے کہ وہ نماز پڑھیں آپ ﷺ کے ساتھ دوسری رکعت اگر دو رکعتوں والی نماز کی امامت ہے وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ اور چاہیے کہ وہ لے لیں اپنے بچاؤ کا سامان وَاَسْلِحَتَهُمْ اور اپنے ہتھیار لے لیں کیونکہ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پسند کرتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ اس بات کو تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ کہ تم غافل ہو جاؤ ہتھیاروں سے وَاَمْتِعَتِكُمْ اور اپنے سامان سے۔ مثلاً: سر پر جو خود لیتے ہیں یا جنگ کے موقع پر زرہ پہنتے ہیں اور بھی جو جہاد کے لیے سامان ہوتا ہے یہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے غافل ہو جاؤ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً پس وہ حملہ کریں تم پر یکبارگی حملہ اور تمہیں ختم کر دیں وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اگر ہو تمہیں کوئی تکلیف بارش کی وجہ سے کہ کپڑے گیلے ہو گئے ہیں تو اس وقت آدمی کو وہی ناگوار ہوتے ہیں اور ان کے اوپر ہتھیار باندھے ہوئے ہوں تو اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو اگر بارش کی وجہ سے تکلیف ہے اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى یا تم بیمار ہو۔ مثلاً: کوئی جسمانی تکلیف ہے یا زخمی ہو اور ہتھیار اپنے بدن کے ساتھ نہیں باندھ سکتے تو اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ یہ کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو یعنی حکم تو یہ ہے کہ تم ہتھیاروں سمیت نماز پڑھو لیکن اگر بارش کی وجہ سے رکاوٹ ہوتی ہے کہ تم اوپر ہتھیار بھی پہنو یا تم زخمی ہو کہ ہتھیار نہیں باندھ سکتے تو ہتھیار اتار دو لیکن وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اور تم اپنے بچاؤ کا سامان لے لو۔ ہتھیار ایسی جگہ رکھو کہ خدانخواستہ دشمن حملہ کر دے تو تمہیں دوڑ کر نہ جانا پڑے اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے عذاب ذلیل اور رسوا کرنے والا جو کافروں کو رسوا کر دے گا۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ

پس جب تم ادا کر لو نماز کو تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھنے کی حالت میں، اور اپنے پہلوؤں کے بل،

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو قائم کرو نماز کو دستور کے مطابق، بے شک نماز ہے مومنوں پر لکھی ہوئی مقرر وقت کے اندر۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ

اور نہ سستی کرو قوم کو تلاش کرنے میں، اگر تم زخمی ہوئے ہو پس بے شک وہ بھی زخمی ہوتے ہیں جس طرح تم زخمی ہوتے ہو۔

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۵/۱۲

اور تم امید رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی جس چیز کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَلٰى جُنُوْبِكُمْ: اپنے پہلوؤں کے بل، اِطْمَاْنَنْتُمْ: تم بے خوف ہو گئے، مَوْقُوْتًا: مقررہ وقت، يَاْلَمُوْنَ: وہ دکھ اٹھاتے ہیں، تَاْلَمُوْنَ: تم بے آرام ہوتے ہو، تَرْجُوْنَ: تم اُمید رکھتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں نمازِ قصر اور نمازِ خوف کا ذکر ہوا نیز نماز کی اہمیت کا بھی بیان ہوا۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ نماز کے بعد ذکر کرو کھڑے ہوئے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ہونے کی حالت میں ذکر ہر وقت کیا جا سکتا ہے مگر نمازوں کے بعد ذکر کرنے کا بہت درجہ ہے۔

تفسیری نکات: ذکر و اذکار کی اہمیت:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ پس جب تم ادا کر لو نماز کو فَاذْكُرُوا اللّٰهَ تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھنے کی حالت میں اور اپنے پہلوؤں کے بل۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت مقبول اور محمود ہے، لیکن نمازوں کے بعد اس کا بہت بڑا درجہ ہے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ پھر جب مطمئن ہو جاؤ کہ تمہیں خوف نہ ہو اور سفر بھی نہ ہو فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تو قائم کرو نماز کو دستور کے مطابق اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ بے شک نماز ہے ایمان والوں پر كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مقررہ وقت کے اندر لکھی ہوئی ہے۔

وقت بھی نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے، وقت سے پہلے پڑھے گا تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ مثلاً: ایک دن صبح صادق ہوتی ہے پانچ بج کر تینتیس منٹ پر۔ اگر کسی نے پچیس منٹ پر نماز پڑھی تو ادا نہیں ہوگی اسی طرح اگر کسی نے تینتیس منٹ سے پہلے اذان دے دی تو اس کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ خلاف سنت ہوگی، کیونکہ اذان وقت سے

پہلے ہو گئی ہے۔

کئی لوگ دین کے سلسلے میں غیر محتاط ہیں، کوئی پانچ منٹ پہلے کوئی دس منٹ پہلے اذان کہہ دیتا ہے ایسے لوگوں کی جماعت بالکل خلافِ سنت ہوتی ہے کیونکہ اس جماعت کے لیے تو اذان ہوئی نہیں ہے اور جو اذان دی گئی ہے وہ وقت سے پہلے پڑھی گئی ہے۔ آج کل نقشے ہر جگہ موجود ہیں گھڑیاں بھی ہر ایک کے پاس ہیں اس لئے موذنین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مسجدوں کی گھڑیاں بھی خراب نہ ہوں اور اپنی گھڑیاں بھی خراب نہ ہوں اور نقشے کے مطابق اذان دیں۔

دشمن کو تلاش کر کے اُسے ختم کرو:

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اور سستی نہ کرو دشمن قوم کو تلاش کرنے میں دشمن کے پیچھے پڑو اس کے ٹھکانے تلاش کرو اور ان کو توڑو اور یہ جنگی اصولوں کے عین مطابق ہے۔ دشمن کے ٹھکانوں کو توڑنا ضروری ہے۔ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ اگر تم زخمی ہوئے ہو کیونکہ لڑائی میں آدمی زخمی بھی ہوتا ہے فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ پس بے شک وہ بھی زخمی ہوئے ہیں جس طرح تم زخمی ہوئے ہو کیونکہ کافروں کے وجود بھی تو لوہے کے بنے ہوئے نہیں ہیں آخر وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں مگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ دولت ایمان سے محروم ہیں اس لئے تمہارے اور ان کے درمیان فرق ہے کہ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ اور تم اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس چیز کی وہ امید نہیں رکھتے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہو، جنت کی امید رکھتے ہو اور وہ کافر ہیں ان کو نہ ثواب نہ جنت نصیب ہوگی وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ

بے شک ہم نے نازل کی آپ ﷺ کی طرف کتاب حق کے ساتھ تاکہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿105﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

نے آپ ﷺ کو سمجھائی اور دکھائی ہے اور آپ ﷺ خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿106﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

سے بخشش مانگیں بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ جھگڑا کریں آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿107﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ

اپنے نفسوں سے، بے شک اللہ تعالیٰ جو خیانت کرنے والے گناہ گار ہیں ان سے محبت نہیں کرتا ہے۔ وہ لوگ چھپتے ہیں لوگوں سے

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

اور نہیں چھپتے اللہ تعالیٰ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ جب وہ رات کو مشورہ کرتے اس چیز کا اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے

مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي

اور اللہ تعالیٰ جو عمل وہ کرتے ہیں احاطہ کرنے والا ہے خبردار تم یہ ہو جھگڑا کیا تم نے ان کی طرف سے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ

دنیا کی زندگی میں پس کون جھگڑا کرے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت والے دن، یا کون ہوگا ان کے لیے

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

وکیل۔ اور جو شخص عمل کرے بُرا یا ظلم کرے اپنی جان پر پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے پائے گا اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

کو بخشنے والا مہربان۔ اور جو شخص کمائے گا گناہ پس یقینی بات ہے کمائے گا وہ اس کو اپنی جان پر، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا

حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا

حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کرے خطاء یا گناہ یا پھر وہ تہمت لگا دے بری الذمہ آدمی پر پس تحقیق اٹھایا اس نے

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۶/۸

بہتان اور صریح گناہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِتَحْكُمَ: تاکہ آپ انصاف کریں، اَرٰىكَ: اس (اللہ) نے آپ کو سمجھایا، لِّلْخَآئِنِيْنَ: خیانت کرنے والے، خَصِيْمًا: جھگڑنے والا، يَخْتَانُوْنَ: خیانت کرتے ہیں، اَثِيْمًا: گنہگار، يَّسْتَخْفُوْنَ: وہ چھپاتے ہیں، يَرْضٰى: وہ راضی ہے، مُحِيْطًا: گھیراؤ کرنے والا، جٰدَلْتُمْ: تم نے جھگڑا کیا، يَعْمَلْ: وہ عمل کرے، يَسْتَغْفِرِ: وہ بخشش طلب کرے، يَّكْسِبْ: وہ کمائے، کرے، خَطِيْٓئَةً: خطا، يَرْمِ: وہ تہمت لگائے، بَرِيْٓـًٔا: بے گناہ، بری، اِحْتَمَلَ: اس نے اٹھایا۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کا ذکر تھا فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ میں، اب ان منافقوں کا ایک واقعہ خیانت اور

چوری کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اہم نکات: بشیر نامی منافق کی چوری کا واقعہ:

بشیر نامی منافق نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے چچا رفاعہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے آٹے کا ایک تھیلہ جس میں اسلحہ بھی تھا نقب لگا کر چوری کر لیا۔ اور امانت کے طور پر رات کے وقت لبید کے گھر رکھوا دیا۔ اس تھیلہ میں سوراخ تھا جس سے آٹا گرتا رہا اور لبید کے گھر تک اس سے زمین پر نشان بنا تھا۔ صبح رفاعہ رضی اللہ عنہ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا کہ اس معاملہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیں۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلا دیا۔ منافقوں نے آپس میں میٹنگ کی۔ سارے اکٹھے ہو گئے عدالت میں دونوں کی باتیں سنیں گئیں۔ بشیر کے منافق ساتھیوں اور رشتہ داروں نے کہا کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ بشیر بڑا نیک ہے اس نے یہ کام نہیں کیا جب اس نے قسم کھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ تم نے ایک نیک گھرانے پر تہمت لگائی۔ ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد بازی نہ کریں۔ اس کے بعد بشیر منافق مکہ بھاگ گیا اور وہاں مردار ہوا۔

تفسیری نکات: منافقین کی بدباطنی:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کتاب نازل کی حق کے ساتھ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقت سمجھائی اور دکھائی ہے وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑا کرنے والے نہ ہوں۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگئے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اور آپ نہ جھگڑا کریں ان لوگوں کی طرف سے جو خیانت کرنے والے ہیں اپنی جانوں سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا اس کے ساتھ جو ہو خیانت کرنے والا گنہگار۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وہ لوگ چھپتے ہیں لوگوں سے وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ اور نہیں چھپتے اللہ تعالیٰ سے وَهُوَ مَعَهُمْ اور وہ اب ان کے ساتھ ہے اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ جب وہ رات کو مشورہ کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے رات کے مشورے پر راضی نہیں تھا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ علم کے اعتبار سے، قدرت کے اعتبار سے۔

منافقین کو تنبیہ:

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ خبردار! تم یہ ہو کہ جھگڑا کیا تم نے ان کی طرف سے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پس کون جھگڑا کرے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت والے دن۔ دنیا میں تو تم جتھہ بن کر آ گئے ہو کہ برادری کی عزت کا سوال ہے اور چوروں کا دفاع کر رہے ہو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑا کرے گا؟ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا یا کون ہوگا ان کے لیے وکیل۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اور جو شخص برا عمل کرے گا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ یا اپنی جان پر ظلم کرے ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ اور جو شخص کمائے گناہ پس پختہ بات ہے کہ وہ کمائے گا اس کو اپنی جان پر وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا اور جو شخص کرے خطا یا گناہ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا پھر وہ تہمت لگا دے بری الذمہ آدمی پر فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا پس تحقیق اس نے بہتان اور صریح گناہ اٹھایا۔ اس لئے کہ چوری خود کی اور بہتان دوسرے پر لگا دیا منافق اس طرح کرتے تھے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی رحمت اور مہربانی تو البتہ ارادہ کر چکا تھا ایک گروہ ان میں سے

اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ

یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکا دیں اور وہ نہیں بہکا سکتے مگر اپنی جانوں کو اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی اور نازل کی

اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اور سنت اور حدیث اور تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ

نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا ہے۔ نہیں کوئی بہتری بہت سی ان کی سرگوشیوں میں مگر وہ شخص

اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

جو حکم کرے صدقہ خیرات کا یا کسی بھلائی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا اور جو شخص یہ کام کرے گا چاہتے ہوئے

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿114﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اللہ تعالیٰ کی رضا پس عنقریب ہم اس کو دیں گے اجر بہت بڑا۔ اور وہ شخص جس نے مخالفت کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد اس کے

تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا

کہ خوب واضح ہوگئی اس کے سامنے ہدایت اور اس نے پیروی کی مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے کی ہم اس کو چلا دیں گے

تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿115﴾ ع ١٤

جس طرف کو وہ چلنا چاہتا ہے اور ہم اس کو داخل کریں گے دوزخ میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُضِلُّوْكَ: وہ بہکا دیں آپ کو، يَضُرُّوْنَكَ: وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں آپ کو، عَلَّمَكَ: سکھا دیا آپ کو، نَّجْوٰىهُمْ: ان کا مشورہ/سرگوشی، يُّشَاقِقِ: وہ مخالف کرتے ہیں، نُوَلِّهٖ: ہم حوالے کر دیتے ہیں اس کو، نُصْلِهٖ: ہم داخل کریں گے اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بشیر منافق کا واقعہ ذکر ہو رہا تھا۔ اب بھی اسی واقعے کا تسلسل چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر لحاظ سے محافظ ہیں:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل نہ ہوتا اور مہربانی نہ ہوتی لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ تو البتہ ایک گروہ ان میں سے ارادہ کر چکا تھا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقت سے بہکا دیں کہ غلط فہمی میں رکھیں کیونکہ انہوں نے عزم کر رکھا تھا کہ اپنے آدمی کو بچانا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچ گئے وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور وہ نہیں بہکا سکتے مگر اپنی جانوں کو ان کی اس شرارت کا وبال ان کی جانوں پر پڑتا وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی خیانت کی اطلاع دی کہ یہ لوگ خائن بددیانت اور چور ہیں اور چوروں کے حمایتی ہیں ان کا ساتھ نہ دینا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور نازل کی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب اور سنت وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان چیزوں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نہیں جانتے تھے یہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ کا فضل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت بڑا۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سرگوشیوں کو جانتا ہے:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ نہیں کوئی بہتری بہت سی ان کی سرگوشیوں میں یعنی انکے بہت سے پوشیدہ

مشوروں میں کچھ بہتری نہیں ہے۔ ہاں! اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ مگر وہ شخص جو حکم کرے خیرات کا یا کسی بھلائی کا مثلاً: کسی آدمی سے کسی نے سوال کیا اور یہ خود دے نہیں سکتا۔ کسی مالدار کے کان میں کہتا ہے کہ بھائی! یہ شخص واقعی محتاج ہے اور مستحق ہے اور مجھے طاقت نہیں ہے تو اس کی مدد کرو تو اس طرح خیرات کا کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور معروف یہ کہ آہستہ سے کسی کے کان میں نیکی کی بات ڈالنا کہ بھائی! یہ کام اس طرح کرو، اس میں بھلائی ہے کیونکہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو آہستہ بات کہو تو سمجھ جاتے ہیں اور اگر لوگوں کے سامنے کہو تو نہیں مانتے اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا مشورہ دے کہ بھائی! معاملے کو نہ بگاڑو، نہ فساد کرو، آپس میں نااتفاقی اور اختلاف اچھی بات نہیں ہے بلکہ بہت بری چیز ہے تو ایسا مشورہ بھی صحیح ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور جو شخص یہ کام کرے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا پس عنقریب ہم اس کو اجر بہت بڑا دیں گے۔ اور برے کاموں کے لیے مشورہ کرنا اور چور کو سچا ثابت کرنے کے لیے مشورہ کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹالنے کے لیے مشورہ کرنا حرام اور گناہ ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى اور جس نے مخالفت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ہدایت اس کے سامنے خوب واضح ہوگئی وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اس نے پیروی کی مومنوں کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ کی نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ہم اس کو چلا دیں گے جس طرف وہ چلنا چاہتا ہے وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ اور ہم اس کو داخل کریں گے دوزخ میں وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور بخش دے گا ان گناہوں کو جو شرک سے نیچے نیچے ہوں

لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿116﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ

گے جس کو چاہے گا اور جس نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس تحقیق بہک گیا، گمراہ ہوا گمراہی دور کی۔ اور نہیں وہ پکارتے

دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿117﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

اللہ تعالیٰ کے ورے مگر زنانہ قسم کی چیزوں کو، اور نہیں وہ پکارتے مگر شیطان کو جو سرکش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿118﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

اور کہا شیطان نے البتہ ضرور بناؤں گا تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر کیا ہوا۔ اور البتہ میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ

اور البتہ ضرور ان کو آرزوئیں دلاؤں گا اور البتہ میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا پس وہ ضرور کاٹیں گے جانوروں کے کانوں کو،

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

اور البتہ ضرور ان کو حکم دوں گا پس البتہ ضرور وہ تبدیلی کریں گے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں، اور جس نے بنایا شیطان کو

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿119﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ

دوست اللہ تعالیٰ کے سوا پس تحقیق اس نے نقصان اٹھایا کھلا نقصان۔ شیطان ان کے ساتھ وعدہ کرتا ہے

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿120﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؗ

اور ان کو آرزوئیں دلاتا ہے۔ اور نہیں وعدہ کرتا شیطان ان کے ساتھ مگر دھوکے کا، یہی لوگ ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿121﴾

اور نہیں پائیں گے وہ اس دوزخ سے چھٹکارے کی کوئی جگہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دُوْنِهٖ: اس کے سوا، اِنٰثًا: عورتیں/ دیویاں، شَيْطٰنًا: شیطان، مَرِيْدًا: سرکش، لَاَتَّخِذَنَّ: البتہ ضرور میں لوں گا، عِبَادِكَ: تیرے بندے، لَاُضِلَّنَّهُمْ: میں ضرور بہکاؤں گا انہیں، لَاُمَنِّيَنَّهُمْ: میں البتہ ضرور امید دلاؤں گا انہیں، لَاٰمُرَنَّهُمْ: میں البتہ ضرور سکھاؤں گا انہیں، فَلَيُبَتِّكُنَّ: تو البتہ ضرور وہ چیریں گے، اٰذَانَ: کان، فَلَيُغَيِّرُنَّ: پس البتہ ضرور وہ تبدیل کریں گے، خَسِرَ: وہ نقصان میں پڑا، يَعِدُهُمْ: وہ وعدہ دیتا ہے انہیں، يُمَنِّيْهِمْ: وہ آرزوئیں دلاتا ہے انہیں، غُرُوْرًا: دھوکا، فریب، يَجِدُوْنَ: وہ پائیں گے، مَحِيْصًا: بھاگنے کی جگہ۔

ربط:

پہلے گزرا کہ بشیر نامی منافق نے چوری کی اور چلا گیا اور واضح طور پر کافر بنا اللہ تعالیٰ نے یہاں شرک کی قباحت بیان کی۔ شرک کا معنی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا افعال میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔

اہم نکات: اِلَّآ اِنٰثًا یہاں تین باتیں ہیں:

① تفسیر خازن اور تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ لفظ اللہ مذکر ہے اس کو مونث بنا کر لات کہتے تھے لفظ منان مذکر ہے۔ اس سے انہوں نے منات بنائی، عزیز لفظ مذکر ہے۔ اس سے انہوں نے عزّیٰ بنائی۔

② تفسیر روح المعانی میں ہے کہ عرب کے بعض قبیلوں میں دستور تھا کہ مذکر ان کا بت ہوتا محبت کیوجہ سے اس کو انثی من فلاں کہتے۔

③ یہاں تشبیہ ہے کہ عورتیں صنف نازک ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قوی ذات کو چھوڑ کر ایسی مخلوق کو

پکارتے ہیں جو کمزور ہے۔

تفسیری نکات: شرک بہت بڑا ظلم ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ یہ بات بڑی یقینی اور اٹل ہے جو ہر قسم کے شبے سے پاک ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہے اور جس شخص نے شرک نہ کیا چاہے وہ کتنا ہی بڑا گنہگار رہے بخشا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مشرک کی بخشش نہیں فرمائیں گے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخش دے گا ان گناہوں کو جو شرک سے نیچے نیچے ہوں گے جس کو چاہے گا کیونکہ وہ مجبور نہیں ہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا پس تحقیق وہ بہک گیا، گمراہ ہو گیا گمراہی دور کی۔

اگر کوئی شخص اصل راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چل پڑا ہو اور تھوڑا سا چلنے کے بعد احساس ہو گیا تو اس کا واپس لوٹنا آسان ہے اور جو شخص بھٹک کر بہت دور نکل گیا تو اس کا واپس آنا بہت مشکل ہے اور ایسے شخص کے لیے بخشش اور مغفرت کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی ہے اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا اور وہ نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ورے مگر زنانہ قسم کی چیزوں کو۔ تو یہ زنانہ یعنی کمزور قسم کی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا اور نہیں پکارتے وہ مگر شیطان کو جو سرکش ہے، مردود ہے۔

براہِ راست شیطان کو کوئی نہیں پکارتا مگر شیطان کی بات مان کر غیر اللہ کو پکارنا شیطان ہی کو پکارنا ہے لَّعَنَهُ اللّٰهُ اس مردود شیطان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے وَقَالَ اور شیطان نے کہا لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ البتہ ضرور بناؤں گا میں تیرے بندوں میں سے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا حصہ مقرر کیا ہوا۔ سارے تیرے بندے نہیں رہنے دوں گا میں اپنے بندے بھی بناؤں گا۔

شیطان مختلف طریقوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے:

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ اور میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ ضرور میں ان کو آرزوئیں دلاؤں گا، گناہ پر آمادہ کرنے کا کہوں گا، کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے، رحیم ہے وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور البتہ میں ان کو ضرور حکم دوں گا فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ پس وہ ضرور کاٹیں گے جانوروں کے کانوں کو۔ مشرک اس طرح کرتے تھے کہ جانور کا کان تھوڑا سا کاٹ کر نشان لگا دیتے اور کہتے کہ یہ لات کے لیے یا عزیٰ کے لیے وقف ہے وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور شیطان نے کہا اور میں ان کو ضرور حکم دوں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ پس البتہ وہ ضرور تبدیلی کریں گے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں۔

تفسیر کبیر وغیرہ میں آتا ہے کہ داڑھی کا منڈوانا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے بدلنے میں شامل ہے کیونکہ مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے داڑھی بنائی ہے، مٹھی سے کم کریں یا بالکل منڈوائیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور جس نے بنایا شیطان کو دوست اللہ تعالیٰ کے سوا فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا پس تحقیق اس نے نقصان اٹھایا کھلا نقصان اٹھانا۔

يَعِدُهُمْ شیطان ان کے ساتھ وعدہ کرتا ہے وَيُمَنِّيْهِمْ اور ان کو آرزوئیں دلاتا ہے وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اور نہیں وعدہ کرتا شیطان ان کے ساتھ مگر دھوکے کا۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ یہی لوگ ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا اور نہیں پائیں گے وہ دوزخ سے چھٹکارے کی کوئی جگہ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے اچھے، عنقریب ہم ان کو داخل کریں گے جنت کے ایسے باغوں میں بہتی ہوں گی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

ان کے نیچے نہریں، رہا کریں گے ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور کون زیادہ سچا ہے

قِيْلًا ﴿122﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ

اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں۔ نہیں ہیں معاملات تمہاری خواہشات کے مطابق اور نہ اہل کتاب کی خواہشات کے مطابق،

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

جو شخص برا عمل کرے گا اس کو بدلہ دیا جائے گا اور نہیں پائے گا وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایت کرنے والا اور نہ کوئی

نَصِيْرًا ﴿123﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

مدد کرنے والا۔ اور جو شخص عمل کرے گا نیک اعمال میں سے وہ مرد ہو یا وہ عورت ہو بشرطیکہ وہ مومن ہو، پس یہی لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿124﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ

داخل ہوں گے جنت میں اور نہیں ظلم کیا جائے گا ان پر تل برابر بھی۔ اور کون شخص زیادہ اچھا ہے دین کے اعتبار سے اس شخص

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ

سے جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور وہ نیکی کے کام کرنے والا ہے، اور اس نے پیروی کی ابراہیم علیہ السلام کی اور ابراہیم علیہ السلام

خَلِيْلًا ﴿125﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

کی ملت کی جو ایک ہو کر رہنے والے تھے، اور بنا لیا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿١٢٦﴾ ع ۱۷/۱۵

میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَعْدَ: وعدہ، قِيلًا: کلام، بات، اَمَانِيِّكُمْ: تمہاری اُمیدیں، يُجْزَ: اسے سزا دی جائے گی، يَدْخُلُوْنَ: وہ داخل ہوں گے، خَلِيلًا: مخلص دوست۔

ربط:

اوپر ذکر تھا شیطان کا کہ قِسم قِسم کی آرزوئیں دلاتا ہے فرمایا کہ آرزوؤں سے کچھ نہیں بنتا۔ ایمان لاؤ اور نیک اعمال انجام دو تو ان شاء اللہ تمہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو بُرے اعمال کرے گا وہ اُس کا بدلہ پائے گا۔

تفسیری نکات: اہل ایمان کے لیے جنت ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ سب سے بڑی عبادت بلکہ تمام عبادتوں کی جڑ ایمان ہے "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھائی اور برائی کی تقدیر پر کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر"۔ صرف ایمان نہیں بلکہ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کئے اچھے۔ کیونکہ اصل مقصد تو اعمال ہیں ایمان تو بنیاد ہے۔ اعمال پھل ہیں پتے ہیں۔ اعمال کے بغیر کچھ نہیں جس طرح درخت کی پہچان پتوں سے ہوتی ہے اور پھل سے ہوتی ہے تو جو ایمان لائے اور عمل اچھے کرتے ہیں سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ عنقریب ہم ان کو داخل کریں گے ایسے باغوں میں تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جب قبر میں پہنچے گا تو جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے نہ جنت دور ہے نہ دوزخ دور ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہا کریں گے ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ اور اس ہمیشہ کی زندگی کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اللہ کا وعدہ سچا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں۔

ہر شخص کو اس کے اعمال کے حساب سے بدلا ملے گا:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ نہیں ہے معاملہ تمہاری خواہشات کے مطابق اور نہ اہل کتاب کی خواہشات کے مطابق آخرت کا دارومدار نہ تمہاری خواہشات پر ہے کہ تم کہو کہ ہم جنتی ہیں اور نہ اہلِ کتاب کی خواہشات پر ہے کہ وہ کہیں ہم جنتی ہیں زبانی دعووں اور خواہشات سے جنت نہیں ملتی اللہ تعالیٰ کا دستور ہے مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

جو شخص بُرا عمل کرے گا اس کو بدلہ دیا جائے گا وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں پائے گا وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا وَلِيًّا کوئی حمایت کرنے والا وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اور جو شخص عمل کرے گا اچھے مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وہ مرد ہو یا عورت وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور ہو مومن فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا اور نہیں ظلم کیا جائے گا ان پر تل برابر بھی۔

اللہ کے نزدیک سب سے اچھا کون ہے؟

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا اور کون شخص زیادہ اچھا ہے دین کے اعتبار سے مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ کبھی قیام میں ہے کبھی رکوع میں ہے کبھی سجدے میں ہے وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی کے کام کرنے والا ہے اسلام لانے کے بعد ایک آدھ مرتبہ ہی سر نہیں جھکا تا بلکہ دن رات نیکی میں لگا رہتا ہے زبان سے نیکی فعل سے نیکی اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اس کو اچھے راستوں پر خرچ کرتا ہے وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا اور اس نے پیروی کی ابراہیم علیہ السلام کی جو ایک طرف ہو کر رہنے والے تھے، موحد تھے، مشرک نہیں تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دین ہے، یہ ملت حنفی ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا اور بنالیا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست۔ تمام کائنات میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے پہلا درجہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، دوسرا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، تیسرا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بڑی شخصیت ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ آسمان اور زمین اسی نے پیدا فرمائے اور ان میں تصرف بھی اسی کا ہے، دوسرے کسی کا نہ آسمانوں میں تصرف ہے، نہ زمین میں تصرف ہے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا۔ علم کے اعتبار سے، قدرت کے اعتبار سے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، قادر مطلق بھی وہی ہے، مختار کل بھی وہی ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ لا

اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں عورتوں کے حقوق کے متعلق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے

وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ

عورتوں کے متعلق اور وہ جو کتاب میں سے تم پر تلاوت کی جاتی ہے یتیم عورتوں کے بارے میں، وہ عورتیں کہ نہیں دیتے تم ان

لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

عورتوں کو جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے، اور تم شوق رکھتے ہو کہ تم ان سے نکاح کرو، اور اسی طرح تمہیں حکم دیتا ہے کمزور بچوں

الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

کے بارے میں، اور یہ کہ تم قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ، اور جو کچھ بھی تم بھلائی کرو گے پس بے شک اللہ تعالیٰ

كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿127﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ

اس کو جاننے والا ہے۔ اور اگر کوئی عورت خوف کھائے اپنے خاوند سے بد دماغی کا یا اعراض کرنے کا پس کوئی حرج نہیں ہے

عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

ان دونوں پر یہ کہ صلح کر لیں آپس میں صلح کرنا، اور صلح ہی بہتر ہے اور حاضر کیا گیا جانوں کو بخل پر

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿128﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا

اور اگر تم نیکی کرو گے اور ڈرتے رہو گے، پس بے شک اللہ تعالیٰ ہے جو عمل تم کرتے ہو ان سے خبردار۔ اور ہرگز تم طاقت نہیں

اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

رکھ سکو گے کہ تم عدل کر سکو عورتوں کے درمیان، اگرچہ تم حرص کرو پس نہ جھکو تم پوری طرح جھکنا، تاکہ چھوڑ دو تم اس عورت کو

كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿129﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا

جیسے لٹکی ہوئی، اور اگر تم اصلاح کرو گے اور ڈرتے رہو گے پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر خاوند بیوی جدا جدا

يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿130﴾

ہو جائیں اللہ غنی کرے گا ہر ایک کو اپنی وسعت سے اور اللہ تعالیٰ وسعت رکھنے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسْتَفْتُوْنَكَ: وہ فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ سے، يُفْتِيْكُمْ: فتویٰ دیتا ہے تمہیں، يُتْلٰى: تلاوت کی جاتی ہے، تُؤْتُوْنَهُنَّ: تم ان عورتوں کو (نہیں) دیتے، تَرْغَبُوْنَ: تم رغبت کرتے ہو، تَنْكِحُوْهُنَّ: تم نکاح کرو ان سے، اَنْ تَقُوْمُوْا: یہ کہ تم قائم رہو، خَافَتْ: ڈری، بَعْلِهَا: اس کا خاوند، نُشُوْزًا: سرکشی، جھگڑا، اِعْرَاضًا: اعراض کرنا، اَنْ يُّصْلِحَا: کہ وہ دونوں صلح کر لیں، اُحْضِرَتِ: حاضر کی گئی، الشُّحَّ: حرص، تُحْسِنُوْا: تم نیکی کرو، لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا: تم ہرگز نہ کر سکو گے، حَرَصْتُمْ: تم نے حرص کیا، اَلْمَيْلِ: پھر جانا، فَتَذَرُوْهَا: کہ تم چھوڑ دو اس کو، اَلْمُعَلَّقَةِ: (درمیان میں) لٹکی ہوئی، يَتَفَرَّقَا: دونوں جدا ہو جائیں، يُغْنِ: بے پرواہ کر دے گا، سَعَتِهٖ: اس کی وسعت، وَاسِعًا: وسعت والا۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ پہلے سورت نساء کی ابتداء میں عورتوں کے مسائل بیان کئے گئے

تھے اُس کے بعد پھر کچھ دوسرے مسائل کا ذکر تھا اب پھر دوبارہ عورتوں کے مسائل کا بیان ہے۔ فتوی کے معنی حکم قوی کے ہیں۔

اہم نکات: عورتوں کے حقوق پر تنبیہ:

تَرْغَبُوْنَ ، رغب کا معنیٰ جب صلہ "فی" ہو شوق ہے اور صلہ "عن" ہو تو اعراض کے معنیٰ ہے مصالحت کی صورت یہ ہے کہ خرچے میں کمی کر دے اور اپنے حق (باری) کو کچھ چھوڑ دیں۔ ہوتا اس طرح تھا کہ مثلاً: کسی شخص کا چچا یا تایا فوت ہو جاتا اور اس کی لڑکی ہوتی خوبصورت اور یہ اس کا سرپرست ہوتا کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اصلی سرپرست تو باپ ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا اور اگر دادا نہ ہو تو چچا تایا، چچا تایا نہ ہوں تو ان کے بیٹے اور یہ عصبات کہلاتے ہیں اور ماں کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں ان کا درجہ بہت بعد میں آتا ہے، تو یہ سرپرست ہوتا اور بچی خوبصورت ہوتی اس کو اور کسی جگہ نکاح نہیں کرنے دیتا تھا، بلکہ خود اس کے ساتھ نکاح کر لیتا اور اس کو جتنا حق مہر ملنا ہوتا تھا نہیں دیتا تھا کہ ہم خود ہی تو ہیں، ہمیں کس نے پوچھنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس طرح نہ کرو، بلکہ انصاف سے کام لو، ان کا حق بنتا ہے، وہ ان کو دو۔ اور بخاری شریف میں اس کی تشریح موجود ہے کہ اگر تم نے ان کے ساتھ نکاح کرنا ہے تو ان کو ان کا مہر دو، جتنا دوسرے لوگ دیتے ہیں اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرو اور بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ چچے تائے کی لڑکی خوبصورت تو نہیں ہوتی تھی مگر مالدار اور صاحبِ جائیداد ہوتی اس صورت میں خود بھی اس کے ساتھ نکاح نہیں کرتے تھے اور دوسری جگہ بھی نکاح نہیں کرنے دیتے تھے کہ مال جائیداد، زمین، مال مویشی، روپیہ ساتھ لے جائے گی۔ اس طرح وہ بے چاری بوڑھی ہو کر مر جاتی اور یہ اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ زیادتیاں نہ کرو بلکہ ان کے حقوق ادا کرو۔

تفسیری نکات: زیر کفالت یتیم عورتوں کے حقوق کا بیان:

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اور لوگ آپ ﷺ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں عورتوں کے بارے میں۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ اور حکم سناتے ہیں، میں تو اللہ تعالیٰ کا مبلغ ہوں وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اور وہ جو تلاوت کی جاتی ہے تم پر کتاب میں فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ یتیم عورتوں کے بارے میں وہ یتیم عورتیں کہ نہیں دیتے تم ان کو مَا كُتِبَ لَهُنَّ جو ان کے متعلق فرض کیا گیا ہے جو ان کے حقوق لکھے گئے ہیں وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اور یہ کہ تم شوق رکھتے ہو کہ تم ان سے نکاح کرو وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ اور اسی طرح تمہیں حکم دیتا ہے کمزور بچوں کے بارے میں۔ یتیم ہیں کمزور ہیں وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ یہ کہ تم قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ۔ جس طرح تم اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہو اور نگرانی کرتے ہو اسی طرح یتیموں کی نگرانی اور تربیت کرو وہ چچا کے ہیں یا تایا کے ہیں خالہ کے ہیں یا پھوپھی کے ہیں اپنے بچوں کی طرح انصاف اور دیانت کے ساتھ ان کی نگرانی کرنی ہے ایسا نہ ہو کہ

یتیم دردر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں اور مانگتے پھریں وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ بھی تم کرو گے بھلائی فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے۔ تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

میاں بیوی کے معاملات کے کچھ پہلو:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اگر کوئی عورت خوف کھائے اپنے خاوند سے بددماغی کا کہ بلاوجہ اس کو مارتا ہے اور بددماغی سے کام لیتا ہے اَوْ اِعْرَاضًا یا خوف ہو اعراض کرنے کا کہ بیوی کی طرف توجہ نہیں دیتا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ تو کوئی حرج نہیں ہے ان دونوں پر اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا یہ کہ صلح کرلیں آپس میں صلح کرنا کہ عورت اپنا کوئی حق چھوڑ دے کہ جدائی کی نوبت نہ آئے۔ کچھ حق چھوڑ دیں اور کچھ چھڑالیں اور بدمزگی پیدا نہ کریں وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اور صلح ہی بہتر ہے وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اور حاضر کیا گیا جانوں کو بخل پر نفس بخل میں پیدا کیے گئے ہیں۔ عورت کہے گی میں نے اپنا حق نہیں چھوڑنا مرد کہے گا میں نے اپنا حق نہیں چھوڑنا اور دونوں اپنی اپنی بات پر اڑے رہے تو بدمزگی پیدا ہوگی۔ بہتر بات یہ ہے کہ اصلاح کی صورت پیدا ہو جائے وَاِنْ تُحْسِنُوْا اور اگر تم نیکی کرو گے وَتَتَّقُوْا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا تو بے شک اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو ان سے خبردار ہے۔

زیادہ بیویوں والے حق وانصاف کریں:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ اور ہرگز تم طاقت نہیں رکھ سکو گے یہ کہ تم عدل کرو عورتوں کے درمیان۔ کہ جتنی محبت ایک کے ساتھ ہے دوسری کے ساتھ بھی اتنی ہو یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے وَلَوْ حَرَصْتُمْ اور اگرچہ تم حرص کرو فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ پس نہ جھکو تم پوری طرح جھکنا فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ کہ چھوڑ دو تم دوسری عورت کو لٹکی ہوئی کی طرح، نہ زمین پر نہ آسمان میں، اس کا بھی حق ادا کرو گے وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا اگر صلح کے ساتھ رہو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں معاف کر دے گا، لیکن اگر نباہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا اور خاوند بیوی جدا ہو جائیں کہ طلاق کی نوبت آ گئی ہے يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ غنی کر دے گا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے عورت کو اپنی جگہ خاوند مل جائے گا اور اس کو بیوی مل جائے گی لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب آخری حدود سے تجاوز کر جائیں تو پھر طلاق بھی جائز ہے مگر مباح چیزوں میں سے بری چیز ہے۔ حتی الوسع طلاق نہیں دینی چاہیے اور اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ٹھیک ہے وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ وسعت رکھنے والا حکمت والا ہے جو احکام اس نے دیئے ہیں وہ خالص حکمت اور دانائی پر مبنی ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور البتہ تحقیق ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

ان لوگوں کو جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے، اور تمہیں بھی ہم تاکیدی حکم دیتے ہیں یہ کہ ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے، اور اگر تم کفر

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

اختیار کرو گے پس بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ

حَمِيْدًا ﴿131﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿132﴾

قابلِ تعریف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿133﴾

اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اے انسانو! اور لائے دوسروں کو اللہ تعالیٰ اس پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کے بدلے کا پس اللہ تعالیٰ کے پاس ہے دنیا کا بدلہ اور آخرت کا بدلہ بھی

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿134﴾ ع ۱۹ ۸ ۱۶

اور اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَصَّيْنَا: ہم نے حکم دیا، اِيَّاكُمْ: تم کو بھی، تَكْفُرُوْا: تم انکار کرو گے، حَمِيْدًا: سب خوبیوں والا، يَشَاْ: وہ چاہے، يُذْهِبْكُمْ: وہ دور کر دے تمہیں، قَدِيْرًا: قدرت والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور یتیم بچوں کے متعلق احکامات ارشاد فرمائے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قوت وطاقت کا اظہار فرمارہا ہے کہ اگر کفر اور سرکشی کرو گے اور میرے احکامات پسِ پشت ڈالو گے تو وہ قدرت والا ہے دنیا اور آخرت دونوں جگہ پکڑنے کی قوت رکھتا ہے۔

تفسیری نکات: اے انسانوں اللہ کی اطاعت کرو:

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

میں ہے سات آسمان ہیں اوپر عرش ہے، کرسی ہے، آسمانوں میں فرشتے ہیں، چاند سورج ستارے ہیں، اس کے علاوہ جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی مالک ہے، وہی متصرف ہے، اسی کے حکم سے سارا نظام چلتا ہے اور زمینوں کا بھی پیدا کرنے والا وہی ہے وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے تاکیدی حکم دیا ان لوگوں کو جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے، مثلاً: تورات موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی اور اس کے ماننے والے یہودی ہیں، زبور داؤد علیہ السلام کو دی گئی اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی، اس کے ماننے والے عیسائی ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی یہ تاکیدی حکم دیا وَإِيَّاكُمْ اور اے مومنو! تمہیں بھی یہ تاکیدی حکم دیتے ہیں أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ یہ کہ ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا معنیٰ ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کرو اور اس نے جو احکام نازل فرمائے ہیں انہیں لازم پکڑو، ان پر عمل کرو وَإِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر تم کفر اختیار کرو گے فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا! اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ قابلِ تعریف ہے۔ اگر تم کفر کرو گے تو اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا، وہ تمہاری نیکیوں کا محتاج نہیں ہے، نقصان تمہارا ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کے لے آتا ہے:

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، وہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی متصرف ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے کارساز، کام بنانے اور سنوارنے والا بھی وہی ہے اور بگاڑنے والا بھی وہی ہے۔

إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے أَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! وَيَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ اور لائے دوسروں کو تمہاری جگہ۔ دوسروں کو لا کھڑا کرے اس کے لیے کیا مشکل ہے؟ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا اور اللہ تعالیٰ اس پر قدرت رکھنے والا ہے۔ ایک لمحہ میں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کے بدلے کا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ پس اللہ تعالیٰ کے پاس دانائی کا بدلہ اور آخرت کا بدلہ بھی ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا اور اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم جو کلمات منہ سے نکالتے ہو آہستہ یا بلند آواز سے سب کو وہ سنتا ہے اور تمہارے ظاہر اور باطن کے تمام اعمال کو دیکھتا ہے، تمہارا معاملہ پروردگار کے ساتھ ہے، اس لئے جو کام بھی کرو اس بات کو پیشِ نظر رکھ کر کرو کہ ہمارا رب سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے اور ایک دن اس کے سامنے پیش بھی ہونا ہے اور اس نے حساب بھی لینا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كُوْنُوْا	قَوّٰمِيْنَ	بِالْقِسْطِ	شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، ہو جاؤ تم سختی کے ساتھ قائم رہنے والے انصاف پر، گواہی دینے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے،

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

اور اگرچہ وہ گواہی تمہارے نفسوں کے خلاف ہو، یا ماں باپ کے خلاف اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف، اگر ہے وہ شخص

غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

مالدار یا محتاج، پس اللہ تعالیٰ ان دونوں کے زیادہ قریب اور خیر خواہ ہے، پس نہ پیروی کرو تم خواہش کی، اس بات سے کہ تم عدل

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿135﴾ يٰٓاَيُّهَا

نہ کرو اور اگر تم زبان کو دباؤ گے یا اعراض کرو گے، پس بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبر دار ہے۔ اے وہ لوگو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

جنہوں نے زبان سے ایمان کا دعویٰ کیا ہے حقیقتاً ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہر اس کتاب پر ایمان لاؤ

نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

جو نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے، اور جو شخص انکار کرے گا اللہ تعالیٰ کے احکام کا اور اس کے فرشتوں کا

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿136﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا، پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی میں دور جا پڑا، بے شک وہ لوگ

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

جو ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا پھر ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا پھر بڑھتے گئے کفر میں، اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿137﴾ ط

اور نہ ان کی رہنمائی راستے کی کرے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَوّٰمِيْنَ: قائم رہنے والے، اَلْهَوٰٓى: خواہش، تَلْوٗٓا: (اگر) تم دباؤ گے، تُعْرِضُوْا: (اگر) تم منہ موڑو گے، لِيَهْدِيَهُمْ: راہ دکھائے۔

ربط:

اوپر نکاح اور طلاق کے احکام تھے اس میں گواہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے گواہی کا ذکر فرمایا۔

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ سے مراد اپنے جرم کا اقرار کرنا۔

تفسیری نکات: گواہی دینے کے احکام:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ ہو جاؤ تم سختی کے ساتھ قائم رہنے والے انصاف کے ساتھ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ گواہی دینے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اور اگرچہ وہ گواہی تمہارے نفسوں کے خلاف ہو، اپنے نفس کے خلاف گواہی کا مطلب ہے کہ وہ شخص جس سے کوئی غلطی یا گناہ سرزد ہوا ہے وہ اپنی غلطی کو مان لے کہ میرے سے یہ غلطی ہوئی ہے اَوِ الْوَالِدَیْنِ یا گواہی والدین کے خلاف ہو، والدین بڑی دولت ہیں، اگر کوئی سمجھے تو، مگر گواہی اگرچہ والدین کے خلاف بھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم مقدم سمجھتے ہوئے ان کے خلاف بھی گواہی دے وَالْاَقْرَبِیْنَ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف حق کی گواہی ہے تو ان کے خلاف بھی دے اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا اگر ہے وہ شخص مالدار یا محتاج پس اللہ تعالیٰ ان دونوں کے زیادہ قریب اور خیر خواہ ہے۔ تم نے مالدار ہونے کی رعایت کرنی ہے، نہ فقیر ہونے کا لحاظ کرنا ہے فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا پس تم نہ پیروی کرو خواہش کی کہ تم عدل کرنا چھوڑ دو وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا اور اگر تم زبان کو دباؤ گے، اعراض کرو گے۔

مطلب یہ ہے کہ شہادت کو توڑنے کے لیے اپنی زبان کو اس طرح مت حرکت دو کہ اس کے معانی تبدیل ہو جائیں اور شہادت ہی غلط ہو جائے۔ اور زبان کو دبانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ بعض ملتے جلتے الفاظ ہوتے ہیں، زبان دبا کر ایک ہی جگہ دوسرا ادا کر دیا جائے ایسا نہ کرو، مثال کے طور پر یہودی جب آنحضرت ﷺ کے خدمت میں آتے تو کہتے 'السام علیك' اب توجہ کرنے والا ہی سمجھے گا کہ اس نے کیا کہا ہے۔ اصل لفظ تو ہے 'السلام علیك' آپ پر سلامتی ہو، وہ لام کھا جاتے اور کہتے 'السام علیك' اس کا معنی ہے تیرے اوپر موت واقع ہو تو تھوڑے سے فرق کے ساتھ کتنا فرق پڑ گیا تو اس طرح تم زبان دبا کر ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ کہو گے تو سخت گناہ ہے۔

اور اعراض کا مطلب ہے کہ جس بات پر گواہی موقوف ہے وہ اہم جز و تم بیان ہی نہ کرو اور اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے فضول بحث کرتے رہو، یہ بھی سخت گناہ ہے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

ایمان کی تفصیل وحقیقت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو! جنہوں نے زبان سے ایمان کا دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں اٰمِنُوْا حقیقتاً ایمان لے آؤ، صحیح معنی میں مومن بن جاؤ، کیونکہ خالی ایمان کے دعویٰ سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، ایمان کس پر لاؤ؟

بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ ایمانیات میں سب سے بنیادی چیز ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانا ہے۔

وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اور اس کتاب

پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر تھوڑی تھوڑی کر کے نازل فرمائی ہے، یعنی قرآن پاک وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے تورات، زبور، انجیل، جن کتابوں کا تمہیں نام نہیں آتا ان پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں کو ہم مانتے ہیں اور تمام رسولوں کو ہم مانتے ہیں وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ اور جو شخص انکار کرے اللہ تعالیٰ کے احکام کا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور اس کے فرشتوں کا وَكُتُبِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی جتنی کتابیں ہیں ان کا انکار کرے گا وَرُسُلِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا انکار کرے گا۔ بے شمار پیغمبر تشریف لائے، ہمیں قطعی اور یقینی طور پر ان کی تعداد معلوم نہیں ہے، قرآن پاک میں صرف بیس بچیس پیغمبروں کے ناموں کا ذکر ہے، لہٰذا اجمالی طور پر اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں پر ایمان ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن کا انکار کیا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا پس وہ گمراہ ہوا گمراہی میں دور جا پڑا۔

اہل کتاب کے گناہوں کا بیان:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اپنے وقت میں موسیٰ علیہ السلام پر ثُمَّ كَفَرُوْا پھر انہوں نے بچھڑے کی پوجا کر کے کفر اختیار کیا ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر بعد کے دور میں ایمان لائے ثُمَّ كَفَرُوْا پھر عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہ کر کے کفر کیا بلکہ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا [النساء] البتہ تحقیق انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر بڑا بہتان باندھا کہ ہم اس کو نبی کیا مانیں حلال زادہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو مزید کفر میں بڑھتے گئے، پہلے پارے میں آپ پڑھ چکے کہ مرتے وقت یہودی وصیت کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی یہ علامتیں ہیں جب وہ تشریف لائیں تو ان پر ایمان لانا اور ہمارا ان کو سلام کہنا اور جب دشمنوں کے مقابلہ میں لڑتے تو آپ ﷺ کے وسیلے اور برکت سے دعا کرتے، کہتے: اے پروردگار! نبی آخر الزماں ﷺ کی برکت اور وسیلے سے ہمیں فتح عطا فرما۔ پھر جب وہ تشریف لائے تو انکار کر گئے اور کفر کو اور زیادہ کر لیا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان کو بخشے جو یہ کارروائیاں کرتے ہیں وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا اور نہ اللہ تعالیٰ ان کو راستے کی رہنمائی کرے گا، جو اپنی ضد پر اس قدر پختہ ہوں اللہ کو کیا ضرورت ہے ان کو ہدایت دینے کی؟ وہ ان کا محتاج نہیں ہے، بلکہ یہ اس کے محتاج ہیں۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ

آپ خوشخبری سنا دیں منافقوں کو اس چیز کی کہ بے شک ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ منافق وہ ہیں جو بناتے ہیں

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ

کافروں کو دوست مومنوں کے سوا، کیا تلاش کرتے ہیں ان کافروں کے پاس عزت، پس بے شک عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے

جَمِيْعًا ۝١٤٠ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

سب کی سب۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تم پر کتاب میں یہ حکم، یہ کہ جب سنو تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں کہ

يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

ان کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ ٹھٹھا کیا جا رہا ہے پس نہ بیٹھو تم ان کے ساتھ، یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں اس ٹھٹھے

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کے علاوہ کسی اور بات میں، بے شک تم اگر ان کے ساتھ بیٹھے رہے تو اس وقت ان جیسے گنہگار ہو گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ

جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝١٤٠ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ

منافقوں اور کافروں کو سب کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے، منافق وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں اگر ہو

لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ

تمہیں نصیب فتح اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ اور اگر ہو کافروں کا حصہ کہتے ہیں

قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

کیا ہم غالب آگئے تھے تم پر اور کیا ہم نے نہیں حفاظت کی تمہاری مومنوں سے، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝١٤١ ع

قیامت والے دن، اور ہرگز نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مومنوں پر کوئی بھی اقتدار کا راستہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَّخِذُوْنَ: وہ بناتے ہیں، يَبْتَغُوْنَ: وہ چاہتے ہیں، عِنْدَهُمُ: ان کے پاس، سَمِعْتُمْ: تم نے سنا، يُسْتَهْزَاُ: اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، لَا تَقْعُدُوْا: تم نہ بیٹھو، يَخُوْضُوْا: وہ مشغول ہوں، حَدِيْثٍ: بات، مِثْلُهُمْ: ان جیسے، يَتَرَبَّصُوْنَ: وہ تاک میں رہتے ہیں۔ فَتْحٌ: فتح، لَمْ نَكُنْ: ہم نہ تھے، لَمْ نَسْتَحْوِذْ: ہم نے گھیر نہیں لیا، نَمْنَعْكُمْ: ہم نے نہیں بچایا تمہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار اور اہل کتاب کا تذکرہ ہوا تھا اب منافقین کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: منافقین کے لیے دردناک عذاب ہے:

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خوشخبری سنا دیں منافقوں کو۔ کس بات کی خوشخبری؟ بِاَنَّ لَهُمْ

عَذَابًا اَلِیْمًا اس چیز کی کہ بے شک ان کے لیے ہے دردناک عذاب۔ یہ منافقوں کے ساتھ مذاق اور طنز ہے، کیونکہ خوشخبری تو اچھی چیز کی ہوتی ہے، عذاب کی کیا خوشخبری ہے؟ پھر عذاب بھی دردناک۔ منافق کون ہیں؟

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ جو کافروں کو دوست بناتے ہیں مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کے سوا، مومنوں کے ساتھ کوئی رابطہ اور تعلق نہیں اور کافروں کے ساتھ یاری اور دوستی ہے اور انہیں پر ان کا اعتماد ہے، وہ جو کہتے ہیں کرتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا ان کافروں کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں کہ ان سے دوستی رکھیں گے تو ہمیں عزت ملے گی؟ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا پس بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، تمہیں کافروں سے کیا عزت ملے گی؟ کافر تو مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہے۔

قرآن وحدیث کا مذاق اڑانے والی محافل میں شریک نہ ہو:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے کتاب میں حکم اَنْ یہ کہ اِذَا سَمِعْتُمْ جب سنو تم اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا اور مذاق کیا جاتا ہے، مخالفت کی جارہی ہے فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ جس مجلس میں قرآن وحدیث کے خلاف بات ہو رہی ہو، اس مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے والا گنہگار ہے۔ تو جہاں قرآن وحدیث کے خلاف بات ہو رہی ہو اس مجلس میں بیٹھنا منع ہے حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں اس ٹھٹھے کے علاوہ کسی اور بات میں۔ قرآن وحدیث کے خلاف بات کرنے سے باز آجائیں اور کوئی دوسری باتیں کرنے لگ جائیں تو بات جدا ہے، کیونکہ جب وہ قرآن وحدیث، فقہ اسلامی، اجماعِ امت کی مخالفت کر رہے ہوں گے اور تم ان میں بیٹھے ہو گے اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ بے شک تم اس وقت ان جیسے گنہگار ہو گے کیونکہ تم اپنے اختیار سے اس مجلس میں بیٹھے ہو جس میں قرآن و حدیث کا انکار اور مذاق اڑایا جا رہا ہے لہٰذا تم بھی گنہگار ہو اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا بے شک اللہ تعالیٰ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

منافقین کے نفاق کی حالت:

اَلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ منافق وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں کس چیز کا انتظار کرتے ہیں؟ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ پس اگر تمہیں فتح نصیب ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لڑائی میں قَالُوْۤا کہتے ہیں اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ ہمیں بھی حصہ دو وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ اور اگر ہو کافروں کا حصہ کہ لڑائی میں ان کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے قَالُوْۤا ان کے پاس پہنچ کر کہتے ہیں اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْكُمْ کیا ہم غالب نہیں آگئے تھے تم پر؟ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور کیا ہم نے تمہاری حفاظت نہیں کی ایمان والوں سے کہ وہ

تمہارا صفایا کرنا چاہتے تھے ہم نے درمیان میں آ کر ایسے حالات پیدا کیے کہ تم بچ گئے ہم نے تمہارا دفاع کیا ہے، لہٰذا تمہیں جو مال ملا ہے اس سے ہمیں حصہ دو فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پس اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت والے دن وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ اور ہر گز نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا مومنوں پر کوئی بھی اقتدار کا راستہ۔ مومن مومن ہیں ان کے لیے کافروں کے ساتھ نہ تو دوستی کا راستہ ہے نہ عزت کا راستہ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا

بے شک منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اور وہ ان کو ان کی دغا بازی کا بدلہ دے گا اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں

اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿142﴾

نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں سست، دکھاوا کرتے ہیں لوگوں کو اور نہیں ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

وہ لٹک رہے ہیں کفر اور اسلام کے درمیان صحیح معنیٰ میں، نہ اُن کی طرف ہیں اور نہ اِن کی طرف ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہکا

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿143﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

دے پس آپ ہرگز نہیں پاؤ گے اس کے لیے کوئی راستہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ تم کافروں کو دوست مومنوں کو

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿144﴾

چھوڑ کر، کیا تم ارادہ کرتے ہو اس بات کا کہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے خلاف دلیل کھلی۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿145﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

بے شک وہ لوگ جو منافق ہیں نچلے طبقے میں ہوں گے دوزخ کے اور ہرگز نہیں پائے گا تو ان کے لیے کوئی مددگار۔ مگر وہ لوگ

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ

جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ تعالیٰ کے دین کو، اور خالص بنایا، انہوں نے اپنے دین کو

لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿146﴾

اللہ تعالیٰ کے لیے، پس وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں، اور عنقریب دے گا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اجر بہت بڑا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿147﴾

کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر اگر تم شکر ادا کرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ قدر دان جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَادِعُهُمْ: ان کو دھوکہ دینے والا، كُسَالٰى: سستی کرتے ہوئے، يُرَآءُوْنَ: وہ دکھاوا کرتے ہیں، مُذَبْذَبِيْنَ: متردد لوگ، اَلدَّرْكِ: درجہ، اَلْاَسْفَلِ: سب سے نیچے والا، اِعْتَصَمُوْا: انہوں نے مضبوط پکڑا، اَخْلَصُوْا: انہوں نے خالص کیا، عَذَابِكُمْ: تمہارا عذاب، شَكَرْتُمْ: تم نے شکر کیا، شَاكِرًا: قدردان۔

ربط:

اوپر بھی منافقوں کا ذکر تھا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: منافق اپنے طور طریقوں سے اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ بے شک منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکے کا معاملہ کرتے ہیں، حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ کو دھوکہ کوئی نہیں دے سکتا، اس لئے کہ دھوکہ اس کو دیا جاتا ہے جس کو علم نہ ہو، حقیقت معلوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شئے مخفی نہیں ہے لیکن ان کی طرف سے معاملہ ایسا ہے جیسے دھوکے باز کا ہوتا ہے، نمازیں پڑھتے ہیں، نیکی کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں ہیں، اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں، مگر مومن نہیں ہیں اور یہ کتنی دیر تک کرلیں گے وَهُوَ خَادِعُهُمْ وہ ان کو ان کی دغابازی کا بدلہ دے گا، آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے، دوزخ بھی سامنے، ثواب بھی سامنے، عذاب بھی سامنے آجائے گا۔

منافقین کی علامات:

پہلی علامت: وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے قَامُوْا كُسَالٰى، كُسَالٰى جمع ہے کسلان کی، جس کا معنٰی ہے سستی کرنا، کھڑے ہوتے ہیں سستی کرتے ہوئے اس طرح کہ جو کام نہیں کرنا وہ کرنا پڑ رہا ہے، کیونکہ دل میں نماز کا ذوق تو ہے نہیں۔

دوسری علامت: يُرَآءُوْنَ النَّاسَ لوگوں کے آگے دکھاوا کرتے ہیں کو۔ دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں، اور نیکی کے کام کرتے ہیں اگر کوئی دیکھنے والا نہیں ہے تو پھر نماز کا نام ونشان ہی نہیں ہے، نیکی کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔

تیسری علامت: وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور نہیں ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا اور مومن کی یہ صفت ہے کہ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ [سورۃ: آل عمران] وہ یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے۔ مومن کا دل اور زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ تر ہے۔

چوتھی علامت: مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ وہ متردد ہیں کفر اور اسلام کے درمیان لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ نہ صحیح معنٰی میں

مومنوں کے ساتھ ہیں کیونکہ دل ان کے ساتھ نہیں وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ اور نہ مکمل کافروں کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ زبانی طور پر مومنوں کے ساتھ ہیں کھل کر واضح طور پر نہ اُن کے ساتھ ہیں نہ اِن کے ساتھ ہیں درمیان میں لٹکے ہوئے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی علامتیں بیان فرمائی ہیں اور ہمیں بھی سوچنا چاہئے کہ ان میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں پائی جاتی، اگر پائی جاتی ہے تو اس کا تدراک کرنا چاہئے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا تو اے مخاطب! ہر گز نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی راستہ۔

کافروں کو دوست مت بناؤ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ نہ بناؤ تم کافروں کو دوست مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کو چھوڑ کر۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کافروں سے دوستی نہ رکھو اَتُرِيْدُوْنَ کیا تم ارادہ کرتے ہو اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا اس بات کا کہ بناؤ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے خلاف دلیل کھلی۔ تم کافروں کے ساتھ دوستی کرو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کھلی دلیل ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کر دیا ہے لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

جہنم کے طبقات کا بیان:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ بے شک وہ لوگ جو منافق ہیں جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ جہنم کے اوپر نیچے سات طبقے ہیں، سب سے اوپر والا طبقہ گنہگار مسلمانوں کے لیے ہے، دوسرا طبقہ عیسائیوں کے لیے ہے۔ تیسرا طبقہ مشرکین کے لیے ہوگا، اور سب سے نیچے ساتواں طبقہ منافقین کے لیے ہوگا۔ گنہگار مسلمان اپنی عملی کمزوریوں اور بداعمالیوں کی سزا کاٹ کر جہنم سے نکل کر سارے جنت میں چلے جائیں گے وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اور اے مخاطب! ہر گز نہیں پائے گا تو ان کے لیے کوئی مددگار۔ آج دنیا میں لوگ ایک دوسرے کی مدد کے دعوے بھی کرتے ہیں اور بسا اوقات مدد کرتے بھی ہیں مگر قیامت والے دن ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔

اہل ایمان کے لیے خوش خبریاں:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی، جو منافق نفاق سے باز آ گئے وَاَصْلَحُوْا اور توبہ کے بعد اپنی اصلاح کر لی وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ تعالیٰ کے دین کو وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ اور

خالص بنایا انہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے توبہ کر کے خالص دین پر چلے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ پس وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں ان کا شمار ایمان والوں کے ساتھ ہوگا وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا اور عنقریب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اجر عظیم عطا کرے گا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر، اے بندو! تمہیں سزا دینے سے اللہ تعالیٰ کو کیا مل جائے گا؟ اور اگر سزا نہ دی تو اس کا کیا بگڑ جائے گا؟ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ اگر تم شکر ادا کرتے رہو اور ایمان پر قائم رہو، وہ سزا تب دے گا کہ تم اس پر ایمان نہ لاؤ اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرو اور ظاہر بات ہے کہ نافرمان کو کوئی بھی معاف نہیں کرتا، ہم تم بھی نافرمان کو معاف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ تو قہار ہے اور ساری قوتوں کا مالک ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر راضی نہیں ہے، اس لئے فرمایا وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے اپنے بندوں کے لیے کفر پر۔ کفر پر سخت ناراض ہے اور ظاہر بات ہے اگر تم کفر کرو گے تو سزا بھی دے گا وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا اور اللہ تعالیٰ قدردان جاننے والا ہے۔ اگر تم ایک نیکی کرو تو دس گنا بدلہ دیتا ہے اور اگر نیکی فی سبیل اللہ کی مد میں ہو تو سات سو گنا بدلہ دیتا ہے، اس سے کوئی شئے مخفی نہیں ہے۔ وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے تمہاری نیتوں سے واقف ہے۔

الجزء السادس

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿148﴾

نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا بری بات کو مگر وہ شخص جس پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

اگر تم ظاہر کرو گے نیکی کو یا چھپاؤ گے اس نیکی کو یا درگزر کرو گے برائی سے پس بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا،

قَدِيْرًا ﴿149﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا

قدرت والا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسولوں کا اور ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ تفریق

بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ

کریں اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس کے رسولوں کے حکموں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم ایمان لائیں گے بعض پر اور بعض کا ہم انکار

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿150﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں اس کا کہ بنالیں اس کے درمیان ایک راستہ۔ وہ لوگ کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے

حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿151﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا

عذاب رسوا کرنے والا تیار کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر اور نہیں تفریق کی ان میں

بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۵۲﴾

سے کسی ایک کے درمیان وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر عنقریب دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡجَهۡرَ: بلند آواز، ظُلِمَ: اس پر ظلم کیا گیا، اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا: یہ کہ فرق نکالیں، نَكۡفُرُ: ہم انکار کرتے ہیں، اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا: یہ کہ وہ بنائیں، یُؤۡتِیۡهِمۡ: وہ انہیں دے گا۔

ربط:

پہلے منافقین کا ذکر تھا کہ وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور نفاق کی وجہ سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پسند نہیں کرتا۔ اب اللہ تعالیٰ بری باتوں اور برے کاموں سے اجتناب کا حکم دے رہا ہے۔

تفسیری نکات: حقوق العباد والے بعض امور کا بیان:

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الۡجَهۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ بُری بات کے ظاہر کرنے کو، غیبت بُری بات ہے، جھوٹ بُری بات ہے، کسی کو گالی دینا اور اس کو ایسی بات کہنا جس میں اس کی تذلیل اور تحقیر ہو، بُری بات ہے، لیکن آج کل لوگ اس کو عیب کی بجائے ہنر سمجھتے ہیں کہ میں نے فلاں کو یہ کہا اور اس طرح ذلیل کیا، حالانکہ ان باتوں کو شریعت پسند نہیں کرتی اِلَّا مَنۡ ظُلِمَ مگر وہ شخص کہ جس پر ظلم کیا گیا ہے کہ یہ شخص ظالم کی بات کو حاکمِ وقت کے سامنے یا مفتی قاضی کے سامنے یا کسی اثر ورسوخ والے آدمی کے سامنے پیش کرے جو اس کا ازالہ کر سکتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیۡعًا عَلِیۡمًا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ تمہاری اچھی بُری بات کو سنتا ہے اور تمہاری نیتوں، ارادوں اور ہیرا پھیری کو خوب جانتا ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اگر تم ظاہر کرو گے نیکی کو اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یا چھپاؤ گے نیکی کو اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ یا درگزر کرو گے برائی سے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا پس بیشک ہے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا نیکی کا کام یا بات کوئی ظاہر کر کے کرتا ہے مگر ریاء کاری کے لئے نہیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اگر مخفی طور پر کرتا ہے کہ میری نیکی کا لوگوں کو علم نہ ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اللہ اور اس کے رسولوں کے احکامات کا انکار کرنے والے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ بیشک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور اس کے رسولوں کا دنیا میں ایسے کافر جو سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہوں بہت کم پیدا ہوئے ہیں جیسے دہریہ قسم کے لوگ آج بھی موجود ہیں اور پہلے بھی وجود تھے۔

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا اور ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ تفریق کریں بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس کے رسولوں کے حکموں کے درمیان اور تفریق اس طرح کرتے ہیں يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائیں گے بعض پر اور بعض کا ہم انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ حکم جو ان کی مرضی کے مطابق ہوتے ان کو مان لیتے اور جو ان کی مرضی کے خلاف ہوتے ان کا انکار کر دیتے اور رسولوں کے درمیان تفریق اس طرح کرتے مثلاً: یہودیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننا تو درکنار ہم تو ان کو نعوذ باللہ حلال زادہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ایک نبی کو مانا دوسرے کو نہ مانا وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اور ارادہ کرتے ہیں کہ بنائیں اس کے درمیان ایک راستہ اس کو وہ اپنے لئے بہتری کا راستہ سمجھتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں میں سے کسی کا انکار تو درکنار پیغمبروں سے جو بات صحیح ثابت ہے اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے عذاب رسوا کرنے والا جو ان کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، اس کے حکموں پر وَرُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں سارے برحق ہیں وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اور نہیں تفریق کرتے ان میں سے کسی ایک کے درمیان اور تفریق کا معنی ابھی بیان ہوا کہ کسی کو مانا اور کسی کو نہ مانا یعنی ہم سب رسولوں پر چاہے ان کے نام معلوم ہیں یا نہیں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ یہی لوگ ہیں عنقریب ان کو دے گا اللہ تعالیٰ ان کے اجر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ

سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل کتاب اس بات کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتاریں ان پر کتاب آسمان کی طرف سے پس تحقیق

سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً

ان کے بڑوں نے سوال کیا موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی چیز کا پس انہوں نے کہا دکھا ہمیں اللہ تعالیٰ آنکھوں سے سامنے،

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

پس پکڑا ان کو بجلی نے ان کے ظلم کی وجہ سے، پھر بنا لیا انہوں نے بچھڑے کو معبود بعد اس کے کہ پہنچ چکیں ان کے پاس واضح دلیلیں

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ

پس ہم نے اس سے بھی درگزر کیا۔ اور دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلا غلبہ اور ہم نے بلند کیا ان پر طور کو ان کے

بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي

وعدے کی وجہ سے، اور ہم نے کہا ان سے داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے، اور ہم نے کہا ان سے تجاوز نہ کرنا

السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ

ہفتے والے دن اور لیا ہم نے ان سے بڑا مضبوط وعدہ بوجہ ان کے توڑنے کے اپنے پختہ وعدے کو اور بوجہ ان کے کفر کرنے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ

کے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ اور بوجہ ان کے قتل کرنے کے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

ہمارے دل غلافوں میں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر ان کے کفر کی وجہ سے پس نہیں ایمان لاتے مگر

قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾

بہت تھوڑے اور ان کے انکار کی وجہ سے، اور ان کے اس قول کی وجہ سے حضرت مریم (علیہا السلام) پر جو بہت بڑا بہتان انہوں نے باندھا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسْئَلُكَ: وہ آپ سے پوچھتا ہے، تُنَزِّلَ: کہ آپ اتار لیں، سَاَلُوْا: انہوں نے پوچھا، فَاَخَذَتْهُمْ: تو پکڑ لیا انہیں، ظُلْمِهِمْ: ان کا ظلم، اِتَّخَذُوْا: انہوں نے بنا لیا، مِيْثَاقِهِمْ: ان کا عہد، لَا تَعْدُوْا: تم زیادتی نہ کرو، نَقْضِهِمْ: ان کا توڑنا، طَبَعَ: اس نے مہر لگا دی۔

ربط:

ابھی اس سے قبل کی آیات میں آپ نے اہل کتاب کا ذکر پڑھا کہ وہ اللہ کے رسولوں کے درمیان فرق کرتے ہیں کسی کو مانتے ہیں کسی کو نہیں مانتے ہیں آگے اب ان کی مزید بہت سی نافرمانیوں کا ذکر ہے۔

شان نزول:

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کا ایک وفد آیا انہوں نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں تو قرآن کو دفعتاً واحدۃ نازل کرو۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

تفسیری نکات: اہل کتاب کے ناروا مطالبات:

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل کتاب اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ

اس بات کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُتاریں ان پر کتاب آسمان کی طرف سے۔ اب دیکھو سوال کیسا ہے کہ تو اُتار، بھائی! اُتارنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، پیغمبر علیہ السلام کا کام تو نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا ہم نے قرآن نازل کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں سے پریشان نہ ہوں فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ پس تحقیق ان کے بڑوں نے سوال کیا موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی چیز کا، کتاب کا آسمان سے اُتارنا بھی بڑی چیز ہے، مگر ان کے بڑوں نے تو اس سے بڑا سوال کیا فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً پس انہوں نے کہا دکھا ہمیں اللہ تعالیٰ سامنے آنکھوں سے۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس میں بڑے سخت احکامات ہیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے کتاب ہے یا تم نے خود وہاں بیٹھ کر لکھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حالات ذکر کیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی قوم میں سے ستر افراد منتخب کر کے میرے پاس لاؤ میں ان سے کلام کروں گا پھر یہ جا کر بنی اسرائیل کو بتا دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آواز آ رہی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کی آواز ہے جن ہے فرشتہ ہے یا اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کراؤ اس گستاخی پر فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ پس پکڑا ان کو بجلی نے ان کے ظلم کی وجہ سے اور وہ ستر کے ستر مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ان کے قصور کی معافی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تھے واپس آئے تو قوم کو اس حال میں دیکھا۔ تو ان کے بڑوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ پہنچ چکیں ان کے پاس واضح دلیلیں۔ بہت سارے معجزات دیکھ چکے تھے، دریا کا پھٹنا دیکھا، فرعون کا اپنی فوجوں سمیت غرق ہونا دیکھا من اور سلویٰ کا اترنا دیکھا۔ بادلوں کا اپنے اوپر سایہ دیکھا پتھر سے ہر قبیلے کے لیے الگ الگ بارہ چشموں کا جاری ہونا دیکھا وغیرہ دیکھا فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ پس ہم نے اس سے بھی درگزر کیا وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلا غلبہ دیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ اور ہم نے بلند کیا ان پر طور کو۔ اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور کو ان کے سروں پر لٹکا دیا، جس طرح یہ مسجد کی چھت ہمارے سروں پر ہے بِمِيْثَاقِهِمْ ان کے وعدے کی وجہ سے پہلے خود مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے کوئی قانون لائیں جس پر ہم عمل کریں، جب کتاب آ گئی تو کہنے لگے: اس کے احکام بڑے مشکل ہیں، ہم ان پر عمل نہیں کر سکتے تو اس عہد شکنی کی وجہ سے طور ان کے سروں پر لٹکایا گیا۔

پھر ان کی ایک عہد شکنی حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ جب بیت المقدس میں داخل ہو تو سجدہ کرتے ہوئے عاجزی سے داخل ہونا حِطَّةٌ یعنی اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما مگر یہودیوں نے

یہاں بھی بدعہدی کی اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حِطَّةٌ کی جگہ حِنْطَةٌ یعنی ہمیں گندم چاہیے کہتے ہوئے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور ہم نے کہا ان سے داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے۔

وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ اور ہم نے کہا ان سے تجاوز نہ کرنا ہفتے والے دن۔ ان کے لیے ہفتے کا دن عبادت کے لیے مقرر تھا، کوئی اور کام جائز نہیں تھا، چوبیس گھنٹے عبادت میں ہی گزارنے ہوتے تھے۔ اور مچھلیوں کے شکار کی خصوصی طور پر ہفتے والے دن ممانعت تھی لیکن انہوں نے یہ حکم توڑا، سوائے چند لوگوں کے، تو یہ ان لوگوں کی نسل سے ہیں، وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا اور ہم نے ان سے بڑا مضبوط وعدہ لیا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے نافرمانی کی، یہ عہد شکن لوگ ہیں، ان کو اپنے بڑوں کے حالات کا علم نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کتاب اکٹھی لا کر دیں فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ بوجہ ان کے توڑنے کے اپنے پختہ عہد کو وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور بوجہ ان کے کفر کرنے کے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور بوجہ ان کے قتل کرنے کے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق۔

وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں۔ غلف اغلف کی جمع ہے، اغلف غلاف کو کہتے ہیں، جس طرح لوگ قرآن پر غلاف چڑھاتے ہیں، مٹی دھول سے بچاؤ کے لیے، تو وہ کہتے تھے کہ ہمارے دل تو غلافوں میں ہیں، تمہاری باتوں کو ہم اپنے دلوں تک پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ فرمایا غلاف میں نہیں ہیں بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے ان کے دلوں پر ان کے کفر کی وجہ سے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا پس نہیں ایمان لاتے مگر بہت تھوڑے وَّبِكُفْرِهِمْ اور ان کے کفر کی وجہ سے وَقَوْلِهِمْ اور ان کے اس قول کی وجہ سے عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا جو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان باندھا۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اور ان کے اس قول کی وجہ سے (ان پر لعنت کی) کہ بیشک ہم نے قتل کیا مسیح کو جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تھے جو اللہ تعالیٰ کے رسول

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ

ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور انہوں نے نہیں قتل کیا ان کو اور نہ انہوں نے ان کو سولی پر چڑھایا ہے اور لیکن یہ معاملہ ان کے

شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

لئے مشتبہ کر دیا گیا ہے۔ اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں البتہ وہ شک میں ہیں سوائے گمان

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿157﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

کی پیروی کے اور نہیں قتل کیا انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا ان کو اپنی طرف، اور اللہ تعالیٰ غالب

حَكِيْمًا ﴿158﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ

حکمت والا ہے اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی بھی مگر البتہ ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿159﴾

اور قیامت والے دن ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَتَلْنَا: ہم نے قتل کیا، قَتَلُوْهُ: انہوں نے قتل کیا اسے، مَا صَلَبُوْهُ: انہوں نے سولی پر نہیں چڑھایا اسے، شُبِّهَ: وہی صورت بنادی گئی، شَكٍّ: شک، شبہ، يَقِيْنًا: بے شک، یقیناً، رَفَعَهُ: اس نے اٹھالیا اسے، لَيُؤْمِنَنَّ: وہ البتہ ضرور ایمان لے آئے گا، مَوْتِهٖ: اس کی موت۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی یہودیوں کی شرارتوں اور بدعملیوں کا تذکرہ تھا اب بھی ان کے جرائم اور گناہ بیان کیے جارہے ہیں۔

اہم نکات:

اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل شمعون کے قتل کا واقعہ:

شام رومی حکومت کا ایک صوبہ تھا رومیوں کی حکومت تھی اس صوبے کا جو گورنر تھا یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کہا کہ انہوں نے ہمارے دین کو بگاڑا۔ گورنر کے سامنے مظاہرے کیئے کہ ان کو قتل کرو ورنہ ہم خود ان کو قتل کرتے ہیں گورنر نے مرکز سے رابطہ قائم کیا بادشاہ نے کہا مت قتل کرو حوصلے سے کام لو۔ پھر انہوں نے مظاہرے کیئے اس گورنر کی نیند اُڑ گئی گورنر نے کہا کہ یا تو میرا استعفیٰ قبول کرو یا ان کو قتل کرو۔ انہوں نے کہا کہ جب ایک آدمی کے قتل سے فساد ختم ہوتا ہے تو انہیں قتل کرو۔ شمعون قرینی عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل تھا اسے قتل کر دیا۔ درحقیقت یہ شمعون منافق تھا اگرچہ بظاہر عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا۔

تفسیری نکات: یہودیوں کے گناہوں اور کفر کی وجہ سے اللہ کی ان پر لعنت ہوئی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا اور (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے کفر کی وجہ سے اور

اس قول کی وجہ سے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اس وجہ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہودیوں نے اپنی فطری خباثت کا مظاہرہ کیا اور حضرت مریم علیہا السلام طاہرہ مطہرہ پر الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان پر لعنت بھیجی ان کے کفر کیوجہ سے اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان باندھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کیے گئے نہ سولی دیئے گئے:

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی کہ بے شک ہم نے قتل کیا مسیح کو جو عیسیٰ بن مریم رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا قَتَلُوْهُ حالانکہ انہوں نے نہیں قتل کیا ان کو وَمَا صَلَبُوْهُ اور نہ انہوں نے ان کو سولی پر چڑھایا وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ اور لیکن معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا کہ ان کا ہم شکل آدمی شمعون قریبی قابو آ گیا اور اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ البتہ وہ شک میں ہیں ان کے متعلق مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کوئی علم اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ سوائے گمان کی پیروی کے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور نہیں قتل کیا انہوں نے مسیح کو یقیناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا اپنی طرف۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ غالب، ان کے اٹھانے میں کوئی اشکال نہیں ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی بھی اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ مگر ایمان لائے گا عیسیٰ پر قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ ان کی وفات سے پہلے۔ جب آسمان سے نازل ہوں گے اور جہاد کریں گے، جو لڑائی سے بچ جائیں گے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا اور قیامت والے دن عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ

پس سبب ظلم کرنے کے ان لوگوں کی طرف سے جو یہودی تھے، حرام کردیں ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ

ان کے لئے، اور بوجہ انکے روکنے کے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہت زیادہ، اور بسبب ان کے سود لینے کے، حالانکہ تحقیق ان کو

نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

منع کیا گیا تھا سود خوری سے، اور بوجہ ان کے لوگوں کے مالوں کو باطل طریقے سے کھانے کے اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ

کے لیے ان میں سے عذاب دردناک۔ لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے، اور وہ جو ایمان لانے والے ہیں ایمان لاتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اس چیز پر جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے، اور جو قائم کرنے

وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

والے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر، اور آخرت کے دن پر وہ لوگ ہیں

سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ ع ۲۲

عنقریب ہم ان کو دیں گے اجر بہت بڑا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَبِظُلْمٍ: (پس) ظلم کی وجہ سے، حَرَّمْنَا: ہم نے حرام کیا، اُحِلَّتْ: حلال کی گئیں، بِصَدِّهِمْ: ان کے روکنے کے سبب، اَخْذِهِمُ: ان کا لینا، نُهُوْا: انہیں منع کیا گیا، اَكْلِهِمْ: ان کا کھانا، اَلْمُقِيْمِيْنَ: قائم رہنے والے، اَلْمُؤْتُوْنَ: دینے والے، سَنُؤْتِيْهِمْ: عنقریب ہم دیں گے انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہودیوں کی بداعمالیوں کا ذکر تھا اب بھی ان کے جرائم کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد اہل ایمان کے لیے اجر وثواب کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: یہود کی نافرمانیوں کی وجہ سے بہت سی چیزیں ان پر حرام کی گئیں:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا بسبب ان لوگوں کے ظلم کے جو یہودی تھے حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ حرام کر دیں ہم نے ان پر طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی ان کے لئے ان کے ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام فرما دیں اس کا ذکر دوسرے مقام پر ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا اور ان لوگوں پر جو یہودی تھے ہم نے حرام کر دیا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ سب ناخن والے جانور جن کے پاؤں پھٹے ہوئے نہیں ہوتے جیسے اونٹ شتر مرغ بطخ وغیرہ کہ ان کے پاؤں جڑے ہوئے ہوتے ہیں وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ اور گائیوں میں سے اور بھینس بھی اس میں داخل ہے اور بکریوں میں سے اور بھیڑیں بھی اس میں شامل ہیں حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا ان کی چربی ہم نے ان پر حرام کر دی گائے بیل کا گوشت تو کھا سکتے تھے مگر ان کی چربی نہیں کھا سکتے بکری بکرا چھترے کا گوشت تو کھا سکتے تھے مگر چربی نہیں کھا سکتے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ کے ساتھ لگی ہوئی اَوِ الْحَوَايَا یا انتڑیوں کے ساتھ لگی ہوئی ہو

اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا وہ جو ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی ہو وہ کھا سکتے ہیں باقی نہیں مثلاً: دینے کی جو چکی ہوتی ہے یا گردوں کے ساتھ جو چربی لگی ہوئی ہے نہیں کھا سکتے تھے یہ چیزیں کیوں حرام فرمائیں؟ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ (الانعام) یہ ہم نے ان کو سزا دی ان کی سرکشی کی وجہ سے۔

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَثِیْرًا بوجہ ان کے روکنے کے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بہت زیادہ، ہر آدمی اپنے عقائد پر خوش ہے، چاہے وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا اور بسبب ان کے سود لینے کے وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ حالانکہ ان کو بتحقیق منع کیا گیا تھا سود خوری سے اور سود صرف ان کے لیے حرام نہیں تھا، بلکہ ہمارے لیے بھی حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَیْهِ" سود کھانے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور سود کے گواہ بننے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یہ بخاری شریف کی صحیح روایت ہے۔

وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مالوں کو باطل طریقے سے ڈاکے بھی ڈالتے تھے فراڈ بھی کرتے تھے عجیب عجیب طریقے تھے لوگوں کے مال کھانے کے۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لئے مِنْهُمْ ان یہودیوں میں سے عَذَابًا اَلِیْمًا دردناک عذاب ان گناہوں اور شرارتوں کی وجہ سے اور بداعمالیوں کا ان کو بدلہ ملے گا بظاہر ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے یہودی ظالم اور برے تھے کیونکہ الفاظ ہیں فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا بوجہ ان لوگوں کے ظلم کرنے کے جو یہودی ہیں لیکن ایسی بات نہیں ہے۔

ایمان لانے والے یہود آخرت میں اجر کے مستحق ہوں گے:

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور وہ جو ایمان لانے والے ہیں یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ ایمان لاتے ہیں اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن نازل کیا گیا ہے سنت نازل کی گئی ہے وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کی گئی ہے وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ اور جو قائم کرنے والے ہیں نماز کو وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ، مالی عبادتیں بھی کرتے ہیں اور بدنی عبادتیں بھی کرتے ہیں وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اور آخرت کے دن پر بھی ایمان رکھتے ہیں تو یہودیوں میں ایسے لوگ تھے اور جو پختہ علم والے ہیں، ایمان لاتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا وہ لوگ ہیں عنقریب ہم ان کو دیں گے بہت بڑا اجر۔

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ

بیشک ہم نے وحی بھیجی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جیسا کہ وحی بھیجی ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح علیہ السلام کے

مِنۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ

بعد آئے اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور اسماعیل علیہ السلام کی طرف اور اسحاق علیہ السلام کی طرف اور یعقوب علیہ السلام کی

وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ

طرف اور ان کی اولاد در اولاد کی طرف اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور ایوب علیہ السلام کی طرف اور یونس علیہ السلام کی طرف اور ہارون علیہ السلام کی

وَسُلَيۡمٰنَ ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ

طرف اور سلیمان علیہ السلام کی طرف اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور کتاب دی۔ اور کئی رسول بھیجے ہم نے، تحقیق جن کے کچھ حالات

عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ؕ وَكَلَّمَ

ہم نے بیان کئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے پہلے اور کئی رسول ہیں جن کے حالات ہم نے نہیں بیان کئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کلام

اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ

کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنا یہ پیغمبر تھے خوشخبری سنانے والے، اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے تاکہ نہ ہو

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ﴿١٦٥﴾

لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بہانہ اور عذر رسولوں کے آنے کے بعد، اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ ۚ

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس چیز کی جو اس نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی، اس چیز کو اپنے علم کے ساتھ،

وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿١٦٦﴾

اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا کافی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَوۡحَيۡنَاۤ: ہم نے وحی کی، نُوۡحٍ: جلیل القدر پیغمبر کا نام، اَيُّوۡبَ: جلیل القدر پیغمبر کا نام ہے، يُوۡنُسَ: اللہ کے نبی کا نام ہے، زَبُوۡرًا: زبور، آسمانی کتاب، رُسُلًا: رسول، قَصَصۡنٰهُمۡ: ہم نے حال بیان کیا ان کا، تَكۡلِيۡمًا: کلام کرنا، يَشۡهَدُ: وہ شاہد ہے، اَنۡزَلَهٗ: اس نے نازل کیا اسے، يَشۡهَدُوۡنَ: وہ گواہی دیتے ہیں۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا يَسۡـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ الۡكتاب الخ آگے اللہ تعالیٰ نے ان کی کمزوری بیان کی کہ یہ بڑی شریر قوم ہے یہاں ان کو اللہ تعالیٰ الزامی جواب دے رہے ہیں کہ کیا پہلے سب انبیاء علیہم السلام پر کتابیں دفعۃً

واحدہ نازل ہوئیں تھیں اگر اے یہود تم ان کو مانتے ہو تو آپ ﷺ کو کیوں نہیں مانتے۔

تفسیری نکات: یہود کے ایک اعتراض کا جواب:

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ بے شک ہم نے وحی بھیجی ہے آپ ﷺ کی طرف كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ۚ جیسا کہ وحی بھیجی ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح علیہ السلام کے بعد آئے تو بتاؤ کہ نوح علیہ السلام پر کونسی اکٹھی کتاب نازل ہوئی تھی؟ حالانکہ اصولی طور پر تم ان کو نبی مانتے ہو اور ان کے بعد بے شمار پیغمبر تشریف لائے ہیں ان پر کونسی کتابیں نازل ہوئیں ہیں؟ یہ بتانا تمہارا فرض ہے، کیونکہ یہ معیار تمہارا ہے کہ اکٹھی کتاب نازل ہوں تو پیغمبر مانیں گے ورنہ نہیں، جب کہ تم ان کو پیغمبر بھی مانتے ہو اور سب پر کتابیں بھی اکٹھی نازل نہیں ہوئیں۔ مزید تفصیل وَاَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ اور وحی بھیجی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور اسماعیل علیہ السلام کی طرف اور اسحاق علیہ السلام کی طرف اور یعقوب علیہ السلام کی طرف۔ ان کی طرف کونسی اکٹھی کتابیں نازل ہوئیں جبکہ تم ان سب کو نبی مانتے ہو اور تھے بھی یقیناً نبی وَالۡاَسۡبَاطِ، أسباط جمع ہے سِبۡطٌ کی اور سبطٌ کے معنیٰ ہیں اولاد۔ یعنی ان کی اولاد در اولاد کی طرف وحی بھجی، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں بہت پیغمبر آئے ہیں مگر سب کے پاس کتابیں نہیں تھیں وَعِيۡسٰى اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، ان کو اللہ تعالیٰ نے انجیل عطا فرمائی وَاَيُّوۡبَ اور ایوب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، مگر ان کی طرف کوئی کتاب نازل نہ ہوئی وَيُوۡنُسَ اور یونس علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، کتاب نہیں ملی وَهٰرُوۡنَ اور ہارون علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، مگر کتاب نہیں ملی، وہ توراۃ کو ماننے اور منوانے کے پابند تھے وَسُلَيۡمٰنَ اور سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، مگر ان پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی، ان سب کو تم پیغمبر مانتے ہو، اب تمہارا معیار کہاں گیا کہ اکٹھی کتاب نازل ہو تو پیغمبر مانیں گے اور اگر اکٹھی کتاب نازل نہ ہو تو پیغمبر نہیں مانیں گے۔ ان سب کو پیغمبر بھی مانتے ہو سب پر کتابیں بھی نازل نہیں ہوئیں وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور کتاب دی، کسی کو کتاب ملی، کسی کو نہیں ملی، جن کو کتاب ملی وہ بھی نبی ہیں اور جن کو کتاب نہیں ملی وہ بھی نبی ہیں۔ کیونکہ چار آسمانی کتابیں مشہور ہیں: قرآن کریم، توراۃ، انجیل، زبور۔ ان میں تو کوئی شک شبہ نہیں ہے، ان کے علاوہ صحف موسیٰ علیہ السلام اور صحف ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بھی قرآن میں آتا ہے اس کے علاوہ قطعی اور یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

وَرُسُلًا اور ان کے علاوہ کئی رسول تھے قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ تحقیق جن کے کچھ حالات ہم نے بیان کئے آپ ﷺ پر اس سے پہلے وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ اور کئی رسول ہیں جن کے حالات نہیں بیان کئے ہم نے آپ پر وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا اور کلام کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنا۔ موسیٰ علیہ السلام جب بھی کوہِ طور پر تشریف لے جاتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتے۔

رسولوں کے آنے کا مقصد:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ یہ پیغمبر تھے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری سناتے تھے اور انکار کرنے والوں کو ڈراتے تھے کہ دنیا میں بھی تم پر عذاب آئے گا، مرنے کے بعد قبر میں بھی اور قیامت والے دن بھی اور پھر دوزخ میں بھی اور یہ پیغمبر اس لئے بھی بھیجے کہ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ تاکہ نہ ہوں لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بہانہ اور عذر رسولوں کے آنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حجت کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ کل کو کوئی بہانہ اور عذر نہ کر سکے وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اب بات کو اچھی طرح سمجھ لیں، اہلِ کتاب نے کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نبی ہیں تو قرآن اکٹھا کیوں نہیں لاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تم ہارون، یونس، ایوب، اسماعیل، اسحاق علیہم السلام کو نبی مانتے ہو، ان پر کونسی کتابیں نازل کی گئی ہیں؟ نبوت کے لئے وحی شرط ہے وہ ان کی طرف آرہی ہے اور پہلے نبیوں کی طرف بھی وحی آتی رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب بھی عطا فرمائی، تفسیر ابن جریر وغیرہ میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ ساری باتیں سننے کے بعد کہنے لگے "لَا نَشْهَدُ لَكَ بِالنُّبُوَّةِ جو مرضی کہو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تم اقرار نہیں کرتے اور گواہی نہیں دیتے نہ دو۔

لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اس چیز کی جو اس نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ نازل کیا اس کو اپنے علم کے ساتھ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَشْهَدُوْنَ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا کہ یہ کتاب اس نے نازل فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں تم نہیں مانتے تو نہ مانو وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا اور اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا کافی ہے۔ اس کے بعد کسی کی گواہی اور تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ﴿۱۶۷﴾

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے تحقیق وہ گمراہ ہو گئے گمراہی بہت دور کی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور انہوں نے ظلم اور شرک کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ یہ کہ ان کو سیدھے

طَرِیْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۱۶۹﴾

راستے پر چلائے گا۔ سوائے جہنم کے راستے کے، رہنے والے ہوں گے جہنم میں ہمیشہ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا

اے لوگو! تحقیق آ گئے ہیں تمہارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق لے کر تمہارے ربّ کی طرف سے، پس ایمان لاؤ

خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

یہی تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر تم انکار کرو گے پس بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿170﴾

اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَدُّوْا: انہوں نے روکا، ضَلُّوْا: وہ بہک گئے، طَرِيْقًا: سیدھی راہ، لَا تَغْلُوْا: غلو نہ کرو، خٰلِدِيْنَ: ہمیشہ، يَسِيْرًا: آسان ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہودیوں کی بداعمالیوں کا بڑا تفصیلی ذکر ہوا۔ اب کفار کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: کفار کے طرزِ عمل کی مذمت:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین کا انکار کیا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکا اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حق کی دعوت دیتے اور کفار لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے روکتے تھے قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا تحقیق وہ گمراہ ہو گئے گمراہی دور کی۔ اگر گمراہی نزدیک کی ہو تو واپس آنے کی امید ہوتی ہے اور جو صحیح راہ سے دور چلا جائے اس کے لئے صحیح راہ پر آنا کافی مشکل ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور انہوں نے ظلم کیا، شرک کیا، بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ ظَلَمُوْا کا معنیٰ ہے انہوں نے شرک کیا، کیونکہ شرک بھی ظلم ہے، حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: يٰبُنَيَّ اے میرے بیٹے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ [لقمان] بے شک شرک ظلم ہے۔ ایسے لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور شرک کیا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا، کیونکہ اس کا قانون ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، شرک کے لئے معافی نہیں یہ اس کا اٹل فیصلہ ہے وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اور نہ یہ کہ چلائے ان کو سیدھے راستے پر کفر وشرک کرنے والے کو، ظلم کرنے والے کو، سیدھے راستہ کی توفیق

نصیب نہیں ہوتی، راہِ راست کے لئے بڑا صاف دل چاہئے۔

اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ سوائے جہنم کے راستے کے خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے جہنم میں، برے لوگوں کے لئے برے راستہ پر چلنا آسان ہوتا ہے اور نیکی کے راستہ پر چلنا بھاری لگتا ہے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کہ مشرک کو جہنم میں ڈالے اور ہمیشہ جہنم میں ہی رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر اور تا قیامت نبوت کا اعلان:

آگے اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب فرماتے ہیں، چاہے یہودی عیسائی ہوں، مشرک ہوں، گورے ہوں، کالے ہوں، مشرق میں رہنے والے ہوں یا مغرب میں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! دنیا کے جس خطے میں بھی رہتے ہو قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ تحقیق گئے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام رسولوں کے سردار ہیں، تمام مخلوق سے افضل ہیں، حق لے کر تمہارے پاس یہ قرآن پاک اول سے آخر تک حق ہی حق ہے، جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی ہے وہ حق ہے اور جو معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں حق ہیں مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے ربّ کی طرف سے آئے ہیں فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ پس تم ایمان لاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے، شان والے پیغمبر ہیں، خاتم النبیین ہیں، ان پر ایمان لاؤ، یہی تمہارے لئے بہتر ہے وَاِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر تم ایمان لانے سے انکار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا تو کچھ نہیں بگڑے گا تمہارا ہی نقصان ہو گا کہ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پس بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، آسمانوں میں سورج ہے، چاند ہے، ستارے ہیں، فرشتے ہیں، بے شمار مخلوقات ہیں وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اے اہل کتاب ! نہ غلو کرو اپنے دین کے بارے میں اور نہ کہو تم اللہ پر مگر حق ، پختہ بات ہے

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور اللہ کا کلمہ تھے جن کو ڈالا اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی طرف

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

سے عجیب قسم کی روح تھی۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور نہ کہو تم تین۔ باز آجاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى (وقف لازم)

پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود ہے اور اس کی ذات پاک ہے اس بات سے کہ اس کے لیے کوئی اولاد ہو، اسی کا ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ ع

کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ ہرگز عار نہیں سمجھتے مسیح علیہ السلام کہ ہوں وہ

عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ط وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اللہ تعالیٰ کے بندے اور نہ مقرب فرشتے عار سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے سے، اور جو شخص عار سمجھے گا اللہ تعالیٰ کی عبادت

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾

سے اور تکبر کرے گا، پس عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا اپنی طرف سب کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَغْلُوْا: غلو نہ کرو، كَلِمَتُهٗ: اس کی بات، اَلْقٰهَآ: اس نے ڈالا اسے، اِنْتَهُوْا: تم رُک جاؤ، لَنْ يَّسْتَنْكِفَ: ہرگز وہ عار نہیں سمجھے گا، عَبْدًا: بندہ، اَلْمُقَرَّبُوْنَ: مقرب (فرشتے)، عِبَادَتِهٖ: اس کی عبادت، يَسْتَكْبِرْ: جو تکبر کرے گا، يَحْشُرُهُمْ: وہ جمع کرے گا انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہودیوں کا تفصیلی تذکرہ ہوا تھا اب ان دونوں گروہوں یعنی یہود اور نصاریٰ کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ دین میں غلو نہ کرو۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سے دشمنی میں غلو کیا اور نصاریٰ نے محبت میں غلو کیا کہ اللہ کا بیٹا اور شریک بنا ڈالا لہٰذا دونوں کی تردید فرمائی گئی ہے۔

اہم نکات: نصاریٰ کے تین گروہوں کا تعارف:

تفسیر کبیر، تفسیر خازن اور تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ نصاریٰ کے تین گروہ تھے۔

① نسطوریہ: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ

② یعقوبیہ: قَالُوْٓا "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ" ان کے پادری یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ زیادہ عبادت کی وجہ سے اللہ بنے دلیل ان کی یہ ہے کہ مثال کے طور پر آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے۔ لوہا آگ میں پھینک دو تو وہ بھی آگ بن جاتا ہے۔

③ ملکانیہ بعض تفسیروں میں ملکانیہ لکھا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تین الٰہ سے دنیا قائم ہے اللہ، عیسیٰؑ اور بقول بعض کے مریم علیہا السلام او بقول بعض جبرائیل علیہ السلام۔ تینوں کا ذکر قرآن میں ہے۔

یعقوبیہ کا عقیدہ ہے "اَلتَّوْحِيْدُ فِي التَّثْلِيْثِ وَالتَّثْلِيْثُ فِي التَّوْحِيْدِ" یہ اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کے گڈ مڈ ہونے

کا عقیدہ ہے۔ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے سولی پر لٹکنے کے بھی قائل ہیں۔ اب اگر عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹکائے گئے تو اللہ بھی ساتھ تھا تو نعوذ اللہ دونوں فوت ہو گئے۔

تفسیری نکات: عقیدہ تثلیث کی تردید:

یٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ اے اہل کتاب! یہاں عیسائی مراد ہیں لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِكُمۡ نہ غلو کرو اپنے دین کے بارے میں وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ اور نہ کہو تم اللہ تعالیٰ پر مگر حق۔ غلط باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرو اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَى ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے وَكَلِمَتُهٗ اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ تھے اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡیَمَ جن کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے ڈالا اور ان کا وجود حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ میں بن گیا وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب قسم کی روح تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوئی، کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ پس ایمان لاؤ تم اللہ تعالیٰ پر وَرُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ اور نہ کہو تم تین، تثلیث کے قائل نہ بنو۔ فرمایا تین خدا نہ کہو اِنۡتَهُوۡا خَیۡرًا لَّكُمۡ باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود ہے، اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے، نہ عیسیٰ علیہ السلام، نہ ان کی والدہ مریم علیہا السلام، نہ جبرائیل علیہ السلام، نہ اور کوئی، نہ وہ کسی کا محتاج ہے سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ اس کی ذات پاک ہے اس بات سے کہ اس کے لیے کوئی اولاد ہو، اس میں ان کا رد ہو گیا جو عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں، بلکہ اللہ کا کوئی بیٹا بیٹی بیوی یا شریک نہیں ہے، وہ اولاد سے پاک ہے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے، سب کچھ اس نے پیدا فرمایا ہے اور اس کے حکم سے سارا نظام چل رہا ہے کسی اور کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیۡلًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز، اس کو نظامِ کائنات چلانے کے لیے کسی اور کی ضرورت نہیں ہے وہ اپنی ذات و صفات میں وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ ہے۔

لَنۡ یَّسۡتَنۡكِفَ الۡمَسِیۡحُ ہرگز عار نہیں سمجھتے مسیح علیہ السلام اَنۡ یَّكُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ کہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے بالکل عار اور شرم محسوس نہیں فرماتے ہیں اور ان نادانوں کا حال دیکھو، یہ کہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ نہ کہو وَلَا الۡمَلٰٓئِكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ نہ مقرب فرشتے عار سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے بندہ ہونے کو عار نہیں سمجھتے اور فرمایا وَمَنۡ یَّسۡتَنۡكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهٖ اور جو شخص عار سمجھے گا اللہ تعالیٰ کی عبادت سے وَیَسۡتَكۡبِرۡ اور تکبر کرے گا بندہ ہونے سے فَسَیَحۡشُرُهُمۡ اِلَیۡهِ جَمِیۡعًا پس عنقریب ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف اکٹھا کرے گا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

پس بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے پس پورا پورا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر،

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

اور زیادہ دے گا ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔اور بہر حال وہ لوگ جنہوں نے ناک چڑھایا یعنی عار سمجھا اللہ تعالیٰ کی عبادت سے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا

اور تکبر کیا، پس ان کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا سزا دردناک، اور نہ پائیں گے وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے ورے کوئی حمایت کرنے

وَّلَا نَصِيْرًا ﴿173﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا

والا اور نہ کوئی مددگار۔اے انسانو! تحقیق آ گئی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے ربّ کی طرف سے اور اتارا ہم نے

مُّبِيْنًا ﴿174﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

تمہاری طرف واضح نور۔پس بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ تعالیٰ

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ

کے دین کو پس ان کو اللہ تعالیٰ بالضرور رحمت میں اپنی طرف سے داخل کرے گا اور اپنی مہربانی میں، اور ان کو اپنی

اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿175﴾

طرف سیدھے راستے پر چلائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَزِيْدُهُمْ: زیادہ دے گا انہیں، اِسْتَنْكَفُوْا: انہوں نے عار سمجھا، اِسْتَكْبَرُوْا: انہوں نے تکبر کیا، بُرْهَانٌ: سند، دلیل، نُوْرًا: روشنی، يُدْخِلُهُمْ: وہ داخل کرے گا انہیں، يَهْدِيْهِمْ: وہ دکھائے گا ان کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو جمع فرمائے گا اس کے بعد اب ان آیات میں نیک لوگوں کو انعام اور انکار کرنے والوں کو سزا دی جائے گی اس چیز کا ان آیات میں بیان ہے۔

تفسیری نکات: اطاعت کرنے والوں کو انعام اور کفر کرنے والوں کو عذاب ہوگا:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے انہوں نے اچھے، ایمان کے ساتھ نیک کام بھی کئے، تو جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ اچھے عمل بھی کئے فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ پس پورا پورا

دے گا ان کے اجر بلکہ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور زیادہ دے گا ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا اور بہرحال وہ لوگ جنہوں نے ناک چڑھایا اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اس کو اپنے لئے عار سمجھا وَاسْتَكْبَرُوْا اور تکبر کیا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا پس ان کو اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ پائیں گے وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے ورے ورے وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا کوئی حمایت کرنے والا اور نہ کوئی مددگار۔ ولی اسے کہتے ہیں جو زبانی زبانی تائید اور حمایت کرے کہ میں تیرا مؤید ہوں، ترے ساتھ ہوں اور نصیر اسے کہتے ہیں جو عملی طور پر مدد کرے تو دوزخیوں کا نہ تو کوئی زبانی طور پر حمایت کرنے والا ہوگا کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے زیادتی ہو رہی ہے ان سے عذاب ختم ہونا چاہئے اور نہ عملی طور پر کسی کو طاقت ہوگی کہ ان کو عذاب سے نکال سکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعلان:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اے انسانو! عربیو! عجمیو! کالے ہو یا گورے، دنیا کے جس خطے میں رہنے والے ہو، تحقیق آگئی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے ربّ کی طرف سے وہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی جو تمام پیغمبروں کے سردار اور امام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں اب تمہارے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے کہ تم کہو کہ ہم بے خبر تھے ہمیں کوئی بتانے والا نہیں آیا تھا اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی حجت اور برھان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں تمہارے پاس بھیجی ہے وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور قرآن مجید اتارا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ تعالیٰ کے دین کو، اس پر چلے فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ پس بتاکید داخل کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ رحمت میں اپنی طرف سے وَفَضْلٍ اور اپنے فضل اور مہربانی سے رحمت کے مقام تک پہنچائے گا جو جنت ہے وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا اور ان کو چلائے گا اپنی طرف سیدھے راستہ پر جو لوگ اللہ تعالیٰ پر صحیح معنیٰ میں ایمان رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں دین اسلام پر چلتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو صراطِ مستقیم پر چلائے گا، یعنی صراطِ مستقیم پر قائم رکھے گا اور اپنی رحمت کی جگہ جنت میں پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور مہربانی سب پر فرمائے۔ آمین

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ	قُلِ	اللّٰهُ	يُفْتِيْكُمْ	فِي	الْكَلٰلَةِ ؕ

یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اوترا کے بارے میں،

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

اگر کوئی شخص وفات پا جائے کہ اس کی اولاد نہیں ہے اور اس کی ایک بہن ہے تو اس کی بہن کو آدھا ملے گا، اس میں سے جو مرنے

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

والے نے چھوڑا ہے، اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس بہن کی اولاد نہیں ہے، پس اگر ہیں دو بہنیں پس ان کے لیے

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ

دو تہائیاں ہیں اس میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے، اور اگر ہوں دو بھائی مرد کو اور عورتیں پس مرد عورتوں کے حصے کے

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ ع ٢٤

برابر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِمْرُؤٌ: مرد، آدمی، هَلَكَ: وہ مر گیا، يَرِثُهَآ: وہ وارث ہے اس کا، كَانَتَا: ہوں دو بہنیں، اَلثُّلُثٰنِ: دو تہائی۔

ربط:

اس سورت کی ابتدا میں وراثت کے مسائل بیان ہوئے تھے اور اختتام پر بھی وراثت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے تو وراثت ایک شرعی مسلہ ہے جو قرآن پاک میں بیان ہوا ہے۔

اہم نکات:

اس سے پہلے جو آپ نے وراثت کے مسائل پڑھے تھے وہاں اخیافی بہن بھائیوں کے مسائل ذکر کیے گئے تھے۔

اب یہاں اعیانی اور علاتی بہن بھائیوں کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: بے اولاد فوت ہونے والوں کے ترکہ کا بیان:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: اگر کوئی اوترا فوت ہو جائے جس کو عربی میں کلالہ کہتے ہیں جس کے نہ اصول ہوں، نہ فروع یعنی ماں باپ بھی نہیں، بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں بھی نہیں ہیں مگر اس کی بہنیں ہیں ماں باپ کی طرف سے یا فقط باپ کی طرف سے تو ان کو حصہ کس طرح ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اوترے کے بارے میں اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے، ہلاک ہو جائے لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ اور اس کی اولاد نہیں ہے، نہ بیٹا، نہ بیٹی، نہ پوتا، نہ پوتی وَّلَهٗٓ اُخْتٌ اور اس کی ایک بہن ہے، حقیقی ہے یا صرف باپ

شریک ہے فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ تو اس کی بہن کو آدھا ملے گا اس میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے اور اس جائیداد میں زمین، مکان، باغات، کارخانے، روپیہ، پیسہ، گھر کا سارا اثاثہ شامل ہے وَهُوَ يَرِثُهَآ اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر کوئی عورت اوتری ہے کہ اس کی اولاد در اولاد کوئی بھی نہیں ہے، صرف بھائی اس کا وارث ہے تو اس کی ساری جائیداد اس بھائی کو مل جائے گی اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ اگر اس بہن کی اولاد نہیں ہے فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ پس اگر ہیں وہ بہنیں برابر ہے کہ مرنے والے کی حقیقی بہنیں ہوں یا باپ شریک ہوں فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ پس ان کے لیے دو تہائیاں ہیں مِمَّا تَرَكَ اس میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا ہے، اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں پھر بھی ان کو دو تہائیاں ملیں گی اور یہ سب آپس میں تقسیم کر لیں وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً اور اگر ہوں وہ بھائی مرد اور عورتیں بہت سارے حقیقی ہیں یا صرف باپ شریک ہیں فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ پس مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر ملے گا یعنی بھائیوں کو ڈبل حصہ ملے گا اور بہنوں کو سنگل حصہ ملے گا اور جو بہن بھائی ماں شریک ہیں ان کا تیسرا حصہ ہے اور وہ تیسرے حصہ میں سب برابر شریک ہیں۔ دیکھو یہاں آدمی کی عقل بے بس نظر آتی ہے کہ ماں شریک ہوں تو سب کو برابر حصہ ملتا ہے اور اگر حقیقی بہن بھائی ہوں یا باپ شریک ہوں تو بھائیوں کو ڈبل اور بہنوں کو سنگل، لیکن یہ احکام اللہ نے قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں، تاکہ کوئی گڑبڑ نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں کسی کی رائے کو کوئی دخل نہیں ہے يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بیان فرمائے ہیں اَنْ تَضِلُّوْا تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔ اسی نے یہ حصے مقرر فرمائے ہیں اور ہر ایک کا حق بیان فرمایا ہے۔ ان کو سمجھو اور عمل کرو اس میں کوتاہی نہ کرو۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَة مَدَنِيَّة

سورۃ المائدہ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے پانچویں سورۃ ہے اور نزول کے اعتبار سے ایک سو بارہویں سورۃ۔ یعنی اس سے پہلے ایک سو گیارہ سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ یہ سورۃ مدنی ہے اس کے سولہ رکوع اور ایک سو بیس آیات ہیں۔

اس سورۃ کی تین نام ہیں:

① المائدۃ، اور یہی معروف ہے۔ ② العقود۔ ③ المنقذۃ۔

مائدہ کا مطلب تو دستر خوان ہے کیونکہ اس سورۃ کے آخر میں دستر خوان کا ذکر آ رہا ہے۔ یہ مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کے کہنے پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائی۔ اور العقود کا مطلب عہد و پیمان ہے۔ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی اور المنقذہ اس کا نام اس وجہ سے ہے کہ یہ سورۃ اپنے یاد کرنے والے کو عذاب کے فرشتوں سے نجات دلواتی ہے (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو عہد و پیمان کو۔ حلال کیے گئے تمہارے لئے چوپائے جو انعام کی قسم سے ہیں، مگر وہ جو

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تلاوت کیے جائیں گے تم پر اس حال میں کہ حلال نہ سمجھنے والے ہو شکار کو جبکہ تم احرام کی حالت میں ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ

يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

فیصلہ کرتا ہے جو ارادہ کرے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بے حرمتی کرو تم اللہ تعالیٰ کی علامتوں کی نہ عزت والے مہینوں کی

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

اور نہ قربانی والے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت الحرام کا

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ

(جانے کا) ارادہ کرتے ہیں چاہتے ہیں اپنے رب کی طرف فضل اور اس کی رضا۔ اور جب تم احرام سے نکل آؤ پس تم شکار کر سکتے ہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ

اور نہ ابھارے تمہیں بغض کسی قوم کا اس لئے کہ انہوں نے تمہیں روکا تھا مسجد حرام سے، اس پر نہ ابھارے یہ کہ تم زیادتی کرو

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ

اور ایک دوسرے کا ساتھ دو امداد کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر، اور ایک دوسرے کی امداد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی کی چیزوں پر،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْعُقُوْدِ: عہد و پیمان۔ بَهِيْمَةُ: چوپائے، مویشی۔ مُحِلِّيْ: حلال جاننے والے۔ اَلصَّيْدِ: شکار۔ حُرُمٌ: احرام والے۔ تُحِلُّوْا: تم حرمت (نہ) کرو۔ اَلْقَلَآئِدَ: گلے میں ڈالی جانے والی چیزیں۔ آمِّيْنَ: ارادہ کرنے والے۔ رِضْوَانًا: رضا مندی۔ حَلَلْتُمْ: تم حلال ہو گئے ہو۔ فَاصْطَادُوْا: شکار کر سکتے ہو۔ يَجْرِمَنَّكُمْ: اُبھارے تمہیں۔ شَنَاٰنُ: دشمنی۔ صَدُّوْكُمْ: انہوں نے روکا تمہیں۔ تَعَاوَنُوْا: تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ اس سے قبل آنے والی سورۃ النساء کے آخر میں تھا وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ الخ اس نسبت سے یہاں احکام بیان کئے کہ کونسے جانور حرام ہیں اور کونسے حلال ہیں۔ بھیمہ کے معنی چار پاؤں والا لیکن اس کی اضافت انعام کی طرف جو تفسیر روح المعانی میں ہے کہ یہ اضافت بیانیہ ہے جو انعام کی مد میں ہے اگر یہ قید نہ ہوتو سارے جانور حلال ہوتے۔

تفسیری نکات: وعدے پورے کرنے کا حکم:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ عقود جمع ہے عقد کی اور عقد کا معنیٰ گرہ اور وعدہ ہے۔ وعدے پورے کرو پہلا وعدہ تم نے عالم ارواح میں کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰى [اعراف، ۱۷۲] سب نے کہا ہاں تو ہی ہمارا ربّ ہے تو سب سے پہلے تو اس وعدہ کو پورا کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ربّ کسی کو نہ بناؤ۔ دوسرا وعدہ جب آدمی کلمہ پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا عہد کرتا ہے۔ تیسرا وعدہ جب ایمانِ مفصل اور ایمان مجمل پڑھتا ہے تو کہتا ہے قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں ان کو بھی پورا کرو اور بندوں کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں ان کو بھی پورا کیا کرو۔

انعام سے کیا مراد ہے؟

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ حلال کیے گئے تمہارے لئے چوپائے جو انعام کی مد سے ہیں۔ بھیمہ کی جمع بہائم

آتی ہے بہیمہ کا لفظی معنیٰ ہے چار ٹانگوں والا جانور۔ بہیمہ کے بعد اگر انعام کا لفظ نہ ہوتا تو اس میں کتا بلی گدھا سب شامل تھے لیکن انعام کا لفظ ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ وہ چوپائے حلال ہیں جو انعام کی مد سے ہیں اور اس سے اگلی سورۃ کا نام ہی انعام ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ انعام کی مد سے آٹھ قسم کے جانور ہیں۔ بھیڑوں میں سے دو، نر اور مادہ اور بکریوں میں سے دو، نر اور مادہ، اونٹوں میں سے دو، نر اور مادہ گایوں میں سے دو، نر اور مادہ بھینس اور بھینسا گایوں کی جنس سے ہیں یہ حلال ہیں اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ مگر وہ جو تلاوت کئے جائیں گے تم پر ان کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ سے ان کو بیان کیا ہے۔ کہ فلاں فلاں تم پر حرام ہے اور باقی سب حلال ہیں غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اس حال میں کہ حلال نہ سمجھنے والے ہو شکار کو جبکہ تم احرام کی حالت میں ہو جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نماز سے غیر متعلقہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اب لبیں نہیں کٹوا سکتا سر نہیں منڈوا سکتا، ناخن نہیں کاٹ سکتا، سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا اسی طرح احرام کی حالت میں شکار نہیں کھیل سکتا جس کا ذکر ہے کہ احرام کی حالت میں تم شکار کو حلال سمجھنے والے نہ ہو۔ البتہ محرم کو گھریلو جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ مثلاً مرغی، بطخ، بکرا، چھترا، اونٹ، گائے، بیل، کو ذبح کر سکتا ہے مگر وہ جانور جو شکار کی مد میں آتے ہیں بے شک محرم ان کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے پھر بھی وہ جانور حلال نہیں ہوں گے کیونکہ محرم حالتِ احرام میں شکار کی چیزوں کو ذبح کرنے کا اہل نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔

اللہ کے شعائر کیا ہیں؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ نہ بے حرمتی کرو تم اللہ تعالیٰ کی علامتوں کی، اللہ تعالیٰ کے شعائر کی۔ شعائر جمع ہے شعیرہ کی۔ شعیرہ کے معنیٰ علامت اور نشانی کے ہیں۔ اور بڑے اور اہم شعائر اللہ چار ہیں ① قرآن، ② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ③ کعبہ، ④ صلوٰۃ۔ ان کے علاوہ صفا مروہ اور قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں ان سب کا احترام کرو۔ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ نہ عزت والے مہینوں کی بے حرمتی کرو۔ حرمت والے مہینے چار تھے ① ذوالقعدہ، ② ذوالحجہ، ③ محرم، ④ رجب۔

زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا اور ان مہینوں میں لڑنا جھگڑنا ممنوع تھا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی ان کے احترام کا حکم تھا۔ سورۃ توبہ میں آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم ان مہینوں میں جنگ میں پہل نہ کرو۔ لیکن اگر دشمن تم پر حملہ آور ہوں تو دفاع کر سکتے ہو وَلَا الْهَدْيَ اور نہ قربانی والے جانوروں کی بے حرمتی کرو۔ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جس کو قربانی کے لیے حرم میں لے جاتے ہیں۔ اور حرم کے علاوہ دوسری جگہوں پر جس جانور کی قربانی دی جاتی ہے اس کو اُضْحِيَةٌ کہتے ہیں۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ ان جانوروں کی بے حرمتی کرو جن کے گلے میں پٹے

ڈالے ہوئے ہیں۔ قَلَائِدَ جمع ہے قَلَادَہ کی، قلادہ کہتے ہیں پٹے کو حاجی جو بڑے جانور ہدی کے طور پر لے جاتے تھے۔ مثلاً اونٹ، گائے، بیل وغیرہ تو ان کے گلے میں پٹہ ڈالتے تھے تا کہ پتہ لگ جائے کہ یہ قربانی کے جانور ہیں وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو ارادہ کرنے والے ہیں بیت الحرام کا۔ یعنی جو لوگ حج یا عمرہ کے ارادہ سے سفر کر رہے ہیں يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ چاہتے ہیں اپنے ربّ کی طرف سے فضل کہ وہاں سودا بیچنا خریدنا ہے کیونکہ لوگ حج کے دنوں میں تجارت بھی کرتے ہیں اور حج بھی ہوتا ہے وَرِضْوَانًا اور اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ مسلمان کا اصل مقصد تو حج کرنا ہے ضمنی طور پر کوئی تجارت بھی کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جب تم احرام سے نکل آؤ پس شکار کر سکتے ہو وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ اور نہ ابھارے تمہیں شَنَاٰنُ قَوْمٍ بغض کسی قوم کا اَنْ صَدُّوْكُمْ اس لئے کہ انہوں نے تمہیں روکا تھا عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد حرام سے، اس بات پر نہ آمادہ کرے اَنْ تَعْتَدُوْا یہ کہ تم زیادتی کرو وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور ایک دوسرے کا ساتھ دو مدد کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی کی چیزوں پر اِثْم کا معنٰی ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑنا تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور عُدْوَان بندوں کے حق ضائع کرنا اور بندوں پر زیادتی کرنا ہے اور بندوں کے حقوق ضائع کرنے میں بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ہر حالت میں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بندہ اگر اس نقطہ کو سمجھ لے زندگی سنور سکتی ہے اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت سے نہیں بچ سکو گے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ

حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو نامزد کی گئی ہو غیر اللہ کے نام پر، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مر گیا،

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا

اور وہ جس کو چوٹ لگائی گئی اور جو اونچی جگہ سے گر گیا، اور جس کو دوسرے نے سینگ مار دیا اور جس کو درندوں نے کھالیا مگر وہ

مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ

جس کو تم نے ذبح کر لیا، اور جو ذبح کیا گیا بتوں کے نام پر، اور یہ کہ تم تیروں کے ذریعہ تقسیم کرو، یہ نافرمانی ہے، آج کے دن

يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ

ناامید ہو گئے وہ لوگ جو کافر ہیں تمہارے دین سے، پس تم نہ ڈرو ان سے، اور مجھ سے ڈرو، آج کے دن میں نے مکمل کر دیا

لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

تمہارے لئے تمہارا دین، اور مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین، اور مکمل کر دی میں نے تم پر اپنی نعمت، اور میں نے پسند کیا

لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ

ہے تمہارے لئے اسلام کو دین، پس جو شخص مجبور کیا گیا بھوک میں اس حال میں کہ وہ مائل ہونے والا نہیں ہے گناہ کی طرف،

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُنْخَنِقَةُ: وہ جانور جس کا گلا دبایا گیا ہو، اَلْمَوْقُوْذَةُ: وہ جانور جو لاٹھی مار کر مارا گیا ہو، اَلْمُتَرَدِّيَةُ: اونچی جگہ سے گر کر مرنے والا جانور، اَلنَّطِيْحَةُ: سینگ لگنے سے مرا ہوا، اَكَلَ: کھا گیا، اَلسَّبُعُ: درندہ، ذَكَّيْتُمْ: تم نے ذبح کیا، ذُبِحَ: ذبح کیا گیا، اَلنُّصُبِ: جھنڈا نشان، اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا: یہ کہ تم قسمت معلوم کرو، اَلْاَزْلَامِ: تیروں (کے ساتھ)، فِسْقٌ: گناہ، نافرمانی، يَئِسَ: وہ مایوس ہو گیا، اِخْشَوْنِ: تم مجھ سے ڈرو، اَكْمَلْتُ: میں نے مکمل کر دیا، اَتْمَمْتُ: میں نے تمام کر دیا، رَضِيْتُ: میں نے پسند کیا، مَخْمَصَةٍ: بھوک، مُتَجَانِفٍ: جھکنے والا۔

ربط:

پہلے يُتْلٰى عَلَيْكُمْ کہا تھا اب ان جانوروں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مسئلہ: جس جانور کو غیر اللہ کے نام نامزد کیا جائے تو حرام ہو گا، ذبح کرنے سے حلال نہ ہو گا، چاہے اُس پر بسم اللہ پڑھ بھی لے۔ اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتے کو ذبح کر کے کھانا اور اس میں تمام چیزیں داخل ہو گئی خواہ جانور ہوں یا غیر جانور ہوں۔

شان نزول:

یہ آیات ہجرت کے دسویں سال جمعہ کے دن میدان عرفات میں نازل ہوئیں۔

تفسیری نکات: کچھ حرام جانوروں کا تذکرہ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ حرام کیا گیا تم پر مردار جو جانور ذبح کئے بغیر مر جائے وہ حرام ہے اگرچہ فی نفسہ وہ حلال ہے۔ مثلاً مرغی ہے بکرا، چھترا، اونٹ وغیرہ فی نفسہ تو حلال ہیں لیکن اگر ان کو ذبح نہ کیا جائے تو ان کا کھانا حرام ہے

وَالدَّمُ اور خون، اس سے مراد وہ خون ہے جو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے۔ چنانچہ آٹھویں پارے میں آئے گا دَمًا مَّسْفُوْحًا بہتا ہوا خون اس کو نہ اندرونی طور پر استعمال کر سکتے ہیں نہ بیرونی طور پر یعنی نہ تو اس کو کھا سکتے ہیں نہ بدن پر لگا سکتے ہیں کیونکہ قطعی حرام ہے کسی طرح بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا گوشت بھی حرام کیا گیا ہے۔ خنزیر کی ہر چیز حرام ہے گوشت کی تخصیص اس لیے کی ہے کہ کھایا گوشت ہی جاتا ہے چمڑا بال یا ہڈیوں کو تو کوئی نہیں کھاتا وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ چیز جو نامزد کی گئی ہو غیر اللہ کے نام پر وَالْمُنْخَنِقَةُ اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو یعنی جس کا گلا رسی یا زنجیر یا کسی اور چیز سے گھونٹا گیا اور مر گیا وہ بھی حرام ہے وَالْمَوْقُوْذَةُ اور جس کو چوٹ لگائی گئی ہو پتھر مارا یا لاٹھی یا لوہے کی سلاخ ماری اور وہ مر گیا وہ بھی حرام ہے وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور جو اونچی جگہ سے گر گیا پہاڑ سے نیچے گر کر مر گیا یا کنویں میں گر کر مر گیا یا کسی بھی جگہ سے گر کر مر گیا تو وہ بھی حرام ہے وَالنَّطِيْحَةُ اور جس کو دوسرے جانور نے سینگ گھونپ دیا اور وہ مر گیا تو وہ بھی حرام ہے وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اور وہ جس کو درندوں نے کھا لیا مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ وغیرہ اس کو کھینچ کر لے گئے اس کو چیر پھاڑ دیا۔ اگر کھایا تو ان کا بچا ہوا بھی حرام ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ جس کو تم نے ذبح کر لیا یعنی کسی درندے نے زخمی کر دیا ہو مگر مرنے سے پہلے تم نے اسے باقاعدہ ذبح کر لیا تو وہ حلال ہے وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور وہ جو ذبح کیا گیا بتوں کے نام پر۔ پہلے تھا کہ جو چیز بزرگوں کے نام پر ذبح کی جائے وہ حرام ہے اور اب فرمایا کہ جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کی جائے اور بتوں پر چڑھائی گئی دیگر چڑھاوے وہ بھی حرام ہیں وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ اور یہ کہ تم تیروں کے ذریعہ تقسیم کرتے ہو یہ بھی حرام ہے۔

فال نکالنا حرام ہے:

اَزْلَامٌ، زَلَمٌ کی جمع ہے اور زَلَمٌ کا معنیٰ ہے "تیر"۔ کعبۃ اللہ میں ایک تھیلا رکھا ہوا تھا اس میں دس تیر ہوتے تھے اور وہ تھیلا کعبۃ اللہ کے متولی کے کنٹرول میں ہوتا تھا ان میں سے چھ پر لکھا ہوتا تھا لَا جس کا معنیٰ ہے نہیں اور تین پر لکھا ہوا تھا نَعَمْ جس کا معنیٰ ہے ہاں اور ایک خالی ہوتا تھا ان لوگوں نے جب کوئی کام کرنا ہوتا تھا رشتے کا، تجارت کا یا لمبے سفر پر جانے کا تو کعبہ کے متولی کے پاس جا کر ان تیروں کے ذریعہ فال نکالتے تھے یعنی ان سے پوچھتے تھے کہ میں یہ کام کروں یا نہ کروں۔ میرا فلاں کام ہوگا یا نہیں؟ سفر پر جاؤں یا نہ جاؤں۔ طریقہ یہ تھا کہ تیر نکالتے اگر نَعَمْ والا نکلتا تو کہتے بس میرا کام ہو گیا اور اگر لَا والا نکلتا تو کہتے کہ میرا کام نہیں ہوگا اس کام کو چھوڑ دیتے تھے اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ اور سہ بارہ تیر نکالنے کی اجازت ہوتی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یہ نافرمانی ہے۔

تکمیل دین کا اعلان:

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا آج کے دن ناامید ہو گئے وہ لوگ جو کافر ہیں مِنْ دِيْنِكُمْ تمہارے دین سے

پہلے تو ان کو امید تھی کہ ہم ان کو دبالیں گے ختم کر دیں گے لیکن اب عرب کی اکثریت مسلمان ہو چکی ہے اور جو باقی رہ گئے ہیں ان میں اسلام سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے لہٰذا اب وہ بالکل نا امید ہو گئے ہیں کہ اسلام کو پنپنے نہ دیں۔ یہاں اَلْیَوْمَ سے مراد ۹ ذوالحجہ ۱۰ھ کا دن ہے۔ کیونکہ یہ آیت کریمہ ۹ ذوالحجہ ۱۰ھ عرفات کے میدان میں نازل ہوئی ہے فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ پس تم نہ ڈرو ان سے اور مجھ سے ڈرو اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ آج کے دن میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین۔ عرفات کا میدان تھا، عرفہ اور جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت تھا ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ اور مکمل کر دی میں نے تم پر اپنی نعمت وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور میں نے پسند کیا ہے تمہارے لیے اسلام کو دین۔

حالت اضطرار کا حکم:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ پس جو شخص مجبور کیا گیا بھوک میں غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ اس حال میں کہ وہ مائل ہونے والا نہیں ہے گناہ کی طرف، اس کو اجازت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں بقدر ضرورت کھا پی سکتا ہے۔ مثلاً اوپر مردار کا ذکر ہوا ہے خنزیر کا ذکر ہوا ہے کوئی ایسا وقت آ گیا کہ آدمی نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے اور جان خطرے میں ہے کہ اگر کچھ نہیں کھاتا پیتا تو اندیشہ ہے کہ مر جائے گا تو اس کو ایسے موقع پر اتنا حرام کھانے کی اجازت ہے کہ جس سے جان بچ جائے فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ

لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کیا کچھ ان کے لیے حلال کیا گیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں حلال کی گئیں تمہارے لئے

الطَّیِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ

تمام پاکیزہ چیزیں۔ اور وہ جو تم نے تعلیم دی ہے زخمی کرنے والے جانوروں کو کہ چھوڑتے ہو شکار سکھاتے ہو تم ان کو وہ چیزیں

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَاذْكُرُوا

جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہیں، پس کھاؤ ان جانوروں کو (جو شکار کے بعد) انہوں نے تمہارے لیے روکے ہیں، اور ذکر کرو

اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ

اللہ تعالیٰ کا نام اس پر، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آج کے دن حلال کی گئیں

لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ

تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں اور خوراک ان لوگوں کی جن کو کتاب دی گئی، تمہارے لیے حلال ہے اور یہ تمہارا کھانا ان

حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

کے لیے حلال ہے، اور پاکدامن عورتیں ایمان والیوں میں سے اور پاکدامن عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو دی گئی کتاب

قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ

تم سے پہلے، جب دو تم ان کو مہران کے، قید میں رکھنے والے ہو، نہ مستی نکالنے والے ہو اور نہ خفیہ یاری لگانے والے،

ع وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥

اور جس نے انکار کیا ایمان کا پس تحقیق ضائع ہو گیا عمل اس کا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَلَّمْتُمْ: تم نے سکھایا، اَلْجَوَارِح: زخم دینے والے (جانور)، مُكَلِّبِيْنَ: شکار کی تعلیم دینے والے، تُعَلِّمُوْنَهُنَّ: تم سکھاتے ہو انہیں، اَمْسَكْنَ: انہوں نے روک لیا، اِسْمَ: نام، اُحِلَّ: وہ حلال کیا گیا، طَعَامُكُمْ: تمہارا کھانا، مُتَّخِذِيْٓ: خفیہ طور پر تعلقات قائم کرنے والے، حَبِطَ: بے کار ہو گیا، عَمَلُهٗ: اس کا عمل۔

ربط:

اس سورۃ کی ابتداء میں بیان ہوا تھا کہ حالتِ احرام میں تم شکار نہیں کر سکتے۔ اب یہاں شکاری پرندوں اور جانوروں کے ذریعہ شکار کیے گئے جانوروں کے متعلق سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: شکاری جانور کے ذریعے شکار کیے جانے والے جانور کا حکم:

يَسْـَٔلُوْنَكَ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ کیا کچھ ان کے لیے حلال کیا گیا ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ اور وہ جو تم نے تعلیم دی ہے زخمی کرنے والے جانوروں کو جَوَارِح، جَارِحَةٌ کی جمع ہے اور جَارِحَةٌ سے ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں ''زخمی کرنا'' اور جَارِحَةٌ ایسے جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے کو زخمی کرے اور جو جانور شکار کرتے ہیں وہ بھی زخمی کرتے ہیں کیونکہ منہ سے پکڑتے ہیں اور جو پرندے شکار کرتے ہیں وہ بھی زخمی کرتے ہیں کیونکہ وہ نوکیلے پنجوں سے پکڑتے ہیں مُكَلِّبِيْنَ چھوڑتے ہو شکار پر مُكَلِّبٌ کا معنیٰ ہے کہ تم اس کو اپنے ارادہ سے شکار پر چھوڑتے ہو تُعَلِّمُوْنَهُنَّ سکھاتے ہو تم ان کو مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہیں۔ تعلیم یافتہ سکھایا ہوا کتا وہ ہوتا ہے کہ جب تم اسے شکار کے لیے چھوڑو وہ شکار کے قریب پہنچ جائے تم اسے بلاؤ تو وہ واپس آجائے تین دفعہ اس طرح امتحان لینا چاہیے اگر وہ تمہارے بلانے سے واپس آجاتا ہے تو ایسا کتا مُعَلَّمْ ہے۔ یعنی سدھایا ہوا ہے۔ پھر

اس کی شرط میں سے یہ بھی ہے کہ شکار کر کے کھانے نہ لگ جائے بلکہ مالک کے پاس لائے اگر شکاری جانور نے شکار کا کچھ حصہ خود کھالیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شکار اس نے اپنے لیے کیا ہے لہٰذا یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ ان جانورں کو (جو شکار کے بعد) انہوں نے تمہارے لیے روکے ہیں وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا نام اس پر یعنی کتے اور شکاری جانور کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑ دو۔

سدھائے ہوئے جانور کے ذریعہ شکار کی پانچ شرائط:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکاری جانور کے ذریعہ شکار کرنے کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔ اگر وہ پانچ شرطیں پائی گئیں تو اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے ورنہ نہیں۔

① سدھایا ہوا جانور جسے شکار پر چھوڑا گیا ہے وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ قرآن میں ہے مِنَ الْجَوَارِحِ یعنی زخمی کرنے والے جانوروں کو۔ ② وہ صحیح طور پر سدھایا ہوا ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر تم اس کو بلاؤ فوراً واپس آجائے۔ ③ بغیر سدھایا ہوا کوئی دوسرا جانور اس کے ساتھ نہ مل جائے جسے تم نے مل کر شکار کیا اور جانور تکبیر پڑھ کر ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، یہ حرام ہے اور اگر سدھائے ہوئے کتے نے شکار کیا اور تکبیر پڑھ کر ذبح کرنے سے پہلے شکار والا جانور مر گیا تو حلال ہے۔ ④ وہ جانور جو سدھایا ہوا ہے وہ شکار لا کر تمہیں دے خود نہ کھائے اگر اس نے خود کھایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے یہ شکار اپنے لیے کیا تھا تمہارے لیے نہیں۔ ⑤ یہ سدھایا ہوا جانور بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ایسا نہ ہو کہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر نہیں چھوڑا اور شکار بغیر ذبح کرنے کے مر گیا اور اس کو کھا لو یہ صحیح نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔

اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی عورتوں سے نکاح کا حکم:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ آج کے دن حلال کی گئیں تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور خوراک ان کی جن کو کتاب دی گئی۔ اس سے مراد ذبیحہ ہے کیونکہ عام کھانا تو تمام غیر مسلموں کا جائز ہے یعنی ان لوگوں کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں حِلٌّ لَّكُمْ تمہارے لیے حلال ہے وَطَعَامُكُمْ اور یہ تمہارا کھانا حِلٌّ لَّهُمْ ان کے لیے حلال ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ اور پاکدامن عورتیں ایمان والیوں میں سے حلال ہیں وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور پاکدامن عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو دی گئی کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ تم سے پہلے تورات، انجیل جن کو دی گئیں وہ عورتیں بھی حلال ہیں اِذَآ

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ جب دو تم ان کو مہران کے مُحْصِنِيْنَ قید میں رکھنے والے ہو غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ مستی نکالنے والے ہو وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ اور نہ خفیہ یاری لگانے والے اَخْدَانٌ، خِدْنٌ کی جمع ہے اور خِدْنٌ کا معنٰی ہے یاری لگانا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ اور جس نے انکار کیا ایمان کا فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ پس تحقیق ضائع ہو گیا عمل اس کا یعنی اہلِ کتاب کی عورتوں کے ساتھ نکاح کی تو اجازت ہے مگر ایمان نہ ضائع کر دینا میرا اپنا ذاتی مشاہدہ ہے یہاں کچھ لوگ بڑے دیندار اور نیک تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے روزے بھی رکھتے تھے عیسائی عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں نہ نماز رہی، نہ روزہ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آخرت کے نقصان سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کھڑے ہو تم نماز کی طرف، پس دھولو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک

الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا

اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں دھولو ٹخنوں سمیت، اور اگر ہو تم جنابت کی حالت میں تو اچھی طرح

فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

طہارت حاصل کرو۔ اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر ہو یا آئے تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے یا تم نے ہمبستری کی ہو

النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

عورتوں سے پس نہ پاؤ تم پانی پس تم تیمّم کرو پاک مٹی سے، پس مسح کرو تم اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا اس مٹی سے،

مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ

نہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ کہ کرے تم پر کوئی تنگی، اور لیکن ارادہ کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں پاک کر دے اور تاکہ پوری کر دے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ

اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت جو تم پر ہوئی اور اس کا وعدہ وہ جو اس نے

الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

تم سے لیا جب تم نے کہا ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کے راز جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قُمْتُمْ: تم کھڑے ہوئے، فَاغْسِلُوْا: تم دھوؤ، اَلْمَرَافِقِ: کہنیاں، اَرْجُلَكُمْ: اپنے پاؤں (کو دھولو)، اَلْكَعْبَيْنِ: دونوں ٹخنوں (تک)، فَاطَّهَّرُوْا: اچھی طرح پاک ہوجاؤ، نہالو، حَرَجٍ: تنگی، مضائقہ، لِيُطَهِّرَكُمْ: تاکہ وہ تمہیں پاک کرے، وَاثَقَكُمْ: اس نے تم سے پختہ قول لیا۔

ربط:

یہاں ربط یہ ہے کہ طہارت کی دوقسمیں ہیں:

① طہارت باطنی ② طہارت ظاہری

طہارت باطنی جس کو ایمان کہتے ہیں طہارت ظاہری جس کو وضو کہتے ہیں۔ پہلے طہارت باطنی کا ذکر تھا آگے طہارت ظاہری یعنی وضو کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: وضو، غسل، اور تیمم کے احکامات:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ جس وقت کھڑے ہو تم نماز کی طرف یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ پس دھولو اپنے چہروں کو۔ وضو کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے چہرے کا دھونا اور چہرے کی حد ہے پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک اتنے حصے پر پانی بہانا فرض ہے وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک۔ کہنی کی ہڈی کا دھونا فرض ہے۔ اگر خشک رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ اور مسح کرو اپنے سروں کا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور سارے سر کا مسح کرنا مستحب ہے وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور اپنے پاؤں دھولو ٹخنوں سمیت وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا اور اگر ہو تم جنابت کی حالت میں فَاطَّهَّرُوْا تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے اور اسی طرح پورے جسم پر پانی بہانا بھی فرض ہے۔ یہ تین فرض ہیں غسل کے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اور اگر ہو تم بیمار لیکن بیماری سے کیسی بیماری مراد ہے۔ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ بیماری کی نوعیت ایسی ہو کہ پانی کے استعمال سے جان کا خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو۔ اور دورانِ سفر پانی میسر نہ ہو۔ پانی میسر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی تمہارے سے ایک میل دور ہو تو تمہیں وضوء اور غسل کی جگہ تیمّم کرنے کی اجازت ہے اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ یا آئے تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے۔ یعنی چھوٹا بڑا پیشاب کیا ہے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا تم نے ہمبستری کی ہو عورتوں سے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پس نہ پاؤ تم پانی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پس تم تیمم کرو پاک مٹی سے تیمم کا لفظی معنیٰ ہے ارادہ کرنا۔ لہٰذا تیمم کے لیے نیت کرنا ضروری ہے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر جھاڑ لے تاکہ گرد و غبار نہ لگے کیونکہ مقصد گرد و غبار لگانا نہیں ہے۔ دو ہاتھ منہ پر پھیرے اچھی طرح جہاں جہاں تک چہرہ پانی سے دھونا ہے وہاں، وہاں تک ہاتھ پھیرے۔ دوبارہ پھر ہاتھ زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اچھی طرح پھیرے۔ گھڑی انگوٹھی وغیرہ اتار دے۔ کیونکہ اگر ان کے اوپر ہاتھ پھیرے گا تو تیمم نہیں ہوگا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ پس مسح کرو تم اپنے چہروں کا وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ اور اپنے ہاتھوں کا اس مٹی سے (جس کی میں نے وضاحت کر دی ہے) مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ نہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ کہ کرے تم پر کوئی تنگی وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ اور لیکن وہ ارادہ کرتا ہے تاکہ اپنی نعمت تم پر تمہیں پاک کر دے وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اور تاکہ پوری کر دے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت جو تم پر ہوئی کہ اس نے تمہیں ایمان اور دین کی دولت عطاء فرمائی کہ اس سے بڑی کوئی دولت نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ نرم شریعت عطا فرمائی وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ اور اس کا وہ وعدہ جو اس نے تم سے لیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا کیونکہ جب آدمی کلمہ پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو وہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ اے پروردگار میں تیرے سوا کسی اور کو معبود نہیں مانتا اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے سوا کسی کو رسول نہیں مانتا۔ اے پروردگار! میں تیرے احکامات کی اس طرح اطاعت کروں گا جس طرح تیرا رسول فرمائے گا۔ تو فرمایا اس وعدے کو یاد کرو اور اس پر عمل کرو اِذْ قُلْتُمْ جب تم نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ دلوں کے راز جانتا ہے۔ ظاہر، باطن سب اس کے سامنے ہے اگر عہد شکنی کرو گے تو اس کی سزا سے نہیں بچ سکو گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، ہو جاؤ پابندی کے ساتھ قائم رہنے والے، اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ،

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ

اور نہ برانگیختہ کرے تمہیں کسی قوم کا بغض اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو وہ زیادہ قریب ہے تقویٰ کے،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

سے جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کی بخشش ہوگی اور اجر ہوگا بڑا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

ہماری آیتوں کو وہ لوگ شعلہ مارنے والی آگ کے ساتھی ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی،

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

جب قصد کیا ایک قوم نے اس بات کا کہ وہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ، پس روک دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ع

اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی پس چاہیے کہ ایمان والے بھروسہ کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِعْدِلُوْا: عدل کرو، هَمَّ: ارادہ کیا، اَنْ يَّبْسُطُوْٓا: یہ کہ وہ بڑھائیں، فَكَفَّ: اس نے روک لیا۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ یہ تمہارے ظاہر معاملے تھے۔ دوسروں کے حقوق کو بھی ملحوظ رکھو گواہی دینی ہو تو صحیح گواہی دو۔

تفسیری نکات: صحیح گواہی دینے کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کو خطاب ہے كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ ہو جاؤ پابندی کے ساتھ قائم رہنے والے لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے لیے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھو شُهَدَآءَ گواہی دینے والے بِالْقِسْطِ انصاف کے ساتھ۔ جب گواہی دو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دو اور انصاف کے مطابق دو اس پر قائم رہو وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اور ہرگز نہ برانگیختہ کرے تمہیں کسی قوم کا بغض عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو اِعْدِلُوْا عدل کرو تم هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وہ زیادہ قریب ہے تقویٰ کے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے۔ کیا وعدہ ہے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کی بخشش ہوگی وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اجر ہوگا بڑا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم نہیں کیا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور

جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ چاہے زبان سے جھٹلایا یا عمل سے جھٹلایا اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ﴿١٠﴾ وہ لوگ شعلہ مارنے والی آگ کے ساتھ ہیں۔

اہل مکہ کا مسلمانوں کو ختم کرنے کا مشورہ کرنا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ جب قصد کیا ایک قوم نے اَنۡ يَّبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ اس بات کا کہ وہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ۔ مکہ مکرمہ میں ایک مقام تھا ''خیف'' بنو کنانہ کا وہاں ایک بہت بڑا ڈیرہ تھا یا کہہ لو حویلی تھی جہاں جمع ہو کر یہ مشورہ کرتے تھے۔ ایک دن اس میں اکٹھے ہوئے اور مشورہ کیا کہ مسلمان دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں ان کے متعلق کچھ سوچو۔ تمام قبیلوں کے سردار جمع تھے بعض نے مشورہ دیا کہ رشتہ داریوں کو بالائے طاق رکھ کر (کیونکہ بعض تمہارے رشتہ دار ہیں اور بعض ہمارے رشتہ دار ہیں) پورے عزم کے ساتھ ان کا صفایا کر دیا جائے۔ یہی اس مسئلہ کا حل ہے جو جذباتی تھے انہوں نے اس کی تائید کی کہ ٹھیک ہے چاہے ہمارا بھائی ہو، باپ ہو، بیٹا ہو، بہن ہو اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس میں تمہاری بدنامی ہوگی اور حرم میں قتل کرنا بھی سنگین جرم ہے۔ لہٰذا فی الحال اس کام کو چھوڑو فَكَفَّ اَيۡدِيَهُمۡ عَنۡكُمۡ پس روک دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے۔ پھر مشورہ طے پایا کہ اَنۡ لَّا تُنَاكِحُوۡهُمۡ وَلَا تُبَايِعُوۡهُمۡ نہ ان کے ساتھ نکاح کرو نہ خرید و فروخت۔ یعنی بائیکاٹ کرو نہ ان سے کوئی رشتہ داری کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مجلس میں تنہائی میں، رات کو، دن کو، ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف تمہارے ذہنوں میں رہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿١١﴾ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی پس چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے۔ اور اسی پر اعتماد کریں۔

وَلَقَدۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۚ وَبَعَثۡنَا مِنۡهُمُ اثۡنَىۡ عَشَرَ نَقِيۡبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ

اور البتہ تحقیق لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور مقرر کیے ہم نے ان میں سے بارہ سردار، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

اِنِّىۡ مَعَكُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيۡتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِىۡ

بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں البتہ اگر تم نماز قائم کرتے رہے اور دیتے رہے تم زکوٰۃ اور ایمان لاتے رہے میرے رسولوں پر

وَعَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ وَاَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ

اور ان کی تم تعظیم کرتے رہے اور قرض دیتے رہے تم اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا، البتہ ضرور مٹا دوں گا میں تم سے تمہاری خطائیں،

وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ

اور البتہ ضرور میں داخل کروں گا تمہیں ان باغوں میں بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں، پس جس نے انکار کیا اس وعدے کے

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿12﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

بعد تم میں سے پس تحقیق وہ گمراہ ہو گیا سیدھے راستہ سے۔ پس بوجہ ان کے توڑ دینے کے اپنے وعدے کو ہم نے ان پر لعنت کی

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت، تحریف کرتے ہیں کلمات میں ان کی جگہوں سے پھیر کر۔ اور بھلا دیا انہوں نے حصہ اس میں سے

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

جو ان کو یاد دہانی کے لیے دیا گیا تھا اور ہمیشہ رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوتے ان کی کسی نہ کسی خیانت پر، مگر بہت تھوڑے

مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿13﴾

ان میں سے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاف کریں ان کو اور درگزر کریں، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَعَثْنَا: ہم نے بھیجے، اِثْنَيْ عَشَرَ: بارہ، نَقِيْبًا: سردار، نگران، اَقَمْتُمْ: تم نے قائم کیا، رُسُلِيْ: میرے رسولوں، عَزَّرْتُمُوْهُمْ: تم نے مضبوط کیا ان کو، اَقْرَضْتُمْ: تم نے قرض دیا، لَاُدْخِلَنَّكُمْ: میں البتہ ضرور داخل کروں تمہیں، قٰسِيَةً: سخت، نَسُوْا: وہ بھول گئے، ذُكِّرُوْا: انہیں نصیحت کی گئی، تَزَالُ: تو ہمیشہ رہے گا، تَطَّلِعُ: تو مطلع ہوگا، خَآئِنَةٍ: خیانت، اِصْفَحْ: درگزر کر۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ لیا یہاں فرمایا کہ تمہارے میثاق کا وہ حشر نہ ہو جس طرح یہود نے میثاق کا حشر کیا۔

تفسیری نکات: یہود سے لیا گیا اللہ کا میثاق:

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ اور البتہ تحقیق لیا اللہ تعالیٰ نے مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے۔ ایک مطلق وعدہ ہوتا ہے اور ایک میثاق ہوتا ہے۔ میثاق کا معنیٰ ہے پختہ وعدہ (وہ وعدہ آگے آرہا ہے) وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اور مقرر کیے ہم نے ان میں سے اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا بارہ سردار یا نگہبان۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کے مستقل بارہ خاندان بن گئے۔ ہر خاندان کا نظم ونسق چلانے کے لیے ایک لیڈر اور سربراہ تھا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر تمہارے ساتھ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ البتہ اگر تم نماز قائم کرتے رہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کا حکم تمام

امتوں کو تھا۔ یعنی نماز ہر امت پر فرض رہی ہے کسی پر کم کسی پر زیادہ۔ اور جن لوگوں نے نماز کو ضائع کر دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے نااہل فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے "فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ" [سورۃ: مریم]۔ پھر ان کے بعد نالائق ان کے جانشین ہوئے۔ "اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ" جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا "مجھے امت سے نماز سے بے پرواہی کا زیادہ خطرہ ہے"۔ وَاٰتَيۡتُمُ الزَّكٰوةَ اور دیتے رہے تم زکوٰۃ۔ جس طرح نماز بدنی عبادت میں سب سے اعلیٰ ہے اسی طرح زکوٰۃ مالی عبادت میں سے اعلیٰ ہے وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِىۡ اور ایمان لاتے رہے میرے رسولوں پر وَعَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ اور ان (پیغمبروں) کی تم تعظیم کرتے رہے۔ انہوں نے بجائے تعظیم اور توقیر کرنے کے ان کو قتل کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کیا۔ حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کیا اور بے شمار پیغمبر شہید کئے وَاَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا اور قرض دیتے رہے تم اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا۔ اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حکم پر غریبوں، مسکینوں، ضرورت مندوں پر خرچ کرو تو تم نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا اس کو قرض سے تشبیہ دے کر یہ بات سمجھائی ہے کہ جس طرح قرض کی رقم واپس ملنی ہوتی ہے اسی طرح یہ پیسہ بھی تمہیں واپس ملے گا۔ بلکہ ایک کے بدلے دس گنا ملے گا، سات سو گنا ملے گا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ البتہ ضرور مٹادوں گا میں تم سے تمہاری خطائیں۔ اور کیا کروں گا وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ اور البتہ ضرور میں داخل کروں گا تمہیں ان باغوں میں بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ پس جس نے انکار کیا اس وعدے کے بعد تم میں سے۔ یعنی نہ نمازوں کی پابندی کی، نہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی پابندی کی، نہ پیغمبروں پر ایمان لائے بلکہ ان کو شہید کیا ان کی عزت نہ کی بلکہ توہین کی اللہ تعالیٰ کے حکم پر خرچ کرنے کی بجائے کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ محتاج ہو گیا ہے کہ ہم سے مانگتا ہے۔ غرضیکہ کسی ایک چیز کی بھی قدر نہ کی فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ پس تحقیق وہ گمراہ ہو گیا سیدھے راستہ سے۔

بنی اسرائیل کی عہد شکنیاں:

فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ پس بوجہ ان کے توڑ دینے اپنے وعدے کو لَعَنّٰهُمۡ ہم نے ان پر لعنت کی وَجَعَلۡنَا قُلُوۡبَهُمۡ قٰسِيَةً اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ تحریف کرتے ہیں کلمات میں ان کی جگہوں سے پھیر کر۔ یعنی اپنی کتابوں تورات، زبور اور انجیل میں لفظی تحریف بھی کرتے تھے اور معنوی تحریف بھی کرتے تھے۔ نہ مطلب کو اپنی جگہ رہنے دیتے نہ لفظوں کو وَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا بِهٖ اور بھلا دیا انہوں نے حصہ اس میں سے جو ان کو یاد دہانی کے لیے دیا گیا تھا وقتاً فوقتاً پیغمبر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابیں اور صحیفے نازل ہوتے رہے جو ان کو احکام خداوندی یاد کراتے تھے مگر انہوں نے کسی چیز کی قدر اور پرواہ نہ کی۔ اور خیانتیں کرنے میں

لگے رہے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ اور ہمیشہ رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوتے عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر۔ یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتے رہیں گے اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر بہت تھوڑے ان میں سے۔ جو منصف مزاج تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے فَاعْفُ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کر دیں وَاصْفَحْ اور درگزر کریں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں کے ساتھ۔ نیکی کرو احسان کرو اور ان کی خیانتوں کو ظاہر کرو اور اس کے علاوہ کارروائی نہ کرو۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا

اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا بے شک ہم نصاریٰ ہیں، ہم نے لیا ان سے پختہ عہد، پس انہوں نے بھلا دیا حصہ اس چیز سے

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

جس چیز کی ان کو یاددہانی کرائی گئی تھی پس ہم نے بھڑکا دی ان کے درمیان عداوت اور کینہ اور بغض قیامت کے دن تک،

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿14﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو خبر دے گا اس کارروائی کی جو وہ کرتے تھے۔ اے اہلِ کتاب تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں تمہارے لیے بہت سی چیزیں وہ چیزیں جو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے، اور درگزر

عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿15﴾

کرتے ہیں بہت سی چیزوں سے، تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب روشن کرنے والی،

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کو جس نے پیروی کی اس کی رضا کی سلامتی کے راستوں کی، اور ان کو نکالتے ہے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿16﴾

اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنے حکم سے اور ان کو چلاتے ہیں صراطِ مستقیم پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاَغْرَيْنَا: پس ہم نے لگا دی، اَلْعَدَاوَةَ: دشمنی، يُنَبِّئُهُمْ: انہیں خبردار کرے گا، كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ: وہ کرتے تھے، رَسُوْلُنَا: ہمارا پیغمبر، تُخْفُوْنَ: تم چھپاتے تھے، يَعْفُوْا: وہ درگزر کرتا ہے، رِضْوَانَهٗ: اس کی رضامندی،

سُبُلَ: راستے۔

ربط:

اس سے پہلی آیات میں یہود کے میثاق اور عہد کا ذکر ہوا۔اب ان آیات میں نصاریٰ سے لیے گئے میثاق اور عہد کا ذکر ہورہا ہے۔

تفسیری نکات: نصاریٰ سے لیا گیا اللہ کا میثاق:

وَمِنَ الَّذِيْنَ اور ان لوگوں میں سے قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى جنہوں نے کہا بےشک ہم نصاریٰ ہیں۔''نصاریٰ'' کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے اس کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ نے مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں۔

(اوّل): ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش جس محلہ میں ہوئی تھی اس کا نام تھا ناصرہ تو اس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔

(دوم): دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ'' قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ '' ان کے جو مخلص ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نبی کی مدد کریں گے تو چونکہ انہوں نے نصرت کا وعدہ کیا تھا اس لیے ان کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔

اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ ہم نے لیا ان سے پختہ وعدہ۔اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لا شریک ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہے۔مگر انہوں نے کہا کہ اقانیم ثلاثہ کائنات کو چلا رہے ہیں۔اقانیم جمع ہے اقنوم کی جس کے معنیٰ رکن یا حصہ کے ہوتے ہیں یعنی خدائی کے تین ارکان ہیں۔① اللہ تعالیٰ، ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ③ حضرت جبرائیل علیہ السلام، یا بعض کے نزدیک حضرت مریم علیہا السلام فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ پس انہوں نے بھلا دیا حصہ اس چیز سے جس چیز کی ان کو یاددہانی کرائی گئی تھی۔بجائے ایک کے تین کے قائل ہوگئے اور ان میں سے ایک گروہ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور ایک گروہ کا ذکر اگلی آیات میں آرہا ہے۔ انہوں نے کہا ''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام میں داخل ہوگیا ہے'' ان سے جو معجزات ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ پس ہم نے بھڑکا دی ان کے درمیان عداوت وَالْبَغْضَآءَ اور کینہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک۔پھر عیسائیوں کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور ہوتی رہیں گی وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو خبر دے گا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ اس کارروائی کی جو وہ کرتے تھے۔ان سے حساب لیا جائے گا کہ کس دلیل سے تم نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور کس دلیل سے ان کو اللہ کا بیٹا بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعلان:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ اے کتاب والو! اہلِ کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس ہمارے رسول۔ اس رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ آخری پیغمبر تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں يُبَيِّنُ لَكُمْ بیان کرتے ہیں تمہارے لیے كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ بہت سی چیزیں جو تم چھپاتے تھے مِنَ الْكِتٰبِ کتاب میں سے وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اور درگزر تے ہیں بہت سی چیزوں سے۔ یعنی وہ چیزیں جو پہلے تمہارے عقیدہ اور دین کی تھیں اور اب نہیں ہیں ان سے درگزر کرتے ہیں ان کو بیان نہیں کرتے اور جو چیزیں اب بھی عقیدے اور دین میں ضروری ہیں اور تم نے ان پر پردہ ڈالا ہوا ہے ان کو بیان کرتے ہیں قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ نور (یعنی روشنی) اور کتاب روشن کرنے والی۔ جو حقیقت کو بیان کرتی ہے اور روشن کرتی ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ اس کو جس نے پیروی کی اس کی رضا کی سُبُلَ السَّلٰمِ سلامتی کے راستوں کی (ہدایت دیتا ہے)۔ آیت کریمہ کے اس حصہ میں قرآن پاک کا ذکر ہے۔ اور قرآن کیا کرتا ہے وہ یہ کہ وَيُخْرِجُهُمْ اور ان کو نکالتا ہے مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اندھیروں سے روشنی کی طرف بِاِذْنِهٖ اپنے حکم سے وَيَهْدِيْهِمْ اور ان کو چلاتا ہے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے پر۔ اللہ تعالیٰ سب کو سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ

البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم علیہ السلام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے پس کون مالک ہے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

اللہ تعالیٰ کے سامنے اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ یہ کہ وہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اور ان کی والدہ کو۔ اور جو زمین میں ہیں

جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

سب کے سب کو۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں اور زمین کا ملک اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ پیدا کرتا ہے

مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ

جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور کہا یہودیوں نے اور عیسائیوں نے ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں

وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے پس تمہیں کیوں سزا دیتا ہے تمہارے گناہوں کی وجہ سے۔ بلکہ تم بشر ہو اس مخلوق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے

خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پیدا فرمائی۔ بخشے گا جس کو چاہے گا اور سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑱ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اہلِ کتاب تحقیق آ گئے ہیں تمہارے پاس

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں تمہارے سامنے، رسولوں کے وقفے کے بعد، تاکہ تم نہ کہو نہیں آیا ہمارے پاس کوئی

بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ

خوشخبری سنانے والا، اور نہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا، تحقیق آ گئے ہیں تمہارے پاس خوشخبری سنانے والے

ع ٧ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑲

اور ڈرانے والے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَمْلِكُ: مالک ہے، اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ: بیٹے (اللہ کے)، اَحِبَّآؤُهٗ: اس کے محبوب، يُعَذِّبُكُمْ: عذاب دیتا ہے، جَآءَنَا: آیا ہمارے پاس، بَشِيْرٍ: خوشخبری دینے والا، نَذِيْرٍ: ڈرانے والا۔

ربط:

اس سے پہلے ذکر تھا نصاریٰ کے گروہ یعقوبیہ کا وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حلول ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا اور دو ایک بن گئے ہیں۔ یہاں ان آیات میں یعقوبیہ کے باطل نظریے کا ردّ فرما رہے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ اوپر نصاری کا ذکر تھا آگے یہود اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا پہلے یہود کا اور نصاری کا الگ الگ ذکر تھا۔ اب ایک ہی جگہ پر دونوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔

اہل بدعت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پر استدلال:

مبسوط اور باحوالہ بات ہماری کتاب تنقید متین اور اتمام البرہان میں دیکھو۔ اہل حق کا عقیدہ ہے کہ جتنے نبی آئے تمام بشر، آدمی اور انسان تھے۔ اہل بدعت میں بعض غالی کہتے ہیں کہ بشر نہیں تھے۔ استدلال ان کا یہ ہے "قَدْ جَآءَكُمْ

مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ'' واو مغایرۃ پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا نور سے مراد آپ ﷺ ہیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نور ہیں بشر نہیں جواب یہ ہے کہ نور سے یہ مراد لینا کہ بشر نہیں یہ باطل ہے نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔

دلائل اہل حق:

① هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ② قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ.

یہاں قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ کی دو تفسیریں ہیں جو ہر تفسیر میں موجود ہیں۔

① نور سے مراد قرآن ہے کتاب مبین عطف تفسیری ہے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

قرینہ ① يَهْدِيْ بِهِ۔ ② آپ نے ابھی پڑھا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ اس سے مراد قطعی طور پر قرآن ہے۔

③ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ایک مقام پر ہے۔ ④ وَنُوْرًا اَنْزَلْنَاهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. ان تمام مقامات پر نور سے مراد کتاب ہے۔ سورۃ شوریٰ میں ہے مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ''۔

② تفسیر ثانی: تفسیر روح المعانی، تفسیر جلالین وغیرہ میں ہے کہ نور سے مراد آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ ذات آپ ﷺ کی بشر، صفت آپ ﷺ کی نور ہے جنس کے لحاظ سے بشر اور وصف کے لحاظ سے نور ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نور ہیں پھر بعد میں فرماتے ہیں ای آدمیؑ اسی طرح تفسیر جلالین والے فرماتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور ﷺ بشر ہیں یا غیر بشر وہ آدمی کافر ہے کیونکہ اس نے ضروریات دین کا انکار کیا۔

سوال: حضور ﷺ اگر بشر ہوتے تو آپ ﷺ کا ضرور سایہ ہوتا؟

جواب: آپ ﷺ کا سایہ تھا جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا ان کا راوی عبدالرحمن کذاب ہے جو ضعیف اور واضع الحدیث ہے۔

تفسیری نکات: نصاریٰ کے کفریہ عقیدہ کا ذکر:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ قَالُوْٓا جنہوں نے کہا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ بے شک اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم ہے قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ آپ ﷺ کہہ دیجئے پس کون مالک ہے مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کا اِنْ اَرَادَ اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ یہ کہ وہ ہلاک

کرے مسیح ابن مریم علیہ السلام کو وَاُمَّهٗ اور ان کی والدہ کو۔ تو یہ بتاؤ کیا اللہ تعالیٰ بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گا ؟۔ کیونکہ تمہارا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام میں گڈ مڈ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے۔ ساری دنیا کو فنا کر سکتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام ''یَاْتِیْ عَلَیْهِ الْفَنَآءُ '' ان پر موت آئے گی کیا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی فوت ہو جائے گا ؟ سوچو تو سہی کیا کہہ رہے ہو؟ اور ان کی والدہ وفات پا چکی ہیں۔ اب نظامِ کائنات کس طرح چل رہا ہے؟ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور جو زمین میں سب کے سب کو ہلاک کرے۔ کون سامنے آسکتا ہے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک وَمَا بَیْنَهُمَاء اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی رازق ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور جس طرح چاہتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا فرمایا، حوا علیہا السلام کو ماں کے بغیر پیدا فرمایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا اور عام کائنات کو ماں باپ کے ذریعہ پیدا کرتا ہے وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہود و نصاریٰ کے غلط عقائد:

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی اور کہا یہودیوں اور عیسائیوں نے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے بیٹے کس طرح بن گئے وہ تو ''لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ '' ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔ اور اس کے محبوب کس طرح بن گئے؟۔ حالانکہ تم نے اس کے عظیم پیغمبر موسیٰ علیہ السلام پر بدکاری کا الزام لگایا اور حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان باندھا اور کیا کیا خرافات اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگائیں ''وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ '' [سورۃ توبہ، آیت: ۳۰] اور یہود نے کہا کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ کا عقیدہ ابھی آپ نے پڑھا کہ ''مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کیا اس کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہو تو پس اللہ تعالیٰ تمہیں کیوں سزا دیتا ہے بِذُنُوْبِكُمْ تمہارے گناہوں کی وجہ سے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے بندر، خنزیر کیوں بنایا؟ تم پر طاعون کیوں نازل ہوا؟ اور طرح طرح کے عذاب کیوں نازل ہوئے؟ لہٰذا تم غلط کہتے ہو کہ اللہ کے بیٹے ہو اور محبوب ہو بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ بلکہ تم بشر ہو مِّمَّنْ خَلَقَ اس مخلوق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشے گا جس کو چاہے گا وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ اور سزا دے گا جس کو چاہے گا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے ملک آسمانوں اور زمین کا وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ زمین، آسمان کے درمیان جو جگہ ہے اس میں بے شمار مخلوق رہتی ہے سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۝ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعلان:

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہلِ کتاب ! قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا تحقیق آ گئے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسول۔ تمام پیغمبروں کے سردار، امام، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُبَيِّنُ لَكُمْ تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ رسولوں کے وقفے کے بعد۔ فترت کہتے ہیں اس زمانے کو جو ایک رسول کے جانے اور دوسرے نبی کے آنے کے درمیان ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد پانچ سو اکہتر سال گزر چکے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو یہ جو درمیان کا زمانہ ہے یہ فترت کا زمانہ ہے۔ تو فرمایا ہمارے پیغمبر رسولوں کے وقفے کے بعد تمہارے پاس گئے ہیں اَنْ تَقُوْلُوْا تاکہ تم نہ کہو مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈرانے والا۔ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ اے اہلِ کتاب یاد رکھو تحقیق آ گئے ہیں تمہارے پاس خوشخبری دینے والے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے۔ لہٰذا اتمامِ حجت ہو چکا ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ

اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو، اے میری قوم یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں۔ جب بنائے اس نے

فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿20﴾

تمہارے اندر پیغمبر۔ اور بنایا اس نے تمہیں بادشاہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیں وہ نعمتیں جو نہ دیں کسی ایک کو جہان والوں میں سے۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ

اے میری قوم داخل ہو جاؤ پاکیزہ زمین میں۔ وہ زمین جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور نہ پھر و تم اپنی پیٹھ دکھا کر۔

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿21﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ

پس لوٹو گے تم نقصان اٹھاتے ہوئے۔ کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام بے شک ارضِ مقدسہ میں ایک قوم ہے بڑی زبردست۔

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا

اور ہم ہرگز نہیں داخل ہوں گے اس پاکیزہ زمین میں یہاں تک کہ وہ خود بخود وہاں سے نکل جائیں، پس اگر وہ نکل گئے

مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿22﴾

اس سے تو ہم اس میں داخل ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَعَلَكُمْ: بنایا تمہیں، مُلُوْكًا: بادشاہ، اٰتٰىكُمْ: اس نے دیا تمہیں، اَحَدًا: کسی کو، کوئی ایک، الْمُقَدَّسَةَ: پاک،

لَا تَرْتَدُّوْا: تم نہ پھر جاؤ، اَدْبَارِ كُمْ: اپنی پیٹھوں (کو موڑ کر)، جَبَّارِيْنَ: سرکش (لوگ، قوم)، لَنْ نَّدْخُلَهَا: ہم (ہر گز نہیں) داخل ہوں گے، حَتّٰى يَخْرُجُوْا: یہاں تک کہ وہ نکل جائیں، دٰخِلُوْنَ: داخل ہونے والے۔

ربط:

سبق الغایات اور تفسیر بیان القرآن میں یہ ربط بیان کیا ہے کہ اوپر یہود و نصاریٰ اور ان کی نافرمانیوں کا تذکرہ تھا۔ یہاں فرمایا کہ دور حاضر کے یہودیوں نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو یہ کوئی بعید بات نہیں اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین نہ ہوں کیونکہ ان کے بڑے بھی تو ایسے نافرمان تھے۔

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اے میری قوم یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو عَلَيْكُمْ جو تم پر ہوئیں۔ نعمتوں کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا شکر ادا کرو ان کی قدر کرو اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر پیغمبر مبعوث فرمائے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے ہیں وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا اور اس نے تمہیں بادشاہ بنایا۔ بعض کو نبی بھی بنایا اور بادشاہ بھی، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نبی بھی تھے اور خلیفہ فی الارض بھی تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیغمبری کے ساتھ ساتھ عظیم سلطنت بھی عطا فرمائی کہ ان کی حکومت انسانوں کے علاوہ جنات، حیوانوں اور پرندوں پر بھی تھی۔ اور بعض ایسے تھے کہ جو صرف بادشاہ تھے پیغمبر نہیں تھے اور بہت انعامات فرمائے وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیں وہ نعمتیں جو نہ دیں کسی ایک کو جہان والوں میں سے۔ ان میں سے بعض نعمتوں کا ذکر پہلے پارے میں اور نویں پارے میں ہے اور دیگر مقامات پر بھی ذکر آتا ہے۔ ان کے لیے کھانے پینے اور سائے کا انتظام فرمایا۔ اس طرح کہ کھانے کے لیے مَنّ اور سلویٰ نازل فرمایا۔ ایک پلیٹ میں کھیر ہوتی اور ایک پلیٹ میں بٹیر ہوتے۔ اور جب سورج چڑھتا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ بادلوں کا سایہ فرما دیتے "وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ" اور سایہ کیا ہم نے تم پر بادلوں سے اور یہ کوئی معمولی انتظام نہیں تھا ان کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ تھی۔ مرد تھے، عورتیں تھیں، بچے اور بوڑھے تھے۔ لیکن ان لوگوں نے ناقدری کی کہنے لگے "لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ" ہم ایک قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہیں کریں گے۔ پھر ان کے لیے پانی کی ضرورت کے واسطے ان کے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے جاری فرمائے۔ فرعون سے نجات دلائی کہ ان کو سمندر میں سے راستہ بنا کر نکال دیا اور ان کے دشمن فرعون کو اسی پانی میں ڈبو دیا۔

بنی اسرائیل کا کفر اور سرکشی:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اے میری قوم! داخل ہو جاؤ پاکیزہ زمین میں وہ

زمین جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔ اس علاقہ میں عمالقہ قوم آباد تھی جو عملیق کی نسل سے تھی یہ بڑی سخت طاقتور اور جنگجو قوم تھی۔ فرمایا ان کے ساتھ جہاد کرو وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ اور نہ پھرو تم اپنی پیٹھ دکھا کر فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ پس لوٹو گے تم نقصان اٹھاتے ہوئے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام! اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ بے شک ارض مقدسہ میں ایک قوم بڑی زبردست (لڑاکی) ہے وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اور ہم ہرگز اس پاکیزہ زمین میں نہیں داخل ہوں گے حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا یہاں تک کہ وہ زبردست قوم خود بخود وہاں سے نکل جائیں فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا پس اگر وہ وہاں سے نکل گئے فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ تو ہم اس میں داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

کہا دو شخصوں نے ان لوگوں میں سے جو خوف کھانے والے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا تھا، (ان دونوں نے

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

بنی اسرائیل سے کہا) داخل ہو جاؤ اپنے دشمن پر دروازے سے، پس جب تم اس دروازے سے داخل ہو جاؤ گے پس بے شک تم

غٰلِبُوْنَ ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿23﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

غالب ہونے والے ہو گے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی پس تم بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان والے۔ کہا انہوں نے اے موسیٰ علیہ السلام

اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ

بے شک ہم ہرگز نہیں داخل ہوں گے ارضِ مقدسہ میں کبھی بھی جب تک وہ لوگ اس میں ہوں گے، پس جاؤ تم اور تیرا ربّ

فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿24﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا

پس دونوں جا کر لڑو بے شک ہم یہاں بیٹھے رہیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے ربّ! بے شک میں نہیں مالک مگر

نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿25﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

اپنی جان کا اور اپنے بھائی کا پس تو تفریق کر دے ہمارے درمیان اور فاسق قوم کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تحقیق

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ

وہ ارضِ مقدسہ حرام کر دی گئی ان پر چالیس سال حیران پھرتے رہیں گے زمین میں پس تو نہ افسوس کر،

عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿26﴾ ع ٨

نافرمانی کرنے والی قوم پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَخَافُوْنَ: جو ڈرتے تھے، دَخَلْتُمُوْهُ: تم داخل ہو گئے اس میں، غٰلِبُوْنَ: غلبہ پانے والے، فَتَوَكَّلُوْٓا: تو تم توکل کرو، مَادَامُوْا: جب تک وہ رہیں گے، فَاذْهَبْ: پس تو جا، فَقَاتِلَآ: پھر تم دونوں لڑو، لَآ اَمْلِكُ: میں مالک نہیں، نَفْسِيْ: اپنے نفس کا، اَخِيْ: میرا بھائی، فَافْرُقْ: پس تو جدائی ڈال، مُحَرَّمَةٌ: حرام کی گئی ہے، يَتِيْهُوْنَ: وہ پھریں گے، فَلَا تَاْسَ: پس تو غم نہ کھا۔

ربط:

یہودیوں کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کا ذکر چل رہا ہے اب بھی اسی کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: عمالقہ پر لشکر کشی کا حکم الٰہی:

بنی اسرائیل پہلے فرعون کے غلام تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے نجات عطاء فرمائی ہے۔ فرعون بمع لشکر کے بحر قلزم میں غرق ہوا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم دریا عبور کر گئی وادی سینا میں پہنچ کر کچھ دن آرام کیا پھر ان کو حکم ہوا کہ شام کے علاقہ میں عمالقہ قوم آباد ہے ان کے ساتھ جہاد کرو علاقہ پر قبضہ کرو اور میرا دین پھیلاؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور ہر بیٹے کے نام پر الگ الگ خاندان تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر خاندان سے ایک ایک آدمی منتخب کیا اور ان بارہ آدمیوں کو عمالقہ کی جاسوسی کے لیے شام کے علاقہ میں بھیجا اور ان کو تاکید کی کہ وہاں کے تمام حالات کی اطلاع صرف مجھے اور میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو دینا۔ بقایا لوگوں کو نہ بتانا۔ چنانچہ وہ بارہ آدمی گئے۔ جائزہ لینے کے بعد جب واپس آئے تو سوائے دو آدمیوں کے ایک یوشع بن نون علیہ السلام جو پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم اور بعد میں نبوت سے سرفراز ہوئے اور دوسرے مالب بن یوقنا علیہ السلام یہ بھی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بعد نبی بنائے گئے۔ باقی دس نے سب آدمیوں کے سامنے حالات بیان کیے کہ وہ بڑی ڈیل ڈول والی قوم ہے ان کے بڑے بڑے محفوظ قلعے ہیں اور بڑے جنگجو لوگ ہیں۔ بنی اسرائیل بڑی بزدل اور ڈرپوک قوم تھے۔ موت سے یہ قوم بہت ڈرتی ہے۔ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام اور حضرت مالب علیہ السلام نے بہت سمجھایا کہ ہمت کرو لیکن یہ نہ مانے۔

قَالَ رَجُلٰنِ ان دو شخصوں یعنی یوشع بن نون اور مالب بن یوقنا علیہما السلام نے جو بنی اسرائیل میں سے مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ ان لوگوں میں سے جو خوف کھانے والے تھے اللہ تعالیٰ سے۔ کہ وعدہ خلافی گناہ ہے اور وہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے ساتھ وعدہ کر کے گئے تھے کہ وہاں کے حالات تمہارے علاوہ کسی کو نہیں بتائیں گے اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا تھا کہ اپنے اپنے وقت پر دونوں کو نبی بنایا نبوت بہت بڑا انعام ہے۔ اور ان کا وعدے پر پورا اترنا بھی اللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔ ان دو آدمیوں نے قوم کو ترغیب دینے کے لیے کہا اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ داخل ہو جاؤ اپنے دشمن پر دروازے سے فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ پس جب تم اس دروازے سے داخل ہو جاؤ گے تو بیت المقدس فتح ہو جائے

گا فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ پس بے شک تم غالب ہونے والے ہو گے۔ کیونکہ جب دار الخلافہ فتح ہو گیا تو پھر فتح ہی فتح ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی تم بھروسہ کرو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ایمان والے ہو۔

بنی اسرائیل کا جواب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ! اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا بے شک ہم ہرگز نہیں داخل ہوں گے ارضِ مقدسہ میں کبھی بھی مَّا دَامُوْا فِيْهَا جب تک وہ لوگ اس میں ہوں گے۔ اس سے پہلے آپ نے پڑھا کہ " فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ " پس اگر وہ خود بخود وہاں سے چلے جائیں تو پھر ہم داخل ہوں گے۔ مگر جب تک وہ وہاں ہیں ہم نہیں جائیں گے ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کتنا صاف جواب دیا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ پس جا تو اور تیرا ربّ فَقَاتِلَآ پس دونوں جا کر لڑو اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ بے شک ہم یہاں بیٹھے رہیں گے وادی تیہ میں۔ یہ حال تھا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا بخلاف اس کے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال احادیث میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کافر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ چناچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں جمع فرمایا اور ان سے رائے لی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے نہایت جانثاری کا اظہار فرمایا اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ جائے اور جا کے لڑو، حضرت ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، دشمن کے ساتھ لڑیں گے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جواب سن کر بڑے خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔

سردارِ انصار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شاید آپ کا روئے سخن انصار کی طرف ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا " حضرت! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اگر برک الغماد جانے کا حکم دیں گے تو ضرور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جائیں گے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطمئن رہیں"۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانی کی جہان میں مثال نہیں ملتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فریاد:

قَالَ رَبِّ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے ربّ! اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ بے شک میں نہیں مالک اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ مگر اپنی جان کا اور اپنے بھائی کا۔ میں اور میرا بھائی ہم دونوں تیار ہیں آپ جو حکم فرمائیں۔ یہ دونوں پیغمبر تھے اور

دوسرے دو بزرگوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ ان کو ابھی نبوۃ نہیں ملی تھی۔ فرمایا اب میرا نباہ قوم کے ساتھ نہیں ہو سکتا فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ پس تو تفریق کر دے ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ فرمایا پروردگار نے پس تحقیق وہ ارضِ مقدسہ حرام کر دی گئی ان پر اَرْبَعِيْنَ سَنَةً چالیس سال يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ حیران پھرتے رہیں گے زمین میں۔ یعنی وادیٔ سینا میں فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ پس تو نہ افسوس کرنا فرمانی کرنے والی قوم پر۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں ان کے سامنے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر جو بالکل سچی ہے جب دونوں نے قربانی دی،

قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ

قربانی کرنا پس قبول کر لی گئی ان میں سے ایک کی اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے، اس نے کہا البتہ ضرور میں تجھے قتل کروں گا

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿27﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

پہلے نے کہا پختہ بات ہے قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے۔ البتہ اگر بڑھایا تم نے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو مجھے قتل کرے

مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿28﴾

میں نہیں بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ میں تجھے قتل کر دوں۔ بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

بے شک میں چاہتا ہوں یہ کہ لوٹے تو میرا گناہ لے کر اور اپنا گناہ لے کر پس ہو جائے تو دوزخ والوں میں سے اور یہ بدلہ ہے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿29﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

ظالموں کا۔ پس آمادہ کیا اس کو اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کرنے پر پس اس نے اس کو قتل کر دیا۔ پس ہو گیا وہ

الْخٰسِرِيْنَ ﴿30﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ

نقصان اٹھانے والوں میں سے، پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا پس وہ کریدتا تھا زمین کو تاکہ اس کو دکھائے کیسے چھپائے

اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ

وہ اپنے بھائی کی لاش کو، کہا اس نے ہائے افسوس مجھ پر، کیا میں عاجز ہو گیا اس سے کہ میں ہو جاتا اس کوّے کی طرح،

سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿31﴾

پس میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپا لیتا پس ہو گیا وہ پچھتانے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُتْلُ: تلاوت، نَبَاَ: خبر، واقعہ، اِبْنَیْ: دو بیٹے، قَرَّبَا: ان دونوں نے قربانی پیش کی، قُرْبَانًا: قربانی کا جانور، فَتُقُبِّلَ: پس قبول کی گئی، اَحَدِهِمَا: ان دونوں میں سے ایک، لَمْ یُتَقَبَّلْ: قبول نہیں کی گئی، الْاٰخَرِ: دوسرے کی، لَاَقْتُلَنَّكَ: میں البتہ ضرور قتل کروں گا تجھے، یَتَقَبَّلُ: (اللہ تعالیٰ) قبول کرتا ہے، بَسَطْتَّ: تونے بڑھایا، تَقْتُلَنِیْ: تاکہ مجھے مار ڈالے، بِبَاسِطٍ: دراز کرنے والا، یَدِیَ: اپنا ہاتھ، لِاَقْتُلَكَ: تاکہ میں قتل کروں تجھے، اَخَافُ: میں ڈرتا ہوں، اُرِیْدُ: میں چاہتا ہوں، تَبُوْٓاَ: یہ کہ تو پھر جائے، اِثْمِیْ: میرے گناہ کے ساتھ، اِثْمِكَ: تیرا گناہ، فَطَوَّعَتْ: پس رغبت دلائی، اَصْبَحَ: پس وہ ہو گیا، غُرَابًا: کوّا، یَبْحَثُ: وہ کریدتا تھا، لِیُرِیَهٗ: تاکہ وہ کھائے اسے، یُوَارِیْ: وہ چھپائے/ ڈھانکے، سَوْءَةَ: لاش، یٰوَیْلَتٰٓی: ہائے افسوس، اَعَجَزْتُ: کیا میں عاجز ہو گیا، الْغُرَابِ: کوّا، فَاُوَارِیَ: پس میں چھپادوں، النّٰدِمِیْنَ: ندامت اُٹھانے والے۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں فرمایا گیا کہ قابیل حضرت آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا تھا لیکن نافرمان تھا۔ اُس کے والد یعنی حضرت آدم علیہ السلام اس کو نہ بچا سکے اور نہ چھڑا سکے تو تمہاری یہ جھوٹی نسبت کس کام آئے گی۔

تفسیری نکات: ھابیل اور قابیل کا واقعہ:

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر جو بالکل سچی ہے اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا جب دونوں نے قربانی دی قربانی کرنا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا پس قبول کر لی گئی ان میں سے ایک کی وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ اس نے کہا البتہ ضرور میں تجھے قتل کروں گا۔

اس واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام کے ایک وقت میں لڑکا اور لڑکی جڑواں پیدا ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو پھیلانے کے لیے یہ قانون بنایا۔ پہلی پیدائش کی لڑکی کا نکاح دوسری پیدائش کے لڑکے کے ساتھ اور دوسری پیدائش کی لڑکی کا نکاح پہلی پیدائش کے لڑکے کے ساتھ ہوتا تھا اور جو جڑواں پیدا ہوتے ان کا آپس میں نکاح ناجائز تھا۔ یاد رہے کہ اب یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہابیل اور دوسرے بیٹے کا نام قابیل تھا۔ جب یہ دونوں جوان ہوئے تو شرعی فیصلے کے مطابق ہابیل کا نکاح قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے اور قابیل کا نکاح ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے قرار پایا مگر قابیل نے کہا کہ وہ اپنے ساتھ پیدا ہونے والی جڑواں سے نکاح

کرے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں نے اسے سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کرو۔ ہابیل نے تو ایک موٹا تازہ دنبہ قربان گاہ میں رکھا اور قابیل نے گندم اور باجرے کے نکمے سے سٹے قربان گاہ میں رکھے۔ اس وقت قربانی کے قبول ہونے کی صورت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی اور جو قربانی قبول ہوتی تھی اس کو جلا دیتی تھی۔ پس آگ آئی تو اس نے ہابیل کے دنبے کو جلا دیا اور قابیل کا اناج اسی طرح کا اسی طرح پڑا رہ گیا۔ ہابیل کی قربانی کے قبول ہونے پر قابیل بہت طیش میں آیا اور ہابیل کو کہا کہ میں تجھے قتل کر دونگا قَالَ ہابیل نے کہا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں سے (عبادات وقربانی) قبول کرتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ البتہ اگر بڑھایا تم نے میری طرف اپنا ہاتھ لِتَقْتُلَنِيْ تاکہ تو مجھے قتل کرے مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ میں نہیں بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تیری طرف لِاَقْتُلَكَ تاکہ میں تجھے قتل کردوں اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بے شک میں اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ڈرتا ہوں۔

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ بے شک میں چاہتا ہوں اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ یہ کہ لوٹے تو میرا گناہ لے کر اور اپنا گناہ لے کر فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ پس ہو جائے تو دوزخ والوں میں سے وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ اور یہ بدلہ ہے ظالموں کا۔ شرافت کا تقاضا تو یہ تھا کہ نشانی دیکھنے کے بعد قابیل مان جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے مگر وہ طیش میں آ گیا۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ پس آمادہ کیا اس کو اس کے نفس نے قَتْلَ اَخِيْهِ اپنے بھائی کے قتل کرنے پر فَقَتَلَهٗ پس اس نے اس کو قتل کر دیا فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ پس ہو گیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ دنیا میں نقصان اٹھایا کہ اپنے بھائی کو قتل کر دیا بھائی بازو ہوتا ہے۔ اور آخرت میں تو نقصان ہی نقصان ہے۔ کیونکہ شرک کے بعد بڑے گناہوں میں سے قتل ناحق ہے۔ اب چونکہ یہ نسل انسانی میں پہلی موت تھی تو قابیل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب ہابیل کی لاش کو کیا کرے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی اس طرح کی کہ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ پس وہ کریدتا تھا زمین کو۔ دو کوے لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر اس نے قابیل کے سامنے زمین کو پنجوں کے ساتھ کریدا اور مردہ کوا اس میں رکھا پھر اس پر مٹی ڈال کر اس کو چھپا دیا۔ ایسا کیوں کیا لِيُرِيَهٗ تاکہ قابیل کو دکھائے كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ کیسے چھپائے وہ اپنے بھائی کی لاش کو قَالَ کہا اس قابیل نے يٰوَيْلَتٰٓى ہائے افسوس مجھ پر اَعَجَزْتُ کیا میں عاجز ہو گیا اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ اس سے کہ میں ہو جاتا اس کوے کی طرح کہ اس کوے جتنی سمجھ مجھ میں ہوتی فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ پس میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپا لیتا۔ جس نے ماں باپ

کا حکم نہ مانا پھر وہ کوّے سے ہی سبق حاصل کرے گا فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ پس ہو گیا وہ پچھتانے والوں میں سے۔ یہاں یہ بات یاد رکھو کہ یہ اس کا پچھتانا اور ندامت اس لحاظ سے نہ تھی کہ اس نے توبہ کی بلکہ اس بات پر تھی کہ میں ایک کوّے جتنی عقل بھی نہیں رکھتا کہ جس طرح کوّے نے دوسرے کوّے کو دفنایا میں بھی اس طرح کر لیتا۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ

اسی وجہ سے ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر بے شک شان یہ ہے کہ جس نے قتل کیا کسی نفس کو بغیر کسی جان کے قتل کرنے کے،

اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ

یا بغیر زمین میں فساد کرنے کے، پس گویا کہ اس نے قتل کر دیا سب لوگوں کو، اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو، پس گویا کہ اس

اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا

نے زندہ رکھا سب لوگوں کو۔ اور البتہ تحقیق آئے ان کے پاس ہمارے پیغمبر واضح دلیلیں لے کر، پھر بے شک بہت سے ان

مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿32﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

میں سے اس کے بعد زمین میں البتہ اسراف کرنے والے تھے۔ پختہ بات ہے سزا ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ

کے ساتھ لڑتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد کی، یہ کہ ان کو قتل کیا جائے یا انہیں سولی پر لٹکایا جائے یا کاٹ دیے

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

جائیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں الٹے۔ یا ان کو دور کر دیا جائے زمین سے یہ ان کے لیے رسوائی ہے دنیا میں،

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿33﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ

اور ان کے لیے آخرت میں عذاب ہوگا بڑا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اس سے پہلے کہ تم ان پر قدرت پاؤ،

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿34﴾

پس تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

معانقة ٥ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ع ٥

مشکل الفاظ کے معانی:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ: اسی سبب سے، اَحْيَاهَا: جس نے اسے جلا دیا، رُسُلُنَا: ہمارے رسول، لَمُسْرِفُوْنَ: البتہ حد سے نکل جانے والے، يُحَارِبُوْنَ: وہ لڑتے ہیں، يَسْعَوْنَ: وہ دوڑتے ہیں، فَسَادًا: فساد کرنے کے لیے، اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا:

وہ بُری طرح قتل کیے جائیں، يُصَلَّبُوْٓا: سولی پہ لٹکائے جائیں، تُقَطَّعَ: کاٹے جائیں (ان کے ہاتھ پاؤں)، اَرْجُلُهُمْ: ان کے پاؤں، خِلَافٍ: مخالف (طرف سے)، يُنْفَوْا: وہ دور کیے جائیں، اَنْ تَقْدِرُوْا: یہ کہ تم قدرت پاؤ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا۔ اب اس کا نتیجہ بنی اسرائیل اور امت محمدیہ دونوں کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: بلاوجہ قتل بہت سخت بُرا فعل ہے:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ اسی وجہ سے کہ خالی نسبت کام نہیں آتی كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ بے شک شان یہ ہے کہ جس نے قتل کیا کسی نفس کو بغیر کسی جان کے قتل کرنے کے۔ کہ اس نے کسی کو بلاوجہ قتل کر دیا اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ یا بغیر زمین میں فساد کرنے کے۔ کہ اس نے زنا نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں ڈالا یا ایسا کوئی بُرا کام نہیں کیا کہ جس سے زمین میں فساد برپا ہو۔ ایسے شخص کو قتل کر دے فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا پس گویا کہ اس نے قتل کر دیا سب لوگوں کو۔ کیونکہ اس سے قتل کی ریت اور عادت پڑ جائے گی کہ فلاں نے قتل کیا ہے میں بھی قتل کروں وَمَنْ اَحْيَاهَا اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا پس گویا کہ اس نے زندہ رکھا سب لوگوں کو۔ کہ اس نے صبر سے کام لیا کسی کو قتل نہ کیا تو لوگ اس سے سبق حاصل کریں گے کہ وہ بھی کسی کو قتل نہیں کریں گے وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آئے ان کے پاس ہمارے پیغمبر واضح دلائل لے کر ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ پھر بے شک بہت سے ان میں سے بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد فِي الْاَرْضِ زمین میں لَمُسْرِفُوْنَ البتہ اسراف کرنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد ان پر حقیقت واضح ہوگئی جائز ناجائز سے ان کو آگاہ کر دیا مگر انہوں نے زیادتیاں کیں، شرارتیں کیں۔

ڈاکہ ڈالنے والوں کی سزا:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پختہ بات ہے سزا ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ چوری نہ کرو ڈاکہ نہ ڈالو قتل نہ کرو یہ اس کے حکموں کی مخالفت کرتے ہیں وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد کی۔ ان کی یہ سزا ہے کہ

① اگر ڈاکہ ڈالا مال تو نہ لے جاسکے مگر آدمی قتل کر دیئے تو اس صورت میں اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا ان کو قتل کیا جائے گا۔

② اور اگر ڈاکہ ڈالا مال بھی لے گئے اور آدمی بھی قتل کیے تو اَوْ یُصَلَّبُوْٓا یا انہیں سولی پر لٹکایا جائے۔ یعنی زندہ سولی پر لٹکاؤ اور نیزے مار مار کر قتل کر دو۔

③ یا ڈاکہ ڈالا مال لے گئے قتل کوئی نہیں ہوا تو اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ یا کاٹ دیئے جائیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں یعنی اگر دایاں ہاتھ کاٹا ہے تو بایاں پاؤں کاٹ دو اور اگر بایاں ہاتھ کاٹا ہے تو دایاں پاؤں کاٹ دو۔

④ اور چوتھی صورت یہ کہ ڈاکہ ڈالنے آئے نہ مال لے جا سکے نہ ہی کوئی قتل کیا تو اس صورت میں اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ یا ان کو دور کر دیا جائے زمین سے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زمین سے دور کر دینے کا مطلب ہے کہ مجرم کو علاقہ بدر کر دیا جائے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمین سے دور کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جیل میں بند کر دو کیونکہ جس کو اپنے علاقے اور ملک میں شرم نہیں آئی یہ جہاں جائے گا وہاں بھی ڈاکے ڈالے گا۔ لہٰذا اس کو جیل میں بند کر دو کہ وہیں اس کی زندگی ختم ہو جائے ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا یہ ان کے لیے رسوائی ہے دنیا میں وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور ان کے لیے آخرت میں عذاب ہوگا بڑا۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ اس سے پہلے کہ تم ان پر قدرت پاؤ۔ یعنی انہوں نے ڈاکہ ڈالا مگر گرفتار ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ کا حق معاف ہو جائے گا اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔ البتہ بندے کا حق معاف نہیں ہوگا جو کچھ چھینا ہے وہ واپس کرنا پڑے گا فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا اور ان پر قدرت نہیں پائی گئی تھی کہ انہوں توبہ کر لی۔ اس توبہ کی وجہ سے حقوق اللہ ساقط ہو جائیں گے یعنی حد ساقط ہوئے گی لیکن حقوق العباد دینا پڑیں گے۔ قتل کیا تھا تو قتل کیا جائے گا، مال لیا ہو تو مال دینا پڑے گا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ، اور جہاد کرو اس کے راستے میں تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿35﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ

کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں، اگر بے شک ان کے لیے ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس جیسا اور بھی ہو

مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اس کے ساتھ تاکہ وہ فدیہ دیں اس کا قیامت کے دن کے عذاب سے، نہیں قبول کیا جائے گا ان سے، اور ان کے لیے عذاب ہے

اَلِیۡمٌ ﴿۳۶﴾ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡهَا ۫ وَلَهُمۡ عَذَابٌ

دردناک۔ ارادہ کریں گے اس کا کہ نکلیں وہ آگ سے اور نہیں ہوں گے وہ دوزخ سے نکلنے والے، اور ان کے لیے عذاب ہوگا

مُّقِیۡمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ

دائمی۔ چور مرد اور چور عورت پس کاٹو تم ان دونوں کے ہاتھ سزا ہے اس کی جو انہوں نے حرکت کی، عبرت ہے اللہ تعالیٰ کی

وَاللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ وَاَصۡلَحَ

طرف سے، اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ پس جس نے توبہ کرلی اپنے ظلم کرنے کے بعد اور اس نے اصلاح کرلی،

فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوۡبُ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۹﴾

پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡوَسِیۡلَةَ: وسیلہ/ پہنچنے کا ذریعہ، جَاهِدُوۡا: کوشش کرو، محنت کرو، سَبِیۡلِهٖ: اس کے راستے میں، لِیَفۡتَدُوۡا: تاکہ وہ بدلہ میں دیں، مُقِیۡمٌ: ہمیشہ رہنے والا، اَلسَّارِقُ: چوری کرنے والا مرد، اَلسَّارِقَةُ: چوری کرنے والی عورت، فَاقۡطَعُوۡۤا: تو تم کاٹو، اَیۡدِیَهُمَا: ان دونوں نے کمایا، كَسَبَا: ان دونوں نے کمایا، ظُلۡمِهٖ: اپنے ظلم۔

ربط:

اوپر ڈاکہ ڈالنے والوں کی سزا کا ذکر تھا اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جرائم سے بچو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور بعد ازاں چوری کرنے والوں کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔

اہم نکات: وسیلہ کی اقسام اور ہر قسم کا حکم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ

مسئلہ: اگر کوئی آدمی یوں کہہ دے کہ بوسیلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ کام کردے یا بحرمت فلاں یا فلاں کی برکت، یا طفیل سے میرا یہ کام کردے اس کو توسل کہتے ہیں تو سل نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز ہے۔

اس کی تین شقیں ہیں:

① اگر وسیلہ پکڑنے والا اس کو حاضر وناظر سمجھتا ہو تو یہ کفر اور شرک ہے۔ ② اگر اس کو یہ اعتبار نہیں تو مکروہ ہے۔

③ اگر وہ جانتا ہے کہ حاضر وناظر کچھ نہیں صرف اس لئے کہ مجھے اس پر ایمان ہے اس کے ساتھ محبت ہے تو اس بناء پر نیک آدمیوں کا نام لیکر دعا کرنا تو یہ وسیلہ جائز ہے اس کے جائز ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

یہ خلاصہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے آخر میں بیان فرمایا ہے وبہٖ اقول اللہ اعلم بالصواب.

تفسیری نکات: وسیلہ تلاش کرنے کا حکم:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا کیا معنیٰ ہے وہ تو بڑی رحیم وکریم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی مخالفت اس کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرو کیونکہ جب تم نافرمانی کرو گے تو اس کی پکڑ اور عذاب آئے گا۔ لہٰذا اس کی مخالفت اور نافرمانی نہ کرو وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو نماز کے ساتھ، روزے کے ساتھ، جہاد کے ساتھ، قرآن کی تلاوت کے ساتھ، صدقہ، خیرات کے ساتھ غرضیکہ جو بھی نیکی کے کام ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو اور نیک آدمی یعنی کسی ولی، بزرگ یا نبی کا وسیلہ بھی دے سکتا ہے اور ان کا بیان اوپر ہو چکا ہے وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ اور جہاد کرو اس کے راستے میں۔ جہاد میں ہر قسم کا جہاد ہے یعنی مالی، جانی، قلمی، زبانی۔ حدیث پاک میں آتا ہے ''جَاهِدُوْا بِالْمُشْرِكِيْنَ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ ''مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو زبانوں سے جانوں سے اور مالوں سے۔ حق بات کرنا زبان کا جہاد ہے اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے'' اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَتُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ '' بہترین جہاد ظالم جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنا، مالی جہاد ہے اپنی جان کو لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا بدنی جہاد ہے۔ فرمایا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

دنیا و مافیہا کی دولت دے دینے سے بھی جہنم سے چھٹکارہ نہ ہوگا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ اَنَّ لَهُمْ اگر بے شک ان کے لیے ہو مَّا فِي الْاَرْضِ جو کچھ زمین میں ہے جَمِيْعًا سارا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا اور بھی ہو اس کے ساتھ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ تاکہ وہ فدیہ دیں اس کا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن کے عذاب سے مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ نہیں قبول کیا جائے گا ان سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔

يُرِيْدُوْنَ ارادہ کریں گے اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ اس کا کہ نکلیں وہ آگ سے وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا اور نہیں ہوں گے وہ دوزخ سے نکلنے والے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہوگا دائمی۔

چوری کرنے والوں کی سزا کا بیان:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ اور چور مرد اور چور عورت فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا پس کاٹو تم ان دونوں کے ہاتھ جَزَآءً

بِمَا كَسَبَا سزا ہے اس کی جو انہوں نے حرکت کی نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ عبرت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ کہ اس کے احکامات حکمت کے عین مطابق ہیں۔

فَمَنْ تَابَ پس جس نے توبہ کرلی مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ اپنے ظلم کرنے کے بعد وَاَصْلَحَ اور اس نے اصلاح کرلی فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ توبہ سے اللہ تعالیٰ کا حق معاف ہو جائے گا بندے کا حق معاف نہیں ہوگا۔ بندے کا حق ادا کرنے سے یا معاف کرانے سے معاف ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ

کیا تو اے مخاطب نہیں جانتا، کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے آسمانوں اور زمین کی ملکیت سزا دیتا ہے جس کو چاہے اور بخشتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿40﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ

جس کو چاہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ غم میں ڈالیں آپ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہیں

يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ

کفر کی طرف، ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا ہم ایمان لائے اپنے مونہوں سے صرف اور نہیں ایمان لائے دل ان کے،

مع وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ

اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں، سنتے ہیں وہ جھوٹ کو، سنتے ہیں وہ دوسری قوم کے لیے وہ قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئی،

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ

بدل دیتے ہیں کلموں کو اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بعد، کہتے ہیں اگر تمہیں دی گئی یہ چیز پس اس کو لے لینا اور اگر تمہیں وہ چیز نہ دی

تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ

جائے تو بچنا اس سے، اور وہ شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنے میں ڈالنے کا پس ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مالک نہیں ہیں،

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ

اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کے، وہ، وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا یہ کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿41﴾

دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَمّٰعُوْنَ: سننے والے، بڑے جاسوس، لَمْ يَاْتُوْكَ: نہیں آئے آپ کے پاس، فَخُذُوْهُ: پس تم اس کو لے لو، لَمْ تُؤْتَوْهُ: تم کو وہ نہ دیا جائے، فَاحْذَرُوْا: پس تم بچو/محتاط رہو، فِتْنَتَهٗ: اس کا گمراہ کرنا، لَنْ تَمْلِكَ: تو (ہرگز نہ) مالک ہوگا، اَنْ يُّطَهِّرَ: یہ کہ وہ پاک کرے۔

ربط:

پہلے ذکر تھا ڈاکے کا پھر چوری کا اب یہاں سے آگے زنا کا بیان ہے۔

شان نزول:

یہ ہے کہ خیبر میں ایک مرد عورت نے زنا کیا۔ یہودیوں نے ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ان یہودیوں نے آپس میں کہا کہ ہماری شریعت سخت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سن لیں اگر وہ بھی رجم کا حکم دیں تو نہ مانو اگر اور کوئی حکم دے دیں رجم کے علاوہ تو اس کو مان لو۔ یہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ایک عالم عبداللہ بن صوریہ کو بلایا اور تورات دے دی کہ اس میں زنا کا حکم سنا دے۔ اس نے تورات کی اس عبارت پر ہاتھ رکھا جہاں زنا کا حکم رجم موجود تھا۔ اور آگے پیچھے سے عبارت پڑھی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ چونکہ تورات کے ماہر عالم تھے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے دشمن جھوٹ بول رہا ہے تو نے اس جگہ کو چھوڑ دیا پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے تورات کی اس آیت کو پڑھا تو عبداللہ بن صوریہ بڑا ذلیل ہوا۔

تفسیری نکات: یہود اور منافقین کی مذمت:

اَلَمْ تَعْلَمْ کیا اے مخاطب تو نہیں جانتا اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے آسمانوں کی اور زمین کی ملکیت۔ اپنے ملک میں جیسا چاہے قانون نافذ کر سکتا ہے يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ سزا دیتا ہے جس کو چاہے وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخشتا ہے جس کو چاہے۔ جو اس کے حکموں کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سزا دے گا اور جو تعمیل کرے گا اس کو بخشے گا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ آگے اس واقعہ کا ذکر ہے۔ جو شان نزول کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَحْزُنْكَ نہ غم میں ڈالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ وہ لوگ جو کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ یہ ان منافقوں کا ذکر ہے جن کے پاس یہودی آکر ٹھہرے تھے مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں بِاَفْوَاهِهِمْ صرف اپنے مونہوں سے۔ یعنی ان کا یہ صرف زبانی دعویٰ تھا کہ ہم ایمان لائے ہیں وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ اور نہیں ایمان لائے دل ان کے۔

ان منافقوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین نہ ہوں۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں۔ان سے بھی پریشان نہ ہوں چاہے وہ مقامی یہودی ہیں یا جو خیبر سے آئے تھے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سنتے ہیں وہ جھوٹ کو۔ یعنی وہ جھوٹ سننے کے عادی ہیں سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ سنتے ہیں وہ دوسری قوم کے لیے لَمْ يَاْتُوْكَ وہ قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئی۔وہ خیبر میں ہیں جنہوں نے ان کو بھیجا ہے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ بدل دیتے ہیں کلموں کو اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بعد۔یعنی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بدلتے ہیں حالانکہ وہ اپنی جگہ بالکل واضح صاف اور قائم ہیں يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا اگر تمہیں دی گئی یہ چیز۔یہ حکم دیں کہ ان کو قید کر دو یا کوڑوں یا جرمانے کی سزا دے دیں تو فَخُذُوْهُ پس اس کو لے لینا وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ اور اگر تمہیں وہ چیز نہ دی جائے۔یعنی اس طرح کا نرم حکم نہ ملے فَاحْذَرُوْا تو اس حکم کو نہ ماننا اس کو تسلیم نہ کرنا آنے والے وفد کو یہ سبق پڑھا کر بھیجا گیا تھا کہ رجم کا حکم دیں تو تسلیم نہ کرنا کیونکہ یہ تو ہماری کتاب توراۃ میں بھی موجود ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ اور وہ شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنے میں ڈالنے کا۔اور اللہ تعالیٰ فتنے میں ایسے ہی ڈالتا ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔تو اگر اللہ تعالیٰ فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرے فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا پس اللہ کے سامنے کسی چیز کے ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مالک نہیں ہیں۔جو آدمی اپنی مرضی سے کفر میں ڈوبا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جبراً تو ہدایت نہیں دیتا بلکہ اسے فتنے میں مبتلا رکھتا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ وہ،وہ لوگ ہیں لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا یہ کہ ان کے دلوں کو پاک کرے۔کیونکہ وہ خود پاک ہونا نہیں چاہتے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے۔وہ اس طرح کہ اتنے بڑے مجمع میں جس میں یہودی بھی تھے عیسائی بھی تھے۔مسلمان بھی تھے اور کافر بھی تھے ان کا سب سے بڑا عالم عبداللہ بن صوریا رسوا ہو گیا وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے لیے آخرت میں عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

وہ بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو،اور کھاتے ہیں حرام،پس اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں

اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ

ان کے درمیان یا ان سے اعراض کریں،اور اگر ان سے اعراض کریں گے تو ہرگز وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے

شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

کچھ بھی اور اگر آپ فیصلہ کریں پس فیصلہ کریں ان کے درمیان،انصاف کے مطابق بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا

انصاف کرنے والوں سے۔اور کیسے یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث تسلیم کرتے ہیں اور حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے اس میں

حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع

اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے پھر وہ روگردانی کرتے ہیں اس کے بعد، اور نہیں ہیں وہ لوگ توراۃ پر ایمان لانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَكّٰلُوْنَ: بہت کھانے والے، لِلسُّحْتِ: حرام کو، اِنْ تُعْرِضْ: اگر تو منہ پھیرلے، لَنْ يَّضُرُّوْكَ: وہ ہرگز نقصان نہیں پہنچاسکیں گے آپ کو، اِنْ حَكَمْتَ: اگر آپ فیصلہ کریں، فَاحْكُمْ: پس تو فیصلہ کر، اَلْمُقْسِطِيْنَ: انصاف کرنے والے، يُحَكِّمُوْنَكَ: وہ بنائیں آپ کو حَکم، يَتَوَلَّوْنَ: وہ پھر جاتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہودیوں کے دجل وفریب کا تذکرہ تھا اب یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی کی جارہی ہے اور فرمایا جارہا ہے کہ یہ ایسے بے ایمان ہیں جو کہ توراۃ کو جوان کی اپنی کتاب ہے اسے بھی نہیں مانتے ہیں۔

تفسیری نکات: یہود کی دجل وفریب اور مکاریوں کی مذمت:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ وہ بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو۔یعنی یہ لوگ جھوٹ سننے کے عادی ہیں جھوٹی باتوں سے ان کو تسلی اور اطمینان رہتا ہے اور راضی رہتے ہیں اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ اور کھاتے ہیں حرام۔ایک ہوتی ہے رشوت اور ایک ہے سُحْتِ۔رشوت عام کاموں میں چلتی ہے کہ کوئی کام اڑا ہوا ہے نہیں ہو رہا رشوت دے کر نکلوالیا اور قاضی اور جج کو غلط فیصلہ کرنے کے لیے جو پیسے دیئے جاتے ہیں اسے عربی میں سُحْتِ کہتے ہیں۔مثلاً کوئی جج ہے قاضی ہے وہ مجرم سے براہِ راست پیسے لیتا ہے یا کسی ایجنٹ کے ذریعہ لیتا ہے تو یہ رقم سُحْتِ ہے اور یہودیوں کے بڑے اس چیز کے عادی تھے فَاِنْ جَاۗءُوْكَ پس اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں کہ فیصلہ نہ کریں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ تو نہیں پڑھتے لیکن اگلے رکوع میں آئے گا کہ بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا تھا اب حکم یہ ہے کہ غیر مسلم بھی آئے تو اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ اور اگر ان سے اعراض کریں گے فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْــــًٔا تو ہرگز وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہیں پہنچاسکیں گے کچھ بھی۔وَاِنْ حَكَمْتَ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان انصاف کے مطابق کہ اس جرم کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجم ہوتی ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کے مطابق فیصلہ فرمایا۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق دونوں کو مدینہ طیبہ میں رجم کیا گیا اور ان کی میتیں واپس بھیجی گئیں۔

یہود تورات کو بھی نہیں مانتے:

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ اور کیسے یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث تسلیم کرتے ہیں وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ اور حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے۔ اس میں زنا کے متعلق اللہ کا حکم موجود ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے مگر یہ لوگ مغالطے کا شکار تھے کہ آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بہت سارے احکامات نرم ہیں اس جرم کا بھی کوئی نرم سا حکم ہوگا اگر ان کو معلوم ہوتا کہ اسلام میں بھی اس جرم کی یہی سزا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کبھی نہ آتے۔ تو فرمایا فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر وہ روگردانی کرتے ہیں اس کے بعد۔ یعنی اقرار تو کرتے ہیں توراۃ کے ماننے کا مگر اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر مانتے تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی وہیں اپنی کتاب توراۃ کے مطابق فیصلہ کرا لیتے۔ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اور وہ لوگ تورات پر بھی ایمان لانے والے نہیں ہیں یہ صرف سہولتیں تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی نرم حکم مل جائے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

بے شک ہم نے نازل کی توراۃ جس میں ہدایت تھی اور روشنی، فیصلہ کرتے تھے اس کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے،

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

ان لوگوں کے لیے جو یہودی تھے، اور پیر بھی اس کے مطابق فیصلہ کرتے رہے اور عالم بھی، اس لیے کہ ان کو نگران بنایا گیا تھا

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور وہ اس پر گواہ تھے، پس نہ ڈرو تم لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور نہ خریدو میری آیتوں کے بدلے قیمت

قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿44﴾

تھوڑی، اور جو فیصلہ نہ کرے اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے پس وہی لوگ کافر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الرَّبّٰنِيُّوْنَ: درویش، اَلْاَحْبَارُ: علماء، اُسْتُحْفِظُوْا: ان کو نگران بنایا گیا، فَلَا تَخْشَوْا: پس تم نہ ڈرو۔

ربط:

سابقہ آیات میں زنا کی سزا کے متعلق بتایا گیا تھا کہ وہ توراۃ میں موجود ہے۔ اب یہاں توراۃ کا مقام ومرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: تورات اپنے زمانہ میں ہدایت ونور تھی:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ بے شک ہم نے نازل کی توراۃ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ جس میں ہدایت تھی اور روشنی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایت پر مشتمل تھی۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ فیصلہ کرتے تھے اس کے مطابق نبی الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا جو فرمانبردار تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے لِلَّذِيْنَ هَادُوْا ان لوگوں کے لیے جو یہودی تھے۔ کیونکہ توراۃ یہودیوں کے لیے نازل ہوئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں ہزاروں پیغمبر تشریف لائے اور تمام نے توراۃ کے مطابق ہی فیصلے کیے ہیں وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ اور پیر کامل مشائخ اللہ والے بھی توراۃ کے مطابق فیصلے کرتے رہے وَالْاَحْبَارُ اور علماء بھی توراۃ کے مطابق فیصلے کرتے رہے بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ اس لیے کہ ان کو نگران بنایا گیا تھا اللہ تعالیٰ کی کتاب پر کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کرنا ہے اور واقعی انہوں نے اپنے دور میں توراۃ کی حفاظت کی لیکن اس وقت قرآن کریم کے سوا کوئی آسمانی کتاب توراۃ، انجیل، زبور اپنی اصل شکل میں نہیں مل سکتی وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ اور وہ اس پر گواہ تھے کہ توراۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ پس (اے علماء) تم اپنی عوام سے نہ ڈرو کہ اگر کتاب اللہ پر عمل کیا تو لوگ کیا کہیں گے وَاخْشَوْنِ اور مجھ سے ڈرو وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور نہ خرید و یعنی نہ لو میری آیتوں کے بدلے قیمت تھوڑی یعنی متاع دنیا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جو فیصلہ نہ کرے اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ جیسا کہ آپ سابقہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ یہودیوں کے جج اور قاضی رقم لے کر غلط فیصلے کرتے تھے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ پس وہی لوگ کافر ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ

اور ہم نے لکھا تھا بنی اسرائیل پر توراۃ میں کہ بے شک جان، جان کے بدلے اور آنکھ، آنکھ کے بدلے اور ناک، ناک کے

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ

بدلے اور کان، کان کے بدلے اور دانت، دانت کے بدلے اور زخموں کا بدلہ ہے۔ پس جس شخص نے صدقہ کیا اس کا، پس وہ

كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿45﴾

اس کا کفارہ ہوگا اور جس نے فیصلہ نہ کیا اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے پس وہ لوگ ظالم ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَنْفَ: ناک، اَلْاُذُنَ: کان، اَلسِّنَّ: دانت، اَلْجُرُوْحَ: زخم، تَصَدَّقَ: صدقہ کرے۔

ربط:

سابقہ آیات میں توراۃ کی جامعیت کے متعلق کلام ہو رہا تھا۔ اب اس کے احکامات کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: قصاص و دیت کے کچھ احکامات کا بیان:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اور ہم نے لکھا تھا بنی اسرائیل پر توراۃ میں۔ یعنی ہم نے ان پر یہ احکام فرض فرمائے تھے کہ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ کہ بے شک جان کے بدلے جان ہے۔ یعنی اگر کوئی کسی شخص کو قتل کرے گا تو اس کے بدلے میں اس کو قتل کیا جائے گا البتہ ہماری شریعت میں اتنی اجازت ہے کہ اگر وارث قصاص نہ لیں بلکہ دیت یعنی مال بدلہ میں لیں تو لے سکتے ہیں اور اگر بالکل معاف کر دیں نہ قصاص لیں نہ ہی دیت لیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ لیکن وارثوں کے علاوہ کسی کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ اور آنکھ کے بدلے آنکھ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ ضائع کر دے گا تو قصاص میں اس کی آنکھ نکال دی جائے گی وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ اور ناک، ناک کے بدلے ہے اگر کسی نے کسی کا ناک کاٹ دیا تو قصاص میں اس کا ناک کاٹ دیا جائے گا وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ اور کان، کان کے بدلے۔ اگر کسی نے کسی کا کان کاٹ دیا تو بدلے میں اس کا کان کاٹا جائے گا وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ اور دانت، دانت کے بدلے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کا دانت توڑے گا تو قصاص میں اس کا دانت توڑا جائے گا وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ اور زخموں کا بدلہ ہے۔ جس قسم کا زخم کسی کو لگایا ہے اسی قسم کا زخم بدلے میں لگایا جائے گا فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ پس جس شخص نے صدقہ کیا اس کا پس کفارہ ہوگا۔ مثلاً اگر کسی نے کسی کا ناک کاٹ دیا اور وہ کہے کہ میں تجھے معاف کرتا ہوں تو یہ معاف کرنا اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور جس نے فیصلہ نہ کیا اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے پس یہی لوگ ظالم ہیں۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اور ہم نے ان کے پیچھے بھیجا ان کے قدموں پر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو، تصدیق کرنے والے تھے اس چیز کی جو ان کے سامنے تھی

مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

توراۃ، اور ہم نے دی ان کو انجیل اس میں ہدایت تھی اور روشنی تھی، اور انجیل بھی تصدیق کرنے والی تھی اس چیز کی جو ان کے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ

سامنے تھی توراۃ، اور ہدایت تھی اور نصیحت تھی پرہیز گاروں کے لیے۔ اور چاہیے کہ فیصلہ کریں انجیل والے اس کے مطابق جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس میں، اور جس نے فیصلہ نہ کیا اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے پس وہی لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

فاسق ہیں۔ اور ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں،

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ

اور یہ نگران ہے ان کتابوں کی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی،

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی نہ کریں ان کی خواہشات کی اعراض کرتے ہوئے اس کی جو آچکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حق، تم میں سے ہر ایک

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

کے لیے ہم نے بنائی شریعت اور ایک راستہ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بناتا تمہیں ایک امت، اور لیکن وہ تمہیں آزماتا ہے

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

ان قوتوں میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں پس سبقت کرو نیکیوں میں، اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تم سب نے لوٹنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾

پس وہ تمہیں بتائے گا وہ چیزیں جن میں تم اختلاف کرتے رہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰثَارِهِمْ: ان کے قدم، اٰتَيْنٰهُ: ہم نے اس کو دی، مُهَيْمِنًا: نگہبان، شِرْعَةً: دستور، شریعت، مِنْهَاجًا: راستہ، لِيَبْلُوَكُمْ: تاکہ وہ تمہیں آزمائے، فَيُنَبِّئُكُمْ: پھر وہ تمہیں خبردار کرے گا، مُهَيْمِنًا: نگہبان، شِرْعَةً: دستور، شریعت، مِنْهَاجًا: راستہ، لِيَبْلُوَكُمْ: تاکہ وہ تمہیں آزمائے، فَيُنَبِّئُكُمْ: پھر وہ تمہیں خبردار کرے گا۔

ربط:

اس سے سابقہ آیات میں توراۃ کی عظمت بیان کی گئی۔ اب انجیل کے اوصاف بیان کیے جارہے ہیں۔ بعد ازاں قرآن کا بیان کیا گیا ہے۔

اہم نکات: انجیل کے منسوخ نہ ہونے پر ایک پادری کا اس آیت سے استدلال:

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن ناسخ اور باقی ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہیں۔ پادری کہتے ہیں کہ تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انجیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتے ہیں کہ اس پر بھی تم فیصلہ کرو لہٰذا منسوخ نہیں۔

جواب: مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بہترین جواب دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انجیل یوحنا میں تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا کہ میں جاتا ہوں میرے جانے کے بعد دنیا کا سردار آجائیگا۔ اس کی بات ماننا جو خوبیاں اللہ نے اسے دی ہیں وہ مجھ میں نہیں اس کا تفصیلی بیان ہماری کتاب ''عیسائیت کا پس منظر'' میں دیکھو۔

تو جواب یوں دیا کہ ان (عیسائیوں) کو حکم ہے کہ قرآن کو مانو جس نے قرآن نہیں مانا اس نے انجیل نہیں مانی۔

تفسیری نکات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل تورات کی تصدیق کرنے والے تھے:

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اور ہم نے ان کے پیچھے بھیجا ان کے قدموں پر بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ جو تصدیق کرنے والے تھے اس چیز کی جو ان کے سامنے تھی توراۃ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام توراۃ کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان سے پہلے نازل ہوئی تھی وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ اور ہم نے دی ان کو انجیل فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ اس میں ہدایت تھی اور روشنی تھی وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ اور انجیل بھی تصدیق کرنے والی تھی اس چیز کی جو اس سے پہلے تھی یعنی توراۃ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور (وہ انجیل) ہدایت تھی اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لیے۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ اور چاہیے کہ فیصلہ کریں انجیل والے اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس میں یعنی انجیل میں جو احکام نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق فیصلہ کریں۔

قرآن کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جس نے فیصلہ نہ کیا اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ پس وہی لوگ فاسق ہیں۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں۔ توراۃ، انجیل، زبور جو اصل تھیں تحریف ہونے سے پہلے والی قرآن پاک ان کی تصدیق کرتا ہے۔

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ اور قرآن پاک پہلی کتابوں کا نگران اور محافظ ہے۔ قرآن کریم نے ان کے مضامین کی حفاظت

فرمائی ہے اگر قرآن کریم ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہمیں نہ توحید سمجھ آسکتی تھی نہ پیغمبروں کا منصب سمجھ آسکتا تھا۔

فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان اس کے مطابق (یعنی قرآن وسنت) جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیروی نہ کریں ان کی خواہشات کی۔ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ اعراض کرتے ہوئے اس کی جو آچکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حق۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حق آچکا اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ اور ان کی بات پر کان نہ دھریں۔

حق اور باطل کی جزاوسزا یوم آخرت پر موقوف ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے بنائی شریعت اور ایک راستہ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا۔ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً تو بناتا تمہیں ایک امت۔ اللہ تعالیٰ سب کو جبراً مومن بنانے پر بھی قادر ہے اور سب کو جبراً کافر بنانے پر بھی قادر ہے۔ وہ جو چاہے کرسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ اور لیکن وہ تمہیں آزماتا ہے ان قوتوں اور اسباب میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیے ہیں۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ پس تم سبقت کرو نیکیوں میں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تم سب نے لوٹنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی سب نے وہاں پیش ہوکر جواب دینا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے حساب لے گا۔ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ پس وہ تمہیں بتائے گا وہ چیزیں جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ بتانے اور خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نیکی، بدی کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بدی کی سزا ملے گی اور نیکی کا پھل سامنے آئے گا۔

وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور نہ پیروی کریں ان کی

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

خواہشات کی اور ان سے بچتے رہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتنے میں ڈال دیں بعض ان چیزوں کے بارہ میں جو اللہ تعالیٰ نے نازل

اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ

فرمائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ پس اگر وہ پھر جائیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان لیں پختہ بات ہے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾

یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو مصیبت میں مبتلا کرے ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے، اور بیشک بہت سے لوگوں میں سے البتہ نافرمان ہیں،

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝50

کیا پس یہ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں۔اور کون ہے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ تم یہودیوں کو اور نصرانیوں کو دوست بعض ان کے دوست ہیں بعض کے،

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝51

اور جس نے ان کے ساتھ دوستی کی تم میں سے پس بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَاحْذَرْهُمْ: اوران سے بچارہ، اَنْ يَّفْتِنُوْكَ: کہ وہ آپ کو فتنہ میں مبتلا نہ کریں، اَنْ يُّصِيْبَهُمْ: یہ کہ مصیبت میں ڈالے ان کو، حُكْمًا: حکم، يَتَوَلَّهُمْ: جو ان سے دوستی کرے گا۔

ربط:

پچھلے رکوع میں یہودی مرد اور عورت کا زنا کا واقعہ گزرا اب اسی سلسلے میں مسلمانوں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ اور یہ ربط بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ تورات اور انجیل کی عظمت کو بیان کیا گیا اور یہ کہ ان میں یہود و نصاریٰ نے تحریف کردی لہٰذا ان کے ان افعال بد کی وجہ سے انہیں دوست نہ بناؤ اور قرآن حکیم کی روشنی میں اپنے فیصلے کرو۔

اہم نکات: قلبی تعلق رکھنے میں تمام کفار کا ایک ہی حکم ہے:

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اس سے بطور مفہوم کے بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ دوسرے مشرکوں اور کافروں کو دوست بنالو مگر یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اس میں تمام کافر مشرک اور یہود و نصاریٰ بھی اسی حکم میں ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ۚ کیوں؟ وجہ اور علت بتائی کہ انہوں نے تمہارے دین کو مسخرہ پن اور کھیل بنایا ہے۔

آگے جیسا کہ اس کی ایک مثال آ بھی رہی ہے: وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ کہ جب تم اذان دیتے ہو تو یہ نقلیں اُتارتے ہیں کہ حی الصلوۃ، حی علی الفلاح

تفسیری نکات: یہود کو احکام سے پہلوتہی پر تنبیہ:

وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں ان کے درمیان۔ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ اگر شادی شدہ مرد عورت زنا کا ارتکاب کریں اور اس پر گواہ موجود ہوں یا وہ خود اقرار کریں اپنے گناہ کا تو ان کو رجم کیا جائے گا۔ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ اور نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی۔ کہ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی نرم سا حکم مل جائے اور رجم سے بچ جائیں۔ ایسا بالکل نہیں کرنا۔ وَاحۡذَرۡهُمۡ اور ان سے بچتے رہیں۔

اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنے میں ڈال دیں۔ عَنۡۢ بَعۡضِ مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ ؕ بعض ان چیزوں کے بارہ میں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کو ٹال کر تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صاف صاف کہہ دیں کہ جو تم چاہتے ہو وہ ہم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن کریم اور توراۃ کے مطابق ہم رجم ہی کریں گے۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا پس اگر وہ پھر جائیں کہ حق سے اعراض کریں۔ فَاعۡلَمۡ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیں۔ اَنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ۔ اَنۡ يُّصِيۡبَهُمۡ یہ کہ ان کو مصیبت میں مبتلا کرے۔ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ ؕ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے۔ چنانچہ جب الزام ثابت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ اور بیشک بہت سے لوگوں میں سے البتہ نافرمان ہیں۔ اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ ؕ کیا پس یہ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں کہ ادھر ادھر پھر رہے ہیں کہ ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہو جائے۔ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا اور کون ہے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا؟ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ توراۃ میں بھی رجم ہے۔ اور اس شریعت میں بھی اس جرم کی سزا رجم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ۝ اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔

کفار اور اہل کتاب کو دوست نہ بناؤ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ ۘ نہ بناؤ تم یہودیوں کو اور نصرانیوں کو دوست۔ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ؕ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے۔ یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ اور جس نے ان کے ساتھ دوستی کی تم میں سے فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ؕ پس بے شک وہ انہی میں سے ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔ لہٰذا تم ظلم نہ کرنا اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی نہ لگانا۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

پس تو (اے مخاطب) دیکھے گا ان لوگوں کو جن کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے، دوڑتے ہیں ان کے اندر جا ملنے کے لیے،

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں یہ کہ ہمیں کوئی پہنچے گردش، پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کہ لائے فتح یا اور کوئی معاملہ اپنی طرف سے،

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿52﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

پس ہوجائیں وہ منافق اس چیز پر جو انہوں نے اپنے دلوں میں مخفی رکھی شرمندہ۔ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ

کیا یہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں کھائیں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مضبوط قسمیں کہ وہ البتہ تمہارے ساتھ ہیں۔ ضائع ہوگئے

اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿53﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

اعمال ان کے پس ہوگئے وہ نقصان اٹھانے والے۔ اے ایمان والو! جو مرتد ہوگیا تم میں سے اپنے دین سے،

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

پس عنقریب اللہ تعالیٰ لائے گا ایسی قوم اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، نرم ہوں گے ایمان

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ

والوں پر، زبردست ہوں گے کافروں کے لیے، جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اور نہ خوف کریں گے کسی ملامت کرنے

لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿54﴾

والے کی ملامت کا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَتَرَى: پس تو دیکھے گا، نَخْشٰى: ہم ڈرتے ہیں، اَنْ تُصِيْبَنَا: یہ کہ آجائے ہم پر، دَآئِرَةٌ: گردشِ زمانہ، فَيُصْبِحُوْا: تو وہ ہوجائیں، اَسَرُّوْا: انہوں نے چھپایا، اَقْسَمُوْا: انہوں نے قسمیں کھائیں، جَهْدَ: تاکید، پوری کوشش، فَاَصْبَحُوْا: پس وہ ہوگئے، يَرْتَدَّ: پھر جائے گا، يُحِبُّهُمْ: (اللہ) ان سے محبت کرتا ہے، يُحِبُّوْنَهٗ: وہ اس سے محبت کرتے ہیں، اَعِزَّةٍ: غالب، زبردست، يُجَاهِدُوْنَ: جہاد کرتے ہیں وہ، لَوْمَةَ: ملامت، لَآئِمٍ: ملامت کرنے والا۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اب منافقین کا حال بیان کیا

جارہا ہے جو یہود و نصاریٰ کے دوست تھے۔

تفسیری نکات: منافقین کے یہود و نصاریٰ سے دوستی کی مذمت:

فَتَرَى الَّذِيْنَ پس (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ دیکھیں گے ان لوگوں کو۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے۔ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ دوڑتے ہیں ان کے اندر جا کے ملنے کے لیے منافقین بظاہر کلمہ پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس میں حاضر بھی ہوتے مگر یہود و نصاریٰ سے بھی میل جول رکھتے اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں۔ اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ یہ کہ ہمیں پہنچے کوئی گردش۔ یعنی ہم یہودیوں کے ساتھ دوستی اور ملاپ اس لیے رکھتے ہیں کہ اگر قحط پڑ گیا یا کوئی مجبوری بن گئی یا قرض لینے کی ضرورت پیش آ گئی تو ان سے اپنی ضرورت پوری کریں گے۔

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لائے فتح۔ ان کی امداد کے بغیر۔ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا اور کوئی معاملہ اپنی طرف سے پیدا فرما دے کہ تم ان کے محتاج ہی نہ رہو۔ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ پس ہو جائیں وہ منافق اس چیز پر جو انہوں نے اپنے دلوں میں مخفی رکھی ہوئی ہے شرمندہ کہ انہوں نے تمہارا کسی قسم کا کوئی ساتھ نہیں دیا۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ کیا یہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں کھائیں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر۔ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ مضبوط قسمیں۔ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ کہ وہ البتہ تمہارے ساتھ ہیں۔ کہ ہم بھی مومن ہیں۔ یہود کے ساتھ تعلق تو صرف اس لیے رکھا ہوا ہے کہ کوئی ضرورت پیش آ جائے تو وہ کام آ جائیں۔

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ضائع ہو گئے اعمال ان کے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں ان یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات کام نہ آئے اور آخرت میں بھی ان کے اعمال کام نہیں آئیں گے اور دوزخ کے نچلے طبقے میں سزا پائیں گے۔ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ پس ہو گئے وہ نقصان اٹھانے والے۔

اللہ کے احکام نہ ماننے والی قوم کی جگہ تابعدار قوم لائی جائے گی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو۔ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ جو مرتد ہو گیا تم میں سے اپنے دین سے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ پس عنقریب اللہ تعالیٰ لائے گا ایسی قوم۔ يُّحِبُّهُمْ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ محبت کرے گا۔ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ نرم ہوں گے ایمان والوں پر۔ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ زبردست ہوں گے کافروں کے لیے۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور نہ خوف کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

کا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ وسعت والا جاننے والا ہے۔ اس سے زیادہ جاننے والا اور کوئی نہیں ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

پختہ بات ہے تمہارا دوست اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وہ لوگ تمہارے دوست ہیں جو ایمان لائے۔ مومن وہ ہیں

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿55﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔ اور جو دوستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿56﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے پس بیشک گروہ اللہ تعالیٰ کا وہی غالب آئے گا۔ اے وہ لوگو! جو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ایمان لائے ہو نہ بناؤ (دوست) ان لوگوں کو جنہوں نے بنایا ہے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل ان لوگوں میں سے جن کو دی گئی

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ

کتاب تم سے پہلے اور کافروں کو دوست، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم مومن ہو، اور جب تم اذان دیتے ہو

اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿58﴾

نماز کے لیے بناتے ہیں اس کو مسخرہ پن اور کھیل۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسی قوم ہے جو عقل نہیں رکھتی، سمجھتی نہیں ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَلِيُّكُمْ: تمہارا دوست، رٰكِعُوْنَ: عاجزی کرنے والے، يَّتَوَلَّ: جو دوست رکھتا ہے، حِزْبَ: جماعت، گروہ، لَعِبًا: کھیل، نَادَيْتُمْ: تم نے پکارا۔

ربط:

سابقہ آیات میں نصیحت کی گئی تھی کہ یہود و نصاریٰ کفار اور منافقین کو دوست نہ بناؤ ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ تمہارا سچا اور مخلص دوست کون ہے۔

تفسیری نکات: ایمان والے ہی آپس میں دوست ہیں:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پختہ بات ہے دوست تمہارا آقا تمہارا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اور ان کی نصرت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اور وہ لوگ تمہارے دوست ہیں

جو ایمان لائے۔ یعنی تمہاری دوستی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ مومن وہ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا اور اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہے غلط فہمی کا شکار ہے۔ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں رکوع سے مراد نماز والا رکوع نہیں ہے بلکہ اس سے عاجزی اور انکساری مراد ہے کہ مومن وہ ہیں جو عاجزی اور انکساری کرنے والے ہیں۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

رکوع سے مراد نماز والا رکوع ہی ہے۔ اور اس کا یہاں خصوصی طور پر اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ یہودیوں کے ساتھ امتیاز ہو جائے کیونکہ ان کی نماز میں رکوع نہیں تھا تو پھر معنی ہوگا کہ مومن وہ ہیں جو رکوع کرنے والے ہیں۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اور جو دوستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں جن کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ پس بیشک گروہ اللہ تعالیٰ کا وہی غالب آئے گا۔ یہی گروہ غالب آئے گا دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ حق والے تھوڑے ہونے کے باوجود غالب ہوتے رہے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے۔

کفار کا اذان کا مذاق اُڑانا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا نہ بناؤ دوست ان لوگوں کو جنھوں نے بنایا ہے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ان لوگوں میں سے جن کو دی گئی کتاب۔ مِنْ قَبْلِکُمْ تم سے پہلے۔ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ اور دوسرے کافروں کو دوست۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم مومن ہو۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لیے بلاتے ہو۔ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا بناتے ہیں اس کو مسخرہ اور کھیل، اذان کا مذاق اڑاتے ہیں اس طرح کہ جس طرح مؤذن کانوں میں انگلیاں ڈالتا ہے یہ کافر بھی اس طرح کانوں میں انگلیاں ڈالتے اور آواز نکالتے، دائیں، بائیں، چہرہ پھیرتے اور اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اسی طرح نماز کا بھی مذاق اڑاتے کہ کبھی کھڑے ہو جاتے پھر اوندھے ہوتے، یعنی نماز کے افعال کی نقل اتارتے اور کہتے یہ مسلمانی ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ یہ اس لیے کہ بیشک وہ ایسی قوم ہے جو عقل نہیں رکھتی، سمجھتی نہیں ہے۔

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ

اے پیغمبر علیہ السلام! آپ ﷺ کہہ دیں اے اہل کتاب! نہیں انکار کرتے تم ہم سے مگر اس بات سے کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر

وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿59﴾

اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی اور اس چیز پر جو اتاری گئی پہلے اور بیشک تمہاری اکثریت نافرمان ہے ۔

قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ‌ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کیا میں تمہیں خبر دوں اس سے بری چیز کی باعتبار جزا کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ

نے لعنت فرمائی اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ اور بنائے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بندر اور خنزیر اور انہوں نے عبادت کی

الطَّاغُوۡتَ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿60﴾ وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ

طاغوت کی، وہی لوگ برے ہیں باعتبار درجے کے، اور زیادہ بہکے ہوئے ہیں سیدھے راستہ سے، اور جب وہ آتے ہیں

قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ

تمہارے پاس کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ تحقیق وہ داخل ہوئے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس میں کفر کے ساتھ۔

قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿61﴾

اور تحقیق وہ نکلے ہیں کفر کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو وہ چھپاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَنۡقِمُوۡنَ: تم عیب دیتے ہو، اَكۡثَرَكُمۡ: تم میں اکثر، اَلۡخَنَازِيۡرَ: خنزیر، عَبَدَ: عبادت کی، مَكَانًا: درجہ، مرتبہ، اَضَلُّ: بہت گمراہ، دَّخَلُوۡا: وہ داخل ہوئے۔

ربط:

سابقہ آیت میں گزرا کہ یہود اذان کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہاں بتایا جارہا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے مستحق عذاب اور مستحق لعنت ٹھہرے اور ان کے ساتھی منافقین بھی بدترین کافر ہیں۔

اہم نکات:

هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نَقَمَ يَنۡقِمُ (ض) کے معنی عیب لگانا یعنی هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّا اَیۡ هَلۡ تَعِيۡبُوۡنَ مِنَّا. اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نَقَمَ يَنۡقِمُ کے معنی اَنۡكَرَ وہ معنی کرتے ہیں هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اَیۡ هَلۡ تُنۡكِرُوۡنَ مِنَّا. لغت میں دونوں طرح آتا ہے۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس سے بھی بُری بات بتاؤں یعنی تم جو ہماری نماز کی نقل اُتارتے ہو کہ کبھی ہم رکوع میں ہیں اور کبھی سجدے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس سے بُری چیز نہ بتاؤں کہ اے بنی اسرائیل تم میں سے چھوٹوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر بنایا گیا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ کچھ تفصیل پہلے پارے میں گزری۔ مزید بات نویں پارے میں آئے گی۔

طاغوت کے بارے میں امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اور وہ ہیں جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی۔ طاغوت کے بارے میں امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلطَّاغُوْتُ كُلُّ مَايَشْغُلُكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوْتٌ یعنی جو چیز تمہیں حق سے روکے وہ طاغوت ہے۔ اس میں شیطان بھی ہے، مال بھی ہے، اولاد بھی ہے۔

تفسیری نکات: مسلمان تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ اے پیغمبر علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اے اہل کتاب! هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ نہیں انکار کرتے تم ہم سے مگر اس بات سے کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی۔ قرآن اور احادیث پر ہم ایمان لائے ہیں احادیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ اور اس چیز پر (بھی ہم ایمان لائے) جو اتاری گئی (ہم سے) پہلے۔ تورات، انجیل، زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے جو نازل ہوئے ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ اور بیشک تمہاری اکثریت نافرمان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق لوگ:

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کیا میں تمہیں خبر دوں۔ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اس سے بری چیز کی باعتبار جزا کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اس سے جو تم ہماری نماز اور اذان کی نقل اتارتے اور مذاق کرتے ہو، وہ کیا ہے؟ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ جیسے عیسائی کہ یہ ملعون ہیں۔ وَغَضِبَ عَلَيْهِ اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ جیسے یہودی کہ وہ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہیں۔

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور بنائے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بندر اور خنزیر۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اور انہوں نے عبادت کی طاغوت کی۔ شیطان کی، بتوں کی، جادوگروں کی، اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ وہی لوگ برے ہیں باعتبار درجے کے۔ اور زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ سیدھے راستہ سے۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ اور جب

وہ آتے ہیں آپ ﷺ کے پاس۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ حالانکہ تحقیق وہ داخل ہوئے ہیں (آپ ﷺ کی مجلس میں) کفر کے ساتھ۔ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ اور تحقیق وہ نکلے ہیں کفر کے ساتھ۔ انسان اپنی قیمتی چیز کی حفاظت کرتا ہے جب کہیں جاتا ہے ساتھ لے کر جاتا ہے، آتا ہے تو ساتھ لے کر آتا ہے، ان کی قیمتی چیز کفر ہے۔ ساتھ لے کر آتے ہیں اور ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ اس چیز کو جو وہ چھپاتے ہیں، دل میں رکھتے ہیں۔ اس ذات سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

اور اے مخاطب! تو دیکھے گا ان میں سے بہتوں کو دوڑتے ہیں گناہ میں اور زیادتی میں اور حرام کھانے میں، البتہ برا ہے وہ جو

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿62﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ

کچھ کرتے ہیں۔ کیوں نہیں منع کرتے ان کو۔ پیر اور مولوی ان کی گناہ کی بات سے اور ان کے حرام کھانے سے،

السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿63﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ

البتہ برا ہے وہ جو (مولوی اور پیر) کرتے ہیں، اور کہا یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ باندھ دیے گئے ہیں، ان کے ہاتھ

اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ وقف لازم

باندھ دیے جائیں، اور ان پر لعنت کی جائے اس وجہ سے جو انہوں نے کہا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں خرچ

يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

کرتا ہے جس طرح چاہے، اور البتہ ضرور زیادہ کرے گا ان میں سے بہتوں کے لیے جو نازل کیا گیا آپ ﷺ کی طرف

رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى

تیرے رب کی طرف سے، (زیادہ کرے گا) سرکشی کو اور کفر کو، اور ہم نے ڈال دی ان کے درمیان دشمنی اور بغض اور کینہ

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ

قیامت کے دن تک، جب کبھی بھی جلائیں گے وہ آگ لڑائی کے لیے بجھا دے گا اس کو اللہ تعالیٰ۔ اور کوشش کریں گے یہ زمین

فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿64﴾

میں فساد کی اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا فساد کرنے والوں کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنْهٰهُمُ: منع کرتے انہیں، مَغْلُوْلَةٌ: بندھا ہوا، غُلَّتْ: بندھ گئے، يَدٰهُ: اس کے دونوں ہاتھ، مَبْسُوْطَتٰنِ: کھلے ہوئے، لَيَزِيْدَنَّ: البتہ وہ ضرور زیادہ کرے گا، طُغْيَانًا: سرکشی میں، اَلْقَيْنَا: ہم نے ڈال دی، اَوْقَدُوْا: انہوں نے آگ سلگائی، اَطْفَاَهَا: بجھادیا (اللہ نے) اسے۔

ربط:

یہود کی بداعمالیوں کی بات چل رہی تھی اب بھی انہی کی بداعمالیوں کا ذکر ہورہا ہے۔

اہم نکات: یہود کی اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ

یہود کا ایک اور شوشہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ واقرضوا اللہ قرضاً حسنا تو یہود نے کہہ دیا کہ نعوذ باللہ اللہ کے ہاتھ اب بند ہو چکے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اب فقیر ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ انہیں کے ہاتھ بندھے گئے اور لعنت کئے گئے بسبب انکے کہنے کے۔ بِمَا قَالُوْا میں ما مصدریہ ہے تو معنی ہوگا اَیْ بِقَوْلِهِمْ اور اگر موصولہ ہو تو عائد محذوف ہوگا اَیْ بِمَا قَالُوْا بِهٖ۔

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ اس میں متقدمین اور متاخرین کا اختلاف ہے، متقدمین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان ضروری ہے اور يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں یعنی حقیقت پر محمول ہے البتہ اس کی کیفیت معلوم نہیں اسی طرح اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ بھی ہے۔

متاخرین ان جیسی صفات کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ سوال: یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں فرمایا کہ یہ کتاب ان کو زیادہ کرے گی سرکشی میں اور کفر میں، حالانکہ یہ کتاب تو ہدایت ہے شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ہے، یہ ان کی سرکشی کو کیوں بڑھائے گی؟

جواب: مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے علم کے مطابق اس کے جوابات دیئے ہیں لیکن ان میں سے زیادہ مختصر جواب وہ ہے جو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ۔

باراں که در لطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لاله روید ودر شور بوم و خس

کہ بارش اگر اچھی جگہ پر برستی ہے تو اچھی اچھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور اگر خراب جگہ برستی ہے تو خراب اور بے کار

چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کے لوگ نام بھی گندے رکھتے ہیں۔ کہ جیسا وہ حسی بارش ہے ایسا ہی قرآن ہے کہ اچھے دلوں پر اترے توزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا۔ اور جب برے دلوں پر اترتا ہے تو زیادہ کرتا ہے ان کے طغیان اور کفر کو۔

تفسیری نکات: یہودیوں کا گناہ کے کاموں میں آگے ہونا:

وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ اور اے مخاطب! تو دیکھے گا ان میں سے بہتوں کو۔ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ۔ دوڑتے ہیں گناہ میں اور زیادتی میں۔

اِثۡمٌ۔ اس گناہ کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا جائے اور نافرمانی کی جائے۔ اور عُدۡوَانٌ کہتے ہیں بندوں کے حق ضائع کرنے کو چوری کرنا۔ ڈکیتی کرنا، کسی کا مال غصب کر لینا، غیبت کرنا، بلاوجہ کسی کو مارنا، گالی دینا، بہتان تراشی کرنا، طعنہ دینا یہ تمام چیزیں عُدۡوَانٌ کی مد میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ کو بھی توڑتے ہیں اور حقوق العباد کو بھی توڑتے ہیں۔

وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ اور حرام کھانے میں جلدی کرتے ہیں۔ ایک ہوتی ہے رشوت اور ایک ہے سحت۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ سُحۡت کہتے ہیں پیسے لے کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف فیصلہ کرنا۔ مثلاً چور، ڈکیت کے متعلق فیصلہ کرنا کہ یہ چور، ڈکیت نہیں ہیں۔ یا رقم لے کر قاتل کو بری کر دینا اس رقم کو سحت کہتے ہیں۔

لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ البتہ برا ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرتے ہیں، بندوں کے حقوق ضائع کرتے ہیں، حرام کھاتے ہیں۔

لَوۡلَا يَنۡهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ کیوں نہیں منع کرتے ان کو پیر اور مولوی۔ عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ ان کی گناہ کی بات سے۔ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ اور ان کے حرام کھانے سے۔ مولوی اور پیر کیوں نہیں روکتے۔

لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ البتہ برا ہے وہ جو (مولوی اور پیر) کرتے ہیں۔ یعنی ان کا منع نہ کرنا برا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ پر یہودیوں کی افتراء:

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ يَدُ اللّٰهِ مَغۡلُوۡلَةٌ ؕ اور کہا یہودیوں نے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ باندھ دیے گئے ہیں کہ اپنے بندوں پر خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ الٹا بندوں سے قرض مانگنا شروع کر دیا ہے۔ غُلَّتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں۔ کیونکہ یہ تمام برائیوں میں مبتلا ہیں اور بخیل ہیں۔

وَلُعِنُوۡا بِمَا قَالُوۡا ۘ اور ان پر لعنت کی جائے اس وجہ سے جو انہوں نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ تو بند نہیں ہوئے۔ بَلۡ يَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ ۙ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ يُنۡفِقُ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ اورالبتہ ضرور زیادہ کرے گا ان میں سے بہتوں کے لیے۔ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو نازل کیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ مِنْ رَّبِّكَ تیرے رب کی طرف سے (زیادہ کرے گا) کیا زیادہ کرے گا؟ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا۔

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اور ہم نے ان (یہود ونصاری) کے درمیان دشمنی، بغض اور کینہ ڈال دی۔ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ قیامت کے دن تک۔ چنانچہ یہود ونصاری کی بیشمار آپس میں لڑائیاں ہوئی ہیں۔ اور اب بھی ایک دوسرے کے خلاف بغض اور کینہ لیے بیٹھے ہیں۔ اور یہ لوگ اندرونی طور پر ہمیشہ دست وگریباں رہیں گے۔

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ جب کبھی بھی جلائیں گے وہ آگ لڑائی کے لیے۔ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دے گا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بیشمار لڑائیاں کیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر مرتبہ ناکام فرمایا۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ اور یہ زمین میں فساد کی کوشش کریں گے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا فساد کرنے والوں کے ساتھ۔ حدیث پاک میں آتا ہے فتنہ سویا ہوا ہے جو اس کو جگاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لہذا فتنے کی کوئی بات کرنا یا فتنے کا کوئی کام کرنا سخت گناہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَ

اور اگر بیشک اہل کتاب ایمان لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈریں، البتہ ہم مٹا دیں ان سے ان کی خطائیں، اور البتہ

دْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

ہم ان کو داخل کریں گے نعمتوں کے باغات میں۔ اور اگر بیشک وہ قائم کریں توراۃ کو اور انجیل کو اور جو کچھ نازل کیا گیا

اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ

ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے، البتہ کھائیں وہ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، ان میں سے ایک گروہ ہے

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ ع ١٢

درمیانی چال چلنے والا، اور بہت سارے ان میں سے برے ہیں، وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پہنچا دیں جو

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

نے نہ پہنچایا رب تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچائے گا لوگوں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَفَّرْنَا: البتہ ہم ضرور دور کر دیتے، اَدْخَلْنٰهُمْ: البتہ ہم ضرور داخل کرتے، اَلنَّعِيْمِ: نعمتیں، لَاَكَلُوْا: تو وہ ضرور کھاتے، تَحْتِ: نیچے، مُقْتَصِدَةٌ: سیدھی راہ چلنے والی امت، بَلِّغْ: پہنچا دے، لَمْ تَفْعَلْ: تو نے نہ کیا، فَمَا بَلَّغْتَ: تو نے نہیں پہنچایا، رِسٰلَتَهٗ: اس کا پیغام، يَعْصِمُكَ: (اللہ) بچائے گا تجھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود کا تذکرہ ہوا یہاں اب اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ دونوں کو کہا جا رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آو۔

اہم نکات: پادریوں کا اس آیت سے استدلال:

اس آیت مبارکہ سے پادری لوگ استدلال کرتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ تورات اور انجیل منسوخ ہو چکی ہیں حالانکہ تمہارے قرآن میں ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ الخ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات اور انجیل منسوخ نہیں اگر منسوخ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتے؟

جواب: تورات اور انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی بشارت ہے اگر اهل کتاب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانا تو تورات اور انجیل کو قائم نہیں رہنے دیا لہٰذا اس کی منسوخی کا سامان تو خود ہی کر دیا پھر اس میں اپنے من مانی باتیں داخل کر دیں۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

ربط: تفسیر بیان القران میں یہ ربط ہے کہ پہلے رکوع کے آخر میں یہ گزرا "وکثیر منهم ساء ما يعملون" کہ اکثریت ان کی برے کام کرنے والی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب اکثریت بروں کی ہو تو تبلیغ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثریت سے نہ گھبرائیں بلکہ پہنچائیں جو حکم رب کی طرف سے ہے اور اگر ایسا نہ کیا بالفرض تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچایا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہرہ دیتے تھے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھر چلے جاؤ میری حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی ثابت کرنے پر شیعوں کا اس آیت سے استدلال:

اس آیت میں شیعہ نے تحریف کی ہے کہ "يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ" حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے بارے میں حکم ہے کہ وہ تیرا وصی ہوگا اس کو پہنچا دو"۔ اور اس کثرت کے ساتھ یہاں روایتیں پیش کی ہیں کہ ایک عام آدمی کو مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ متواتر ہیں۔

میری دانش کے مطابق اس کی جتنی تردید حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عربی کے حاشیے میں کی ہے اتنی تردید ہم نے کسی کتاب میں نہیں دیکھی ان تمام روایتوں کو جمع کر کے ان پر بحث کی ہے کہ فلاں روایت میں راوی رافضی ہے فلاں میں ضعیف ہے وغیرہ۔

تفسیری نکات: یہود ونصاریٰ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں تو جنت کی بشارت:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اور اگر بیشک اہل کتاب۔ اٰمَنُوْا۔ ایمان لے آئیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عام ہے پہلے پیغمبروں کی طرح مخصوص نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں ان کی بعثت مخصوص قوموں کی طرف ہوتی تھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کے لیے قیامت تک پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

وَاتَّقَوْا اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈریں اور اس کے پیغمبر کی مخالفت نہ کریں تو ہم یہ کریں گے کہ لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ ہم مٹا دیں گے ان سے ان کی خطائیں اور گناہ۔

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ اور البتہ ہم ان کو داخل کریں گے نعمتوں کے باغات میں۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور اگر بیشک وہ قائم کریں توراۃ اور انجیل کو۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے۔ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ البتہ کھائیں وہ اپنے اوپر سے۔ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔ یعنی پھل وغیرہ درختوں پر لگتے ہیں اور وہ سروں کے اوپر ہوتے ہیں اور اناج سبزیاں زمین سے اُگتی ہیں اور اس سے پاؤں سے نیچے ہونا مراد لیا گیا ہے۔

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ ان میں سے ایک گروہ ہے درمیانی چال چلنے والا، اعتدال پسند۔ یہ وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد۔ حضرت اسید۔ حضرت بنیامین رضی اللہ عنہم یہ تمام پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے۔

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ اور بہت سارے ان میں سے برے ہیں وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔ یعنی اکثریت ان کی برے کام کرتی ہے۔ یعنی بڑی اکثریت یہود ونصاریٰ کی ایمان نہیں لائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تندہی سے پیغام الٰہی پہنچانے کا حکم:

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا دیں جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی گئی ہے۔

مِنۡ رَّبِّكَ ؕ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے۔ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا۔ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنچایا اللہ تعالیٰ کا پیغام۔ یہاں آیت کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام ملتے ہیں وہ مخلوق تک پہنچا دیتا ہے۔ اور کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبلیغ کا حق ادا کیا اور دوسرے پیغمبروں نے بھی تبلیغ احکام میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی۔

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائے گا لوگوں سے۔ اور ان کے شر سے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو۔ یعنی جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہیں دیتا نہ کسی کو کافر بناتا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ حَتّٰى تُقِيۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ وَمَاۤ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیں اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر۔ یہاں تک کہ تم قائم کرو تورات کو اور انجیل کو۔ اور اس چیز کو جو

اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ

نازل کی گئی تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے۔ اور البتہ ضرور زیادہ کرے گی۔ ان میں سے اکثریت کے لیے وہ چیز جو

اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَى

نازل کی گئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے (زیادہ کرے گی) سرکشی اور کفر کو، پس نہ افسوس

الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿68﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰى مَنۡ

کریں کافر قوم پر۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصرانی جو شخص ان میں سے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿69﴾

ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور عمل کرے گا اچھے، پس نہ ہوگا ان پر خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

لَقَدۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهِمۡ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌۢ

البتہ تحقیق لیا ہم نے وعدہ بنی اسرائیل سے اور بھیجے ہم نے ان کی طرف کئی رسول۔ جب بھی لایا ان کے پاس کوئی رسول وہ چیز

بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُهُمۡ ۙ فَرِيۡقًا كَذَّبُوۡا وَفَرِيۡقًا يَّقۡتُلُوۡنَ ﴿70﴾

جس کو ان کے نفس نہیں چاہتے تھے، پیغمبروں کے ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا اور پیغمبروں کے ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

وَحَسِبُوۡۤا اَلَّا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ فَعَمُوۡا وَصَمُّوۡا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ

اور انہوں نے گمان کیا کہ نہیں ہوگا کوئی فتنہ اور آزمائش پس وہ اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوا۔

ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾

پھر اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے ان میں سے بہت سارے اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو عمل وہ کر رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الصّٰبِئُوْنَ: ستارہ پرست فرقہ کے لوگ، حَسِبُوْٓا: انہوں نے خیال کیا، صَمُّوْا: وہ بہرے ہو گئے، عَمُوْا: وہ اندھے ہو گئے۔

ربط:

اوپر کی آیات میں یہود و نصاریٰ کو مخاطب کر کے ایمان لانے کی تلقین کی جا رہی تھی ان آیات میں بھی وہی بیان چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: اہل کتاب اپنی کتابوں کے بھی منکر ہیں:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اے اہل کتاب لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ نہیں ہو تم کسی چیز پر۔ یعنی تم حق پر نہیں ہو۔ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ یہاں تک کہ تم قائم کرو تورات کو اور انجیل کو۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ اور اس چیز کو (قائم کرو) جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے۔ ان کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ تورات اور انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارتیں موجود ہیں۔ اور اگر تم آخری پیغمبر کی بعثت اور نبوت کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر ایمان نہیں لاتے تو تم نے تورات اور انجیل کو بھی تسلیم نہیں کیا۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ اور البتہ ضرور زیادہ کرے گی ان میں سے اکثریت کے لیے۔ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وہ چیز جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے کیا زیادہ کرے گی؟ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ سرکشی اور کفر کو۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم تو ہدایت و رحمت ہے یہ سرکشی اور کفر کو کیوں بڑھائے گا؟ اس کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں جو پیچھے گزر چکا ہے۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پس نہ افسوس کریں کافر قوم پر۔

کامیابی صرف اللہ اور اس کے رسولوں کے بتائے ہوئے راستہ پر ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے۔ یعنی جنہوں نے ایمان کا دعویٰ کیا ہے۔ اور بعض یہ بیان کرتے کہ جو لوگ پہلے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں یہ ان کے متعلق بیان ہو رہا ہے وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور وہ لوگ جو یہودی

ہوئے۔

وَالصّٰبِئُوْنَ اور صابی۔ یہ حضرت داود علیہ السلام کو نبی مانتے تھے اور زبور پر ایمان رکھتے تھے۔ فی الجملہ نماز روزے کے بھی قائل تھے۔ آخرت کے بھی قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ چاند اور سورج کی پوجا کرتے تھے اور ستاروں میں خدائی کرشمے مانتے تھے ان کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ اہل کتاب میں سے ہیں یا نہیں؟ مگر صحیح بات یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے ہیں کیونکہ زبور کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

وَالنَّصٰرٰی اور نصرانی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جو شخص ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور عمل کرے گا اچھے، نہ ہوگا ان پر خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نہ ان پر آئندہ کے لیے کوئی خوف ہوگا اور نہ گزشتہ پر کوئی غم ہوگا۔ یعنی اپنے دور میں جو بھی اللہ واحد پر اور اپنے اپنے دور کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لایا وہ کامیاب اور فلاح یافتہ ہے۔

بنی اسرائیل کا نبیوں اور رسولوں سے معاملہ:

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ البتہ تحقیق لیا ہم نے وعدہ بنی اسرائیل سے۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْہِمْ رُسُلًا ط اور بھیجے ہم نے ان کی طرف کئی رسول۔ کُلَّمَا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ جب بھی لایا ان کے پاس کوئی رسول۔ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُھُمْ لا وہ چیز جس کو ان کے نفس نہیں چاہتے تھے۔ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا پیغمبروں کے ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا۔ وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ اور پیغمبروں کے ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

وَحَسِبُوْٓا اور انہوں نے یہ گمان کیا۔ اَلَّا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ کہ نہیں ہوگا کوئی فتنہ اور آزمائش۔ اور پھر اس گمان میں۔ فَعَمُوْا پس وہ اندھے ہوگئے۔ وَصَمُّوْا اور بہرے ہوگئے۔ آنکھیں ان کی حق کو دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور ان کے کان حق کو سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پھر اس کے بعد پے در پے اللہ تعالیٰ کے پیغمبران کے پاس تشریف لاتے رہے اور ان کو حق کا راستہ دکھانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور آیا۔

ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ پھر اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوا۔ ان کو توبہ کا موقع دیا۔ ثُمَّ عَمُوْا پھر وہ اندھے ہوگئے۔ وَصَمُّوْا اور بہرے ہوگئے۔ کَثِیْرٌ مِّنْہُمْ ط ان میں سے بہت سارے پہلے لوگوں کی روش پر چل نکلے۔

وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو عمل وہ کر رہے ہیں۔

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ط وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ

البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا بیشک اللہ تعالیٰ وہ مسیح بن مریم ہے، اور فرمایا مسیح علیہ السلام نے اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

اسرائیل عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بیشک وہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا پس تحقیق

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿72﴾ لَقَدْ كَفَرَ

اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دی جنت۔ اور ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے اور نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔ البتہ تحقیق کافر ہیں

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا

وہ لوگ جنہوں نے کہا بیشک اللہ تعالیٰ تینوں میں تیسرا ہے اور حالانکہ نہیں کوئی الٰہ مگر ایک ہی الٰہ اور اگر وہ باز نہ آئے ان باتوں

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿73﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

سے جو وہ کہتے ہیں البتہ ضرور پہنچے گا ان لوگوں کو جو ان میں کافر ہیں دردناک عذاب۔ کیا پس وہ نہیں توبہ کرتے اللہ تعالیٰ کی

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿74﴾

اور کیوں نہیں اس سے معافی مانگتے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ثَالِثُ: تیسرا، لَمْ يَنْتَهُوْا: وہ باز نہ آئے، لَيَمَسَّنَّ: البتہ ضرور پہنچے گا، يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ: وہ بخشش مانگتے ہیں اس سے۔

ربط:

اوپر یہود کا ذکر بھی تھا اور نصاریٰ کا بھی اب آگے نصاریٰ کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک یعقوبیہ اور دوسرا ملکائیہ۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ میں یعقوبیہ کا ذکر ہے۔ اور لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ میں ملکائیہ کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: نصاریٰ کے کفریہ اور شرکیہ عقائد کی تردید:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ بیشک اللہ تعالیٰ وہ مسیح ابن مریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کے اس باطل قول کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ اور فرمایا مسیح علیہ السلام نے۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ بیشک جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ پس تحقیق

اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہے گا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا۔ اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ بیشک اللہ تعالیٰ تینوں میں تیسرا ہے۔ خدائی کے دو رکن اور ہیں یعنی ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا اُن کی والدہ یا حضرت جرائیل علیہ السلام (نعوذ باللہ) اور تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اور حالانکہ نہیں کوئی الہ۔ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ مگر ایک ہی الہ ہے۔ نہ جرائیل علیہ السلام اس کی خدائی میں شریک ہیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نہ ان کی والدہ یہ سب ان کی خود ساختہ اور جاہلانہ باتیں ہیں۔

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ اور اگر وہ باز نہ آئے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ البتہ ضرور پہنچے گا ان لوگوں کو جو ان میں کافر ہیں۔ عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ کیا پس وہ نہیں توبہ کرتے اللہ تعالیٰ کی طرف، رجوع نہیں کرتے۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ اور کیوں نہیں اس سے معافی مانگتے۔ کہ اے پروردگار! ہم نے غلط معبود بنا رکھے ہیں ہمیں معاف فرمادے ان کو ہم چھوڑتے ہیں۔ گزشتہ گناہوں اور شرکیہ عقائد کی تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ

نہیں ہیں مسیح بیٹے مریم کے مگر رسول۔ تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے کئی رسول۔ اور ماں ان کی بہت سچی تھی۔

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾

وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھ تو کیسے ہم بیان کرتے ہیں ان کے لیے نشانیاں۔ پھر دیکھ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ

کہہ دیں کیا عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے اس مخلوق کی جو نہیں مالک تمہارے لیے نقصان کی اور نہ نفع کی۔

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے اہل کتاب! نہ غلو کرو ناحق اپنے دین میں،

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا

اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشات کی جو گمراہ ہوگئی اس سے پہلے، اور انہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو اور گمراہ ہوگئی

عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ ع ۱۱/۱۴

وہ قوم سیدھے راستے سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صِدِّيْقَةٌ: راست باز/ سچی، كَانَا يَأْكُلٰنِ: وہ دونوں کھاتے تھے، نُبَيِّنُ: ہم بیان کرتے ہیں، يُؤْفَكُوْنَ: وہ پھیرے جاتے ہیں، ضَرًّا: نقصان، برائی، اَهْوَآءَ: خواہشات، خیالات، اَضَلُّوْا: انہوں نے گمراہ کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی نصاریٰ کے شرکیہ عقائد کا بیان تھا اب ان کے مزید شرکیہ عقائد کے بیان کی نفی اور تردید کی جارہی ہے۔

اہم نکات: كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ کی تشریح:

یہ جملہ مختصر ہے لیکن تشریح طلب ہے۔ کہ دونوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کھانا کھاتے تھے اور ظاہر بات ہے جو کھاتا ہے وہ اس عالم میں بہت سی چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زمین کا محتاج ہوگا کہ اسمیں اس کی فصل لگے، پانی کا محتاج ہوگا کہ فصل کو لگے، ہوا کا محتاج ہوگا تا کہ اس کی فصل کو لگے۔ سورج کی کرنوں کا محتاج ہوگا۔ تا کہ اس کی فصل پکے اسی طرح چاند اور ستاروں کی روشنی کا محتاج ہوگا تا کہ پھلوں میں مٹھاس پیدا ہو۔ قضا حاجت کی ضرورت اسکو ہوگی۔ اتنی چیزوں کا محتاج کیسے الٰہ اور خدا بن سکتا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ الٰہ نہیں مخلوق ہیں:

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ نہیں ہیں مسیح علیہ السلام بیٹے مریم علیہا السلام کے مگر رسول۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ تحقیق گزر چکے ہیں اُن سے پہلے کئی رسول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک پیغمبر تشریف لائے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشخبری خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں اور ساتھیوں کو دی۔ چنانچہ آیت نمبر ⑥ سورۃ صف میں آتا ہے۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ. اور میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی۔ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي جو آنے والے ہیں میرے بعد۔ اسْمُهٗ اَحْمَدُ نام اُن کا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ اور ماں ان کی بہت سچی تھی۔ كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ وہ دونوں (حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ) کھانا کھاتے تھے۔

اُنْظُرْ دیکھ تو۔ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ کیسے ہم بیان کرتے ہیں ان کے لیے نشانیاں۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ پھر دیکھ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں۔ واضح باتیں ہونے کے باوجود۔ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کہہ دیں کیا عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے ایسی مخلوق کی۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ جو نہیں

مالک تمہارے لیے نقصان اور نفع کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ نفع تھا نہ نقصان تھا۔ نفع نقصان کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور اللہ تعالیٰ وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے اہل کتاب! لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ نہ غلو کرو ناحق اپنے دین میں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ بناؤ۔ خدائی میں شریک سمجھو نہ خدائی کا درجہ دو کہ اللہ تعالیٰ ان میں داخل ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور رسول ہیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشات کی۔ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ جو گمراہ ہوگئی اس سے پہلے۔ نہ صرف گمراہ ہوئے بلکہ۔ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا اور انہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو۔

وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اور گمراہ ہوگئی وہ قوم سیدھے راستے سے۔ جو اپنی خواہشات پر چلتی ہے لہذا تم ان کے راستہ پر نہ چلنا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ

لعنت کی گئی ان لوگوں پر جو کافر تھے بنی اسرائیل میں سے داؤد علیہ السلام کی زبان پر اور عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کی زبان پر۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿78﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

یہ لعنت اس لیے ہوئی کہ انہوں نے نافرمانی کی۔ اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔ نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو برائی سے

فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿79﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ

جو وہ کرتے تھے البتہ بری تھی وہ کارروائی جو وہ کرتے تھے۔ دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے بہت ساروں کو، دوست بناتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

ان لوگوں کو جو کافر ہیں۔ البتہ بری ہے وہ چیز جو ان کے لیے آگے بھیجی ہے ان کے نفسوں نے، (وہ یہ ہے) کہ ان پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے

وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿80﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ

اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر اور اپنے نبی پر اور اس چیز پر جو ان کی طرف نازل کی گئی،

اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿81﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ

نہ بناتے ان کو دوست اور لیکن اکثریت ان میں سے نافرمانوں کی ہے۔ البتہ ضرور پائیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں

عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ

سے زیادہ سخت دشمنی میں، ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، یہود کو، اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا اور البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ

ضرور پائیں گے ان میں سے زیادہ قریب دوستی میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا بیشک ہم نصرانی ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿82﴾

یہ اس لیے کہ بیشک ان میں سے عالم ہیں، اور پادری اور درویش ہیں، اور بیشک وہ تکبر نہیں کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لُعِنَ: ملعون ہوئے، لِسَانِ: زبان، كَانُوْا لَا: ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے، سَخِطَ: غضب ناک ہوا (اللہ)، مَا اتَّخَذُوْهُمْ: وہ ان کو دوست نہ بناتے، لَتَجِدَنَّ: تو ضرور پائے گا، اَقْرَبَهُمْ: ان کے زیادہ نزدیک، قِسِّيْسِيْنَ: اہل علم، رُهْبَانًا: درویش، لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ: وہ تکبر نہیں کرتے۔

ربط:

سابقہ آیات میں نصاریٰ کا ذکر ہوا اب ان آیات میں بھی یہود ونصاریٰ کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل پر اللہ کے نبیوں نے لعنت کی:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لعنت کی گئی ان لوگوں پر جو کافر تھے۔ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ بنی اسرائیل میں سے۔ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ داؤد علیہ السلام کی زبان پر۔ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر۔ حضرت داود علیہ السلام نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتے والے دن مچھلی کا شکار نہ کریں۔ مگر یہ لوگ باز نہ آئے اور حیلے بہانے سے شکار کرتے رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بار بار منع کرنے کے باوجود جب وہ باز نہ آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ٹالا ہے لہٰذا تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد انہیں بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔ دوبارہ ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لعنت فرمائی یہ واقعہ اسی سورۃ کے آخر میں آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے لیے آسمان سے دسترخوان نازل فرمائے اور پکے پکائے کھانے اس میں ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتے ہو کہ وہ قادر مطلق ہے۔ پھر کہتے ہو کہ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے سب کچھ کر سکتا ہے۔ کہنے لگے پھر اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ہم پر دسترخوان

نازل کرے اور اس میں گوشت بھی ہو پنیر بھی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ان کا مطالبہ مان لیا گیا لیکن اس میں شرط یہ رکھی گئی کہ صرف غریب کھالیں مالدار نہ کھائیں دوسری شرط یہ کہ جتنا کھا سکتے ہو کھالو بچا کر ذخیرہ کر کے نہ رکھو۔ لیکن انہوں نے ان دونوں شرائط کی پابندی نہ کی غریب امیر سب کھاتے اور بھر بھر کر کھانا اپنے ساتھ بھی لے جاتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر لعنت کی۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہ لعنت اس لیے ہوئی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو برائی سے۔

یہود کفار کو دوست بناتے تھے:

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ دیکھیں آپ ان میں سے بہتوں کو۔ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا دوست بناتے ہیں ان لوگوں کو جو کافر ہیں۔ یہودی کافروں مشرکوں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے اور منافقین بھی کافروں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے۔

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ البتہ بری ہے وہ چیز جو ان کے لیے آگے بھیجی ہے ان کے نفسوں نے وہ کیا ہے۔ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یہ کہ ان پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تو دنیا میں ہے۔ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ کچھ یہودی برائے نام مسلمان ہوئے تھے اور ایمان کا دعویٰ کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر۔ وَالنَّبِيِّ اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ اور اس چیز پر جو ان کی طرف نازل کی گئی۔ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ نہ بناتے کافروں کو اپنا دوست۔

وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ اور لیکن اکثریت ان میں سے نافرمانوں کی ہے۔

یہود اور مشرکین مسلمانوں کے شدید دشمن ہیں:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً البتہ ضرور پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے زیادہ سخت دشمنی میں۔ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔ الْيَهُوْدَ یہود کو۔ یعنی مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہودی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ بھلا اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا۔ مسلمانوں کی دشمنی میں سخت پاؤ گے یہود کے بعد مشرک بھی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں چاہے مکے کے ہوں چاہے انڈیا کے ہوں۔

ایک اہم وضاحت:

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً اور البتہ آپ ضرور پائیں گے ان میں سے زیادہ قریب دوستی میں۔ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا۔ اِنَّا نَصٰرٰى ۭ بیشک ہم نصرانی ہیں۔ یاد رکھنا! یہ آیات عام نصاریٰ کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ حبشہ کے ملک سے نصاریٰ کا ستر آدمیوں پر مشتمل ایک قافلہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور وہ سارے مسلمان ہو گئے تھے آگے آئے گا کہ انہوں نے جب قرآن سنا تو رونے لگ گئے تھے یہ ان کے متعلق بیان کیا گیا ہے یہ مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ کا بادشاہ جو کہ عیسائی تھا وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ یہ اس لیے کہ بیشک ان میں سے۔ قِسِّيْسِيْنَ عالم ہیں۔ وَرُهْبَانًا اور پادری اور درویش ہیں۔ وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور بیشک وہ تکبر نہیں کرتے۔ دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ ان آیات کا مصداق آج کے نصاریٰ کو نہ بنانا۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب انہوں نے سنا اس چیز کو جو نازل کی گئی رسول ﷺ کی طرف، آپ ﷺ دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں کو کہ وہ آنسو بہا رہی ہیں

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ

اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس تو لکھ دے ہمیں حق کے

الشّٰهِدِيْنَ ﴿83﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ

گواہوں میں سے۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو ہمارے پاس آئی ہے حق سے۔

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿84﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا

اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمیں داخل کرے گا ہمارا رب نیک قوم کے ساتھ، پس بدلہ دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اس کا جو انہوں نے

قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿85﴾

کہا باغوں کا جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے، اور یہی ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿86﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ع ۹

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ جہنم والے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ

تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور نہ تم تجاوز کرو بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

تجاوز کرنے والوں سے۔ اور کھاؤ اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے حلال پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

وہ ذات کہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَمِعُوْا: انہوں نے سنا، اَعْيُنَهُمْ: ان کی آنکھیں، تَفِيْضُ: بہاتی ہیں، اَلدَّمْعِ: آنسو، نَطْبَعُ: ہر توقع رکھتے ہیں، اَنْ يُّدْخِلَنَا: یہ کہ وہ ہمیں ضرور داخل کرے گا، لَا تُحَرِّمُوْا: تم حرام نہ ٹھہراؤ، رَزَقَكُمْ: تمہیں رزق دیا، طَيِّبًا: پاکیزہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں نیک نصاریٰ کا ذکر کیا گیا یہاں اب اس کی وضاحت ہے کہ دراصل یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے جو قرآن سن کر مسلمان ہو گئے تھے۔

اہم نکات: ان آیات میں حبشہ کے عیسائیوں کا ذکر ہے:

بیان القرآن میں ہے کہ یہ لفظ رُھبان تھا، پارہ ۲۷ میں ہے "وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ" انہوں نے خود رہبانیت گھڑی تھی آگے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فرمایا کہ تم حلال چیزوں کو رہبانوں کی طرح حرام مت سمجھو۔

جب مکہ میں مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم وستم ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ پر مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ چنانچہ مسلمانوں کا قافلہ جو ہتر افراد پر مشتمل تھا اس میں مرد اور عورتیں دونوں تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی زوجہ مطہرہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی اس قافلہ میں شامل تھے۔ کفار نے ان مسلمانوں کو واپس لینے کے لیے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو حبشہ روانہ کیا یہ دونوں حضرات بادشاہ نجاشی سے ملے اور کہا کہ ہمارے کچھ غلام بھاگ کر یہاں آپ کے ملک میں آ گئے ہیں آپ انہیں واپس کر دیں۔ نجاشی نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بات سنوں گا اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں بلوایا گیا مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اور بادشاہ کے سامنے قرآن کی آیات کی تلاوت کی بادشاہ کا قرآن سن کر جو حالت ہوئی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آیات میں مطلع کیا گیا۔

تفسیری نکات: قرآن سن کر نجاشی اور اس کے ساتھیوں کی حالت کا بیان:

وَاِذَا سَمِعُوْا اور جب انہوں نے سنا۔ مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ اس چیز کو جو نازل کی گئی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔

آپ ﷺ دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں کو۔ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ کہ وہ آنسو بہا رہی ہیں (کیوں آنسو بہا رہی ہیں) مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ یَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ پس تو لکھ دے ہمیں حق کے گواہوں میں سے ہم حق کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور قرآن کریم تیری سچی کتاب ہے اور دین اسلام سچا مذہب ہے۔

پھر کہا انہوں نے۔ وَمَا لَنَا اور ہمیں کیا ہے لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ تعالیٰ پر۔ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ اور اس چیز پر جو ہمارے پاس آئی ہے حق سے۔ وَنَطْمَعُ اور ہم امید رکھتے ہیں۔ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا کہ ہمیں داخل کرے گا ہمارا رب۔ مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ نیک قوم کے ساتھ (جنت میں) ان آیات کے مصداق وہ عیسائی ہیں جو حبشہ سے آکر مسلمان ہوئے تھے سارے عیسائی ان آیتوں کے مصداق نہیں ہیں۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ پس بدلہ دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے۔ بِمَا قَالُوْا اس کا جو انہوں نے کہا۔ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغوں کا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ اور یہی ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا (اور برخلاف اس کے) وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ وہی لوگ جہنم والے ہیں۔ جحیم۔ شعلے مارنے والی آگ کو کہتے ہیں۔ مراد دوزخ ہے کہ یہ لوگ دوزخ میں ہوں گے۔

دین میں غلو اختیار نہ کرو:

دین میں غلو اختیار نہ کرو عیسائیوں میں معتدل بھی تھے اور غالی بھی تھے جو غالی تھے انہوں نے بعض حلال چیزوں کو اپنے لیے حرام کر لیا تھا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ نہ حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہیں۔ وَلَا تَعْتَدُوْا اور نہ تم تجاوز کرو۔ کہ حلال کو حرام بناؤ اور حرام کو حلال قرار دو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا تجاوز کرنے والوں سے۔ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اور کھاؤ اسی چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق عطا فرمایا ہے مگر اس کھانے کی دو شرائط ہیں حَلٰلًا طَیِّبًا

ایک تو یہ کہ حلال ہو یعنی اللہ کی طرف سے حلال اشیاء جن کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے دوسرے طیب ہو طیب سے مراد یہ کہ کسی کا حق شامل نہ ہو یعنی کسی کی چوری کر کے حق مار کر حاصل نہ کی گئی ہو جیسے مرغا، گندم، چاول وغیرہ حلال ہیں لیکن یہ چوری شدہ نہ ہوں چوری شدہ اور حرام کمائی سے حاصل کردہ چیز طیب نہیں ہوگی اور اس کا کھانا حلال نہ ہوگا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ سے الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ وہ ذات کہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ تعالیٰ بے ہودہ قسموں کے بارے میں، اور لیکن پکڑے گا تمہیں ان قسموں کے بارے میں کہ تم نے

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ

گرہ لگائی ہے قسموں پر۔ پس اس کا کفارہ کھانا کھلانا ہے دس مسکینوں کو درمیانے درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔

اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ

یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا گردن یعنی غلام آزاد کرنا ہے۔ پس جو شخص ان میں سے کوئی چیز نہ پائے تو تین دن کے روزے ہیں۔

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اٹھا بیٹھو۔ اور محفوظ رکھو اپنی قسموں کو، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿89﴾

اپنے احکام تاکہ تم شکر ادا کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَقَّدْتُّمْ: تم نے مضبوط باندھا، اَلْاَيْمَانَ: قسمیں، كَفَّارَتُهٗٓ: (پس) کفارہ اس کا، اِطْعَامُ: کھانا دینا، کھلانا، اَوْسَطِ: درمیانہ، تُطْعِمُوْنَ: تم کھلاتے ہو، اَهْلِيْكُمْ: اپنے گھر والوں کو، كِسْوَتُهُمْ: ان کو کپڑے پہنا دینا، حَلَفْتُمْ: تم نے قسم کھائی، اِحْفَظُوْٓا: تم حفاظت رکھو۔

ربط:

پہلے تھا کہ حلال چیزوں کو حرام مت کرو اب آگے فرمایا کہ کبھی چیز حلال ہوتی ہے انسان قسم اٹھا کر اپنے اوپر حرام کر دیتا ہے یہاں اس کو بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قسم کھانے سے متعلق احکامات کا بیان:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ نہیں پکڑے گا اللہ تعالیٰ تمہیں بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ بے ہودہ قسموں کے بارے میں۔ یہ بڑا اہم بیان ہے یاد رکھو شرعی اصول کے مطابق قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کی اٹھائی جا سکتی ہے اور اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم، کعبہ کی قسم، پیر کی قسم، دودھ کی اور بیٹے کی قسم یہ سب حرام قسمیں ہیں۔ قرآن کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کی صفت ہے۔ قسم کی تین اقسام ہیں ① لغو، ② غموس، ③ منعقدہ۔ لغو وہ

ہے جو غیر اختیاری طور پر بغیر ارادہ کے منہ سے نکل جائے یا کہے کہ اللہ کی قسم میں نے یہ کام نہیں کیا اور وہ کام کیا ہو مگر یاد نہیں رہا تو یہ بھی لغو قسم ہے لغو قسم کی ان دونوں اقسام کا کفارہ نہیں ہے۔ جیسے اوپر فرمایا گیا ہے۔ دوسری قسم غموس ہے کہ دیدہ دانستہ قسم اٹھاتا ہے کہ میں نے وہ کام نہیں کیا حالانکہ وہ کام کیا ہوتا ہے اس قسم کا بھی کفارہ نہیں مگر جھوٹی قسم اٹھانے والا گناہ گار ہے آخرت میں مواخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ جہنم میں غوطہ دے گا کیونکہ غمس کے معنی غوطے کے ہیں۔ تیسری قسم منعقدہ ہے مستقبل میں کسی چیز کے متعلق قسم اٹھائے کہ میں وہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا۔ تو ایسی قسم کو توڑنے پر کفارہ ہے۔ اس کے متعلق اب یہاں بیان فرما رہے ہیں۔

قسم کے کفارے کا بیان:

فَكَفَّارَتُهٗٓ پس اس کا کفارہ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ کھانا کھلانا ہے دس مسکینوں کو۔ مسکین وہ ہے جو زکوۃ کا حق دار ہے اور مسلمان ہے۔ اور وہ مسکین سید خاندان کا نہ ہو۔ نیز ایسا بوڑھا یا بچہ نہ ہو کہ اس کے لیے کھانا پینا مشکل ہو ان کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ کھانا کیسا ہو؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ درمیانے درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ نہ اچار، چٹنی اور لسی کے ساتھ اور نہ اعلیٰ قسم کا کھانا مرغ پلاؤ وغیرہ۔ اَوْ كِسْوَتُهُمْ یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا ہے۔ لباس دینا ہے کہ جس میں نماز درست ہو جائے کرتا شلوار یا تہہ بند اور ٹوپی البتہ جوتا اس میں شامل نہیں ہے۔ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ یا گردن یعنی غلام آزاد کرنا ہے۔ نزولِ قرآن کریم کے وقت غلام اور لونڈیاں موجود تھیں۔ اب اس دور میں لونڈی اور غلام نہیں ہوتے ہیں۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو شخص ان میں سے کوئی چیز نہ پائے۔ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ تو تین دن کے روزے ہیں۔ اور یہ روزے مسلسل رکھنے ہیں۔ ایسا نہیں کر سکتا کہ ایک آج رکھ لے اور دوسرا دو دن کے بعد اور تیسرا چار دن کے بعد۔ بلکہ لگاتار رکھنے ہیں اور اگر روزے رکھنے کے دوران مسکینوں کو کھانا کھلانے یا لباس پہنانے کی قدرت حاصل ہوگئی۔ مثلاً ایک روزہ یا دو روزے رکھے تھے کہ وراثت میں رقم مل گئی یا کسی نے ہدیئے کے طور پر رقم دے دی اور یہ قسم کھانے والا مسکینوں کو کھانا کھلانے پر قادر ہو گیا تو صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تیسرا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اب دس مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا۔ کیونکہ ابھی وقت باقی ہے اور وہ کھانا کھلانے پر قدر ہو گیا ہے اور ایک یا دو روزے جو اس نے رکھے ہیں ان کا اسے الگ ثواب ملے گا۔

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا۔ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ جب تم قسمیں اٹھا بیٹھو۔ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ اور محفوظ رکھو اپنی قسموں کو۔ اگر قسمیں ایسی ہیں کہ ان کا توڑ دینا ضروری نہیں ہے کیونکہ قسم اگر ناجائز کام کے

لیے اٹھائی ہے تو اس کا توڑ دینا ضروری ہے۔ ایسی قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر ادا کرو۔ زندگی کے ہر شعبے کے لیے شریعت نے احکام بیان فرمائے ہیں تاکہ تم دین کے مطابق نظم وضبط والی زندگی گزارو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ پختہ بات ہے شراب اور جوا اور بت اور تقسیم کے تیر گندگی ہے

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ

شیطان کے کام ہیں۔ پس بچو تم اس سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پختہ بات ہے ارادہ کرتا ہے شیطان اس بات کا کہ ڈالے

بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ

تمہارے درمیان دشمنی اور بغض (اور کینہ) شراب اور جوئے کی وجہ سے، اور تاکہ تمہیں روکے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ

اور نماز سے۔ پس کیا تم باز آؤ گے۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور بچو تم ان کی مخالفت سے۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

پس اگر تم اعراض کرو گے پس تم جان لو پختہ بات ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہے پہنچا دینا کھول کر، نہیں ہے ان لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

پر جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے کوئی گناہ اس چیز میں جو انہوں نے کھایا جب کہ وہ ڈرتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ

اور نیک عمل کرتے رہیں پھر وہ تقویٰ اختیار کریں اور ایمان پر قائم رہیں پھر وہ پرہیزگاری اختیار کریں اور نیکی کریں

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع ١٢

اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَنْصَابُ: بت، رِجْسٌ: گندا، ناپاک، فَاجْتَنِبُوْهُ: پس تم بچتے رہو اس سے، اَنْ يُّوْقِعَ: یہ کہ وہ ڈال دے،

يَصُدَّكُمْ: وہ روکے تمہیں، مُنْتَهُوْنَ: باز آنے والے، طَعِمُوْٓا: جو کچھ وہ کھا چکے۔

ربط:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

اس سے قبل آیات میں تھا کہ حلال چیزوں کو حرام مت سمجھو اب ان آیات میں بیان فرمایا جارہا ہے کہ حرام چیزوں کو حلال مت سمجھو۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تو بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ جو لوگ پہلے شراب پیتے تھے ان کا کیا ہوگا آخر ۳ ہجری تک تو شراب حلال تھی، وہ جو حرام ہونے سے پہلے ہم نے پی ہے اس کا کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کچھ نہ ہوگا۔

شراب اتنی جلدی چھوٹتی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ

تفسیری نکات: شراب، جواء، بت اور تصاویر بنانا اور لاٹری وغیرہ حرام ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ پختہ بات ہے شراب، اب یہاں حرام اشیاء کا بیان فرمایا جارہا ہے جو چیزیں قطعی طور پر حرام ہیں ان میں سے ایک شراب ہے۔

وَالْمَيْسِرُ اور جوا۔ بڑے گناہوں میں سے ایک جوا بھی ہے جس کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ وہ تمام کی تمام حرام ہیں۔

وَالْاَنْصَابُ اور بت۔ اَنْصَابُ نَصَبٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے۔ بت۔ پہلے زمانے میں بھی لوگ جان دار چیزوں کے بت بناتے اور بیچتے تھے اور آج بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اور تصویریں جاندار اشیاء کی چاہے ہاتھ کی بنی ہوئی ہوں یا فوٹو وغیرہ کھینچی گئی ہو یہ سب حرام ہے۔

وَالْاَزْلَامُ اور تقسیم کے تیر۔ اَزْلَامٌ جمع ہے زلم کی۔ زلم کے معنی ہیں لاٹری یہ بانڈ وغیرہ اسی مد میں آتے ہیں۔ یہ اسلام کی روح کے خلاف ہیں۔ زلم کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کعبۃ اللہ میں ایک تھیلا رکھا ہوا تھا اس میں تیر تھے کسی تیر پر لا لکھا ہوا تھا جس کا معنی ہے۔ نہیں۔ اور کسی پر۔ نعم۔ لکھا ہوا تھا جس کا معنی ہے۔ ہاں۔ اور کچھ تیر خالی ہوتے تھے جن پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔ لوگ اس طرح کرتے تھے کہ انہوں جب کوئی کام کرنا ہوتا تھا مثلاً کہیں رشتہ کرنا ہے سفر پر جانا ہے یا کوئی کاروبار شروع کرنا ہے۔ غرضیکہ کوئی بھی اہم کام کرنا ہوتا تو جا کر تیر نکلواتے۔ اس ارادے سے کہ میں یہ کام کروں یا نہ کروں۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر لکھا ہوتا۔ نعم۔ تو وہ کام کرتے تھے یہ سمجھتے ہوئے کہ بات پکی ہے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر لکھا ہوتا۔ لا۔ تو وہ کام نہ کرنا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کام نہیں ہوسکتا۔ اگر سادہ تیر نکلتا تو دوسری تیسری بار فال نکالنے کا موقع

دیا جاتا بالآخر کوئی نعم یا لا والا تیر نکل ہی آتا۔

اور فال نکالنے کا یہ طریقہ بھی ان میں رائج تھا کہ جب کوئی کسی کام کے لیے باہر جانے کا ارادہ کرتا گھر کے قریب کوئی درخت ہوتا اس پر پتھر مارتے۔ عموماً درختوں پر پرندے بیٹھے ہوتے ہیں اگر وہ بائیں جانب اڑتے تو کہتے کہ میرا کام نہیں ہوگا۔ اس کو۔ تطیر۔ کہتے ہیں۔ یعنی پرندے کے ذریعے فال نکالنا۔

رِجْسٌ گندگی ہے۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ شیطان کے کام سے ہیں۔ فَاجْتَنِبُوْهُ پس بچو تم اس سے۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ پختہ بات ہے ارادہ کرتا ہے شیطان۔ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ اس بات کا کہ ڈالے تمہارے درمیان۔ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ دشمنی اور بغض (اور کینہ) فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ شراب اور جوئے کی وجہ سے۔

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اور تاکہ تمہیں روکے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ اور نماز سے۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ پس کیا تم باز آؤ گے۔ ان چیزوں کو چھوڑ دو گے، باز آجاؤ گے۔ اس میں ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دھمکی ہے کہ باز آتے ہو یا ہم کوئی اور تدبیر کریں۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی۔ وَاحْذَرُوْا ۚ اور بچو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پس اگر تم اطاعت سے اعراض کرو گے۔ فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو۔ اَنَّمَا پختہ بات ہے۔ عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ہمارے رسول ﷺ کے ذمہ ہے پہنچا دینا کھول کر۔ منوانا اور تسلیم کرنا اُن کے فریضہ میں شامل نہیں ہے۔

ممانعت سے پہلے جو کچھ ہوا وہ معاف ہے:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے۔ جُنَاحٌ کوئی گناہ۔ فِيْمَا اس چیز میں۔ طَعِمُوْٓا جو انہوں نے کھایا۔ ہماری ممانعت سے پہلے۔ لیکن آئندہ کے لیے شرط یہ ہے کہ۔ اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا جب کہ وہ ڈرتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک عمل کرتے رہیں۔ ثُمَّ اتَّقَوْا پھر وہ تقویٰ اختیار کریں۔ وَّاٰمَنُوْا اور ایمان پر قائم رہیں۔ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ پھر وہ پرہیزگاری اختیار کریں اور نیکی کریں۔ بار بار تقوے اور پرہیزگاری کا حکم اس لیے دیا ہے۔ کہ شراب ایسی چیز ہے کہ چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ ظالم لگی ہوئی۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ سب کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔ البتہ ضرور امتحان لے گا تمہارا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ شکار میں سے۔ پہنچیں گے اس شکار کو

اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ

تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تاکہ ظاہر کردے اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے بغیر دیکھے۔ پس وہ شخص جس

اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

نے تجاوز کیا اس کے بعد، پس اس کے لیے ہے دردناک عذاب۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ نہ مارو تم شکار کرو۔

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ

اس حال میں کہ احرام میں ہو۔ اور جو قتل کرے گا تم میں سے اس شکار کو۔ جان بوجھ کر پس بدلہ ہے اس کے مثل جو اس نے قتل

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ

کیا ہے مویشیوں میں سے، فیصلہ کریں گے اس کے متعلق دو انصاف والے تم میں سے وہ قربانی ہوگی کعبہ تک پہنچنے والی۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا

یا کفارہ ہے مسکینوں کی خوراک یا اس کے برابر ہیں روزے، تاکہ چکھے وہ شخص اپنے کام کا وبال۔ معاف کردیا اللہ تعالیٰ نے جو

سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

گزر چکا اور جو شخص (پھر) کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ انتقام لینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيَبْلُوَنَّكُمْ: البتہ ضرور وہ آزمائے گا تمہیں، تَنَالُهٗٓ: پہنچتے ہیں اسے، رِمَاحُكُمْ: تمہارے نیزے، يَخَافُهٗ: کون ڈرتا ہے اس سے، اَلنَّعَمِ: مویشی، چوپائے، ذَوَا (عَدْلٍ): (عدل) والے دو مرد، هَدْيًا: قربانی کا جانور، بٰلِغَ: پہنچنے والا، صِيَامًا: روزے، لِيَذُوْقَ: تاکہ وہ چکھ لے، وَبَالَ: سزا، فَيَنْتَقِمُ: پھر وہ بدلہ لے گا۔

ربط:

اوپر ان چیزوں کا ذکر تھا جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اب ان چیزوں کا ذکر ہے جو عارضی اور وقتی طور پر حرام ہیں۔ یعنی حج اور عمرے کے احرام باندھے ہوئے ہونے کی حالت میں حرام ہیں۔

اہم نکات: مُتَعَمِّدًا سے کیا مراد ہے؟

روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ مُتَعَمِّدًا کی قید سے مراد یہ نہیں کہ خطاء یا غلطی سے قتل کیا تو جزا نہیں بلکہ جزا اس

صورت میں بھی ہے اب یہ قید کیوں لگائی؟ اس لئے لگائی ہے کہ دیدہ دانستہ ایسا کرنے میں یہ جز افعل ہے، اور خطاء ونسیان کی صورت میں جز امحل ہے۔ ان آیات میں حج وعمرہ کے لیے احرام باندھ لینے کے بعد حکم ہے کہ شکار نہیں کر سکتا ہے۔

تفسیری نکات: حالت احرام میں شکار کی ممانعت:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ البتہ ضرور امتحان لے گا۔ تمہارا اللہ تعالیٰ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ کسی چیز کے ساتھ شکار میں سے تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ پہنچیں گے اس شکار کو تمہارے ہاتھ وَرِمَاحُكُمْ اور نیزے۔ اگر ہاتھ سے پکڑنا چاہو تو پکڑ سکو گے اور نیزوں سے مارنا چاہو تو مار سکو گے۔ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے بغیر دیکھے۔

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پس وہ شخص جس نے تجاوز کیا۔ ہمارے منع کرنے کے بعد کہ احرام کی حالت میں شکار نہیں کرنا پھر اس نے شکار کیا۔ تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مارو تم شکار کو اس حال میں کہ احرام میں ہو۔

وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا اور جو قتل کرے تم میں سے اس شکار کو جان بوجھ کر۔ یہ عمد کی قید اتفاق ہے اگر بھول کر بھی قتل کرے گا کہ اس کو یاد نہیں تھا کہ میں احرام میں ہوں پھر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اس پر تمام مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اجماع نقل کیا ہے۔

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ پس بدلہ ہے اس کے مثل جو اس نے قتل کیا ہے مویشیوں میں سے۔ یعنی جس قسم کا جانور شکار کیا ہے اسی قسم کا جانور خرید کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان کرے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے احرام کی حالت میں شتر مرغ کا شکار کیا تو اسے اونٹ دینا پڑے گا۔ ہرن شکار کیا تو بکری دینی پڑے گی اگر خرگوش کا شکار کیا تو بکری کا بچہ دینا پڑے گا کیونکہ یہ جانور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور جس جانور کی مثل صوری نہ ہو اس کی قیمت دینی پڑے گی۔ جیسے چڑیا یا کبوتر ہے۔ اب اس بات کا تعین کون کرے گا کہ شکار شدہ جانور کی مثل اور قیمت کیا ہو تو اس کے متعلق فرمایا:

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اس کے متعلق دو انصاف والے تم میں سے فیصلہ کریں گے۔ اس کے متعلق دو انصاف والے تم میں سے محرم نے جس علاقے میں شکار کیا ہے اس علاقہ میں مثلاً کبوتر یا فاختہ کی کیا قیمت ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں گے۔

هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ وہ قربانی ہوگی کعبہ تک پہنچنے والی۔ ھدی۔ اس قربانی کو کہتے ہیں جو حرم کعبہ میں کی جائے اور

حرم سے باہر جو قربانی ہوتی ہے اس کو عربی زبان میں اضحیہ۔ ہمزے کے فتح کے ساتھ یا ضمہ کے ساتھ۔ اضحیہ۔ کہتے ہیں۔ کعبہ سے مراد حرم ہے۔ حرم کے علاقہ میں جہاں بھی چاہے اسے ذبح کر سکتا ہے۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ یا کفارہ مسکینوں کی خوراک ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ مثلاً محرم نے کبوتر کا شکار کیا ہے اور وہاں کے دو انصاف والوں نے فیصلہ کیا کہ اس علاقہ میں کبوتر کی قیمت پچاس روپے ہے تو پچاس روپے کی گندم خریدیں گے اور فی مسکین نصف صاع دیں گے جو تقریباً پونے دو سیر بنتی ہے۔ علی ہذا القیاس۔ جتنی بھی رقم ہوگی نصف صاع کے اعتبار سے رقم یا گندم مسکینوں پر تقسیم کر دیں گے۔

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یا اس کے برابر ہیں روزے۔ یعنی نصف صاع کے بدلے ایک روزہ ہے تو جتنے نصف صاع ہوں گے اتنے روزے رکھے گا اور اگر تقسیم کرتے کرتے صاع کا چوتھا حصہ بچ گیا ہے تو یا تو اس کے بدلے پورا روزہ رکھے یا اس کو صدقہ کر دے۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نصف صاع کا ایک روزہ تھا تو چوتھائی کے بدلے آدھا روزہ رکھ لوں۔ کیونکہ روزے کے حصے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں دیا ہے۔

لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ تاکہ چکھے وہ شخص اپنے کام کا وبال۔ جب اس پر پابندی تھی تو اس نے احرام کی حالت میں ایسا کیوں کیا ہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے جو گزر چکا۔ یعنی منع کرنے سے پہلے اگر کسی نے احرام کی حالت میں شکار کیا تھا یا اور کوئی کمی کوتاہی کی تھی تو وہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہے۔

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اور جو شخص (پھر) کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ انتقام لینے والا ہے۔

ان آیات میں احرام والوں کے لیے حالت احرام میں حرام ہونے والی چیزوں کا ذکر ہے۔ جیسے ہی حالت احرام ختم ہوگی تو یہ احکام بھی ختم ہو جائیں گے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ

حلال کیا گیا تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا، فائدہ ہے تمہارے لیے اور مسافروں کے قافلے کے لیے۔ اور حرام کیا گیا

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

تم پر خشکی کا شکار۔ جب تک تم احرام کی حالت میں ہو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ ذات ہے جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

بنایا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت والا گھر ہے لوگوں کے قیام کا ذریعہ، اور عزت والا مہینہ اور مکہ مکرمہ لے جا کر ذبح کرنے والے

وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

جانور اور جن کے گلوں میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں، یہ تاکہ تم جان لو بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿97﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ

زمین میں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ جان لو تم بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿98﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿99﴾

بخشنے والا مہربان ہے، نہیں ہے رسول کے ذمے مگر بات پہنچا دینا، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں، نہیں ہے خبیث چیز اور پاکیزہ برابر اور اگرچہ تم کو تعجب میں ڈالے خبیث چیز کی کثرت۔

ع ۱۴ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿100﴾

پس اے عقلمند و اللہ سے ڈرو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طَعَامُهٗ: اس کا کھانا، لِلسَّيَّارَةِ: قافلہ، اَلْبَرِّ: خشکی، جنگل، مَا دُمْتُمْ: جب تک تم ہو، حُرُمًا: احرام والے، اَعْجَبَكَ: آپ کو اچھی لگے، كَثْرَةُ: کثرت، زیادتی۔

ربط:

اوپر فرمایا کہ تمہارے لئے شکار حرام ہے لیکن خشکی کا شکار حرام ہے آگے فرمایا کہ سمندر کا شکار تمہارے لئے حلال ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ اوپر کعبہ کا ذکر تھا اب اس کی عظمت بیان کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ پہلے ان حلال اور حرام کا بیان تھا جو وقتی طور پر حرام ہیں یا جو دائمی طور پر حرام ہیں اب آگے بیان فرمایا کہ کسی خبیث چیز کی زیادتی اور کثرت سے مرعوب نہ ہو۔

اہم نکات: دنیا کی موجودگی کعبہ پر موقوف ہے:

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ قیام یہ مفعول ثانی ہے، قِيٰمًا کا کیا معنی؟ ایک معنی بیان کرتے ہیں کہ لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں تمام اطراف سے یعنی چاروں طرف سے۔

دوسرا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ وہاں جمع ہو کر افعال حج یا مسلمانوں کے جو معاملات ہیں ان پر غور کرو کہ

کیسے ہم اس کو قائم کریں۔

تیسرا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ جب تک کعبہ موجود ہے تو دنیا موجود ہے۔

بخاری شریف میں ایک روایت آتی ہے کہ آخری وقت میں حبشہ کا ایک بادشاہ ہوگا ٹیڑھی ٹیڑھی اس کی ٹانگیں ہونگی کالا رنگ ہوگا وہ فوج لیکر جائیگا اور کعبہ کے پتھروں کو اکھیڑے گا کأنّی بہ اسود افحج یقلعھا حجرًا حجرًا اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے صور پھونک دو۔ مطلب یہ ہے کہ جب کعبہ ہے تو دنیا ہے کعبہ نہیں تو دنیا بھی نہیں ہوگی۔

تفسیری نکات: سمندری شکار کرنا حالت احرام میں حلال ہے:

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے یعنی مچھلی کیونکہ اس میں ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وَطَعَامُہٗ اور اس کا کھانا بھی حلال ہے۔

مَتَاعًا لَّکُمْ فائدہ ہے تمہارے لیے۔ وَلِلسَّیَّارَۃِ ۚ اور مسافروں کے قافلے کے لیے۔ اس زمانے میں مسافر لوگ تلی ہوئی مچھلیاں ساتھ رکھتے تھے اور کئی کئی دن کھاتے تھے۔ وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ اور حرام کیا گیا تم پر خشکی کا شکار۔ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ جب تک تم احرام کی حالت میں ہو۔ محرم، احرام کی حالت میں شکار کی جنس سے کسی چیز کو ذبح نہیں کرسکتا۔ اگر ذبح کرے گا بھی تو وہ چیز حلال نہیں ہوگی۔ البتہ گھریلو جانوروں کو ذبح کرسکتا ہے جیسے مرغی، بطخ، بکری، دنبہ وغیرہ۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ وہ ذات ہے جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔ میدانِ محشر میں پھر ہر قول اور فعل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

خانہ کعبہ اور قربانی کے جانور اور اشہر حرام کا بیان:

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ بنایا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو الْبَیْتَ الْحَرَامَ جو عزت والا گھر ہے۔ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ لوگوں کے قیام کا ذریعہ ہے اس کا مفہوم اوپر اہم نکات میں بیان ہوچکا ہے۔ وَالشَّھْرَ الْحَرَامَ اور عزت والا مہینہ چار ماہ عزت والے تھے۔ ① ذوالقعدہ، ② ذوالحجہ، ③ محرم، ④ رجب۔ وَالْھَدْیَ اور مکہ مکرمہ لے جاکر ذبح کیے جانے والے جانور۔

وَالْقَلَآئِدَ ؕ اور جن کے گلوں میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں۔ قلائد. جمع ہے۔ قلادۃ کی جس کا معنی ہے ہار۔ حاجی اپنے ساتھ جو بڑے جانور لے جائیں۔ مثلاً اونٹ بیل یا بھینسا ان کے گلے میں پٹا ڈال دیں یا پرانی جوتی ان کے گلے میں لٹکا دیں تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔ تاکہ حاجی اگر قضائے حاجت یا کسی ضرورت کے لیے جائے تو ان کو

کوئی تنگ نہ کرے اور نہ کوئی چھیڑے گلے میں ہار ہونے کی وجہ سے علم ہو جائے گا کہ یہ حاجی کا جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جا رہا ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یہ ایسی بات ہے تا کہ تم جان لو بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو یعنی قول و فعل اور ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جان لو تم بیشک اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سخت سزا دینے والا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اسے بخش دے گا۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ نہیں ہے رسول کے ذمے مگر بات پہنچا دینا۔ تسلیم کرانا پیغمبر کے فریضہ میں داخل نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور جو تم چھپاتے ہو۔

حرام اور حلال ایک جیسے نہیں ہیں:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں۔ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ نہیں ہے برابر خبیث چیز اور طیب چیز۔ خبیث سے مراد حرام ہے اور طیب سے مراد حلال تو اس لحاظ سے معنی بنے گا کہ حرام اور حلال برابر نہیں ہیں۔

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ اگرچہ اے مخاطب! تجھے تعجب میں ڈالے خبیث چیز کی کثرت۔ یعنی ایسا دور آئے گا کہ حرام زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ حلال نہیں ہو جائے گا۔ حرام، حرام ہی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسا دور آئے گا کہ سود لوگوں کے ناک میں سانس کے ساتھ داخل ہوگا۔ دیکھو! آج کے دور میں کوئی شاذ و نادر ہی ایسا کاروبار ہوگا کہ جس کا تعلق بنک کے ساتھ نہ ہو اور بنک کا تو سارا نظام ہی سود پر ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اے عقلمندو! اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو۔ تا کہ تم فلاح پاؤ۔ کامیابی اسی میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کرو اور ان پر عمل کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔ نہ سوال کرو ایسی چیزوں کے بارے میں۔ کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تمہارے سامنے تو تمہیں وہ بری لگیں۔

وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ

اگر تم سوال کرو گے ان کے بارے میں جس وقت نازل کیا جا رہا ہے قرآن وہ تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں گی۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَاَلَهَا

اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا جو اس سے پہلے ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے۔ تحقیق ان چیزوں کے متعلق سوال کیا

قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كٰفِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ

تم سے پہلی قوموں نے پھر ہوگئے وہ ان کے منکر۔ نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ

وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ

اور نہ کوئی وصیلہ اور نہ کوئی حام۔ اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہیں وہ افتراء باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ اور ان میں سے اکثر

لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ

سمجھ نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

کی طرف۔ وہ کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ چیز جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ جانتے ہوں

شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾

کسی چیز کو۔ اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَشْيَآءَ: چیزیں، باتیں، تُبْدَ: ظاہر کردی جائیں، تَسُؤْكُمْ: وہ بری لگیں تمہیں، سَاَلَهَا: ان کا سوال کیا، بَحِيْرَةٍ: بحیرہ (وہ جانور جس کا دودھ بتوں کے نام پر کردیا ہو)، سَآئِبَةٍ: سائبہ (جو جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیا گیا)، وَصِيْلَةٍ: وصیلہ (وہ اونٹنی جو مادہ بچے دینے کی وجہ سے بتوں کے نام کردی گئی ہو)، حَامٍ: حام (اونٹ جو خاص عدد تک جفتی کرنے کی وجہ سے بتوں کے نام کردیا گیا)، وَجَدْنَا: ہم نے پایا۔

ربط:

اوپر ان چیزوں کا ذکر تھا جو حسی طور پر حرام تھیں اب ان چیزوں کا بیان ہے جو معنوی طور پر حرام ہیں۔ حسی طور پر جو حرام ہے مثلاً شراب اور معنوی طور پر جو حرام ہے مثلاً ان اشیاء کے بارے میں سوال مت کرنا جن کے بارے میں سوال کرنا درست نہیں۔

اہم نکات: بے جا سوال کرنے سے ممانعت:

شانِ نزول:

تفسیر ابن کثیر، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر درمنثور وغیرہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرما رہے تھے، ایک شخص نے

اٹھ کر کہا "من أبی" کہ میرا باپ کون ہے؟ اب اس سوال کا اس وعظ سے کیا تعلق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو دین کی باتیں بیان کر رہے تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ میری بیوی حاملہ ہے مجھے بتائیں کہ وہ لڑکا جنے گی یا لڑکی۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ مجھے یہ بتائیں کہ قیامت کب آئے گی۔ ایک شخص ابن نعید نامی کہتا ہے "این ناقتی" میری اونٹنی کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم کہ آپ کی اُونٹنی کہاں ہے۔ ایک شخص نے کہا ما فی بطن ناقتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو خاموش ہو گئے ایک نوجوان صحابی سلمہ ابن سلامہ ابن وقش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے اونٹنی سے بدفعلی کی ہے اس میں تیرا نطفہ ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمہ تم نے فحش گوئی کی ہے اللہ تعالیٰ فحش گوئی کو پسند نہیں فرماتا۔ اُن صحابی کا یہ کہنا جواب نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ میں بے موقع بولنے والوں کو چپ کروانا مقصود تھا بلکہ ناراضگی کا اظہار مقصود تھا۔

سائبہ، بحیرۃ، وصیلہ، حام کونسے جانور ہیں؟

پہلے ان چیزوں کا بیان تھا جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی تھیں اب ان چیزوں کا بیان ہے جو لوگوں نے خود حرام کی ہیں۔

بخاری کتاب التفسیر میں سعید ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے کہ

① ۔ بحیرہ: اس جانور کو کہتے ہیں جس کا دودھ غیر اللہ کے نام پر وقف ہو وہ اونٹ ہو یا گائے ہو یا بکری ہو۔

② ۔ سائبہ: کہتے ہیں اس جانور کو جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا جائے۔ چاہے وہ اونٹ ہو، گائے ہو، بکری ہو یا کوئی اور جانور یا پرندہ ہو۔

③ ۔ وصیلہ: ایسے مادہ جانور کو کہتے ہیں جو مسلسل دو دفعہ مادہ جن چکی ہو ایسی اونٹنی کی نسل جو آگے چلتی تو کفار اس کو بتوں کے نام وقف کر دیتے۔

④ ۔ حام: وہ جانور جو ایک خاص مقدار تک جفتی کر چکا ہو۔

تفسیری نکات: غیر ضروری اور لایعنی سوالات کی ممانعت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔ لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ نہ سوال کرو ایسی چیزوں کے بارے میں اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تمہارے سامنے تو تمہیں وہ بری لگیں۔ وَاِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا اور اگر تم سوال کرو گے ان کے بارے میں حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ جس وقت نازل کیا جا رہا ہے قرآن۔ تُبْدَ لَكُمْ ؕ وہ تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں گی۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا جو اس سے پہلے ہو چکا۔ آئندہ ایسے لایعنی سوال نہ کرنا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے۔ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ تحقیق ان چیزوں کے متعلق سوال کیا تم سے پہلی قوموں نے۔ پھر ہو گئے وہ ان کے منکر۔ یعنی انہوں نے بے قدری کی۔

کفار کے خودساختہ حرام کیے گئے جانور:

اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال فرمائی ہیں ان کو حرام نہ کرو اب اگلی آنے والی آیت میں ان محرمات کا بتایا گیا ہے جو کفار مکہ نے اپنے لیے بلاوجہ حرام کرلی تھیں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ۔ وَّلَا سَآىٕبَةٍ اور نہ (اللہ تعالیٰ نے) کوئی سائبہ (بنایا)۔ وَّلَا وَصِیْلَةٍ اور (اللہ تعالیٰ نے) نہ کوئی وصیلہ (بنایا ہے)۔ وَّلَا حَامٍ اور نہ (اللہ تعالیٰ نے) کوئی حام (بنایا ہے)۔ ان جانوروں کی تفصیل اوپر اہم نکات میں بیان ہوچکی ہے۔

وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہیں۔ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء باندھتے ہیں۔ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ اور ان میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جب ان سے کہا جاتا ہے تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وَاِلَى الرَّسُوْلِ اور رسول کی طرف قَالُوْا حَسْبُنَا وہ کہتے ہیں کافی ہے ہمیں مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وہ چیز جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ کیا اگرچہ ہوں ان کے باپ دادا لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ نہ جانتے ہوں کسی چیز کو اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

اہم نکتہ:

بعض حضرات اس آیت کریمہ سے تقلید کے ناجائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں دراصل تقلید کی دو اقسام ہیں ایک جائز اور دوسری حرام ہے۔

ناجائز تقلید:

قرآن وسنت کے مقابلہ میں کسی کی بات ماننا، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں کسی شخص کے قول وفعل پر عمل کرنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں کسی کی بات ماننا اور اس کی تقلید کرنا یہ تقلید حرام اور ناجائز ہے۔ اور اسلام میں اس تقلید کا کوئی بھی قائل نہیں ہے نہ حنفی، نہ مالکی، نہ شافعی، نہ حنبلی۔

جائز تقلید:

اور اگر کوئی مسئلہ صراحۃً قرآن کریم سے نہیں ملتا اور حدیث پاک میں بھی اس کی صراحت نہیں ہے۔ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس کا کوئی حکم نہیں ملتا تو ایسے مسئلے میں مجتہد

کی تقلید جائز ہے۔ یعنی مجتہد اجتہاد کر کے اس کا حکم بتائے تو اس حکم کو ماننا جائز ہے۔ اور اس اجتہاد کا ذکر خود قرآن اور حدیث پاک میں موجود ہے۔

تقلید کا قرآن سے ثبوت:

قرآن کریم میں ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ. جو لوگ میری طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں تو ان کے راستے کی اتباع کرو۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو بندگان خدا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی اتباع نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ضروری اور واجب ہے۔ کیونکہ امر کا صیغہ ہے اور صیغہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

اور سورۃ نحل میں فرمایا۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. پس اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کم علم اور ناسمجھ کو چاہیے کہ عالم اور سمجھ دار سے پوچھے۔ اور اس پر عمل کرے۔ لہٰذا اس تقلید کو شرک کہنا سوء فہم کا نتیجہ ہے۔

حدیث مبارک سے اجتہاد کا ثبوت:

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو فرمایا:

''جب تمہارے سامنے کوئی جھگڑا آئے گا تو، تم اس کا کیسے فیصلہ کرو گے؟'' انہوں نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہیں نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں سنت رسول ﷺ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول ﷺ اور کتاب اللہ میں تمہیں نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی جس پر اللہ تعالیٰ کا رسول راضی ہے۔ یہ ابوداؤد شریف کی روایت ہے۔ اس حدیث سے صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوئی کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ مل سکے اس میں مجتہد کا قیاس کرنا اور اپنی رائے سے اس کو حل کرنا نبی کریم ﷺ کی رضا کا سبب ہے۔

باقی ان معترضین کا یہ کہنا کہ مقلدین نے اپنے ائمہ کو رسول اللہ ﷺ کی جگہ قرار دے دیا ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے اس لیے کہ پیغمبر معصوم عن الخطاء ہوتا ہے اور امام کو کوئی بھی معصوم نہیں سمجھتا۔ مجتہد کی بات صحیح بھی ہوتی ہے اور اس سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ اور پیغمبر سے غلطی نہیں ہو سکتی ہے۔ تو امام پیغمبر کے مقام و مرتبہ پر کیسے آ سکتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ

ہے جو وہ ہمارے ذمہ لگاتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۗ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تمہارے ذمے اپنی جانیں ہیں، تمہیں نہیں نقصان پہنچائے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر ہو،

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے تم سب کا لوٹنا، پس وہ تمہیں خبر دے گا جو کام تم کرتے تھے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ

گواہی تمہارے درمیان، جس وقت کہ آجائے تم میں سے کسی ایک پر موت، وصیت کے وقت دو گواہ ہوں انصاف والے،

مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ

تم میں سے یا دو اور ہوں تمہارے سوا دوسروں سے، اگر تم سفر کرو زمین میں، پس پہنچے تمہیں موت کی مصیبت،

الْمَوْتِ ۗ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

ان دونوں گواہوں کو روکو تم نماز کے بعد، پس وہ قسم اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی اگر تمہیں شک ہو، (قسم اس طرح اٹھائیں) کہ ہم اس

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ

قسم کے بدلے کوئی قیمت نہیں خریدتے۔ اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اور ہم نہیں چھپاتے اللہ تعالیٰ کی گواہی کو

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

بیشک ہم اس وقت البتہ گناہ گاروں میں سے ہوں گے۔ پس اگر اطلاع ہو جائے اس بات پر کہ وہ دونوں گواہ مستحق ہیں گناہ کے،

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ

پس دوسرے دو کھڑے ہوں ان کی جگہ پر، ان لوگوں میں سے جن کا حق دبایا ہے۔ جو میت کے بہت قریب ہوں، پس وہ دونوں

بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائیں، البتہ ہماری گواہی زیادہ تحقیقی ہے ان پہلے دونوں کی گواہی سے، اور ہم نے تجاوز نہیں کیا بیشک اس

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ

وقت ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔ یہ بات زیادہ قریب ہے یہ کہ لائیں وہ لوگ اپنے طریقے پر، یا وہ خوف کھائیں کہ رد

ع ۸ اَيْمَانٌ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

کردی جائیں گی قسمیں ان کی قسموں کے بعد، اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور سنو اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِهْتَدَيْتُمْ: تم نے ہدایت پائی، اِثْنٰنِ: دو شخص، اٰخَرٰنِ: دوسرے دو، غَيْرِكُمْ: تمہارے علاوہ، تَحْبِسُوْنَهُمَا: تم روکو ان دونوں کو، فَيُقْسِمٰنِ: وہ دونوں قسمیں کھائیں، اِنِ ارْتَبْتُمْ: اگر تم کو شک ہے، لَا نَشْتَرِيْ: ہم نہیں لیتے، ذَا قُرْبٰى: قرابت والا، اَلْاٰثِمِيْنَ: گنہگار، عُثِرَ: اسے خبر دی گئی، اِسْتَحَقَّا: وہ دونوں حقدار ہوئے، يَقُوْمٰنِ: کھڑے ہوں دو آدمی، مَقَامَهُمَا: ان دونوں کی جگہ، اِسْتَحَقَّ: وہ مستحق ہوا، اَلْاَوْلَيٰنِ: دو زیادہ قریبی رشتہ دار، لَشَهَادَتُنَآ: البتہ ہماری گواہی، مَااعْتَدَيْنَا: ہم نے زیادتی نہیں کی، اَنْ يَّاْتُوْا: یہ کہ وہ ادا کریں، عَلٰى وَجْهِهَآ: ٹھیک بمطابق واقعہ، يَخَافُوْٓا: یہ کہ وہ ڈریں، اَنْ تُرَدَّ: یہ کہ الٹی پڑیں گی۔

ربط:

سابقہ آیات میں تھا کہ ان لوگوں کو جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں باپ دادا کا دین کافی ہے ان آیات میں کہا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں پر افسوس نہ کریں بلکہ اپنا فرض ادا کریں۔

اہم نکات: جب آدمی خود ہدایت پر ہو تو دوسرے کی گمراہی کب نقصان دہ نہیں؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ اس آیت سے بظاہر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی خود ہدایت پر ہے تو دوسروں کے گمراہ ہونے کا وبال اس پر نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ضرورت نہیں ہے جب تم ہدایت پر ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے غلط سمجھا جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتا وہ اِهْتَدَيْتُمْ کا مصداق کیسے بنا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جب تم ہدایت پر ہو تو کسی کا گمراہ ہونا تم کو ضرر نہیں دیتا۔

اور یہی روایت نقل کی ہے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم نیکی کا حکم نہ کرو برائی سے نہ روکو۔ جب تم دیکھو کہ نیکی کا حکم نہیں کرتے برائی سے نہیں روکتے دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور ہر آدمی اپنی رائے پر گھمنڈ رکھتا ہے اپنے نفس کو ایسے موقع پر بچانا ہے۔

حالت سفر میں اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

شان نزول:

ایک سفر میں تین آدمی تھے ایک بدیل ابن ورقاء رضی اللہ عنہ یہ مسلمان تھے ان کے دو ساتھی تھے جو اس وقت تک نصرانی تھے، بعد میں مسلمان ہوئے۔ ایک تمیم داری دوسرے عدی بن بدّاء رضی اللہ عنہم۔ بدیل ابن ورقاء رضی اللہ عنہ بیمار تھے یہی دو ساتھی اُن کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے مال کی فہرست بنا کر سامان میں رکھ دی اور دونوں ساتھیوں سے کہا کہ میرا یہ مال میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ ان دونوں نے مال تو پہنچا دیا لیکن میت کے وارثوں نے جب فہرست سے سامان کو ملایا تو اس میں ایک چاندی کا جام غائب پایا، اس جام پر سونے کا کام بھی تھا، انہوں نے اس جام کا تقاضا کیا اور معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم اور عدی کو قسم دلائی ان دونوں نے قسم کھالی کہ اس جام کا نہ ہمیں پتہ ہے اور نہ ہم نے چھپایا ہے اس کے بعد وہ جام مکہ معظّمہ میں کسی تاجر کے پاس مل گیا، تاجر سے پوچھا گیا کہ یہ جام تمہارے پاس کہاں سے آیا، تاجر نے کہا میں نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے اس کے بعد بدیل کے دو رشتے دار اور ولی کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ اللہ کی قسم ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی کی بنسبت درست ہے اور یہ جام ہمارے آدمی کا ہے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیری نکات: کوئی کسی کی گمراہی کا وبال نہیں اٹھائے گا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے ذمے اپنی جانیں ہیں۔ تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ تمہیں نہیں نقصان پہنچائے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ کسی کی گمراہی کا وبال تم پر نہیں آئے گا۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے۔ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ تمہیں خبر دے گا ان کاموں کی جو تم کرتے تھے۔ اب آگے آنے والی آیات کا شان نزول اور پس منظر اور اہم نکات میں بیان ہو چکا ہے۔

سفر کی وصیت کا حکم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ گواہی تمہارے درمیان، اِذَا حَضَرَ

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ جس وقت کہ آجائے تم میں سے کسی ایک پر موت، حِيْنَ الْوَصِيَّةِ وصیت کے وقت اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ دو گواہ ہوں انصاف والے تم میں سے۔ یعنی مومن ہوں اس بات پر کہ یہ میرا سامان ہے اور یہ میری وصیت ہے میرے اہل خانہ کو پہنچا دینا۔

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ یا دو اور ہوں تمہارے سوا دوسروں سے۔ یعنی غیر مسلم جس طرح اس موقع پر غیر مسلم تھے یہ گواہ کب بنانے ہیں؟ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ اگر تم سفر کرو زمین میں فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ پس پہنچے تمہیں موت کی مصیبت۔ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ ان دونوں گواہوں کو روکو تم نماز کے بعد۔

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ پس وہ دونوں قسم اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی۔ قسم کی ضرورت کب پڑے گی؟ فرمایا: اِنِ ارْتَبْتُمْ اگر تمہیں شک ہو (قسم ان الفاظ کے ساتھ اٹھائیں) لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا کہ ہم اس قسم کے بدلے کوئی قیمت نہیں خریدتے ۔ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ اور اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ نہ کسی کی رعایت کریں گے اور نہ کسی کی مخالفت کریں گے۔ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اور ہم نہیں چھپاتے اللہ تعالیٰ کی گواہی کو۔ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ بیشک ہم اس وقت اگر ہم گواہی چھپائیں تو البتہ گناہ گاروں میں سے ہوں گے۔ پس اگر اطلاع ہو جائے فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا اس بات پر کہ وہ دونوں گواہ مستحق ہیں گناہ کے۔ کہ انہوں نے خیانت کی ہے۔

فَاٰخَرٰنِ پس دوسرے دو يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا کھڑے ہوں ان دونوں کی جگہ پر، مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ ان لوگوں میں سے جن کا حق دیا ہے لیکن وہ دو گواہ میت کے بہت قریبی ہوں فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائیں لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا البتہ ہماری گواہی زیادہ تحقیقی ہے ان پہلے دونوں کی گواہی سے۔ وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اور ہم نے تجاوز نہیں کیا۔ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ بیشک اس وقت (اگر ہم تجاوز کریں تو) ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔ اب رہی یہ بات کہ یہ حق میت کے قریبی وارثوں کو کیوں دیا ہے؟ کہ وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ فلاں نے ہمارا حق مارا ہے تو فرمایا۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى یہ بات زیادہ قریب ہے۔ اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ یہ کہ لائیں وہ لوگ گواہی اپنے طریقے پر کیونکہ ان کو معلوم ہوگا کہ اگر ہم نے گواہی میں گڑبڑ کی تو دوسرے گواہ ہمارے مقابلہ میں کھڑے کر دیں گے۔ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ یا وہ خوف کھائیں کہ رد کر دی جائیں گی قسمیں ان کی قسموں کے بعد کہ میت کے وارثوں کو قسم اٹھانے کا حق ہے۔ اگر ہم کوئی ہیرا پھیری کریں گے۔ تو پھر دوسروں کو قسم اٹھانے کا حق ملے گا۔ پھر ہمیں مال بھی دینا پڑے گا اور بدنام بھی ہوں گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔ اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتا ہے اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ صحیح بات کرے۔ وَاسْمَعُوْا ؕ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو سنو، سمجھو اور ان پر عمل کرو۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ

تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔ ہدایت انہیں ہی دیتا ہے جو ہدایت چاہتے ہیں۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ

جس دن اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا پیغمبروں کو، پس فرمائے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا، وہ کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں ہے

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١٠٩﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

بیشک تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے (علیہ السلام) یاد کر میری نعمتیں جو میں

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ

نے تم پر کیں اور تمہاری والدہ پر کیں جب میں نے تمہاری تائید کی پاک روح کے ساتھ، کلام کرتے تھے تم لوگوں کے ساتھ

فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

گہوارے میں اور ادھیڑ عمر میں، اور جب تعلیم دی میں نے تمہیں کتاب کی اور حکمت کی اور توراۃ اور انجیل کی، اور جب تم بناتے

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ

تھے مٹی سے پرندے کی شکل میرے حکم سے پھر اس میں تم پھونکتے تھے پس وہ ہو جاتا تھا پرندہ میرے حکم سے۔ اور تندرست

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ

کرتے تھے تم مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو میرے حکم سے، اور جب تم نکالتے (زندہ کرتے تھے) مردوں کو میرے حکم سے

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تم سے جب تم لائے ان کے پاس واضح دلیلیں۔ پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾

ان میں سے۔ نہیں مگر یہ کھلا جادو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَجْمَعُ: جمع کرے گا، مَاذَآ اُجِبْتُمْ: تم کو جواب دیا گیا، عَلَّامُ: خوب جاننے والا، اَلْغُيُوْبِ: چھپی ہوئی باتیں، وَالِدَتِكَ: تیری ماں، اَيَّدْتُّكَ: میں نے تیری مدد کی، عَلَّمْتُكَ: میں نے تجھے سکھائی، اِذْ تَخْلُقُ: جب تو بناتا تھا، فَتَنْفُخُ: پھر تو پھونک مارتا تھا، تُبْرِئُ: تو اچھا کرتا تھا، بِاِذْنِيْ: میرے حکم سے، كَفَفْتُ: میں نے روکا، جِئْتَهُمْ: تو لایا تھا ان کے پاس۔

رابط:

اوپر اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا میں قیامت کا ذکر تھا اب آگے بھی قیامت کا ذکر ہے کہ جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ رسولوں سے سوال کریگا کہ تمہیں کیا جواب ملا۔ اور لوگوں سے سوال ہوگا مَاذَا اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ یعنی امتوں سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے کیا جواب دیا اور پیغمبروں سے سوال ہوگا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔

تفسیری نکات: قیامت کے دن رسولوں سے سوال:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ جس دن اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا پیغمبروں کو پس فرمائے گا۔ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ مگر پیغمبروں کی زبانی سننا چاہے گا۔

قَالُوْا وہ (پیغمبر) کہیں گے لَا عِلْمَ لَنَا ؕ ہمیں کچھ علم نہیں۔ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اے پروردگار! بیشک تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔

مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ یہاں بعض حضرات نے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوش وحواس قائم نہیں ہوں گے۔ بھول جائیں گے کہ ہمیں امتوں نے کیا جواب دیا تھا۔ مگر محققین حضرات اس تفسیر کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ. ان کو غم میں نہیں ڈالے گی بڑی گھبراہٹ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر اس دن کی گھبراہٹ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ پیغمبروں کے ہوش وحواس قائم نہ رہیں۔

دوسری تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے فرمائیں گے۔ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ تو پیغمبر جواب دیں گے اے پروردگار! تیرے تفصیلی اور محیط علم کے مقابلہ میں ہمارا محدود علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ بیشک تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے تیسری تفسیر ابن جریج تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہتے ہیں: کہ پیغمبروں کے کچھ امتی تو ان کے قریب رہتے تھے اور کچھ دور دراز کے علاقوں میں اسی طرح کچھ تو ان کے زمانے میں موجود تھے اور کچھ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مثلاً آنحضرت علیہ السلام کے امتی صرف وہی تو نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں موجودگی کے وقت تھے بلکہ قیامت تک آنے والے سب جن وانس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں۔ تو پیغمبر کہیں گے اے پروردگار! ہم ان کو تو جانتے ہیں جو ہمارے سامنے اور قریب تھے کہ انہوں نے ہمیں یہ جواب دیا اور ان کو نہیں جانتے جو دور دراز علاقوں میں رہنے والے تھے۔ یا جو ہمارے دنیا سے چلے آنے کے بعد آئے کہ انہوں نے کیا کہا اور کیا کیا کرتے رہے۔ اور یہی جواب آنے والے رکوع میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی آرہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن سوال:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اذْكُرْ نِعْمَتِیْ یاد کرو میری نعمتیں۔ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ جو میں نے تم پر کیں (کہ تمہیں بغیر باپ کے پیدا کیا) اور تمہاری والدہ پر کیں (کہ بغیر خاوند کے بچہ دیا) اور دوسری نعمتیں الگ ہیں کہ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ جب میں نے تمہاری تائید کی پاک روح یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا تم کلام کرتے تھے لوگوں کے ساتھ گہوارے میں اور ادھیڑ عمر میں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ وہ بچپن میں بھی بڑی معقول تقریر کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی بچپن کی تقریر سورۃ مریم میں موجود ہے۔

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور جب تعلیم دی میں نے تمہیں کتاب کی اور حکمت کی۔ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی۔

مفسرین اس کی یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اور چالیس سال زمین پر حکومت کریں گے۔ اور قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ اگر قرآن وسنت کا علم نہیں ہوگا تو فیصلے کس طرح کریں گے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ اور جب تم بناتے تھے مٹی سے پرندے کی شکل میرے حکم سے پھر اس میں تم پھونکتے تھے پس وہ ہو جاتا تھا پرندہ میرے حکم سے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا تھا۔

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ اور مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو میرے حکم سے تندرست کرتے تھے۔ برص کے دو معنی کرتے ہیں ایک پھل بہرہ اور دوسرا کوڑھ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اللہ تعالیٰ مادر زاد اندھے کو بینا فرما دیتے تھے۔ کوڑھ والے کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو تندرست کر دیتا تھا۔ ایمان کی شرط کے ساتھ کہ مثلاً مادر زاد اندھا آیا آپ اس کو فرماتے تھے کہ اگر تو میرے اوپر ایمان لے آئے تو میں تیری آنکھوں پر ہاتھ پھیروں گا اللہ تعالیٰ تجھے بینا کر دے گا۔

تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک دن میں پچاس ہزار آدمی تندرست ہوئے۔

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ اور جب تم مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتے تھے۔ چار مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر خاص طور پر تفسیروں میں آتا ہے۔

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست، ② ایک بوڑھی عورت کا بیٹا، ③ چونگی پر ملازمت کرنے والے ایک شخص کی بیٹی، ④ اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا سام۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تم سے۔ وہ تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ان کے ہاتھ آپ تک نہیں پہنچنے دیئے۔ جب تم لائے ان کے پاس واضح دلیلیں۔ پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے ان میں سے، نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

اور جب میں نے وحی کی حواریوں کی طرف کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر۔ کہا انہوں نے ہم ایمان لائے اور اے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ

اللہ تو گواہ رہ بیشک ہم مسلمان ہیں۔ جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اس بات کی کہ وہ نازل کرے ہم پر دسترخوان آسمان کی طرف سے فرمایا ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان والے۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

کہا انہوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اس دسترخوان سے اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے سچ کہا ہے

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ

اور ہو جائیں ہم اس دسترخوان پر گواہی دینے والوں میں سے۔ فرمایا عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے، اے اللہ جو ہمارا رب ہے

اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

تو اتار دے ہم پر دسترخوان آسمان کی طرف سے کہ ہو ہمارے لیے خوشی کا ذریعہ ہمارے پہلوں کے لیے اور ہمارے پچھلوں کے لیے

وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا

اور نشانی ہو تیری طرف سے۔ اور تو ہمیں رزق دے اور تو بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں اتارنے والا ہوں

عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗ

اس دسترخوان کو تم پر پس جو شخص ناشکری کرے گا اس کے بعد پس میں اس کو سزا دوں گا ایسی سزا کہ نہیں سزا دوں گا

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ ع ٥

میں ایسی جہان والوں میں سے کسی ایک کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَوْحَيْتُ: میں نے دل میں ڈالا، اَلْحَوَارِيّٖنَ: حواری، ساتھی، بِرَسُوْلِيْ: میرے رسول پر، مَآئِدَةً: دسترخوان، نُرِيْدُ: ہم چاہتے ہیں، اَنْ نَّاْكُلَ: یہ کہ ہم کھائیں، صَدَقْتَنَا: تو نے ہم سے سچ کہا، نَكُوْنَ: ہم رہیں، ہم ہو جائیں، اَنْزِلْ: نازل کر، اُتار، عِيْدًا: عید، خوشی، لِاَوَّلِنَا: ہمارے پہلوں، اٰخِرِنَا: ہمارے بعد والوں، وَارْزُقْنَا: اور تو ہمیں روزی دے، اَلرّٰزِقِيْنَ: رزق دینے والے، مُنَزِّلُهَا: اُتارنے والا اس کو، اُعَذِّبُهٗ: میں عذاب دوں گا اس کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی قیامت والے دن ہونے والی گفتگو کا بیان تھا۔ اور انعامات جو ان پر کیے ان کا ذکر تھا ان آیات میں مائدہ جو حواریین کی درخواست پر نازل کیا گیا اس نعمت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کا تذکرہ:

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اور جب میں نے وحی کی حواریوں کی طرف اور اس وحی کی نوعیت کیا تھی یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی انہوں نے حواریین کو بتایا یا یہاں وحی سے مراد الہام ہے کہ ان کے دل میں اللہ نے یہ بات ڈالی۔

اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر چونکہ وہ لوگ بڑے مخلص تھے۔ کہا انہوں نے ہم ایمان لائے اور اے اللہ تو گواہ رہ بیشک ہم مسلمان ہیں۔ وہ حواری بڑے مخلص اور سادہ لوگ تھے۔

حواریین کا دسترخوان کے نزول کا مطالبہ:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۚ جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے علیہ السلام کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے اس بات کی کہ وہ نازل کرے ہم پر دسترخوان آسمان کی طرف سے۔

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کہ ایک طرف تو کہتے ہو

آپ کا رب اور دوسری طرف کہتے ہو کہ وہ آسمان سے دستر خوان اتارنے پر قادر ہے کہ نہیں؟ جب اس کو ربّ کہتے ہو جو آسمانوں، زمینوں کا خالق ہے۔ جس نے پہاڑوں کو پیدا کیا، چاند، سورج، ستاروں کو پیدا کیا اس کے لیے آسمان سے دستر خوان اُتارنا کون سا مشکل کام ہے۔

قَالُوْا کہا انہوں نے۔ ہمیں اپنے رب کی صفات میں تو کوئی شبہ نہیں ہے۔ نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اس دستر خوان سے وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا اور کھانا کھانے کے بعد ہمارے دل مطمئن ہو جائیں۔

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا اور ہم جان لیں کہ آپ نے سچ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً تمہاری مدد کرتا رہے گا۔ باقی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے جیسے گنہگار اس قابل ہیں کہ ہمارے لیے آسمان سے دستر خوان نازل ہو۔ اور ہم آسمانی دستر خوان سے کھانا کھائیں۔ اور ہو جائیں ہم اس دستر خوان پر گواہی دینے والوں میں سے۔ کہ واقعی آسمان سے دستر خوان نازل ہوا تھا اس پر کھانے لگے ہوئے تھے اور ہم نے کھائے تھے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ حواری اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکر نہیں، قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ اے اللہ جو ہمارا ربّ ہے تو اتار دے ہم پر دستر خوان آسمان کی طرف سے تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا کہ ہو ہمارے لیے خوشی کا ذریعہ لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا ہمارے پہلوں کے لیے اور پچھلوں کے لیے۔ پہلوں کے لیے کا مطلب تو یہ ہوا کہ ان آباؤ اجداد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں من سلویٰ نازل ہوا تھا اور پچھلوں سے مراد یہی لوگ جن پر دستر خوان نازل ہوا اور ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ پہلوں سے مراد کہ جن پر دستر خوان نازل ہوا اور پچھلوں سے مراد بعد میں آنے والے کہ ان کے لیے باعث فخر ہو گا کہ ہمارے بڑوں پر آسمان سے دستر خوان نازل ہوا تھا۔

وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور نشانی ہو تیری طرف سے۔ اے پروردگار، اور تو ہمیں رزق عطا فرما۔ اور تو بہتر روزی دینے والا ہے۔

مائدہ کی نعمت کی خلاف ورزی پر عذاب:

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میں اتارنے والا ہوں اس دستر خوان کو تم پر۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پس جو شخص ناشکری کرے گا اس کے بعد پس میں اس کو سزا دوں گا ایسی سزا کہ نہیں سزا دوں گا میں ایسی جہان والوں سے کسی ایک کو۔

ترمذی شریف میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے دستر خوان

نازل ہوا اس میں گوشت اور روٹیاں تھیں۔ بعض تفسیروں میں مچھلی کا بھی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھنی ہوئی مچھلیاں بھی نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پابندی تھی کہ وقت پر جو کھانا نازل ہو مثلاً صبح یا شام کے وقت تو تم خوب سیر ہو کر کھاؤ مگر ذخیرہ نہیں کرنا اور یہ تفسیر بھی ہے کہ حکم تھا کہ محتاج اور معذور کھائیں، مالدار اور صاحب حیثیت نہ کھائیں، لیکن انہوں نے قانون کی پابندی نہ کی تھالیں پلیٹیں ساتھ لے آتے اور ان میں ذخیرہ کر لیتے اور مالداروں نے بھی ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ اس طرح یہ لوگ شرائط کی پابندی نہ کر سکے پھر نتیجہ وہی نکلا جس کی خبر پہلے دی جا چکی تھی کہ اگر ناشکری کرو گے تو میں سخت سزا دوں گا۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔ بوڑھے جن کی تعداد تقریباً تین سو تھی ان کو خنزیر کی شکل میں اور نوجوانوں کو بندر کی شکل میں تبدیل کیا۔ بنی اسرائیل کو حضرت داود علیہ السلام کے زمانہ میں بندر اور خنزیر کی شکل میں تبدیل کیا گیا تھا۔ وہ الگ واقعہ ہے اور یہ الگ واقعہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ

اور جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کیا تم نے کہا تھا لوگوں کو، بناؤ مجھے اور میری والدہ کو دو الٰہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کے ماسوا۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے پاک ہے تیری ذات نہیں تھا میرے لائق یہ کہ میں کہوں جس کا مجھے حق نہیں پہنچتا،

إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ

اگر میں نے یہ بات کہی ہو پس تحقیق تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے، بیشک تو ہی ہے

عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي

غیبوں کو جاننے والا۔ میں نے نہیں کہا ان لوگوں کو مگر وہ کچھ جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا رب ہے

وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ

اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان کے اندر تھا پس جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ہی نگران تھا

عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

ان پر اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو ان کو سزا دے پس بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿118﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ

پس بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ یہ دن ہے کہ نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ کہنا، ان کے لیے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ

باغات ہیں بہتی ہوں گی ان باغوں کے نیچے نہریں رہا کریں گے ان باغوں میں ہمیشہ۔ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿119﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سے راضی ہو گئے۔ یہی ہے کامیابی بڑی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں کا ملک اور زمین کا اور جو کچھ زمینوں آسمانوں

وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿120﴾ ع

میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قُلْتَ: تو نے کہا، اِتَّخِذُوْنِيْ: مجھے بنالو، اُمِّيَ: میری ماں کو، اَنْ اَقُوْلَ: یہ کہ میں نے کہا، قُلْتُهٗ: اگر میں نے یہ کہا، عَلِمْتَهٗ: تو نے اسے جان لیا، اَمَرْتَنِيْ: تو نے مجھے حکم دیا، تَوَفَّيْتَنِيْ: تو نے مجھے اٹھالیا، اَلرَّقِيْبَ: خبر رکھنے والا، تَغْفِرْ: تو بخش دے، صِدْقُهُمْ: ان کا سچ، رَضِيَ: (اللہ) راضی ہوا، رَضُوْا: وہ راضی ہوئے۔

ربط:

پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت پر کی جانے والی اپنی نعمتیں گنوائیں اب یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا جانے والا اصل مقصود کو بیان کرتے ہیں۔

اہم نکات: خلفِ وعید، امکانِ کذب، اور امکانِ نظیر میں اہل حق کا مسلک:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مسبوط بحث آپ کو میری کتب تنقید متین، اتمام البرھان اور بانی دار العلوم دیو بند میں ملے گی اس مسئلے میں اختلاف ہے اور اس میں تین عنوان ہیں ① خلف وعید ② امکان کذب ③ امکان نظیر۔

امکان کذب کا معنی کہ کیا اللہ تعالیٰ واقع کے خلاف جملہ بولنے پر قادر ہے یا نہیں اگرچہ نہ بولا ہے نہ بولتا ہے اور نہ بولیں گے۔ اہل حق کہتے ہیں کہ قادر ہے۔ جبکہ معتزلہ، خوارج، روافض اور اہل بدعت کہتے ہیں کہ قادر نہیں ہے۔

مثلاً ابولہب کو دوزخ میں ڈالے گا اس میں تو کوئی شک نہیں اب کیا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس کو جنت میں داخل کردے۔ اہل حق کہتے ہیں کہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اگر اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ جبکہ

یہ باطل فرقے کہتے ہیں کہ نہیں کرسکتا۔ اس کو متکلمین کے اصطلاح میں خلف وعید سے تعبیر کرتے ہیں تیسرا امکان نظیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اوصاف عطا فرمائے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناقب دیئے ایسا نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہے اور نہ پیدا کریگا۔ لیکن اگر پیدا کرنا چاہے تو اھل حق کہتے ہیں کہ کرسکتا ہے۔

جبکہ معتزلہ، روافض، خوارج اور زمانہ حال کے مبتدعین کہتے ہیں کہ نہیں کرسکتا۔ اس کو کہتے ہیں امکان نظیر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے یا نہیں۔

اسی مسئلہ پر کتاب لکھی ہے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے "جهد المقل فی تنزیه المعز والمذل" کے نام سے، میں نے اسی مسئلہ پر تنقید متین، اتمام البرھان اور بانی دار العلوم دیو بند میں دلائل قائم کئے ہیں۔

پہلی دلیل:

کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو معبود بنایا "ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" ان کے مشرک اور کافر ہونے میں کوئی شک ہے؟

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اگر تو ان کو سزا دے تو تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخشے۔ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" یہی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدرت بتلائی ہے کہ اگر تو بخشنا چاہے تو بخش سکتا ہے سزا دیں تو تیرے بندے ہیں اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ اگر تو بخشنا چاہے ان کیساتھ فرمایا نہ کہ اِذَا کیساتھ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ.

دوسری دلیل:

سورۃ ابراھیم میں ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بچا مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ آگے فرمایا رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.
معلوم ہوا کہ مشرک کا بخشنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے مگر بخشے گا نہیں۔

دیکھئے یہ قرآن کریم اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے چھینا نہیں آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہے وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ یعنی اگر ہم چاہیں تو یہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین لیں "کرسکنا اور ہے اور کرنا اور ہے" کسی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کسی نیک آدمی کو دوزخ میں ڈالنے پر قادر ہے؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اگر مارا بدوزخ فرستاد جائے اعتراض نیست" ہم نیکوں کو دوزخ میں ڈال دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

تفسیری نکات: روزِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اور جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیا تم نے کہا تھا لوگوں کو کہ بناؤ مجھے اور میری والدہ کو دو الٰہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔ اللہ تعالیٰ کے تو سب کچھ علم میں ہے یہ سوال محض عیسائیوں کو شرمندہ کرنے کے لیے ہوگا۔ کہ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ خدائی کے رکن ہیں۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے پاک ہے تیری ذات۔ نہیں تھا میرے لائق۔ یہ کہ میں کہوں وہ بات جس کا مجھے حق نہیں پہنچتا۔ نہ میں خدائی کا حقدار، نہ میری والدہ۔

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اگر میں نے یہ بات کہی ہو پس تحقیق تو جانتا ہے۔ کیونکہ تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ اے پروردگار! میرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو تو جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے میں نہیں جانتا کیونکہ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ بیشک تو ہی ہے غیبوں کو جاننے والا۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ میں نے نہیں کہا ان لوگوں کو مگر وہ کچھ جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں نے ان کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کا قطعاً حکم نہیں دیا۔ اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان کے اندر موجود تھا پس جب تو نے مجھے اٹھالیا تو، تو ہی نگران تھا ان پر اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اگر تو ان کو سزا دے پس بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے پس بیشک تو غالب ہے حکمت والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ دن ہے کہ نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ کہنا۔ قیامت والے دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔ حق اور باطل نکھر کر الگ ہوجائیں گے۔ حق والوں کے لیے۔ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ان کے لیے باغات ہیں ان باغوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جنتی ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان جنتیوں سے اور وہ جنتی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی سند ہے۔ یہی

کامیابی بڑی۔ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات حاصل ہیں اور نہ حضرت مریم علیہا السلام کو نہ مخلوق میں سے کسی اور کو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمانوں کا ملک اور زمین کا اور جو کچھ زمینوں آسمانوں میں ہے۔ سب کا وہی مالک، وہی متصرف اسی کا تمام پر کنٹرول ہے۔

مالک اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت اور اختیار سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام انعام ہے یہ مکی سورت ہے قرآنی ترتیب کے لحاظ سے چھٹی (٦) سورت ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا چوّن نمبر (۵۴) ہے۔ یعنی اس سے قبل ترپن (۵۳) سورتیں نازل ہوچکی تھیں اس کے بیس (۲۰) رکوع اور آیات کی تعداد ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ہے۔ اس سورت کا ایک ہی نام ہے اور اَنْعَامٌ نَعَمٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مویشی چونکہ اس سورت میں ان جانوروں کے حلال ہونے کا بیان ہے جن کو مشرکین نے ازخود حرام قرار دیا ہوا تھا۔ اس سے قبل آنے والی سورتوں میں سورۃ الفاتحہ کے علاوہ باقی چاروں سورتیں یعنی البقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ مدنی سورتیں ہیں اور ان سورتوں میں یہود و نصاریٰ کی تردید اور دیگر مسائل کا بیان ہے اور چونکہ سورۂ انعام یہ مکی سورت ہے اس لیے اس میں شرک کی تردید و مذمت کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝١

اور بنائے اس نے اندھیرے اور روشنی۔ پھر وہ لوگ جو کافر ہیں، اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى

وہ، وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا گارے سے سے پھر اس نے مقرر کی ایک میعاد۔ اور ایک اور میعاد ہے مقرر ہے

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝٢ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ

اس کے ہاں، پھر تم اس کی قدرت میں شک کرتے ہو۔ اور وہی اللہ تعالیٰ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ جانتا ہے

سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝٣ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ

تمہاری چھپی ہوئی باتوں کو اور ظاہری باتوں کو اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۭ

نشانیوں میں سے مگر ہوتے ہیں اس سے اعراض کرنے والے۔ پس تحقیق انہوں نے جھٹلایا حق کو جب حق ان کے پاس آیا۔

فَسَوْفَ يَأْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝

پس عنقریب آئے گی ان کے پاس حقیقت اس چیز کی جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَعْدِلُوْنَ: وہ برابر کرتے ہیں، اَجَلًا: وقت، مدت، تَمْتَرُوْنَ: تم شک کرتے ہو، سِرَّكُمْ: تمہارا پوشیدہ، جَهْرَكُمْ: تمہارا ظاہر، تَكْسِبُوْنَ: تم کرتے ہو، مَا تَأْتِيْهِمْ: ان کے پاس نہیں آتی، مُعْرِضِيْنَ: اعراض کرنے والے، يَسْتَهْزِءُوْنَ: وہ ہنستے تھے، وہ استہزاء کرتے تھے، وہ مذاق اُڑاتے تھے۔

ربط:

سابقہ سورۃ کا اختتام توحید پر ہوا تھا اور اس سورت کی ابتدا توحید سے ہو رہی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی توحید اور خالقیت کا بیان:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، تمام کائنات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ اور بنائے اس نے اندھیرے اور روشنی۔ ظلمات، ظلمۃ کی جمع ہے اور ظلمۃ کا معنی ہے اندھیرا اور نور کا معنی ہے روشنی تو اندھیرے بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور روشنی بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی۔

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ پھر وہ لوگ جو کافر ہیں اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ روشنی اور اندھیروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی نے پیدا کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں ٹھہراتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا گارے سے، مٹی خشک ہو تو تراب۔ کہتے ہیں۔ اور گارے کو۔ طین۔ کہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ساری زمین سے مٹی اکٹھی فرمائی۔ پھر اس کو دست قدرت سے گوندھ کر گارا بنا کر رکھ چھوڑا یہاں تک کہ۔ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ. وہ ٹھیکری کی طرح بجنے لگی اس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ پھر اس نے مقرر کی ایک میعاد۔ ہر آدمی کی موت کا وقت مقرر ہے جس سے وہ نہ آگے جا سکتا ہے نہ پیچھے۔ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى اور ایک اور میعاد مقرر ہے۔ عِنْدَهٗ اس کے ہاں قیامت کے برپا ہونے کی، جس طرح شخصی طور پر ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے۔ اسی طرح سارے جہاں کی موت کا وقت بھی مقرر ہے۔ جس کو قیامت کہتے ہیں۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ پھر تم اس کی قدرت میں شک کرتے ہو۔ جس نے تمہیں

گارے اور مٹی سے پیدا فرمایا۔ انسان بنایا کیسی شکل وصورت عطا فرمائی۔ سمع وبصر عطا کی پھر تم اس کی قدرت میں شک کرتے ہو۔ وَهُوَ اللّٰهُ اور وہی اللہ تعالیٰ ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۞ وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۞ اور زمین میں۔ اس کے سوا آسمانوں اور زمینوں میں نہ تو کسی کا اقتدار ہے اور نہ کسی کو اختیار ہے۔ جانتا ہے تمہاری چھپی ہوئی باتوں کو اور ظاہر باتوں کو بھی۔ مخفی سے مخفی تر چیز کو بھی جانتا ہے۔ اور تمہارے دلوں میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ بھی اس کے علم میں ہیں۔ وہ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔ وہ جانتا ہے اُن خیالات کو جو تمہارے سینے میں پوشیدہ ہیں اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو۔ نیکی یا بدی سے رات کو یا دن کو اکٹھے یا تنہائی میں سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ مگر یہ کافر اور مشرک ایسے ضدی ہیں۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر ہوتے ہیں اس سے اعراض کرنے والے۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ فَسَوْفَ يَأْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ پس تحقیق انہوں نے جھٹلایا حق کو جب حق ان کے پاس آیا پس عنقریب آئے گی ان کے پاس حقیقت اس چیز کی تھے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھہ اور مذاق کرتے۔ اَنْۢبٰٓؤُا نبأ کی جمع ہے۔ اور نباء کے معنی ہیں خبر تو مفہوم یہ بنے گا جس عذاب کی خبر کا یہ مذاق اڑاتے ہیں اس کی حقیقت ان کے سامنے آجائے گی کیونکہ جب ان کو دھمکی دی جاتی کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ عذاب آجائے گا تو یہ مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیر کس چیز کی ہے۔ پس لاؤ تم وہ عذاب جس سے ہمیں ڈراتے اگر تم سچے ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت عنقریب ان کے سامنے لائے گا۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا

کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے جماعتیں، ان کو ہم نے قدرت دی تھی زمین میں وہ جو

لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ

نہیں قدرت دی ہم نے تمہیں زمین میں، اور چھوڑا ہم نے آسمان ان پر لگاتار بارش برسانے والا۔ اور بنائی ہم نے نہریں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۞

جو ان کے نیچے جاری تھیں پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ان کے گناہوں کی وجہ سے اور پیدا کیں ہم نے ان کے بعد دوسری جماعتیں۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

اور اگر ہم نازل کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کاغذوں میں لکھی ہوئی، پس وہ اس کو چھو لیں اپنے ہاتھوں سے، البتہ کہیں گے وہ لوگ

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا

جنہوں نے کفر کیا، نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا۔ اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اتارا گیا اس پر فرشتہ، اور اگر ہم نازل کریں فرشتہ

لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا

البتہ طے کر دیا جائے معاملہ، پھر ان کو مہلت نہ دی جائے اور اگر ہم بنائیں اس کو فرشتہ البتہ بنائیں اس کو مرد، اور البتہ ہم خلط ملط

عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

کردیں ان پر اس چیز کو جس کے اشتباہ میں وہ پڑے ہوئے ہیں اور البتہ تحقیق مذاق کیا گیا کتنے رسولوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

پس گھیر لیا گیا ان لوگوں کو جنہوں نے مذاق کیا تھا ان میں سے اس چیز نے، جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَمْ يَرَوْا: کیا وہ دیکھتے نہیں؟، اَهْلَكْنَا: ہم نے ہلاک کر دیا، قَرْنٍ: امتیں، قومیں، مَكَّنّٰهُمْ: ہم نے جما دیا انہیں، لَمْ نُمَكِّنْ: ہم نے نہیں جمایا، مِدْرَارًا: موسلا دھار، تَحْتِهِمْ: ان کے نیچے، اَهْلَكْنٰهُمْ: ہم نے ہلاک کر دیا ان کو، اَنْشَاْنَا: ہم نے پیدا کیا، قَرْنًا: امتیں، قومیں، قِرْطَاسٍ: کاغذ، فَلَمَسُوْهُ: انہوں نے چھو لیا اس کو، مَلَكٌ: فرشتہ، مَلَكًا: فرشتہ، جَعَلْنٰهُ: ہم بنا دیتے اس کو، رَجُلًا: آدمی، لَلَبَسْنَا: ہم مبتلا کر دیتے، يَلْبِسُوْنَ: وہ شبہ میں پڑتے ہیں، اُسْتُهْزِئَ: ہنسی اڑائی گئی، حَاقَ: اس نے گھیر لیا، سَخِرُوْا: انہوں نے ہنسی اڑائی۔

ربط:

پہلے ترغیب تھی اب ترہیب ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی خالقیت کی کچھ اور مثالیں:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے کتنی ہی جماعتیں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے۔ ایک دور میں جو لوگ رہتے ہیں وہ قرن ہے جب تک یہ لوگ ہیں یہ ایک ہی قرن ہوگا یہ چلے جائیں گے دوسرے آجائیں گے تو دوسرا قرن شروع ہو جائے گا مثلاً اس دور میں ہم رہتے ہیں تو ہمارا یہ دور ایک قرن ہے ہمارے بعد دوسرے لوگوں کا دور شروع ہو جائے گا تو وہ دوسرا قرن ہوگا۔ مراد جماعتیں ہیں کہ ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کیں۔ ان سے پہلے ان کو ہم نے قدرت دی تھی زمین میں وہ جو نہیں قدرت دی

ہم نے تمہیں زمین میں۔ انہوں نے زمین میں بڑی کاشتکاری کی بڑے بڑے ڈیم اور حوض بنائے بڑی بڑی بلڈنگز بنائیں نشانات کھڑے کیے اور بہت کچھ کیا کہ اتنی وسعت اور طاقت تمہیں حاصل نہیں ہے۔

وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ اور چھوڑا ہم نے آسمان ان پر لگاتار بارش برسانے والا۔ یعنی ان پر آسمان سے لگاتار بارش برسائی۔ بارش بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اور بنائیں ہم نے نہریں جو ان کی زمینوں کے نیچے جاری تھیں۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کیا، بِذُنُوْبِهِمْ. ان کے گناہوں کی وجہ سے کہ ان قوموں اور جماعتوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، گناہ کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا۔ اور پیدا کیں ہم نے ان کے بعد دوسری جماعتیں۔ اے عرب کے رہنے والو! جو نزول قرآن کے وقت موجود ہو اور اس کے بعد قیامت تک آنے والو! گزشتہ قوموں کے حالات دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو گناہوں کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا اگر تم ان کے نقش قدم پر چلو گے تو جو انجام ان کا ہوا تمہارا بھی وہی ہو گا۔

کفار کا مطالبہ اور اس کا جواب:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ اور اگر ہم نازل کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کاغذوں میں لکھی ہوئی پس وہ اس کو چھو لیں اپنے ہاتھوں سے جس طرح ہمارے ہاتھ قرآن پاک پر لگتے ہیں۔ البتہ کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اتارا گیا اس پر فرشتہ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اور اگر ہم نازل کریں فرشتہ۔ یعنی فرشتہ اپنی اصل شکل میں آئے تو ان میں اس کو دیکھنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ البتہ طے کر دیا جائے معاملہ یعنی اگر فرشتہ ان کے سامنے آجائے تو اسے دیکھنے کی طاقت نہ پا کر فوراً ہلاک ہو جائیں گے ان کا معاملہ ہی صاف ہو جائے گا۔ پھر ان کو مہلت نہ دی جائے گی، فوراً جان نکل جائے گی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور اگر ہم بنائیں اس کو فرشتہ۔ البتہ بنائیں اس کو مرد۔ یعنی اگر فرشتے کو رسول بنا کر بھیجیں تو مرد شکل میں بھیجیں گے۔ اور ہم ان پر خلط ملط کر دیں گے۔ اس چیز کو جس کے اشتباہ میں وہ پڑے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجیں گے تو یہ کہیں گے کہ یہ تو انسان ہے ہم تو فرشتہ مانگتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ اگر یہ لوگ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر آئے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے

فرمایا۔اور البتہ تحقیق مذاق کیا گیا کتنے رسولوں کے ساتھ آپ ﷺ سے پہلے پس گھیر لیا ان لوگوں کو جنہوں نے مذاق کیا تھا ان میں سے اس چیز نے جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے۔یعنی کہتے تھے لے آوہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر ہے تو سچوں میں سے تو فرمایا پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی مذاق ہوتا رہا ہے بس تمہارا کام ہے صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿11﴾ قُلْ

آپ ﷺ کہہ دیں، سیر کرو زمین میں پھر دیکھو تم ،کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔آپ ﷺ کہہ دیں

لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ

کس کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں۔آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے لکھی ہے اللہ تعالیٰ نے

الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اپنی ذات پر رحمت۔البتہ وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا۔قیامت کے دن جس میں شک نہیں ہے۔وہ لوگ جنہوں نے نقصان

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿12﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ

میں ڈالا اپنی جانوں کو پس وہی ایمان نہیں لاتے۔اور اسی کے لیے ہے جو ٹھہرا ہوا ہے رات میں اور دن میں اور وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿13﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جاننے والا ہے۔آپ ﷺ کہہ دیں کیا اللہ تعالیٰ کے سوا بناؤں میں کارساز جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا،

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور اس کو کھلایا نہیں جاتا۔آپ ﷺ کہہ دیں بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں پہلا وہ جو فرمانبرداری

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿14﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

کرنے والا ہے اور ہرگز نہ ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔آپ ﷺ کہہ دیں میں خوف کھاتا ہوں اگر میں نے نافرمانی کی

رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿15﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

اپنے پروردگار کی بڑے دن کے عذاب سے۔جس شخص سے پھیر دیا گیا اس عذاب کو اس دن، پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے

رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿16﴾

اس پر رحم کیا اور یہی ہے کامیابی کھلی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَسِرُوْا: انہوں نے نقصان میں ڈالا، مَاسَكَنَ: جو کچھ آرام پکڑے ہوئے، اَتَّخِذُ: میں پکڑلوں، فَاطِرِ: بنانے والا، يُطْعِمُ: وہ کھلاتا ہے، اُمِرْتُ: مجھے حکم دیا گیا ہے، عَصَيْتُ: میں نے نافرمانی کی، يُصْرَفْ: جس سے پھیر لیا جائے، رَحِمَهٗ: رحم کردیا اس پر، بِضُرٍّ: سختی، تنگی۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ آگے فرمایا سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کہ یہ لوگ کبھی یمن کو جاتے ہیں کبھی شام کو جاتے ہیں فرمایا چل پھر کر دیکھ لو کہ ان سفروں کے دوران تم نے تباہ حال بستیاں دیکھی ہیں پس اللہ کا عذاب نافرمان قوموں پر آیا ہے یا نہیں؟۔

اہم نکات: مشرکین کی طرف سے صلح کے مطالبے پر جواب:

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا اوپر شرک کا رد تھا، مشرکین کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا کہنے لگے ایسا کریں کہ صلح کریں۔ صلح میں یہ ہے کہ آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی پوجا کریں ہم آپکے الٰہ کی پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ کھلاتا ہے اور کھلایا نہیں جاتا اس کو چھوڑ کر اوروں کو الٰہ بناؤں مجھ سے اس چیز کی توقع نہ کرو مجھے تو یہ حکم ہے کہ جو مجھ پر وحی اتری وحی اترنے کے بعد سب سے پہلے میں اپنی گردن اللہ کے سامنے جھکاؤں اور مجھے حکم ہے۔ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ وہ کھلاتا ہے اور کھلایا نہیں جاتا، یہ قضیہ سالبہ ہے اور قضیہ سالبہ وجود موضوع کو نہیں چاہتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کھاتا ہے، کھلایا نہیں جاتا بلکہ اس کیلئے طعام کی صفت ثابت نہیں۔

تفسیری نکات: عبرت کے لیے عذاب والے لوگوں اور علاقوں کو دیکھو:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ آپ ﷺ کہہ دیں، سیر کرو زمین میں، یہ چلنا پھرنا کس نقطہ نظر سے ہے؟ فرمایا۔ پھر دیکھو تم کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ توحید کا انکار کیا پیغمبروں اور کتابوں کی تکذیب کی ان نافرمان قوموں کے انجام اور حشر کو دیکھنے کے لیے زمین میں چلو پھرو۔ آپ ﷺ کہہ دیں کس کے لیے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں چاند سورج ستاروں کے علاوہ بھی بیشمار مخلوق ہے۔ اور زمین میں انسان ہیں، حیوان ہیں، جنات ہیں، پہاڑ، دریا ہیں کیڑے مکوڑے اور پرندوں کے علاوہ بیشمار مخلوقات ہیں ان سے پوچھو یہ کس کی ہیں ان کو کس نے پیدا کیا ہے۔ آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔ لکھی ہے اللہ تعالیٰ

نے اپنی ذات پر رحمت۔ یہ اس کی رحمت کا نتیجہ ہے کہ ہم آپ سب زندہ ہیں ورنہ ہمارے اخلاق واعمال اتنے برے اور نافرمانیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ دنیا میں وہ مجرم قومیں بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا ہی اقرار نہیں کرتیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو جمع کرے گا:

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ البتہ وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں شک نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کا بھی ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی یہ زندگی ختم ہوجائے گی اور اگلے جہان کی ابدی زندگی شروع ہوگی۔ وہ لوگ جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو پس وہی ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید پر، پیغمبروں کی رسالت پر، قیامت کے حق ہونے پر اور اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکام پر۔

تمام مخلوقات پر اللہ قادر مطلق ہے:

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور اسی کے لیے ہے جو ٹھہرا ہوا ہے رات میں اور دن میں۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ مخلوق ایسی ہے جو رات کو آرام کرتی ہے اور دن کو چلتی پھرتی ہے جیسے چڑیاں کبوتر اور دیگر پرندے اور کچھ مخلوق ایسی ہے جو دن کو سکون کرتی ہے اور رات کو چلتی پھرتی ہے۔ جیسے درندے اور دیگر جنگلی جانور بہرحال جو دن کو چلتے پھرتے ہیں ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا کنٹرول ہے اور جو رات کو چلتے پھرتے ہیں ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا کنٹرول ہے۔ اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ ہر ایک کی قریب دور سے آواز، فریاد اور دُعا سننا اسی کا کام ہے۔ اب آگے اس بات کا جواب ہے جو ہم ابھی اہم نکات میں ذکر کر آئے ہیں۔

کفار کے بے جا مطالبے کا جواب:

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ آپ ﷺ کہہ دیں کیا اللہ تعالیٰ کے سوا بناؤں میں کارساز یا معبود۔ اے مشرکین مکہ تم صلح کا یہ فارمولہ لے کر آئے ہو۔ اس رب کے سوا کسی اور کی عبادت کروں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا بغیر نمونے کے کہ ان کے پیدا کرنے سے پہلے ان کا کوئی نمونہ اور ڈھانچہ اور خاکہ نہیں تھا کہ جس کی طرف دیکھ کر ان کو پیدا فرمایا۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح چاہا ان کو پیدا فرمایا تو کیا اس رب کو چھوڑ کر میں غیروں کی پوجا کروں۔ اور وہ کھلاتا ہے اور اس کو کھلایا نہیں جاتا۔ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ.

وہی روزی دینے والا ہے۔ مضبوط طاقت کا ایک مالک ہے۔ اس کو چھوڑ کر تمہاری بات مان لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں
بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں پہلا وہ جو فرمانبرداری کرنے والا ہے۔ وحی اترنے سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہیں۔ کیونکہ جو خود نہیں مانے گا تو دوسروں سے کیا منوائے گا اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی سنا کر
کہہ دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور ہر گز نہ ہو شرک کرنے والوں میں سے۔ شرک کے قریب بھی نہیں جانا۔ یہ کان کھولکر سن
لیں کہ اللہ کے پیغمبر کو شرک کی دعوت دیتے ہیں۔ اس نے تمہاری کوئی بات نہیں ماننی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں خوف
کھاتا ہوں اگر میں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کی بڑے دن کے عذاب سے، میں اپنے پروردگار کی ہرگز نافرمانی نہیں
کرسکتا اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ کسی کو معبود سمجھنا ہے، نہ سجدہ کرنا ہے۔ نہ پکارنا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے سوا مشکل کشا اور حاجت
روا ہے نہ کوئی دستگیر ہے اور نہ کوئی فریاد رس ہے لہٰذا مجھ سے اس قسم کی کوئی توقع نہ رکھنا اور خوش قسمت وہی ہے جس شخص
سے پھیر دیا گیا اس عذاب کو اس دن یعنی قیامت والے دن پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور یہی ہے کامیابی کھلی۔
اور سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ قیامت والے دن آدمی عذاب سے بچ جائے اور اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جائے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ
اور اگر پہنچائے تجھے اے انسان اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف، پس نہیں کوئی دور سکتا اس تکلیف کو مگر صرف وہی، اور اگر پہنچائے تجھے
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿17﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿18﴾
اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی پس وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔
قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ۚ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کون سی چیز بڑی ہے گواہی کے اعتبار سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان
وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ
اور وحی کی گئی میری طرف اس قرآن کریم کی تاکہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ذریعے اور جس تک یہ پہنچے کیا بیشک البتہ تم گواہی دیتے ہو
اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الٰہ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں گواہی نہیں دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے وہ ایک ہی معبود ہے
وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿19﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ
اور بیشک میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی پہچانتے ہیں

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿20﴾ ع ٢ / ٨

ان (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو جس طرح پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں، کو وہ لوگ جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو پس وہ ایمان نہیں لاتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

کَاشِفَ: کھولنے والا، اِنْ يَّمْسَسْكَ: اگر وہ تجھے پہنچائے، اَلْقَاهِرُ: زوروالا، اَيُّ: کون، کونسی چیز، بَيْنِيْ: میرے درمیان، اُوْحِيَ: مجھے وحی کی گئی، لِاُنْذِرَكُمْ: تاکہ میں ڈراؤں تمہیں، مَنْ بَلَغَ: جس کو وہ پہنچے، اٰلِهَةً: معبود، لَآ اَشْهَدُ: میں گواہی نہیں دیتا، بَرِيْٓءٌ: بیزار، لاتعلق، تُشْرِكُوْنَ: تم شرک کرتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کے اس وفد کا جواب دیا گیا تھا جنہوں نے کہا کہ تم ہمارے بتوں کی عبادت کرلو ہم تمہارے معبود کی پوجا کرتے ہیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تمام مشکلات میں حاجت روا مشکل کشا رزّاق خلاّق صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے لہٰذا اسی کی طرف رجوع کرو۔

تفسیری نکات: خیر اور شر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿17﴾ اور اگر پہنچائے تجھے اے انسان اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پس نہیں کوئی دور کرسکتا اس تکلیف کو مگر صرف وہی۔ اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی۔ پس وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر۔ وہ اپنے بندوں سے جس طرح چاہے کام لے سکتا ہے۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ اور وہ حکمت والا باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے گواہ ہیں:

مشرکین عرب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ سرزمین عرب سے اپنی نبوت کا کوئی گواہ پیش کرو۔

تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کا جواب دیا اور فرمایا قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا گواہ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اور وحی کی گئی میری طرف اس قرآن کریم کی۔ یہ قرآن پاک میری نبوت کی گواہی ہے۔

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ تاکہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور جس

تک یہ پہنچے ان کو بھی ڈراؤں جس طرح ہم تک پہنچا ہے۔ کیا بیشک البتہ تم گواہی دیتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الٰہ ہیں۔ ان مشرکوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں گواہی نہیں دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے وہ ایک ہی معبود ہے۔ بیشک تمہارے کلیجے جلتے رہیں اے مشرکو! اور بیشک میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، توراۃ، زبور، انجیل۔ پہچانتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔ مگر ضد، عناد اور بغض کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ لوگ جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو پس وہی ایمان نہیں لاتے۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کی مرضی ہے میں اپنی طرف سے حقیقت کو دلائل کے ساتھ واضح کر چکا ہوں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے افتراء باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا یا اس نے جھٹلا دیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو،

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿21﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

بیشک شان یہ ہے کہ نہیں فلاح پائیں گے ظالم۔ اور جس دن ہم جمع کریں گے سب کو پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا

اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿22﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

کہاں ہیں تمہارے شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔ پھر نہیں ہوگا ان کا عذر اور فریب مگر یہ کہ وہ کہیں گے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿23﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہیں تھے شرک کرنے والے۔ دیکھو کیسا جھوٹ بولا ہے انہوں نے اپنی جانوں پر،

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿24﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ

اور گم ہوگئی ان سے جس کو وہ افتراء باندھتے تھے۔ اور بعض ان میں سے ہیں جو کان رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف،

وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ

اور ڈال دیئے ہیں ہم نے ان کے دلوں پر پردے اس بات سے کہ وہ اس کو سمجھیں، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں اور اگر

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ

وہ دیکھیں ہر قسم کی نشانی، نہیں ایمان لائیں گے اس پر، یہاں تک کہ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو جھگڑا کرتے ہیں

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿25﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں، نہیں ہے یہ قرآن کریم مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿26﴾

اور خود بھی دور ہوتے ہیں اور نہیں وہ ہلاک کرتے مگر اپنی جانوں کو، اور نہیں سمجھتے وہ،

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ

اور اگر دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے کیے جائیں گے آگ پر پس کہیں گے ہائے افسوس ہم پر، ہم لوٹائے جائیں،

مشکل الفاظ کے معانی:

كَذِبًا: جھوٹ، كَذَّبَ: اس نے جھٹلایا، لَا يُفْلِحُ: وہ کامیاب نہیں ہوتا، نَحْشُرُهُمْ: ہم جمع کریں گے ان کو، اَيْنَ: کہاں، شُرَكَآؤُكُمُ: تمہارے شریک، تَزْعُمُوْنَ: تم گمان کرتے، فِتْنَتُهُمْ: ان کا فریب، كَذَبُوْا: انہوں نے جھوٹ بولا، يَسْتَمِعُ: وہ جو کان لگاتا ہے، اَكِنَّةً: پردے، يَفْقَهُوْنَ: وہ (نہ) سمجھیں اس کو، وَقْرًا: بوجھ، يُجَادِلُوْنَكَ: وہ جھگڑا کرتے ہیں تم سے، اَسَاطِيْرُ: کہانیاں، اَوَّلِيْنَ: پہلے لوگ، يَنْـَٔوْنَ: وہ دور بھاگتے ہیں، يُّهْلِكُوْنَ: وہ ہلاک کرتے ہیں، وُقِفُوْا: وہ کھڑے کیے گئے، يٰلَيْتَنَا: اے کاش ہم، نُرَدُّ: ہم لوٹائے جاتے، لَا نُكَذِّبَ: ہم نہ جھٹلاتے۔

ربط:

اوپر مشرکین مکہ کے مطالبے کا رد کیا گیا تھا جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب سے اپنی نبوت کا گواہ لائیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کے شرک کا بیان فرما رہا ہے کہ تم سے بڑا جھوٹا اور ظالم کوئی نہیں ہے۔

اہم نکات: مشرک سے بڑا ظالم کوئی بھی نہیں:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اوپر شرک کا ذکر تھا اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے کہ مشرک سے بڑا ظالم کوئی بھی نہیں۔ اس آیت کی دو تفسیریں مشہور ہیں:

(اوّل): پہلی تفسیر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر افتراء و جھوٹ باندھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اور اس کی طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور عزیر علیہ السلام

و مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے بناتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے تو اس تفسیر کی رو سے اس کا مصداق ایک ہی گروہ ہے کام اس کے دو ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنا دوسرا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانا۔

(دوم): دوسری تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہاں دو گروہ ہیں ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دوسری طرف مشرکین تو فرماتے ہیں کہ غور کرو اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتا ہے کہتا ہے "اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ" کہ وحی مجھ پر اتری ہے اور اس پر اتری نہ ہو۔ تو اس سے بڑا ظالم کون ہے۔ اور اگر یہ شق نہیں کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہوں تو اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا یعنی مشرکین۔ تو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں دو گروہ ہیں ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک طرف مشرکین، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا کہ میں نبی ہوں اور حقیقت میں نہ ہوں تو مجھ سے بڑا ظالم کون ہے اور اگر یہ شق باطل ہے اور یقیناً باطل ہے تو دوسری شق جس نے تکذیب کی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تو اس سے بڑا ظالم کون ہے؟

تفسیری نکات: اللہ پر افتراء کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا اور ظالم ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے افتراء باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء باندھا۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کس طرح باندھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ یا اس سے بڑا کون ظالم ہے کہ اس نے جھٹلا دیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ اور کافروں میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے شریک بھی بناتے ہیں اس کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں بیٹے بیٹیاں بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بھی جھٹلاتے ہیں بے شک یہ ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور جس دن ہم جمع کریں گے سب کو۔ تمام اولین آخرین انسان جن کیڑے مکوڑے تک تمام مخلوق اکٹھی ہوگی حشر کا معنی ہے جمع کرنا میدان محشر کو میدان محشر اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اکٹھے ہونے کی جگہ ہے۔ کیونکہ محشر اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ اس کا لفظی معنی ہے جمع ہونے کی جگہ۔ تو جس دن ہم ساری کائنات کو جمع کریں گے۔ پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہاں ہیں تمہارے شریک۔ جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے کہ ان کے پاس بھی کچھ اختیارات ہیں۔ اور یہ ہمارا کام کروا سکتے ہیں وہ تمہارے شریک کہاں ہیں۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ پھر نہیں ہوگا ان کا عذر اور فریب۔ فتنہ کا معنی فریب بھی ہے اور معذرت بھی۔ بعض مفسرین کرام اس کا معنی معذرت کا کرتے ہیں اور بعض فریب کا کرتے ہیں۔ پھر نہیں ہوگا ان کا عذر اور فریب۔ مگر یہ کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہمارا رب ہے۔ ہم نہیں تھے شرک کرنے والے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ دنیا میں مشرک سے بڑا کوئی بے حیا اور جھوٹا نہیں ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ دیکھو کیسا جھوٹ بولا ہے انہوں نے اپنی جانوں پر اور گم ہوگئی ان سے وہ چیز جس کو وہ افترا باندھتے تھے۔

کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مناظرے اور مجادلے کے لیے آتے تھے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ اور بعض ان میں سے ہیں جو کان رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ چونکہ عرب تھے قرآن کریم بھی عربی زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تو سنتے اور سمجھتے تھے۔ بعض مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اول تا آخر بیٹھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان سنتے تھے مگر مانتے نہیں تھے کیونکہ سمجھنے کی غرض سے نہیں سنتے تھے بلکہ اس لیے سنتے تھے کہ ہمیں کوئی اعتراض کی چیز مل جائے۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ اور ڈال دیئے ہیں ہم نے ان کے دلوں پر پردے۔ اکنۃ، کنان کی جمع ہے۔ کنان پردے کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے۔ اس بات سے کہ وہ اس قرآن کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دیئے۔ اور اگر وہ دیکھیں ہر قسم کی نشانی۔ نہیں ایمان لائیں گے اس پر۔ یعنی ہر قسم کی نشانی معجزہ دیکھیں گے قرآن کریم کی آیات سنیں گے ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر غلاف چڑھا دیئے ہیں اور کانوں میں ڈاٹیں لگا دی ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یہاں تک کہ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں تو جھگڑا کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں، نہیں ہے یہ قرآن کریم مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔ اساطیر جمع ہے اسطورۃ کی اور اسطورۃ کے معنی ہیں کہانی، قصہ، ناول، کہتے تھے کہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ بیشک قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی دور ہوتے ہیں۔ نای کے معنی ہیں دور ہونا۔ خود بھی قرآن سے دور ہوتے ہیں بھاگتے ہیں دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں چوبیسویں پارے میں آتا ہے۔ اور کہا کافروں نے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن کو نہ سنو اور جب یہ قرآن پڑھیں تو شور مچاؤ وَلَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب آجاؤ اور نہیں وہ ہلاک کرتے مگر اپنی جانوں کو کیونکہ وہ جو کچھ کر

رہے ہیں اس کا وبال تو ان کی جانوں پر پڑے گا۔ اور نہیں سمجھتے وہ ان کو شعور ہی نہیں ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اگر دیکھیں آپ ﷺ ان کو جب قیامت میں کافر کھڑے کیے جائیں گے آگ پر۔ پہلے دوزخ کے کنارے کھڑا کر کے ان کو دوزخ کا منظر دکھایا جائے گا پھر فرشتے دھکا دے کر دوزخ میں پھینک دیں گے تو جس وقت ان کو وزخ کے کنارے کھڑا کیا جائے گا پس وہ کہیں گے ہائے افسوس ہم پر، ہم کاش دنیا میں دوبارہ لوٹائے جائیں اور نہ جھٹلائیں ہم اپنے رب کی آیتوں کو اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا

بلکہ ظاہر ہوگی ان کے لیے وہ چیز جس کو وہ چھپاتے تھے اس سے پہلے، اور اگر بالفرض ان کو دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے، البتہ لوٹیں گے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿28﴾ وَقَالُوْۤا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا

اس چیز کی طرف جس سے ان کو منع کیا گیا۔ اور بیشک البتہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور کہا انہوں نے نہیں ہے یہ ہماری زندگی مگر دنیا کی زندگی

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿29﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ

اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے۔ اور اگر دیکھیں آپ ﷺ جب کھڑے کیے جائیں گے پروردگار کے سامنے، فرمائے گا

اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا

اللہ تعالیٰ کیا نہیں ہے یہ قیامت حق، کہیں گے کیوں نہیں حق اور قسم ہے ہمارے رب کے حق کی، فرمائے گا اللہ تعالیٰ پس چکھو تم

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿30﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى

عذاب اس لیے کہ تم کفر کرتے تھے۔ تحقیق گھاٹے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو۔ یہاں تک کہ

اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ

جب آئے گی ان کے پاس قیامت اچانک۔ کہیں گے ہائے افسوس ہم پر اس چیز پر جو ہم نے کوتاہی کی قیامت کے بارے میں۔

وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿31﴾ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ

اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر۔ خبردار برا ہوگا وہ بوجھ جس کو وہ اٹھائیں گے۔ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی

اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿32﴾ قَدْ نَعْلَمُ

مگر کھیل اور تماشا۔ اور گھر آخرت کا بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کیا تم سمجھتے نہیں تحقیق ہم جانتے ہیں

اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

بیشک شان یہ ہے البتہ پریشان کرتی ہے آپ کو وہ چیز جو وہ کہتے ہیں پس بیشک وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو اور لیکن ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں

يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا

کا انکار کرتے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے کئی رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پس انہوں نے صبر کیا اس کارروائی پر جس میں ان کی تکذیب

وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ

کی گئی اور ان کو تکلیف پہنچائی گئی یہاں تک کہ آگئی ان کے پاس ہماری مدد۔ اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو،

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٤﴾

اور البتہ تحقیق آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے حالات۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَدَا: ظاہر ہوگیا، لَعَادُوْا: ضرور وہ دوبارہ کریں گے، لَكٰذِبُوْنَ: یقیناً وہ جھوٹے ہیں، حَيَاتُنَا: زندگی ہماری، بِمَبْعُوْثِيْنَ: اٹھائے جانے والے، لِقَآءِ: ملاقات، اَلسَّاعَةُ: قیامت، بَغْتَةً: اچانک، يٰحَسْرَتَنَا: ہائے ہمارا افسوس، فَرَّطْنَا: ہم نے کوتاہی کی، يَحْمِلُوْنَ: وہ اٹھائیں گے، اَوْزَارَهُمْ: ان کے اپنے بوجھ، يَزِرُوْنَ: وہ اٹھائیں گے، لَعِبٌ: کھیل، لَهْوٌ: تماشا، لَا يُكَذِّبُوْنَكَ: نہیں جھٹلاتے ہیں آپ کو، يَجْحَدُوْنَ: وہ انکار کرتے ہیں، كُذِّبَتْ (رُسُلٌ): جھٹلائے گئے، صَبَرُوْا: انہوں نے صبر کیا، كُذِّبُوْا: وہ جھٹلائے گئے، اَتٰىهُمْ: آئی ان کے پاس، نَصْرُنَا: ہماری مدد، مُبَدِّلَ: تبدیل کرنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت کا ذکر تھا ان آیات میں بھی اسی قیامت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: قیامت میں منکرین کے مزید احوال کا بیان:

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۖ بلکہ ظاہر ہوگی ان کے لیے وہ چیز جس کو وہ چھپاتے تھے اس سے پہلے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اگر بالفرض ان کو دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے البتہ لوٹیں گے اس چیز کی طرف جس سے ان کو منع کیا گیا تھا یعنی وہی کچھ کریں گے جو کچھ پہلے کرتے رہے ہیں اور روکنے کے باوجود باز نہیں آتے تھے۔ اور بیشک البتہ وہ جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ اور کہا انہوں نے نہیں ہے یہ ہماری زندگی مگر دنیا کی

زندگی اور ہم قبروں سے نہیں اٹھائے جائیں گے۔ بڑی سختی کے ساتھ قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے۔ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ. بعید ہے بعید ہے وہ چیز کہ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ مر کر دوبارہ زندہ ہو گے اور یہ بھی کہتے تھے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ۔ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اور سورۃ واقعہ میں ہے کہتے تھے۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ. کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے کیا البتہ ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھیں جب کھڑے کیے جائیں گے پروردگار کے سامنے سچی عدالت میں۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ کیا نہیں ہے یہ قیامت حق یہ اٹھنا حق ہے کہ نہیں؟ دوبارہ زندگی ملی ہے کہ نہیں؟ تم تو کہتے تھے کہ ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ کہیں گے کیوں نہیں حق اور قسم ہے ہمارے رب کی حق ہے دنیا میں تو بڑے زوردار الفاظ کے ساتھ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جب یہ حق ہے تو فرمائے گا اللہ تعالیٰ پس چکھو تم عذاب اس لیے کہ تم کفر کرتے تھے۔ اگر دنیا میں ایمان لے آتے اور آخرت کی تیاری کرتے تو آج عذاب سے بچ سکتے تھے۔ مگر اب نہیں۔ تحقیق گھاٹے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو یعنی قیامت کو جھٹلایا۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ یہاں تک کہ جب آئے گی ان کے پاس قیامت اچانک۔ کہیں گے ہائے افسوس ہم پر اس چیز پر جو ہم نے کوتاہی کی قیامت کے بارے میں۔ اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر۔ خبردار برا ہو گا وہ بوجھ جس کو وہ اٹھائیں گے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور نہیں دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا۔ اور گھر آخرت کا بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں متقی پرہیزگار۔ کیا تم اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے حقیقت اور کھیل میں تم فرق نہیں سمجھتے۔ آگے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ تحقیق ہم جانتے ہیں بیشک شان یہ ہے البتہ پریشان کرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ چیز جو وہ کہتے ہیں کہ توحید کا انکار کرتے

ہیں ، رسالت کا انکار کرتے ہیں پس بیشک وہ نہیں جھٹلاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور لیکن ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے جھٹلانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے کئی رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔ پس انہوں نے صبر کیا اس کارروائی پر جس میں ان کی تکذیب کی گئی۔ صرف ان کی تکذیب ہی نہیں کی گئی بلکہ ان کو تکلیف پہنچائی گئی اور انہوں نے نبیوں کو ناحق قتل کیا۔ زکریا، یحییٰ، شعیا علیہم السلام کو ظالموں نے شہید کر دیا۔

یہاں تک کہ آ گئی ان کے پاس ہماری مدد اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اور البتہ تحقیق آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے حالات کہ ان کو بھی لوگوں نے جھٹلایا اور اذیت دی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی باتوں پر صبر کریں برداشت کریں کہ دنیا میں یہ ہوتا رہا ہے وہ اپنا کام کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کام کریں۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ

اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان لوگوں کا اعراض کرنا شاق ہے۔ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت رکھتے ہیں کہ تلاش کر لیں سرنگ زمین

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

میں یا سیڑھی آسمان میں، پس لا کر دیں ان کو کوئی نشانی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ جمع کر دے ان کو ہدایت پر، پس ہرگز نہ ہوں

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿35﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

وقف منزل النصف وقف غفران

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نادانوں میں سے۔ پختہ بات ہے قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں، اور مردوں کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا،

ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿36﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ

پھر اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور کہا ان لوگوں نے کیوں نہیں اتاری گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے،

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿37﴾

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتار دے کوئی نشانی اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ

اور نہیں کوئی چلنے والا جانور زمین میں اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دونوں پروں کے ساتھ مگر وہ بھی امتیں ہیں تمہارے جیسی،

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿38﴾ وَالَّذِيْنَ

ہم نے نہیں کمی کی کتاب کے بیان کرنے میں کسی شے کی، پھر اپنے رب کی طرف وہ جمع کیے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ

نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ بہرے ہیں اور گونگے ہیں اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿39﴾

اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَبُرَ: گراں ہے، اِعْرَاضُهُمْ: ان کا تغافل، اِنِ اسْتَطَعْتَ: اگر تو کر سکے، اَنْ تَبْتَغِيَ: یہ کہ تو ڈھونڈے، نَفَقًا: سرنگ، سُلَّمًا: سیڑھی، لَجَمَعَهُمْ: البتہ وہ جمع کرتا انہیں، يَسْتَجِيْبُ: وہ مانتے ہیں، يَبْعَثُهُمْ: اللہ زندہ کرے گا ان کو، لَوْلَا نُزِّلَ: کیوں نہیں اُتاری گئی نشانی، قَادِرٌ: قدرت والا، طٰٓئِرٍ: پرندہ، يَّطِيْرُ: اڑتا ہے، بِجَنَاحَيْهِ: اپنے دو بازوؤں سے، اُمَمٌ: اُمتیں، اَمْثَالُكُمْ: تمہارے جیسی، يُحْشَرُوْنَ: جمع کیے جائیں گے، يُضْلِلْهُ: وہ گمراہ کرتا ہے اس کو، يَجْعَلْهُ: وہ بنا دیتا ہے اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخر والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تھی یہ آیات بھی اسی تسلی دینے کا ہی تسلسل ہیں۔

اہم نکات: سماع موتیٰ پر تفصیلی بحث

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ سماع موتیٰ کی دو شقیں ہیں پہلی یہ ہے کہ قبور انبیاء علیہم السلام کے پاس سے، (دور سے نہیں) اگر درود و سلام کوئی پڑھے تو پیغمبر علیہم السلام سنتے ہیں یا نہیں۔ یاد رکھیں اس مسئلہ میں ۱۳۷۴ھ سے پہلے کوئی اختلاف نہیں تھا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اس پر اُمت کا اجماع ہے اور تعلیم القرآن رسالہ جو شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں نکلتا تھا اس میں یہ لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں فریقین کا کوئی اختلاف نہیں۔

اس میں سب سے پہلے اختلاف کیا حضرت سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے اور پھر ان کیساتھ اور لوگ بھی ملتے گئے

اس سے پہلے، اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

باقی دوسرا مسئلہ عام اموات کے عند القبور سماع اور عدم سماع کا اختلافی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منکر ہے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کی ہے۔

فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری میں ہے و خالفھا الجمھور. دلیل سماع موتی، الشھاب المبین اور مسلک منصور وغیرہ میں تفصیلاً مذکور ہے۔

آپ نے تلخیص المفتاح، مختصر المعانی اور مطوّل میں پڑھا ہوگا کہ تشبیہ کے چار ارکان ہیں ایک مشبہ ایک مشبہ بہ ایک حرف تشبیہ اور ایک وجہ تشبیہ۔ کبھی حرف تشبیہ مذکور ہوتا ہے جیسے زید کا لاسد اور کبھی محذوف ہوتا ہے جیسے زید آسد شیخ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ جو فن بلاغت کے بانی ہیں اپنی کتاب اسرار البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ وجہ تشبیہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ایک ہی ہوگا۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ زید کا لا سد تو وجہ تشبیہ دونوں میں ایک ہے اور وہ شجاعت ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ ایک میں ہے ادعاء اور ایک میں حقیقۃً ہے۔ (اب بات سمجھنا)

اللہ تعالیٰ نے زندہ کافروں کو قرآن پاک میں دو چیزوں سے تشبیہ دی ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ سے دوسرا اَمْوَاتٌ سے تشبیہ دی ہے۔ تو مشبہ ہے زندہ کافر مشبہ بہ صم یا موتی اب دیکھئے ہمارے دوست عدم سماع کے قائلین کہتے ہیں کہ تشبیہ عدم سماع میں ہے۔ اگر تشبیہ عدم سماع میں ہو تو مانو کہ زندہ کافر بھی نہیں سنتے وجہ تشبیہ ایک ہے۔ وجہ تشبیہ کیا ہے جلالین، السراج المنیر، خازن تمام تفسیروں میں آپکو ملے گا "شبّھم بھم فی عدم الانتفاع بما یُتلیٰ علیھم" وجہ تشبیہ عدم انتفاع ہے کہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی کو سماع نافع بھی کہتے ہیں سماع ظہور بھی کہتے ہیں۔ سماع اتحاد، سماع فہم، سماع تدبر بھی کہتے ہیں نفی اس کی ہے نفس سماع کی نہیں۔

اب دیکھیں یہ لوگ ایک اور مغالطہ بھی دیتے ہیں کہ قرآن قطعی ہے اور حدیث خبر واحد ہے اور ظنی ہے۔ ظنی اور قطعی کا تعارض ہو تو قطعی کو ترجیح ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے قرآن قطعی ہے۔ لیکن اللہ کے بندوں تناقض بھی تو ہو تناقض کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدت موضوع و محمول ومکان
وحدتِ شرط و اضافت جز وکل
قوت وفعل است در آخر زمان

بیشک قرآن مقدم ہے، قرآن کریم میں آتا ہے "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" یہاں موضوع "اِنَّكَ" سنانے والا

ہے اور حدیث میں اَلْمَیِّتِ موضوع ہے، تو تعارض کہاں ہے نیز محمول میں بھی اتحاد نہیں کہ قرآن میں محمول ہے لَا تُسْمِعُ متعدی باب ہے اور حدیث میں ہے یَسْمَعُ تو تعارض کیسے رہا۔ قرآن اپنی جگہ پر حق ہے اور حدیث اپنی جگہ پر حق ہے پھر کہتے ہیں کہ دیکھو جی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی شخصیت ہے وہ انکار کرتی ہے بے شک ان کی بڑی شخصیت ہے لیکن عمدۃ القاری وغیرہ میں ہے وخالفها الجمهور اب ہم جمہور کو کہاں چھوڑیں۔ پس جس چیز کی نفی ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنا نہیں سکتے ہیں جیسا کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ الخ اس کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوا کہ تو ہدایت نہیں دے سکتے تو اس سے کسی کو ہدایت حاصل بھی نہیں ہوگی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اسی طرح ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اور اگر ہے شاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِعْرَاضُهُمْ ان لوگوں کا اعراض کرنا۔ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاقت رکھتے ہیں اَنْ تَبْتَغِیَ کہ تلاش کرلیں نَفَقًا فِی الْاَرْضِ سرنگ زمین میں اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ یا سیڑھی آسمان میں فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ پس لا کر دیں ان کو کوئی نشانی یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے تو ان کا مطالبہ پورا کردے ہماری حکمت میں نہیں ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى البتہ جمع کردے ان کو ہدایت پر جبراً قہراً اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے کر مومن بنا سکتا ہے مگر ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ پس ہرگز نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نادانوں میں سے۔ ان مطالبات کی طرف توجہ ہی نہ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امت کو سمجھایا گیا ہے۔ ہرگز جاہلوں میں سے نہ ہو۔ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ پختہ بات ہے قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں جو قبول کرنے کے لیے سنتے ہیں وہ مانتے ہیں اور محض سننے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں ہے۔ صُمٌّ بہرے ہیں بُكْمٌ گونگے ہیں عُمْیٌ اندھے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کافر بہرے، گونگے اور اندھے ہوتے ہیں بلکہ صُمٌّ کا معنی ہے کہ ایسا سننا کہ جس کے بعد وہ حق کو قبول کریں۔ بُكْمٌ گونگے ہیں حق بات کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یعنی حق کی نشانیاں نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالْمَوْتٰى یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ اور مردوں کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ پھر اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

کفار مکہ کے بے جا مطالبات:

وَقَالُوْا کہا ان لوگوں نے۔ لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اتاری گئی ان پر (یعنی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر کوئی نشانی۔ ان کے رب کی طرف سے۔ہم اکٹھے ہو کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کہو صفا کو سونا بنا دے اس طرح کی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی مخالف کو تو صرف بہانہ چاہیے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہے عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً اس بات پر کہ اتار دے کوئی نشانی وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔

اللہ کی خالقیت کی نشانیاں:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اور نہیں کوئی چلنے والا جانور۔ فِي الْاَرْضِ زمین میں۔ دو ٹانگوں والا یا چار ٹانگوں والا یا اس سے زیادہ ٹانگوں والا۔ چنانچہ ایک جانور ہے اس کو اربعۃ اربعون کہتے ہیں اس کی بائیس ٹانگیں ایک طرف ہیں اور بائیس ٹانگیں دوسری طرف ہیں اور ایک جانور جس کو فارسی زبان میں ہزار پائے کہتے ہیں اس کی پانچ سو ٹانگیں ایک طرف ہیں اور پانچ سو ٹانگیں دوسری طرف ہیں اور ایسے بھی ہیں کہ جن کی ایک ٹانگ بھی نہیں اور ٹانگوں والے سے تیز دوڑتے ہیں جیسے سانپ ہے۔

وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دونوں پروں کے ساتھ۔ اڑنے والے پرندوں کو دیکھو ان کو کس نے اڑایا کس نے ان کو پر عطا کیے فضا کس نے بنائی اور ان پرندوں کو کیسی کیسی شکلیں اور صورتیں عطا فرمائیں۔ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مگر وہ بھی امتیں ہیں تمہارے جیسی یعنی چوپائے پرند اور سمندری مخلوقات، کیڑے مکوڑے یہ سب مخلوقات ہیں۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ہم نے نہیں کمی کی کتاب کے بیان کرنے میں کسی شے کی۔ ہم نے اصولی طور پر کتاب میں تمام چیزیں بیان کر دی ہیں۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ پھر اپنے رب کی طرف وہ جمع کیے جائیں گے۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ وہ بہرے ہیں۔ ایسا سننا ان کو حاصل نہیں ہے کہ سن کر مان لیں۔ اور گونگے ہیں کہ ساری باتیں کرتے ہیں مگر حق بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

ہدایت اللہ کی طرف سے ہے:

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ اور گمراہ اسے کرتا ہے جو ہدایت کی طرف رجوع نہیں کرتا جب اللہ تعالیٰ نے نیکی بدی کی طاقت دی ہے پھر یہ نیکی اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ الٹا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتا ہے اور ایمان کی بجائے کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو ادھر ہی چلا دیتے ہیں۔ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور جس کو چاہتا ہے ڈال دیتا ہے سیدھی راہ پر۔ جو شخص ایمان کی طرف آتا ہے قدم اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صراط مستقیم پر چلا دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی بدی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جبراً اور قہراً اللہ تعالیٰ کسی سے نہ نیکی کراتا ہے اور نہ بدی۔

قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ اَوۡ اَتَتۡكُمُ السَّاعَةُ اَغَيۡرَ اللّٰهِ تَدۡعُوۡنَ‌ۚ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بتاؤ مجھے اگر آ جائے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب یا آ جائے تم پر قیامت کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿40﴾ بَلۡ اِيَّاهُ تَدۡعُوۡنَ فَيَكۡشِفُ مَا تَدۡعُوۡنَ اِلَيۡهِ اِنۡ شَآءَ

کو پکارو گے اگر ہو تم سچے۔ بلکہ تم اسی کو پکارو گے پس وہ دور کرے گا اس تکلیف کو جس کی طرف تم اس کو پکارتے ہو اگر وہ چاہے،

وَتَنۡسَوۡنَ مَا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿41﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنۡ

اور تم بھول جاتے ہو جن کو تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ اور البتہ تحقیق ہم نے بھیجے رسول ان امتوں کی طرف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

قَبۡلِكَ فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿42﴾

سے پہلے تھیں پس پکڑا ہم نے ان لوگوں کو مالی پریشانی میں اور بدنی پریشانی میں تاکہ وہ گڑگڑائیں اور عاجزی کریں۔

فَلَوۡلَاۤ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَا تَضَرَّعُوۡا وَلٰـكِنۡ قَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ

پس کیوں نہیں ہوا جب آیا ان کے پاس ہمارا عذاب تو وہ گڑگڑاتے عاجزی کرتے ہوئے۔ اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿43﴾ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ

اور مزین کر دیا شیطان نے ان کے لیے اس کارروائی کو جو وہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے بھلا دیا اس بات کو جس کی انہیں یاد

فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَبۡوَابَ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوۡا بِمَاۤ

دہانی کرائی گئی تھی پس کھول دیئے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہو گئے اس چیز کے ساتھ جو

اُوۡتُوۡۤا اَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً فَاِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿44﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ

ان کو دی گئی تھی تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پس اچانک وہ ناامید ہو گئے۔ پس (جڑ) کاٹ دی گئی اس قوم کی جس نے ظلم کیا

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿45﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَخَذَ اللّٰهُ سَمۡعَكُمۡ

اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر لے لے اللہ تعالیٰ تمہارے کان

وَاَبۡصَارَكُمۡ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ مَّنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِهٖ ؕ

اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر کون ہے معبود اللہ تعالیٰ کے سوا جو لائے تمہارے پاس اس چیز کو،

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ ثُمَّ هُمۡ يَصۡدِفُوۡنَ ﴿46﴾

دیکھو کس طرح پھیر پھیر کر ہم بیان کرتے ہیں آیتیں پھر وہ اعراض کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَرَءَيْتَكُمْ: تم دیکھو تو؟، اَتٰىكُمْ: اگر آئے تمہارے اوپر، اَتَتْكُمُ: آئے تم پر (قیامت)، تَدْعُوْنَ: تو تم پکارو گے، يَكْشِفُ: وہ دور کر دیتا ہے، اَخَذْنٰهُمْ: ہم نے پکڑا انہیں، يَتَضَرَّعُوْنَ: تا کہ وہ گڑگڑائیں، بَاْسُنَا: ہمارا عذاب، (فَلَوْلَآ) تَضَرَّعُوْا: (پھر وہ کیوں نہ) گڑگڑائے، زَيَّنَ: اس نے مزین کیا، فَتَحْنَا: ہم نے کھول دیئے، اَبْوَابَ: دروازے، (اِذَا) فَرِحُوْا: (جب) وہ خوش ہوئے، مُبْلِسُوْنَ: نا اُمید، قُطِعَ: کاٹ دی گئی، دَابِرُ: جڑ، اَرَءَيْتُمْ: کیا تم نے دیکھا، سَمْعَكُمْ: جڑ، اَبْصَارَكُمْ: کیا تم نے دیکھا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور حقانیت کا ذکر فرما رہا تھا ان آیات میں بھی اپنی وحدانیت کا ذکر فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: مشکل کشا اور حاجت روا صرف اللہ ہے:

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ آپ ﷺ کہہ دیں بتاؤ مجھے۔ اَرَءَيْتَكُمْ، اَخْبِرُوْنِيْ کے معنی میں ہے کہ مجھے بتاؤ مجھے خبر دو میں تم سے پوچھتا ہوں۔ اگر آ جائے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب یا آ جائے تم پر قیامت کیا اس وقت بھی کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر ہو تم سچے تو بتاؤ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم صرف اسی اللہ تعالیٰ کو ہی پکارو گے۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں پکارو گے پس وہ دور کرے گا اس تکلیف کو جس کے بارے میں تم اس کو پکارتے ہو اگر وہ چاہے کیونکہ وہ مجبور نہیں ہے اگر اس کی مرضی ہوگی تو دور کرے گا اور تم بھول جاتے ہو جن کو تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا نہیں ہے۔

اللہ کا حکم کہ تکالیف، بیماری اور پریشانی میں مجھے پکارو:

آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تسلی دی ہے کہ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ ﷺ پریشان نہ ہوں پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے گئے ان لوگوں نے بھی اسی طرح کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق ہم نے بھیجے رسول۔ ان امتوں کی طرف جو آپ ﷺ سے پہلے تھیں۔ تمام امتیں پہلے گزری ہیں یہ تو آخری امت ہے۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ پکڑا ہم نے ان لوگوں کو مالی اور بدنی

پریشانی میں۔تاکہ وہ اللہ کے آگے گڑ گڑائیں اور اپنی عاجزی ظاہر کریں۔انسان پر جب آسائش اور آرام ہوتا ہے تو وہ اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے اور جب پریشانی دکھ اور تکلیف میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو خوب دل لگا کر یاد کرتا ہے۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ پس کیوں نہیں ہوا جب آیا ان کے پاس ہمارا عذاب، ہماری گرفت تو وہ ہمارے سامنے گڑگڑاتے عاجزی کرتے انہوں نے کیوں نہ عاجزی کی۔اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ اور مزین کر دیا شیطان نے ان کے لیے اس کارروائی کو جو وہ کرتے تھے۔اپنے برے کاموں کو اچھا سمجھتے تھے اور دن رات انہی میں صرف کرتے تھے اور اس پر راضی تھے۔پس جب انہوں نے بھلا دیا۔اس بات کو جس کی انہیں یاد دہانی کرائی گئی تھی کہ ان کو مالی پریشانیوں میں مبتلا کیا بطور نصیحت کے اور بدنی پریشانیوں میں مبتلا کیا کہ ان کو کچھ ہوش آئے سمجھ جائیں لیکن انہوں نے اس سے عبرت حاصل نہ کی تو ہم نے تقدیر کا رخ بدلا۔

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۞ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ پس کھول دیئے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے۔مال اولاد وغیرہ۔یہاں تک کہ جب وہ خوش ہو گئے۔اس چیز کے ساتھ جو ان کو دی گئی تھی مال اولاد کثرت سے اور اقتدار اور سلطنت تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اس سے معلوم ہوا کہ تنگی کے بعد فراخی ہو تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے فراخی کو اللہ تعالیٰ کی رضا نہ سمجھو اگر شکر ادا نہ کیا تو پھر پکڑ لیتا ہے۔پس اچانک وہ ناامید ہو گئے۔پھر اس وقت کہتے۔بیشک ہم ہی ظالم ہیں۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ گئے تو اب اپنے آپ کو ظالم کہنے کا کیا فائدہ؟ وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔پس کاٹ دی گئی جڑ اس قوم کی جس نے ظلم کیا۔اگر درخت کی جڑ موجود ہو اور ہو بھی ہری تو امید ہوتی ہے کہ کسی وقت بھی یہ درخت ہرا ہو جائے گا اور جب جڑ ہی کاٹ دی جائے تو اب تو سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللہ اگر آنکھ، کان اور سمجھ ختم کر دے تو کون دے سکتا ہے؟

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں۔یہاں اَرَءَيْتُمْ، اَخْبِرُوْنِيْ کے معنی میں ہے مجھے خبر دو مجھے بتاؤ (اگر لے لے اللہ تعالیٰ تمہارے کان) اس طرح کہ قوت سماعت چھین لے کانوں کے ہوتے ہوئے آدمی سن نہ سکے اور اس طرح بھی ہو سکتا ہے پیشانی کی طرح برابر کر دے۔اور تمہاری آنکھیں لے لے کہ بینائی چھین لے کیونکہ ایسے لوگ موجود ہیں کہ آنکھیں صحیح

نہیں گزرنظر کچھ نہیں آتا یا پیشانی کی طرح برابر کردے۔(اور مہر لگادے تمہارے دلوں پر) کہ دلوں سے بات سمجھنے کی صلاحیت ختم کردے پاگل بنادے کہ تم بات سمجھ ہی نہ سکو تمہاری بصیرت اور عقل چھین لے۔(کون ہے معبود اللہ تعالیٰ کے سوا جو لائے تمہارے پاس اس چیز کو) کہ کان لا کر تمہیں دے آنکھیں لا کر تمہیں دے، عقل لا کر تمہیں دے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ دیکھو کس طرح پھیر پھیر کر ہم بیان کرتے ہیں آیتیں۔عقلی دلیلیں، نقلی دلیلیں، آفاق کے دلائل، نفس کے دلائل۔پھر وہ اعراض کرتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں مجھے بتاؤ اگر آئے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک یا کھلے طور پر نہیں ہلاک کی جائے گی مگر

الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿47﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ

وہ قوم جو ظالم ہے۔اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے۔پس جو شخص ایمان لایا

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿48﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ

اور اس نے اصلاح کر لی پس نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، پہنچے گا

الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿49﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

ان کو عذاب اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

خزانے ہیں اور میں نہیں جانتا غیب اور میں نہیں کہتا تمہیں کہ میں فرشتہ ہوں میں نہیں پیروی کرتا مگر اس چیز کی جو میری طرف

يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿50﴾ ع ۹

وحی کی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا، کیا تم غور وفکر نہیں کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُهْلَكُ: وہ کنارہ کشی کرتے ہیں، مَا نُرْسِلُ: ہلاک کیا جائے گا، يَمَسُّهُمُ: ہم (نہیں) بھیجتے، عِنْدِيْ: پہنچے گا ان کو، خَزَآئِنُ: میرے پاس، اَتَّبِعُ: میں پیروی کرتا ہوں، يُوْحٰٓى: وحی کی جاتی ہے، الْاَعْمٰى: نابینا۔

ربط:

کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہا کہ آپ کہتے ہیں عذاب آئیگا تو اس کا وقت بتائیں کہ یہ عذاب کب آئے گا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ عذاب کب آئے گا یہ تو سب یہ غیب کی باتیں

ہیں میرے پاس تو غیب کی باتیں نہیں ہیں مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ تم پر اگر عذاب کا فیصلہ ہو گیا ہے تو وہ کب آئے گا اور نہ ہی میرے پاس خزانے ہیں اور نہ میں فرشتہ ہوں۔

تفسیری نکات: اللہ کسی قوم پر عذاب کیوں نازل کرتا ہے؟

قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ بَغۡتَةً اَوۡ جَهۡرَةً آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں مجھے بتاؤ اگر آئے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک کہ کوئی نشانی ظاہر نہ ہو دفعۃً آئے یا کھلے طور پر کہ پہلے کوئی معمولی سی عذاب کی نشانی ظاہر ہو پھر بڑھتے بڑھتے آہستہ آہستہ بڑا عذاب آجائے۔

هَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الظّٰلِمُوۡنَ نہیں ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم جو ظالم ہے وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو۔ اِلَّا مُبَشِّرِيۡنَ مگر خوشخبری سنانے والے کہ ایمان لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی قبر کے عذاب سے بچ جاؤ گے میدان محشر میں کامیابی ہوگی پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ وَمُنۡذِرِيۡنَ ۚ اور ڈرانے والے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے اور اچھے اعمال نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا دنیا میں بھی عذاب آئے گا اور قبر میں بھی عذاب ہوگا میدان محشر میں بھی ناکام ہو گے اور پل صراط سے گزرتے ہوئے گر کر جہنم میں جاؤ گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔

فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ پس جو شخص ایمان لایا اور اس نے اصلاح کر لی۔ عمل کے ساتھ محض ایمان نہیں تم جہاں بھی پڑھو گے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر ضرور ہوگا۔

فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۞ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الۡعَذَابُ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ۞ پس نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ خوف کا تعلق آئندہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ جب وہ جنت میں جائیں گے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا کہ ہم مر جائیں گے یا بیمار ہوں گے یا جنت سے نکالے جائیں گے اور حزن اور غم ہوتا ہے گزشتہ چیز پر، تو جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ غم نہیں ہوگا کہ کاش کہ ہم ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے کیونکہ یہ سب اعمال تو وہ کر کے آئے ہوں گے تو وہ اپنے کیے پر مطمئن ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان کو عذاب، قبر میں بھی اور دوزخ میں بھی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے:

قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، میں خزانوں کا ملک ہوں۔

وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ اور میں نہیں جانتا غیب اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا

کہ میں غیب نہیں جانتا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں بتائی ہیں جس طرح کہ پارہ ۱۲ سورۃ ہود میں آتا ہے۔ تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ. یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجتے ہیں۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اور میں نہیں کہتا تمہیں کہ میں فرشتہ ہوں میں آدم علیہ السلام کی اولاد ہوں اور پندرہویں پارے میں ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ اے پیغمبر! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان کر دیں میرا پروردگار پاک ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا نہیں ہوں میں مگر بشر رسول اور سورۃ کہف۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ میں نہیں پیروی کرتا مگر اس چیز کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ میں قرآن کی پیروی کرتا ہوں حدیث کی پیروی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا۔ جس طرح یہ برابر نہیں ہیں اسی طرح مومن اور کافر بھی برابر نہیں ہیں موحد اور مشرک برابر نہیں ہیں سنت پر چلنے والا اور مشرک برابر نہیں ہیں۔ کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔ کتنی موٹی اور واضح باتیں تمہارے سامنے ہیں۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں اس قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو جو خوف کھاتے ہیں اس بات سے کہ ان کو جمع کیا جائے گا ان کے رب

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿51﴾

کے پاس، نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ

اور مجلس سے دھکیل کر نہ نکال ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو پہلے پہر اور پچھلے پہر، چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا،

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے حساب میں سے کچھ بھی، اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں سے ان پر کوئی شے

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿52﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دھکیل دیں تو ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناانصافوں میں سے۔ اور اسی طرح ہم نے آزمائش میں ڈالا

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ

بعض کو بعض کے ذریعے، تاکہ کہیں وہ، کیا یہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہمارے درمیان سے، کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ

بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ ﴿53﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا

خوب جاننے والا شکر گزاروں کو۔ اور جب آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر،

فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سلام ہو تم پر، لکھی تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت، بیشک شان یہ ہے جو شخص تم میں سے عمل

مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ

کرے گا برا نادانی کے ساتھ، پھر اس نے توبہ کی اس کے بعد اور اس نے اصلاح کی، پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے

رَّحِيۡمٌ ﴿54﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ وَلِتَسۡتَبِيۡنَ سَبِيۡلُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿55﴾ ع ۶ ۱۲

والا مہربان ہے۔ اور اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں آیتیں اور تاکہ خوب روشن ہو جائے مجرموں کا راستہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنۡذِرۡ: خبردار، اَنۡ يُّحۡشَرُوۡٓا: یہ کہ جمع کیے جائیں گے، شَفِيۡعٌ: سفارش کرنے والا، لَا تَطۡرُدِ: نہ ہٹا، دور نہ کر، بِالۡغَدٰوةِ: صبح کے وقت، حِسَابِهِمۡ: ان کا حساب، فَتَطۡرُدَهُمۡ: کہ تو دور کرے انہیں، فَتَنَّا: ہم نے آزمایا، نُفَصِّلُ: ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں، لِتَسۡتَبِيۡنَ: تاکہ وہ واضح ہو جائے، اَلۡمُجۡرِمِيۡنَ: مجرم لوگ۔

ربط:

اس سے قبل آیت مبارکہ میں تھا کہ میں پیروی نہیں کرتا ہوں مگر اس چیز کی جو میری طرف وحی کی گئی ہے اب فرمایا کہ اس وحی قرآن کے ذریعے لوگوں کو ڈرائیں۔

تفسیری نکات: نبی کا کام لوگوں کو اللہ کے غضب سے ڈرانا ہے:

وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡٓا اِلٰى رَبِّهِمۡ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں اس قرآن کے ذریعے۔ الذین یخافون. ان لوگوں کو جو خوف کھاتے ہیں۔ اس بات سے کہ ان کو جمع کیا جائے گا ان کے رب کے پاس یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی۔ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حمایتی لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ کفر سے شرک سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔

غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کی دل داری کا حکم:

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِيِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ ؕ مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ مِّنۡ

شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ اور مجلس سے دھکیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ نکالیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو پہلے پہر اور پچھلے پہر، اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے ان کا مقصود کیا ہے؟ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے حساب میں سے کچھ بھی اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حساب میں سے ان پر کوئی شے وہ اپنا حساب دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حساب دیں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دھکیل دیں تو ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناانصافوں میں سے۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اور اسی طرح ہم نے آزمائش میں بعض کو بعض کے ذریعے ڈالا۔ کسی کو مال دیا کسی کو شکل وصورت عطا فرمائی، کسی کو اولاد۔ کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ دیا۔ تاکہ کہیں وہ لوگ کیا یہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہمارے درمیان سے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ کیا اللہ تعالیٰ نہیں ہے خوب جاننے والا شکر گزاروں کو۔ اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے کہ یہ شکر گزار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرتے ہیں گو کمزور ہیں تو کہاں یہ اور کہاں تمہارا تکبر اور غرور۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ اور جب آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سلام ہو تم پر۔ یعنی ان کی دلجوئی کے لیے ان کو سلام کریں اللہ تعالیٰ نے غریبوں کے ساتھ کتنی ہمدردی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کی شان ہے لکھی تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت۔ اور یہ اس کی رحمت ہی کا نتیجہ ہے کہ غریب کو مقام حاصل ہے۔ فرمایا بیشک شان یہ ہے جو شخص تم میں سے برا عمل کرے گا، نادانی کے ساتھ پھر اس نے توبہ کی اس کے بعد اور اس نے اصلاح کی۔

فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں آیتیں اور تاکہ خوب روشن ہو جائے مجرموں کا راستہ۔ حق و باطل کا امتیاز ہو جائے توحید اور شرک کا فرق واضح ہو جائے سنت اور بدعت کے درمیان امتیاز ہو جائے اور کوئی شخص غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مجھے منع کیا گیا ہے اس بات سے کہ میں عبادت کروں جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں نہیں پیروی کروں گا تمہاری خواہشات کی، تحقیق میں تو اس وقت بہک جاؤں گا اور نہیں ہوں گا

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ إِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

میں ہدایت پانے والوں میں سے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں بیشک واضح دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے،

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ؕ

اور تم نے اس کو جھٹلا دیا ہے، نہیں ہے میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کرتے ہو، نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لیے۔

يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ أَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

وہ بیان کرتا ہے حق کو اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کرتے ہو

بِهٖ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ

تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا معاملے کا میرے اور تمہارے درمیان۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ اور اسی (اللہ تعالیٰ)

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

کے پاس ہی ہیں غیب کی چابیاں۔ نہیں جانتا ان کو کوئی مگر صرف وہی، اور جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور سمندر میں ہے،

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ

اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اس کو جانتا ہے، اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں، اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز،

إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ

مگر وہ اس کتاب میں ہے جو واضح کرنے والی ہے۔ اور وہ، وہ ذات ہے جو وفات دیتا ہے تمہیں رات کو (یعنی نیند دیتا ہے رات کو)

بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

اور وہ جانتا ہے جو تم کماتے ہو دن کو، پھر وہ اٹھاتا ہے تم کو تاکہ طے کیا جائے مقررہ میعاد کو، پھر اسی کی طرف ہے تمہارا لوٹنا،

ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع ٥ ١٣

پھر وہ تمہیں بتلائے گا وہ کام جو تم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نُهِيْتُ: مجھے روکا گیا، أَنْ أَعْبُدَ: یہ کہ میں عبادت کروں، أَهْوَآءَكُمْ: تمہاری خواہشیں، (قَدْ) ضَلَلْتُ: (تحقیق) میں بہک جاؤں گا، تَسْتَعْجِلُوْنَ: تم جلدی مچا رہے ہو، يَقُصُّ: وہ بیان کرتا ہے، الْفَاصِلِيْنَ: فیصلہ کرنے والے، مَفَاتِحُ: چابیاں، مَا تَسْقُطُ: نہیں گرتا، وَرَقَةٍ: کوئی پتا، يَعْلَمُهَا: جانتا ہے اس کو، رَطْبٍ: ہرا، سبز،

یَابِسٍ: خشک، یَتَوَفّٰکُمْ: وہ قبضہ میں لیے لیتا ہے تم کو، مَا جَرَحْتُمْ: جو کچھ تم کر چکے، یَبْعَثُکُمْ: وہ اٹھاتا ہے تمہیں، لِیُقْضٰی: تاکہ پورا کیا جائے۔

ربط:

مشرکین کو توحید کے بیان سے بڑی تکلیف ہوتی تھی جیسا کہ پہلے بھی گزرا اب پھر نبی کریم ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کا اعلان فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کی وحدانیت کا اعلان:

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ آپ ﷺ کہہ دیں مجھے منع کیا گیا ہے اس بات سے کہ میں عبادت کروں جن کو تم پکارتے ہو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے ماسوا۔ آپ ﷺ کہہ دیں میں نہیں پیروی کروں گا تمہاری خواہشات کی، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور الٰہ بناؤں تو تحقیق میں اس وقت بہک جاؤں گا اور نہیں ہوں گا میں ہدایت پانے والوں میں سے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے نبی بنایا اور قرآن نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا میں تمہاری بات کس طرح مان سکتا ہوں؟ آپ ﷺ کہہ دیں میں بیشک واضح دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور تم نے اس کو جھٹلا دیا ہے نہیں ہے میرے پاس وہ عذاب جس کی تم جلدی کرتے ہو نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لیے وہ بیان کرتا ہے حق کو اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے آپ ﷺ کہہ دیں بیشک اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کرتے ہو تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا معاملے کا میرے اور تمہارے درمیان۔ اگر میرے پاس عذاب ہوتا تو جب تم نے پہلی مرتبہ انکار کیا تھا اس وقت تم پر نازل کر دیتا مگر رحمت بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور عذاب بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

تمام خزانوں کا مالک اللہ ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہی ہیں غیب کی چابیاں۔ غیب کے خزانے اور غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ نہیں جانتا ان کو کوئی مگر صرف وہی۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم پر عذاب کب آئے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا وقت بھی نہیں بتایا۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ اور جانتا ہے وہ (اللہ) جو کچھ خشکی میں ہے اور سمندر میں ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ

مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ اور نہیں گرتا کوئی پتہ کسی درخت سے مگر وہ اس کو جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے دنیا میں بیشمار درخت ہیں کسی کے پتے چوڑے ہیں کسی کے لمبے ہیں کسی کے موٹے ہیں کسی کے پتلے ہیں جب بھی کوئی گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ اور نہ کوئی دانہ، زمین کی تاریکیوں میں ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ ہو اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز۔ مگر وہ اس کتاب میں ہے جو واضح کرنے والی ہے۔ یعنی لوح محفوظ۔

وَهُوَ الَّذِیْ اور اللہ، وہ ذات ہے یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ جو وفات دیتا ہے رات کو یعنی ہمیں رات کو نیند عطا فرماتا ہے کہ جس سے دن بھر کا تھکا ہوا شخص تازہ دم ہو جاتا ہے یعنی نینداور رات یہ دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔

وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ اور وہ جانتا ہے جو تم کماتے ہو دن کو کہ حلال کمائی کی ہے یا حرام کی ہے دین کی کمائی ہے یا دنیا کی۔ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ پھر وہ اٹھاتا ہے تم کو دن میں صبح کے وقت، نیک بخت وہ لوگ ہیں جو بر وقت اٹھتے ہیں۔

لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ تا کہ طے کیا جائے مقررہ میعاد کو۔ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ پھر اسی کی طرف ہے تمہارا لوٹنا ایک دن قیامت کا دن آنے والا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پھر وہ تمہیں بتلائے گا وہ کام جو تم کرتے تھے۔ خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ دے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر، اور وہ بھیجتا ہے تم پر نگران، یہاں تک کہ جب آتی ہے تم میں سے کسی ایک پر موت اس کی

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ

جان نکالتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے، پھر وہ لوٹائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

آقا ہے، خبردار اسی کا حکم ہے اور وہی ہے جلد حساب لینے والا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کون تمہیں نجات دیتا ہے خشکی اور سمندر

وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ لَىٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ

کے اندھیروں میں جس کو تم پکارتے ہو عاجزی سے اور آہستہ آہستہ، البتہ اگر اس نے ہمیں بچا لیا اس مصیبت سے البتہ ضرور ہو جائیں

مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

گے ہم شکر گزاروں میں سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی نجات دیتا ہے اس تکلیف سے اور ہر قسم کی تکلیفوں سے پھر تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿64﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ

شرک کرتے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں وہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں خلط ملط کردے مختلف فرقوں میں، اور چکھائے تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ۔ دیکھو کیسے

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿65﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ

پھیر پھیر کر ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جائیں۔ اور جھٹلایا اس قرآن کریم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے حالانکہ وہ

الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿66﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿67﴾

قرآن پاک حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔ ہر خبر کے لیے ایک ٹھکانہ ہے اور عنقریب تم جان لو گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَفَظَةً: نگہبان، تَوَفَّتْهُ: فرشتوں کی جماعت نے اسے قبضہ کرلیا، مَوْلٰهُمُ: ان کا مالک، اَسْرَعُ: بہت جلد کرنے والا، اَلْحَاسِبِيْنَ: حساب لینے والے، يُنَجِّيْكُمْ: کون تمہیں نجات دیتا ہے، تَدْعُوْنَهٗ: تم پکارتے ہو اُسے، تَضَرُّعًا: گڑگڑا کر، خُفْيَةً: پوشیدہ، اَنْجٰنَا: وہ ہمیں بچالے، لَنَكُوْنَنَّ: ہم ضرور ہوجائیں گے، كَرْبٍ: سختی، اَنْ يَّبْعَثَ: یہ کہ بھیجے، يَلْبِسَكُمْ: ملادے، شِيَعًا: فرقے کرکے، يُذِيْقَ: وہ چکھادے گا، قَوْمُكَ: تیری قوم۔

ربط:

اس سے پہلے بھی توحید کا بیان اور شرک کا رد چل رہا ہے اب بھی یہی موضوع چل رہا ہے۔

اہم نکات: حفظۃ سے کیا مراد ہے؟

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حفظۃ سے کیا مراد ہے؟ ابن جریر طبری، روح المعانی وغیرہ میں ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ نے اعمال لکھنے والے محافظ فرشتوں کو بھیجا ہے صبح کی نماز کے وقت آتے ہیں عصر کے وقت چلے جاتے ہیں پھر دوسرے آتے ہیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ یہ دوسرے فرشتے ہیں جو انسان کی حفاظت کرتے ہیں جب تک حفاظت مطلوب ہو۔

روح قبض کرنے والے فرشتے:

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ اس میں اختلاف ہے کہ جان نکالنے والا فرشتہ ایک ہے یا کئی ہیں؟ مفسرین کا

ایک گروہ کہتا ہے کہ ایک فرشتہ ہے جو جان نکالتا ہے اور باقی اس کے اعوان وانصار ہیں دوسرا گروہ کہتا کہ یہ متعدد فرشتے ہیں اور ملک الموت ان کے انچارج ہیں ان کا استدلال ان جیسی آیات سے ہے کہ تَوَفَّتْهُ الرُّسُلُ جمع ہے اسی طرح ایک آیت پانچویں پارے میں گزر چکی ہے اور ایک آٹھویں پارے میں آئیگی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا مالک ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پر غالب ہے اس کے حکم سے کوئی سرکشی نہیں کر سکتا۔ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ اور وہ بھیجتا ہے تم پر نگران۔

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ یہاں تک کہ جب آتی ہے تم میں سے کسی ایک پر موت اس کی جان نکالتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ جان نکالنے میں جس وقت مقررہ پر جس کی جان نکالنی ہوتی ہے اسی مقررہ وقت نکالتے ہیں اور جس جاندار کی جان نکالنی ہوتی ہے اسی کی ہی جان نکالتے ہیں۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ خبردار اسی کا حکم ہے اور وہی ہے جلد حساب لینے والا۔ آپ ﷺ کہہ دیں کون تمہیں نجات دیتا ہے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں۔ خشکی کے اندھیرے یعنی رات کے اندھیرے میں نکلنے والے شیر چیتے بھیڑیے اور دیگر موذی جانور اور ڈاکوؤں، چوروں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے۔ اور جب تم سمندر کا سفر کرتے ہو کشتیوں پر تو سمندر کے اندھیروں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے؟ جس کو تم پکارتے ہو عاجزی سے اور آہستہ آہستہ جب تم پریشانی میں مبتلا ہوتے ہو اور کہتے ہو۔

لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ البتہ اگر اس نے ہمیں بچا لیا۔ اس مصیبت سے۔ البتہ ضرور ہو جائیں گے ہم شکر گزاروں میں سے۔ پکا مشرک بھی انتہائی مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ جب تم انتہائی مصیبت میں پھنسے ہوتے ہو تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی یاد آتا ہے۔ اور جب وہ تمہیں مصیبت سے نجات دے دیتا ہے تو اس وقت تمہیں اپنے جھوٹے خدا یاد آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی پر بھی اپنا غضب نازل کر دے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ آپ ﷺ کہہ دیں وہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے

اوپر سے کہ پتھر برسائے تم پر جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر برسائے تھے یا ہوا آئے اوپر سے جس طرح قوم عاد پر اللہ تعالیٰ نے ہوا مسلط فرمائی تھی یا بارش کی صورت میں عذاب آئے کہ تم بھی اور تمہارا سب مال واسباب بھی بہہ جائیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہوا۔ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب آئے، زلزلہ آئے، زمین پھٹ جائے اور تم قارون کی طرح زمین میں دھنس جاؤ۔ یا تمہیں خلط ملط کر دے۔ مختلف فرقوں میں۔ تمہیں آپس میں لڑا کر گروہ در گروہ بنا دے۔ اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب رسالت:

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ دیکھو کیسے پھیر پھیر کر ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جائیں وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ اور جھٹلایا اس قرآن کریم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے وَهُوَ الْحَقُّ ؕ حالانکہ وہ قرآن پاک حق ہے۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝66 لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝67 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں نہیں ہوں میں تم پر نگہبان، میں مبلغ ہوں، حق کی بات تم تک پہنچاتا ہوں، منوانا میرے فریضے میں داخل نہیں ہے۔ ہر خبر کے لیے ایک ٹھکانہ ہے۔ وقت مقرر ہے جب اس خبر کا وقت آئے گا وہ پوری ہو جائے گی۔ عذاب کی بھی، ثواب کی بھی، راحت کی بھی اور تکلیف کی بھی۔ اور عنقریب تم جان لوگے کہ حق اور توحید کے انکار کرنے کا کیا نتیجہ ہے؟ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ ساری حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں ان لوگوں کو جو عیب جوئی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اعراض کریں

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھلا دے شیطان پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بیٹھیں یاد

بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝68 وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ

آجانے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ، اور نہیں ہے ان لوگوں پر جو بچتے ہیں ان کے حساب میں سے کچھ بھی

شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝69 وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا

اور لیکن نصیحت ہے تاکہ وہ بچ جائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیں ان لوگوں کو جنھوں نے بنایا اپنے دین کو کھیل اور تماشا

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ

اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کریں اس قرآن پاک کے ذریعے، کہ نہ گرفتار کیا جائے

نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ

کوئی نفس اپنی کمائی کے ساتھ، نہیں ہوگا اس نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی، اور اگر وہ فدیہ دے

كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ

پورا فدیہ تو نہیں لیا جائے گا اس سے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو گرفتار کیے جائیں گے اس کے بدلے میں جو انہوں نے کمایا۔

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾ ع ١٤

ان کے لیے پینا ہوگا کھولتے ہوئے پانی سے۔ اور عذاب ہوگا دردناک۔ اس لیے کہ وہ انکار کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَخُوْضُوْنَ: وہ جھگڑتے ہیں، يُنْسِيَنَّكَ: اگر بھلا دے (شیطان) تجھے، تَقْعُدْ: تو نہ بیٹھ، اَلذِّكْرٰى: یاد آجانا، ذَرِ: چھوڑ دے، غَرَّتْهُمُ: دھوکہ دیا ان کو، ذِكْرٰ: نصیحت، اَنْ تُبْسَلَ: تا کہ گرفتار نہ ہو، اُبْسِلُوْا: وہ گرفتار کیے گئے، شَرَابٌ: پینا، پینے کی چیز، حَمِيْمٌ: گرم پانی۔

ربط:

سابقہ آیات میں قرآن کریم کا ذکر تھا ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے دراصل امت کو تلقین کی جارہی ہے کہ ایسے لوگ جو قرآن کریم کیساتھ مذاق کریں ان کے ساتھ مت بیٹھو۔

تفسیری نکات: قرآن اور شعائر اسلامیہ کا مذاق اڑانے والوں کے پاس مت بیٹھو۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اے مخاطب جب تو دیکھے۔ مخاطب سننے والے کو کہتے ہیں اور قیامت تک آنے والا ہر آدمی اس آیت کریمہ کا مخاطب ہے۔ ان لوگوں کو جو عیب جوئی کرتے ہیں شغل اور مسخرہ پن کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہماری آیتوں کے ساتھ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اعراض کریں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دین کی باتوں کا مذاق اڑائیں ان کے پاس بالکل نہ بیٹھو۔

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں۔ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھلا دے شیطان۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بیٹھیں یاد آجانے کے بعد مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ظالم قوم کے ساتھ۔ اور اگر کوئی اس کے باوجود ان کے ساتھ بیٹھے گا تو اس کا حکم پانچویں پارے میں آتا ہے۔ فانك اذا مثلهم. تو اس وقت تو بھی ان کی طرح مجرم ہوگا۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ اور نہیں ہے ان لوگوں پر۔ يَتَّقُوْنَ جو بچتے ہیں ان چیزوں سے کہ وہ قرآن وحدیث کا مذاق نہیں اڑاتے اور حق کو سمجھتے اور مانتے ہیں مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ان کے حساب میں سے کچھ بھی نہیں۔ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى اور لیکن نصیحت کرنا تو ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں۔

قیامت میں کفار ومشرکین کا کوئی مددگار نہ ہوگا:

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں ان لوگوں کو جنہوں نے بنایا اپنے دین کو۔ لَعِبًا وَّلَهْوًا کھیل اور تماشا۔ وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے۔ وَذَكِّرْ بِهٖ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں اس قرآن پاک کے ذریعے۔ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ کہ نہ گرفتار کیا جائے کوئی نفس۔ بِمَا كَسَبَتْ اپنی کمائی کے ساتھ کہ اس نے جو بدی کی ہے اس میں گرفتار نہ ہو جائے۔ لَيْسَ لَهَا نہیں ہوگا اس نفس کے لیے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش بھی نہیں کر سکے گا تیسرے پارے میں ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ وَاِنْ تَعْدِلْ اور اگر وہ فدیہ دے۔ كُلَّ عَدْلٍ پورا فدیہ۔ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا تو نہیں لیا جائے گا اس سے۔ دنیا میں تو ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بعض جرائم کا جرمانہ دے کر رہا ہو جاتے ہیں مگر وہاں آخرت میں ایسا نہیں ہوگا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہی لوگ ہیں۔ اُبْسِلُوْا جو گرفتار کیے جائیں گے۔ بِمَا كَسَبُوْا اس کے بدلے میں جو انہوں نے کمایا۔

لَهُمْ شَرَابٌ ان کے لیے پینا ہوگا۔ مِّنْ حَمِيْمٍ کھولتے ہوئے پانی سے۔ وہ اتنا گرم ہوگا کہ يَشْوِي الْوُجُوْهَ. ہونٹوں کو لگے تو ہونٹ جل جائیں گے حلق سے نیچے۔ يَتَجَرَّعُهٗ قطرہ قطرہ کر کے اتاریں گے۔ اتنا گرم ہوگا کہ نیچے اتار نہیں سکیں گے مگر مجبور ہوں گے۔ نیچے اتارنے پر اور چند قطرے جب اندر جائیں گے تو۔ فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ. وہ ان کی آنتوں کو کاٹ کر پاخانہ کے راستے سے نکال دے گا پھر آنتیں ان کے اندر ڈالی جائیں گی۔ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ اور عذاب ہوگا دردناک۔ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ اس لیے کہ وہ انکار کرتے تھے۔ اور کفر کا بدلہ ضرور ملے گا۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا ہم پکاریں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس مخلوق کو جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان دے سکتی ہے،

اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ

اور ہم لوٹا دیے جائیں گے ایڑیوں کے بل بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی ہے، اس شخص کی طرح جس کو گمراہ کر دیا

الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ

شیطانوں نے زمین میں حیران ہے۔اس کے ساتھی ہیں جواس کو بلاتے ہیں ہدایت کی طرف،(کہتے ہیں) ہماری طرف آجا،

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿71﴾

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی وہ ہدایت ہے۔اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جھک جائیں رب العالمین کے سامنے۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿72﴾ وَهُوَ

اوراس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔اوراس سے ڈرواور وہی ذات ہے جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔اور وہ،

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ

وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کواور زمین کوحق کے ساتھ۔اور جس دن وہ فرمائے گا ہوجا، پس سب کچھ ہوجائے گا،

قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ

اس کی بات سچی ہےاوراسی کے لیے بادشاہی ہے، جس دن پھونکا جائے گا صور میں وہ غائب،اور حاضر چیزوں کو جاننے والا ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿73﴾

اور وہی حکمت والاخبر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنَدْعُوْا: ہم پکاریں، مَالَا يَنْفَعُنَا: جوہمیں نفع نہیں پہنچاتے، لَا يَضُرُّنَا: وہ نقصان نہیں دیتے ہمیں، عَلٰٓى اَعْقَابِنَا: الٹے پاؤں، هَدٰىنَا: ہم کو ہدایت دی، اِسْتَهْوَتْهُ: راستہ بھلادیا (جنہوں نے) اس کو، حَيْرَانَ: حیران، يَدْعُوْنَهٗۤ: وہ بلاتے ہیں اسے، ائْتِنَا: ہمارے پاس آجا، اُمِرْنَا: ہمیں حکم کیا گیا ہے، لِنُسْلِمَ: کہ ہم تابع رہیں، يُنْفَخُ: پھونکا جائے گا، اَلصُّوْرِ: صور، عٰلِمُ: جاننے والا۔

ربط:

مشرکین کے وفد بار بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جھگڑے کو کیوں ختم نہیں کرتے۔ہم تمہارے معبود کو پکاریں اور تم ہمارے معبود کو۔جھگڑا ختم ہوجائیگا آگے اسی وفد کو جواب ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین مکہ کے بے جا مطالبات کا جواب:

قُلْ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ دیں۔ اَنَدْعُوْا کیا ہم پکاریں۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے۔ مَا لَا

يَنفَعُنَا اس مخلوق کو جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکتی ہے۔ وَلَا يَضُرُّنَا اور نہ نقصان دے سکتی ہے۔ لات منات عزیٰ وغیرہ کے پاس کیا ہے کہ ہم ان کو پکاریں۔ وَنُرَدُّ اور ہم لوٹا دیئے جائیں گے۔ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا ایڑیوں کے بل۔ بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی ہے۔

كَالَّذِي اس شخص کی طرح۔ اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ جس کو گمراہ کر دیا شیطانوں نے۔ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ زمین میں حیران ہے۔ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ اس کے ساتھی ہیں۔ يَّدْعُوْنَهٗٓ جو اس کو بلاتے ہیں۔ اِلَى الْهُدَى ہدایت کی طرف (کہتے ہیں) ائْتِنَا ہماری طرف آجاؤ۔ اور وہ نہیں آتا یعنی جنگل میں کسی کو جن چمٹ جائے اور وہ آسیب کی وجہ سے بدحواس ہو جائے اور اس کو اس کے ساتھی بلائیں کہ تو ہماری طرف آ مگر اس کے تو ہوش وحواس ہی قائم نہیں ہیں وہ کس طرح آئے گا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں۔ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ بیشک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی۔ هُوَ الْهُدٰى وہ ہدایت ہے۔ وَاُمِرْنَا اور ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اے وفد والو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ ہم جھک جائیں رب العالمین کے سامنے اور ہمیں حکم ہے۔ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ وَاتَّقُوْهُ اور اس سے ڈرو۔ لہٰذا ہم تمہاری بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور وہی ذات ہے جس کی طرف تم میدان محشر میں اکٹھے کیے جاؤ گے۔ تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ، وہ ذات ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ. جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو۔ بِالْحَقِّ ۔ حق کے ساتھ، تمہارے لات منات عزیٰ اور دوسرے خداؤں نے کیا پیدا کیا ہے۔ اگر کچھ پیدا کیا ہے تو بتاؤ۔ اور جس دن وہ فرمائے گا۔ كُنْ فَيَكُوْنُ. ہو جا، پس سب کچھ ہو جائے گا۔ وہ جس طرح چاہے گا اسی طرح ہو جائے گا جب قیامت برپا کرنا چاہے گا قیامت برپا ہو جائے گی اور دنیا فنا ہو جائے گی اور جب دوبارہ اٹھانا چاہے گا ساری دنیا اٹھ کھڑی ہوگی۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ. اس کی بات سچی ہے۔

وَلَهُ الْمُلْكُ اور اسی کے لیے سچی بادشاہی ہے۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ جس دن پھونکا جائے گا صور میں، اس دن صرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہوگی۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غائب اور حاضر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا بندوں کی نسبت سے ہے۔ مخلوق کی نسبت سے ہے کہ جو چیز بندوں سے اور اس کی مخلوق سے غائب ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے اور جو چیز مخلوق کے سامنے موجود اور حاضر ہے اس کو بھی جانتا ہے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مخلوق سے جو غائب ہے اس کو نعوذ باللہ جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ اور وہی ہے حکمت والا خبر رکھنے والا۔ اس

کا کوئی کام حکم سے خالی نہیں ہے۔ وہ ہر شے کے ظاہر، باطن قول، فعل، نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کیا تو بناتا ہے بتوں کو معبود، بیشک میں دیکھتا ہوں تجھے اور تیری قوم کو کھلی

مُّبِيْنٍ ﴿74﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

گمراہی میں۔ اور اسی طرح دکھائے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو عجائبات آسمانوں کے اور زمین کے، اور تاکہ ہو جائیں وہ یقین

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿75﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

کرنے والوں میں سے۔ پس جب تاریکی چھا گئی ان پر رات کی، دیکھا انہوں نے ایک ستارہ، کہا انہوں نے یہ میرا رب ہے۔

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿76﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

پس جب وہ غائب ہو گیا کہا نہیں پسند کرتا غائب ہو جانے والوں کو۔ پس جب دیکھا انہوں نے چاند کو چمکتا ہوا، کہا یہ میرا رب ہے

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿77﴾ فَلَمَّا رَاَ

پس جب وہ غائب ہو گیا کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا پروردگار البتہ ہو جاتا میں بھی گمراہ لوگوں میں سے۔ پس جب دیکھا

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

انہوں نے سورج کو چمکتا ہوا کہا یہ میرا رب ہے یہ بڑا ہے، پس جب وہ بھی غروب ہو گیا کہا اے میری قوم! بیشک میں بیزار ہوں

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿78﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ان سے جن کو تم شریک بناتے ہو۔ بیشک میں نے متوجہ کر لیا اپنا چہرہ اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو،

حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿79﴾

اور میں ایک طرف ہونے والا ہوں اور نہیں میں شرک کرنے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِاَبِيْهِ: اپنے باپ کو، اٰزَرَ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام، اَتَتَّخِذُ: کیا تو مانتا ہے، اَصْنَامًا: بت، اَرٰىكَ: میں دیکھتا ہوں تجھے، نُرِيْٓ: ہم دکھانے لگے، مَلَكُوْتَ: عجائبات، مُوْقِنِيْنَ: یقین کرنے والے، جَنَّ: اندھیرا کر لیا، رَاٰ: اس نے دیکھا، كَوْكَبًا: ایک ستارہ، اَفَلَ: وہ غائب ہو گیا، لَآ اُحِبُّ: میں پسند نہیں کرتا، الْاٰفِلِيْنَ: غائب ہو جانے والا، الْقَمَرَ: چاند، بَازِغًا: چمکنے والا، لَمْ يَهْدِنِيْ: نہ ہدایت دی مجھے، لَاَكُوْنَنَّ: ضرور میں ہو جاؤں گا، اَفَلَتْ:

غائب ہو گیا، وَجَّهْتُ: میں نے اپنا رُخ کر لیا، فَطَرَ: (اس نے) بنایا۔

ربط:

یہ مشرکین عرب اپنے آپ کو ابراھیمی کہتے تھے اور کہتے کہ ہم ابراھیم علیہ السلام کے دین پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ ان کے دین کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے ان دو رکوع میں اسی کا رد کیا ہے فرمایا تم کیا ابراھیم علیہ السلام کو جانتے ہو۔

اہم نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں مودودی صاحب کی غلط بیانیاں:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ یہاں ایک تو عام غلط بیانیاں ہیں اور ایک مودودی صاحب کی غلط بیانیاں ہیں دونوں قابل رد ہیں عام غلط بیانیاں یہ ہیں کہ بعض کتابوں مثلاً قصص الانبیاء وغیرہ میں ہے کہ ابراھیم علیہ السلام جب چھوٹے تھے ان کو غار میں جا کر رکھ دیا وہیں اللہ تعالیٰ ان کی پرورش کرتے رہے جب غار سے نکلے تو پہلی رات ستارہ دیکھا کہنے لگے " هٰذَا رَبِّيْ " پھر چاند دیکھا کہا " هٰذَا رَبِّيْ " پھر سورج دیکھا کہا " هٰذَا رَبِّيْ " یہ تمام خرافات ہیں۔

اور ایک ہیں مودودی صاحب کی غلط بیانیاں وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو رب بنایا لیکن ایک ہوتی ہے منزل ایک ہوتا ہے راستہ۔ راستے میں تلاش کرتے کرتے اگر ایسی بات ہو تو یہ کوئی خرابی نہیں منزل میں نبی شرک نہیں کرتا رب کو تلاش کرنے کے راستے میں یہ باتیں کیں "لاحول ولاقوۃ"

حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے "المسیرۃ" عقیدے کی کتاب ہے اس کی شرح لکھی حافظ ابن قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نقل کرتے ہیں قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کہ نبی طَرْفَةَ عَيْنٍ یعنی پلک جھپکنے کے برابر بھی کفر نہیں کرتا اور عقائد کی کتابوں اور اصول فقہ کی کتابوں اور شروح حدیث میں جب مطلق قاضی کا لفظ آتا ہے تو اس سے مراد قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوتے ہیں اب یہاں سنیں حضرت ابراھیم علیہ السلام رات کو آئے اور ستارے کو دیکھ کر کہا " هٰذَا رَبِّيْ "

تفسیر کبیر، البحر المحیط وغیرہ میں ہے کہ یہ استفہاماً تھا کہ یہ میرا رب ہے مانا نہیں جب غروب ہو گیا تو کہا لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ بعض دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ استفہام کی ضرورت نہیں ہے جسمیں آلوسی، ابن کثیر اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ هٰذَا رَبِّيْ بِزَعْمِكُمْ تمہارے خیال میں یہ میرا رب ہے مال تو وہی نکلا۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور قوم کو تبلیغ کا انداز:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے۔ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اپنے باپ آزر کو۔ قرآن کریم نے آزر کو ابراھیم علیہ السلام کا باپ کہا ہے۔ اس کے خلاف کوئی قوی اور مضبوط دلیل موجود نہیں ہے بائبل میں ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام

تارخ تھا اور آزران کا چچا تھا اور یہ روایتیں اتنی ضعیف ہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتیں باپ سے کیا کہا۔ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا کیا تو بناتا ہے بتوں کو۔ اٰلِهَةً ۚ معبود۔

اِنِّيْٓ اَرٰىكَ بیشک میں دیکھتا ہوں تجھے۔ وَقَوْمَكَ اور تیری قوم کو۔ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کھلی گمراہی میں، یہ بتوں کی پوجا کھلی گمراہی ہے۔ وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح۔ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ دکھائے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو۔ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عجائبات آسمانوں کے اور زمین کے۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور تاکہ ہوجائیں وہ یقین کرنے والوں میں سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب پرستی میں بھی مبتلا تھی کہ ستاروں میں خدائی کرشمے اور قدرتیں مانتے تھے رات کا وقت تھا مجلس لگی ہوئی تھی۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ پس جب تاریکی چھا گئی ان پر رات کی۔ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ دیکھا انہوں نے ایک ستارہ۔

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ یہ هٰذَا رَبِّيْ، استفہام ہے معنی بنے گا۔ کہا اس نے یہ میرا رب ہے۔ ستارے کو رب نہیں کہا کیونکہ استفہام ہے مطلب یہ ہے کہ اے ستاروں کو رب بنانے والو! کیا یہ میرا رب ہے؟ فَلَمَّآ اَفَلَ پس جب وہ ستارہ غائب ہوگیا۔ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ کہا میں نہیں پسند کرتا غائب ہوجانے والوں کو کہ اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہوسکتا میں اس کو رب بنانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ پس جب دیکھا انہوں نے چاند کو۔ بَازِغًا چمکتا ہوا۔ کہ یہ ستارے سے زیادہ چمکنے والا ہے۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ کہا یہ میرا رب ہے، کیا میں اس کو رب بنالوں فَلَمَّآ اَفَلَ پس جب وہ غائب ہوگیا۔ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا پروردگار۔ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ البتہ ہوجاتا میں بھی گمراہ لوگوں میں سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ ستارے کو رب مانا اور نہ ہی چاند کو اُن کا اپنی قوم کے ساتھ مکالمہ تھا اور ان کی تردید کر رہے تھے کہ میں ان زوال پذیر چیزوں کو رب بنالوں جو اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتے اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں تمہارے جیسا گمراہ ہوگیا ہوتا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً پس جب دیکھا انہوں نے سورج کو چمکتا ہوا سورج طلوع ہوا دیکھا کہ وہ چاند سے بھی زیادہ منور ہے۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ کہا یہ میرا رب ہے هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ یہ بڑا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ پس جب وہ بھی غروب ہوگیا۔ قَالَ کہا ابراہیم علیہ السلام نے۔ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اے میری قوم! بیشک میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک بناتے ہو، میں تمہاری بت پرستی سے بھی بیزار ہوں اور کواکب میں جو تم خدائی کرشمے مانتے ہو اس سے بھی بیزار ہوں یعنی میں ان کو تسلیم نہیں کرتا۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ بیشک میں نے متوجہ کرلیا اپنا چہرہ۔ لِلَّذِيْ اس ذات کی طرف۔ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بغیر نمونے کے۔ فطور کا معنی ہے بغیر مثال اور نمونے کے کسی چیز کو پیدا کرنا۔ حَنِیْفًا اور میں ایک طرف ہونے والا ہوں میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر نمونے کے پیدا فرمایا۔ حال کونہ حنیفا۔ اس حال میں کہ میں ایک طرف ہونے والا ہوں میں نہ تو بتوں کا پجاری ہوں نہ ستاروں اور چاند سورج کا اور اے میری برادری والو! سن لو۔ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ

اور جھگڑا کیا ابراہیم علیہ السلام سے ان کی قوم نے، فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تم میرے ساتھ جھگڑا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں،

وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ

اور تحقیق اس نے مجھے ہدایت دی ہے، اور میں نہیں خوف کھاتا ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو مگر یہ جو چاہے

رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿80﴾ وَكَیْفَ اَخَافُ

میرا رب۔ وسیع ہے میرے رب کا علم ہر چیز کو، کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور کیسے میں خوف کھاؤں

مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا

جن کو تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ اور تم خوف نہیں کھاتے بیشک تم نے شریک بنائے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان چیزوں کو کہ

لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ

نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں تم پر کوئی سند اور دلیل۔ پس دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ حق دار ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿81﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ

امن کا اگر ہو تم جانتے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ملایا انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو وہی لوگ ہیں

الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿82﴾

جن کے لیے امن ہوگا اور وہی ہیں ہدایت پانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَآجَّهٗ: اس نے جھگڑا کیا اس سے، اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ: کیا تم جھگڑا کرتے ہو مجھ سے، هَدٰىنِ: اس نے ہدایت دی مجھے، عِلْمًا: جاننا، تَتَذَكَّرُوْنَ: تم سوچتے نہیں ہو، مَآ اَشْرَكْتُمْ: جو تم نے شریک کیا، اَلْفَرِیْقَیْنِ: وہ فریق، لَمْ یَلْبِسُوْٓا: انہوں نے نہیں ملایا۔

ربط:

سابقہ آیات میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کی ستاروں، چاند اور سورج کی پوجا کو غلط قرار دیا اور شرک سے بیزاری کا اظہار کیا اب ان آیات میں قوم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنے عقائد کی پامالی دیکھ کر بحث اور جھگڑے کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا مناظرہ:

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ اور جھگڑا کیا ابراہیم علیہ السلام سے ان کی قوم نے، ان کے ساتھ لڑ پڑے۔ قَالَ۔ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے۔ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ کیا تم میرے ساتھ، جھگڑا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہ میں کہتا ہوں وہ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ اور تحقیق اس نے مجھے ہدایت دی ہے۔

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اور میں نہیں خوف کھاتا ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو، مجھے ان کا کوئی خوف اور ڈر نہیں ہے۔ وہ میرا بال بھی ٹیڑھا نہیں کر سکتے۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ مگر یہ جو چاہے میرا رب کوئی شے، تو اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ وسیع ہے میرے رب کا علم ہر چیز کو۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے، وَكَیْفَ اَخَافُ اور کیسے میں خوف کھاؤں، مَآ اَشْرَكْتُمْ جن کو تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ وَلَا تَخَافُوْنَ اور تم خوف نہیں کھاتے اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ بیشک تم نے شریک بنائے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ ان چیزوں کو کہ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں تم پر کوئی سند اور دلیل۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہوئے ہیں کہ جن کے شریک ہونے پر تمہارے پاس کوئی سند اور دلیل نہیں ہے۔ اور اس حرکت پر اللہ سے نہیں ڈرتے کہ اللہ تعالیٰ کتنا ناراض ہے اور اس کی پکڑ کتنی سخت ہوگی اور مجھے تم اپنے ان جھوٹے خداؤں سے ڈراتے ہو۔

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ پس دونوں فریقوں میں سے کون۔ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ زیادہ حق دار ہے امن کا، ایک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے اور دوسرا غیر اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے، مگر تم نے جانتے ہوئے بھی خاموش رہنا ہے، صحیح بات نہیں کرنی لہذا مجھ سے سنو۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اور نہیں ملایا انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہوگا وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہی ہیں ہدایت پانے والے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

اور یہ مذکورہ ہماری دلیل ہے جو دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلے میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے ہم چاہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿83﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا

بیشک آپ ﷺ کا رب حکمت والا، جاننے والا ہے۔ اور بخشا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام سب کو

هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ

ہم نے ہدایت دی، اور نوح علیہ السلام کو ہم نے ہدایت دی اس سے پہلے اور ان کی اولاد میں سے ہیں داود اور سلیمان

وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَهٰرُونَ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿84﴾

اور ایوب علیہ السلام، اور یوسف علیہ السلام، اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو ہدایت دی اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ ۚ كُلٌّ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿85﴾ وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ

اور زکریا اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس علیہم السلام کو سب نیکو کاروں میں سے تھے۔ اور اسماعیل اور یسع

وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿86﴾ وَمِنْ آبَائِهِمْ

اور یونس اور لوط علیہم السلام کو اور سب کو ہم نے فضیلت دی تمام جہان کے لوگوں پر، اور ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی

وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿87﴾ ذٰلِكَ

اولادوں میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے اور ہم نے ان کو چنا اور ان کو ہم نے ہدایت دی سیدھے راستے کی، یہ اللہ تعالیٰ

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا

کی ہدایت ہے۔ وہ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے، اور اگر بالفرض یہ بھی شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿88﴾

البتہ ضائع ہو جاتے ان سے وہ اعمال جو وہ کرتے رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حُجَّتُنَآ: ہماری دلیل، اٰتَيْنٰهَآ: ہم نے دے دیا اس کو، نَرْفَعُ: ہم بلند کرتے ہیں، نَّشَآءُ: ہم چاہتے ہیں، وَهَبْنَا: ہم نے دیا، ذُرِّيَّتِهٖ: ہم نے ہدایت دی، يُوسُفَ: اس کی اولاد، اِلْيَاسَ: اللہ تعالیٰ کے نبی، اَلْيَسَعَ: ایک جلیل القدر پیغمبر کا نام، لُوْطًا: لوط علیہ السلام، اللہ کے پیغمبر کا نام، اٰبَآئِهِمْ: ان کے باپ دادا، ذُرِّيّٰتِهِمْ: ان کی اولادیں، اِجْتَبَيْنٰهُمْ: ہم نے پسند کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قوم سے مناظرے اور جھگڑے کا تذکرہ تھا۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ

دلائل ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل ودماغ میں ڈالے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے جو اپنے اپنے دور میں اپنی قوموں میں کفر وشرک کی ہمیشہ تردید کرتے رہے۔

تفسیری نکات: توحید کے دلائل اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بتائے:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اور یہ مذکور ہماری دلیل ہے۔ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ جو دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو کہ ان کے دماغ میں ڈالی۔ عَلٰى قَوْمِهٖ ان کی قوم کے مقابلے میں، قوم کو سمجھانے کے لیے۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے ہم چاہتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ بیشک تیرا رب حکمت والا، جاننے والا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اسحاق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یعقوب علیہ السلام پوتے تھے۔ كُلًّا هَدَيْنَا سب کو ہم نے ہدایت دی۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دور میں اسحاق علیہ السلام کو اپنے دور میں اور یعقوب علیہ السلام کو اپنے دور میں۔

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ اور نوح علیہ السلام کو ہم نے ہدایت دی اس سے پہلے۔ کیونکہ نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہیں۔ تاریخ دان بتاتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام طوفانِ نوح سے سترہ سو نو سال بعد تشریف لائے ہیں۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اور ان کی اولاد میں سے ہیں۔ "ہ" ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے اور نوح علیہ السلام کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے۔ کیونکہ آگے جن حضرات کا ذکر ہے وہ ان دونوں حضرات کی اولاد ہیں۔ لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے۔ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ داود اور سلیمان اور ایوب، اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو ہدایت دی۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ اور زکریا اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس علیہم السلام کو۔ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ سب نیکوکاروں میں سے تھے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط علیہم السلام کو۔ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور سب کو ہم نے فضیلت دی تمام جہان کے لوگوں پر۔ اپنے زمانے میں دوسرے لوگوں پر ان کو فضیلت حاصل تھی۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ اور ان کے باپ دادوں میں سے بھی ہم نے نبی بنائے۔ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور ان کی اولادوں میں سے بھی ہم نے نبی بنائے۔ وَاِخْوَانِهِمْ اور ان کے بھائیوں میں سے بھی ہم نے نبی بنائے۔ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو چنا نبوت اور رسالت کے لیے۔ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور ان کو ہدایت دی سیدھے راستے کی۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وہ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے جس کو

چاہے اپنے بندوں میں سے۔

شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے:

وَلَوْ اَشْرَكُوْا اور اگر بالفرض یہ بھی شرک کرتے جو اللہ کے منتخب بندے اور پیغمبر ہیں کہ ان میں سے اٹھارہ کا ذکر تو ناموں کے ساتھ ہے اور باقیوں کا ذکر اجمالی طور پر وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ. میں کیا گیا ہے۔ گویا کہ تمام پیغمبروں کا ذکر آ گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ کہ آپ ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کر کے فرمایا اگر بالفرض یہ پیغمبر بھی شرک کرتے تو۔ لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ البتہ ضائع ہو جاتے ان سے وہ اعمال جو وہ کرتے رہے ہیں۔ سب اعمال ضائع ہو جائیں گے چاہے پیغمبر کے اعمال ہی کیوں نہ ہوں۔ تو پھر ہمارے آپ کے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟ اور یہ بات آپ حضرات کئی مرتبہ پڑھ اور سُن چکے ہیں کہ کسی بھی پیغمبر کے اعمال اتنے بھاری ہیں کہ امت کے تمام اعمال پیغمبر کے ایک عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا

یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتابیں دیں اور حکم دیا اور نبوت دی۔ پس اگر انکار کریں ان چیزوں کا یہ لوگ پس تحقیق سپرد کر دیں

بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿89﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ

ہم نے یہ چیزیں ایسے لوگوں کے کہ وہ ان کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى

پس ان کی ہدایت کی تو بھی پیروی کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں میں نہیں مانگتا تم سے اس قرآن پر کوئی معاوضہ۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت

لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿90﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ ع ١٢

جہان والوں کے لیے۔ اور نہیں قدر کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ اس کا حق ہے قدر کرنے کا، جب انہوں نے کہا نہیں

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا

نازل کی اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی شے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کس نے نازل کی وہ کتاب جس کو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے جو روشنی تھی

وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ

اور ہدایت تھی لوگوں کے لیے جس کو تم نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے ظاہر کرتے ہو تم ان ٹکڑوں کو اور چھپاتے ہو بہت سے حصے کو،

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

اور تمہیں تعلیم دی گئی ان چیزوں کی جن کو نہیں جانتے تھے تم، اور نہ تمہارے آباء واجداد۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ نے نازل کی،

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیں ان کو ان کے شغل میں کھیلتے رہیں۔ اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا، برکت والی ہے

مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ

تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے ہے، اور تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں تمام بستیوں کی اصل بستی کو، اور اس کے اردگرد

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

والوں کو اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں آخرت پر وہ ایمان لاتے ہیں قرآن پاک پر اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَكَّلْنَا: ہم نے سونپ دی، اِقْتَدِهْ: اس کی پیروی کر، اَسْئَلُكُمْ: میں تم سے مانگتا، مَا قَدَرُوْا: انہوں نے نہیں پہچانا، قَدْرِهٖ: اس کی قدر، تَجْعَلُوْنَهٗ: تم کرتے ہو، قَرَاطِيْسَ: ورق ورق، تُبْدُوْنَهَا: تم ظاہر کرتے ہو اسے، عُلِّمْتُمْ: تمہیں سکھایا گیا، ذَرْهُمْ: چھوڑ دے ان کو، خَوْضِهِمْ: ان کی خرافات، يَلْعَبُوْنَ: وہ کھیلتے ہیں، اَنْزَلْنٰهُ: ہم نے اتاری اسے، مُبٰرَكٌ: برکت والی، لِتُنْذِرَ: تاکہ تو ڈرائے، الْقُرٰى: بستیاں، حَوْلَهَا: اس کے آس پاس، صَلَاتِهِمْ: ان کی نماز، يُحَافِظُوْنَ: وہ حفاظت کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں کا شرک کی بیخ کنی کے لیے کی گئی کوششوں کا تذکرہ تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی فضیلت اور ان کا مقام و مرتبہ بیان فرما رہا ہے۔

اہم نکات: یہودیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ما قبل میں انبیاء کرام کے کچھ نام مذکور تھے فرمایا "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ" کہ ہم نے ان لوگوں کو کتاب، حکم اور نبوت دی۔ آگے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔ یہاں تمہیں تفسیروں میں نام ملے گا مالک ابن الصیف یہودی کا۔ اس بدبخت نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے نبی بن گئے؟ اللہ تعالیٰ نے تو کسی بشر پر کوئی چیز نازل کی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے کہنے میں صرف پیغمبر کی توہین نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی توہین ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کہ انہوں نے قدر نہیں کی اللہ کی جیسا کہ اس کے قدر کرنے کا حق ہے کیوں کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ آگے اسی کا رد کر کے فرمایا کہ کہہ

دیکھئے مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى کہ وہ کتاب جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے وہ کس نے نازل کی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام بشر تھے یا نہ تھے؟ ان پر تورات اتری یا نہیں اتری وہ کتاب نور بھی تھی ھدایت بھی تھی۔

قراطیس یہ قرطاس کی جمع ہے قرطاس کے لفظی معنی کاغذ کے ہے یہاں پر معنی ہے ٹکڑے ٹکڑے کہ وہ جس کو تم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، وہ کیسے؟ وہ یوں کہ اس کتاب کے قراطیس کے کچھ حصّے کو تم ظاہر کرتے ہو جو تمہارے مطلب کے لئے مفید ہے وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا اور بہت سی چیزوں کو تم مخفی رکھتے ہو جو تمہاری خواہشات کے خلاف ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں سے سوال کریں کہ یہ کس نے نازل کیں یہ تو جواب نہیں دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہیں اللہ انزلہٗ کہ اللہ جل جلالہٗ نے نازل کی ہے۔

تفسیری نکات: پیغمبروں کو اللہ نے ہی نبوت سے نوازا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتابیں دیں۔ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ اور حکم دیا اور نبوت دی مذکورہ پیغمبروں میں وہ بھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے پاس توراۃ تھی عیسیٰ علیہ السلام کے پاس انجیل تھی، حضرت داود علیہ السلام کے پاس زبور تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا۔ اور ان میں سے بعض نبی وہ تھے جن کے پاس کتاب تو نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوتا رہا وحی اترتی رہی۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ پس اگر انکار کریں ان چیزوں کا یہ لوگ یعنی کتابوں کا حکم اور نبوت کا یہ مکہ والے تو کوئی بات نہیں۔ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا پس تحقیق سپرد کر دیں ہم نے یہ چیزیں ایسی قوم کے لیے۔ لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ کہ وہ ان کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر مکہ والے نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ الحمدللہ آج دنیا میں سوا ارب کے قریب مسلمان موجود ہیں ان چیزوں کو تسلیم کرنے والے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ وہی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جن کا ذکر ہوا ہے۔ هَدَى اللّٰهُ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کہہ دیں میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس قرآن پر کوئی معاوضہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارا غلط خیال ہے میں تمہیں کسی معاوضے کے لیے نہیں سناتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تمہیں سناؤں اور اللہ تعالیٰ کے احکام تمہیں پہنچاؤں۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے یہ مگر نصیحت جہان والوں کے لیے۔

یہودیوں کے بے جا اعتراض کا جواب:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اور نہیں قدر کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ اس کا حق ہے قدر کرنے کا۔ اِذْ قَالُوْا جب انہوں نے کہا۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز یعنی نہ وحی نہ کتاب۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں۔ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ کس نے نازل کی وہ کتاب۔ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى جس کو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔ نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ جو روشنی تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے لیے اپنے دور میں بتاؤ اے اعتراض کرنے والو وہ کتاب موسیٰ علیہ السلام پر کس نے نازل کی اور کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بشر نہ تھے؟

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ جس کو تم نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے۔ قراطیس، قرطاس کی جمع ہے جس کا معنی کاغذ اور ٹکڑا ہے۔ تُبْدُوْنَهَا ظاہر کرتے ہو تم ان ٹکڑوں کو جو تمہارے مطلب کے ہیں۔ وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا اور چھپاتے ہو بہت سے حصے کو جس کی وجہ سے تم پر زد پڑتی ہے۔ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ اور تمہیں تعلیم دی گئی ان چیزوں کی جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ اور نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے بتاؤ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے؟ فرمایا یہ تو ضد میں ہیں لہٰذا یہ جواب نہیں دیں گے کیونکہ جب آدمی ضد پر اتر آئے تو حق کا انکار کر دیتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ ثُمَّ ذَرْهُمْ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں ان کو۔ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ان کے شغل میں کھیلتے رہیں۔ تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل ہوئی اور وہ بشر تھے اسی طرح۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اور یہ کتاب ہے قرآن کریم جس کو ہم نے نازل کیا۔ مُبٰرَكٌ برکت والی ہے۔ اس کو ہاتھ لگانا باعث برکت ہے اس کو دیکھنا برکت ہے اس کو پڑھنا برکت ہے اس کو سمجھنا باعث برکت ہے۔ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے ہے جو کتابیں قرآن کریم سے پہلے نازل ہوئی ہیں قرآن کریم ان کی تصدیق کرتا ہے۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى یہ کتاب اس لیے اتاری ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں تمام بستیوں کی اصل کو۔ مکہ مکرمہ کا نام "ام القریٰ" بھی ہے یہ تمام بستیوں کی ماں ہے۔ کیونکہ یہیں سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً پھیلایا ہے۔

وَمَنْ حَوْلَهَا اور اس کے ارد گرد والوں کو بھی ڈرائیں۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں آخرت پر۔ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وہ ایمان لاتے ہیں قرآن پاک پر جو آخرت کو مانتے ہیں وہ قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں ان کی واضح اور صاف نشانی یہ ہے کہ۔ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں کی حفاظت اور پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ

اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا، یا جس نے کہا میری طرف وحی کی گئی ہے

اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ

حالانکہ اس کی طرف کوئی چیز وحی نہیں کی گئی۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے کہا میں بھی نازل کرسکتا ہوں اس کی مثل جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا

اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں جب کہ ظالم موت کی غشیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے

اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

ہاتھ ان کی طرف پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ نکالو اپنی جانوں کو آج کے دن تمہیں بدلا دیا جائے گا ذلت کا عذاب۔ اس لیے کہ

كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

تم کہتے تھے اللہ تعالیٰ پر ناحق اور تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔ اور البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

اکیلے اکیلے جیسا کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ، اور چھوڑ دیا تم نے اس کو جو ہم نے تمہیں نعمتیں دی تھیں

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

تمہاری پشتوں کے پیچھے ہے، اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو وہ جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے کہ

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

بیشک وہ تمہارے اندر شریک ہیں۔ البتہ تحقیق منقطع ہوگئے ہیں تعلقات جو تمہارے درمیان تھے اور غائب ہوگئے

عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع ۱۲

تم سے وہ جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ يُوْحَ: وہ (نہیں) کی گئی، سَاُنْزِلُ: عنقریب میں اُتاروں گا، غَمَرٰتِ: سختیاں، بَاسِطُوْٓا: پھیلانے والے، اَخْرِجُوْٓا: تم نکالو، تُجْزَوْنَ: تمہیں بدلہ دیا جائے گا، اَلْهُوْنِ: ذلت، تَسْتَكْبِرُوْنَ: تم تکبر کرتے تھے، جِئْتُمُوْنَا: تم ہمارے پاس آؤ گے، فُرَادٰى: ایک ایک ہوکر، خَلَقْنٰكُمْ: ہم نے پیدا کیا تمہیں، اَوَّلَ مَرَّةٍ: پہلی بار، خَوَّلْنٰكُمْ: جو

سامان ہم نے تمہیں دیا، ظُهُوْرِكُمْ: تمہاری پیٹھیں، شُفَعَآءَكُمْ: تمہارے سفارش، زَعَمْتُمْ: تم نے گمان کیا، تَقَطَّعَ: وہ منقطع ہوگیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ایک یہودی کی باتوں کا رد تھا ان آیات میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح یہ مسلمان تھا اس کا خط (لکھائی) بڑا اچھا تھا۔

آنحضرت نے کاتبین وحی میں اس کو بھی شامل کیا تھا۔ اٹھارویں پارے میں تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ سے پہلے کی آیتیں جب نازل ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لکھواتے رہے چونکہ وہ عربی تھا فصیح تھا ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے "تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ" بولا نہیں تھا کہ وحی کا یہ لفظ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ اس پر وہ کہنے لگا ما یدری محمد؟ (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانتے ہیں؟) جو میں کہتا ہوں وہی لکھتے ہیں۔ اس کے بعد مرتد ہوگیا اور کہنے لگا کہ ایسی چیز تو میں بھی بنا سکتا ہوں اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر افتراء باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے حالانکہ اس کی طرف وحی نہیں کی گئی اور (اس سے) جس نے کہا کہ میں اتار سکتا ہوں جیسا کہ اللہ اتارتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بعد میں ایمان لے آئے اور رضی اللہ عنہ میں شامل ہوگئے۔

تفسیری نکات: اللہ سے جھوٹ منسوب کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ (اسم تفضیل کا صیغہ ہے) اور کون بڑا ظالم ہے۔ مِمَّنِ افْتَرٰى اس شخص سے جس نے افترا باندھا۔ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔

اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ یا جس نے کہا میری طرف وحی کی گئی ہے۔ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ حالانکہ اس کی طرف کوئی چیز وحی نہیں کی گئی، جھوٹا نبی بنتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ یہ بھی بڑا ظالم ہے اور اس سے بڑا ظالم بھی کوئی نہیں ہے اور ایسے ظالم بہت گزرے ہیں۔

وَّمَنْ قَالَ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے کہا۔ سَاُنْزِلُ میں بھی نازل کرسکتا ہوں۔ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ط اس کی مثل جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، قرآنِ کریم۔

موت کے وقت ان جھوٹوں کا حشر:

وَلَوْ تَرٰى اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں۔ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ جب کہ ظالم موت کی غشیوں میں ہوں گے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج اپنے ہاتھ ان کی طرف پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ اَخْرِجُوْٓا

اَنْفُسَكُمْ ط کہیں گے نکالو اپنی جانوں کو۔ ہمارے حوالے کرو۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج کے دن تمہیں بدلا دیا جائے گا ذلت کا عذاب۔ مرنے کے بعد جب آدمی کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو فوراً عذاب وثواب شروع ہو جاتا ہے۔

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہتے تھے۔ کبھی تم اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے تھے کبھی اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے تھے کبھی کہتے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی طرح کتابیں نازل کر سکتے ہیں لہٰذا آج ان باتوں کا مزا چکھو۔ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ اور تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے نہیں، ٹھکرا دیتے تھے۔

قیامت کے دن جھوٹے خدا، مال دولت کچھ کام نہیں آئے گا:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى ،فرد کی جمع ہے اور فرد کا معنی ہے اکیلا اور البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے۔ بچہ جب ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو اکیلا ہوتا ہے۔ نہ بہن بھائی اس کے ساتھ ہوتے ہیں نہ اولاد، کبھی جڑواں بھی پیدا ہوتے ہیں مگر اکثر اکیلا ہی پیدا ہوتا ہے اور اس کے جسم پر کپڑا بھی نہیں ہوتا۔ قیامت والے دن قبروں سے اسی طرح نکلیں گے۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسا کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ۔

وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ اور چھوڑ دیا تم نے ان کو جو ہم نے تمہیں نعمتیں دی تھیں۔ وہ بنگلا کوٹھی اور کارخانہ تمہارے ساتھ نہیں آیا، دکان مال بھی ساتھ نہیں آیا وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ پشتوں کے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ کچھ تو ساتھ لانا تھا یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ کسی خوش نصیب کو کفن نصیب ہوتا ہے اور کسی کو وہ بھی نہیں ہوتا۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمْ اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ سفارشیوں کو جن کے متعلق تم کہتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ وہ جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط کہ بے شک وہ تمہارے اندر شریک ہیں وہ تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ البتہ تحقیق منقطع ہو گئے ہیں تعلقات جو تمہارے درمیان تھے آج نہ تم ان کے کام آسکتے ہو اور نہ وہ تمہارے کام آسکتے ہیں۔

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور غائب ہو گئے تم سے وہ جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اور ہمارے کام آئیں گے وہاں نہ سفارشی کام آئیں گے نہ دولت کام آئے گی، ایمان کام آئے گا اور عمل صالح کام آئے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط

بیشک اللہ تعالیٰ پھاڑ کر نکالتا ہے دانے اور گٹھلیوں سے، نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿95﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

یہی ہے اللہ تعالیٰ پس کدھر تم الٹے پھرے جا رہے ہو۔ وہ پھاڑ نکالتا ہے صبح کو، اور اس نے بنایا رات کو سکون کے لیے،

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿96﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور سورج اور چاند حساب سے چل رہے ہیں یہ اندازہ ہے غالب جاننے والے کا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا

بنائے تمہارے لیے ستارے، تاکہ تم راہ پاؤ ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں۔ تحقیق ہم نے تفصیل کے ساتھ

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿97﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

بیان کی ہیں آیتیں اس قوم کے لیے جو جاننا چاہے۔ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک نفس سے، ایک قرارگاہ

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿98﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ

اور امانت سپرد کرنے کی جگہ ہے تحقیق تفصیل کے ساتھ بیان کی ہم نے آیتیں، اس قوم کے لیے جو سمجھ رکھتی ہے۔ اور وہ وہی ذات

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا

ہے جس نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی، پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے ہر چیز کے پودے، پس نکالے ہم نے

مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ

اس پودے سے سبز رنگ کے دانے، ہم نکالتے ہیں اس سے دانے ایک دوسرے پر چڑھتے ہوئے، اور کھجوروں سے ایک، کے

طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا

خوشوں سے گچھے لٹکے ہوئے اور باغات ہیں انگوروں اور زیتون کے اور اناروں کے جو ملتے جلتے ہیں اور جو نہیں ملتے جلتے۔

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ

دیکھو اس کے پھل کی طرف جب وہ پھل دیتا ہے اور اس کے پکنے کی طرف دیکھو۔ بیشک اس میں کئی نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿99﴾

اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَالِقُ: پھاڑنے والا، اَلْحَبِّ: دانہ، اَلنَّوٰی: گٹھلی، تُؤْفَكُوْنَ: تم بہکے جاتے ہو، اَلْاِصْبَاحِ: صبح کی روشنی، سَكَنًا:

آرام، حُسْبَانًا: حساب، تَقْدِيْرُ: اندازہ مقرر کرنا، اَلنُّجُوْمَ: ستارے، فَصَّلْنَا: ہم نے کھول کر بیان کیا، اَنْشَاَ کُمْ: اس نے پیدا کیا تمہیں، مُسْتَوْدَعٌ: امانت رکھے جانے کی جگہ، نَبَاتَ: اگنے والی چیزیں، خَضِرًا: سبز کھیتی، نُخْرِجُ: ہم نکالتے ہیں، حَبًّا: دانے، مُتَرَاكِبًا: ایک دوسرے پر چڑھا ہوا، اَلنَّخْلِ: کھجور، طَلْعِهَا: اس کے گابھے، قِنْوَانٌ: گچھے، دَانِيَةٌ: جھکے ہوئے، اَلزَّيْتُوْنَ: زیتون، اَلرُّمَّانَ: انار، مُشْتَبِهًا: ملتے جلتے، ثَمَرِهٖ: اس کا پھل، يَنْعِهٖ: اس کا پکنا۔

ربط:

پہلے آپ نے پڑھا کہ مشرکین نے جن جھوٹے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا تھا اور خیال کیا تھا کہ یہ ہمارے بارے میں اللہ کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا شریکوں نے کیا کیا؟ یہ سارے کام جو آگے بیان ہوئے اللہ تعالیٰ نے کئے۔

اہم نکات: ستاروں کی تخلیق کا مقصد:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ستاروں کو تین فوائد کیلئے پیدا کیا جس نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی اس نے اپنے آپکو تھکایا اور لایعنی چیز کے پیچھے پڑا۔

کہ وہ جن وشیاطین جو آسمان کی طرف غیب کی باتیں جاننے کے لیے جاتے ہیں یہ ستارے اُنہیں مارے جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ہم نے انہیں اس لیے بنایا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ راتوں میں خشکی اور سمندر میں راستہ تلاش کرو۔ (دوم) ہم نے ان کو آسمان دنیا کی زینت بنایا۔ (سوم) رُجُوْمًا لِلشَّيٰطِيْنِ.

مستقر اور مستودع سے کیا مراد ہے؟

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ یہاں تفسیر کبیر، تفسیر الجر المحیط، تفسیر قرطبی، تفسیر مواھب الرحمٰن وغیرہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔

(اوّل): ہے کہ مُسْتَقَرٌّ سے صلب پدر (باپ کی پیٹھ) اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد ہے رحمِ مادر

(دوم): تفسیر یہ ہے کہ مستقر سے مراد ہے ماں کا رحم۔ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد ہے یہ زمین

(سوم): تفسیر یہ ہے کہ یہ زمین مُسْتَقَرٌّ ہے اور قبر مُسْتَوْدَعٌ ہے۔

(چہارم): تفسیر یہ کرتے ہیں کہ مستقر سے جنت دوزخ اور مستودع سے یہ زمین مراد ہے اور یہ تمہارے زمین عارضی ٹھہرنے کی جگہ ہے اور جنت یا دوزخ تمہارے ہمیشہ رہنے کی جگہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی تفسیر کا کسی سے کوئی تعارض نہیں سب اپنے مقام پر ٹھیک ہیں۔

ملتے جلتے اور نہ ملتے جلتے سے کیا مراد ہے:

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ملتے جلتے ہیں اور نہیں ملتے جلتے بعض کہتے ہیں کہ یہ قید سب کے ساتھ لگتی ہے معنی یہ ہوگا کہ یہ جو پھل ہیں بعض ایسے ہیں جو ایک دوسرے کیساتھ ملتے جلتے ہیں یعنی اثر میں مثلاً انگور بھی گرم ہے کھجور بھی گرم ہے اور نہیں ملتے مثلاً رُماّن ہے ان سے نہیں ملتا کہ یہ ٹھنڈا ہے وہ گرم ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صرف رماّن سے ہے کہ رُماّن مشتبہ بھی ہیں آپسمیں ملتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے بعض انار میٹھے ہوتے ہیں بعض انار کھٹے ہوتے ہیں بعض سُرخ ہوتے ہیں بعض سفید ہوتے ہیں بعض بڑے ہوتے ہیں بعض چھوٹے ہوتے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی نشانیاں:

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ بیشک اللہ تعالیٰ پھاڑ کر نکالتے ہے دانے، لوگ جو گندم، جو، مکئی، باجرہ وغیرہ کی فصلیں بوتے ہیں ان کے دانوں کو پھاڑ کر زمین سے کون اگا تا ہے اللہ ہی تو ہے۔

وَالنَّوٰى اور گٹھلیوں سے مثلاً آم کی گٹھلی ہے کھجور کی گٹھلی ہے تم ان کو زمین میں دبا دیتے ہو اللہ تعالیٰ ان کو پھاڑ کر زمین سے اگا دیتا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے۔ نطفہ بے جان ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرماتے ہیں انڈہ بظاہر بے جان ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ چوزہ پیدا فرماتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ باپ کافر ہوتا ہے اس سے مومن بیٹا پیدا کرتا ہے اور جاہل سے عالم پیدا کرتا ہے۔ نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا کرتا ہے زندہ کو مردہ کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے۔

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے۔ انسان زندہ ہے اس سے نطفہ بے جان پیدا کرتا ہے مرغی زندہ ہے اس سے انڈا بے جان پیدا کرتا ہے۔ مومن سے کافر پیدا کرتا ہے۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ یہی ہے اللہ تعالیٰ پس کدھر تم الٹے پھرے جا رہے ہو۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وہ پھاڑ کر نکالتا ہے صبح کو، اندھیرے کو ختم کر کے روشنی کون لاتا ہے اللّٰہی تو ہے وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا اور اس نے بنایا رات کو سکون کے لیے کہ دن کو طرح طرح کا شور ہوتا ہے رات کو تم آرام کرو تو یہ رات اللہ تعالیٰ نے ہی تو بنائی ہے۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور سورج اور چاند حساب سے چل رہے ہیں۔ بے شمار چیزیں سورج اور چاند سے وابستہ ہیں ان کے بغیر نظام ہی نہیں چل سکتا اللہ تعالیٰ نے ان کو حساب سے رکھا ہے مجال ہے کہ سورج اور چاند کی رفتار میں کمی بیشی آئے اور جو راستے اور منزلیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہیں مجال ہے کہ ان سے اِدھر اُدھر ہو جائیں۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ اندازہ ہے غالب جاننے والے کا۔ یہ تمام کام بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ جس نے بنائے تمہارے لیے ستارے لِتَهْتَدُوْا بِهَا تاکہ تم راہ پاؤ ان کے ذریعے

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں۔ آج تو سائنس نے بڑی ترقی کی ہے مگر جس زمانے میں قرآن کریم نازل ہوا تھا وہ بڑا سادہ زمانہ تھا لوگ صحرائی سفر کرتے تھے تو ستاروں کو دیکھ کر سمت کو متعین کرتے تھے کہ یہ ستارہ یہاں ہے لہٰذا ہم نے ادھر جانا ہے اور سمندر میں کشتیوں کے راستے بھی ستاروں کے ذریعے متعین کرتے تھے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ تحقیق ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں آیتیں لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اس قوم کے لیے جو جاننا چاہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی مزید قدرت کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مزید بیان:

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا تم کو مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک نفس سے یعنی آدم علیہ السلام سے۔ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے آگے نسل انسانی بڑھائی۔

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ پس ایک قرار گاہ اور امانت سپرد کرنے کی جگہ ہے۔ کچھ عرصہ کے لیے رہنا ہے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ تحقیق تفصیل کے ساتھ بیان کیں ہم نے آیتیں اس قوم کے لیے جو سمجھ رکھتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اور وہ وہی ذات ہے۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ جس نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی۔ انسانی زندگی کے لیے سب سے ضروری چیز ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بالکل مفت کر دیا ہے ہوا کے بعد ضروری چیز پانی ہے عالم اسباب میں جس پر زندگی کا دارومدار ہے یہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ فرمایا۔ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے ہر چیز کے پودے۔ سارے باغات اور فصلیں پانی کے ذریعے ہی اگتی ہیں۔ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا پس نکالے ہم نے اس پودے سے سبز رنگ کے دانے۔ نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ ہم نکالتے ہیں اس سے دانے ایک دوسرے پر چڑھتے ہوئے۔

وَمِنَ النَّخْلِ اور کھجوروں سے، اور ہم نے پانی کے ذریعے کھجوروں کو پیدا فرمایا۔ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ ایک کے خوشوں سے گچھے لٹکے ہوئے ہیں۔ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ اور باغات ہیں انگوروں کے۔ قرآنِ کریم میں انگوروں اور کھجوروں کا ذکر کثرت سے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا پھل دیر تک رہتا ہے۔ دوسرے پھل موسمی ہیں کہ موسم کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

وَّالزَّيْتُوْنَ اور زیتون کے۔ کہ زیتون بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اور اناروں کے جو ملتے جلتے ہیں اور جو نہیں ملتے جلتے، یعنی ایک دوسرے

سے ملتے جلتے ہیں مگر چکھو تو ایک کے دانے میٹھے ہیں اور دوسرے کے کھٹے ہیں پھر کوئی موٹا ہے اور کوئی پتلا ہے کوئی سرخ رنگ کا ہے اور کوئی سفید ہے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کس نے بنائے ہیں۔ اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ دیکھو اس کے پھل کی طرف جب وہ پھل دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کیسی شکل بنائی ہے کھجور کا اپنا نقشہ اور ذائقہ ہے اور فوائد ہیں یہ کس نے پیدا کیے ہیں؟ وَیَنْعِہٖ ؕ اور اس کے پکنے کی طرف دیکھو یعنی پھل اور اناج یہ سب چیزیں پہلے کچی ہوتی ہیں اور پھر پک کر کھانے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں کئی نشانیاں ہیں۔ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَھُمْ وَخَرَقُوْا لَہٗ

اور بنائے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک جنات، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کیا ہے۔ اور گھڑے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ

بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع ١٢ ١٨

کے لیے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور بلند ہے اس چیز سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ

بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ کہاں سے ہوگی اس کی اولاد حالانکہ نہیں ہے اس کی کوئی بیوی۔

وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ۚ لَآ اِلٰہَ

اور اس نے پیدا کی ہے ہر چیز اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہاری تربیت کرنے والا۔ اُس کے علاوہ کوئی

اِلَّا ھُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِکُہُ

عبادت کے لائق نہیں وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس تم اس کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ نہیں پا سکتیں

الْاَبْصَارُ ز وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۚ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَآءَکُمْ

اس کو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو۔ اور وہ نہایت ہی باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے۔ تحقیق آ چکی ہیں تمہارے پاس

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ ۚ

بصیرت کی باتیں تمہارے رب کی طرف سے۔ پس جس نے دیکھا پس اپنے نفس کے لیے دیکھے گا اور جو اندھا ہوا پس اس کے نفس

وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَکَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا

پر پڑے گا، اور نہیں ہوں میں تم پر نگران۔ اور اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیتیں، اور تاکہ وہ کہیں کہ آپ نے

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

پڑھا ہے اور تاکہ ہم قرآن کو بیان کریں اس قوم کے لیے جو جانتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:۔

جَعَلُوْا: انہوں نے ٹھہرایا، اَلْجِنَّ: جن، خَلَقَهُمْ: اس نے پیدا کیا انہیں، خَرَقُوْا: انہوں نے تراشے، تَعٰلٰى: وہ بہت بلند ہے، يَصِفُوْنَ: وہ بیان کرتے ہیں، صَاحِبَةٌ: بیوی، خَالِقُ: پیدا کرنے والا، اَللَّطِيْفُ: نہایت لطیف، بَصَآئِرُ: نشانیاں، اَبْصَرَ: دیکھ لیا، عَمِيَ: اندھا رہا، حَفِيْظٍ: نگہبان، دَرَسْتَ: تونے پڑھا ہے، لِنُبَيِّنَهٗ: تاکہ ہم واضح کردیں۔

ربط:

اوپر بھی توحید کا ذکر تھا آگے بھی توحید کا ذکر ہے کہ یہ سارے کام تو اللہ کرتا ہے تم نے جو جھوٹے معبود قرار دیے ہیں انہوں نے کیا کیا۔

اہم نکات: تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر اہل بدعت کا اعتراض اور اس کا جواب:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ لکھا ہے کہ ساری مخلوق اللہ کے ہاں چوڑے، چمار کی حیثیت رکھتی ہے اس عبارت کو لیکر اہل بدعت ان پر آج تک برستے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور دوسرے پیغمبر بھی ہیں ان کی توہین ہے۔ اور توہین کرنے والا مرتد اور کافر ہے۔

میں نے خیالی، شرح عقائد، مسامرۃ وغیرہ عقائد کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اپنی کتاب ''عبارات اکابر'' میں۔ میں نے کہا کہ اجمال کا حکم اور ہوتا ہے تفصیل کا حکم اور ہوتا ہے۔

تمام متکلمین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ لیکن یوں تم تفسیر کرو کہ خالق الخنزیر والقردۃ یہ جائز نہیں۔ میں نے کہا اسی طرح ایک ہے اجمال کہ ساری کائنات اللہ کے ہاں اس کی بنسبت ایسی حقیر اور ذلیل ہے جیسے چوڑے چمار لیکن تفصیل کرو گے کہ پیغمبر ایسے ہیں تو پھر یہ جائز نہیں۔

دیدار الٰہی کے متعلق ایک مضمون:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرسکتا ہے اہل حق کا یہ مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ قرآن سے بھی ثابت ہے، حدیث سے بھی ثابت ہے اس پر اجماع بھی ہے۔ قرآن سے کیسے ثابت ہے قرآن میں ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا

نَاظِرَةٌ کچھ چہرے تروتازہ ہونگے ہشاش بشاش ہونگے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے اور حدیث میں آتا ہے جو بخاری وغیرہ میں روایت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت "هل نرىٰ ربنا يوم القيامة" قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بتاؤ چودھویں رات کا چاند ہو بادل بھی نہ ہو کوئی آڑ پردہ بھی نہ ہو تو تمہیں نظر آتا ہے یا نہیں آتا کہنے لگے آتا ہے پوچھا یہ بتاؤ کہ دن ہو روشنی ہو سر پر آفتاب نیم روز بادل نہیں دھند نہیں تمہیں نظر آتا ہے یا نہیں؟ کہنے لگے حضرت نظر آتا ہے فرمایا "كذلك سترون ربكم" ایسے تم اپنے رب کو دیکھو گے اور اس پر اہل حق کا اجماع بھی ہے جبکہ معتزلہ نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ رب کا دیدار نہ ہوگا۔

یہاں زمخشری بڑا خوش ہے اور جب آگے آئے گا نویں پارے میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ اس کی تفسیر میں زمخشری لکھتا ہے کہ یہ سنی جو ہیں کا لحمير یہ گدھے ہیں۔ اس کی یہ بات پڑھتے کے بعد ہم نے اس کو رحمہ اللہ کہنا چھوڑ دیا۔

یہاں کہتے ہیں لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے اہل حق کو تمام تفسیروں میں بغیر کسی کے استثناء کے کہتے ہیں ایک ہے ادراک ایک ہے رویت دونوں میں فرق ہے ادراک کا معنیٰ ہوتا ہے الاحاطة بكل جوانب ہر جانب سے احاطہ کرنا اور رؤیت عام ہے، اثبات ہم کرتے ہیں رؤیت کا ادراک کا نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ کی ذات کو اور اسکی صفات کو ہم اپنی انکھوں سے ہر طرف سے احاطہ کر لینگے۔ یہاں ادراک کی نفی ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اور اللہ تعالیٰ تو ادراک یعنی ہر طرف سے احاطہ کر سکتے ہیں۔

تفسیری نکات: جنات کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ نے کی:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ اور بنائے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک جنات۔ جنات کو شریک بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جنات کو خالق سمجھتے تھے۔ نہیں۔ خالق نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی پناہ طلب کرتے تھے۔ حالانکہ پناہ دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ تو یہ جنات سے پناہ پکڑنا ان کو پکارنا حاجت میں یہ شریک بنانا ہے کیونکہ ماوراء الاسباب یہ اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا۔ وَخَلَقَهُمْ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کیا ہے۔ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ اور گھڑے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا۔ اور کفار نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ جہالت سے یہ باتیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی ہے، نہ اس کی ماں ہے نہ باپ ہے وہ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ سُبْحٰنَهٗ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے

بیٹوں اور بیٹیوں سے شریکوں سے۔ وَتَعٰلٰی اور بہت بلند ہے۔ عَمَّا یَصِفُوْنَ اس چیز سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اور یہ بھی پناہ دے سکتے ہیں اور ان کو بھی پکارنا جائز ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بہت بلند ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس سے پہلے ایسی کوئی چیز نہیں تھی کہ جس کو دیکھ کر آسمانوں اور زمینوں کو بناتا اور بغیر نمونے کے کسی چیز کو بنانا بڑا مشکل ہوتا ہے اور بنی ہوئی چیز کی نقل اتارنی آسان ہوتی ہے۔

پھر ان سے پوچھو۔ اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ کہاں سے ہوگی اس کی اولاد۔ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ حالانکہ نہیں ہے اس کی کوئی بیوی تو اولاد کہاں سے آئے گی۔

نصاریٰ کا مریم علیہا السلام کو در پردہ اللہ تعالیٰ کی بیوی کہنا:

عیسائی اگرچہ زبانی طور پر اقرار تو نہیں کرتے مگر ان کے انداز گفتگو سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی بیوی ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں اور حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا بھی مانتے ہیں تو منطقی طور پر یہ بات لازم آتی ہے یہ معاذ اللہ حضرت مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی بیوی ہوں وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۚ اور اس نے پیدا کی ہے ہر چیز وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ ۚ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہاری تربیت کرنے والا جس کی صفات۔ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی. سے شروع ہوئی ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۚ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر وہی خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

فَاعْبُدُوْهُ ۚ پس تم اس کی عبادت کرو اس کے سوا کسی اور کے سامنے نہ جھکو نہ کسی کے نام کی نذر و نیاز دو اور نہ ہی کسی اور کا طواف کرو کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ وہی ہر ایک کا کام بنانے والا ہے۔

اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے:

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں یعنی مخلوق کی آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۚ اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو یعنی ان کا احاطہ کرنے والا ہے۔ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ اور وہ نہایت ہی باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ ۚ بصائر، بصیرۃ کی جمع ہے اور بصیرت کا معنی ہے دل کی روشنی تو معنی ہوگا تحقیق آ چکی ہیں تمہارے پاس وہ چیزیں جو دل میں روشنی پیدا کرتی ہیں تمہارے رب کی طرف سے پھر کیا ہوگا۔ فَمَنْ اَبْصَرَ

پس جس نے دیکھا آنکھیں کھول کر۔ فَلِنَفْسِهٖ ۚ پس اپنے نفس کے لیے دیکھے گا۔ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ اور جو اندھا ہوا پس اس کے نفس پر پڑے گا یہ اندھا پن۔

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور نہیں ہوں میں تم پر نگران، حفاظت کرنے والا ہر چیز کی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ اور اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیتیں کبھی آسمان کی طرف متوجہ کرتے ہیں کبھی زمین کی طرف کبھی اپنے وجود کی طرف اور کبھی چاند اور سورج کی طرف متوجہ کرتے ہیں کبھی نظام بارش کی طرف اور کبھی درختوں اور پھلوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ تم سمجھو۔ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ اور تاکہ وہ کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے قرآن کریم کی آیتوں کو پھیر پھیر کر اور تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے بیان کیا گیا تاکہ لوگ باآسانی سمجھ لیں۔ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور تاکہ ہم قرآن کو بیان کریں اس قوم کے لیے جو جانتی ہے اور علم سے کام لیتی ہے اور جو نہیں جانتے اور علم سے کام نہیں لیتے ان کو جتنا بھی سمجھاد و وہ سمجھ نہ پائیں گے۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے۔ نہیں کوئی معبود مگر

هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿106﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ

صرف وہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں شرک کرنے والوں سے۔ اور اگر چاہے اللہ تو یہ شرک نہ کر سکیں اور نہیں بنایا ہم نے

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿107﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر نگران اور نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وکیل۔ اور نہ برا کہو ان کو جن کو یہ پکارتے ہیں

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

اللہ تعالیٰ سے ورے ورے پس وہ برا کہیں گے اللہ تعالیٰ کو تجاوز کرتے ہوئے بغیر علم کے، اسی طرح ہم نے مزین کیا ہر امت

عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿108﴾ وَاَقْسَمُوْا

کے لیے ان کا عمل، پھر ان کا اپنے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے پس وہ ان کو خبر دے گا اس چیز کی جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اور قسمیں

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ

اٹھائیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مضبوط قسمیں، البتہ اگر آئے گی ان کے پاس کوئی نشانی معجزہ البتہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے،

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور (اے ایمان والو!) تمہیں کیا معلوم ہے کہ شاید وہ

اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا

معجزہ جب ان کے پاس آئے تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ اور ہم پھیر دیں ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو، جس طرح کہ

لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۹/۳

وہ نہیں ایمان لائے اس پر پہلی مرتبہ، اور ہم چھوڑ دیں ان کو وہ اپنی سرکشی میں سرگردان اور حیران پھر رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِتَّبِعْ: تو پیروی کر، جَعَلْنٰكَ: ہم نے کیا تجھے، لَا تَسُبُّوْا: تم برا نہ کہو، عَدْوًا: بے ادبی، زَيَّنَّا: ہم نے مزین کر دیا، عَمَلَهُمْ: ان کا عمل، مَرْجِعُهُمْ: ان کا لوٹنا، لَيُؤْمِنُنَّ: البتہ ضرور وہ ایمان لائیں گے، مَا يُشْعِرُكُمْ: (کیا) خبر ہے تمہیں؟ اِذَا جَآءَتْ: جب وہ آئیں گے، نُقَلِّبُ: ہم اُلٹ دیں گے، اَفْـِٕدَتَهُمْ: ان کے دل، نَذَرُهُمْ: ہم چھوڑ دیں گے انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں شرک کا ردّ تھا اور توحید کے دلائل کا بیان ہوا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

اہم نکات: اعراض سے کیا مراد ہے؟

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اعراض کا معنی یہ نہیں کہ ان کو تبلیغ نہ کرنا بلکہ اعراض کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو مجنون نہ کہیں۔ اگر وہ اذیت دیں تو ان کی اذیت سے درگزر کریں۔ بدزبانی سے بد کلامی سے درگزر کریں تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فریضہ ہے۔ کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے درگزر نہ کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان میں فرق کیا رہا۔

اللہ تعالیٰ چاہے تو کوئی شرک نہ کرے:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مشرکین شرک نہ کر سکتے کیسے چاہتا؟ سب کو ایمان پر مجبور کر دیتا جیسے فرشتوں کو مجبور کیا ہے اب فرشتوں میں قدرت ہی نہیں کفر کی، اسی طرح انسانوں کو، جنوں کو ایمان پر مجبور کر دیتا۔ کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے حکمت یہ ہے کہ انسان مکلف ہو اس میں خیر کی قدرت بھی ہو شر کی قدرت بھی ہو "وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ" اپنی مرضی سے جو راستہ اختیار کرے مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے احکامات:

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے حکم کو ماننے کے پابند ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلے بھی یہی عقیدہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ نہیں کوئی معبود مگر صرف اس کے سوا۔ نہ کوئی عبادت کے لائق ہے اور نہ کوئی حاجت روا نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ کوئی فریادرس نہ کوئی دستگیر نہ کوئی عالم الغیب والشہادہ۔ نہ کوئی حاضر وناظر۔

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعراض کریں شرک کرنے والوں سے۔

اللہ مشرکین کو شرک سے روکنے پر قادر ہے:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ اور اگر چاہے اللہ تعالیٰ تو یہ شرک نہ کر سکیں۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان پر مجبور کر دے انکار اور بدی کی طاقت ان سے سلب کر لے جس طرح فرشتے ہیں کہ وہ کفر نہیں کر سکتے بدی نہیں کر سکتے کہ ان میں کفر اور بدی کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو فرشتہ صفت بنا دے کہ شرک کر ہی نہ سکیں۔ لیکن وہ پھر انسان تو نہیں رہیں گے فرشتے بن جائیں گے تو پھر انسان کو پیدا کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور نہیں بنایا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر نگران اور نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وکیل۔ کہ جبراً ان کو ہدایت دے دیں اور ان سے تسلیم کروا لیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حق کے مبلغ ہیں ان کے سامنے حق بیان کر دیں پھر ان کی مرضی ہے کہ قبول کریں یا نہ کریں۔

کفار کے جھوٹے خداؤں کو بُرا کہنے کی ممانعت:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ برا کہو ان کو جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے، فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ پس وہ برا کہیں گے اللہ تعالیٰ کو تجاوز کرتے ہوئے بغیر علم کے۔ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ اسی طرح ہم نے مزین کیا ہر امت کے لیے ان کا عمل۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ پھر ان کا اپنے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ لفظ مرجع مصدر کا صیغہ بھی بن سکتا ہے اور ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا ہے۔ اگر مصدر ہو تو معنی ہو گا رب کی طرف لوٹنا اور ظرف ہو تو معنی ہو گا رب کی طرف ان کے لوٹنے کی جگہ ہے۔ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ پس وہ ان کو خبر دے گا اس چیز کی جو کچھ وہ کرتے تھے۔ یعنی ان کی نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

معجزہ طلب کرنے والوں کو جواب:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اور قسمیں اٹھائیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مضبوط قسمیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم

ہے۔ لَئِنۡ جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ لَّيُؤۡمِنُنَّ بِهَا ؕ البتہ اگر آئے گی ان کے پاس کوئی نشانی یا معجزہ البتہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔

قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ مجھے ان پر اختیار حاصل نہیں ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ اور (اے ایمان والو) تمہیں کیا معلوم ہے کہ شاید وہ معجزہ جب ان کے پاس آئے تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں۔

وَنُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور ہم پھیر دیں ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جس طرح کہ وہ نہیں ایمان لائے اس پر پہلی مرتبہ، اسی طرح پھر بھی انکار کر سکتے ہیں۔

وَّنَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ اور ہم چھوڑ دیں ان کو وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں اور حیران پھر رہے ہیں۔ حق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

الجزء الثامن

وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰى وَحَشَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ كُلَّ شَىۡءٍ

اور اگر بیشک ہم نازل کریں ان کی طرف فرشتے، اور گفتگو کریں ان کے ساتھ مردے، اور جمع کر دیں ان کے سامنے ہر چیز،

قُبُلًا مَّا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَجۡهَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ

نہیں ہیں یہ کہ ایمان لائیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، اور لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔ اور اسی طرح

جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ

بنائے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن انسانوں اور جنوں میں سے، القا کرتے ہیں بعض بعض کو ملمع کی ہوئی بات دھوکہ دینے

الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوۡهُ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

کے لیے اور اگر چاہے تیرا پروردگار تو نہ کر سکیں یہ اس بات کو، پس چھوڑ دیں ان کو اور اس چیز کو جس کا یہ افترا کرتے ہیں۔

وَلِتَصۡغٰٓى اِلَيۡهِ اَفۡـِٕدَةُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ وَلِيَرۡضَوۡهُ وَلِيَقۡتَرِفُوۡا مَا

اور تاکہ مائل ہوں اس کی طرف ان لوگوں کے دل جو نہیں ایمان رکھتے آخرت پر، اور تاکہ اس کو پسند کریں اور تاکہ وہ کمائیں

هُمۡ مُّقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ اَبۡتَغِىۡ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكُمُ الۡكِتٰبَ

جو کچھ وہ کماتے ہیں۔ کیا پس اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں فیصلہ کرنے والا، حالانکہ اسی نے نازل کی تمہاری طرف کتاب

مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ

تفصیلی اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ بیشک یہ اتاری گئی ہے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ

پس ہرگز نہ ہوں آپ شک کرنے والوں میں سے۔ اور مکمل ہوگیا ہے تیرے رب کا فیصلہ سچائی اور انصاف کے ساتھ۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

کوئی نہیں تبدیل کرسکتا اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَلَّمَهُمُ: بات کریں ان سے، حَشَرْنَا: ہم نے زندہ کردیا، قُبُلًا: سامنے، يَجْهَلُوْنَ: وہ نادانی کی باتیں کرتے ہیں، اَلْاِنْسِ: انسان، يُوْحِيْ: سکھاتا ہے، زُخْرُفَ: ملمع کی ہوئی، لِتَصْغٰٓى: تاکہ مائل ہوں، اَفْـِٕدَةُ: دل، لِيَرْضَوْهُ: تاکہ وہ پسند کرلیں اسے، لِيَقْتَرِفُوْا: تاکہ وہ کرتے رہیں، مُقْتَرِفُوْنَ: کرنے والے، اَبْتَغِيْ: میں بناؤں گا، مُفَصَّلًا: واضح، مُنَزَّلٌ: اُتاری ہوئی، تَمَّتْ: پوری ہوئی، صِدْقًا: سچی، عَدْلًا: انصاف والی، كَلِمٰتِهٖ: اس کی باتوں کو۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ انہوں نے مضبوط قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس نشانیاں آجائیں تو وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں یہ ان کا دعویٰ انصاف اور حق پر مبنی نہیں محض ضد کی بناء پر ایسا کہتے ہیں کیوں کہ اگر ہم ان کی طرف فرشتے نازل کرتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور سب چیزیں جو موجودات غیبیہ ہیں ان کے سامنے لاکر کھڑا کردیتے تب بھی یہ ایمان نہ لاتے۔

اہم نکات: دنیا میں اکثریت ہمیشہ گمراہوں کی ہوتی ہے:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا کفار نے کہا کہ وہ ہم کو کوئی نشانی جو ہم چاہتے ہیں تاکہ ہم ایمان لے آئیں اس کا جواب دے دیا وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ سے پھر کہنے لگے کہ فیصلے کے دو طریقے اور باقی رہ گئے ایک طریقہ یہ کہ ہم کسی کو اپنا حکم بنالیتے ہیں تم بھی اپنا مقدمہ پیش کرو ہم بھی اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں جسکو وہ سچا کہیں گے اس کی بات مانیں گے دوسرا یہ ہے کہ مردم شماری کرالیتے ہیں تمہارے ساتھ زیادہ ہیں یا ہمارے ساتھ یہ دو چیزیں صلح کی باقی رہ گئیں۔

اس کا جواب ہے کہ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا کیا اللہ کے علاوہ میں کوئی اور حکم اور ثالث تلاش کروں۔

باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ مردم شماری کرالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اکثریت ہمیشہ گمراہ ہوتی ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثریت کا اتباع کریں گے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہ کردیں گے۔

تفسیری نکات: فرشتے نازل کر کے، مُردوں سے گفتگو کر کے اور دنیا کی دیگر چیزیں سامنے لا کر بھی یہ کافر ایمان نہ لائیں گے:

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اور اگر بیشک ہم نازل کریں ان کی طرف فرشتے اور وہ ان سے گفتگو کریں اور یہ سمجھ جائیں کہ واقعی یہ فرشتے ہیں اور گفتگو کریں ان کے ساتھ مردے اور جمع کر دیں ان کے سامنے ہر چیز۔ دنیا کی ہر چیز۔ مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا نہیں ہیں یہ کہ ایمان لائیں۔

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور ان کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ لیکن وہ جبر کسی پر نہیں کرتا کیونکہ اس کا قانون فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔ سے یعنی پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔ سمجھ دار لوگ دنیا میں ہمیشہ تھوڑے ہوئے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن انسانوں اور جنات میں سے جنہوں نے پیغمبروں کی بہت زیادہ مخالفت کی۔ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ القا کرتے ہیں بعض بعض کو ملمع کی ہوئی بات دھوکہ دینے کے لیے۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ اور اگر چاہے تیرا پروردگار تو نہ کر سکیں یہ اس بات کو۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ پس چھوڑ دیں ان کو اور اس چیز کو جس کا یہ افترا کرتے ہیں اس کی طرف توجہ ہی نہ دو اور اس لیے بھی دوسروں کو باتیں سناتے ہیں۔ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور تاکہ مائل ہوں اس کی طرف ان لوگوں کے دل جو نہیں ایمان رکھتے آخرت پر۔ اور دنیا کی چیزوں پر مطمئن ہیں۔ وَلِيَرْضَوْهُ۔ اور تاکہ اس کو پسند کریں۔ برا ذہن بری چیز کو پسند کرتا ہے۔ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ اور تاکہ وہ کمائیں جو کچھ وہ کماتے ہیں جو کرنا چاہتے ہیں کریں سب کا بدلہ ملے گا۔

کفار کے طرف سے ثالث مقرر کرنے کا جواب:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا کیا پس اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں فیصلہ کرنے والا۔

وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۚ حالانکہ اسی نے نازل کی تمہاری طرف کتاب تفصیلی۔ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ حق میرے ساتھ ہے تمہارے ساتھ نہیں ہے۔

ہاں اگر تم حق کو سمجھنا چاہتے ہو اور میری بات تم ضد کی وجہ سے نہیں مانتے تو اہل کتاب میں جو منصف مزاج ہیں ان

کی طرف رجوع کرلو۔فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ بیشک یہ اتاری گئی ہے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔ چنانچہ اہل کتاب میں جو منصف مزاج تھے وہ مانتے تھے اور دوسروں کو بھی کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور قرآن کریم سچی کتاب ہے۔اسلام حق اور سچا مذہب ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس ہرگز نہ ہوں آپ ﷺ شک کرنے والوں میں سے۔ اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم کی صداقت کے متعلق۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور مکمل ہو گیا ہے آپ ﷺ کے رب کا فیصلہ سچائی اور انصاف کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی نہیں تبدیل کرسکتا اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اور اگر آپ ﷺ اطاعت کریں گے اکثر ان لوگوں کی جو زمین میں ہیں وہ بہکا دیں گے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

نہیں وہ پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر اٹکل اور تخمینے سے باتیں کرتے ہیں۔ بیشک آپ ﷺ کا پروردگار وہ

اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ

خوب جانتا ہے جو گمراہ ہو گیا اس کے راستے سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ پس کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ

کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ہو تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس

اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ اور تحقیق تفصیل کے ساتھ اس نے بیان کیا ہے تمہارے لیے ان چیزوں کو جو اس نے تم پر حرام قرار

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ

دی ہیں۔ مگر وہ جس کی طرف تم مجبور کر دیئے جاؤ۔ اور بیشک بہت سے لوگ بہکاتے ہیں اپنی خواہشات کے ساتھ بغیر علم کے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

بیشک آپ ﷺ کا رب وہ خوب جانتا ہے تجاوز کرنے والوں کو۔ اور چھوڑ دو ظاہری اور چھپے ہوئے گناہ کو۔ بے شک وہ لوگ

يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ

جو کماتے ہیں گناہ عنقریب ان کو بدلہ دیا جائے گا اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔ اور نہ کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں

عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ

ذکر کیا گیا اور بیشک یہ کھانا البتہ نافرمانی ہے۔ اور بیشک شیاطین البتہ القاء کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تاکہ وہ

لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع۱۴

جھگڑا کریں تمہارے ساتھ۔ اور اگر تم نے شیطانوں کی اطاعت کی بیشک تم بھی البتہ مشرک بن جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِنْ) تُطِعْ: (اگر) تو اطاعت کرے، يَخْرُصُوْنَ: وہ اٹکلیں کرتے ہیں، يَضِلُّ: وہ بہکتا ہے، ذُكِرَ: ذکر کیا گیا، فَصَّلَ: اس نے واضح کر دیا، مَا اضْطُرِرْتُمْ: جب تم مجبور ہو جاؤ، بِاَهْوَآئِهِمْ: ان کی خواہشیں، بَاطِنَهٗ: اس کا باطن، سَيُجْزَوْنَ: عنقریب بدلا دیا جائے گا انہیں، يَقْتَرِفُوْنَ: وہ کرتے، لَيُوْحُوْنَ: البتہ وہ دل میں ڈالتے ہیں، اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ: ان کے (اپنے) رفیق، لِيُجَادِلُوْكُمْ: تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں، اَطَعْتُمُوْهُمْ: تم نے اطاعت کی ان کی، لَمُشْرِكُوْنَ: یقیناً شرک کرنے والے ہیں۔

ربط:

سابقہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مشرکین مکہ کا وفد آیا اور انہوں نے آپ ﷺ سے معجزات کا مطالبہ کیا اس کا رد کیا گیا تو مشرکین مکہ کا اور وفد آیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان جو جھگڑا ہے اس کا فیصلہ کسی ثالث سے کروا لیتے ہیں یا پھر لوگوں سے رائے لے لی جائے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

تفسیری نکات: اللہ کے سوا کسی کا فیصلہ قبول نہیں:

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اور اگر آپ ﷺ اطاعت کریں گے اکثر ان لوگوں کی جو زمین میں ہیں وہ بہکا دیں گے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ کیونکہ اکثریت تو ہے ہی گمراہوں کی ان کی رائے تو ان کے ساتھ ہوگی لہٰذا اُن لوگوں سے رائے لینے کی کیا ضرورت ہے؟۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ نہیں وہ پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر اٹکل اور تخمینے سے باتیں کرتے ہیں۔ دلیل ان کے پاس کوئی نہیں ہے تو جو اکثریت اٹکل اور تخمینے کے پیچھے چلتی ہیں تو ان کی رائے اور بات کی کیا حیثیت ہے؟

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ بیشک آپ ﷺ کا پروردگار وہ

خوب جانتا ہے جو گمراہ ہو گیا اس کے راستے سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کام کرتے جائیں نہ کسی کا حکم ماننے کی ضرورت ہے اور نہ ووٹنگ کی۔

کافروں کے ایک لغو الزام کا جواب:

مشرکوں اور کافروں نے ایک یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ یہ مسلمان اپنے ہاتھ کا مارا ہوا جانور یعنی ذبح شدہ جانور حلال سمجھتے ہیں اور اللہ کا مارا ہوا یعنی طبعی موت مرا ہوا جانور حرام سمجھتے ہیں یہ مسلمان کیسی عجیب مخلوق ہیں؟ عوام بڑے سطحی ذہن کے ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ واقعی بات تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا حرام اور اپنا مارا ہوا حلال۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مارتا اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہے البتہ جس پر تکبیر پڑھی گئی ہے یعنی تکبیر پڑھ کر ذبح کیا گیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے حلال ہے اور جو مُردار ہو گیا وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے محروم ہے اس لیے حرام ہے۔

جس ذبیحے پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ حلال ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ پس کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ تکبیر پڑھی گئی ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ کافر ضد میں آ کر کہتے تھے کہ اس کو نہیں کھاتے جس پر تکبیر نہیں پڑھی گئی یعنی مردار اور ہم تمہارا ذبح کیا ہوا نہیں کھاتے اور ضد، ضد ہوتی ہے اس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ان کافروں کی بات کی طرف توجہ نہ دو اور جس پر تکبیر پڑھی گئی ہے اس کو کھاؤ۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اور تحقیق تفصیل کے ساتھ اس نے بیان کیا ہے تمہارے لیے ان چیزوں کو جو اس نے تم پر حرام قرار دی ہیں کہ مردار وغیرہ نہیں کھانا۔

حالت مجبوری کا حکم:

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ مگر وہ جس کی طرف تم مجبور کر دیئے گئے ہو کہ مثلاً آدمی ایسے مقام پر ہے کہ وہاں مردار یا حرام مال کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ اگر نہیں کھاتا تو موت کا خطرہ ہے تو اس موقع پر اس کو حرام مردار اور خنزیر کھانے کی اجازت ہے مگر اتنا کہ جان بچ جائے۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اور بیشک بہت سے لوگ بہکاتے ہیں اپنی خواہشات کے ساتھ بغیر علم کے۔ مشرکین کا یہ شوشہ کہ مسلمان اپنا مارا ہوا کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا نہیں کھاتے یہ بات بھی وہ جہالت سے کرتے ہیں۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وہ خوب جانتا ہے تجاوز کرنے والوں کو۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ اور چھوڑ دو ظاہری اور چھپے ہوئے گناہ کو۔ بیشک وہ لوگ جو کماتے ہیں گناہ عنقریب ان کو بدلہ دیا جائے گا۔ جو وہ کماتے رہے ہر نیکی بدی کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گا۔ اور نہ کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ذکر کیا گیا۔ اور بیشک یہ کھانا البتہ نافرمانی ہے۔

فتنے والی باتیں شیطان القاء کرتا ہے:

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اور بیشک شیاطین البتہ القاء کرتے ہیں۔ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ اپنے دوستوں کی طرف یہ بھی شیطانوں کا سبق ہے جو اس نے اپنے ساتھیوں کے ذہنوں میں ڈالا ہے۔ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ تاکہ وہ جھگڑا کریں تمہارے ساتھ۔ شیطان نے ان کے ذہن میں یہ بات ڈالی ہے کہ ان سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ مارے تو حرام اور تم خود مارو تو حلال۔ یہ کیسی منطق ہے؟ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اگر تم نے شیطانوں کی اطاعت کی بیشک تم بھی البتہ مشرک بن جاؤ گے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ
کیا وہ شخص جو مردہ تھا پس ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے بنایا اس کے لیے نور وہ چلتا ہے اس روشنی کے ساتھ لوگوں میں اس

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا
شخص کی طرح ہے جو اندھیروں میں ہے، نہیں نکلنے والا اندھیروں سے، اسی طرح مزین کیا گیا کافروں کے لیے

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا ؕ
وہ عمل جو وہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر بستی میں بڑے اس کے جرم کرنے والے تاکہ وہ مکاریاں کریں اس

وَمَا یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ قَالُوْا
میں اور نہیں وہ مکر کرتے مگر اپنے نفسوں کے ساتھ اور وہ نہیں سمجھتے۔ اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ
ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہمیں بھی دیا جائے اس طرح کی چیز جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی گئی ہیں اللہ تعالیٰ

اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ
خوب جانتا ہے جہاں اس نے رکھنی ہے اپنی رسالت۔ عنقریب پہنچے گی ان لوگوں کو ذلت جنھوں نے جرم کیے اللہ تعالیٰ

وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝١٢٤ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ

کے ہاں اور سخت عذاب اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے رہے۔ پس وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو ہدایت دے۔

يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا

کھول دیتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے۔ اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو گمراہ کردے کردیتا ہے کہ اس کے سینے

يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٢٥

کو تنگ بہت زیادہ تنگ گویا کہ وہ چڑھتا ہے آسمان پر، اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ گندگی ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَيْتًا: مردہ، مرا ہوا، فَاَحْيَيْنٰهُ: پس ہم نے زندہ کیا، يَمْشِيْ: وہ چلتا ہے، بِخَارِجٍ: نکلنے والا، اَكٰبِرَ: سردار، مُجْرِمِيْهَا: وہاں کے مجرم، لِيَمْكُرُوْا: تاکہ وہ حیلے کرتے ہیں، حَتّٰى نُؤْتٰى: حتی کہ ہمیں دیا جائے، يُصِيْبُ: پہنچے گا، اَجْرَمُوْا: گناہ کیا، صَغَارٌ: ذلت، يَّهْدِيَهٗ: ہدایت کرے اسے، يَشْرَحْ: وہ کھول دیتا ہے، صَدْرَهٗ: اس کا سینہ، يُّضِلَّهٗ: وہ گمراہ کرے اسے، ضَيِّقًا: تنگ، يَصَّعَّدُ: وہ زور سے چڑھتا ہے۔

ربط:

اوپر دو گروہ تھے ایک تھا هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور دوسرا هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ آگے ان دو گروہوں کا تفصیل سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: ایمان والا اور کافر مشرک برابر نہیں:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا کیا وہ شخص جو مردہ تھا یعنی جاہل، کافر اور مشرک تھا اللہ تعالیٰ کے حکموں کا باغی اور نافرمان تھا۔ فَاَحْيَيْنٰهُ پس ہم نے اس کو زندہ کیا ایمان اور اسلام کی دولت دی علم عطا کیا اس کے دل میں خدا خوفی آئی۔ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا اور ہم نے بنایا اس کے لیے نور ایمان کا، اسلام کا، حق کا، سنت کا، يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ وہ چلتا ہے اس نور اور روشنی کے ساتھ لوگوں میں۔ تو کیا ان صفات کا حامل شخص كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں ہے، نہیں نکلنے والا اندھیروں سے۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ روشنی والا اور اندھیروں والا دونوں برابر ہیں اسی طرح جو کافر ہیں مثلاً ابوجہل ابولہب، عتبہ، شیبہ جو کفر کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں یہ ان کے برابر ہوسکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نور ایمان عطا فرمایا ہے۔ اور وہ ایمان کی روشنی میں چلتے پھرتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اسی طرح مزین کیا گیا کافروں کے لیے وہ عمل جو وہ کرتے ہیں کہ اپنے برے عمل کو بھی ہنر اور کمال سمجھتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر شرمندہ اور نادم ہوتے کہ ہم نے غلط کیا ہے۔

قوم اور بستی کے بڑے عموماً اللہ کے نافرمان ہوتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر بستی میں بڑے اس کے جرم کرنے والے۔ بڑوں کے مجرم بننے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ بیان فرمائی ہے، فرمایا۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ. (پارہ:٢٥) اور اگر اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے رزق اپنے بندوں کا تو زمین میں فساد کرنے لگتے ہیں مال بڑھ جائے تو اس کا لازمی نتیجہ سرکشی اور نافرمانی ہے الا ماشاء اللہ۔

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۚ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ اور نہیں وہ مکر کرتے مگر اپنے نفسوں کے ساتھ۔ کیونکہ اس کا نقصان انہی کو ہوگا آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں سمجھتے کہ ہم کس کا نقصان کر رہے ہیں؟ بیشک اس وقت وہ لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں زیادتی کر رہے ہیں، لوگوں کی بے عزتی کر رہے ہیں لیکن دراصل نقصان سارا اپنا کر رہے ہیں کہ اس کا نتیجہ ان کے خلاف ہی مرتب ہوگا۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی نشانی (معجزہ) کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہمیں بھی دی جائے اس طرح کی چیز جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی گئی ہیں کہ ہمارے ہاتھ پر بھی معجزے ظاہر ہوں تب ہم ایمان لائیں گے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اس نے اپنی رسالت رکھنی ہے۔ نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس مقام تک پہنچنا کسی کے بس میں نہیں ہے اپنی مرضی محنت اور کسب سے کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ اتنا بلند مقام ہے۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ عنقریب ذلت پہنچے گی ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ہوں گے شکست کھائیں گے اور مارے جائیں گے اور سخت عذاب اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے رہے اس کا بدلہ ان کو ضرور ملے گا۔

ایمان والوں کا سینہ اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو ہدایت دے۔ اور یہ بات میں کئی مرتبہ سمجھا چکا ہوں کہ ہدایت اس کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ. اور اللہ تعالیٰ راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے اور ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

کھول دیتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے۔ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو گمراہ کر دے۔ اور جس کو گمراہ کرتا ہے۔ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا کر دیتا ہے کہ اس کے سینے کو تنگ بہت زیادہ تنگ یعنی اس کا سینہ ایمان قبول کرنے سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس کو ایمان سے بہت نفرت ہوتی ہے۔ كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ گویا کہ وہ چڑھتا ہے آسمان پر کوئی آدمی اڑنا چاہے اور اڑ نہ سکے تو وہ کتنا تنگ ہوتا ہے تو ایسے آدمی کا سینہ ایمان قبول کرنے سے اتنا تنگ ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی آسمان کی طرف اڑنا چاہے اور اڑ نہ سکے تو کتنا تنگ ہوتا ہے۔ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ گندگی ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے ورنہ جبراً کسی کو وہ گمراہ نہیں کرتا۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

اور یہ راستہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا سیدھا۔ تحقیق ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں آیتیں اس قوم کے لیے

يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا

جو نصیحت حاصل کرے۔ ان کے لیے سلامتی کا گھر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کا آقا ہے اس وجہ سے جو

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

کچھ وہ عمل کرتے ہیں۔ اور جس دن اکٹھا کرے گا ان سب کو۔ (فرمائے گا) اے جنات کے گروہ تحقیق بہت زیادہ ملا لیے تم

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ

نے انسان۔ اور کہیں گے ان کے ساتھی انسانوں میں سے اے ہمارے پروردگار! فائدہ اٹھایا ہمارے بعض نے بعض سے،

وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

اور ہم پہنچے اس میعاد تک جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی، فرمائے گا اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہا

فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ

کریں گے۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، بیشک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے اور اسی طرح ہم دوست بناتے ہیں بعض

الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵

ظالموں کو بعض کا، اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ کماتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَذَّكَّرُوْنَ: وہ غور کرتے ہیں، وَلِيُّهُمْ: ان کا مددگار، مَعْشَرَ: جماعت، اِسْتَكْثَرْتُمْ: تم نے بہت فائدے حاصل

کر لیے، اِسْتَمْتَعَ: اس نے کام نکالا، بَلَغْنَآ: ہم پہنچے، اَجَلَنَا: ہمارا وعدہ، اَجَّلْتَ: تو نے مقرر کی، مَثْوٰىكُمْ: تمہارا گھر، نُوَلِّيْ: ہم ساتھ ملائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں ہدایت یافتہ لوگوں اور گمراہ لوگوں کی حالت زار بیان فرمائی۔ اب یہاں ان ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے انعام اور گمراہ لوگوں کی سزا کا بیان ہے۔

اہم نکات: جنت کو سلامتی والا گھر کہنے کی وجہ:

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ دار السلام سے مراد جنت ہے۔ شمس الدین خیالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنت کو اس لئے دار السلام کہتے ہیں کہ وہاں جس وقت یہ جنتی داخل ہونگے تو فرشتے کہیں گے کہ "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ" جنتی جب جنت کے اندر چلے جائیں گے تو حور و غلمان سلام کریں گے "تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ" اللہ کی طرف سے سلام ہوگا "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"

شمس الدین خیالی رحمہ اللہ دوسری وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جنت اس لحاظ سے دار السلام ہے کہ وہاں جو بھی جنت میں داخل ہوگا کبھی اس سے اس جنت کے چھن جانے کا خطرہ نہیں ہوگا۔

تفسیری نکات: جنتی لوگوں کے احوال:

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ اور یہ راستہ ہے تیرے رب کا سیدھا جو اس نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس راستے پر چلے ہیں اور سلف صالحین رحمہم اللہ نے اپنایا ہے وہ صراط مستقیم ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ تحقیق ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں آیتیں اس قوم کے لیے جو نصیحت حاصل کرے اور نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ ان کے لیے سلامتی کا گھر ان کے رب کے پاس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ان کا آقا ہے۔ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ اس وجہ سے جو کچھ وہ عمل کرتے تھے نیک اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کی شکل میں دے گا۔

سرکش جنات اور اُن کے ساتھی انسانوں کا حشر:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ اور جس دن اکٹھا کرے گا ان سب کو میدان محشر میں انسان، جنات اور دیگر تمام مخلوق اکٹھی ہوگی عجیب سماں ہوگا اس موقع پر اللہ تعالیٰ جنوں سے پوچھے گا۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ

اے جنات کے گروہ۔ تحقیق بہت زیادہ ملالیے تم نے انسان۔

وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اور کہیں گے ان کے ساتھی انسانوں میں سے اے ہمارے ربّ! فائدہ اٹھایا ہمارے بعض نے بعض سے۔ مثلاً ہم نے ان سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کی چھیڑ خانی سے محفوظ ہوگئے اور انہوں نے ہم سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کو خوراک مل گئی یہ دنیا کا معاملہ تھا جو ہم کرتے رہے۔

وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ اور ہم پہنچے اس میعاد تک جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی یعنی موت تک ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ اس میں رہا کریں گے۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ تمہیں آگ کے خانے سے نکال کر زمہریر سرد خانے کے طبقے میں ڈال دے یعنی کبھی گرمی کی سزا اور کبھی سردی کی سزا۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ بیشک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا اور اسی طرح ہم دوست بناتے ہیں بعض ظالموں کو بعض کا۔ ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں غلط کاریوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں یہ دوست کیوں بنایا۔ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ کماتے ہیں یعنی ان کی کمائیاں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ اَلْجِنْسُ يَمِيْلُ اِلَى الْجِنْسِ ہم مزاج اپنے ہم مزاج کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے ان کی دوستیاں اور محبتیں ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے، جو بیان کرتے رہے تم پر میری آیتیں

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ

اور تمہیں ڈراتے رہے تمہارے اس دن کی ملاقات سے۔ وہ کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنی جانوں کے خلاف، اور دھوکہ دیا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝١٣٠ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ

ان کو دنیا کی زندگی نے۔ اور وہ گواہی دیں گے اپنے نفسوں کے خلاف کہ بیشک وہ کافر تھے۔ یہ اس لیے نہیں ہے کہ تیرا رب

مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝١٣١ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم کے ساتھ اور وہاں کے رہنے والے غافل ہوں۔ اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں اس سے جو

عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝١٣٢ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

انہوں نے عمل کیے۔ اور نہیں ہے تیرا رب غافل ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور تیرا رب بے پرواہ اور رحمت والا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ

اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور جانشین بنا دے تمہارے بعد جس کو وہ چاہے، جیسا کہ اس نے پیدا کیا ہے تمہیں دوسری قوم

اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿١٣٤﴾

کی اولاد سے۔ بیشک وہ چیز جس کا وعدہ تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے البتہ وہ آنے والی ہے اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میری قوم عمل کرو تم اپنے طریقہ پر بیشک میں بھی عمل کرنے والا ہوں۔ پس عنقریب تم جان لو گے

مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

اس کو جس کے لیے آخرت کا گھر ہے بیشک شان یہ ہے فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَقُصُّوْنَ: وہ بیان کرتے ہیں، يُنْذِرُوْنَكُمْ: وہ ڈراتے تھے تمہیں، يَوْمِكُمْ: تمہارا آج کا دن، شَهِدْنَا: ہم نے گواہی دی، مُهْلِكَ: ہلاک کرنے والا، غٰفِلُوْنَ: بے خبر و غافل لوگ، يَسْتَخْلِفْ: وہ خلیفہ بناتا ہے، بَعْدِكُمْ: تمہارے بعد، تُوْعَدُوْنَ: تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، اٰتٍ: آنے والا، مُعْجِزِيْنَ: عاجز کرنے والے، اِعْمَلُوْا: تم عمل کرو، مَكَانَتِكُمْ: اپنی جگہ۔

ربط:

اوپر ذکر تھا جنوں اور انسانوں کے گمراہ کرنے کا اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کے پاس کوئی رسول نہیں پہنچے تھے کہ ان کے سامنے بھلائی اور برائی کو واضح طور پر بیان کرتے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ جنوں اور انسانوں کے لیے نبی اور رسول آتے رہے اور اس کی گواہی وہ خود بھی قیامت کے دن دیں گے۔

اہم نکات: جمہور امت کے نزدیک جنات میں پیغمبر نہیں آئے:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ سوال: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جنوں میں بھی رسول آئے "الم یاتکم رسل منکم" ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنوں میں بھی نبی آئے لیکن جمہور امت اس کے مخالف ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر جتنے بھی آئے وہ انسانوں میں آئے ہیں کیونکہ انسان کی استعداد جنات سے اعلیٰ ہے اور نبوت و رسالت کا اعلیٰ مرتبہ جنات کی شان کے لائق نہیں اسی پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر کرتے ہیں کہ نبوت و رسالت کے لیے جو درجہ ہے وہ خاکی مخلوق کو مل سکتا ہے ناری کو نہیں، اب اگر جنات میں نہیں آئے تو مِنْكُمْ کا کیا معنی، جلالین، روح المعانی

اور بیضاوی وغیرہ میں ملے گا کہ منکم ای من مجموعکم، تمہارے مجموعہ میں اللہ تعالیٰ نے بھیجے پیغمبر۔
تیسری تفسیر یعنی تم میں جو رسل آئے براہ راست تو انسان تھے لیکن یہ جنات جو تھے ان میں مبلغ تو تھے آگے آئے گا "اِذْ صَرَفْنَا اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ" جنوں کا ایک گروہ آیا ایمان لایا وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ آگے وہ قوم کو ڈرائے۔ رسل کا معنی یہ کہ پیغام پہنچانے والے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔
یہاں ایک اور اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے اس دنیا میں جنات موجود تھے۔ تو نبوت تو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اس سے پہلے ان کے اصلاح کے لیے کون تھا۔
علامہ بدر الدین شبلی رحمہ اللہ اکام المرجان فی احکام الجان میں کچھ روایات نقل کرتے ہیں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی اصلاح کیلئے بھیجا تھا اور ایک کا نام بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ کا نام اسماعیل علیہ السلام تھا۔

تفسیری نکات: ہر قوم پر اللہ نے پیغمبر بھیجے ہیں:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ۔ کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کرتے رہے تم پر میری آیتیں اور تمہیں ڈراتے رہے تمہارے اس دن کی ملاقات سے۔
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤی اَنْفُسِنَا انسان اور جنات کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنی جانوں کے خلاف کہ واقعی ہمارے پاس پیغمبر آئے انہوں نے ہمیں سمجھایا تبلیغ کی مگر ہم نے ان کی باتوں پر نہ ماننے کی وجہ سے دھیان نہ دیا۔
وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اور دھوکہ دیا ان کو دنیا کی زندگی نے دنیا کی محبت کی وجہ سے انہوں نے آخرت سے غافل دنیا داروں کے ساتھ تعلقات قائم کیے جس کی وجہ سے انہوں نے آخرت بگاڑ لی۔
وَشَهِدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ اور وہ گواہی دیں گے اپنے نفسوں کے خلاف کہ بیشک وہ کافر تھے۔
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ یہ پیغمبر اس لیے بھیجے گئے کہ نہیں ہے تیرا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم کے ساتھ اور وہاں کے رہنے والے غافل ہوں۔ جب تک اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیج کر ان کو اپنی خوشی اور ناراضگی سے آگاہ نہ کرے۔
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں اس سے جو انہوں نے عمل کیا نیکوں کو نیکی کے مطابق اور بدوں کو بدی کے مطابق درجے ملیں گے۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے تیرا رب غافل ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ غنی اور رحمت والا ہے:

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ اور تیرا رب بے پرواہ ہے وہ نہ تیرے ایمان کا محتاج ہے اور نہ نیکی کا۔ ایمان اور نیکیوں کا تجھے فائدہ ہے تیرے کام آئیں گے کسی کے ایمان لانے سے اس کی شان میں زیادتی نہیں ہوتی اور ایمان نہ لانے سے اُس کی شان میں کمی نہیں ہوتی۔

ذُو الرَّحْمَةِ ؕ رحمت والا ہے۔ اور اے مخلوق یہ بھی سن لو۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے، آنِ واحد میں اور جانشین بنا دے تمہارے بعد جس کو وہ چاہے جیسا کہ اس نے پیدا کیا ہے تمہیں دوسری قوم کی اولاد سے۔ پہلے یہاں تمہارے بڑے آباد تھے وہ دنیا سے چلے گئے ان کی جگہ تم آ گئے ہو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں آن واحد میں فنا کر کے دوسروں کو لا کر آباد کر دے اس کے لیے کیا مشکل ہے؟

قیامت ضرور آئے گی:

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ بیشک وہ چیز جس کا وعدہ تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے البتہ وہ آنے والی ہے۔ قیامت ضرور آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بعد عذاب بھی ضرور آئے گا۔ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹال کر اپنے فیصلے نافذ کرو۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میری قوم عمل کرو تم اپنے طریقہ پر بیشک میں بھی عمل کرنے والا ہوں پس عنقریب تم جان لو گے اس کو مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ جس کے لیے آخرت کا گھر ہے۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ جو ظالم مشرک ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے ان کو دنیا میں بھی ضرور سزا ملے گی اور آخرت میں بھی۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

اور بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس چیز سے جو اس نے پیدا کی ہے کھیتی اور مویشی میں حصہ، پس انہوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ

کے لیے ہے اپنے خیال کے مطابق، اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے پس وہ حصہ جو ان کے شریکوں کا ہوتا تھا، پس وہ نہیں پہنچتا

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾

اللہ تعالیٰ کی طرف، اور وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کا ہوتا تھا پس وہ پہنچتا ان کے شریکوں کی طرف، برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا

اور اسی طرح مزین کیا بہت سے مشرکوں کے لیے ان کی اولاد کا قتل کرنا ان کے شریکوں نے۔ تاکہ ان کو ہلاک کر دیں اور تاکہ خلط ملط

عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

کر دیں ان پر ان کا دین، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ کرتے وہ لوگ یہ کام، پس ان کو چھوڑ دے اور اس کو جو وہ افتراء باندھتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ذَرَاَ: اس نے پیدا کیا، بِزَعْمِهِمْ: ان کے گمان میں، لِشُرَكَآئِنَا: ہمارے معبودوں کے لیے، لِشُرَكَآئِهِمْ: ان کے معبودوں کے لیے، يَصِلُ: وہ پہنچ جاتا ہے، يَحْكُمُوْنَ: وہ حکم لگاتے ہیں، شُرَكَآؤُهُمْ: ان کے معبود، لِيُرْدُوْهُمْ: تاکہ وہ برباد کریں انہیں۔

ربط:

پہلے تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرک جنوں اور انسانوں سے سوال کریں گے کہ تم نے یہ کارروائی کی۔ آگے شرک کے بعض جزئیات بتلاتے ہیں کہ شرک کرنے والوں نے یہ یہ کیا۔

تفسیری نکات: مشرکین کی اپنے جھوٹے معبودوں کے لیے غلط تقسیم:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا اور بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس چیز سے جو اس نے پیدا کی ہے کھیتی اور مویشی سے حصہ۔ زمین سے جو فصلیں پیدا ہوتیں اناج اور پھل پیدا ہوتے ان میں سے ایک حصہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا ہوا تھا مثلاً دسواں حصہ کہ جو فصل پیدا ہوتی اس کا دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے نام کا نکالتے اسی طرح جو جانور تھے بھیڑ، بکریاں اونٹ، گائے یا بیل وغیرہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا نکالتے۔ فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ پس انہوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے یعنی ایک حصہ شریکوں کے لیے مقرر کیا ہوا تھا مثلاً دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کا اور گیارھوں شریکوں کا، لات، منات، عزیٰ اور ہبل کا اب دیکھو ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کی کتنی قدر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ پہلے نکالتے پھر اپنے دوسرے معبودوں کا نکالتے اللہ تعالیٰ کی کتنی قدر ہے۔

فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ پس وہ حصہ جو ان کے شریکوں کا ہوتا تھا پس وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کی طرف مطلب یہ ہے کہ فصل وغیرہ سے جب اللہ تعالیٰ اور شریکوں کا حصہ نکالتے تو ایک ڈھیری اللہ تعالیٰ کی ہوتی اور دوسری ڈھیری شریکوں کے لیے اگر ان کی شریکوں والی ڈھیری سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کی ڈھیری کے ساتھ مل جاتے تو فوراً الگ کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ تو محتاج نہیں ہے اور یہ محتاج ہیں۔ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ اور وہ حصہ جو اللہ

تعالیٰ کا ہوتا تھا۔ پس وہ پہنچتا ان کے شریکوں کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی ڈھیری اور حصہ سے بچے کے کھیلنے یا اور کسی وجہ سے کچھ دانے شریکوں کی ڈھیری میں مل جاتے تو کہتے رہنے دو محتاج ہیں اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

مشرکین اپنی اولاد کو قتل کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور اسی طرح مزین کیا بہت سے مشرکوں کے لیے۔

قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ اپنی اولاد کا قتل کرنا ان کے شریکوں نے۔ مشرکوں نے یہ ذہن بنایا ہوا تھا کہ اگر کسی کے دس بیٹے ہو جائیں تو دسویں کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اپنے بھائیوں میں دسویں تھے اس قاعدے کے مطابق ان کو جب ذبح کرنے کے لیے لے گئے تو ان کی پھوپھیاں آڑے آگئیں انہوں نے کہا کہ ان کے بدلے اونٹوں کا فدیہ دے دو ہم اپنے بھائی کو ذبح نہیں کرنے دیں گی تو ان کے بدلے میں سو اونٹ ذبح کیے گئے اور ان کا یہ بھی ذہن بنایا گیا تھا کہ بتوں کے نام پر بچوں کو ذبح کرنے کا بڑا فائدہ ہوتا ہے وہ جاہل لوگ اپنے بچوں جیسی عزیز متاع کو معبودان باطلہ کے نام پر ذبح کر دیتے تھے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا۔ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ تاکہ ان کو ہلاک کر دیں نسل برباد کر دیں اور تاکہ خلط ملط کر دیں ان پر ان کا دین کہ جو چیزیں دین نہیں ہیں ان کو دین میں ملا دیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ کرتے وہ لوگ یہ کام۔ جبراً اللہ تعالیٰ روکنا چاہے تو وہ نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ بات میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر جبر نہیں کرتا اس نے انسانوں اور جنوں کو اختیار دیا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ. پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اور نیکی بدی کی ہر ایک کو طاقت دی ہے اور دونوں کا انجام بھی بتا دیا ہے بس جس راستے پر کوئی چلنا چاہتا ہے اس پر چلے۔ قیامت والے دن ہر چیز سامنے آجائے گی۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ پس ان کو چھوڑ دے اور اس کو جو وہ افترا باندھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کریں ان کی باتوں میں نہ آئیں اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے شرک بڑی قبیح اور بری چیز ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ

اور کہا انہوں نے یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہیں ان دونوں کو نہیں کھائے گا کوئی مگر وہ شخص جس کو ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق۔

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

اور کچھ جانور ہیں حرام کر دی گئی ان کی پشتوں پر سواری۔ اور کچھ جانور ایسے ہیں کہ نہیں ذکر کرتے ان پر اللہ تعالیٰ کا نام اللہ تعالیٰ

افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ

پر افتراء کرتے ہوئے۔ عنقریب ان کو بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ اس چیز کا جو وہ افتراء کرتے رہے۔ اور کہا انہوں نے جو کچھ ان

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ

جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ خالص ہے ہمارے مردوں کے لیے اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور اگر ہو وہ مردہ ہے پس وہ

فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ

سب اس میں شریک ہوتے ہیں۔ ضرور اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا اس بیان کا بیشک وہ حکمت والا ہے جاننے والا ہے۔ تحقیق

خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا

نقصان میں پڑے ہیں وہ لوگ جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو حماقت کرتے ہوئے علم کے بغیر۔ اور انہوں نے حرام کیا اس چیز کو جو

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع

اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا افتراء کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر، تحقیق وہ گمراہ ہوئے اور نہ ہوتے وہ ہدایت پانے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حِجْرٌ: ممنوع ومخصوص، يَطْعَمُهَآ: کھائے گا اُن کو، سَيَجْزِيْهِمْ: عنقریب وہ بدلہ دے گا انہیں، بُطُوْنِ: پیٹ، لِذُكُوْرِنَا: ہمارے مردوں کے لیے، اَزْوَاجِنَا: ہماری عورتیں، وَصْفَهُمْ: ان کی من گھڑت باتیں، قَتَلُوْٓا: انہوں نے قتل کیا، سَفَهًا: حماقت سے، حَرَّمُوْا: انہوں نے حرام کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی مشرکین عرب کے احمقانہ عقائد کا بیان ہوا اور ان کا ردّ ہوا۔ اب بھی ان کے احمقانہ عقائد کا بیان ہو رہا ہے اور ردّ بھی ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین عرب کے مزید کچھ احمقانہ عقائد کا بیان:

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ اور کہا انہوں نے یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہیں ان دونوں کو نہیں کھائے گا کوئی مگر وہ شخص جس کو ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق مثلاً کہتے اس جانور کا دودھ وہ پی سکتا ہے جو لات کا چیلہ ہو اس جانور پر سواری وہ کر سکتا ہے جو منات کا پجاری ہے اس رقبے کی پیداوار صرف لات منات عزیٰ کے پجاریوں کے لیے جائز ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

وَاَنۡعَامٌ حُرِّمَتۡ ظُهُوۡرُهَا اور کچھ جانور ہیں حرام کر دی گئی ان کی پشتوں پر سواری۔ ساتویں پارے میں آتا ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ. نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ کوئی وصیلہ اور نہ کوئی حام، حام اس نر کو کہتے ہیں جس نے چند مرتبہ جفتی کر لی ہو مثلاً اونٹ ہے اس نے دس اونٹنیوں کے ساتھ جفتی کر لی یا بیل ہے اس نے دس گائیوں کے ساتھ جفتی کر لی تو ایسے اونٹ پر سواری کرنا، بوجھ لادنا حرام سمجھتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کو تمہاری سواری کے لیے اور تمہارے سامان اٹھانے کے لیے پیدا فرمایا ہے تم کون ہوتے ہو اس پر حرام کا حکم لگانے والے۔

وَاَنۡعَامٌ لَّا يَذۡكُرُوۡنَ اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا اور کچھ جانور ایسے ہیں کہ نہیں ذکر کرتے ان پر اللہ تعالیٰ کا نام۔ ذبح کرتے وقت بلکہ لات، منات، عزیٰ کا نام ذکر کرتے۔ مثلاً ذبح کرتے وقت کہتے باسم اللات باسم المنات. اور کھا جاتے حالانکہ جانور کے حلال ہونے کے لیے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا شرط ہے اگر کوئی شخص بسم اللہ اللہ اکبر کی جگہ مکمل سورۃ یٰسین پڑھ لے یا درود شریف پڑھ کر ذبح کرے تو جانور حلال نہیں ہوگا۔ حالانکہ سورۃ یٰسین اور درود شریف کا کتنا درجہ ہے۔

افۡتِرَآءً عَلَيۡهِ ؕ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس طرح کرنا بھی اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔ سَيَجۡزِيۡهِمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ عنقریب ان کو بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ اس چیز کا جو وہ افتراء کر رہے ہیں بس مرنے کی دیر ہے بدلا سامنے آجائے گا ان خرافات کا۔

وَقَالُوۡا مَا فِىۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ اور کہا انہوں نے جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے مثلاً اونٹنی ہے، گائے ہے، بکری ہے ان مادہ جانوروں کے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ خَالِصَةٌ لِّذُكُوۡرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزۡوَاجِنَا ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مَّيۡتَةً فَهُمۡ فِيۡهِ شُرَكَآءُ ؕ وہ خالص ہے ہمارے مردوں کے لیے اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور اگر ہو وہ مردہ پس وہ سب اس میں شریک ہوتے ہیں اگر بچہ زندہ پیدا ہوتا تو کہتے کہ یہ مردوں کو کھانا حلال ہے اور عورتوں کو کھانا حرام ہے اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوتا تو کہتے کہ یہ مردہ بچہ مردوں کے لیے بھی حلال ہے اور عورتوں کے لیے بھی حلال ہے وہ بھی کھا سکتی ہیں سوال یہ ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار تمہیں کس نے دیا ہے؟

سَيَجۡزِيۡهِمۡ وَصۡفَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ضرور اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا اس بیان کا بیشک وہ حکمت والا ہے جاننے والا ہے اگر فوری طور پر سزا نہیں دیتا تو اس میں کوئی حکمت ہے۔

قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ سَفَهًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ تحقیق نقصان میں پڑے ہیں وہ لوگ جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو حماقت کرتے ہوئے علم کے بغیر۔

وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اورانہوں نے حرام کیا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا۔ افترا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح کہا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) تحقیق وہ گمراہ ہوئے اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والوں میں سے۔ خلاصہ یہ کہ کسی شے کو حلال وحرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے مخلوق میں سے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے پیدا کیے باغات جن کو چھتریوں پر چڑھایا جاتا ہے اور وہ جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے۔

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

اور کھجوریں پیدا کیں اور کھیتی، مختلف ہیں پھل اس کے، اور زیتون پیدا کیا، اور انار جو ایک دوسرے ملتے جلتے ہیں،

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ

اور جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے جلتے، کھاؤ ان کے پھلوں کو جس وقت وہ پھل دار ہوں۔ اور اس کا حق ادا کرو اس کے کاٹنے کے دن،

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً

اور اسراف نہ کرو بیشک وہ محبت نہیں کرتا اسراف کرنے والوں سے۔ اور اس نے پیدا کیے جانوروں میں سے بوجھ اٹھانے

وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

والے، اور زمین کے ساتھ لگے ہوئے، کھاؤ اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے، اور نہ پیروی کرو شیطان کے

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾

قدموں کی، بیشک وہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْشَاَ: اس نے پیدا کیا، اَلزَّرْعَ: کھیتی، مُخْتَلِفًا: مختلف قسم کے، اُكُلُهٗ: اس کا پھل، حَقَّهٗ: اس کا حق، حَصَادِهٖ: اس کا کاٹنا، لَا تُسْرِفُوْا: حد سے نہ بڑھو، اَلْمُسْرِفِيْنَ: حد سے بڑھنے والے، حَمُوْلَةً: بوجھ اٹھانے والا، فَرْشًا: زمین سے لگے ہوئے۔

ربط:

سابقہ آیات میں تھا کہ انہوں نے کھیتی اور جانوروں میں سے بعض کو حلال اور بعض کو حرام بنایا اللہ نے فرمایا کہ تمام

کھیتی اور جانور اللہ نے پیدا کیے ہیں لات، منات، عزیٰ، نے تو کچھ پیدا نہیں کیا پھر ان کے حصے مقرر کرنے کا کیا مطلب؟ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر فرما کر اعلان فرماتا ہے کہ یہ سب نعمتیں میں نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں پس ان نعمتوں کو کھاؤ ہاں اسراف نہ کرو۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی کچھ نعمتوں کا تذکرہ:

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے پیدا کیے باغات جن کو چھتریوں پر چڑھایا جاتا ہے۔

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ اور وہ جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے۔ بعض پھل تو بڑے بڑے درختوں پر لگتے ہیں البتہ بعض پھل اور سبزیاں بیلوں میں پیدا ہوتی ہیں ان بیلوں کو لکڑی کی چھتری سی بنا کر ان پر چڑھا دیا جاتا ہے یا دیواروں یا درختوں پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات ویسے ہی زمین پر ہی پڑے رہنے دیا جاتا ہے۔

وَّالنَّخْلَ اور کھجوریں پیدا کیں عرب کے بہت سے علاقے ایسے تھے کہ جن کی خوراک ہی کھجوریں تھیں اور کھجوروں کی پیداوار پر ہی ان کی روزی کا سلسلہ چلتا تھا۔ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ اور کھیتی کہ مختلف ہیں پھل ان کے مکئی کے دانے اور رنگ کے ہیں گندم کے دانے اور رنگ کے ہیں باجرے کے اور رنگ کے ہیں مونجی اور رنگ کی ہے چنے اور مسور کا رنگ مختلف ہے مونگی کا اور ہے ماش کا اور ہے۔ وَالزَّيْتُوْنَ اور زیتون پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے تذکرے میں زیتون کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جس کا پھل بھی کھایا جاتا ہے اور تیل بھی انسان استعمال کرتا ہے۔

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اور انار کو اس نے پیدا کیا۔ جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے جلتے۔ بعض دفعہ ایک انار کا دانہ دوسرے کے ساتھ ملتا ہے اور بعض دفعہ نہیں ملتا ایک چھوٹا ہوتا ہے ایک بڑا ہوتا ہے ایک میٹھا ہوتا ہے ایک ترش ہوتا ہے ایک انار کا رنگ سفید ہوتا ہے اور دوسرے کا سرخ ہوتا ہے۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ کھاؤ ان کے پھلوں کو جس وقت وہ پھل دار ہوں۔ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ اس کے کاٹنے کے دن۔ یعنی جس دن فصلیں کاٹو ان کا حق ادا کرو یعنی عُشر ادا کرو۔

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اور اسراف نہ کرو کہ فصل کے پکنے پر واہی تباہی قسم کا خرچ کرتے ہیں اس کی اجازت نہیں ہے۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ بیشک وہ محبت نہیں کرتا اسراف کرنے والوں سے یہ درخت پھل اور میوے تمام کے تمام اسی نے پیدا فرمائے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے فرامین کے مطابق چلو۔ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً اور اس نے پیدا کیے جانوروں میں سے بوجھ اٹھانے والے اونٹ، بیل، گھوڑا اور گدھا وغیرہ ان پر لوگ بوجھ لادتے ہیں۔ وَّفَرْشًا ؕ اور زمین کے ساتھ لگے ہوئے یعنی چھوٹے قد والے جیسے بھیڑ، بکریاں وغیرہ جو زمین پر بچھی ہوئی ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ نے پیدا

فرمائی ہیں۔ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔ کیوں؟ بیشک وہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ

یہ آٹھ قسم کے جانور ہیں بھیڑوں میں سے دو ہیں اور بکریوں میں سے دو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا ان دونوں کے نر اللہ تعالیٰ

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

نے حرام کیے ہیں، یا ان دونوں کی مادہ کو یا جس پر مشتمل ہیں دونوں مادہ کے رحم، خبر دو مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

سچے۔ اور اونٹوں میں سے دو ہیں اور گائے میں سے دو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا ان دونوں کے نروں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے،

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ

یا ان دو کی مادہ کو، یا جس پر مشتمل ہیں دونوں مادہ کے رحم، کیا تم حاضر تھے جب اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا تاکیدی

اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

حکم دیا تھا۔ پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر علم کے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ ع

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا اس قوم کو جو ظالم ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ثَمٰنِيَةَ: آٹھ، اَلضَّاْنِ: دُنبہ، اِثْنَيْنِ: دو (نر و مادہ)، اَلْمَعْزِ: بکری، اَلذَّكَرَيْنِ: دو نر، اَلْاِبِلِ: اُونٹ، وَصّٰىكُمْ: اس نے حکم دیا تمہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ مشرکین عرب نے خود ساختہ طور پر کچھ جانوروں کو حلال کیا ہوا تھا اور کچھ کو حرام کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن آٹھ قسم کے جانوروں کو حلال قرار دیا ہے ان کی تشریح و توضیح فرمائی گئی ہے۔

تفسیری نکات: اے کافرو کسی جانور کو حرام کرنے کا تمہارے پاس کیا معیار ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ یہ آٹھ قسم کے جانور ہیں۔

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ بھیڑوں میں سے دو ہیں۔ ضان. اون والے جانور کو کہتے ہیں۔ بھیڑ اور دنبہ اس میں آتے ہیں نر اور مادہ چکی ہو یا نہ ہو سینگ ہوں یا نہ ہوں۔ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ اور بکریوں میں سے دو ہیں نر اور مادہ۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ کیا ان دونوں کے نروں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے یا ان دو کی مادہ کو؟ بتاؤ! دنبہ حرام ہے یا بھیڑ؟ بکرا حرام ہے یا بکری؟ بھیڑ حرام ہے یا چھترا؟

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ یا جس پر مشتمل ہیں دونوں مادہ کے رحم یعنی جو بھیڑ کے پیٹ میں ہے وہ حرام ہے یا جو بکری کے پیٹ میں ہے وہ حرام ہے؟ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ خبر دو مجھے علم کے ساتھ کوئی علمی دلیل پیش کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ اور اونٹوں میں سے دو ہیں نر اور مادہ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ اور گائے میں سے دو ہیں نر اور مادہ۔ قُلْ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیں ءٰٓالذَّكَرَيْنِ کیا ان دونوں کے نروں کو حَرَّمَ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا ان دو کی مادہ کو اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ جس پر مشتمل ہیں دونوں مادہ کے رحم بتاؤ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ حرام ہے یا گائے کے پیٹ میں جو ہے وہ حرام ہے تم جو کہتے ہو۔ هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ. یہ جانور اور کھیتی ممنوع ہے۔ لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ. اسے کوئی نہیں کھا سکتا مگر وہ جس کو ہم چاہیں یہ تمہیں کس نے کہا ہے؟ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ کیا تم حاضر تھے۔ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا تاکیدی حکم دیا تھا کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے۔ جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حلال حرام ٹھہرانے کا اختیار کسی کو دیا ہے۔

لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر علم کے کیونکہ غلط کام کرنا گمراہی ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ہے اس قوم کو جو ظالم ہے۔ یعنی جو کفر اور شرک پر ڈھٹائی سے جمے ہوئے ہیں۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیں میں نہیں پاتا ان احکام میں جو میری طرف وحی کیے گئے ہیں کسی چیز کو حرام کسی کھانے والے

اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ

پر جو اس کو کھائے مگر یہ کہ ہو وہ مردار، یا خون بہایا گیا یا خنزیر کا گوشت پس بیشک وہ خنزیر ناپاک ہے یا نافرمانی کی گئی ہو جو نام

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

زد کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر اس کو، پس جو شخص مجبور کیا گیا لذت تلاش کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو

فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ

پس بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے سے

وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا

اور بھیڑ بکریوں سے حرام کر دیں ہم نے ان پر ان کی چربیاں، مگر وہ چربی جو ان کی پشتوں کے ساتھ لگی ہوئی ہو یا آنتوں کے

اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ

ساتھ یا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا ان کی سرکشی کا، اور البتہ ہم سچے ہیں پس اگر وہ آپ (ﷺ) کو

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

جھٹلائیں تو پس آپ (ﷺ) کہہ دیں تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور نہیں ٹالا جاتا اس کا عذاب مجرم قوم سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَجِدُ: میں پاتا ہوں، مُحَرَّمًا: حرام کیا ہوا، طَاعِمٍ: کھانے والا، دَمًا: خون، مَسْفُوْحًا: بہتا ہوا، فِسْقًا: گناہ (شرک)، ظُفُرٍ: ناخن، اَلْغَنَمِ: بکری، شُحُوْمَهُمَآ: ان دونوں کی چربیاں، حَمَلَتْ: (جو) اٹھایا ہے، ظُهُوْرُهُمَآ: ان دونوں کی پشت نے، اَلْحَوَايَآ: انتڑیاں، اِخْتَلَطَ: ملا ہوا ہے، بِعَظْمٍ: ہڈی کے ساتھ، جَزَيْنٰهُمْ: ہم نے بدلہ دیا ان کو، بِبَغْيِهِمْ: ان کی سرکشی کے سبب، صٰدِقُوْنَ: سچے، (لَا) يُرَدُّ: وہ (نہیں) ٹالا جا سکے گا، بَاْسُهٗ: اس کا عذاب۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ مشرکین عرب نے کچھ چیزیں خود ہی حرام اور کچھ حلال قرار دی ہوئیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خود ساختہ حلال اور حرام کو باطل قرار دیا۔ اب ان آیات میں اللہ وحدہ لاشریک ان چیزوں کو بیان فرما رہے ہیں جو حقیقتاً حرام ہیں۔

تفسیری نکات: مردار، خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام والی چیزیں حرام ہیں:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں لَآ اَجِدُ میں نہیں پاتا فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا ان احکام میں جو میری طرف وحی کیے گئے ہیں کسی چیز کو حرام عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً مگر یہ کہ ہو وہ مردار یعنی وہ جانور جو شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو حرام ہے اور یہ مشرک اس کو بھی کھا جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جس کو

رب مارے اس کے متعلق تم کہتے ہو کہ حرام ہے اور جو تم مارو تو کہتے ہو حلال ہے۔

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا نافرمانی کی گئی ہو جو نامزد کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر۔ نامزد کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز کسی بت، جن، فرشتے، نبی یا بزرگ کے تقرب یا خوشنودی کے لیے بطور نیاز دی جائے کہ وہ ہستی اس سے خوش ہو کر مجھے مصیبت سے بچالے گی میری مصیبت ٹل جائے گی میرا کام بن جائے گا اس ارادے سے اگر کوئی شے دے گا تو وہ حرام ہے چاہے وہ جانور ہو، دودھ ہو، کپڑا ہو، کھال ہو سب حرام ہیں ایسے جانور کو چاہے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے پھر بھی حرام ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مجبور کیا گیا غَيْرَ بَاغٍ لذت تلاش کرنے والا نہ ہو وَّلَا عَادٍ اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو اگر بھوک کی وجہ سے جان خطرے میں ہو اور خنزیر اور مردار کے علاوہ بھی کوئی چیز موجود نہ ہو تو اتنا کھانے کی اجازت ہے کہ جس سے جان بچ جائے۔ عَادٍ کا معنی ہے ضرورت سے زیادہ نہ کھائے کہ ایک چھٹانک کھانے سے جان بچ سکتی ہے تو چھ تولے نہ کھائے اور بَاغٍ کا معنی ہے لذت تلاش کرنے والا کہ اس کا ذائقہ کیا ہے ذائقے کے لیے بھی نہ کھائے اور ایسے موقع پر اگر نہ کھائے تو گناہ گار ہوگا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اجازت کو قبول نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کو قبول نہ کرنا بھی گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی شخص انتہائی پیاسا ہے کہ جان کا خطرہ ہے اور شراب کے سوا پینے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہے تو وہ اتنی شراب پی لے کہ جس سے جان بچ جائے اور اگر نہ پی اور مر گیا تو گنہگار مرا اور جان بچانے کے لیے جو حرام کھائے گا پیے گا اس کے لیے معافی ہے۔ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بیشک تیرا رب بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہود پر حلال جانوروں میں بھی بعض اشیاء حرام تھیں:

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا اور ان لوگوں پر جو یہودی ہیں حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اس سے مراد وہ جانور ہیں جن کے پاؤں پنجے کی شکل میں ہوں اور درمیان سے پھٹے ہوئے نہ ہوں جیسے اونٹ شتر مرغ، بطخ، مرغابی وغیرہ ہیں۔ وَمِنَ الْبَقَرِ اور گائے سے وَالْغَنَمِ اور بھیڑ بکریوں سے حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ حرام کر دیں، ہم نے ان پر ان کی چربیاں کہ ان کی چربی تم استعمال نہیں کر سکتے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ مگر وہ چربی جو ان کی پشتوں کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔

اَوِ الْحَوَايَآ حوایا، حَاوِيَة کی جمع ہے اور آنت کو کہتے ہیں یا آنتوں کے ساتھ جو چربی لگی ہوئی ہے۔ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ جائز ہے اور جو چربی گردوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے یا دنبے کی چکی والی چربی ہے اس طرح کی چربی حرام تھی۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا بِبَغْيِهِمْ ان کی سرکشی کا۔

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں اپنے احکام میں کہ جو نافرمانی کرے گا ہم اس کو دنیا میں بھی سزا دیں گے

اور آخرت میں بھی۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ پس اگر وہ گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں، معاذ اللہ تعالیٰ۔ فَقُلْ تو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ ورنہ جس وقت انہوں نے جھٹلایا تھا فوراً عذاب آجاتا مگر وہ مہربان ہے موقع دیتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو۔ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ اور نہیں ٹالا جاتا اس کا عذاب عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ مجرم قوم سے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں تاخیر ہوئی ہے تو مجرم یہ نہ سمجھیں کہ ہم بچ جائیں گے، وہ آکر رہے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا

تاکید کے ساتھ کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم شرک نہ کریں اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم

حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ

حرام ٹھہراتے کسی چیز کو، اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارے عذاب کا مزا۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں کیا ہے تمہارے پاس کوئی علم پس نکالو اس علم کو ہمارے سامنے، نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی

وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿148﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ

اور نہیں ہو تم مگر اٹکل پر چلتے ہو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے دلیل کامل پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿149﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ

تو تم سب کو ہدایت دے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے

فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ

ان چیزوں کو پس اگر وہ گواہی دیں پس آپ نہ گواہی دیں ان کے ساتھ اور نہ پیروی کریں ان لوگوں کی خواہشات کی جنہوں نے

ع ٥ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿150﴾

جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان لوگوں کی جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر اور وہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَآ اَشْرَكْنَا: ہم شرک نہ کرتے، اٰبَآؤُنَا: ہمارے باپ دادا، ذَاقُوْا: انہوں نے چکھا، عِنْدَكُمْ: تمہارے پاس،

فَتُخۡرِجُوۡهُ: کہ تم ظاہر کرو اُسے، تَتَّبِعُوۡنَ: تم پیروی کرتے ہو، تَخۡرُصُوۡنَ: تم اندازے لگاتے ہو، اَلۡبَالِغَةُ: پوری، نتیجہ خیز، هَلُمَّ: لے آو، (فَلَا) تَشۡهَدۡ: (پس نہ) آپ گواہی دینا۔

ربط:

سابقہ آیات میں گزرا کہ مشرکین عرب نے پیداوار اور جانوروں میں اللہ کے اور اپنے جھوٹے بتوں کے حصے بنائے ہوئے تھے اور حلال وحرام کے بھی خود ساختہ ضابطے بنائے ہوئے تھے۔ مشرکین نے اپنے ان شرکیہ افعال کے جواز پر دلائل پیش کیے یہاں ان کا ذکر ہے۔

اہم نکات: مشرکین کہتے ہیں کہ اگر یہ کام شرک ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں روکتا کیوں نہیں؟

سَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكۡنَا مشرکین نے اپنے شرک اور تحریم ساختہ کی دلیل پیش کی کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ تمہارے خیال میں شرک ہے جو ہم کرتے ہیں اور ان جانوروں کو جو ہم نے حرام کیا ہے تمہارے خیال میں یہ حرام نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ ہمیں روکتا کیوں نہیں؟

جواب: یہاں اجمال ہے تفصیل آگے چودھویں پارے میں سورہ نحل میں آئیگی وَقَالَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۳۵ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ مشرکوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے وہ راضی ہے جب ہی تو ہم کرتے ہیں اور اسی طرح اگر اللہ راضی نہ ہوتا تو ہم کسی چیز کو حرام نہ کرتے وہ کراتا ہے کرتے ہیں۔ پہلے اللہ نے اجمالاً بیان فرمایا آگے اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیسے؟ فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ کہ اللہ کی عبادت کرو تو اللہ تعالیٰ نے تو منع کیا۔

تفسیری نکات: مشرکین کی اپنے شرک کی بودی دلیل کا ردّ:

سَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا تاکید کے ساتھ کہیں گے وہ لوگ جنھوں نے شرک کیا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكۡنَا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم شرک نہ کریں، وہ ہمیں روکتا کیوں نہیں؟ لہٰذا وہ ہمارے شرک پر راضی ہے۔ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا اور نہ ہمارے باپ دادا، شرک کرتے اگر یہ بری چیز تھی تو اللہ تعالیٰ نے روکا کیوں نہیں؟ وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ شَىۡءٍ ؕ اور نہ ہم حرام ٹھہراتے کسی چیز کو ہم نے جو ان چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے روکا کیوں نہیں ہے؟

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارے عذاب کا مزا۔ آپ ﷺ کہہ دیں قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ کیا ہے تمہارے پاس کوئی علم فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ پس نکالو اس علم کو ہمارے سامنے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اور نہیں ہو تم مگر اٹکل پر چلتے ہو۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے دلیل کامل، وہ حجت کامل کیا ہے سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ تو ہم اس سے ورے ورے کسی کی عبادت نہ کرتے نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا ہم اور نہ ہمارے باپ دادا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ اور نہ ہم حرام ٹھہراتے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی شے کو اس نے چاہا ہے تو ہم نے ایسا کیا ہے كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ پس پیغمبروں کے ذمے اللہ تعالیٰ کے احکام کو کھول کر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے، کتابوں کے ذریعے، ان چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ البتہ جبراً نہیں روکا کہ وہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول اور ان کو حکم دیا۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہے اور کفر اور ایمان لانے پر کسی کو مجبور بھی نہیں کرتا۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم سب کو ہدایت دے۔ جبراً کہ تمہارے اندر سے کفر برائی کا اختیار سلب کر لے جس طرح فرشتوں کو بدی کرنے کا اختیار نہیں ہے مگر یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ لاؤ اپنے گواہ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ جو گواہی دیں اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان چیزوں کو جن کو تم حرام قرار دیتے ہو پھر اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کہا ہے۔ فَاِنْ شَهِدُوْا پس اگر وہ گواہی دیں کیونکہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ مل جاتے ہیں تو اگر چند مسخرے اور جھوٹے قسم کے لوگ اکٹھے ہو کر کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ پس آپ ﷺ نہ گواہی دیں ان کے ساتھ۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ اور نہ پیروی کریں ان لوگوں کی خواہشات کی۔ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَالَّذِيْنَ اور ان لوگوں کی لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر۔ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ اور

وہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔ ان کے جھوٹے دعووں میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے دراصل ہمیں سمجھایا گیا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں آؤ میں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو حرام قرار دی ہیں تمہارے رب نے تم پر، یہ کہ نہ شریک ٹھہراؤ اس کے

وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ

ساتھ کسی چیز کو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے ہم تمہیں رزق دیتے ہیں

وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ

اور انہیں بھی اور نہ قریب جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہر ہوں ان میں سے اور جو پوشیدہ ہوں اور نہ قتل کرو اس نفس کو جس کو

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا

اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ اور نہ قریب جاؤ

مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

تم یتیم کے مال کے مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی قوت اور جوانی کو اور پورا دو ماپ کر

بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

اور تول کر انصاف کے ساتھ، ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب تم بات کرو تو انصاف کی

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

بات کرو اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرو اس چیز کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بیشک یہ میرا راستہ ہے سیدھا پس تم اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو تم اور راستوں کی

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾

پس وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے، اس چیز کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتْلُ: میں پڑھ کر سناؤں، اِمْلَاقٍ: افلاس، نَرْزُقُكُمْ: ہم رزق دیتے ہیں تمہیں، اِيَّاهُمْ: ان کو بھی، اَلْفَوَاحِشَ:

بے حیائی کے کام، ظَهَرَ: (جو) ظاہر ہے، بَطَنَ: (جو) پوشیدہ ہے، اَلْيَتِيْمِ: یتیم، اَشُدَّهٗ: اس کا سن بلوغ، اَلْكَيْلَ: ناپنا، اَلْمِيْزَانَ: تولنا، (لَا) نُكَلِّفُ: ہم تکلیف (نہیں) دیتے، صِرَاطِيْ: میرا راستہ، (فَا) اتَّبِعُوْهُ: (پس) تم پیروی کرو اس کی، فَتَفَرَّقَ: (پس) وہ تم کو پراگندہ کردیں گے۔

ربط:

پہلے ان محرمات کا ذکر تھا جو حسّی ہیں جیسا کہ مردار، خون، خنزیر، غیر اللہ کے چڑھاوے وغیرہ۔ اب اللہ تعالیٰ ان محرمات کی فہرست بتلا رہے ہیں جو معنوی ہیں۔

تفسیری نکات: کچھ حرام کاموں کی تفصیل:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں آؤ میں تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو حرام قرار دی ہیں تمہارے رب عَلَيْكُمْ نے تم پر، جن کی تم پرواہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے کیا حرام کیا ہے؟

① ۔ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا یہ کہ نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ کسی کو۔ نہ انسانوں میں سے نہ جنوں میں سے نہ فرشتوں میں سے نہ شجر و حجر میں سے نہ جانوروں میں سے اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے نہ صفات میں نہ افعال میں، اللہ تعالیٰ نے شرک تم پر حرام کیا ہے۔

② ۔ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو ان کی توہین و تنقیص حرام ہے ان کی دل آزاری بھی حرام ہے چاہے قول سے ہو یا فعل سے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔

③ ۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے۔ عرب میں بعض خاندان تو ایسے تھے جو لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اور بعض لڑکوں کو بھی قتل کر دیتے تھے اپنے جھوٹے معبودوں کو خوش کرنے کے لیے اس کو کار ثواب سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو غربت کے خوف سے قتل کر دیتے تھے کہ ہم ان کو کھلائیں گے کہاں سے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اگر انہیں تم رزق کے خوف سے قتل کرتے ہو کہ کھائیں گے کہاں سے تو پہلے خودخودکشی کرو کہ تم کہاں سے کھاؤ گے جو اللہ تعالیٰ تمہیں دیتا ہے وہ ان کو بھی دے گا۔

④ ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ فواحش، فَاحِشَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بے حیائی معنی ہوگا اور نہ قریب جاؤ بے حیائیوں کے۔ مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو ظاہر ہوں ان میں سے یعنی کھل کے ہوتی ہوں جیسے ناچ مجرا وغیرہ قسم کی جو خرافات ہیں۔ وَمَا بَطَنَ جو چھپ کر ہوتی ہوں جیسے زنا وغیرہ۔

⑤ ۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ اور نہ قتل کرو اس نفس کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا

ہے مگر حق کے ساتھ۔ شریعت میں کسی کو قتل کرنے کی صرف تین صورتیں جائز ہیں ان کے علاوہ کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔
① کوئی شخص دین اسلام سے پھر جائے۔ ② کوئی شخص کسی کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ ③ کسی شادی شدہ شخص نے زنا کا ارتکاب کیا ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

⑥۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور نہ قریب جاؤ تم یتیم کے مال کے اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔ اور اچھا طریقہ یہی ہے کہ اس کے مال کی دیانت داری کے ساتھ حفاظت اور نگرانی کی جائے اور اس کے مال کے قریب نہ جاؤ کہ ہڑپ کرنے کی کوشش کرو حفاظت کرو۔ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی قوت اور جوانی کو۔ بالغ ہونے کے بعد اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔

⑦۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ اور پورا دو ماپ کر (اگر پیمانے میں ماپ کر چیز دینی ہے) اور تول کر بِالْقِسْطِ انصاف کے ساتھ۔ اگر ترازو سے تول کر دینی ہے نہ پیمانے میں گڑبڑ ہو اور نہ ترازو میں ڈنڈی مارو۔ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ ہر ایک کو ہم نے وہ احکام دیئے ہیں جو وہ آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے۔

⑧۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا اور جب تم بات کرو تو انصاف کی بات کرو۔ سوچ سمجھ کر کہ اس میں میری اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ تو نہیں ہوگی کہ اس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو اور بات بھی صحیح ہو۔ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ نہ ان کو تکلیف دینے کے لیے بات کرو اور نہ ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے بات کرو صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے بات کرو۔

⑨۔ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرو جو وعدہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھ کر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی الہ نہیں ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جو انہوں نے حکم دیا ہے وہ کرنا ہے۔ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اس چیز کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا اور بیشک یہ میرا راستہ ہے سیدھا یعنی یہ جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے ایک نمبر سے لے کر نو نمبر تک کے نکات تک۔ فَاتَّبِعُوْهُ پس تم اس کی پیروی کرو اب اگر کوئی اس کے خلاف عمل کرے گا جو چیزیں اوپر بیان ہوئی ہیں تو وہ صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور نہ پیروی کرو تم اور راستوں کی پس وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے اس چیز کا اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

پھر ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب مکمل کرتے ہوئے نعمت، اس شخص پر جس نے نیکی کی اور تفصیل ہر چیز کے لیے اور ہدایت

وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿154﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور رحمت تاکہ وہ لوگ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔ اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا برکت والی ہے

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿155﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ

پس تم اس کی پیروی کرو اور تم ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ پختہ بات ہے نازل کی گئی کتاب دو گروہوں پر

قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿156﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ

ہم سے پہلے اور بیشک ہم تھے ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر۔ یا تم یہ نہ کہو اگر بیشک اتاری جاتی ہمارے اوپر کتاب

لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ

تو ہم ہوتے ان سے زیادہ ہدایت والے پس تحقیق آ گئی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي

پس کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور اعراض کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ہم ضرور بدلہ دیں

الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿157﴾

گے ان لوگوں کو جو اعراض کرتے ہیں ہماری آیتوں سے برا عذاب اس وجہ سے کہ وہ اعراض کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَمَامًا: پوری ہوئی، اَحْسَنَ: اچھی طرح (عمل) کیا، طَآئِفَتَيْنِ: دو گروہ، دِرَاسَتِهِمْ: ان کا پڑھنا، غٰفِلِيْنَ: بے خبر، صَدَفَ: اس نے روکا۔

ربط:

سابقہ آیات میں صراط مستقیم کا بیان تھا اب ان آیات میں اس صراط مستقیم پر چلنے کا حکم دیا جا رہا ہے صراط مستقیم پر چلنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے بچ جاؤ گے۔

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نازل کیا جانا:

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ پھر ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ مکمل کرتے

ہوئے نیکی اس شخص پر جس نے نیکی کی۔یعنی یہ تورات نازل کر کے اپنی نعمت مکمل کی اس شخص پر جس نے دین کو اپنی زندگی پر نافذ کیا کیونکہ دین روحانی نعمت اور روح کی غذا ہے۔

وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ اور تفصیل ہر چیز کے لیے، اس وقت دینی اعتبار سے جو ان کی ضروریات تھیں تورات میں ان کی تفصیل تھی۔وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اور ہدایت اور رحمت۔یہ کتاب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کیوں دی تھی۔لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ تا کہ وہ لوگ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔

قرآن کے نزول کا مقصد:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا مُبٰرَكٌ برکت والی ہے۔فَاتَّبِعُوْهُ پس تم اس قرآن کی اتباع کرو وَاتَّقُوْا اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اور اس کے عذاب سے ڈرو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا تا کہ تم یہ نہ کہو اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا کہ پختہ بات ہے نازل کی گئی کتاب دو گروہوں یہود و نصاریٰ پر ہم سے پہلے۔وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ اور بے شک ہم تھے ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر۔

اس لیے ہم نے قرآن کریم عربی زبان میں نازل کیا تا کہ سمجھ سکو۔اَوْ تَقُوْلُوْا یا تم یہ نہ کہو۔لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ اگر بیشک اتاری جاتی ہمارے اوپر کتاب۔لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ تو ہم ہوتے ان سے زیادہ ہدایت والے۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ پس تحقیق آ گئی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے قرآن پاک جو الحمدللہ آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

وَهُدًى اور ہدایت ہے۔وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفا ہے۔فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ پس کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔وَصَدَفَ عَنْهَا اور اعراض کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے۔سَنَجْزِي الَّذِيْنَ ہم ضرور بدلہ دیں گے ان لوگوں کو۔يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا جو اعراض کرتے ہیں ہماری آیتوں سے۔سُوْٓءَ الْعَذَابِ برا عذاب۔بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ اعراض کرتے ہیں۔لہٰذا اس کا بدلہ ان کو ضرور ملے گا۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ط

نہیں وہ انتظار کرتے مگر اس بات کا کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے تیرا رب یا آئیں تیرے رب کی بعض نشانیاں۔

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

جس دن آئیں گی تیرے رب کی بعض نشانیاں نہیں نفع دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان جو نفس کہ ایمان نہیں لایا تھا اس سے پہلے

اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

یا اس نے نہیں کمائی اپنے ایمان میں کوئی نیکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں انتظار کرو بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ بیشک وہ

الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ

لوگ جنھوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بے شک ان کا معاملہ

اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے پھر وہ ان کو بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے۔ جو شخص لایا ایک نیکی پس اس کے لیے دس گنا اجر ہے

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور جو شخص لایا برائی پس نہیں بدلا دیا جائے گا مگر اس کے مثل اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِيْمَانُهَا: اس کا ایمان، اٰمَنَتْ: ایمان لایا، اِنْتَظِرُوْٓا: تم منتظر رہو، مُنْتَظِرُوْنَ: انتظار کرنے والے، فَرَّقُوْا: (جنھوں نے) جدا جدا کر دیا، اَمْرُهُمْ: ان کا معاملہ عَشْرُ: دس حصے، اَمْثَالِهَا: اس کے جتنے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ یہ برکت والی کتاب ہم نے نازل کی اس کا اتباع کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے اب ان آیات میں ان لوگوں کا بیان ہے جنھوں نے اس کتاب ہدایت سے منہ موڑا تو ان کا کیا حشر ہوگا۔

تفسیری نکات: توبہ کا دروازہ کب بند ہوگا:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں وہ انتظار کرتے اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مگر اس بات کا کہ آئیں ان کے پاس فرشتے عذاب کے ساتھ پھر مانیں گے؟ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ یا آئیں تیرے رب کی بعض نشانیاں۔ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ جس دن آئیں گی تیرے ربّ کی بعض نشانیاں لَا يَنْفَعُ نَفْسًا نہیں نفع دے گا کسی نفس کو۔ اِيْمَانُهَا اس کا ایمان۔ لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ جو نفس کہ ایمان نہیں لایا تھا اس سے پہلے۔ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا یا اس نے نہیں کمائی اپنے ایمان میں کوئی نیکی یہ کون سی نشانیاں ہیں جن کے ظہور کے بعد کوئی خیر اور نیکی کام نہیں آئے گی۔ وہ علامات قیامت ہیں جن میں ① دابۃ الارض کا صفا کی پہاڑی سے نکلنا، ② سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہیں۔ یہ دونوں واقعے ایک دن ہی ہوں گے اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں انتظار کرو۔ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں اس کے بعد

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں۔
وَكَانُوْا شِيَعًا اور ہو گئے گروہ۔ شِيَعًا شِيْعَةٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے گروہ۔ تو معنی ہوگا اور گروہ بن گئے فرقے بن گئے۔ لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ بیشک ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ. پھر وہ ان کو بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے۔

نیکیوں کا بدلہ بڑھا کر دیا جائے گا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا. جو شخص لایا ایک نیکی پس اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے سبحان اللہ۔ تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور ایک گناہ اُس کا کم کر دیا جائے گا اور ایک درجہ بھی بلند ہوگا اسی طرح کوئی الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو دس نیکیاں ملیں گی۔ یا اللہ اکبر۔ کہتا ہے یا کسی مسلمان بھائی کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کہتا ہے یا۔ وعلیکم السلام۔ کہتا ہے تو دس نیکیاں ملیں گی غرضیکہ کوئی بھی قولی یا فعلی طور پر نیکی کا کام ہو اس پر دس گنا اجر ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا تو یہ نیکیاں اس سے بھی زیادہ تعداد میں عطا فرما دے گا۔
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ اور جو شخص لایا برائی۔ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا پس نہیں بدلا دیا جائے گا مگر اس کے مثل یعنی برائی ایک کی تو ایک ہی لکھی جائے گی زیادہ نہیں لکھی جائیں گی اور نیکیاں ہر ایک پر دس یا سات سو اور اس سے بھی زیادہ اتنی بڑی بخشش اور رخصت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص دوزخ میں جائے تو یقیناً انتہائی بدبخت انسان ہے۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا کسی کی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی اور بدی سے زیادہ اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک مجھے ہدایت دی ہے میرے رب نے سیدھے راستے کی۔ دین ہے سیدھا، ملت ہے ابراہیم علیہ السلام

حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿161﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ

کی جو یکسو ہونے والے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی

وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿162﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿163﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ

اور میں فرمانبرداروں میں سب سے پہلا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا اللہ تعالیٰ کے سوا میں تلاش کروں کسی اور کو رب

كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

حالانکہ وہی ہے رب ہر چیز کا اور نہیں کماتا کوئی نفس مگر اسی پر پڑتی ہے اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ،

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝١٦٤ وَهُوَ الَّذِيْ

پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے پس وہ تمہیں خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ اور وہ وہی ذات ہے جس نے

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ

بنایا تمہیں زمین کا خلیفہ اور بلند کیا تم میں بعض کو بعض پر درجوں میں تاکہ وہ تمہارا امتحان لے ان چیزوں میں جو اس نے

اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٦٥ ع ١١

تمہیں دی ہیں بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَدٰىنِيْ : ہدایت دی مجھے، قِيَمًا : درست، صَلَاتِيْ: میری نماز، نُسُكِيْ: میری قربانی، مَحْيَايَ: میری زندگی، مَمَاتِيْ: میری موت، (لَا) شَرِيْكَ: کوئی شریک (نہیں)، اَلْمُسْلِمِيْنَ: ماننے والے، اَبْغِيْ: میں تلاش کروں، رَبًّا: ربّ بنانے کے لیے، (لَا) تَكْسِبُ: (نہیں) کماتا (کوئی نفس)، (لَا) تَزِرُ: (نہیں) اٹھائے گا، وَازِرَةٌ: بوجھ اٹھانے والا، وِزْرَ: بوجھ، خَلٰٓئِفَ: خلیفے، نائب۔

ربط:

اس سے دو رکوع پہلے صراط مستقیم کا بیان ہوا تھا کہ شرک نہ کرو۔ والدین کی نافرمانی نہ کرو غربت کی وجہ سے اولاد قتل نہ کرو بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، یتیم کا مال نہ کھاؤ، ناپ تول پورا پورا کرو، جب بات کرو حق اور انصاف کی بات کرو۔ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے قول قرار کو پورا کرو اور آپس میں بھی جو جائز وعدہ کرو اسے پورا کرو۔ اب بیان کیا جا رہا ہے کہ یہی سیدھا راستہ ہے اور اے عرب کے رہنے والو یہ تمہارے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی راستہ ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمہارے جد (ابراہیم علیہ السلام) کی تعلیمات ہیں:

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک مجھے ہدایت دی ہے میرے رب نے رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ سیدھے راستے کی۔

صراط مستقیم کی تفسیر دو رکوع پیچھے گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو غربت کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو بے حیائی کے قریب نہ جاؤ۔ اور کسی کو ناحق قتل نہ کرو اور یتیم کے مال کے

قریب نہ جاؤ۔ پورا ناپ اور پورا تول کرو اور جب بات کرو تو انصاف کی کرو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرو اور مخلوق کے ساتھ جو جائز وعدہ کیا ہے اس کو بھی پورا کرو ان چیزوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس میں عقائد بھی ہیں اعمال اور اخلاق بھی معاملات بھی۔ دِيْنًا قِيَمًا دین ہے سیدھا اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ ملت ہے ابراہیم علیہ السلام کی جو یکسو ہونے والے تھے سب کو چھوڑ کر۔ باپ نے مخالفت کی اس وقت کے بادشاہ نے مخالفت کی عزیز رشتہ داروں نے مخالفت کی بڑا زور لگایا اور ان سے جو کچھ ہو سکتا تھا انہوں نے کیا مگر ابراہیم علیہ السلام نے صراط مستقیم کو نہیں چھوڑا۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّ صَلَاتِيْ بیشک میری نماز وَنُسُكِيْ اور میری قربانی وَمَحْيَايَ اور میری زندگی وَمَمَاتِيْ اور میری موت لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اس کے کاموں میں اس کا کوئی شریک ہے۔ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں نماز پڑھوں، قربانی دوں اور اپنی موت وحیات کو اللہ تعالیٰ کے لیے سمجھوں۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اور میں فرمانبرداروں میں سب سے پہلا ہوں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو اس کا سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اقرار کیا ہے کیونکہ اگر خود تسلیم نہ کریں تو دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا میں کوئی دوسرا معبود تلاش کروں۔ وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حالانکہ وہی ہے رب ہر چیز کا میں اس رب کو چھوڑ کر اوروں کو پوجنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ اور نہیں کماتا کوئی نفس مگر اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ فَيُنَبِّئُكُمْ پس وہ تمہیں خبر دے گا۔ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ جن میں تم اختلاف کرتے تھے یعنی جن حق اور صحیح چیزوں میں تم نے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ تمہیں خبر دے گا یعنی ان کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ وہی ذات ہے جَعَلَكُمْ جس نے بنایا تمہیں خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ زمین کا خلیفہ۔ پہلے تمہارے آباء واجداد رہتے اور آباد تھے اب تم ہو پھر تمہاری اولاد آجائے گی یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں درجات رکھے ہیں:

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اور بلند کیا تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں، شکل میں، عقل میں، قدوقامت میں، مال ودولت میں، منصب اور مرتبے میں، کسی کو زیادہ کسی کو کم، ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہے کسی کا قد بڑا ہے کسی کا چھوٹا ہے کوئی زیادہ سمجھ دار ہے۔ اور کوئی کم ہے کسی کی اولاد زیادہ ہے اور کسی کی تھوڑی ہے کوئی زیادہ مالدار ہے اور کوئی کم کوئی اعلیٰ منصب پر فائز ہے کوئی ادنیٰ پر ہے۔

لِّيَبْلُوَكُمْ تاکہ وہ تمہارا امتحان لے فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ان چیزوں میں جو اس نے تمہیں دی ہیں اِنَّ رَبَّكَ بیشک تیرا رب سَرِيْعُ الْعِقَابِ جلد سزا دینے والا ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رکھو وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور بیشک وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔ نافرمانوں کو سزا دے گا اور اطاعت کرنے والوں کو بخش دے گا۔



نل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.cor
042-37361591, 0331-6415241, 0332-3738